

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U205:7

[illegible]

الاجارہ صحیحہ و نامانی الفاسدۃ فلا یجوز الاجر الا للحقیقۃ الاستفادۃ فی العاقبۃ ورنہ یجوز انتفاع اس وقت ہر
 جب کہ صحیح اجارہ ہو اور اجارہ فاسدہ میں تو اجرت واجب نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع فقہا قدرت سے چاہے کہ عبادہ میں شرع بیان کیا ہو
 ظاہر مافی الاسطاف اخرجہ الخ وحب اجرتہ فی الفاسدۃ بالتمکن کذا فی الاشباہ اور ظاہر قول سحات کا نخل دانی ہر وقت اس وقت کی اجرت کا
 اجارہ میں واجب ہوگی قدرت انتفاع سے کذا فی الاشباہ ہم خلاصہ عبارت سحات یہ کہ وقت کے اجارہ فاسدہ میں اگر عزمت ہو سکونت نہ ہو
 اجرت لازم نہیں منتقدین کے قول پر انتہی تو صاحب اشباہ سمجھا کہ قبول تاخرین اجرت لازم ہو حالانکہ متاخرین کا خلاف اس میں نظر نہیں آیا اور اجرت میں
 شو و صرح ہو کہ وقت کی اجرت اجارہ فاسدہ میں لازم نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع سے انتہی اور یہ صریح ہر عدم وجوب میں صریح وقت کا حکم معلوم
 ہوا تو مال شیم وغیرہ کا بھی حکم معلوم ہو گیا ہمیں شارح اپنا ردو بیان کر گیا کذا فی الطحاوی واندھا قلت ولی مال یتیم و احد الاستقلال الاستاجر فی بیع
 الوفا مائی مافی بہ علماء الروم کہ لکھن محل ترد و فیہ یتیم کہتا ہوں اور کیا یتیم کا مال اور جو چیز کے غیرہ کے واسطے مہیا ہو اور بیع الوفا کے
 اجارہ والی چیز جو بیع فاسدہ سے رویم بھی اس طرح وقت کے مانند چیز بدو فاسدہ میں جو کو مسائل نہ کورہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے ہم کہہ رہے ہیں کہ مقام یتیم
 چنانچہ ہم مذکور کر چکے ہیں واسطے کہ اگر اجارہ صحیح ہو تو قدرت انتفاع اس میں کافی ہو اور اگر اجارہ فاسدہ ہو تو اس کے حکم میں کچھ تاخیر نہیں ہے بیع الوفا کی صورت
 ہو کہ بیع الوفا کے تابع ہے اور بیع الوفا کی صورت میں اس چیز کا جو بطریق بیع الوفا کی صورت میں اور یہ اجارہ تاخیر میں شری کے واقع ہوا اور نہ اجارہ میں اجارہ
 صحیح ہو پھر اگر اجرت اجارہ گذر گئی اور وہ چیز اس کے ہاتھ میں باقی رہی تو ظاہر عدم لزوم اجرت مثل کا ردی دیا اور اس کا نام بیع الاستقلال اس کا این خیال ہو کہ
 بعد بقضائے مدت اجارہ صلا اجارہ میں کذا فی الطحاوی وبقولہ التعلیل الاجرا یغصب بالیہ و یجوز لہ ان یقتضی انتفاع بخلع غیر فی الوفا اور
 مصنف نے قدرت انتفاع پر اپنے اس قول سے تفسیر کی اور ساقط ہوتی ہر اجرت عصب سے یعنی مستاجر اور اجارہ مال چیز کے ہر حال میں جو اسے دے
 کہ حقیقت عصب کی جائی نہیں ہوتی زمین میں یعنی جب کوئی شخص مال ہو تو قدرت انتفاع نہ پائی گئی لہذا اجرت مستاجر سے ساقط ہوگی ولی تنفیخ بالغصب مال
 فی الہدیہ نعم فلا فالتقاضی خان اور کیا اجارہ فسخ ہو جائے عصب ہر یہ میں کہا کہ ان فسخ ہو جائے ہر خلاف فاضی خان کے کہ لو غصب فی اجرت المستاجر
 اور اگر عصب واقع ہو بعض مدت اجارہ میں تو حساب اس کی اجرت ساقط ہوگی لا انما ان اجرت العاصب من الایام مثلا بشفا عیہ او حایۃ اشباہ
 مگر جبکہ نکالنا عاصب کا مثلاً گھر سے ممکن ہو سفارش سے یا مددگاروں کی حمایت اور زور سے تو اجرت ساقط نہ ہوگی کذا فی الاستادہم اگر بار جو ہوا
 اخراج مستاجر اس کو نہ خارج کر گیا تو قصور مستاجر کا ہر اجرت اس پر لازم ہوگی اور اگر بدون خرچ مال کے اس کا اخراج ممکن نہ ہو تو قنینہ میں ہو کہ اجرت ساقط ہوگی
 ولو انکر و لک ای عصب الموجد ادعاہ مستاجر ولا یثبت لہ حکم الحال کسئلہ الطحاویۃ اور اگر موجد یعنی اجارہ دینے والا اس پر عصب کا حکم ہو
 اور مستاجر یعنی اجارہ لینے والا اس کا دعویٰ ہو اور مستاجر کے گواہ نہ ہوں تو ظاہر حال حکم کر گیا ہے کہ بیع کے مسئلہ کے مانند یعنی اگر مستاجر کے ہاں قنینہ
 کے حال میں تو موجد کا قول مقبول ہو اور اگر اس میں غیر مستاجر تہا ہو تو مستاجر کا قول مقبول ہو اور اگر یہ نہ ہوگا کذا فی الجہر اور اگر اس میں بیع کے مسئلہ اور موجدین
 اختلاف واقع ہو بعد بقضائے مدت اجارہ کے پانی کے جاری ہونے اور قطع میں تو ظاہر حال حکم ہوگا یعنی اگر پانی جاری ہو چکے ہو تو موجد کا
 قول مقبول ہوگا اور زمینیں تو مستاجر کا قول مقبول ہوگا کذا فی مابہ ولا یصل قول الساکن لانه فرد فیہ اور اگر کے رہنے والے کا قول مقبول ہوگا اور اگر
 کو وہ تنہا شخص ہو کہ کذا فی الذخیرۃ یعنی مسئلہ عصب میں ساکن و اگر کا قول مقبول نہیں اور اگر گھر میں کوئی ساکن نہیں تو مستاجر پر اجرت لازم ہوگی کذا فی المعاکیر
 و بقولہ ولا یقرب قریب الموجد لو کان اجرہ لانه لم یملکہ بالیقین و عدم لزوم اجرت بالیقین پر مصنف نے اپنے اس قول سے تفسیر کیا کہ اگر مستاجر
 نہ ہوگا قریب و اگر قریب دار اجرت مقرر ہوا ہو اجارہ میں اس واسطے کہ موجد اس کا مالک نہیں ہو گیا فقط عقد اجارہ سے ہم صورت اس کی یہ کہ

کہ زید کا غلام حالہ خیر و کما جہا فی سوزید سے محمود کی زمین اجارہ لی اور حالہ کو اس کی اجرت مقرر کی تو حالہ بجز عقد سے آزاد ہو گا اس واسطے کہ مذکور ہو گا
 کہ عقد عقد سے اجرت لازم نہیں ہوتی جی جی جی ملکوں میں جو باقی والہ اس کے سن الاستیفا سے تسلیم الحول الی المستاجر حیثیت الا ان من لا ینفاد
 اور قوت استیفا و تنفیذ کے مراد تسلیم عمل کی برستاجر کا طرف اس طرح ہے کہ کوئی مانع نہ ہو تنفیذ کے لیے یہ ہے حالہ کہ العین الموجرۃ بعد تنفیذ
 بعض المدة المجرۃ طلیس لاجلہ ہا الاقتناع من التسليم والتسليم فی الباقی المدة او المکین فی مدة الاجارة وقت یرغب فیہا لاجلہ
 اگر موجد نے مستاجر کو اجارہ کی چیز بعد گذر جانے بعض مدت اجارہ سے تسلیم کی تو دونوں میں سے کسی کو باقی مدت میں دینیہ اور لینے سے
 امتناع جائز نہیں بشرطیکہ اجارہ کی مدت میں ایسا کوئی وقت مخصوص نہ ہو جس کے واسطے اجارہ لینے کی خوش ہوتی ہو یعنی تمام مدت یکساں ہو تب امتناع
 دینیہ اور لینے سے جائز نہیں فان کان فی ایام المجرۃ وقت گذر لک بکیر وقت گذر نہ ہو اور انہما من المومسم فان لا یرغب فیہا لاجلہ
 المومسم فان لم یسلم فی الوقت الذی یرغب لاجلہ خیر فی قبض الباقی کما فی البیع گذار اگر اجارہ کی چیز میں دینا وقت نہ ہو جس کے واسطے اجارہ لینے
 کی خوشی اور رغبت ہوتی ہو چنانچہ مکہ معظمہ اور مناک کے گھر اور دکان میں موسم حج کے زمانے میں اور اسلئے کہ بعد موسم حج ان کی خوشی
 نہیں رہتی تو اگر موجد مستاجر کو اس وقت میں تسلیم نہ کرے جس کی خوشی ہوتی ہو تو مستاجر کو اختیار ہو گا باقی مدت کے قبض میں چاہے ہوسکے چاہے نہ
 نہ لے چنانچہ بیع میں گذارنی لہجہ یعنی اگر بیوت مکہ معظمہ خرید کیے قبل موسم حج کے تو تسلیم نہ واقع ہوئی گا بعد گذر جانے موسم حج کے تو مشتری کو خرید اور عدم خرید
 میں اختیار ہو گا و لہذا المتکلف لم یقدر علی الفسخ لظاہر ان الکنتہ الفسخ بلا کلفہ وجب الاجراء الا استبراء اور اگر موجد نے مستاجر کو مکان کی کچنی دی
 سو مستاجر اس کے کھولنے پر قادر نہ ہو اسباب گم ہو جائے کچنی کے تو اگر اس کو کھولنا بلا کلفت اور شقت ممکن ہو تو کرایہ واجب ہو گا اور اگر
 تو واجب نہیں گذارنی الا شہاء ہم اور اگر مالک نے کہا یہ مکان کے اور اس میں رہ کر اس نے دروازہ کھول نہیں دیا اور مستاجر نے مدت کے بعد کہا
 میں اس میں نہیں رہا تو اگر مستاجر بلا مؤنت کھولنے پر قادر تھا تو کرایہ لازم ہو گا اور نہیں تو نہیں دروازہ کھول کر مدت گذار جائے نہیں کہ تو سب کچھ کو
 قفل توڑ ڈالا اور کیون نہ اس میں داخل ہوا گذارنی الہ الملکیہ یہ قلت و کذا الوعبر المستاجر من الفسخ ہذا المتکلف لم یکن تسلیم لان الخلیۃ لم یصح فیہ فیہ
 میں کتاہون اور اگر سبطر اگر مستاجر عاجز ہو کھولنے سے بواسطہ اس کچنی یعنی موجد کی دی کچنی کے تو تسلیم نہ ہوگی اس واسطے کہ تخلیۃ نہ صحیح ہو گذارنی
 الصبر فیہ و لو تمکنا حکم الحال اور اگر دونوں میں اختلاف پڑا تو ظاہر حال حکم کر لیا یعنی بعد مدت اجارہ اختلاف ہوا اور حالانکہ کچنی مستاجر کے پاس
 ہے مستاجر کتاہر کہ میں قفل کھولنے پر قادر نہ ہوں اور موجد کتاہر کہ تو قادر ہو اور دونوں کے گواہ نہیں ہیں تو ظاہر حال حکم ہو گا اور شاید کہ ظاہر حال
 سے مراد یہ ہے کہ مستاجر سے کہا جائے کہ قفل کو کھول تو اگر کھول نہ سکے تو مستاجر کا قفل مقبول ہو اور اگر کھول سکے تو موجد کا قفل مقبول ہو گذارنی لفظ طحاوی
 و لو ہرینا بفتیۃ الموجد فیہ اور اگر دونوں گواہ لادین تو موجد کے گواہ مقبول ہونگے گذارنی الفیہ و کذا البیع اور سبطر بیع کا حکم جو یہ تشبیہ جو غیر
 مستاجر کی ساتھ بیع انعقاد میں کہا گھر خرید کیا اور کچنی اس کی لی اور گھر کی طرف نہیں گیا تو اگر کچنی ایسی ہو کہ بلا کلفت کھل سکے تو قابض ٹھہر گیا اور میں نہیں
 گذارنی بیع و میں ان قال کہ قبض الفسخ و فتح الباب فہو تسلیم والا لکما بسطہ المصنف اور قول ضعیف یہ ہے کہ اگر موجد نے مستاجر سے کہا کہ کچنی لے اور
 دروازہ کھول تو یہ تسلیم ہے اور اگر کچنی دی اور قول مذکور نہ کہا تو تسلیم نہ ہوگی چنانچہ اسکو مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا کہ و لہذا جہ
 طلب الاجر لہذا و الارض کل یوم و لہذا تب کل مرحلۃ اذا اطلقہ ولو بین العین اور موجد کو جائز ہے کہ در زمین کا کرایہ مانگتا ہے روز
 اور جانور کا کرایہ ہر سنہ میں جبکہ کرایہ بطلاق مقرر ہو بلا قید قبض یا تاخیر کے اور اگر قبض یا تاخیر کا بیان ہو گیا ہو تو وہی زمین ہو گا
 شرط کے موافق و للخیاطۃ و نحو ہا من العین فیہ اذا فسخ و سلم فہما قبل تسلیم لسیطہ الا حصر اور پیشہ اور مانند اس کے اور

کتاب الاجارة
 ترجمہ اردو درختہ جلد چہارم

پیشوں کی مزدوری مانگنا جائز ہے جب کہ اس کام سے فراغت حاصل کرے اور مستاجر کو تسلیم کرے یعنی اس کی مزدوری کا مطالعہ ہر دن نہیں بلکہ گاہ
 کر چکے اور ہر چار دن سے ایک بار چیک کرے تو اس چیز کا تلف ہو جانا قبل تسلیم کے مزدوری کو ساقط کر دیتا ہے ہم کچھ سنیے کو یا مسیحی سنیے سے یا اور اس کی ملازمت
 جل گیا تو مزدوری ساقط ہو گئی بسبب عدم تسلیم کے اور درزی پر تاوان کچھ لگا لازم ہو گا کیونکہ وہ بلا تعدی میں ہو گا کذا اکل من عملہ اثر اور سید طرح
 ہر ایک اس پیشہ ور کا حکم ہے جس کے عمل کا اثر موجود ہو چنانچہ بڑھتی اور لوٹا اور سارا اور جولاہہ اور سنار کا اسکے عمل کا اثر لکڑی اور لوہے اور مکان
 اور کپڑے اور زور میں موجود رہتا ہے تو مزدوری مانگنا بعد فراغ اور تسلیم کے جائز ہو گا و الا اثر نہ کمال لہذا اگر ملاصداً فراغ وان لم تسلیم جس
 اور جس کے عمل کا اثر نہیں ہوتا چنانچہ حال تو اس کو مزدوری مانگنا بھروسہ فراغت کے جائز ہے اگرچہ تسلیم نہ واقع ہو ہم تو بعد فراغت سے تلف
 ہو جانے سے مزدوری ساقط نہ ہوگی کذا فی الجواب وان وصیۃ عمل فی بیوت المساجد و دخت وغیرہ کی مزدوری لازم نہیں بدون شرکت
 اور تسلیم کے اگرچہ دوست وغیرہ کا کام مستاجر کے گھر میں کیا ہو ہم مصنف کا یہ قول اس کو مقتضی ہے کہ مستاجر کے گھر میں عمل سے فراغ ہو جائے
 نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوا اس لئے کہ زلیہ میں ہے کہ حیاطت وغیرہ میں مستاجر کے گھر میں تسلیم حاصل ہوتی ہے مجرد فعل کے اس واسطے کہ وہ مستاجر
 کے گھر میں ہے اور گھر اس لئے ہے جس میں ہے تو تسلیم حقیقی کی حاجت نہیں تو اجرت واجب ہوگی مجرد فعل کے نہ ہی تو بسبب اسکے اگرچہ وہ غیر تالیف
 ہو گا بعد فراغت عمل کے قبل تسلیم حقیقی کے تو اجرت واجب کی سبب ہم نے ذکر کیا ہے تو تسلیم حقیقی کی بیان نہیں کی بلکہ یہ میں یوں ہے کہ مزدوری
 اور درزی کو مطالعہ اجرت کا نہیں تا وقتیکہ عمل سے انفرار نہ ہوا ورنہ بعض عمل سے نفع حاصل نہیں تو بعض عمل سے مستوجب اجرت کا نہ ہو گا
 اور سید طرح اگر مستاجر کے گھر میں عمل کرے مستوجب اجرت ہو گا قبل فراغ کے کذا فی المطاوعی اور صدرا لشریعیہ میں ہے کہ جب مستاجر کے گھر میں اجرت
 ثوب کی دخت کرے پھر اس کی چوری ہو جائے تو بقدر دخت اس کی اجرت ثابت ہے تو یہ دلیل ہے کہ اجرت بعد فعل واجب ہوتی ہے نہ ہی درمیں ہے کہ
 ہر ایک وجہ سے مستاجر کے گھر میں عمل کرنا قبل از فراغ عمل حتیٰ اجرت نہیں اور بسوط اور ذوائد تہذیب اور ذخیرہ اور شروح جامع صغیر میں مذکور ہے کہ جب بعض
 دخت واقع ہو مستاجر کے گھر تو بقدر اسکے حساب کے اجرت واجب ہے تو اگرچہ چوری ہو جائے کچھ سینے کے بعد تو اسکے حساب کے موافق تحقیق اجرت کا ہو گا نہ ہی
 نعم لو سرق بعد اخذ بعضہ وانہدم بعد بانیہ فلا لاجر بحساب علی الذہب مجرد ابن کمال مان اگرچہ چوری ہو جائے بعد اسکے کہ درزی نے اسکو کچھ سیایا کچھ دیوار
 گر پڑی بعد بانیہ تو اسکا اجرت ثابت ہو گا اسکے حساب کے موافق بنابر سبب صحیح کے کذا فی الجواب ابن کمال ہم یہ ہند راک بلا وجہ اس واسطے کہ اگر حیاطت مستاجر کے
 گھر میں ہے تو اجرت واجب ہے خواہ سب دخت ہوئی ہو یا بعض بسبب جو تسلیم اور اگر درزی کے گھر میں ہے تو کل یا بعض کچھ اجرت نہیں بدون تسلیم کے اور یوں
 اٹھانا تو نہیں ہوتا مگر مستاجر کے پاس بحر الریق میں ہے کہ سکہ بنا خود اصل میں مستعدی ہے کہ بعض عمل سے اجرت اس کی واجب ہوتی ہے بسبب تسلیم کے اور اگرچہ
 اسکو ہمارے احباب سے نقل کیا ہے اور اسی یقین کیا ہے کہ فایۃ البیان میں ہر ایک پر مذکور ہے کہ تو یہی ذہب ٹھہر اور ہند مصنف یعنی صاحب کنز نے مصنفی میں سیکو
 پت کیا ہے اگرچہ اسکی عبارت کنز میں مطلق ہے کذا فی المطاوعی ثوب خاطر الحیاط باجر فقتلہ رجل ثمن ان یقضیہ رب الثوب فلا اجر لک فیہ من
 انصاف کچھ سیکو درزی نے سیارہ درزی پر سیویون اور ہیر ڈال کی شخص نے مالک کے قبضہ کرنے سے پہلے تو اسکے واسطے مزدوری نہیں بلکہ درزی
 کو سیون اور ہیر نے واسے سے تاوان لینے کا اختیار ہے ولا یجبر علی الاعاودہ وان کان الحیاط ہوا القاتل فعلمہ الاعاودہ کا نہ عمل بخلاف مقتضی لاجبی
 اور درزی پر اعادہ دخت کا جبر نہ ہو گا اور اگر درزی ہی سیون کا اور ہیر نے والا ہو تو اس پر دوبارہ سینا واجب ہو گا یا اس نے نہ سیاتھا بخلاف
 جنہی سے لینے جنہی شخص کے اور ہیر نے سے درزی پر اعادہ دخت لازم نہیں بلکہ لایحیاط اجر التفصیل بلا حیاطۃ الاصح لا مشابہ لکن فی حاشیہ
 مصنف بالمصنفات المفتری بہ نعم وقال المصنف یعنی ان حکم اجرت انتہی شہ رایت فی القاتل خانیۃ مستر یا لکبر فی ان الفتوی علی الاول فاعل اور

کیا خیال کے واسطے کہ پڑا ہوتا ہے۔ ہر دو دن وخت کے مزدوری پر یا نہیں قول اس پر کہ قطع کرنے سے ہر دو دن سینے کے مزدوری نہیں
 کذا فی الاستبہار لیکر منہ بنیہ کے حاشیہ سے منقول ہے کہ قول مفتی یہ ہے کہ ان اجرت پر اور صنف نے اپنی شریعت میں کہا جواب لائق یہ ہے
 کہ رواج پر حکم ہوتا ہے پھر میں نے آثار خانہ میں قوادے کبر سے منقول دیکھا کہ قول اول پر فتویٰ ہے تو مال کریم صورت مسئلہ یہ ہے کہ جبکہ کچھ اور زری
 کو سینے کے واسطے دیا سو اسے قطع کیا اور اگر گیارہ دن سینے کے اور اگر قطع کچھ قطع کرنا مقصود ہو تو بلا شک اجرت واجب ہوگی اس واسطے کہ کل مقصود ہے
 آثار خانہ سے نقل کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ صاحب منہ بنیہ اور صاحب کبری و دونوں نے ذکر کیا ہے کہ وجوب اجرت پر فتویٰ ہے و شریح کی نظامت
 سے نکلتا ہے کہ عدم لزوم پر فتویٰ ہے اور دیکھا کہ ایسا نہیں ہے کہ فی الواقع ایسی حالت ہے کہ اگرچہ فی بیت المستاجر بعد از اجارہ میں ان کے دوران تا
 بد نکات و باخارج بعضہ کے ساتھ جو حصہ اور روٹی نکالنے کے بعد باقی رہے روٹی کی مزدوری مانگنا جائز ہے مستاجر کے گھر میں توڑ سے نکالنے کے بعد
 اس واسطے کہ بیٹی کی تالی اس طرح نکالنے کے بعد جو اور بعض روٹیوں کے نکالنے سے اس کے حساب کے موافق اجرت لازم ہوگی کذا فی
 البصرہ فان احرق بعدہ ای بعد از اجارہ بغیر قطع فلا اجر لتسليم بالوضع فی بیتہ ولا عزم عدم التعدي و قال لا یجزم من قبل دقیقہ ولا اجبرہ وان
 شارح منہ بنیہ اعطاه الاجر سو اگر توڑ سے نکالنے کے بعد باقی رہے روٹی طباخ روٹی چھانسنے تو اسکا اجرت ثابت ہوگا بسبب تسلیم کر دینے طباخ کے
 مستاجر کے گھر میں رکھ دینے سے اور چھانسنے سے طباخ چرنا وان نہیں بسبب اسکی سبب قصوری کے اور صاحبین نے کہا کہ طباخ
 تاوان دے اس کے آٹے کے برابر اس کی مزدوری نہیں اور اگر مستاجر چاہے تو طباخ سے پختہ روٹی کا تاوان لے اور اس کو روٹی
 پکانے کی مزدوری دے ولو احرق قبلہ لا اجر له و یجزم اتفاقا بتفسیر و رد و بجز اور اگر روٹی چھل گئی توڑ سے نکالنے سے پہلے تو اس کی
 مزدوری نہیں اور وہ تاوان دے روٹی کا اتفاق امام اور صاحبین کے بسبب اسکی تفسیر کے کذا فی الدرر النجری و ان لم یکن الخبز فیہ ای
 فی بیت المستاجر سو ان کا ان فی بیت انجذاب اولاً فاخرق او سرق فلا اجر له عدم تسلیم حقیقۃ و لا ضمان لکسرق لانه یبہ امانۃ خلافا لہما
 وہی مسئلہ الاجیر المشترك جو ہرہ اور اگر مستاجر کے گھر میں روٹی نہ ہو خواہ نان پڑے کے گھر میں ہو یا کہیں اور پھر چل جائے یا چوری جائے
 تو اس کے واسطے مزدوری نہیں بسبب نہ ہونے تسلیم کے فی الحقیقت اور اسپر اوان نہیں اگر چوری جائے اس واسطے کہ اس کے پاس
 امانت ہو بخلاف صاحبین کے ان کے نزدیک تاوان ہر اور پر مسئلہ ہر اجیر مشترک کا کذا فی جو ہرہ امام کے نزدیک اجیر مشترک کے پاس متاع امانت ہوتی
 تو ضمان نہیں بخلاف صاحبین اور اجیر مشترک کی تعریف آگے معلوم ہوگی وان احرق الخبز او سرق من یدہ قبل الاخراج فعلیہ الضمان
 ثم المالك بان یار فان ضمنہ قیمة مجنوز فلا اجر و ان ضمنہ قیمة و قیقا فلا اجر له لہاک قبل التسلیم و لا یضمن المحطب و الملح اور
 اگر روٹی چھل گئی یا اس کے ماتے سے گریزی توڑ سے نکالنے سے پہلے تو نان پر برصان جو پھر مالک کو اختیار ہے کہ اگر اس سے پکی روٹی کا تاوان لے
 تو اسکی مزدوری ثابت ہو اور اگر اس نے کا تاوان لے تو مزدوری نہیں بسبب ضائع ہو جانے کے قبل تسلیم کے اور اسپر لکھی اور نمک کا تاوان
 نہیں و لا یضمن بعد العرق الا اذا کان لاہل بیتہ جو ہرہ و الاصل فی ذلک العرق اور دیک اور ہانڈی پکانے کی مزدوری واجب ہوتی ہر نکالنے
 کے بعد یعنی جب دیک سے پالون اور کابیون میں باورچی نکال چکے تب مزدوری کا حق ہوگا جبکہ بخت مستاجر کے گھر والوں کی واسطے ہونہ بل
 دعوت کی واسطے تو نکالنا لازم نہیں کذا فی الجوہرۃ اور قاعدہ کلیہ میں رواج پر یعنی اگر یہ رواج ہو کہ نکالنا باورچی کے ذمہ ہو تو نکالنے کے بعد
 مزدوری لازم ہوگی اور نہیں تو قطعاً کچھ دینے کے بعد زمین نے کہا کہ جس محل میں نہیں دان عادت کا اعتبار ہر خانہ ہرہ ای الطعام لطباخ
 او اخر قہ اولہ فیضیہ فوضا من الطعام پس اگر باورچی نے کھانا بگاڑ دیا یا جلاد لایا یا کچا خوب نہ پکایا تو وہ کھانے کا ضمان ہر مینی طعام کی قیمت کا

عادت بنہ بنہ
 عادت بنہ بنہ
 عادت بنہ بنہ

اسپر تاوان لازم ہوگا و لو دخل بنا لیمین او یطبخ بسا وقت منہ شرارۃ فاحرق البیت لم یضمن للادان البیض صاحب الدار لو احرق سکن
 من اسکان لحدیم التمدنی جو ہرہ اور اگر ستاجر کے گھر میں باورچی آگ لے گیا روٹی یا نان پکانے کیو اسکے اور جس سے ایک چکاری
 گھر میں پڑی اور گھر چل گیا تو اسپر تاوان نہیں بھرت اذن صاحب خانہ اور صاحب خانہ بھی تاوان نہ دے گا اگر کو چل جائے رہنے دے گا بوسطہ عدم تقصیر
 کے ہم خطاوی نے کہا یہ مسئلہ غصہ و حس یا حیرت نہیں بلکہ کراہ دارا دشتیہ اور مالک خانہ کو بھی شامل ہے و بصرف اللبس بعد الاقامۃ و قالا لہم شریح
 اسی محل بعضہ علی بعضہ و بقولہما لیتی ابن کمال مخری اللعین اور کچھ ٹیٹ پانچنے کی ضروری کا سلاب اینٹ کھڑی کر دینے کے بعد ہر صاحبین نے کہا
 کہ تشریح کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور دھیر لگانے کے بعد و جب ہوگی اور چاہیں چکی قول پڑھوئی ہی نقل کیا تو ابن کمال نے یہ قول
 دہرا اذ انصر فی بیت استاجر فلوی غیر ملک فلا اجرتی ایہ منہ و شرہا عند ہا زلی و ہرہ اس وقت ہے جبکہ ستاجر کے گھر میں اینٹ پانچتی ہو اور اگر ستاجر
 کی غیر ملک میں اینٹ پانچتی ہو تو اجرت واجب نہیں جبکہ شہر نکرو سے کھڑی کر کے ان کے نزدیک اور دھیر لگا کر کہہ جائیں گے نزدیک کذا فی الزلی
 ہم مستثنیٰ من قیام شریح کی کونہ شمار اور شرائط تسلیم و ہرہ اس کے لاکر تسلیم ہو بدون شمار کے تو اجرت ثابت ہوگی کذا فی لہم شریح مسائل لہم شریح کے
 البیض علی اللسان فاجرت علی لہم شریح و ادخال اکل المنزل علی اکل البیض فی الجملہ و صرحہ الفقہ الاشراف اینٹ پانچنے کا سا نچا اینٹ پانچنے والے کے
 ذمہ ہر ہر دمی اینٹ پانچنے والے مستاجر پر اور جب کہ مکان کے اندر رکھنا ہو چھ اٹھائی ہوئے پر شاہ اسکا ڈالنا اور پھر نا بوریوں میں یا اسکا چڑھنا چھائی پھر
 پر گھر شریح کو لینے سے دیکھتے دیکھتے اصل علی المکاری و کذا لہم شریح و اجرت اور وجہ دلا دینے کے واسطے پالان جانور پر باندھنا مکاری یعنی کراہ و اسے پھر اور
 اسی طرح رہ بیان اور کوئین مکاری بہرین و کھر ملے الکاتب و شریح اور رقی علیہ فہمہ ما طہرہ اور روشنائی لکھنے والے کے ذمہ ہے ہر اور کا فخر
 شرط کرنا کاتب پر چاہے کاتب کا قصد ہو کذا فی لہم شریح و من کان لہم شریح لہم شریح کا اعباء و اعباء شریح لاجل الاجر و من لہم شریح کے محل اور
 کام کا اثر ہو جو دھیر میں چنانچہ رنگیز اور دھوبی کا تو وہ اس چیز کو روک رکھے اور ستاجر کو نہ دے اپنی ضروری لینے کے واسطے ہم دھوبی سے
 وہ دھوبی مراد ہے جو کپڑا دھوئے نشاستہ وغیرہ کا کلب لگا کر نہ فقط فاسل ٹوبہ میں ہے کہ مقصود علیہ و صفت ہے جو محل میں ثابت ہو تو حق جس بدل لینے کا
 واسطے ہو چنانچہ بیع میں کذا فی لہم شریح و لہم شریح لہم شریح ملوکہ لاجل کا اشارہ افراہم مجر وایا بن زبیری نہ تو لان اصحاب النانی فاسل الثوب و کاسر
 المستحق و الخطب و الطمان و الخفاف و حاف راس البعد ہم جن البیض بلا اجرتی الا صحیح ہے اور آیا اثر سے کام کرنے والے کی کوئی
 چیز ملوک مراد ہے چنانچہ نشاستہ اور صابون یا نقادہ چیز اثر سے مراد ہے جو نظر پڑے اور دکھائی دے آئین دو قول ہیں یعنی ایک قول یہ ہے کہ
 چیز ملوک عامل مراد ہے اور دوسرا قول یہ کہ جو نظر کرے خواہ عین ملوک ہو یا نہ ہو دونوں قولوں میں سے صحیح تر دوسرا قول ہے جو کپڑا دھوئے والا
 اور پستہ توڑنے والا اور لکڑی چیرنے والا اور آٹا پیسنے والا اور ریزی اور بوندہ و دوا و غلام کا سر موڑنے والا ان سب کو روک رکھنا چیز کا اثر
 لینے کے واسطے جائز ہے بوجہ قول صحیح کذا فی لہم شریح ہم مجر اذ ان میں ہے کہ مستثنیٰ من وغیرہ سے منقول ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ مجر وایا بن زبیری جن میں
 تو صحیح مختلف ٹھہری اور یہی قول لائق ترجیح کے ہے اور صاحب ہدایہ نے غسل ثوب کو محل کے مانند ٹھہرایا ہے کذا فی الطحاوی و در میں نہ سہا یہ عن
 قاضی خان نہ کو ہر کہ جب دھوبی کے محل کا اثر ہو سو اسے محل ٹھہرانے کے ہیں اتلا تہم تر قول یہ ہے کہ اسکو حق جس ثابت ہے ہر حال میں ہو اسے کہ نہیں
 غنی حق جو ظاہر ہو گئی دھوبی کے محل سے تو گویا اسے سیدی ایجاد کردی ظاہر کر دینے سے و ہذا اذا کان حالاً اما اذا کان الاستعمال لایحکم لہم شریح
 فی بیت المستاجر تسلیم کیا اور یہ لینے حق جس اس وقت ہے جب کہ اجرت کی مدت مقرر ہوئی ہو اور اگر اجرت کی مدت معین ہو گئی ہو تو اجیر اسکے جس
 کر رکھنے کا مالک نہیں جیسے ستاجر کے گھر عمل کرنے میں جس کا اختیار نہیں بسبب تسلیم علی کے و ہمیں بالتمدنی و لونی بیت المستاجر خانہ اور اجیر پر تاوان

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر ستاجر کے گھر میں باورچی آگ لے گیا تو اسپر تاوان نہیں بھرت اذن صاحب خانہ اور صاحب خانہ بھی تاوان نہ دے گا اگر کو چل جائے رہنے دے گا بوسطہ عدم تقصیر کے ہم خطاوی نے کہا یہ مسئلہ غصہ و حس یا حیرت نہیں بلکہ کراہ دارا دشتیہ اور مالک خانہ کو بھی شامل ہے و بصرف اللبس بعد الاقامۃ و قالا لہم شریح اسی محل بعضہ علی بعضہ و بقولہما لیتی ابن کمال مخری اللعین اور کچھ ٹیٹ پانچنے کی ضروری کا سلاب اینٹ کھڑی کر دینے کے بعد ہر صاحبین نے کہا کہ تشریح کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور دھیر لگانے کے بعد و جب ہوگی اور چاہیں چکی قول پڑھوئی ہی نقل کیا تو ابن کمال نے یہ قول دہرا اذ انصر فی بیت استاجر فلوی غیر ملک فلا اجرتی ایہ منہ و شرہا عند ہا زلی و ہرہ اس وقت ہے جبکہ ستاجر کے گھر میں اینٹ پانچتی ہو اور اگر ستاجر کی غیر ملک میں اینٹ پانچتی ہو تو اجرت واجب نہیں جبکہ شہر نکرو سے کھڑی کر کے ان کے نزدیک اور دھیر لگا کر کہہ جائیں گے نزدیک کذا فی الزلی ہم مستثنیٰ من قیام شریح کی کونہ شمار اور شرائط تسلیم و ہرہ اس کے لاکر تسلیم ہو بدون شمار کے تو اجرت ثابت ہوگی کذا فی لہم شریح مسائل لہم شریح کے البیض علی اللسان فاجرت علی لہم شریح و ادخال اکل المنزل علی اکل البیض فی الجملہ و صرحہ الفقہ الاشراف اینٹ پانچنے کا سا نچا اینٹ پانچنے والے کے ذمہ ہر ہر دمی اینٹ پانچنے والے مستاجر پر اور جب کہ مکان کے اندر رکھنا ہو چھ اٹھائی ہوئے پر شاہ اسکا ڈالنا اور پھر نا بوریوں میں یا اسکا چڑھنا چھائی پھر پر گھر شریح کو لینے سے دیکھتے دیکھتے اصل علی المکاری و کذا لہم شریح و اجرت اور وجہ دلا دینے کے واسطے پالان جانور پر باندھنا مکاری یعنی کراہ و اسے پھر اور اسی طرح رہ بیان اور کوئین مکاری بہرین و کھر ملے الکاتب و شریح اور رقی علیہ فہمہ ما طہرہ اور روشنائی لکھنے والے کے ذمہ ہے ہر اور کا فخر شرط کرنا کاتب پر چاہے کاتب کا قصد ہو کذا فی لہم شریح و من کان لہم شریح لہم شریح کا اعباء و اعباء شریح لاجل الاجر و من لہم شریح کے محل اور کام کا اثر ہو جو دھیر میں چنانچہ رنگیز اور دھوبی کا تو وہ اس چیز کو روک رکھے اور ستاجر کو نہ دے اپنی ضروری لینے کے واسطے ہم دھوبی سے وہ دھوبی مراد ہے جو کپڑا دھوئے نشاستہ وغیرہ کا کلب لگا کر نہ فقط فاسل ٹوبہ میں ہے کہ مقصود علیہ و صفت ہے جو محل میں ثابت ہو تو حق جس بدل لینے کا واسطے ہو چنانچہ بیع میں کذا فی لہم شریح و لہم شریح لہم شریح ملوکہ لاجل کا اشارہ افراہم مجر وایا بن زبیری نہ تو لان اصحاب النانی فاسل الثوب و کاسر المستحق و الخطب و الطمان و الخفاف و حاف راس البعد ہم جن البیض بلا اجرتی الا صحیح ہے اور آیا اثر سے کام کرنے والے کی کوئی چیز ملوک مراد ہے چنانچہ نشاستہ اور صابون یا نقادہ چیز اثر سے مراد ہے جو نظر پڑے اور دکھائی دے آئین دو قول ہیں یعنی ایک قول یہ ہے کہ چیز ملوک عامل مراد ہے اور دوسرا قول یہ کہ جو نظر کرے خواہ عین ملوک ہو یا نہ ہو دونوں قولوں میں سے صحیح تر دوسرا قول ہے جو کپڑا دھوئے والا اور پستہ توڑنے والا اور لکڑی چیرنے والا اور آٹا پیسنے والا اور ریزی اور بوندہ و دوا و غلام کا سر موڑنے والا ان سب کو روک رکھنا چیز کا اثر لینے کے واسطے جائز ہے بوجہ قول صحیح کذا فی لہم شریح ہم مجر اذ ان میں ہے کہ مستثنیٰ من وغیرہ سے منقول ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ مجر وایا بن زبیری جن میں تو صحیح مختلف ٹھہری اور یہی قول لائق ترجیح کے ہے اور صاحب ہدایہ نے غسل ثوب کو محل کے مانند ٹھہرایا ہے کذا فی الطحاوی و در میں نہ سہا یہ عن قاضی خان نہ کو ہر کہ جب دھوبی کے محل کا اثر ہو سو اسے محل ٹھہرانے کے ہیں اتلا تہم تر قول یہ ہے کہ اسکو حق جس ثابت ہے ہر حال میں ہو اسے کہ نہیں غنی حق جو ظاہر ہو گئی دھوبی کے محل سے تو گویا اسے سیدی ایجاد کردی ظاہر کر دینے سے و ہذا اذا کان حالاً اما اذا کان الاستعمال لایحکم لہم شریح فی بیت المستاجر تسلیم کیا اور یہ لینے حق جس اس وقت ہے جب کہ اجرت کی مدت مقرر ہوئی ہو اور اگر اجرت کی مدت معین ہو گئی ہو تو اجیر اسکے جس کر رکھنے کا مالک نہیں جیسے ستاجر کے گھر عمل کرنے میں جس کا اختیار نہیں بسبب تسلیم علی کے و ہمیں بالتمدنی و لونی بیت المستاجر خانہ اور اجیر پر تاوان

لا یصل خط ای کتاب او زوالی زیدان رود ای کتابت الزاویۃ ای زبدا و عقیبتہ لاشی کہ لا ینقضہ بعدہ کا خیاط اذ اعطیہم
فتق ٹھیکہ مقرر کیا ایک مرد خط یا توشہ پہنچا دینے کا اشارہ زید کے پاس اگرچہ خط اور توشہ پھیرا یا زید کی موت یا عقیبتہ ہونے سے تو اسکے خط
کچھ ضروری نہیں اسلئے کہ اسے معذور علیہ یعنی ایصال مکتوب یا زاد کو باطل کر دیا اسکے پھیر لانے سے جس طرح درزی نے جبکہ سیا پھر اس کو
آویختہ الام مصنف کو لازم تھا کہ خط پہنچانا اور جواب لانا دونوں کو ذکر کرنا اسلئے کہ اگر جواب لانا نہ کرے تو خط پھیر لانے سے تمام اجرت لازم ہو
چنانچہ شیعہ مجمع میں صرح ہوا کہ نام محمد کی جامع صغیرین خط لایا اور جواب لانا دونوں نہ کر رہا کذا فی الخط ای مختصر دلی الخانیۃ استاجلید سبب موضع
کہ اوید عولانا باجری فذہب الموضع فلم یجد فلانا وجب الاجارہ خانیۃ میں ہر کہ اجارہ کیا تا فلاں نے کی طرف ہاے اور فلاں نے شخص کو بلا لا دینے میں دوسری
پرسپس اجیر ہوا گیا اور اسے اس شخص کو بنایا تو ضروری واجب ہوگی ہم خانیۃ میں تین سالہ نہ کر کے نہ بلا لانا اور شایع نے رسالت اور بلا اسے کہ
تو زید کا کذا فی الخط ای فان وقع الخط الی ورتبہ فی صورۃ الموت اذن لیسلم الیہ او یخسر فی مہورۃ عقیبتہ وجب الاجارہ لذلک سبب وجہ
الاجر المحکم کذا فی الدرر والفرقہ مصنف و لکن تعقبہ المثنون و عولوا علی لزوم کل الاجر لکن فی التستانی عن نہایتہ ان شرط البی بالجو اب مصنف
والا نکاہ فلیکن التوفیق پس سبب ایصال مکتوب میں اگرچہ خط یا زید کے داروں کو در صورت موت زید کے یا اس شخص کو دیا جو زید کو چھوڑا
جب کہ آوے در صورت غائب ہونے زید کے تو جانے کی ضروری واجب ہوگی اعدہ و نصف اجرت مہورۃ کذا فی الدرر والفرقہ مصنف پیر و ہوا
صاحب در کا لیکن در جمعیوں نے اعتراض کیا کہ اور تمام اجرت کے لازم ہونے پر عول کیا ہو لیکن تستانی میں نہایتہ سے منقول ہر کہ اگر جواب
لانا شرط کیا تو نصف اجرت لازم ہو اور میں تو تمام اجرت لازم ہو تو توفیق بین القولین ہوگی یعنی صاحب در راہ مصنف کا کلام اشارہ جواب پر عمل
ہو اور مثنون کا قول ہم شرط پر محمول ہو وان فی جدرہ ولم یوصلہ الیہ لم یجب لہ شیء لا ینقضہ علیہ ہوا لا یصل اور اگرچہ زید کو
پایا اور خط اور توشہ اسکو نہ پہنچا یا تو کچھ ضروری اسکی واجب نہ ہوگی بسبب نہ ہونے معذور علیہ کے یعنی ایصال خط پر اجارہ ہوا تھا سو پایا گیا و نہ لغت نہایتہ
اور فرقہ اور اس میں اختلاف ہو اگرچہ خط کو چھڑا الا یعنی بعضوں کے نزدیک اجرت نہیں متولی ارض الوقف
اجر یا بغیر اجر المثل بلیم مستاجر کا ای مستاجر ارض الوقف لا المتولی کا غلط فیہ بیضم تمام جہر المثل علی لغتی کہ کما فی الجمرین اللین وغیرہ متولی ارض الوقف نے
میرین وقف کو بغیر اجرت مثل یعنی کم تن از اجرت مثل پر اجارہ دیا تو مستاجر ارض الوقف کو پوری اجرت مثل دینی لازم ہوگی بنا برتول لغتی چنانچہ بحر اللائق میں شخص
وغیرہ سے اور متولی پر اجرت مثل لازم نہ ہوگی چنانچہ بعض علما غلط سمجھے ہیں وکذا حکم دسی داب کما فی مجمع الفتاوی اور اسلئے کہ حکم دسی اور باب کا چنانچہ
مجمع الفتاوی میں ہے یعنی اگر دسی یا باب صغیر کی زمین کمتر از اجرت مثل پر اجارہ دے تو مستاجر پوری اجرت مثل لازم ہوگی نہ دسی اور باب پر لغتی بالصحاح فی
عصب عقال الوقف و عصب منافعہ وکذا الفی کل ما ہو النفع لا الوقف نیما نکت فیہ العلماء حتی نقضوا الاجارہ عند الزیادۃ الفاضلۃ نظر لا الوقف نیما
لحق اللہ تعالیٰ عادی القدی فتویٰ دیا گیا کہ فاضل کے تادان پر زمین یا مکان وقف کے عصب کرنے میں اور منافع زمین یا مکان وقف کے عصب کرنے میں
اور اسلئے ہر ایک اس چیز کا فتویٰ ہو جو وقف کیواسطے نافع تر ہے زمین یا مکان کا اختلاف واقع ہوا ہو تو نقض اجارہ کا حکم کیا ہو نہایتہ زیارت ناسخہ کے نزدیک
بلحاظ وقف کے اور حق اللہ کی محافظت کے واسطے کذا فی عادی القدی ہم نیادت فاشہ سے مراد فی نفسہ اجر مثل کا زیادہ ہو جانا ہو بلا تعنت چنانچہ مختصر سبب
فروع میں مذکور ہوگا مات الاجر علیہ ویون حتی نفع القدی بعد یصل البذل فالاستاجر لو لم یمن فی یدہ ولو بقدر فاسد شاہ حق بالاستاجر میں عمر ما حتی یصل
الاجر لہ لکن اگر اجارہ کا دینے والا اور اس پر لوگوں کے دین میں نہایتہ عقد اجارہ فسخ ہو گیا بل اجارہ کی تحصیل کے بعد تو مستاجر زیادہ تر مقدار پر اجارہ کی
چیز کا اسکے اور قدر چھوڑا ہون سے تا انیکہ مستاجر چنگی اجرت کو حاصل کرے بشرطیکہ اجارہ کی چیز مستاجر کے قبضہ میں ہو اور جو بقدر فاسد اسکے تصرف میں ہو

کذا فی الاشارة یعنی جبکہ جو جہر گیا اور اس پر غیر متاجر کے دیوں میں پھر اجارہ کی چیز بھی گئی تو مستاجر میں باقی رہی جو باقی وضع ہو تو کذا فی الاشارة یعنی یہی ہے
 مستاجر اس کے حق سے اپنی شے گئی ہوئی اجرت لے گا بعد اسکے اگر کچھ نہیں باقی رہ گیا تو اور وضع ہو جائے یا وہ اسکے الاشارة لایستحق اللہ من ہذا کہ اسی ہذا کہ انشا
 لایستحق من کل جہر مگر یہ کہ وہ مستاجر کا سا قوط ہو گا اس اجارہ کی چیز کے ہلاک ہو جانے سے اس واسطے کہ یہ چیز ہر جہ سے رہن نہیں جو مستاجر میں ہر جہ سے رہن
 الزم فایضاً من باقل من قیمت من الدین کیا بھی فی باب جمع الفتاوی غلامت مرہون کے ہلاک ہو جائے تو اس واسطے کہ ہلاک میں مرہون پر تاوان ہو کہ مستاجر
 مرہون کی قیمت سے اور دین سے چنانچہ باب اس میں دیکھا کہ ان فی جمع الفتاوی ص قولہ باقل من قیمت من الدین تبرکب فاسد ہو اس واسطے کہ اس سے بظہر ہو تاوان
 کہ جو یہ قیمت اور دین سے کتر ہو وہ تاوان ہو اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قیمت اور دین دیکھا جائے سود و نون میں سے جو باقل ہو وہ تاوان آتی ہو کہ مستاجر
 صواب یوں کہ باقل من قیمت من الدین تو یہ صورت میں من بیان یہ ہو گا کہ تفصیلاً کذا فی الاشارة فی فروع مسائل فقہ شایع کے الاشارة فی الاشارة من المستاجر
 الصح فی المدة وبعد ما زیادہ کو دینا اجرت کا مستاجر کی جانب سے صحیح ہو اجارہ کی مدت میں اور بعد مدت کے ہم شرط دے گئے کہ مدت زیادہ نہ ہو ورنہ شہادہ اور
 من الغمار کے مخالف ہو واما الاشارة علی المستاجر فان فی الملک ولولیم لم تقبل کما لخصت اور مستاجر پر اجرت کا زیادہ ہو جانا اگر زیادہ آوی کی ملک میں ہے
 اگر چہ قیمت کی ملک ہو تو مستاجر نہیں چاہیے اگر اجرت ازمان ہو جائے تو مستاجر نہیں م یعنی بعد اجرت میں ہو جانے کی اجرت کا نرخ گرا دیا ہو گیا یا ازمان کو غیر وقت میں اسکا
 اعتبار نہیں مستاجر فقط اجرت معینہ لازم ہوگی وان فی الوقت فان اللہ بارة فاسد اجرا لہنا طر بلا عرض علی الاول لکن الاصح صحتا باجل التسل وادعی رجل انما غنم
 فاحش اور اگر زیادت مذکورہ وقت میں ہو تو اگر اجارہ فاسد ہو تو وقت کا ناظر اسکو دوسرے مستاجر کو اجارہ دے بدون پوچھنے مستاجر اول کے لیکن قول الاصح
 صحت اجارہ مذکورہ ہر بعض اجرت مثل کے اگرچہ مردوعوی کرے کہ اجارہ نہیں فاحش کے ساتھ ہوا م اشباہ میں لکن الاصح کے مقام پر لکن الاصل و قوہما صحیحہ
 باجل التسل واقع ہو فان خبر القاضی ذو خبرۃ انما لک منہما پھر اگر قاضی کو ہوشیار واقع نہ ہو کرے کہ اجارہ اسطرح بوجہ دعائے مدعی نہیں فاحش کے ساتھ تھا تو
 قاضی اجارہ کو منفعہ کر ڈالے ہم شایع کو یوں کہنا خوب وضع تر تھا اگر مردوعوی کرے کہ اجارہ نہیں فاحش تھا تو صحت اجارہ باجر مثل اصل ہو گا جبکہ قاضی کو خبر ہو
 خبر کرے یعنی بھردوعوی نہ کر و عدم صحت کا قاضی حکم کرے بلحاظ اصل مذکور بلکہ اصل بصیرت اور صاحب مانتہ کے قول کی طرف رجوع کرے و تقبل از زیادتہ وان تہ
 وقت التقابل ہما بالتسل اور زیادت مقبول ہوگی اگرچہ گواہوں نے گواہی دی ہو وقت عقد کے کہ اجارہ باجرت مثل ہوا و الا فان کانت اجراء و تقبل لم تقبل اور
 اگر قاضی کو خبر ہو شخص خبر کرے کہ اجارہ نہیں فاحش ہوا تھا تو اگر زیادت مستاجر کی ضرر رسائی اور تزلزل کے واسطے ہو تو مقبول نہ ہوگی ہم ضرر اور تزلزل کی زیادہ
 و ہر سبکو قبول نہ کرے مگر ایک شخص یا دو شخص یا بیع میں ہر کہ کسی شخص نے اجارہ کی اجرت زیادہ کی تو اسکی طرفہ القات ہو گا شاید کہ وہ شخص تعنت اور
 ضرر رسان ہو کہ ان فی الاطحاوی وان کانت الاشارة اجرا لہنا طر بلا عرض علی الاول لکن الاصح صحتا باجل التسل وادعی رجل انما غنم اور اگر زیادت اجرت ہو تو اسکو
 قبول کر لینا قول منہما ہو تو متولی اجارہ فتح کر ڈالے سو اگر وہ منفعہ کرے تو قاضی فتح کرے پھر اسکو اجارہ دے اس شخص سے جو زیادہ اجرت دے ہم زیادت اجرت
 مراد اس سے یہ ہے کہ فی نفسہما اجرت زیادہ ہو جائے سب شخصوں کے نزدیک بسبب گران ہو جانے من کے اور اگر اجرت زیادہ ہو جائے تو گون کی غیبت کے سبب سے
 کسی چیز کے اجارہ لینے میں تو ایسی زیادہتی اجرت مثل نہیں کذا فی الاطحاوی من شرح الجمع یعنی فان کانت دارا او حائوتا او رضافار فہ عرضہا علی المستاجر فان
 قبلہا فہوا حق بہا و لزمہ الاشارة من وقت قبلہا فہا پھر اگر اجارہ کی چیز گھر ہو یا دکان یا خالی زمین ہو تو اسکو مستاجر اول پیش کرے سو اگر مستاجر زیادہ مذکورہ کو
 کرے تو وہی اسکا زیادہ تر حدار ہو اور اس پر زیادت لازم ہوگی قبول کر لینے کے وقت سے فقط یعنی زمانہ قبول کے پہلے اجرت معینہ سابقہ لازم ہوگی اور بعد قبول
 کے زیادت مذکورہ لازم ہوگی وان انکر زیادتہ اجرا لہنا طر بلا عرض علی الاول لکن الاصح صحتا باجل التسل وادعی رجل انما غنم اور اگر مستاجر اجرت مثل کی زیادہ ہو گیا انکار کرے اور دعوی کرے
 کہ زیادت ضرر رسائی ہو تو ضرر ہی اس پر گواہ قائم کرنا یعنی زیادت کا مدعی گواہ لاوے منکر پر ان لم قبلہا اجرا لہنا طر بلا عرض علی الاول لکن الاصح صحتا باجل التسل وادعی رجل انما غنم

کذا فی الاشارة
 از زیادتہ فی الاشارة
 المستاجر من کل جہر
 علی المستاجر فان فی الملک
 المستاجر من کل جہر
 المستاجر من کل جہر
 المستاجر من کل جہر

ہر مینے کے سر پر ہم محیط زمین پر کہ غیر کو اس صورت میں اجارہ دیا جائے جبکہ نفع عمارت کے بعد اجرت زیادہ ہو جاوے اور اگر بعد دور ہو جائے عمارت کے اجرت سابقہ سے زیادہ نہ ہو تو اسے اجرت سابقہ کے ساتھ مستاجر کے پاس باقی رکھی جائے کہ انہی اطحاوی و البناں کیلئے لفظ بقیمہ سخن اطلاق لغت اور عمارت کا ناظر

مالک ہوگا۔ وقت کیواسطے عمارت بحق الفلاح کی قیمت و پیراویں بھر تھی جیسا کہ بناوے یا ستاجو بھر کرے یہاں تک کہ اسکی عمارت خلاصی پاوے یعنی انہم کیلئے بعد انہی آیتیں اور لکھنوی پتھر و ان کا منت المدة باقیمتہ کہ انوکھ پتھر و انما انھن علیہ الزیادۃ کا زیادہ و پھانسیع اور اگر جابرہ کی مدت باقی ہو تو غیر متاثر ہو کر پتھر کا

اجارہ نہ دیا جائے، اور ایسے خواجہ بچہ ہمیں کہ سنا پر حجت نسل کی زیادت ملانی چاہیے نہ راستہ والی زمین کی زیادتی مستاجر پر لاحق کیجانی ہو، انا افراز اجارہ
اشک فی لہبہ من غیر ان نیرید احوی، یہ ملک کوئی استعنا وعلیہ القوسی اور جبکہ انٹر نل فی نفسہ زیادہ ہو چاہیے بدولت ایسے کہ کوئی شخص بڑھادوسے کو مستولی کو نسخہ اجارہ کا

[illegible]

کہ ناظر عمارت کا مالک ہو جانا ہی بہت وقفہ کے صاحب عمارت پر جبار و زبردستی کر کے اور اپنی زبردستی سے مالک ہو جانا ناظر کا اس صورت میں تو کہ زمین بلع فیض
سوا عمارت کے کھو دینے سے اور اگر انا قصہ نہ تو قیمت و ملک مالک ہو نہ صاحب عمارت بلکہ اگر خداوند پروردگار اسے خیر و برکت و عافیت و جنت و آخرت عطا فرمے

سخ الغفار ہی تو شروح کی روایت پر اعتقاد کیا جائے اس واسطے کہ نقل مذہب کیواسطے شروح ہی موقوف ہو اور مقررین برخلاف نقول فتاویٰ یعنی اگر فتاویٰ کی نقول شروح کے مخالف نہ ہوں تو اعتقاد کے لائق نہیں ہم مغلز فتاویٰ مذکورہ فتاویٰ ہندو مذاہب کے حکماء و علماء کے اہل مذہب کے اہل خانہ سے ان ہندو

منقول بحر استولی عمارت کا زبردستی مالک نہ ہو جائیگا اور اگر ایسا ہو تو مختصر اونی نمادی ہوئے زادہ سن الوقت مقرر لاہن وقت ہی نہیں سکتا بلکہ اول سن لیکن ان لم یضمیر زعمہ وان ضمیر ہوا جمیع مالہ فلیرتیں ان ان تنقیص مالہ سن محنت البنا شرم یاخذہ اور ہوئے زادہ کے نمادی سن کو کتا وقت سے نمونی نہیں بلکہ

ایک دکان پر وقف کی جاہیں اسکے رہنے واسلے تھے کچھ عمارت بنائی بلا ان میں تولیہ کے اگر عمارت کا کچھ بنا ضرورتاً تو اس کو کھو دیا اسلے اور اگر ضرورتاً ہو تو بنانے والا خود ضائع کرنے والا ہے اس لیے ان کا تو چاہیے کہ یہاں تک انتظار کرے کہ اس کا مال تحفہ عمارت سے خلاص ہو پھر اس کو کھولے دلا کیوں بناؤ

مانع اس صحتہ الاجازتہ بغیرہ اولاد علیہ ذلک البتہ حیش لا یمکن فہ اور عمارت اس شخص کی غیر شخص کے اجارہ دینے کی مانع نہ ہوگی اس واسطے کہ اس کا قصہ پیش اور پس نہیں کی اس عمارت پر اس واسطے کہ وہ اس کو سہندہ نہیں کر سکتا وہ اس واسطے ان کے عیادہ ذلک لاوقت نہیں لایجازتہ اقل قیمتیں مندرجہ دینے یا قیہ صحہ اور اگر اس پر اتفاق

کریں کہ اس عمارت کو وقف کے تحت میں کر دیں بعض اس میں ملے کہ جو اقل اہم چیز سے تجاوز کرے یعنی ہندم عمارت کی قیمت اور عمارت کی قیمت میں جسکی قیمت کمتر ہو اس سے اس کا شن زیادہ نہ ہو تو یہ صحیح ہو لو حق الاجر دیں منع الاجر الی قاضی القضاۃ و لیس الاجل ان فیض ثبوتہ و علیہ القضاۃ و اگر

موجود دین لاحق ہو گا قاضی سے ناکش کرے تاکہ قاضی عقد اجارہ کو منسوخ کر ڈالے اور اجارہ دینے والے کو جائز تعیین کہ خود اجارہ کو منسوخ کرے اور اسی پر فتویٰ دے کہ اس صورت میں ہر جیکہ ادا کرے دین کا طریقہ باقی نہ رہے تب قاضی سے منسوخ اجارہ کر اسکے اس چیز کو جیکہ دین ادا کرے وہی جو منسوخ

باب ما يجوز من الاجارة وما يكون خلافا فيها اى فى الاجارة

بسم الله الرحمن الرحيم

الیقینۃ فی البیتۃ بنیتۃ المستاجر لانتہا الزیادۃ خلاصہ اور اگر دونوں گواہ لادین تو مقبول گواہ مستاجر کے گواہ ہیں بواسطہ اثبات زیادت کذا فی
 الخلاصۃ فیہا استاجر لانتہا الزیادۃ ان اتحاد ضرر رہا اور خلاصہ میں ہر گھر اجارہ لیا گا زری کے واسطے تو اس کی اس میں ہنگری درست
 ہو گا گا زری اور ہنگری کا ضرر یکساں ہو تو فعل بالیس لہ لزمہ الاجراد ان ہندم بہ البنا وضمہ ولا اجر لانہما لا یجتنبان اور اگر مستاجر وہ کام کرے
 جو اس کو درست نہیں ہو تو اس پر کرایہ دینا لازم ہو گا اور اگر اس کام سے عمارت ہندم ہو جائے تو اس کا نوان دے اور اس صورت میں کرایہ
 نہیں ہو گا اس واسطے کہ نوان اور کرایہ باہم جمع نہیں ہوتے و لہ لیسکنی بنفسہ واسکان غیرہ باجارۃ وغیرہ لکذا نکل بالاختلاف باسئلہ مطیل
 فیہ لیتقید لانی غیر مفید اور مستاجر کو جائز ہے اس پر ہنسا اور غیر کو رکھنا کرایہ لیکر اور بہ دن کرایہ کے اور اس طرح جو عمل کفائت اور تفاوت نہیں ہو جائے
 کرنے واسطے کے اختلاف سے اس میں استعمال کرنے واسطے کی قید لگانا باطل ہے اس واسطے کہ قیود مذکورہ نہیں ہیں مبنی بسبب عدم تفاوت کے اختلاف
 بالاختلاف ہر کما یجوز بر خلاف اس عمل کے جو تفاوت ہو جائے استعمال کرنے واسطے کے اختلاف سے چنانچہ آگے مذکور جو کام چنانچہ کو بہ اور کچھ ہنسا
 کہ نہیں تفاوت ہو جائے بقا تفاوت سے عمل کے تو نوان لازم ہو گا اور صورت عمارت شرط کے و تو اگر بالترتیب بالفضل اور اگر مستاجر دوسرے شخص کو
 اجارہ دے اکثر اہریت نہ ضرر کرے تو زیادتی خیریت کرے ہم یعنی اگر چاہے وہ کوفہ و اجارہ دیا اور دوسرے شخص کو چنانچہ وہ یہ کرایہ دیا تو ایک دہ چار
 کرے اس پر صورت میں نہ لاوے لانی سکتا ہے ان اجارہ بلا دین اجنس اور صلح فیہا شیا محرو و صورت میں مستاجر کو زیادہ کرایہ لینا درست ہے ہر گھر کو کرایہ دے
 مخالف جنس پر یا گھر میں کچھ دستی کردی ہو ہم خلاف جنس یہ کہ روپون کا کرایہ دیتا ہو اور اشرفی یا پیسوں یا نارج کا کرایہ لیتا ہو اور دھلاہ اور دستی
 کی صورت یہ کہ شلہ گھر میں چونہ کاری کرے یا چیت پرزے لگا دے محوی نے کہا بھارت دینا ہلال میں و نکل نہیں دلو اگر جبرہ المویجہ لا یصح و مستاجر الاجارۃ
 فی الاصح جبرہ معز اللہ بمرۃ دیکھی تصحیح خلاصہ فقہانہ اور اگر مستاجر نہ لکھ کر لے یا خود مالک ہو کر تو اجارہ میں اور اجارہ فتح ہو گا قول اصح میں چنانچہ بمرہ الزان
 میں جو ہر سے منقول ہو اور اس کے اسکے تفاوت قول کی تصحیح آئی تو خبر دار ہو یعنی متفرقات اجارہ میں عدم فتح کو شائع و سبائتہ وغیرہ سے نقل کر لیا
 و تصحیح اجارۃ ارض للزراعۃ مع بیان ما یزرع فیہا او قال علی ان ازرع فیہا ما اشاء کیلما تقع المنازعة والافنی فاسدۃ لکما تہ و تنقلب
 صحیحہ نزد عہد و بحسب السنی او صحیح ہے اجارہ زمین کا زرعت کیو اسطے اس بیان کے ساتھ کہ کون چتر زمین بونی جاوے گی یا مستاجر یوں سکے کہ اجارہ لیا ہو
 اس شرط پر کہ زمین میں زرعت کرونگا جو چیز کہ چاہو لگا بیان ضرر دے یا عموم ضرر دے اسطے شرط ہونا کہ آئندہ جھگڑا نہ ہو اور اگر بیان ضرر دے یا عموم
 ضرر دے نہ ہو تو اجارہ فاسد ہے اور اجارہ فاسد پٹ کر صحیح ہو جائیگا اس کی زرعت کرنے سے اور اجرت معینہ واجب ہوگی ہم چونکہ ضرر دے اعتبار
 نفع اور ضرر کے تفاوت ہو تا ہو تو دفع نزاع کے واسطے بیان کرنا ضرر دے اور نزاع دفع ہو جائے مستاجر کو اختیار دینے سے اور در صورت عدم بیان
 زرعت کرنے سے اس واسطے اجارہ صحیح ہو گیا کہ معقود علیہ استعمال سے معلوم ہو گیا اور ضاوتھا مسبب ناوہنگی ضرر دے کے تو جبکہ حالت دفع ہو گئی
 زرعت کرنے سے تو گویا حالت اول ہی سے نہ تخیلات بالشریب و لطریق اور زمین کے اجارہ میں پانی لینے کی باری اور راہ مستاجر کو اسطے ثابت
 ہو ہم اجارہ میں پانی کی باری اور راہ بدون شرط کے بھی نکل ہو اور زمین کی خرید میں بلا ذکر حقوق وغیرہ داخل نہیں ہو اسطے کہ اجارہ ہو تا ہر انتفاع کے
 واسطے اور بدون دونوں چیزوں کے زمین سے فائدہ لینا نہیں ہو سکتا اور بیع سے مقصود ملک رقبہ نہ انتفاع عین زمین سے و لہذا شور زمین کی بیع
 جائز ہے اور اس کا اجارہ زرعت کے واسطے جائز نہیں کذا فی المطاوی و ذریع زرعیں ربیعہ و خریفہ اور مستاجر وہ بار زرعت کرے ربیع اور خریفہ میں
 ہم یہ اس صورت میں ہر جبکہ سطلی بھر کا اجارہ ہو کما ہو مصرح فی القینۃ ولو لم یکنہ الزراعۃ لالحال لا یتجربا جالسی او کری ان کہتہ الزراعۃ فی ہر وہ القینۃ
 جازد الا لا دتہا مہ فی القینۃ اور اگر مستاجر کوئی احوال زرعت ممکن نہ ہو سیکے کی حاجت سے یا نہر کے صاف کرنے سے تو اگر زرعت ممکن ہو

عقد اجارہ کی مدت میں نو اجارہ جائز ہے اور اگر اس قدر مدت میں مکن نہ ہو تو اجارہ جائز نہیں اور پورا اسکا بیان قینہ میں ہے آخر ما و ہی مشغولہ تہذیب
 غیرہ انکان الزرع الحق لا يجوز الاجارة لكن لو حصده ولها انقلت اجازة زمین اجارہ دی ایک مساجر کو اور قالانکہ وہ زمین غیر شخص کی زمین
 سے مشغول ہے تو اگر زراعت اور اہ حق ہو یعنی ضرائع نے بطریق اجارہ یا عاریت کے زراعت کی ہو تو اجارہ جائز نہیں لیکن اگر کھیت کا ہے اور
 زمین مساجر تسلیم کرے تو اجارہ بد لک جائز ہو جائیگا مالم یحصہ الزرع فتجوز ویومر با حصہ او تسلیم بہ یعنی بزراعت و زمین کا اجارہ
 جائز نہیں جب تک کھیت نہ کئے تو اب جائز ہوگا اور کھیت کاٹنے اور تسلیم کا امر ہوگا اسی کا فتویٰ ہے کہ انانی البزایہ الا ان یومر یا مضمنا فی
 استقبل فتجوز مطلقا مگر جب کہ زراعت والی زمین کو زمین مستقبل کی طرف منسوب کر کے اجارہ دے تو مطلقا اجارہ جائز نہ خواہ زراعت و بی بی ہو یا غیر
 و بی بی بشرطیکہ زمین زراعت سے خالی ہو جائے مدت مستقبلہ مذکورہ تک انانی الخ وادی وان کان الزرع غیر حق فمست لا مکان تسلیم تجوز
 علی قلعہ اور ک اولاً فنادی قاری الہدیۃ اور اگر مدت غیر حبی ہو یعنی بطور عصب کے ہو تو زراعت والی زمین کا اجارہ صحیح ہے بسبب مکن ہو سکتا ہے
 تسلیم کی زبردستی کھیت اٹھا کر خواہ زراعت نہ ہو یا ختم کذا فی فادی قاری الہدیۃ فی الوہانیۃ تصح اجارۃ الدار المشغولۃ یعنی ویومر بالتفرغ و اعتبار
 المدۃ من عین تسلیم اور وہاں بی بی ہو کہ دار مشغولہ یعنی جس گھر میں موجود غیرہ کا اسباب ہو تو اسکا اجارہ جائز ہے یعنی اگر مساجر کو حکم ہوگا اسکے خالی کر دینے
 کا اور ابتداء سے مدت اجارہ اس کی تسلیم کے وقت سے ہوگی ورنہ الاشباہ استا جز مشغولہ و فارغ صاحب فی الفایغ فقہ دینی نے المتفرقات اور اشباہ
 میں ہے کہ بھری اور خالی خیر کو اجارہ لیا تو فقط خالی خیر میں اجارہ صحیح ہوگا اور اسکا ذکر باب المتفرقات میں آگے آوے گا و تصح اجارۃ ارض للبناء
 والغرس و سایر الانتفاعات کما یطرح آجرو و غرض و عقیدہ و مراحمی تلزم الاجرة بالتسلیم ان کن زرعہا ام لا بحرہا و صحیح ہے اجارہ زمین کا مکان بنانے
 اور زراعت لگانے کے واسطے اور باقی نواد کے واسطے چنانچہ بیعہ اینٹ اور سی کے برتن وغیرہ کے پکانے کے واسطے اور جانوروں
 کے رہنے کے واسطے نصف روز اور رات کے وقت تو تسلیم سے اجرت لازم ہوگی خواہ اس زمین کی زراعت مکن ہو یا نہ ہو کذا فی الجہرم یہ اجارہ
 زراعت کے واسطے نہیں ہے تاہم امکان زراعت سے اجارہ فتم ہو کذا فی الجہرم فان خصت المدۃ قلعہا و سلمہا فارتفعہ لعدم ہایتہا
 سو اگر اجارہ کی مدت گزر جائے تو مساجر مکان اور زراعت کو کھودے اور زمین خالی ہو کر تسلیم کرے بسبب نہ ہونے و دنوں کی نہایت کے کم حموی
 نے کہا اور بعد کھودنے کے زمین کا برابر کو بنا مساجر کے ذمہ پڑے اس واسطے کہ اسی نے زمین کو خراب کر ڈالا الا ان یغیرم لہ الموجب قیۃ ای البناء والغرس
 مشغولہ بان تقوم الارض بہا و بدوہا فیضمن ما بینہما اختیار شاہ کو زمین خالی کو دینا لازم ہے مگر جب کہ مساجر کو کھودے مکان یا زراعت کی قیمت کا
 تاوان دے بطرح پر کہ زمین کی قیمت مکان اور زراعت کے ساتھ اور بدوہا مکان اور زراعت فقط خالی زمین کی قیمت ٹھہرائی جائے تو جو
 تاوان دے ما بین قیمتین کا کذا فی الاختیار و تملکہ بالنصب عطیف علی غیرہم لان فیہ نظر لہا اور قیمت و یکہ موجود مکان و زراعت کا مالک ہو و اسکا
 کہ اس میں مساجر اور موجود دونوں کے واسطے رعایت منظور ہے شارح نے کہا تملکہ کا لفظ منصوب بغیر عطیف پر قال نے الجہر و ہذا الاستثناء
 من لزوم القلع علی مساجر فاذا نہ لا یزیدہ القلع لورضی الموجب دفع القیمۃ لکن انکانت تنقص تملکہا جہا لے المساجر و لا یفرغہا بحر الزمان میں کہا
 اور یہ استثناء یعنی الا ان یغیرم کا استثناء لزوم قلع علی المساجر سے ہے تو مصنف نے فائدہ بتایا استثناء سے کہ مکان کا کھودنا مساجر پر لازم نہیں
 اگر مساجر قیمت مکان کی دے لیکن اگر زمین ناقص ہو جاتی ہو کھودنے سے تو مساجر پر جبکہ کر کے زمین کا مالک ہو اور اگر ناقص نہ ہوتی ہو تو
 اسکی زراعتی سے مالک ہو یعنی بعد اسے قیمت او پر رضی الموجب عطیف علی غیرہم تیر کہ ای البناء والغرس فیکون البناء والغرس
 الجہر و الاخص لہذا یا کہ موجود مکان یا زراعت کے باقی رکھنے پر رضی ہو تو مکان اور زراعت اسکا ہو گا یعنی مساجر کا اور زمین اس کی یعنی

موجر کی شراحت سے کہ بعضی عطلت پر بوند ترک ان یا جہا جارتہ والا فاعارۃ فاما ان یواجروہا ثلث ولیقنما الاجر علی قیۃ الارض
 بلانہ وعلی قیۃ البناء بلا ارض فبانتہل حصۃ محبتی اور یہ ترک قلع یعنی مکان اور درخت کا نہ کھودنے دینا موجر کا اگر بعض اجرت کے ہو تو یہ
 اجسارہ ہو والا اگر بلا اجرت ہو تو عاریت پر تو مستاجر اور موجر دونوں کا اجارہ دینا تیسرے شخص کو جائز ہے اور دونوں شخص اجرت کو زمین
 کی قیمت پر بدون مکان کے اور مکان کی قیمت پر بدون زمین کی قیمت پر پھر ہر شخص اپنا حصہ کے کذا فی المحبتی ص مثلاً اگر زمین کی قیمت
 دو سو ہو اور مکان کی قیمت ایک سو اور اجرت تین درم ہو تو دو درم موجر کے اور ایک درم مستاجر کی وقت القیۃ یعنی فی الارض المسئلۃ بلا ان
 القیم ونزع البناء یعنی بالوقت یجوز القیم علی غیر القیم لانی الخ اور قیۃ کی کتاب الوقت میں ہر کہ فی سبیل اللہ گھر میں کسی شخص سے کچھ مکان بنایا بدون
 اجازت متولی کے اور حالانکہ اس مکان کا کھودنا وقت کو ضرر کرنا ہو تو متولی پر اسکی قیمت دلائے پھر مکان بنایا دے کے واسطے پرزورستی کی جواسے
 الی الخ العبارۃ یعنی جا کہ زبردستی قیمت دلاوے نہ بلکہ اصلاح وقت ولو استاجر ارض وقت وعرض فیہا رہی ثم مضت مدۃ الاجارۃ فلما جاء
 آتہ وقت لایا باجہ المثل انما الم یکن فی ذلک شمر بالوقت ولو انی الموقوف علیہم الا قلع لیس لہم ذلک کذا فی القیۃ اور اگر وقت کی زمین
 اجارہ لی اور اس میں درخت لگائے اور مکان بنایا پھر اجارہ کی مدت گزر گئی تو مستاجر کو درختوں کا باقی رکھنا بعض اجرت مثل کے جائز ہے جبکہ اس باقی
 رکھنے میں حق وقت کو ضرر نہ ہو اور چیز زمین وقت پر وہ نمایاں ہو سکے کہ ورنے کے تو کھود سکتا ہے زمین کذا فی القیۃ ص ظاہر بیان مصنف ہے ولا لیت
 کرنا ہو کہ وہ جو سابق مذکور ہو چکا کہ مستاجر بعد انقضای مدت درخت اور مکان کھود کر خالی زمین تسلیم کرے وہ زمین ملک کا مسئلہ تھا اور یہ حکم وقت کا
 اور اس حان اور عادیہ میں قیۃ کے مخالف منصوص ہے کہ عمارت جب وقت کو ضرر نہ کرے تو اسے کھود دینے پر نہ بانے واسطے پرزورستی کی جواسے انتہی اور قلع
 ذکر کیا ہے کہ قیۃ کا نہ الا قول لائق علی کے نہیں تو کیونکر اسپر عمل ہو گا جو مشہور کتابوں کے مخالف ہو یا اسکو خلاف شراخ پر محول کیجیے کذا فی القیۃ ص
 قال فی الجوز ہذا تعلم مسئلۃ الارض المتکثرۃ وہی مستقرۃ فیما فی اوقات انحصار الجرائق میں کہا اور قیۃ کے اس قول سے ارض متکثرہ کی صفت کا مسئلہ
 معلوم ہوتا ہے اور وہ تو اوقات خصاف میں بھی منقول ہے ص یعنی اگر مستاجر مکان بناوے بشرط استبقاء عمارت تو بعد مدت اجارہ اجرت مثل دیکر جائز ہو
 اسکو حق قرار ثابت ہو گا بشرطیکہ وقت کو ضرر نہ ہو تو اب متولی اسکا مالک نہ ہو گا وقت کی واسطے مگر اسکی رضا مندی سے اور یہ مسئلہ پہلو کا جواول کتابا بھیج
 میں مذکور ہو چکا کذا فی القیۃ ص والی طوطی والی طوطی بعد نہایت کا لشجر قطع یعنی المدۃ اور رطبہ درخت کے مانند ہے بسبب ہونے اسکی نہایت کے کو کھودا
 جائے مدت گزر جانے کے بعد رطبہ مابین شجر اور گیارہ کے ہر فارسی میں اسکو سبست کہتے ہیں بل کے مانند ایک بار بونے سے سالہا سال شجر ہر ہزار
 درخت شجر پر نہ درخت زراعت ثم المراد بالیۃ مابین اصلہ فی الارض ایدوانا فی طوطی مدۃ ویزجہ وینیل پھر دریافت کرنا چاہیے کہ رطبہ سے مراد وہ چیز ہے جسکی ٹھہر
 میں ہمیشہ باقی رہے اور اس کے پتے یا پھول توڑے جاویں اور پھر ہوں اما اذ کان نہ نہایت معلومہ کما فی الجمل الخ ویرد الباقی الخ یعنی ان کیوں کا ترسے شجر
 باجہ المثل الی نہایت کذا حررہ المصنف فی حاشی الکنز وقواہ بانی مغالطۃ انما یتعلق بالیۃ اور جبکہ اسکی نہایت معلوم ہو چکیے کہ متولی اور گاجر اور سنگین لائق
 یہ ہو کہ اسکا حکم زراعت کے مانند ہو کہ اجرت مثل لیکر اسکی نہایت تک چھوڑی جائے اسطرح کی تحریر کی ہر مصنف نے حاشی کنز میں اور اسکو
 تقویت دی ہے خانیہ کے قول سے جو کتاب المسافات میں ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ص متولی اور گاجر کی مثال درست نہیں اس واسطے کہ ایک بار لکھا ہے
 سے پھر باقی نہیں رہتی قات بقی لہ نہایت معلومہ کما بعد طوطی کا نقیب نیکن کا شجر کما فی فتاوی ابن اعلیٰ فی حفظ قیۃ میں کہتا ہوں
 یہ احتمال باقی رہا کہ اگر ایک چیز کی نہایت معلوم ہو لیکن بعد اور لولیل ہو چکا نہ ملک اور بنے تو وہ چیز درخت کے مانند ہو کما فی فتاوی ابن اعلیٰ
 تو یہ قید یاد رکھنی چاہیے والزرع تیرک یا جہا ل الی اور اگر رعایۃ لانی میں لان نہ نہایت کامر اور کھیت سے تھریں لکھا جائے اجرت مثل لیکر اس کے

ترجمہ اردو درختہ جلد چہارم

کہنے تک دونوں جانب کی عاریت کی واسطے اس واسطے کہ عاریت کی نہایت پر چاہیہ مذکور ہو چکا ہے یعنی مدت اجارہ قنونی ہوگی اور سبب کی نسبت نہیں ہوا تو
 چنانچہ تک اجرت مثل اجرت ہوگی اور اگر مدت موجود ہو تو وہ اجرت لازم ہو و دونوں میں سے کم ہوگی چنانچہ موت اور یا قبل اور اگر فانی ہو کر
 یا جسے علی حاکم الی الخصوص اور ان شخصوں لان بقدر علی ما کان ولی ما دست المذمہ باقیہ اما بعد ما خارج الشل بن خلاف موت مستاجر یا موجر کے نسبت
 پہلے سے پہلے ہو اسلئے کہ نسبت باقی رکھا جائیگا اجرت عینہ پر حال سابق کی نسبت کا شے تک اگرچہ اجارہ نسخ ہو گیا ایک شخص کی موت سے اس واسطے کہ اگر
 باقی رکھا جائے ماضی بہتر ہے جب تک کہ مدت اجارہ باقی رہے اور بعد ازاں قنونی مدت کے تو اجرت مثل لازم ہوگی و ملحق بالمتاجر المستاجرین کی الی اور اگر باجر
 الشل اور مستاجر سے تیسرے ملحق ہو تو قنونی نہیں کیا جائے نسبت سے اسلئے کہ پہلے تک کہ اجرت ایک شخص سے دوسرے سے زمین عاریت کی زیر عینہ کی واسطے کہ اگر
 نے چاہا کہ زمین ہی زمین پہلے یوں اور حالانکہ نہ نسبت نہیں کیا تو تیسرے کے ماتحت میں زمین چھوڑی جاوے گی اجرت مثل ایک نسبت کے لئے تک اور ظاہر ہے کہ
 ہر عاریت کی زمین میں مکان بنانے اور وقت لگانے کا وہ اللہ اعلم کہ فی الطحاوی و اما العناصیب فیہ ہر باقیہ مرطابہ انظار اور عناصیب کو نسبت لگا
 دانے کا حکم ہو گا ہر طرح اگرچہ نسبت کیا ہو اسلئے کہ سبب سے یعنی ظلم واجب الیہم ہے واجب الاشیاء ثم المرد بقولہم تیر کہ الزرع باجر ہی بقضائے و بقدر ہر
 شے واجب الاجارہ باجر ہا کہ فی العینہ فی حفظ ہر ہر پاد یافت کرنا چاہیے کہ قنونی کے اس قول سے کہ نسبت سے قنونی نہ کیا جائے اجرت لیکر مزید ہے کہ قاضی کے حکم
 سے یا موجر اور مستاجر کے عقد جدید کرنے سے اجرت واجب ہوگی تو اجرت واجب ہوگی بلکہ تصنیف عقد قادیان سے چنانچہ قنونی ہو تو اسکو یا در کنا چاہیے کہ
 فی التوضیح اجارۃ الیہ للکرم و کل الثوب للیس اور صحیح ہو کر ایہ جانور کا سواری اور بوجھا لادنے کے واسطے اور کپڑے کا کر ایہ پہننے کی واسطے ہم اگر
 لادنے کے واسطے کر ایہ کیا تو سوار نہاد دست ہر اور اگر سواری کے واسطے کر ایہ کیا تو سپر لاد نہاد دست نہیں کہ ذاتی اخلاصہ در زمین کافی سے منقول ہو کہ اگر
 بیان نہ کیا کہ کون شخص جانور پر سوار ہو گا یا کیا چیر لادنی جاوے گی یا کون شخص کپڑے پہنے گا تو اجارہ فاسد ہو گا تصحیح اجارۃ الیہ لیجہا ای لاجل ان
 ہر ہر اجنبیہ بین یدیدہ ولا یرکبہا و صحیح نہیں کر ایہ جانور کا تا اسکو حالی لے چلے یعنی اس واسطے کر ایہ جانور نہیں کہ اسکو کوئی کر لے چلے اپنے سامنے
 اور اس پر سوار نہ ہو و تصحیح اجارۃ الیہ لاجل ان یرکبہا علی باب دارہ لیرا بالناس فیقال نہ فرس اور جانور کا کر ایہ اس واسطے صحیح نہیں کہ اسکو
 باندھ رکھے اپنے دروازہ پر تا آدمی اسکو دیکھیں تو یوں کہیں کہ یہ گھوڑا مثلاً صاحب خانہ کا ہی و لاجل ان زمین بیتہ او دانو تہ بالثوب لما تہا
 ان ہر منفعت غیر مقصودہ من العین یا اس واسطے کر ایہ جانور نہیں کہ اپنے گھریا دکان کو آستہ کرے کپڑے سے اجارۃ ثانیہ مذکورہ اس لیل سے
 جس نے زمین میں جو کچھ بول باب میں مذکور ہو چکے کہ جانور کا کوئی لے چلنا یا دروازے پر باندھ رکھنا یا گھر اور دکان کو کپڑے سے آستہ کرنا یا
 غیر مقصود ہو کہ گھوڑے یا کپڑے سے ہم اور اس طرح اگر شرط خبیان اور چاند نیان کر ایہ لے تا اپنے گھر میں انکا فرش کرے اور اپنے بیٹھے اور نہاد سے
 تو جانور نہیں کہ ذاتی شرح الیہ ہا نہ و انصہ مت فلا جہا و جبکہ اجارہ مذکورہ فاسد ٹھہرے تو اسکی کچھ اجرت نہیں کر ایہ لینے واسلئے پر و کہ اسے تاجر یا
 فیہ او علیہا لیشہ او کتابا و ثمر القراءہ او معھا شرح و ہا نہ اور ہی طرح جانور نہیں اگر گھر کر ایہ لیا تاکہ اس میں نماز پڑھے یا خوشبو و ارض کر ایہ لے سو گھنے
 کے واسطے یا کتاب اگرچہ اشعار کی کتاب ہو پڑھنے کے واسطے کر ایہ لے یا قرآن کر ایہ لیا کہ ذاتی شرح الیہ ہا نہ ہم مصنف و ہا نہ لے کہا کہ کافر کا گھر کر ایہ لینا
 نماز کے واسطے صحیح نہیں علامہ عبد الرشاح و ہا نہ لے کہا کہ کافر کی قید کچھ ضرور نہیں اس میں کافر و مسلمان برابر ہو اسلئے کہ فساد اجارہ مدت
 انتفاع کی بہالت سے ہو تو اگر مدت عین ہو جائے تو اجارہ صحیح ہے اس میں مسلم اور کافر دونوں برابر ہیں اور اگر علت فساد منفعت غیر مقصودہ کو قرار دیکھے
 تو بھی اس طرح کا حکم کہ ذاتی الطحاوی و ان لم یقرب بالربک و الیس الیس من شمار اور اگر مستاجر نے جانور کو کپڑے کے کر ایہ میں کچھ
 اور کسی پہننے واسلئے کی تیرہ لگائی تو مستاجر کو چاہیے سو اگر کوئی اور کو چاہیے پناہ سے عدم تعین سے ہر اس طرح کی تعین کرے کہ مستاجر کے موہر سے سو اگر کوئی لگایا

بہار یا اس سے کمتر کہ مال کرے تو جائز ہو اگر زیادہ تر کہ مال کرے تو جائز نہیں و منہ تمیل وزن کہ بطلان لا یشیر الی الاصح اور بطلان غیر جائز کے
 جو لاواروی کا جو بابر گھوڑوں کے وزن کے نہ لادنا جو کا قول صحیح میں ہم یعنی اگر من بھر گھوڑوں لادنے پر کرایہ بٹھرا سو مستاجر نے من بھر کر لی
 جانور پر لادی تو جائز نہیں اس واسطے کہ روئی پیٹھ پر گھوڑوں سے زیادہ پچاسی ہو اور زمین کری بھی زیادہ ہو تو اسکا ضرر زیادہ بٹھرا گھوڑوں
 اور گھوڑوں کی غرض اگر جو اسقدر لادے اور جانور مر گیا تو ادا نہیں بقول اصح اس واسطے کہ جب جو اور گھوڑوں وزن میں برابر ہوں تو جو کا
 ضرر جانور کی پیٹھ پر کمر ہوتا ہے بسبب پھیل جانے کے یہی قوی ہے صدر رشید کا الحاصل اگر سے معمول ہو بٹھرا سنے اور چنر لادی اور وزن وزن
 کا برابر ہو مگر معمول کمتر پھیلتا ہے جانور کی پیٹھ پر کسی سے تو جو ضرر ہلاکی تاوان لازم ہو گا بسبب ضرر کے پناچہ گھوڑوں کے وزن کے برابر بٹھرا یا لولا
 اور اگر معمول ایک زیادہ پھیلتا ہو لادنے کے مقام پر کسی سے تاوان نہیں پناچہ گھوڑوں کے غرض جو لادنا اس واسطے کہ یہ آسان تر ہو تو خلاف کرنے سے
 تاوان لازم نہ آوے گا جبکہ موضع محل سے زیادہ تر تجاوز ہو چنانچہ روئی غرض گھوڑوں کے کہ انی لادنا روئی اور وف من پناچہ غرض و غرضت لادنا یہ غرضت اور
 اگر مستاجر نے جانور پر اپنے پیچھے اس شخص کو سوار کر لیا جو ذات خود بلا اعانت جانور پر بیٹھا ہو اور جانور ہلاک ہو تو مستاجر اس قیمت کا تاوان دے سے ہم
 اور اگر مستاجر پیچھے بیٹھا ہو تو تمام قیمت کا تاوان مستاجر پر لازم ہو گا کہ انی اخایہ ولا اعتبار للثقل لان الادوی غیر موزن اور اعتبار نہیں کرانی وزن کا اس واسطے کہ
 آدمی غیر موزن ہے یعنی آدمی کے تولنے کی عادت نہیں تو عدد و راکب کا اعتبار ہو گا نہ کرانی کا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ثقل سوارئی کے واقفکار سے جانور کو
 ضرر نہیں ہوتا اور خفیف ناواقف سے ضرر ہوتا ہے و نہ لان کانت الذیہ تطیق حمل الاشین والا فاکل کل حال اور یعنی نصف ضمان اس قیمت پر
 جبکہ جانور دو شخصوں کا بوجھ اٹھا سکتا ہو اور اگر اٹھانا نہ سکتا ہو تو تمام قیمت کا تاوان ہے مستاجر پر حال میں یعنی خواہ بذات خود تمسک ہو یا نہ ہو کما لو حملہ
 اور اکب علی عاتقہ فایمن اکل وان کانت تطیق حملها لکن فی مکان واحد چنانچہ اگر دوسرے شخص کو مستاجر راکب نے اپنے کندھے پر اٹھایا تو
 مستاجر تمام قیمت کا تاوان لازم ہو گا اگرچہ جانور دونوں کے بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو بسبب ہونے بوجھ کے ایک مقام پر یعنی جب دونوں کا بوجھ پیٹھ پر
 ایک جگہ پڑا تو جانور پر شاق ہو کر ملائی کا موجب ہوا وان کان الرذیف صغیر لا یتسک یعنی بقدر ثقلاً در اگر بچھلا سوار لیا طفل صغیر ہو کہ بلا اعتبار
 جانور پر بیٹھ سکتا ہو تو مستاجر تاوان دے بقدر اسکی گرانباری کے یعنی بقدر بوجھ بھاری ہو گیا صغیر کے سوار کرنے سے اتنا تاوان لازم ہو گا کما
 شینا آخر لو من ملک صامہا کو لد الناقہ لعدم الاون چنانچہ دوسری چیز کے اٹھانے سے بقدر اس کے ثقل کے تاوان لازم ہو گا اگرچہ وہ چیز معمول
 جانور کے مالک کی ملک ہو چنانچہ اونٹنی کی سواری پر اونٹنی کے بچے کو اٹھانا تاوان لازم ہو گا بواسطہ عدم مجازت مالک کے و لیس المراد ان الرجل
 یوزن بل ان لیس الی الخیر کہ کم زیادہ تاوان بقدر زیادہ ثقل سے یہ مراد نہیں کہ مرد تو لادنا جاسے بلکہ مراد یہ ہے کہ اہل دانش سے پوچھا جاسے کہ کتنا
 بوجھ زیادہ ہو گیا محل صغیر یا محل شراخ سے ولور کب علی موضع اکل ضمن اکل لما مراد اور اگر بوجھ کی جگہ پر سوار ہو گیا تو ہلاک کی صورت میں کل کا ضمان
 دے گا بوجب اس بیان کے کہ اگر بکڑا یعنی سواری اور بوجھ کا ثقل ایک ہی جگہ ہو گیا و کذا لو لبس ثیاباً کثیرہ اور یہی حکم ہے اگر مستاجر بہت سے کڑے پہن کر سوار ہو
 یعنی و صورت ہلاک تاوان کل کا دے گا کہ ایک ہی جگہ بہت بوجھ کر دیا و لو باللبس الثانی ضمن بقدر ما زاد ثقی اور اگر اسقدر ہوں جتنے لوگ پہنتے ہوں تو بقدر
 زیادتی کے ضمان دے گا کہ انی لحتی و اذا اہلک بعد ما یو غ مقصود و جب جمیع الاجر کو بہ بنفس مع انھیں اسی نصف قیمت کو ب غیرہ اور پیچھے سوار
 کر لینے کی صورت میں اگر جانور بعد منزل مقصود پر پہنچنے کے ہلاک ہو دے تو ساری جرت واجب ہر سو بھ سے کہ مستاجر خود سوار ہوا اور ضمان بھی
 نصف قیمت جانور کا دے اس لیے کہ دوسرے کو سوار کیا ثم ان ضمن الراكب لا یرجع وان ضمن الرذیف یرجع لو مستاجر من المستاجر والا لایرجع اگر سوار یعنی مستاجر
 راکب نے تاوان دیا تو رذیف مستاجر سے بھرے اور اگر رذیف نے تاوان دیا تو مستاجر سے بھرے اگر اسے مستاجر کو کرایہ دیا گیا ہو اور اگر رذیف بطریق اجارہ

سوار ہو جائے بلکہ بطریق عاریت سوار ہو اور جو عین جائز نہیں کہ ان فی الخطا وی قید کیونکہ عین عاریت لایستلزم اس میں فقط مصنف نے مسئلہ
 رد لیت میں جانور کے ہلاک ہونے کی قید لگائی ہو اس لئے کہ اگر جانور باوجود اذن سلامت رہا تو فقط مقرری کر ایہ لازم آوے گی تاوان یعنی جمیع صلوات
 مذکورہ میں کہ ان فی الخطا وی و بکوتہ اردو لائے لہذا قعدہ فی اسراج صا رہا صبا فلا علیہ بحر عن الغایۃ و مصنف نے مسئلہ مذکور میں اذن رد لیت
 کی قید لگائی ہو اس لئے کہ اگر مستاجر اسکو زین پر بٹھائیگا اور آپ بھیچے بیٹھے گا تو غاصب ٹھہر گیا تو اس پر اجرت لازم ہوگی یعنی فقط تاوان اس پر لازم ہوگا نہ
 کہ ایہ کہ ان فی البحر عن الغایۃ لکن فی اسراج الولوج عن الشکل ما یخالف فلیتأمل عند الفتویٰ کیف ذنی الاشباہ و غیرہ ان الاجارۃ ضمان لایستلزم لکن اسراج
 و باج میں شکیں سے وہ قول مذکور ہے جو قول مصنف و جواب اربع یقین کے مخالف ہے تو نفی کو تامل کرنا چاہیے فتویٰ دینیہ کے وقت کیونکہ نہ ہو
 اور حالانکہ اشباہ و غیرہ میں یہ مذکور ہے کہ اجرت اور تاوان مجتمع نہیں ہوتے مگر اسراج میں شکیں سے یوں مذکور ہے کہ اگر وہ کسی غیر تلافی ہو تو خواہ مستاجر کے
 سوار ہو یا پیچھے دونوں صورت میں حکم یکساں ہے ہر شایع نے ہر تامل سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں طحاوی نے کہا اشباہ کی عبارت کا
 ذکر بلا وجہ ہے اس پر سلیکہ اجرت بمقابلہ رکوب مستاجر اور تاوان بمقابلہ رکوب رویت ہو تو ایک راہ سے اجتماع اجرت اور تاوان کا ہوا اور اجتماع تاوان
 کا اجرت کے ساتھ وہاں متفق ہے ہر جان تاوان سے اجارہ کی چیز کا مستاجر مالک ہو جائے اور بیان ایسا نہیں ہے اور مستاجر مالک ہو جائے علیہا مقول شریح
 علیہا اکثر منہ قطعیت ضمن ما زاد لثقل و جبکہ جانور کر ایہ لیتا کہ اس پر مقدمہ زمین لاوے اور اس پر اس سے زیادہ تر لاوے اور وہ ہلاک ہو گیا تو
 تاوان دے بہرہ زیادہ ہو جائے بوجہ کے ہم شکایتیں ہیں لاوانا مقرر ہو اس لئے چاروں لاواؤں جو نور کی چوتھائی قیمت کا تاوان ہے مستاجر پر لازم ہوگا
 ہو اس لئے کہ ہلاک ہوتی تمام بوجہ سے مگر تین میں کا لاوانا مذکور تھا اس کا حصہ سا قدر ہو گیا اور ایک میں غیر مذکور تھا اور وہ چارم پر لہذا چارم قیمت کا
 تاوان لازم ہوا و ہذا اذ احملنا المستاجر فان حملنا صاحبہا بیدہ و حدہ فلا ضمان علی المستاجر لانه یولیہا شرعا و یرحمہ حکم اس وقت ہے جبکہ خود
 مستاجر اس پر بوجہ لاوے سو اگر جانور کا مالک اپنے لائے سے تنہا اس پر لاوے تو مستاجر پر تاوان نہیں ہو اس لئے کہ مالک ہی تو سبب شرک کہ ان فی الخطا ویہم خواہ مالک
 زیادتی کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو مستاجر پر تاوان لازم ہوگا اور اگر مالک کہے کہ بوجہ زیادہ تھا تو اسکو جواب دیا جائے کہ تو نے کیونکہ نہ قول لیتا تھا علی
 مقدسی نے کہا میں تامل ہے ہمیں اشارہ ہے کہ تاوان مستاجر کا سبب نہ معلوم ہونے مالک کے اور بحث پر مقدسی کی یہ روایت اور غازیہ کے مابین
 تہم الفتاویٰ میں بھی مذکور ہے کہ ان فی الخطا وی و ان حملنا کل معاد و وضعنا علیہما وجب لمصنف علی المستاجر فعلہ و ہذا فعل رہا ہے اور اگر مستاجر مالک
 مالک جانور نے بوجہ سستی اٹھایا اور جانور پر دونوں نے رکھا تو نصف قیمت کا تاوان مستاجر پر واجب ہوگا اس کے فعل کے سبب سے اور اس کے مالک کا
 فعل باطل بلا عوض ہوگا کہ ان فی الخطا وی و لو کان البتہ تلافی یجوز فی کل واحد منہما جو لیتا ہی و ہذا فعل شلا و حدہ و وضعنا علیہما و ہذا فعل
 الاضمان علی المستاجر و یجوز حل المستاجر ما کان تحق بالقد غایۃ اور اگر شکا گیوں ہو دو گوہن اور مستاجر اور مالک ہر واحد نے ایک ایک گون
 تنہا اٹھائی اور دونوں نے جانور پر سستی یا آگے پیچھے رکھی تو مستاجر پر تاوان نہیں یعنی در صورت ہلاکت او مستاجر کا اٹھانا اور لاوانا مستحق ہے
 اجارہ ٹھہرایا جائے کہ ان فی الخطا وی و لایستلزم ان فی الخطا وی علی المستاجر و مقدم او تاخر و ہوا وجہ
 ثم عولنا علیہ علی خلاف مانی خلاصہ کہ ان فی الخطا وی شرح لمصنف اور غایۃ تحقیق کی تعلیل سے مستفاد ہو کہ مستاجر پر تاوان نہیں خواہ دو گون کو پہلے رکھے یا
 پیچھے اور یہی وجہ قوی ہے اسی سبب سے ہم نے اس پر اعتماد کیا خلاصہ کے برخلاف ایسا مذکور ہے مصنف کی شرح میں قلت و مانی خلاصہ ہوا یوجد
 فی بعض نسخ المتن قولہ و کذا الاضمان لوجہ المستاجر و لا ثم رب الدارۃ و ان حملہا رہا و لا ثم المستاجر نصف النقیمۃ استی نسبتہ
 میں کہتا ہوں اور جو خلاصہ میں ہر وہ اس متن کے بعض نسخوں میں موجود ہے مصنف کا یہ قول اور اس طرح تاوان نہیں اگر مستاجر نے پہلے گون لاوے

وہاں جہاں مستاجر مالک جانور کے ہلاک ہونے کی قید لگائی ہو اس لئے کہ اگر جانور باوجود اذن سلامت رہا تو فقط مقرری کر ایہ لازم آوے گی تاوان یعنی جمیع صلوات
 مذکورہ میں کہ ان فی الخطا وی و بکوتہ اردو لائے لہذا قعدہ فی اسراج صا رہا صبا فلا علیہ بحر عن الغایۃ و مصنف نے مسئلہ مذکور میں اذن رد لیت
 کی قید لگائی ہو اس لئے کہ اگر مستاجر اسکو زین پر بٹھائیگا اور آپ بھیچے بیٹھے گا تو غاصب ٹھہر گیا تو اس پر اجرت لازم ہوگی یعنی فقط تاوان اس پر لازم ہوگا نہ
 کہ ایہ کہ ان فی البحر عن الغایۃ لکن فی اسراج الولوج عن الشکل ما یخالف فلیتأمل عند الفتویٰ کیف ذنی الاشباہ و غیرہ ان الاجارۃ ضمان لایستلزم لکن اسراج
 و باج میں شکیں سے وہ قول مذکور ہے جو قول مصنف و جواب اربع یقین کے مخالف ہے تو نفی کو تامل کرنا چاہیے فتویٰ دینیہ کے وقت کیونکہ نہ ہو
 اور حالانکہ اشباہ و غیرہ میں یہ مذکور ہے کہ اجرت اور تاوان مجتمع نہیں ہوتے مگر اسراج میں شکیں سے یوں مذکور ہے کہ اگر وہ کسی غیر تلافی ہو تو خواہ مستاجر کے
 سوار ہو یا پیچھے دونوں صورت میں حکم یکساں ہے ہر شایع نے ہر تامل سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں طحاوی نے کہا اشباہ کی عبارت کا
 ذکر بلا وجہ ہے اس پر سلیکہ اجرت بمقابلہ رکوب مستاجر اور تاوان بمقابلہ رکوب رویت ہو تو ایک راہ سے اجتماع اجرت اور تاوان کا ہوا اور اجتماع تاوان
 کا اجرت کے ساتھ وہاں متفق ہے ہر جان تاوان سے اجارہ کی چیز کا مستاجر مالک ہو جائے اور بیان ایسا نہیں ہے اور مستاجر مالک ہو جائے علیہا مقول شریح
 علیہا اکثر منہ قطعیت ضمن ما زاد لثقل و جبکہ جانور کر ایہ لیتا کہ اس پر مقدمہ زمین لاوے اور اس پر اس سے زیادہ تر لاوے اور وہ ہلاک ہو گیا تو
 تاوان دے بہرہ زیادہ ہو جائے بوجہ کے ہم شکایتیں ہیں لاوانا مقرر ہو اس لئے چاروں لاواؤں جو نور کی چوتھائی قیمت کا تاوان ہے مستاجر پر لازم ہوگا
 ہو اس لئے کہ ہلاک ہوتی تمام بوجہ سے مگر تین میں کا لاوانا مذکور تھا اس کا حصہ سا قدر ہو گیا اور ایک میں غیر مذکور تھا اور وہ چارم پر لہذا چارم قیمت کا
 تاوان لازم ہوا و ہذا اذ احملنا المستاجر فان حملنا صاحبہا بیدہ و حدہ فلا ضمان علی المستاجر لانه یولیہا شرعا و یرحمہ حکم اس وقت ہے جبکہ خود
 مستاجر اس پر بوجہ لاوے سو اگر جانور کا مالک اپنے لائے سے تنہا اس پر لاوے تو مستاجر پر تاوان نہیں ہو اس لئے کہ مالک ہی تو سبب شرک کہ ان فی الخطا ویہم خواہ مالک
 زیادتی کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو مستاجر پر تاوان لازم ہوگا اور اگر مالک کہے کہ بوجہ زیادہ تھا تو اسکو جواب دیا جائے کہ تو نے کیونکہ نہ قول لیتا تھا علی
 مقدسی نے کہا میں تامل ہے ہمیں اشارہ ہے کہ تاوان مستاجر کا سبب نہ معلوم ہونے مالک کے اور بحث پر مقدسی کی یہ روایت اور غازیہ کے مابین
 تہم الفتاویٰ میں بھی مذکور ہے کہ ان فی الخطا وی و ان حملنا کل معاد و وضعنا علیہما وجب لمصنف علی المستاجر فعلہ و ہذا فعل رہا ہے اور اگر مستاجر مالک
 مالک جانور نے بوجہ سستی اٹھایا اور جانور پر دونوں نے رکھا تو نصف قیمت کا تاوان مستاجر پر واجب ہوگا اس کے فعل کے سبب سے اور اس کے مالک کا
 فعل باطل بلا عوض ہوگا کہ ان فی الخطا وی و لو کان البتہ تلافی یجوز فی کل واحد منہما جو لیتا ہی و ہذا فعل شلا و حدہ و وضعنا علیہما و ہذا فعل
 الاضمان علی المستاجر و یجوز حل المستاجر ما کان تحق بالقد غایۃ اور اگر شکا گیوں ہو دو گوہن اور مستاجر اور مالک ہر واحد نے ایک ایک گون
 تنہا اٹھائی اور دونوں نے جانور پر سستی یا آگے پیچھے رکھی تو مستاجر پر تاوان نہیں یعنی در صورت ہلاکت او مستاجر کا اٹھانا اور لاوانا مستحق ہے
 اجارہ ٹھہرایا جائے کہ ان فی الخطا وی و لایستلزم ان فی الخطا وی علی المستاجر و مقدم او تاخر و ہوا وجہ
 ثم عولنا علیہ علی خلاف مانی خلاصہ کہ ان فی الخطا وی شرح لمصنف اور غایۃ تحقیق کی تعلیل سے مستفاد ہو کہ مستاجر پر تاوان نہیں خواہ دو گون کو پہلے رکھے یا
 پیچھے اور یہی وجہ قوی ہے اسی سبب سے ہم نے اس پر اعتماد کیا خلاصہ کے برخلاف ایسا مذکور ہے مصنف کی شرح میں قلت و مانی خلاصہ ہوا یوجد
 فی بعض نسخ المتن قولہ و کذا الاضمان لوجہ المستاجر و لا ثم رب الدارۃ و ان حملہا رہا و لا ثم المستاجر نصف النقیمۃ استی نسبتہ
 میں کہتا ہوں اور جو خلاصہ میں ہر وہ اس متن کے بعض نسخوں میں موجود ہے مصنف کا یہ قول اور اس طرح تاوان نہیں اگر مستاجر نے پہلے گون لاوے

پھر جانور کے مالک نے اور اگر اسکے مالک نے اول لادنی پھر مستاجر نے تو مستاجر مصنف قیمت کا تاوان دینے سے اتنی فانی اختلاف نہ تو پیدا ہوگا کہ
 قول غیر متفقہ سے و ہذا ای مامرن اکلم او اکانت الراجۃ المستاجرۃ تطیق شلہ اور یہ یعنی مسئلہ اول میں جو حکم گذر گیا تاوان بقدر زیادت یا نقصان کے
 اس وقت بھی جبکہ کراہی صاحب کو ایسے بوجہ کی طاقت رکھتا ہو اما او اکانت لا تطیق فمشیج اہمیتہ لازم علی المستاجر یطیق ویسبب علیہ کل الاجر
 لمسل و الامکان للزیادۃ غایۃ اور جبکہ جانور راستے بوجہ اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو جانور کی پوری قیمت لازم ہوگی مستاجر پر کذا فی الدلیلی اور
 مستاجر پر تمام اجرت واجب ہوگی اجرت واجب ہوئی لادنی کے سبب اور تاوان لازم ہو یا زیادہ لادنی کی قیمت سے کذا فی غایۃ تحقیق ہم شارح نے یہ جو ارباب
 سوال مقدار کا سوال یہ کہ بیان اجرت اور ضمان کا کیونکر اجتماع ہو احوال انکہ اشباہ سے مذکور ہو چکا کہ وہ دونوں مجتمع نہیں ہوتے خلاصہ جو ارباب یہ ہو
 کہ لزوم تاوان کی وجہ اور پوری وجوب اجرت کی اور پوری دامن وہ اجتماع پر جو ایک ہی وجہ سے ہو و افاد یا زیادہ انہما من جنس المسی تاوان غیر
 من کل کما لو حل المسی وحدہ ثم حل علیہ الزیادۃ وحدہ یا مجرور مصنف نے لفظ زیادت سے فائدہ ظاہر کر دیا کہ زیادت محل معین کی جنس سے ہو
 تو اگر زیادتی اسکے رخا ہو تو کل قیمت کا تاوان مستاجر پر لازم ہوگا چنانچہ اس صورت میں تمام تاوان لازم ہوگا اگر فقط محل معین بلا خلاصہ زیادت
 لادنی پھر جانور پر فقط زیادت لادنی لاجر قال لم یغیروا للاجر و سلمت لہم و وجوب المسی فقط و ان ظہما استاجران منافع انھما من جنس المسی و ان
 صاحب بھرنے کہا اور مصنفین کے تصریح نکلیا اجرت کے بیان کا جبکہ جانور سلامت رہا بسبب ظاہر ہو نہ اجرت دینے کے وجوب کے اگر چیز زیادتی کو فائدہ
 مستاجر نے لادنی ہو سو اس سے زیادہ لادنی غصب ہوا اور غصب کے منافع کا ہوا سے نزدیک تاوان نہیں دینے علم حکم الکار فی فی طریق مکملہ زما و وجوب
 سے معلوم ہو گیا کہ مسئلہ کی راہ میں کراہی دار کا حکم یعنی جبکہ محل معین پر کچھ بوجہ زیادہ لادنی اور جانور سلامت ہو تو زیادہ لادنی سے کراہی کا اتفاق
 ثابت نہ ہوگا فقط اجرت متقررہ لازم ہوگی لیکن زیادہ لادنی حاصل نہیں کذا فی الخطا دی و ضمن بعضیہا و کما یجاء فی تفسیر الاون بالسلامۃ او مستاجر تاوان
 و صورت ہلاکت جانور کے مارنے سے اور اسکی لگاؤ کھینچنے سے بسبب بقید ہونے اذن کے سلامتی کے ساتھ یعنی ہر چیز مارنا اور لگانا کھینچنا کراہی کے وجوب سے
 مالک کے اذن سے ثابت ہے لیکن یہ اذن وہاں تک ہے کہ جانور تلف نہ ہو جائے حتیٰ کہ لو ملک بعضیہا ضرب الالب او الوسی لئلا ویسبب من لوقوعہ ہر خبر و
 تعریک لادنی غصب یا و صی کے ادب دینے کی مایہ سے مراد ہے تاوان یعنی دیت لازم ہوگی بسبب واقع ہونے تادیب کا بھڑکنے اور کان مروڑنے سے و ہذا
 لایضمان بالتعارف او صاحبین نے کہا کہ باپ اور صی پر تاوان نہیں ضرب متعارف اور مروج سے اور اس طرح مستاجر پر تاوان نہیں جانور کے مارنے اور لگانا
 کھینچنے سے بشرط ضرب متعارف کذا فی الخطا دی و فی الغایۃ عن الائمہ الاصح رجوع الامام لقولہما و غایۃ تحقیق میں تہ سے مذکور کہ امام کا جواب نہ کرنا صاحبین کے
 قول کیطرت صحیح تر قول ہے لایضمن لہما اتفاقا مستاجر پر تاوان نہیں جانور کے اٹھانے سے باتفاق امام و صاحبین و ظاہر اذنیۃ ان الاستاجر ضرب
 الاذن العرفی اور ہایہ کا ظاہر قول ہے و لالت کراہی کہ مستاجر کو جانور کا مارنا جائز ہے اذن عرفی کے سبب سے ہم شارح نے ہایہ کا قول ہو اسلئے ذکر کیا کہ
 اباحت ضرب متعارف معلوم ہو بشرط سلامت و باضرہ لذت نفسہ تعالیٰ فی اہمیتہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لایضربہا صلا و نیامہ فجا ناذ علی التادیب اور مالک
 کا مارنا اپنے جانور کو پس قینہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہر کہ اسکو ہلاک کرے اور اس سے مواخذہ ہوگا اس ضرب میں جو تادیب سے زیادہ ہر قسم یعنی
 ہر شخص کو منع کرنا جائز ہے علی الخصوص جبکہ مالک جانور کے منہ پر مارے و ضمن نبرع السرج و وضع الایکاف سواہر یوکھت بلکہ ام لا اور تاوان دے
 زمین کے اتار لینے اور پالان کے باندھنے سے خواہ ویسا پالان اسپر باندھا جاتا ہو یا نہ باندھا جاتا ہو ہم طحاوی نے کہ شاید کہ شارح پر ایکیا ف مشتبہ ہو
 اکاف کے ساتھ ہوا اسلئے کہ ایکاف مصدر ہے یعنی پالان نہادن اور اکاف بکسر اول یعنی پالان پر و لہذا لفظ وضع کو شارح نے زیادہ کیا حالانکہ اسکی صحت
 نہ تھی ہوا اسلئے کہ ایکاف خود یعنی وضع اکاف ہو بالاسراج ہا لایسرج ہذا اکاف مشبہ جمع قینہ اور اس طرح کے زمین باندھنے سے کہ ویسا زمین ال

سرخ رنگے کو کہا تھا اور اگر مالک چاہے تو زرد رنگین کو سٹے اور زنگر کو آٹھ سو سے جتنی قیمت سفید کپڑے کی زردی سے زیادہ ہو گئی اور زنگر کی
 کیو اسٹے جرت نہیں یعنی سرخی کی ولو صبح رو دیا ان لم یکن البصیر فاعلم ان البصیر ان کان فاجتنب ان یلحظ فیہ ضمن قیمت کو بھینٹ لکھ
 اور اگر زنگر نے ناقص رنگ تو اگر رنگ نہایت ناقص ہو تو زنگر زبردان نہیں اور اگر نہایت ناقص ہو زنگر کے پیشے والوں کے نزدیک تو
 سفید کپڑے کی قیمت کا تاوان گذرانی بخلانہ فروع مسائل لمحہ شارح کے قال للخیاط قطع طوله وعرضه کذا فی الامارہ ناقصا ان قدر البصیر وکوه غفوا وان
 اکثر خضه درزی سے کہہ کہ قبا یا قمیص قطع کر جبکا طول اور عرض اور استین اور منہ ۱۰۰ کہ ہو مقدم از عین سے سو اگر نقد انگلی یا اسٹے مانند کم ہو تو
 مٹا چو اگر زیادہ ہو تو اسکا تاوان گذرانی ان کفانی فیما فاقطعه بدرهم وخطه فکلمه ثم قال لایکفیک من مالک نے درزی سے کہہ کہ اگر کپڑا میرے پیشے
 کیو اسٹے کھایت کرنا ہو تو اسکو قطع کر ایک درہم کی مزدوری پر اور اسکو سی درزی نے قطع کیا پھر بولا کہ یہ کپڑا تیرے پیشے کیو اسٹے کافی نہیں تو اسپر تاوان
 لازم ہوگا یعنی ہوا اسٹے کہ آئینہ دھو کا دیا و لو قال البصیر فی قیصا فقال نعم فقال قطع فکلمه ثم قال لایکفیک البصیر اور اگر مالک نے کہہ کہ درزی سے کہہ کہ کپڑا
 کیا میرے پیشے کو کافی ہو اور درزی نے کہہ کہ ہاں پھر مالک نے کہہ اسکو قطع کر اور اسے قطع کیا پھر درزی بولا کہ مجھ کو کھایت نہیں کرنا تو اسپر تاوان لازم
 نہیں ہوا اسٹے کہ مالک کے حکم سے قطع کیا اور کلام سابق اخبار پر حکم گذرانی الخطا دی نزل الجبال فی مغازاة ولم یحل شیئ فی مالک البصره او مضر من لو
 البصره وخطه فاقطعه ساربان اتراسید ان میں اور و ان سے کوچ نہ کیا بیان تک کہ مال فاسد ہو گیا چوری یا بارش سے تو اگر چوری اور بارش
 و ان اکثر ہو کر تھی ہو تو تاوان اسپر لازم ہوگا یعنی ہوا اسٹے کہ غالب ان وقوع بمنزلة تحقق الوقوع کے ہو تو وہ متعدد ہوا ان کے چھوڑنے سے نہ سہ اور اگر
 غالب ان وقوع ہو تو تاوان نہیں گذرانی الخطا دی و فی الاشباہ و المتماثلات فی السوق فیسے سناہ طلب منہ اجزا فاعبرہ لعا و تم اور شاہ میں ہر بد و کاری
 چاہی ایک مرد سے بازار میں تاکہ اسکا مال بچے سوائے مزدوری مالکی تو انکی عادت کا اعتبار پر یعنی بلا تقرر اجرت اسے مال بچے یا پھر مزدوری مالکی
 اصل بازار کی عادت کا اعتبار پر کہ اگر اجرت لیکر بیچ دیتے ہوں تو اجرت مثل واجب ہوگی اور اگر بلا اجرت کام کر دیتے ہوں تو اجرت لازم نہیں و گذرانی
 اوصل رجلا فی جائزہ لیسئل لہ اور اسطرح کا حکم ہو اگر انبی وکان میں کسی مرد کو داخل کیا اسنے کام کرانے کیو اسٹے یعنی عادت کا اعتبار ہوگا و جوبہ اور عدم و جوبہ
 اجرت میں و فی الدرر من غلامہ او ابنہ مالک مدۃ کذا یحکم النسخ و شرط علیہ کل شہر کذا اجاز و لو لم یشرط بعد تعلیم طلب کل من اعلم و المولی اجراسن الا انما
 عرف البلدہ فی ذلک اهل اور در میں ہر کہ مولی نے اپنا غلام یا بیٹا جو لاسے کو سپرد کیا مدت معینہ تک تاکہ وہ اسکو کپڑا بننا سکھا و سے اور مولی نے تہا دیو
 ہر مینے میں کچھ اجرت شرط کی کو یہ جائز ہو اگر اجرت شرط کی اور تعلیم کے بعد ہر واحد علم اور مولی سے اجرت طلب کرے دوسرے سے گورہ اچ شہر کا اس کام
 میں تہر ہوگا علم یعنی اگر حرف شہر اساد کا شاہد ہو تو اس کام کی تعلیم کی اجرت مثل اساد کو دلائی جائے اور اگر عرف مولی کیو اسٹے شاہد ہو تو غلام کی اجرت مثل اساد کو
 لازم ہوگی گذرانی الدرر من قاضی خات فیما تنبہ داتہ الی موضع فجاوز بہا الی اخر ثم عاد الی الاول فحکمت ضمن مطلقا فی الاصح کما فی العاریہ و ہو تو لہا و الیہ رجع الامام
 کما فی مجمع النساوی اور در میں ہر کہ جانور کرایہ لیا ایک مکان تک اور و لاسے بڑھا کر اور مکان تک لیکر ابد اسکے اول مکان کی طرف پھرایا اور جانور ہلاک
 ہو گیا تو مستاجر مطلقا تاوان لازم ہوگا صح قول میں جیسے کہ عاریت میں تاوان لازم آتا ہے مطلقا اور صاحبین کا قول ہر اور ہی قول کی طرف امام نے
 رجوع کیا کہ انی مجمع النساوی ہم مطلقا یعنی خواہ آمد و رفت دونوں کیو اسٹے کرایہ ہو یا خواہ فقط جائے کیو اسٹے بہر صورت تاوان لازم ہر اور ہی حکم تھا
 یہاں تک کہ تاوان لازم آو لگا مطلقا مکان ہر کے تہا و سے و فیہ خوف المکاری فیج و اعدا اہل لحدہ الاول لاجلہ یعنی ان بھر علی الاعا وہ لو کو کسکاری
 یعنی جانور کے کرایہ دینے والے کو خوف دلا یا سو دہ پھرایا اور مکان اول کی طرف پوجھا پھیر لیا تو اسکی مزدوری نہیں اور لائق یہ ہر کہ اسپر زبردستی کیا جائے
 دوبارہ لیجانہ ہر کہ گذرانی مجمع النساوی و فیہ وقع ابرئیا الماع البصیرہ کذا ثم قال لا یصغروہ و علی فلم یروہ ثم ہلک لاجلہ و مجمع النساوی میں ہر کہ شیم دیا زنگر کو

قال المحققان
 فی النسخ العا و
 النسخ کی روایت
 النسخ کی روایت
 النسخ کی روایت

تا انکو رکنے ہندو راجہ پر پھر مالک بولا کہ اسکو مت رنگ اور مجھکو چھوڑ سو آستے نہ پھیر دیا پھر کپڑے تلے ہو گیا تو رنگ پر پناہ دینا میں نے
 سئل علیہ السلام میں اساجو جلا اسیل نہ فی حقیتہ فلما خرج نزل لہ طرد و منع بسببہ لہ الاجر قال لا اور مجمع الفتاوی میں ہے کہ علیہ السلام میں اس شخص کے
 حکم کا سوال ہو چکا ہے ایک مرد کو فرو کر کیا تاکہ اسکا کام کرے زمین میں سوچیکہ نہ در کام کیواسطے نکلا مینہ برسنے لگا اور وہ کام سے باز نہ آسکے پس
 کیا اسکی اجرت لازم ہوگی علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہیں یعنی اسواسطے کہ متعود علیہ واقع ہوا بلا منع مستاجر اساجو جلا جملہا کذا فرقت لہا و ہا ہا لہا لہا لہا
 الاجور بھرتہ قال لا لانہ رسی نہ لک جانور کر ایہ لیا تا اسپر اساجو جلا دے سو جانور یا سو گیا تو محل معین سے کہتر لا تو کیا مستاجر کو کسی کے حکم سے موافق
 کر ایہ پھیر لیا جائے نہ علیہ السلام نے جواب دیا کہ جائز نہیں اسواسطیکہ مستاجر اسقیدر کے لاوے پر رضی ہو گیا اساجو جلا رسی نہ لک جانور کر ایہ لیا تا اسپر اساجو جلا
 جو کم القاضی متبعہ لہ لہا حصہ مدۃ منع قال لا لہا میں نے اساجو جلا کی کر ایہ لیا تا اسپر اساجو جلا دے سو جانور یا سو گیا تو محل معین سے کہتر لا تو کیا مستاجر کو کسی کے حکم سے موافق
 مکانات کے اور قاضی نے بھی منع کا حکم کیا تو مدت منع کا حصہ کیا ساقط ہو گا علیہ السلام نے جواب دیا کہ ساقط ہو گا جب تک ظاہر میں پھینے سے منع نہ کیا
 ہا بیگام مرد یہ جو ائمہ اہل کلام اسکو چکی نہ پھینے دین یا چکی کے گھمانے واسطے جانور کو کھول دین کذا فی الطحاوی اساجو جلا اسنے بفرق مدۃ منع
 بھیکل الاجر قال انما یجب بقدر ما کان شفعاً ایک برس کو حرام کر ایہ لیا سو ایک مدت تک بانی میں ڈوب بار ما تو کیا تمام اجرت واجب ہوگی علیہ السلام نے
 جواب دیا کہ بقدر معمول شفعیت اجرت واجب ہوگی دنی الوہبانیۃ و سیقتی وقت العارۃ مثل ما ذلوا اندم بعض الدار فاعلم فیروزہ اور وہاں میں
 مرد و ساقط ہوا سو اجرت کے وقت میں مانند اس مقولہ کے کہ گھر کا بعض مکان منہم ہو جائے تو اندم تم میں کیا جائے ہم یعنی ساقط ہوا اندم
 تخمین کر کے بقدر اس کے اجرت ساقط کیا جائے اور یہ ظاہر الاویۃ کے خلاف جو ظاہر الاویۃ یہ ہے کہ گھر کے بعض مکان کے گھرانے کے کر ایہ ساقط نہیں ہوتا
 کذا فی الطحاوی عن شرح الوہبانیۃ بعد البر و الخلف فی قدر العارۃ آخرتیم فیما قولہ لا لہا اور مخالفت کی مالک امر کرنا ہے کے مستاجر کی عمارت کی مقدار
 میں تو اس میں مالک کا قول مقدم ہو گا نہ مستاجر عمارت کے بنانے والے کام صورت مسئلہ یہ ہے کہ مالک خانہ نے مستاجر کو ہر کیا عمارت بنانے کا اور کر پین
 مگر کو لینے کا تو عمارت میں دونوں نے اتفاق کیا اور مقدار صرف میں اختلاف کیا تو صاحب خانہ کا قول مقبول ہو گا اور گواہ مستاجر کے سموع ہونگے
 کذا فی الطحاوی عن خزائنہ الاکمل قلت و معادہ رجوع المستاجر ثابت علی الوہبانیۃ الا فی تخریجہ بالوعدۃ فلا بد من شرط الرجوع علیہ من کتابہ و ان
 اور معادہ قول سابق پھیر لیا سو مستاجر اس چیز کو جو مہر پر ثابت ہو مجبور امر کرنے کے یعنی مگر تخریجہ اور نجاست کے چوبچہ کے بنانے میں رجوع مجبور کے نہیں ہے
 مرد یہو اشتراک رجوع سے جو ہریم طحاوی نے کہا شارح کا یہ قول مسئلہ فیکم سے مرتب نہیں بلکہ قینہ کی عبارت سے مرتب ہے جو شرح و ہبانیۃ میں کو یہ
 اہلج کہ نعم الا تہم بخاری نے کہا کہ جب مستاجر گھر میں عمارت بنا دے مالک کے امر سے تو بقدر اسکا صرف ہوا امر سے بھرے اگرچہ رجوع صریحاً شرط نہ ہو پھر
 قاضی حنابل سے نقل کیا کہ تخریجہ میں رجوع مجبور و ان بلا شرط صحیح نہیں انتہی انی حقیتہ معلوم ہوا کہ جو شارح نے ذکر کیا وہ قینہ کا صریح ہے نہ مفاد و اور حیرت
 اور اسقط کل الامور لا تنسخ بہ مال فیستہا المستاجر بخرۃ الوجہ بالام اور اگر کر ایہ کا گھر ویران ہو گیا تو تمام کر ایہ ساقط ہو گا اور اجارہ ویرانی منع نہیں ہو جاتا
 جب تک اسکو مہر کے سنانے منع نہ کرے ہی قول صحیح ہم اگر بعضا مکان گھر کا سندم ہو گیا اور مالک خانہ خائب ہو یا بیاری کے حیل سے قاضی کی
 مجلس میں حاضر نہیں ہوتا تو اجارہ منع نہ ہو گا اور قاضی اسکی طرف سے وکیل قائم کر کے کہ وہ منع کر دے کذا فی الطحاوی عن القینۃ واذ بنیت الاجارۃ
 اور جبکہ گھنایا جاتا ہو بدہندام کے تو مستاجر کا اختیار نہیں یعنی اسواسطے کہ اندم قبل الفسخ سے انسخ نہیں ہوتا دنی سکئی عرستہا الا یجب الا یطرح
 ابن اثنۃ قلت دنی قینہ فطر و لعل اید المساء اجرة اشل و حصۃ العرۃ فلا مانع من لزومہا قیامہ و قینہ فی قینہا ما یفید قینہ اور خانہ سندم کے پیش
 دروازے کے میدان کی سکونت میں اجرت واجب نہیں یہ کہا ہوا بن شحہ نے میں کتابوں کے اسکی نفی میں اعتراض ہوا شاید کہ نفی سے اجرت

کتاب الامارہ باب ما یجوز من الاجارۃ
 ترجمہ اردو و پنجاب دہلی

30

یہ باب پر اجارہ فاسدہ کے احکام میں الفاسدین الفقہاء کا کان شروع ہوا باصلہ و ولن وصفہ عقود میں مستند فاسدہ کی اصل شروع ہونہ وصفہ
اسکام عدم مشروعیت وصفہ حالت سے یا اس شرط کے تحت اس سے عاجز ہوتی ہو جسکو عقد تصفیہ نہیں بلکہ الباطل بالیس مشروع ہوا اصل لا باصلہ ولا جوہر
اور عقد باطل نہ ہو کہ یہ طرح مشروع نہ ہونہ اسکی اصل مشروع ہونہ وصفہ اسکام اجارہ باطل چنانچہ اجارہ ایسا جو ہر مرد اور عورت کے اور بہت تر آشی
یا لغو و تیرا بنانے کیواسے کسی کو کہ کر کھنا و حکم الاول جو ان فاسدہ و جو یہ اجیر المثل لا استعمال و اسکی معلوم ابن کمال اور اول یعنی اجارہ فاسدہ کا حکم و جو یہ
ہو نامی اجرت مثل کا استعمال کرنے سے اگر اجرت مقدمہ معلوم ہو کہ مذکورہ ابن کمال ہم اجرت مثل سے مراد اس شخص کی اجرت ہو جو اجیر کا مثل ہو اس عمل میں یعنی جو ایسا
کام کرنا ہو اس مان اور مکان میں اور اجرت و راجع اور فانی کی جنس سے ہوگی نہ کسی کی جنس سے اور اگر اجرت مثل مختلف ہو تو کون میں تو متوسل کا اعتبار ہوگا
اور اجرت اجارہ فاسدہ کی خلاف ہو اگرچہ اسکا سبب حرام یہ قول پر علوانی کا اور حکم کے نزدیک اجرت مذکورہ حلال نہیں یہی قول صحیح تر ہو اور اجرت مثل
و مان علی الاملاق مبشر یہاں اجرت سے نہ ہو اور و صورت تسمیہ اجرت مثل اجرت سے زیادہ ہوگی اور ظاہر کلام شارح سپر دلات کرنا ہو کہ وہ صورت تسمیہ
اجرت مثل واجب ہو اور لا لک ایسا نہیں کہ کذا فی بطحاوی بخلاف الثانی و ہوا باطل فانہ لا اجیر فیہا بالاستعمال تھا قی بولات ثانی یعنی اجارہ باطل میں اجرت
نہیں استعمال کرنے سے کذا فی احتقاق ولا تمسک المنافع فی الاجارۃ الفاسدۃ بالقبض بخلاف البیع الفاسد فان البیع یک فیہ بالقبض اور اجارہ

اعمال کیا ہر ایک صریح اور تون نے تو ہی مذہب ہر ایک کی لذت لانا اور جتنا حاصل ہوتا ہے وہی مال المانع و لو انما لہما احکام ہم قسم و قسم
 ہم چہرہ میں کتابیوں اور بائع میں ہر ایک اس شائع کو اجارہ دیا جو قابل قسمت کے ہو چہرہ کی قسمت کی اور تو بائع کی اجارہ جائز ہے بسبب دوسرے جو جائز
 مانع کے یعنی شائع کے اور اگر حاکم نے اجارہ شائع کو باطل کر دیا چہرہ کی قسمت اور تسلیم واقع ہوئی تو جائز نہیں و ایسی ہی پرانہ لو انما لہما احکام ہم قسم و قسم
 فصولین من افضل النجادی و احسن النبی الوسطانہ اور فتویٰ دیا جائے اجارہ جو ازکا اگر عارت ایک مرد کی ہو اور زمین اس کی دوسرے شخص کی چنانچہ
 فصولین میں ہر ایک کیوں فصل سے یعنی اس فصل کے درمیان میں یہ مسئلہ مذکور ہم یعنی اگر صاحب عارت اس کو اجارہ دے صاحب زمین یا اس کے غیر کو تو جائز
 اور اس میں کاجارہ بلا عارت بھی جائز ہے کہانی الطحاوی عن ابی جاسع و قدس بھما لہ المسیحی کلام و بعضہ کہ تیسرے توبہ اودا تہ او تہ و ہم علی ان یرحمہما
 الشاجر صیر و تہ الممر من لا بڑھو فیہ لاجر جو لا اور اجارہ فاسد ہوتا ہو چہرہ کی حالت سے تمام اجزائے ہر ایک بعض چنانچہ نام لیا گیا ہے یا جانور کا یا
 دوسرے کا اس شرط پر کہ ساجر کی مرمت کرے بسبب ہو جائے مرمت کے اجرت میں سے یعنی خرچ مرمت کا اجرت میں داخل ہو گیا تو اجرت قبول ہوگی
 ہوا اس کے کہ معلوم نہیں کہ کتنا مرمت میں صرف ہو گا کم کچھ اور جائز تمام اجزائے ہر ایک کی مثال ہو اس واسطے کہ معلوم نہیں کہ کون کچھ اور کون جانور اور دوسرے
 اور مرمت جہالت بعض کی مثال ہو چھوٹے کچھ لہجہ اہمیتہ ہلا او تسمیہ جزو تسمیر اور اجارہ فاسد ہوتا ہو چہرہ کے مطلق نام تسمیہ سے یا شراب یا دوسرے نام
 لینے سے ہم عدم تسمیہ کی یہ صورت ہو کہ موجد نے ساجر سے کہا کہ میں نے اپنا کھڑا یک حمینہ یا ایک برتن تک تجھ کو اجارہ دیا اور نہ کہا کہ اس نے کہ یہ کہانی المانع
 قسمت بالآخرین لہذا تہ اسمی عدم التسمیہ وجہ جبر مثال لہذا الوسطانہ لا ینقص عن التسمیہ اگر اجارہ فاسد ہو گیا پچھلے دوسرے تسمیہ یعنی سہی کی جہالت سے
 اور عدم تسمیہ سے تو اجرت مثل واجب ہوگی یعنی ہر تہ نہ اکثر اقل اور اجرت کہ ہوگی سہی سے ہم شارح کے اس قول یعنی لا ینقص عن التسمیہ میں جملہ اس واسطے کہ
 دونوں صورتوں میں تسمیہ نہیں ہوا اس کے کہ عدم تسمیہ میں امر ظاہر ہو اور جہالت تسمیہ تو در حکم عدم ہر کذا فی الطحاوی لا بالتسمیہ بل باستیفاء المفقود
 بقیۃ کما مر بالحق بالبلغ عدم ما یرجع الیہ اجارہ فاسدہ میں اجرت فقط تنگیں یعنی موجد کے قادر کوینے سے واجب ہوگی بلکہ فی الحقیقت قسمت کے حاکم
 کرنے سے اجرت واجب ہوگی چنانچہ مذکور ہو چکا اجرت مثل واجب ہوگی کتنی ہو کہین نہ بسبب نہونے اس چیز کے جس کی طرف رجوع کیا ہے ولا ینقص عن التسمیہ
 اور اجرت مثل کم نہوسی سے ہم اس قول کا خال مذکور ہو چکا علاوہ اسکے عدم مرجع الیہ اسکے مخالف ہو والا فسد بہا بل بالشرط و التیذع مع العلم بالیسے لم یزد
 اجرت مثل علی المسیحی ایضا چاہے اور اگر اجارہ امرین مذکورین سے فاسد ہو بلکہ شرط مخالف عقد یا شیوع اصلی سے فاسد ہو باوجود معلوم ہونے اجرت سہی کے تو
 اجرت مثل سہی سے زیادہ ہوگی بسبب نہوسی ہو جانے سوا و ساجر کے سہی سے یعنی دونوں اسقاط زائد عن التسمیہ پر رضی ہو گئے ہم جہالت سہی اور عدم تسمیہ
 میں اجرت مثل حقد کہ ہو اور نہ سوا میں عدم زیادت علی التسمیہ ہوا اس کے واجب ہوئی کہ ذات منافع کی قیمت ہمارے نزدیک نہیں ہو بلکہ انکی قیمت عقدا
 عقد سے ٹھہرتی ہو چھوٹے منافع کی قیمت نہ ہوئی تو رجوع واجب ہوا عقد کی قیمت کی طرف اور زیادت علی التسمیہ ساقط ہو گئی اس واسطے کہ عاقدین اسکے
 اسقاط پر رضی ہو گئے اور جبکہ اجرت سہی قبول اور عدم ہوا تو مرجع منتفی ہوا تو موجب اصلی واجب ہوا یعنی وجوب قیمت جسد کہ ہو تقریر اس کلام کی اس طرح لائی
 ہو اس واسطے کہ عبارت تو اس مقام میں مضطرب ہیں کذا فی الدرر و نقیض عنہ لفساد التسمیہ اور اجرت مثل سہی سے کم ہو بسبب فاسد ہو جانے تسمیہ کے
 و تسمیہ الزلیعی مالو ساجر دارا علی ان لا یسکنہا فسد و یجب ان یسکنہا اجرت مثل بالغا بالغ اور زلیعی نے قاعدہ مذکورہ سے وہ صورت تسمیہ کی کہ ایک گھر اجارہ
 لیا اس شرط پر کہ ساجر اس میں سکونت نہ کرے یعنی باوجود تسمیہ تو اجارہ فاسد ہو اگر ساجر اس میں سکونت کر گیا تو اجرت مثل واجب ہوگی جسد کہ ہو ہم یہ فیضا
 اجارہ شرط مخالف عقد سے ہوا تو لازم تھا کہ اجرت مثل سہی سے زیادہ نہ ہوتی پھر جب زیادہ ہوئی تو یہ صورت قاعدہ مذکورہ سے تسمیہ ٹھہری و حلقہ فی آخر
 سہی مالو اجرت سہی اور بزرگ الرائق میں اس صورت کو جہالت سہی پر محمول کیا ہو یعنی مسئلہ مذکورہ میں اجرت سہی قبول ہو تو اجرت مثل واجب ہوگی تو تسمیہ

قائم نہ ہو سکا۔ استثنائہ ٹھہرا لیکن اگرچہ قاضی خان فی شرح اجماع الی جانہ اسی فاقم و علی کل فلا استثنائہ مقبضہ لیکن قاضی خان نے مسئلہ مذکورہ کو اجاباً
 مسئلہ کی طرف توجہ نہیں دی تو اسکو متحد کرے اور ہر عقد پر استثنائہ تو نہیں ہے تو اگر وہ مجموعہ طحاوی نے کہا مطلب بجز الموقوف اور قاضی خان کا ایک ہی ہے تو ہندو راہ
 بلا وجہ ہے اور ہر عقد پر کہنا بھی بلا وجہ ہے اس واسطے کہ جو بجز الموقوف اور قاضی خان میں مذکور یہ وہ ایک ہی چیز ہے قلت یعنی استثنائہ الوقف لان لو جب فیہ اجر
 الحسن یا فاما بلع فیما لہ من کسائرہ اور وقف کا استثنائہ کرنا قاعدہ مذکورہ سے لائق ہے اس واسطے کہ وقف میں باوجود تسمیہ جرت مثل اجب ہے ہندو راہ جرت مثل
 ہو سو غور کر فالان جردارہ تفسیر علی جانہ اسی بعد جمہول فمکن ثبوتہ وطم یدفعہ فعلیہ الممدۃ اجر لثقل بالغا بالغ و تفسیر فی الباقی من الممدۃ
 سو اگر لپٹا گھر کرایہ یا بغیر من جمہول غلام کہ جسے ہندو راہ میں ایک مدت تک رہا اور غلام اسکو نہ دیا تو مستاجر پر اسکی مدت کے واسطے جرت مثل وجبتگی
 مستاجر کہ ہندو راہی مدت میں جاریہ فسخ ہو گا شائع نے کہا یہ مسئلہ ہدایت میں پرستش ہے اگرچہ حاکم شریک شریک فی واحد فقط و فسخ فی الباقی بجا نہ آتا
 و کان کرایہ دی ہر مہینہ کا کرایہ اتنا تو فقط ایک مہینہ میں جاریہ فسخ ہو گا اور باقی مدت میں فاسد ہو گا لہذا جب جمہول ہونے سے مہینہ کے یعنی مہینہ میں کہ پانچ مہینے
 یا دس والا اصل انہی دس میں کل فیما لا یوقت مہینہ میں اوناہ فاذا تم الشہر لکل فہما بشرط حضور الاخر لا یتاثر العقد بالجمع اور قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہے کہ جب کل کا لفظ ہو
 ہو اس میں جسکی نہایت معلوم نہیں چنانچہ ایام اور شہر تو اسکا ذکر نہیں ہو گا یعنی ایک دن یا ایک مہینہ یا مہینہ تمام ہو گا تو وجوہ مستاجر ہر ایک کو اجارہ
 فسخ کر دینا جائز ہو گا بشرط حاضر ہونے دوسرے شخص کے بسبب ہو چکے عقد فسخ کے و فی کل شہر سکون فی اولیہ و لایزالہ الاولی یومعا فرادہ یعنی فسخ اگر
 فیہ ایضا اوڑھیں مہینہ کے اول میں مستاجر ہر ایک کا مکان یا گھر میں تو اس مہینہ میں بھی اجارہ فسخ ہو گا اول ماہ سے مراد پہلی رات یعنی چاند رات اور اسکا دن عرف
 میں اور اسی کا فسخ ہی ہر مہینہ یعنی بلا تعین شہر ہر مہینہ کا اجارہ مذکور ہو گا تو ایک ہی مہینہ کا اجارہ صحیح ہو گا لیکن اگر مستاجر دوسرے مہینہ کی پہلی رات اور دن کا
 وہاں سکونت کر گیا تو دوسرے مہینہ میں بھی اجارہ فسخ ہو گا لگاتار تو اسے بعض مستاجرین کا اور ظاہر الروایہ یہ ہے کہ اول ماہ ثانی میں دونوں کو فسخ اجارہ کا اختیار
 ہی ہر چند اول ماہ رویت ہلال سے ہو لیکن چونکہ اسکے اعتبار میں ہر مہینہ چاند رات اور سکون معتبر ہو گا لہذا فی البدیہہ شرح الوقایہ و لیس لکھنؤ نے یہ چوتھے
 مہینے الا بعدہ کہ لکھنؤ شہرین فاکثر لکھنؤ کا سے زلیحی اور بعد سکونت اول ماہ ہو جرت مستاجر کے اخراج کا ماہ ثانی میں امتیاز نہیں جب تک کہ وہ مہینہ آخر
 نہ ہو گا مگر عذر سے اخراج جائز چنانچہ اس صورت میں اخراج جائز نہیں اگر مستاجر دوسرے مہینہ یا زیادہ کی اجرت پیشگی دے دے اس واسطے کہ پیشگی دینا اجرت کا صحیح
 مانند ہو گا فی الزلیحی الا ان لیس الکل اسی جملہ شہر معلوم نہیں کہ زوال المانع ہر مہینہ کے اجارہ میں فقط ایک مہینہ کا اجارہ صحیح ہو گا یہ کہ تمام یعنی سب شہر
 معلوم کا نام ہے تو اجارہ سب میں صحیح ہو گا زوال مانع کے سبب سے م یعنی موجد یوں کہے کہ میں نے اپنا گھر چھ مہینہ کا اجارہ دیا ہر مہینہ کا کرایہ اتنا لکھا
 فی البیوع و اذا جرت ثلثۃ بکذا صح وان لم یسم احد کل شہر و تقسم سویتہ اور جبکہ گھر اجارہ دیا ایک سال کو اتنے کرایہ پر تو عقد صحیح ہے اگرچہ ہر مہینہ کی اجرت
 مذکور نہ کی ہو اور سال کا کرایہ ہر مہینہ پر برابر قیمت ہو گا و اول الممدۃ ماسمی ان سخی اور جبکہ لے مدت اجارہ وہ ہر چند کہ کرایہ نام لیا ہو یعنی یوں
 مذکور ہو کہ اس سال کے رجب یا رمضان سے اجارہ ہوا و الا فوقت العقد ہوا و لہا اور اگر ابتدا مدت مذکور نہ ہو تو وقت عقد اجارہ وہی اول مدت ہو
 خان کان العقد میں ہل یعنی نفع اسی بصرہ الملال المذکور ایوم الاول من الشہر اعتبار لایزالہ سو اگر اجارہ منعقد ہوا ہو اسوقت جبکہ چاند دیکھا گیا تو ہندو راہ
 کا شمار چاندوں کے دیکھنے سے معتبر ہو گا شائع نے کہا یہاں لیسیم یا دفع مانع دیرہ شود ہلال اور مراد اس سے مہینہ کا پہلا دن ہو گا فی الزلیحی و الا
 فالایام کل شہر تلشون اور اگر اجارہ چاند دیکھنے کے وقت نہ ہوا ہو تو مہینوں کے شمار کیواسطے دن معتبر ہونگے ہر مہینہ تیس دن و قال تیم الاول بالایام
 و الباقی بالاہلۃ اور صاحبین نے کہا کہ پہلا مہینہ دنوں سے پورا کیا جائیگا اور باقی مہینے چاند سے معتبر ہونگے ہم نے اسکی اگر کوئی چیز کی دسویں تاریخ سال ہندو راہ کا اجارہ
 ہو اتوا امام کے نزدیک سال پورا ہو گا و دنوں کے شمار سے ہر مہینہ تیس دن کا تو ایک سال تین سو ساٹھ دن ہو گا اور صاحبین کے نزدیک تیرہ تیس دن کا ہو گا

کچھ کی قیمت اور قیمت سے ہم فتاویٰ کبریٰ میں ہر کہ دایہ کے جارہ میں تو قیمت یعنی دودھ پلانے کی مدت معین کرنا بالاجماع شرط ہے انتہی اور ضمانت
اور امام شافعی کے نزدیک جو ملک اور پویشاک پر جارہ جائز نہیں اور یہی قیاس ہے کہ اس واسطے کہ اجرت مجہول ہو امام کی طرف سے جواب یہ ہے کہ جب حالات
مزارع کی وجہ سے تو صحت کی مانع نہیں ہر دو لافج ان یطالما خلافاً تاکا اور دایہ کے شوہر کو دایہ سے قربت کرنا جائز ہے بخلاف امام مالک کے کہ ان کے
نزدیک جائز نہیں لافج سبب المتاجر لانه ملکہ فلا یذللہ الا باؤنہ دایہ کا شوہر قربت کرے اُس سے متاجر کے گھر میں ہوا اسلئے کہ گھر متاجر کا ملک ہے
تو اس میں داخل ہو گیا اسلئے اذن سے وللا فوج فی نکاح ظاہری معلوم بغیر الاقرار خاتماً شامہ اجارہ تھا اولانی الاصح اور شوہر کو ظاہر نکاح یعنی اُس
نکاح میں جو دایہ ہو بروق اتوار زوجین کے بھی فسخ اجارہ جائز ہے قول اصح میں ہر طرح خواہ اجارہ زوجہ سے اسکو عیب لگتا ہو بوسطہ اسکی نفی ہے
یا عیب نہ لگتا ہو بلکہ غیر ظاہر بلکہ علم باقرار بالاثبات خالان قولہ لا یقبل فی حق المتاجر ولا کر نکاح غیر ظاہر ہر طرح کہ نکاح معلوم ہوا ہو دونوں کے
اقرار سے تو زوجہ اجارہ فسخ کر گیا ہوا اسلئے کہ دونوں کا قول متاجر کے حق میں قبول نہیں ولکن متاجر نے خود اپنے ہاتھ سے دایہ کو فسخ کر دیا
وہ خود لکھ من الاعذار اور متاجر کو دایہ کا فسخ اجارہ جائز ہے دایہ کے تالیف ہو جانے سے اور اسکی بیماری اور اسکی ظاہر ناکاری سے اور یا نذر اسلئے
اور عذر اسلئے فسخ اجارہ جائز ہے ہم جملہ عذر اسلئے مذکور یہ ہر کہ کرا اسلئے دودھ کو فکڑا لیا ہو یا دایہ سارہ ہو یا لکرا اسکا دودھ نہ پیا ہو یا کھال
جو ہر چیز کو صغیر ہو تو اسکا منع متاجر کو ہر چیز پر چنانچہ زمانہ اول دایہ کا غائب ہونا اور جو صغیر ہو اسکا منع جائز نہیں اور اسلئے کہ جارہ سے شہنی
ہو گا تازہ کے اوقات کے مانند کدانی لطفی لادوی ولا یفطر لانه لا یفطر بالصبی اور فسخ اجارہ جائز نہیں دایہ کے کفر سے ہوا اسلئے کہ کفر اسکا صغیر کو ضرر نہیں
کرتا ولو مات البصی او البصر شققت الاجارة اور اگر کرکمر گیا یا دایہ کو جارہ ٹوٹ گیا ولو مات البصر لاولہ لا اور اگر صغیر کا باپ مر گیا تو اجارہ نہیں
ٹوٹتا ہم اسلئے کہ جارہ صغیر کے واسطے ہونے اسلئے باپ کو واسطے فوہ صغیر کا مال ہو یا نہ ہو اور دونوں کے کہ البصر مال صبی اجارہ باطل ہو گا و علیہما
عسل البصی ثیابہ و اصلاح طعامہ و منہ نفع الال ای علیہ بالبدن للعرف و ہر صغیر یا لانس فیہ اور دایہ پر لازم ہے صغیر اور اسلئے کہ دونوں کا دھونا
اور اسکا کھانا درست کرنا اور اسلئے بدن میں تیل لگانا بسبب رواج کے اور رواج کا اعتبار دہان ہر جان نص شرع نہیں شارح نے کہا ہر نفع وال
باعتبار تیل لگانے سے ہم قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب کسی کام پر جارہ ہو تو جو چیز اس کام کی تو اب اس سے ہر دایہ پر اسکی شرط نہوتی ہو جارہ میں تو نہیں
رہے بلکہ اعتبار تیل لگانے میں ہر کہ صحیح قول یہ ہے کہ صغیر کے کپڑے کا گوہ پشیاپ سے دھونا دایہ پر اسکی کپڑے کا دھونا سپر نہیں اور جو بالفتاویٰ میں اس
قول کو صحیح نہ کہا ہے اور اصلاح طعام سے مراد یہ ہے کہ دایہ طعام کو جاکر صغیر کو دے اور ایسی چیز نہ کھائے جس سے دودھ فاسد ہو جائے اور اس پر صغیر کا
کھانا چکانا بھی لازم ہے کدانی لطفی لادوی لا یلزم ہاشن شنی من فاک و مذکر محسن ان لہ من الارحام علیہا فادۃ اہل الکوفۃ اور دایہ پر لازم نہیں
ان چیزوں کا شمن یعنی تیل وغیرہ کا اور یہ جو عمدہ نے ذکر کیا ہے کہ تیل اور ریحان دایہ پر لازم ہے سوال کو فہ کی عادت تھی و ہوا ہی تہنہ و اجرة عملہا
ابوہ ان لم یکن لہ البصر مال و الا ففی مال لانه کالتفقہ اور دہ یعنی تیل وغیرہ کا شمن اور اسلئے دودھ پلانے کی اجرت اسلئے باپ پر اگر صغیر کا مال
نہو اور اگر اسکا مال ہو میراث یا ہب سے تو اسکا شمن صغیر کے مال میں ہو گا ہوا اسلئے کہ وہ نفع کے مانند ہے فادۃ الختص بلین شاة او فادۃ لطفہم
و مضت المدة لا اجرا لہا و جبکہ دایہ نے لکے کو بکری کا دودھ پلایا یا اسکو کھانے کی غذا دی اور مدت گزر گئی تو اسکی اجرت نہیں لان اصح ان
المقود علیہ ہوا الارض و الترتیبۃ لا البین التذنیۃ عنایہ ہوا اسلئے کہ اجرت نہیں کہ قول صحیح یہ ہے کہ جب عہد جارہ واقع ہوا ہر وہ آدمی کا دودھ پلانی اور پرورد
نہ سطلن دودھ اور غذا دنیا کدانی عنایہ بخلاف مالود فقتہ الی فادۃ متہا حتی ارضعتہ او استاجرتہ من ارضعتہ حیث تہی الاجرة الا اذا اقرضت فادۃ
علی الاصح بشرط لایہ عن الذخیرۃ بخلاف اس صورت کے کہ اگر دایہ نے صغیر کو دیا اپنی خادمہ کو لڈی کو تو اسلئے اسکو دودھ پلایا یا دایہ نے اُس عورت کو

چاکر رکھا جسے صغیر کو دودھ پلایا تو وہ ایسی اجرت کی مستحق ہوگی مگر جب کہ خود دایہ کا دودھ پلانا شرط اجارہ میں تو غیر مستحق ہے۔
 سے مستحق اجرت کی نہ ہوگی بقول احم کذا فی الشرح البلیغ عن الذخیرہم فتاویٰ عالمگیری میں ذخیرہ سے قول صحیح ہے کہ اگرچہ اس میں فتاویٰ ہفتی سے
 منقول ہے کہ قول وجہ یہ ہے کہ مستحق اجرت ہوگی اتنی جبکہ دایہ دوسری عورت کو نوکر رکھے کہ دودھ پلواوے تو وہ دوسری اجرت پلاوے کی اور دوسری
 عورت کی اجرت دایہ پر لازم ہوگی کذا فی الطحاوی ولو اجرت نفسا لک لکن لم یعلم الا ان فاقعتما و فرغت ثم استولما الاجارہ کا ملا علی الطحاوی
 شہید بالاجارہ خاص و اشترک تمامہ فی اجارہ اور اگر دایہ نے اس کے واسطے یعنی دودھ پلانے کی واسطے اپنی ذاتہ اجارہ دی دوسری قوم سے اور پہلے
 متاجرون کو اجارہ تانیہ معلوم نہیں ہوا ہے دونوں کو کون کو دودھ پلایا اور فایع ہوئی متاجرہ سے تو دایہ کو گناہ ہوگی اور اس کی پوری اجرت لازم
 ہوگی دونوں فریق پر سبب متشابہ ہونے دایہ کے بغیر خاص اور چہرہ مشترک سے اور پورا اسکا بیان تانیہ میں ہوگا اور اگر اول متاجر کو دوسری جبکہ کسی
 نوکر میں معلوم ہو تو دایہ پر گناہ ہوگا چہرہ مشترک کے ساتھ تشابہ کی وجہ سے کہ دایہ کو ایسا جہاد دونوں جبکہ مگر نہ تھا دایہ کے مانند اور صحیح قول شرح
 السیاحی میں یوں مذکور ہے کہ اگر دایہ کے گھر میں صغیر کو دیا دودھ پلانے کو تو وہ ایسی چہرہ مشترک ہو اور اگر دایہ کو متاجر نے پہلے گھر میں رکھا تو وہ چہرہ خاص
 ہے کذا فی الطحاوی لا یصح الاجارہ لعصب لیس و جزوہ علی الاذات صحیح نہیں اجارہ بکری کی جتنی کا یعنی نہ کہ اس کے ڈالنے کا وہ پر گناہ نہیں کرتا
 کے واسطے بعض لوگ پانچ یا دس روپیہ دیکر عمرہ گھوسے کو گھوڑیوں پر چھوڑتے ہیں یہ بیٹھنے کی واسطے سو جاؤ نہیں حدیث شریف میں اس اجرت
 کو اور قبضہ کی غرضی کو حرام فرمایا ہے اور اس واسطے کہ گناہن کو اسے پر قدرت حاصل نہیں تو اس پر اجرت لینا جائز نہ ہوگا حاشیہ جلی میں ہے اور اگر قبضہ بطریق
 عاریت کے ہو تو مستحب ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے ولا لاجل المعاصی مثل اخصار النوح و الملہای ولو اخذ بلا شرط یباح اور اجارہ صحیح ہو گناہن
 کے واسطے چنانچہ راگ اور نوہ گری اور باجون کے واسطے اور اگر بلا شرط اجرت سے تو مباح ہے ہم نوہ گری یہ کہ میت پر دوسرے اور اس کی خوبیاں بیان
 کرے اور ملاسی سے مراد باجے ہیں چنانچہ مزہر امیر اور طبل وغیرہ یعنی ہود لب کا طبل اور اگر عادیوں کا طبل ہو یا شادی کا طبل تو جائز ہے اور اس طرح طبل قافلہ
 درست ہر مستحق میں ہے کہ مال کسب کیا نوہ گری اور طبل نوازی سے تو وہ اسکے مالکوں کو پھیر دے اگر وہ لوگ معلوم ہوں اور زمین تو اسکو خیرات
 کرے اور اگر بلا شرط جو مال مباح ہو تمام اسادے کہا کہ بلا شرط بھی مال حلال نہیں اس واسطے کہ معروف مشروط کے مانند ہے یعنی اور چارے زمانہ میں ہی
 قول بالیقین یا خود ہی اس واسطے کہ یہ خوب معلوم ہے کہ گناہ اور بجا نیوے بدون اجرت کے نہیں جاتی کذا فی الطحاوی و لاجل الطاعات مثل
 الاذان الحج والاماتہ و تعلیم القرآن و الفقه و یفتی الیوم یصحہما تعلیم القرآن و الفقه والاماتہ والاذان و یجوز المساجر علی رفع قبل
 یجوز اسے بعد و اجازت اذالم یذکر مدۃ تسبیح و سبائہ من اشترک فی تسبیح بلفظی اور نہ اجارہ صحیح طاعات کی واسطے مانند الاذان اور حج اور امامت اور تعلیم
 قرآن اور تعلیم فقہ کے اور حج یعنی اس زمانہ میں فتویٰ دیا گیا ہے صحت اجارہ کا تعلیم قرآن اور فقہ اور امامت اور اذان کی واسطے اور متاجر پر برہنہ ہوگی اس
 مال کے دیکھ پر جو اس نے قبول کیا ہے تعلیم قرآن وغیرہ کی واسطے تو اجرت میں عمدہ اجارہ سے واجب ہوگی اور اجرت مثل واجب ہوگی جبکہ بدست اجارہ مذکور
 نہ ہوئی ہو کذا فی شرح الوہابیتہ من کتاب الشرح کہ اگر متاجر اجرت مذکورہ کے نہ دینے سے قید کیا جائے اسی قول کا فتویٰ ہے ہم اہل بیہر کہ عبادات پر اجارہ
 یا نہ نہیں لیکن متاخرین شائع ہونے سے تعلیم قرآن اور فقہ اور امامت اور اذان پر نوکری کرنا فتویٰ دیا ہے اس دلیل سے کہ زمانہ سابق میں اہل علم کی عبادت
 بیت المال سے مقرر تھی اور لوگ تعلیم علوم دینی کی وجہ جانتے تھے اور خلق کو تحصیل علوم کا شوق بہت تھا اور اس وقت میں اسلام ضعیف ہو گیا اور
 مذکورہ سبب برہم ہو گئے اور اہل علم تحصیل معاش میں مشغول ہوئے اور وہ لوگ دیکھ کر کہ جو لاشع تعلیم کریں تو اگر تعلیم بالالہ کی فتح باب نہ ہو تو قرآن اور
 فقہ منقود ہو جائیں لہذا اجازہ اجارہ مذکورہ کا فتویٰ ہوا اور شائع مذکورین سے فرمایا ہے کہ احکام مختلف ہو جاتے ہیں زمانہ کے اختلاف سے کذا

اجرت غیری جو اجرت نہ ہے

مذکورہ ان حرامات

و فقہ و امامت و اذان

کے لئے دعا
اور دعا کے لئے
پیشکش کی جاوے
تو اس کی دعا
میں سے ہو

عمل پر عمل کرنا اور ان سے عدم تجاوز عن المقادیر و مکرر کون قوی التمسائی قول صدر الشریعہ ثقیبہ لیکن تمسائی نے صدر الشریعہ کے قول کی تقویت کی ہر محیط
وغیرہ کا قول نقل کر کے تو خبردار رہنا ہم شایع نے اس تہنہ سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہر دو تمسائی میں محیط وغیرہ سے منقول ہر دو انسان
اور لائق تر بشریت ہر کدانی الطحاوی ذی المیتہ ہر دو اہل مکین بامناع او کیما فی السیفیۃ فان کان الاصلین اولم تجاوز المقادیر لان محل العمل غیر مسلم لہ
اور ینہ میں ہر دو یہ ایسی کشتی کے غرق ہونے سے تاوان لازم ہونا موت ہر جبکہ اسباب کا مالک یا اسکا وکیل کشتی میں ہو جو نہ ہو اور اگر موجود ہو تو ملاح پر
ضمان ہونا کا جبکہ وہ معاوضہ سے تجاوز نہ ہو گیا ہو اسلئے کہ عمل کا محل ملاح کی طرف غیر مسلم یعنی غلط چری و ان میں باک صاحب شایع یا وکیل اسکا بھی مان کر
توفیق ہو رہا ہے اسکی طرف سے سوچنا ہو گا و فیہا اصل رب المانع متاثر علی الادبہ و رہبنا فسادا کا وہی نصرت و نصیر المانع لا یمنی ہوا اور ینہ میں ہر دو اسباب کے
مالک نے اپنا اسباب جانور پر رکھا اور اس پر ہوا چلا اسکو کر لیا اسلئے ہر دو اسکا اور وہ ٹھوکر کا اگر گرا اور اسباب تباہ ہو گیا تو اسپر تاوان نہیں بالاتفاق یعنی
اسواسلئے کہ محل عمل اسی کی طرف سے مسلم نہیں قلت و قد منعنا عن الاستیفاء من المالی فی ان اولو قیۃ باجہ خصوصۃ فی جہد میں کہتا ہو گا کہ اسباب سے نسبت باجہ مقدم ہر دو
کی ہر دو رویت بعض اجرت کے لازم انسان ہر جاتی ہر دو اسکو یا دیکھنا چاہیے ہم طحاوی نے کہا اس مسئلہ کی مناسبت مقام میں ہر دو ہر دو میں ہر دو
ولا یمنی من ہر دو ہی اوم سطلقا من غرق فی السیفیۃ و سقوط عن الدابۃ وان کان لیسوقہ او قودہ لان الادوی لا یمنی بالاعتدایۃ و لا بانیۃ الا ان
فیہ جواوی تاہمین ڈوب گئے انکانا وان ہر دو ویت لازم نہیں ہوتی ملاح ہر طرح خواہ ادوی غیر ہو یا کسی قبول کدانی الزلیلی یا ادوی گریزا جانور سے تو
تاوان نہیں اگرچہ بکاری کے جانور ہائیکے یا کھینچنے سے گر گیا ہو اسواسلئے کہ ادوی کا خونہا عود سے لازم نہیں ہوتا بلکہ حیاتیۃ سے لازم ہوتا ہے اور بیان جنگ
نہیں اسواسلئے کہ اسکا ذون ہر دو میں ہر دو کشتی چلائے اور جانور کے ہائیکے میں وان اسکرون فی الطریق ان شارب الماء ضمن الحمال فیمت فی مکان جلہ
ولا اجر و فی موضع لکسر اجرہ بحسابہ اور اگر شکار راہ میں ٹوٹ پھوٹ گیا اگر مالک چاہے حال سے تاوان لے اس قیمت کا جو شکار کی قیمت ہر دو کے
سکان میں اور اسکو اجرت دے یا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تاوان لے اور راہ کے حساب کے موافق اسکی اجرت دے یعنی اگر نصف راہ چلایا ہو تو نصف اجرت
اور اگر ربع راہ چلا ہو تو ربع اجرت دے و ہذا لو کسر بضعہ والا بان اجرت اناس فاکسر فلا ضمان خلافا لہما اور یہ تاوان اسکو نہیں ہر دو اسکا اسلئے کہ فعل اور کرب سے
ٹوٹا اور اگر ایسا نہ ہو یعنی لوگوں نے اسپر حرم کیا ہو پھر وہ ٹوٹ گیا ہو تو حال پر تاوان نہیں بخلاف صاحبین ہم صاحبین نے کہا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا
تاوان جب ہر دو اجرت اسکی لازم ہر دو مالک کو اختیار نہ کو نہیں ہر کدانی الطحاوی ولا ضمان علی حجام و زبائع ای بیطار و فضا و لم یجوز المصنوع لہما
اور تاوان نہیں حجام پر یعنی کھینچنے لگانے والے پر و سوتری پر اور ڈویون کی قصہ کھولنے والے پر جو مکان متاد سے تجاوز نہیں کر گیا م یعنی جتنے موضع مقرر
سے پھینچے لگائے اور شتر زنی میں تجاوز نہیں کیا اور ادوی یا جانور تلف ہو گیا تو حجام و زبائع پر تاوان نہیں فان جاوز المقادیر ضمن الزیادۃ کلہما او اہل
یہکاک الخبثی علیہ پھر اگر جراخ وغیرہ مکان متاد سے بڑھ گیا یعنی بے موقع اپنے شتر لگایا تو پوری زیادت کا اسپر تاوان لازم ہو گا جبکہ شخص زخمی ہلاک
نہو گیا ہو طحاوی نے کہا تاوان زیادت کا طریقہ بیان کیا اور شاید کہ سوتری میں یرو ہو کہ جانور کی قیمت مقرر کیا جائے زخم ماذون کے ساتھ پھر اسکی
قیمت کیجا زخم زائد کے ساتھ اور اسطرح غلام کی نصیۃ و حجامت میں دونوں طرح قیمت ٹھہرائی جائے اور اگر آزاد ہو تو وہ غلام ٹھہرایا جائے بلکہ قیمت مقدم
واللہ اعلم وان ہلاک ضمن نصف دتیۃ النفس تلفہا ماذون فہو غیر ماذون فی نصفہا و اگر زخمی ہو گیا تو جان کی نصف دیت کا تاوان اسپر لازم
ہو گا اسواسلئے کہ جان کی ہلاکی ہوئی تو فعل سے ایک ماذون و سر غیر ماذون تو تاوان نصف نصف ہو گا یعنی مالک کا اذن یہ تھا کہ موضع متاد میں مثلاً
شتر لگایا یا کچھرب موضع متاد سے زیادہ ہو گیا تو غیر ماذون ہر پھر جب دونوں فعل سے ہلاکی ہوئی تو ماذون کا حصہ سا قاطع ہو گیا و غیر ماذون کا تاوان
لازم ہوا ثم نزع علیہ بقولہ فاقطع النحمان الخفقہ و بری المظنوع تحجب علیہ دتیۃ کاملہ لانہ لما بری کان علیہ نہ نمان الخفقہ وہی غصہ کاملہ لیس

اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں
۱۔ اگر جانور مالک کے مکان سے باہر جائے تو مالک کا تاوان ہے
۲۔ اگر جانور مالک کے مکان میں جائے تو مالک کا تاوان نہیں ہے

اقبال رکعتا کو کہ عہد عمل کیواسطے ہو تو وہ جہیز مشترک ہوگا اور یہی احتمال ہے کہ جو عمل جہیز خاص پر واجب ہو سکا بیان لغت مدت خاص میں منقول ہو
 اسواسطے کہ جہیز خاص کی مدت کا اجارہ بلا بیان نوع عمل صحیح نہیں تو ہذا حکم یعنی مدت کا احتمال سے متغیر نہیں ہو سکتا تو وہ جہیز خاص ہی باقی رہے گا
 جب تک اسکے خلاف کی تخصیص تعلیم عمل کی شرط سے نہ ہو تو اب تعلیم سے جہیز مشترک ٹھہر گیا اور اگر مدت کو بھیجے ذکر کیا تو اب جہیز مشترک ہو گیا
 نہ کو راقی مختصر اولیس لخاص ان عمل غیرہ ولو عمل نقص من اجرتہ بقدر اہل فتاویٰ النوازل اور جہیز خاص کو غیر کیواسطے عمل کرنا جائز نہیں اور اگر غیر کا
 کر گیا تو اسکی اجرت سے بقدر اسکے عمل کے کہ کڑا لا جائے کہ ذاتی فتاویٰ النوازل ان ہک فی المدة نصف النصف النصف او اکثر من نصف فلا لا جہیز خاص
 ما دم یہی نہا شیا ما مران مقصود علیہ سائر نفع جو سہرہ دعا و تعالیٰ فی الاجارہ اولہک کذا و جہیز فی العادیۃ اور مدت اجارہ میں آدمی یا زیادہ جہیز
 باک ہو گیا تو جہیز کی پوری ضروری ثابت ہو چکا کہ بعض کو نہیں ہے چاہے ہو اسلئے کہ مذکور ہو چکا کہ مقصود تعلیم نفس جہیز خاص ہے نہ عمل کا
 نے جو سہرہ اور دعا و تعالیٰ یہ کہ جہیز پوری باقی ہو اگر سب بکریاں ہلاک ہو یا زمین اور یہی کی تہذیب کی جہیز عادیۃ میں ہم اپنی جب مقصود تعلیم نفس ہو
 یہ عمل تو بعض یا کل ہلاک ہونا برابر پوری قول تو انہی کے ہوتے تو یہ قول جو سہرہ کی تعلیم ہلاک بعض پر مقدم ہو لا تعلیم ہلاک فی
 یہ کہ اوپر کھنڈی لکھتے ہیں وقتہ الا اذا اضر الفساویمین کا مودع اور جہیز خاص تاوان انکا نہ دے جو اسکے ہاتھ میں یا اسکے عمل سے تلف ہو گیا
 جہیز مشترک ہا کہ اسکے کوٹنے سے گاہیکہ وہ قصداً بگاڑے تو تاوان دے اما نہا دار کے ماتخذ و ضرورت تصور فاساوم عدم تاوان اسوقت ہر یکہ عمل مقصود
 ہو اور اگر کسی کو ایسا مارے کہ اسکی کھوپڑی پھوٹ جائے یا پانوں ٹوٹ جائے تو تاوان دینا چاہیے کہ ضرر چاہے کی عقد میں داخل نہیں اور چنانچہ لکھا کہ
 اور ضرر بنفیس سے بھی ہو سکتا اگر تم فرع علی ہذا الال بقولہ فلا احتماں علی غیر فی جہیز فی مدی او سرق یا علیہ من علی کاونا جہیز و جہیز
 نے اس قاعدہ پر تفسیر کی کہ اسے اس قول سے تو تاوان میں ایہ پاس لڑے کہ میں جو اسکے پاس ضائع ہو گیا جو زیور اسپر قضاہ جاری کیا ہو اسلئے کہ دایہ جہیز
 خاص جو جہیز خاص اسوقت ہر یکہ متاجر کے گھر رہتی ہو اور اگر اپنے گھر لڑے کو لگی ہو تو جہیز مشترک ہر ہی قول صحیح ہو کہ ذاتی الاتقانی و کذا الاضخان علی حارس الدوا
 و حافظا اغان اور اس طرح تاوان میں بازار کے چوکیدار و مسافر خانہ کی ہمانت کرنیوالے پر ہم چوکیدار و محافظہ فقیہ ابو جعفر کے نزدیک جہیز خاص ہی ہو
 صاحب محیط کے نزدیک جہیز مشترک ہے لیکن غیر میں ہر کہ اول قول پڑھتی ہو کہ ذاتی محوی عن الجندی و ہم تردید الاخر یا تردید فی العمل کان فقیہ
 فارسیا فیدر ہم اور و میا فیدر ہم اور اجرت کی تردید صحیح عمل میں تردید کہنے سے چنانچہ متاجر کا خیاط سے یون کہتا کہ اگر تو باکوشلا بطور فارسینوں کے
 سے گا تو ایک درم اجرت ہو اگر تو درم دیوں کے طرز پر سے گا تو درم اجرت ہیں ہم تردید اسواسطے صحیح ہوئی کہ متاجر نے عمل کی دو میں تمون کو ذکر کیا اور
 ہر ایک کی اجرت علیہ بیان کر دی تو جہالت باقی نہ رہی و زمانہ فی الاول کہ نہ بخط مصنف لخصاً و غیرہ تصنیف اور زمان عمل کی تردید صحیح ہو اول میں اس طرح
 ہر مصنف کے خط سے متن کے ساتھ ملحق و مصنف نے اس قول کی نسخ انصار میں شرح نہیں کی اور تردید زمانی کا مطلب ہے کہ دن جو گاہی تو وہ عمل کی شرح
 میں ہم یہی تو وہ زمانہ فی الاول نسخ انصار میں داخل نہیں لیکن نسخہ متن میں داخل ہر خط مصنف قال شیخا ارطلی و معناہ یوزنی الیوم الاول دن ثانی کان طالیوم
 فیدر ہم و غذا نصف ہمارے استاد ارطلی نے کہا کہ زمانہ فی الاول کا مطلب یہ ہے کہ تردید جائز ہے پہلے دن میں نہ دوسرے دن میں چنانچہ متاجر کا خیاط سے یون
 کہتا کہ اگر تو نے آج کے دن قبایع ایک درم ضروری ہر ایک کے دن ہی تو نصف درم ضروری ہو و مکار کاں کسنت ہذہ فیدر ہم او ہذہ فیدر ہم اور مکان
 عمل میں تردید صحیح چنانچہ متاجر سے یون کہتا کہ اگر اس گھر میں تو رہیگا تو ایک درم کر لے یا اس دوسرے گھر میں رہیگا تو دو درم کر لے ہر و الماحل
 کان کسنت عطارا فیدر ہم اولہ و فیدر ہم اور تردید صحیح عمل کرنے والے میں چنانچہ متاجر کا یون کہتا کہ اگر تو اس گھر میں عطار کو رکھ دے گا تو ایک درم کر لے
 ہر یا اگر کو رکھ دے گا تو دو درم کر لے ہر و المسافہ کان بہت لکھو فیدر ہم و لکھو فیدر ہم اور تردید صحیح ہر مسافت میں چنانچہ متاجر کا یون کہتا کہ اگر تو

کے جو خطہ مصنف
 از صاحب لایحی و
 فقیہ الزمان لایحی
 و صاحب لایحی

یوں کہنا محال ہے کہ اگر توجہ لادیں گے تو ایک درم اجرت ہر ماہیوں لادیں گے تو دو درم دے گا اور اخیر میں تکتے آسید اور اسٹیکس سر ویدیج پر جن اور زمانہ

تو جانز نهیمن چیه بیامین چارچرکی تمسیر چیه نهیمن و یحیی ابراهیم الانی تخمیر ازان فعیب بخیا الله فی المانی و فی القدر ایشی لایزال علی و سیم و لو حاطه بیه

میں اجسری و جہیب ہوگا اور دوسرے دن کی دوخت میں وہ چیت نسل جو دم سے زیادہ ہووے جہیب ہوگی اور اگر نابالہ ہو تو بیٹہ گا تو اسکی اجسری نسل ہوگی

درم سے زیادہ نہ ہوگی اور محیر زامی میں صاحبین کا حلقہ کرم صاحبین سے نزدیک تیسر زامی میں دونوں شریعتیں ہیں یہ ہیں ان کو حاصل ہوگا اور ان کی کوئی دو میں ایک درم اور دوسرے دن کی دوحہ میں نصف درم و جب ہوگا اور دوسرے کے نزدیک دونوں شریعتیں صحیح نہیں اور اقوال شائستہ کے دلائل زیادہ ہیں ان کو

میں نبی المستاجر تھوگا او دکانا عبادۃ الدار او کانو نانی الدار المستاجرة و شترق بعض بیوت کھیران او الدار الاثمان علیہم السلام و ارنی بانوں رسالہ راہ لا احارہ کے گھر میں مستاجر نے تھوگا دکان بنائی او مسیالوں کے بعضے مکانات یا پورا گھر لے لیا تو مستاجر یہ طرح تاوان نہیں خواہ آئینہ صاف خانہ

کے قانون سے متور وغیرہ بنایا جو بلا اذن شائع کئے کہادر کی عبارت میں قانون یعنی پٹیجی سب سے وہاں مذکور جو ہم قانون تخریق کے مناسب ہو بخلاف وہاں

مستاجر کو رہتا وان میں ملکہ کبھی طرح لوگ تنور بناتے ہیں، اور کہتے ہیں اُن سے مستاجر زیادتی کرے اسکی وضع میں درآگ، جلائے میں کہ کوئی آگ نہ جلائی

جانی ہو ہو زور و جہی میں کو اب نادان لازم ہوگا استاجر حمار استعمل عن طریق ان حکم نہ لایچیدہ بعد از اسب لایین کنڈرا غمدن بریدہ سہاہ نفا
علیہ الباقی السلاک ان تبعھا لاند انما ترک اخذ بعد فدا فیض کہ دفع الودیۃ حال الفرق شاکد اکر یہ یا سووہ راہ سے کم ہو گیا اگر مستاجر جانب یعنی نظرن غالب

کہ اسکو نہ پاویگا تلاش کرنے کے بعد تو اسپر تاوان نہیں سہی طرح وہ چرنے والا سبکی ریور سے مثلاً ذہنیکل بھاگا سوچ رہا ہے والا اور کہ اگر اسکا بیچھا کر گیا تو ابلی جانو لکھت ہو جائینگے تو اسپر تاوان نہیں سہا سہا کہ اسے تو محافظت غدر سے چھوڑی جیسے ودیعت کا دینا غرض حضور کو ڈوسنے کے وقت ہم یعنی ہر چند مودع حضرت

و دلالت کی بذات خود لازم ہے لیکن بعد از غرق و دوسرے کو دنیا جائز ہے تو غدر سے ترک حفاظت موجب ضمان نہیں تھا الا ان کان الراعی مشترکاً ضمنیاً اور ضمان

یہی حکمران ملا ڈالین اگر اسکو جدا کر دینا، نکال مکن ہو تو اسپر تادان نہیں اور جانوروں کے معین کر دینے میں اسی کا قول متبول ہے کہ یہ جانور ملائے شخص کا ہے۔

ہو اور تقدیرِ قسمت میں چرنے والے کا قول مقبول ہو گا کذا فی العادیہ و لیس للراعی ان ینزی علی شئ منہا بلا اذن ربہا فان فعل تعصبت ضمن ان نزی بلا فعلہ فلا ضلک

جو ہرہ اور چرلے والے کو جائز نہیں، چرخانہ کا مادہ پر بدون اذن مالک کے پھر لڑاسیا گیا اور جانور تلف ہو گا تو اسپر تادان لازم ہو گا اور اگر غر خور، تیرھا مادہ، پیرا فعل براعی کے تو اسپر ضامن نہیں کہ اذنی کو ہرہ یعنی ہوا سے کہ اسکا مرعات روع کہ ممکن نہیں، یکنذا فی الجواب، و الیاء بعد استماعہ لاغیرہ

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس غلام کو جبکہ اس نے خدمت کے واسطے چاکر رکھا سفر کی مشقت کے سبب سے یعنی سفر کی خدمت زیادہ تر شاق ہے مگر حضرت کی خدمت

الاسفر لان اسفر ناما ساریک تم ملک لکھنؤ میں پنجاب کی سرحد سے اہلبہ ساحر نیجا نارنگ اور اسوا کے لہ سرحد پیری مصرقا یا بعت کے واسطے لایا یہ اور ملک کو بیٹہ یا مالکیت کا سبب نہ ہو یعنی شرط مشروع کے پورا کر نہیں آدی کو چارہ نہیں نفع ہوا میں یا نقصان نہ کہ الو عرف بالسفر لان اسرف کا مشروط اور اسطرح

طهارة قلبه وادراكه ان
اشهدكم ان لا اله الا الله
وأن محمداً عبده ورسوله
لأنه قد آمن بالله وحده
وأنه قد آمن بمحمد
صلى الله عليه وسلم
وأنه قد آمن بما جاءه من ربه
وأنه قد آمن بما جاءه من ربه

استاجر کا سفر میں جانا معلوم ہو تو غلام مذکور کا سفر میں لیجانا درست ہے اس واسطے کہ معروف مشرود کے مانند ہر م معلوم ہوئی صورت یہ ہے کہ اجارہ کے تحت
 وہ شخص سفر کا سامان کرنا ہو گا فی الزمانی بخلاف العبد الموصی بخبر متہ فان له ان یسافر بہ مطلقا لان مؤنتہ علیہ بخلاف اس غلام کے جسکی
 شہادت کرنے کی ہولی نے موصی کے واسطے وصیت کی ہو تو اسکو غلام کا سفر میں لیجانا درست ہے ہر طرح خواہ سفر میں لیجانے کی شرط ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو
 اس واسطے کہ اسکا خرچ موصی نہ پرچے یعنی بخلاف غلام جبرکہ اسکا خرچ مولی پرچے مستاجر پر و لو سافر الساجر بہ فہلک ضمن قیمتہ لانه فاصب ولا اجر علیہ
 والی سلم لان الاجر و الضمان لا یجوزان عند الشائعی لہ اجر المثل و اگر مستاجر غلام کو سفر میں لے گیا پھر غلام مر گیا تو اسکی قیمت کا تاوان اس پر لازم ہو گا
 ہو اسکی کہ مستاجر بلا شرط لیجانے سے فاصب ہو گیا اور اس پر اجرت واجب نہ ہوگی باوجود تسلیم اس واسطے کہ اجرت اور تاوان مجتمع نہیں ہوتے اور امام
 شافعی کے نزدیک اسکے واسطے اجرت مثل ہی ولا یستبرد مستاجر من عید و صبی مجر و اجر و فہو لہ لاجل عملہ و لو ابوالغنیہ صحیحہ استسنا او مستاجر
 غلام یا عید غیر مشروع انصرف سے وہ اجرت پھر نہ لے جو اسنے اسکو دی اسکے عمل کی جہت سے ہو اسکی کہ اجارہ فرار عمل سے کہ بی بیع ہو گیا بلکہ
 استسنا کے ہم وہ غلام اور غیر مراد ہی جسے بلا اذن ہولی اور ولی کے آپ نوکری کی اور اجرت سے اجرت مثل مراد ہو گا فی الطحاوی ولا یضمن غلام
 عید یا کل الفاصب من اجرہ الذی اجر لہ بنفسہ بلہ دم تقوہ عند ابی حنیفہ اور تاوان نہ دے گا وہ فاصب غلام کا جسنے اس غلام غصب ہو گیا
 اجرت کھائی جسنے اپنی ذات کا اجارہ کیا اجرت ٹھہر کر بسبب نہ مقوم ہونے اجرت کے امام عظیم کے نزدیک ہم تاوان لازم آتا ہی مال مجر مشقہ ہم کہ ان
 سے اور یہ مال مجر نہیں ہو اسکی کہ فاصب نہ مولی ہی غلام کا اور نہ اسکا نام ہے اور غلام اپنے اختیار میں نہیں بلکہ وہ فاصب کے تصرف میں ہو تو وہ
 مال مجر ہم نہ ٹھہر اور صاحبین کے نزدیک تاوان ہی اس واسطے کہ فاصب نے پر یا مال بلا اذن یا تاویل تلف کیا کذا فی الزمانی کما لا یضمن الاتفاق
 لو اجرہ الفاصب لان الاجر لا مالک لہ بنا پر فاصب پر تاوان نہیں باتفاق خفیہ و انہ ثلثہ اگر غلام کو فاصب اجارہ دے ہو اسکی کہ اجرت ٹھہرے
 کی ہوگی نہ غلام کے مالک کی ہم اجرت ہی فاصب لگا اور فاصب پر مالک کے واسطے اجرت مثل لازم ہوگی کذا فی الطحاوی و جاز لا یضمن فاصب غلام
 لو اجر نفسه لا لو اجرہ الموصل الا بوکالہ لانه العاقد ضایہ اور غلام کو اجرت کا قبض کرنا جائز اگر اسنے آپ اجارہ کیا ہو نہیں جائز ہو غلام کا قبض کرنا اگر
 مالک نے اسکا اجارہ کیا ہو مگر مالک کی دکان سے قبض جائز ہو اسواسطے کہ پہلی صورت میں عاقد غلام ہی اور دوسری میں عاقد مولی ہی کذا فی العناج
 فلو وجد المولاه قائمہ فی یدہ اخذ لا بقاء ملک کسروق بعد القطع پھر اگر غلام کا مالک غلام کی اجرت کو فاصب کے پاس موجود پاوے تو اسکو
 لے بسبب باقی رہنے مالک کی ملک کے مال مسروق کے مانند قلعید کے بعد ہم ہر خریدہ مال مقوم نہیں لیکن مالک کی ملک اس میں ہوز باقی ہو کر
 اسکو مالک لگا کذا فی الزمانی استاجر عبد شہرین شہر با بایعہ و شہر انجستہ صح علی الترتیب المذکور حتی لو عمل فی الاول فقط فلا ربقہ و لکسہ حمتہ و دینہ کہ
 اجارہ لیا غلام کا ایک عین کی اجرت چار درم اور دوسرے عین کی اجرت پانچ درم تو صحیح ہے ترتیب نہ کو پر تو اگر اول عین میں فقط عمل کرے گا تو چار
 درم پاوے گا اور دوسرے عین میں پانچ درم اختفا الاجر و استاجر فی ابا الق العبد و مرضہ و جری مار الرجی حکم الحال فیکون القول قول
 من شہد لہ الحال مع یقینہ موجد و مستاجر نے اختلاف کیا غلام کے بھاگنے یا اسکی بیماری میں یا اسکی چکی کے پانی جاری ہونے میں تو حال
 حکم اور پنج فیصلہ کرنے والا ہو گا یعنی قول اسی کا مستبر ہو گا جسکے قول کا شاہد ظاہر حال ہو گا اسکی قسم کے ساتھ کما حکم الحال لو باع شجر فینہ ثمر
 و اختلاف فی بیعہ اسی شجر مہما اسی شجر فالقول قول من فی یدہ یہ اکثر بطرح حال حکم ہوتا ہو اگر درخت بیچا جس میں پھل لگے ہوں اور بائع اور
 مشتری پھل کی بیع میں مختلف ہیں درخت کے ساتھ تو مقبول قول اسکا قول ہی جسکے ساتھ او قبض میں پھل ہو و الاصل ان القول لمن شہد
 لہ الظاہر اور اسکا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس شخص کا قول مقبول ہے جسکے واسطے ظاہر حال گواہی دے دینی و خلاصہ انقطع مار الرجی بقدر من الاجارہ

خلی ازار نہ ہو یا موجد اس عیب کو زائل کر دے یا مستاجر خلل والی چیز سے نفع حاصل کرے تو اس کا اختیار فتح ما قبل ہوگا بسبب ذلک
 ہو جائے تب ہی فتح کے موجد عیب غیر خلل چنانچہ نوکر کا کا نام ہو جائے اس کے مال فقیر جائے اور ازار عیب کی یہ صورت ہے کہ دوا ہندسہ کے
 موجد عیب تیار کر دے و عیب ازارہ الاستاجرة و طعنه او اصلاح المیزان و ماکان من لبناء علی رتبہ الدار و کذا کل ما یملک بالکافی اور
 اجارہ کے گھر کی مرمت اور اس کو مٹی لینا اور پر نالہ درست کرنا اور جو چیز میں قبیل تعمیر کے ہو گھر کے مالک پر ہے اور اس طرح جو چیز میں
 خلل انداز ہو وہ صاحب خانہ کے ذمہ پر ہے مگر وہ مٹی لینا پر جبکہ ترک خلل انداز ہو اور بعضی کتابوں میں عیب کی مٹی لینا پر ترک کر
 کرانی الطحاوی فان ابی صاحبہا ان یقبل کان للستاجر ان ینجی منها الا ان یکون الاستاجر استاجرا وہی کذلک و قدر ان
 ارضاء بالعیب پھر اگر صاحب خانہ تعمیر وغیرہ سے انکار کرے نہ بناوے تو مستاجر کو اس گھر سے نکالنا درست ہے مگر یہ کہ مستاجر نے نادرست گھر کو
 اجارہ لیا ہو تو اب نکالنا جائز نہیں بسبب رہی ہو جائے مستاجر کے عیب پر و اصلاح مار لہو و الی الوفہ والخرج علی صاحب الدار
 لکن لا یجوز علیہ لانه لا یجوز علی اصلاح ملک فان فعلہ مستاجر نہو شیخ ولد ان یخرج ان ابی رہا خانہ ای الا اذ انما کامر اور کوئی کے پانی
 اور جس پانی کے چہ بچے اور بدرد کی اصلاح اور درست گھر کی مالک کے ذمہ پر ہے لیکن اسپر بر وقتی نہیں ہو اسلئے کہ مالک پر ملک کے درست
 کرنے کو زبردستی نہیں کی جاتی پھر اگر مستاجر نے اشیاء مذکورہ کو بنایا تو وہ حسن بلا عرض ہے اور مستاجر کو اس گھر سے نکالنا جائز ہے اگر اس کا ایک
 امور مذکورہ کی درست سے انکار کرے کذا فی الخانیۃ یعنی مگر اس صورت میں نکالنا درست نہیں جبکہ ہنسے نادرست گھر دیکھا اجارہ لیا ہو
 چنانچہ عیب مذکور ہو چکا دے ابو ہریرۃ و ان ینفرد بالفتح بلاقتار اور جو ہرہ میں ہے کہ مستاجر مذکور کو جائز ہے کہ تنہا اجارہ کو فتح کر دے بلا حکم
 حاکم ولو استاجر دارین متعلقات او تمیت اہلہا فکذا لو عقد علیہا صنفۃ واحدة اور اگر دو گھر کو اجارہ لیا سو ایک گھر منہم یا محبوب ہو گیا تو اس کو
 دونوں کا چھوڑ دینا جائز ہے اگر دونوں پر یا تھی بیکار کی عقد کیا ہو یعنی اگر جدا جدا عقد ہو تو ایک گھر کے سقوط سے دوسرا گھر نہیں چھوڑ سکتا
 قلت و فی حاشیۃ الاستنباہ مغیر بالبنائیۃ ان العقد نظام رخص و ان شتہما لا ینفرد و ہوا لا صح بین کتابوں اور حاشیہ اشباہ بن بنیہ سے
 منقول ہے کہ اگر عقد نظام ہو تو مستاجر فتح اجارہ تنہا بلا حکم حاکم کر سکتا ہو اور اگر عقد شتہ ہو تو بلا حکم حاکم منہم کر سکتا اور یہی قول اصح ہے مگر
 عدل سے نفع اجارہ کی حاجت ہو تو صاحب عقد فتح میں متفرق ہے یا تصاریض کی حاجت ہے امین روایات مختلف ہیں اور قول صحیح ہے کہ اگر عقد
 نظام ہو تو متفرق ہے اور اگر شتہ ہو تو متفرق نہیں کذا فی فتاویٰ قاضیان و بعد عطف علی بنیاء شرط لزوم ضرر لم یستحق بالعقد ان یقبل العقد
 کما فی سکون ضرر استوجز لقلۃ و موت عرس او انکلا عہا استوجز بلخ لطلخ و لیمتھا اور فتح کیا جاتا ہے اجارہ لزوم ضرر غیر متحق یا العقد
 کے عدل سے اگر عقد باقی رہی ہے اگر عقد اجارہ کو قائم رکھے تو مستاجر کو وہ ضرر لازم ہو جس کا استحقاق عقد سے ثابت نہیں چنانچہ اس ڈاڑھ
 کے در و کاسا کن ہو جائے کہ اکھاڑنے کے واسطے اجیر عین کیا اور اس نے وہ گھر چاہا اس کا فتح کرنا جسکی شادی کے کھانا پکانے کے واسطے
 باورچی کو اجیر کیا ہم نے جب در و گھر کیا تو ڈاڑھ اکھاڑنے میں صریحا مستاجر کا ضرر ہے بطرح زوجہ مردہ یا غفلت کے ولید کرنے میں سراسر
 مال کا ضائع کرنا ہے تو اس عدل سے فتح اجارہ درست ہے شراح نے کہا تو وہ بعد از خیار شرط عطف ہے کہ زمین مذکور ہے کہ عدل سے مراد
 ہونا ہے احدی العاقدین کا اجارہ قائم رکھنے میں مگر بخل ضرر زائد جو عقد سے متحق نہیں و بعد لزوم دین سوار کان ثابتاً بعلیان من مال
 اور یہاں ای ای بنیۃ او اقرار بالکمال انہ لا مال لہ غیرہ ای غیرہ المستاجر لا یجوز من یقتصر الا اذا کان انت الاجرة و لا یجوز تفرق یتیمہا اشباہ
 اور اجارہ فتح کیا جاتا ہے لزوم دین عدل سے خواہ دین ثابت ہو لوگوں کی دانست سے یا گواہوں کے بیان سے یا موجد کے اقرار سے اور حالانکہ

اُس کا کچھ مال نہیں ہے اگر اجارہ والی چیز کے سوا ہوا سب سے کہ اگر وہ چیز ادا ہے دین کے واسطے پہنچی جائے اجارہ کے سبب سے موجب محبوب اس ہوگا تو اُس کو ضرر ہو جائے گا مگر جبکہ پیشگی دی ہوئی اجرت اُس چیز کی قیمت کے برابر ہو تو اب دین کے عذر سے اجارہ فسخ نہ ہوگا کذا فی الاشباہ ہم یعنی اگر قیمت گھر کی سودورم ہو اور مستاجر نے ہفتہ راجرت موجب پیشگی دی ہو تو نقصان سے دلت اجارہ تک صاحب دین ہر نظر کرے تو دین کے عذر سے اس وقت اجارہ فسخ ہوگا جبکہ قیمت زیادہ ہو اجرت سے و بعد از فلاس مستاجر و کان یستاجر اجارہ فسخ کیا جاتا ہے اُس کو راہ دار کے مفلس ہو جانے سے جسے دکان اجارہ لی سوداگری کے واسطے یعنی اس واسطے کہ فلاس میں تجارت ممکن نہیں و بعد از فلاس خیاط لعل بہالہ لا بابتہ استاجر عبد الخیر فی فترک عملہ اور اجارہ فسخ کیا جاتا ہے اُس خیاط کے اتلاس سے جو اپنی سوئی اور مقراض سے کام نہیں کرتا بلکہ اپنا مال خرچ کر کے اس طرح کام کرتا ہے کہ غلام کو سینے کے واسطے مزدوری دے گا تا کہ جو غلام نے اُس خیاط کا کام چھوڑ دیا اُس کے فلاس کے سبب سے اور اگر خیاط فقط اپنی سوئی اور مقراض سے کام کرتا ہو تو اُس کا فلاس فسخ اجارہ دین عذر نہیں ہے و بعد از فلاس مستاجر و کان یستاجر اجارہ فسخ کیا جاتا ہے اُس عذر سے کہ جانور کے کرایہ لینے والے کا دل بہت گیا سفر کرنے سے صم اگر جانور کرایہ لیا بعد از تکبیر اُس کو سفر کرنا بہتر معلوم نہ ہو یا حج کے واسطے اور نہ کرایہ کیا پھر اُس سال حج کا ارادہ ہو تو نہ رکھایا وہ شخص بیمار ہو گیا یا سفر سے عاجز ہو گیا تو یہ عذر نہیں ہے اجارہ کا کذا فی قاضی خان دولتی نصف طریقہ و نصف الاجران استویا صوبہ و سولہ والا بقدرہ شرح دیہانتیہ و خانہ اور اگر نصف راہ میں دل بہتا سفر سے تو جانور کے مالک کو نصف کرایہ لے گا اگر راہ کے دونوں نصف سختی اور سانی میں برابر ہوں اور اگر برابر ہوں تو بقدر اُس کی زیادتی یا کمی کے لے گا کذا فی شرح سیبانیہ و خانہ بخلاف بدار المکاری فانہ لیس بقدر اذیکہ ارسال جہرہ بخلاف دل بہت جانے مکاری کے کہ وہ فسخ اجارہ کا عذر نہیں ہے اس واسطے کہ مکاری یعنی جانور کے مالک کو اپنے مزدور کا بھیجنا جانور کے ساتھ ممکن ہے و فی الملتحقی دولتی و مرض ضروری رہا فی الکری دون روایت الاصل قلت وہاں دوسرے یعنی اور ملتقی میں ہر اور اگر مکاری بیمار ہو تو وہ عذر ہے کہ مکاری کی روایت میں نہ مہبوط کی روایت میں مین کتاب ہون اور پہلی روایت یعنی مکاری کی روایت پر فتوے ہر قسم حال و مستاجر و کان العمل انما یطہ فترک العمل اخر فخر صاحب ملتقی نے کہا اور اگر وہ کان کرایہ کی دقت کے عمل کے واسطے پھر نہ دقت کو چھوڑا دوسرے عمل کے سبب سے تو یہ فسخ اجارہ کا عذر ہے صم یہ قول تفصیل فتاویٰ کبرے کے فوائد ہے فتاویٰ عالمگیری میں کبری سے منقول ہے کہ اگر مستاجر دوسرے عمل کے واسطے دکان میں مستقر ہو تو اُس کو نقصان اجارہ و برکت نہیں ہے ورنہ نقصان جائز ہے اس لئے اور اسی کو شایع بعد اسکے و لو اجماع سے نقل کر لیا و کذا الاستاجر عمارا ثم اراد السفر استثنیٰ اور اسی طرح کا عذر ہے اگر زمین کو اجارہ لیا پھر سفر کا ارادہ کیا استثنیٰ مافی الملتقی و فی التمسائی سفر مستاجر دار لاسکنی عذر دون سفر موجب لا اور تمستانی میں ہے سفر کرنا اس مستاجر کا جسے گھر اجارہ لیا وہ ہے کے واسطے عذر ہے اُس کے موجب سفر یعنی صاحب خانہ کا سفر فسخ اجارہ کا عذر نہیں و لو تھا فانا القول للشارح فیما یستبانہ عزم علی السفر اور اگر وہ مستاجر نے سفر اور عدم سفر میں اختلاف کیا تو مستاجر کا قول مقبول ہے تو وہ یوں قسم کھائے کہ اُس نے سفر کا ارادہ کیا و فی الاولو اجماعیہ نحو لعمریہ عن غیبرہ عذر دان لم یفسح حیث لم یکنہ ان تیاطا فانیہ اور و لو اجماعیہ میں ہے پھر مستاجر کا اپنے پیشہ سے دوسرے پیشہ کی طرف عذر ہے فسخ اجارہ دکان کا اگرچہ وہ مفلس نہ ہو گیا ہو جبکہ اُس کو اُس پیشہ کا کرنا دکان میں ممکن نہ ہو یعنی اگر ممکن ہوگا تو وہ نہیں دنی الا استباحہ لایزم للمکاری الذی لم یعمد ولا ارسال غلام دنا یجب الا یجوز لہا اور استباحہ میں ہے کہ مکاری کو جانور کے ساتھ جانا لازمی نہیں اور نہ بھیجنا غلام اور اجرت تو تخلیہ جانور سے واجب ہوتی ہے و بخلاف ترک خیاطہ مستاجر عبد الخیر فی فترک عملہ مستحق ترک فی المشرق لا مکان ہے بخلاف اُس خیاط کے جسے غلام کو مزدوری لگا یا دقت کے واسطے پھر دقت ترک کی تاکہ غلام صرانی کرے تو یہ عذر نہیں ہے فسخ کا اس واسطے

کہ جمع میں اطمینان ممکن ہے یعنی دونوں کام ہو سکتے ہیں اس طرح پر کہ دکان کی ایک طرف خیاطی کرے اور دوسری طرف صبرانی دھرم
 طحاوی نے کہا تو کہ وہ خلاف ترک خیاطہ الخ ترکیب رکھیک یعنی پر باوجود تباہ اصناف کے تو اگر کوئی کہتا (وہ خلاف خیاطہ استاجر
 عبد الحیاء نے کہا اصل نے صرف تو واضح تر ہوتا وہ خلاف بیع مآجرہ فانہ ایضاً ایسے بعد پر بدون حقوق دین کا ہر دو وقت بیع الی انقضاء
 مآجرہ ہوا تھا لیکن لو قضا بجزاہ انفسہ تمامہ نے شرح الوہابیہ اور بطلان بیع اس لئے موجد کے اس چیز کو جس کو اس نے اجارہ دیا کہ
 وہ بھی عذر فسخ نہیں بدون لاحق ہونے دین کے چنانچہ گذر گیا اور بیع اس کی موقوف رہی مدت اجارہ کے منقضی ہونے تک اور
 یہی قول مختار ہے لیکن اگر قاضی چوا بیع کا حکم دیکھا تو نافذ ہو گا اور پورا اس کا بیان شیخ وہابیہ میں ہے ذمہ معنی الخانیۃ لو باع الی غیر المستاجر
 امارۃ المستاجر ان فسخ بیع لایکمل ہوا صحیح ولو باع الی غیر المستاجر فسخ اور شرح وہابیہ میں کہ غائب سے کہ اگر موجد نے اجارہ کی چیز پر استاجر
 نے چاہا کہ اس کی بیع کو فسخ کرے تو وہ اس پر قادر نہیں اور اگر بہن مرحون کو بیچے تو مرنے کو اختیار ہے کہ اس کی بیع فسخ کرے ہم لیکن عادیہ میں
 فتاویٰ صغریٰ سے ہے کہ بیع مرحون کی رہن اور مرنے کے حق میں نافذ ہے رہن اور مرنے اس کو فسخ نہیں کر سکتے اجارہ دہالی چیز کی بیع کے
 مانند ذانی الطحاوی و فسخ بلا مآجرہ اسے الفسخ بموت احد العاقدین عندئذ لا یجوزہ مطلقاً عقد النفس بدون فسخ کرنے کے اجارہ فسخ ہوتا
 ہے احد العاقدین کی موت سے ہمارے نزدیک نہ اس کو جنون مطلق ہو جائے سے موت سے وہ اجارہ فسخ ہو جاتا ہے جس کو اپنی خاصیت اتنا کہ وہ فسخ
 عقد کیا ہو لا ضررۃ کو تو فی طریق مکتہ و لا حکم فی طریق فتنی الی مکتہ فی فسخ الامر الی القاضی لیفعل الاصل فیوجز مالہ لو انما او میہا بالقیمۃ و یدفع
 اجرة الا یا بوان برہن علیہ دفعا و یقبل البیۃ بنا بلا نصیم لاندیر یہ الاخذ من من مانی یہہ اشباہ احد العاقدین کی موت سے اجارہ فسخ ہوتا
 ہے لیکن ضرورت کے سبب سے فسخ نہیں ہوتا چنانچہ موجد کا مر جانا مکہ منظر کی راہ میں اور حالانکہ راہ میں کوئی حاکم نہیں تو اس ضرورت سے
 تا بوسعہ اجارہ باقی رکھا جائیگا پھر یہ مقدمہ دکان کے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ قاضی جو بہتر ہو سو کرے اس طرح پر کہ جانو اجارہ
 دے مستاجر کو اگر وہ امانت دار ہو جانور کو قیمت بیچ لے اور مستاجر کو پھرنے کی اجرت دے اگر مستاجر اسے جانے کی اجرت دینے کو گواہوں
 سے ثابت کر دے اور اس مقام میں بدون مدعا علیہ کے گواہ مقبول ہونگے اس واسطے کہ دعویٰ اس چیز کے ضمن سے لیا جاتا ہے جو اس کے قبضہ
 میں ہے کہ ذانی الاستباہ ذنی الخانیۃ استاجر دارا و دھاماً و ارضاً شہراً فکین شہرین ہل یلزمہ اجرت شہر ثانی ان معہ الاستغلال نعم والا لا یلزم فتنی
 اور خانیہ میں ہے کہ گھر یا حمام یا زمین ایک عینہ کو اجارہ لی پھر مستاجر نے اس میں دو عینے سکونت کی سپرد و میر سے عینے کی اجرت لازم ہوگی یا نہیں
 اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ چیز فقط کرایہ کے واسطے مہیا کی ہو تو ان دوسرے عینے کی اجرت لازم ہوگی اور اگر کرایہ کے واسطے مہیا نہیں ہو تو اجرت
 لازم نہیں اسی قول کا فتویٰ ہر قات فکما الوقت و مال التیم و کذا الوتقا ضاہ الماکت و طالبہ بالاجرت فکین یلزمہ الاجر لیکن بعد میں کہتا ہے
 اس طرح مکان وقت اور مال تیم میں دوسرے عینے کی اجرت لازم ہوگی اور اس طرح اگر موجد نے مستاجر سے شہر ثانی میں تقاضا کیا اور اجرت
 شہر ثانی کی مانگی پھر مستاجر ساکن رہا تو اس پر اجرت لازم ہوگی اس کی سکونت کرنے سے بعد اس تقاضے کے ولو سکنت المستاجر بعد موت الموجد ہل
 یلزمہ اجرت لک قیل نعم لخصیۃ علی الاجارۃ قیل ہو کالمسئلۃ الاولیٰ اور اگر مستاجر ساکن رہا بعد موت موجد کے کیا اس کو اس کی اجرت لازم ہوگی
 یا نہیں بعضوں نے کہا ان اجرت لازم ہوگی بسبب چلنے مستاجر کے اجارہ سابقہ پر اور بعضوں نے کہا یہ مسئلہ پہلے یعنی سکونت شہرین
 کے مانند ہی ہے یعنی اگر وہ مکان کرایہ کے واسطے بنا ہی یا موجد کے وارث نے شہر ثانی میں تقاضا اجرت کا کیا تو اجرت لازم ہے اور نہیں تو
 لازم نہیں ذہبی ان لا یظہر الا انفساخ بنا مالہ الوارث یا التفریح او بالترزم اجیر آخر ولو صدر الاستغلال لا یفصل محبتہ فیہ ہل یلزم

اے فقہین
 فقہ حنفی
 فقہ شافعی
 فقہ مالکی
 فقہ حنبلی
 فقہ رومی

اور اجارہ مثل ظاہر القیۃ الثانی و تمامہ فی شرح الوہابیۃ اور لائق بقوا عند فقہ یہ ہے کہ یہاں اجارہ نسخ ہو جائے یا نہ ہو جب کہ وارث ہو جو کہ مکان
خالی کر دے بیٹے کا مطلقہ نہ کرے یا اقترام اور اجرت کا نہ ہو اگرچہ وہ مکان کر ایہ لینے کے واسطے بنا ہو سو اسطے کہ یہ نسخہ نہیں ہو اگر اجرت
معینہ لازم ہوگی یا اجرت مثل لازم ہوگی ظاہر فقہ اجرت مثل پر دلالت کرتا ہے اور اسکا پورا بیان شرح و جہانہ میں ہے و فی القیۃ مات احد ہما والا
بہ نقل بقی العقد بالیسے حتی یدرک و بعد المدة بالمثل اور منہ میں ہے کہ احد العاقلین مرگیا اور کھیت ساگ ہو یعنی سنوز کھیت خام ہو تو عقد اجارہ
باقی رہے گا بچنگی تک بجز اجرت معینہ کے اور بعد نقصان سے مدت کے اجرت مثل یہ باقی رہے گا و فی جامع الفصولین اور فی الوارث و ہو کہ
یہ بقاء الاجارہ رضی بہ استیجارہ یا نہ ہی فی محل الرضی بالیقار انشاء عقد ای بوزا بالتعاطی فمالہ اور جامع الفصولین میں ہے اور اگر ہو جو کہ وارث
بالنفع بقاء اجارہ پر رضی ہو اور مستاجر بھی اس پر رضی ہو تو جائز ہے نہ ہی و فی الفصولین یعنی باقی رہنے کی رضامندی ایجاد عقد قرار دیا جائے یعنی
جواز اجارہ کے واسطے رضامندی انشاء عقد ہوگی بوزا بالتعاطی کے اسکو مائل کر دے فی حاشیۃ الاشباہ و المتماثلین و مشتری حق بالعیین من
سائر العتبات و لو فاسد فاسدہ لا یزید فی حلفہ و اجارہ کے حاشیہ میں ہے کہ مستاجر اور مرہون و مشتری زیادہ تر عقد ہیں عین کے باقی و فی الوارث
میں اگر عقد اجارہ اور مرہون اور بیع صحیح ہو اور اگر عقد فاسد ہو تو مستاجر اور مرہون و مشتری برابر ہیں اور وین و لون کے اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم نے یہی اگر
موجود مرگیا اور اس پر وین بین تو اور وین سے مستاجر زیادہ تر عقد ہے اور اس پر وین بین کی اور سنوز قبضہ میں نہیں آتی کہ باقی
مرگیا اور اس پر وین بین تو مشتری حق ہو یعنی مشتری اپنا حق لے گا پھر اگرچہ زیادہ باقی رہے گا تو اور اباب دیون پاؤں کے فان عقد
فی غیرہ لا یفسخ کوکیل ای بالاجارہ پھر اگر عاقد نے اپنے غیر کے واسطے اجارہ منعقد کیا تو عاقد کی موت سے اجارہ نسخ نہ ہو گا چنانچہ اجارہ لینے کا
وکیل لینے مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ میری یہ جو بی کسی کو اجارہ دے اور اسے محمود کو اجارہ دی تو خالد کے مرنے سے جو بی کسی کا اجارہ نسخ نہ ہو گا
اس واسطے کہ اجارہ عاقد کے واسطے نہ تھا و اما کوکیل بالاستیجارہ اذ مات مثل الاجارہ لان التوکیل بالاستیجارہ توکیل بشیر اذ المنافع فصار کالتوکیل بشیر
الاعیان فیصیر مستاجر النفس ثم یصیر موجرا للوکل نوین ان التوکیل بالاستیجارہ بمنزلہ المالك كذا نقل المصنف عن الذخیرۃ قلت و مثلاً
شرح الجمع البزازیۃ و العادۃ اور اجارہ لینے کا وکیل اگر مر جائے گا تو اجارہ باطل ہو گا اس واسطے کہ اجارہ لینے کی توکیل خریداری منافع کی توکیل ہے
تو یہ شرار اعیان کی توکیل کے مانند ہے تو کوکیل مستاجر پھر لگا اپنی ذات کے واسطے پھر موجر پھر جائیگا اپنے موکل کے واسطے سو یہی مطلب ہے
ہمارے اس قول کا کہ اجارہ لینے کا وکیل بمنزلہ مالک کے ہے ایسا نقل کیا ہے مصنف نے ذخیرہ سے میں کتاب ہون اور اسی کے مانند شرح جمع
اور بزازیۃ اور عادیۃ میں ہے ثم قال المصنف قلت ہذا مستقیم علی ما ذکرہ الکرخی من ان المالك ثبت للوکیل ثم ینقل علی الموکل و اما علی ما قال ابو طایر
من انہ ثبت للوکل ابتداء و بہ غرض نے اکثر وہو الاصح کما فی الجہانہ المستقیم و اللہ اعلم انتہی پھر مصنف نے اپنی شرح میں کہا میں کتاب ہون یہ بھی مثلاً
کے وکیل کی موت سے اجارہ باطل ہونا مستقیم ہوتا ہے کرخی کے اس قول کے بموجب کہ مالک وکیل کے واسطے ثابت ہوتی ہے پھر موکل کی طرف
منتقل ہوتی ہے اور وہ جو ابو طایر نے یہ کہا کہ مالک موکل کے واسطے ابتداء سے ثابت ہوتی ہے اور اسی قول پر یقین کیا ہے کرخی اور یہی صحیح تر قول ہے
چنانچہ بحر الرائق میں ہے بطلان اجارہ مستقیم نہیں واللہ اعلم انتہی قول المصنف قلت و عقبہ شیخا بانہ غیر مستقیم علی ما ذکرہ الکرخی ایضاً لا تھا تم علیہ
عندہم عن قریب التوکیل لان ملک غیر مستقر و الموجب للیق و الفساد للمالك المستقر شارح نے کہا میں کتاب ہون اور مصنف کے قول پر ہمارے استاد
نے اعتراض کیا ہے اس طرح کہ بطلان اجارہ بموجب اس قول کے بھی جسکو کرخی نے ذکر کیا ہے غیر مستقیم ہے بسبب متفق ہونے فقہائے کرام کے تواسیہ دار
وکیل کی عدم آزادی پر اس واسطے کہ وکیل کی ملک مستقر اور قائم نہیں اور عتق اور عتق کا موجب ملک مستقر ہے نہ غیر مستقر فساد سے مراد فساد

اگرچہ یہ وجہ کہ وکیل اپنی زوجہ کو اس کے مالک سے خرید کر کے اپنے موکل کے واسطے کذا فی اکلہی ثم قال والحاصل ان الاصح ان الاجارہ
 لا تنسخ بموت المتاجر وان نقل بہ مستفیض استے واللہ اعلم پھر ہمارے استاد نے کہا اور حاصل کلام یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اجارہ نہیں
 ہو جاتا اجارہ لینے والے کی موت سے اور اس قول کی نقل فقہاء میں مشہور اور معتبر وقت ہر اتنی قولہ واللہ اعلم ووصی داب و جسد
 وقاضی ومتولی الوقت بقار الحق علیہ استحق تے لومات المعقودہ بطلت در اور چنانچہ وصی یتیم اور باپ اور دادا اور قاضی اور وقف کے
 متولی کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہونا بسبب باقی رہنے مستحق علیہ اور حق کے تو اگر وہ شخص مر گیا جس کے واسطے اجارہ منعقد ہوا تو اجارہ
 باطل ہو گا اس کی موت سے کذا فی مکرر ہم متحق علیہ سے مراد موجب اور حق سے مراد وہ ہے جس کے نفع کے واسطے اشخاص نہ کو رہیں گے اجارہ
 لیا چنانچہ موکل اور یتیم اور صغیر اور موقوف علیہم کذا فی الخطا وی مع التوضیح الا اذا کان متولی وقفہ خاص بہ وجسب غلۃ لکما فی وقف الاستبہاء
 معبراً لوسبانیۃ قال واطلاق المتون بخلاف قلت وباطلاق المتون لفتے قاری الہدایہ مکان ہوا لہذا سبب المعقود کا قائلہ لہذا فی حاشیہ علی الاستبہاء
 متولی وقف کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہوتا مگر جب کہ ایسا متولی ہو کہ وقف اسی کی ذات کے واسطے خاص ہو اور سبب غلہ وقف کا
 اسی کی ذات کے واسطے ہو تو اس متولی کی موت سے اجارہ نسخ ہو گا کذا فی وقف الاشباہ عن الوسیانۃ صاحب اشباہ و تنوین فقہ کا
 اطلاق اس استنباط کے مخالف ہیں کہتا ہوں اور اطلاق متون کا فتویٰ دیا ہے قاری ہادیہ نے تو وہی اطلاق مذکور ہے مگر کیا ایسا صحیح ہے
 کے کہا ہے اپنے حاشیہ میں جو اشباہ پر ہے کذا قال فی الاشباہ بعد اربع اوراق لا تنسخ الاجارۃ بموت سوا الوقت الاستبہاء سبب غلۃ لکما فی حاشیہ
 ثم اترجم مات بطلاق الوقت برودہ دنیا اذا آجر ارضہ ثم وقفنا علی معین ثم مات تنسخ اور اسید واسطے اشباہ میں کہا ہے چار ورق کے بعد کہ اجارہ
 نسخ نہیں ہو جاتا موجب وقف کے مرجع سے اگر دو سالوں میں ایک مسئلہ یہ ہے جبکہ زمین کو اجارہ دیا وقف کے کرنے والے نے پھر وہ مرتہ
 ہو گیا پھر مر گیا بسبب باطل ہو جانے وقف کے واقع کے ارتداد سے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے جبکہ مالک نے اپنی زمین اجارہ دی پھر وہ زمین
 وقف کر دی ایک شخص معین پر پھر واقع مر گیا تو اجارہ نسخ ہو گا یعنی اس واسطے کہ ابتداء عقد اپنی ذات کے واسطے تھی اور پہلی صورت میں وقف
 سیرت ہو جائیگا قی وقف فتاویٰ ابن نجیم سل اذا آجر انظر ثم مات فاجاب لا تنسخ الاجارۃ فی الوقت بموت المورث المستاجر کذا راۃ فی حاشیہ
 نسخ لکن مخالف لما فی اجارۃ فتاویٰ قاری الہدایہ فقہ ابن نجیم کی کتاب الوقت میں مذکور ہے کہ ابن نجیم سے یہ سوال ہوا کہ جب باطل
 وقف نے اجارہ دیا پھر وہ مر گیا تو جواب دیا کہ اجارہ وقف میں موجب اور مستاجر کی موت سے نسخ نہیں ہو جاتا اسی طرح میں نے دیکھا ہے
 فتاویٰ مذکور کے کئی نسخوں میں لیکن وہ مخالف ہے فتاویٰ قاری ہادیہ کی کتاب الاجارہ کے تو آگاہ رہیوں مخالف نقطہ یہی ہے کہ اس میں لفظ
 مستاجر زیادہ ہے کذا فی اکلہی و فیہا ایضاً لا تنسخ بموت المتولی ولو الغلۃ لم یفرہ فقہ ابن نجیم اور اسی فتاویٰ میں یہ بھی ہے کہ متولی کی موت سے
 اجارہ نسخ نہیں ہو جاتا اگرچہ وقف کا غلہ قطع متولی کے واسطے ہو خبر در رہنما شایع نے خبر داری سے اشارہ کیا وہ مذکور کی طرف
 لینے و سبانیہ کا قول جو ہشباہ میں مذکور ہے وہ اس قول سے بھی رد ہو گیا قی المعین الواقع لواجز الوقت بنفسہ ثم مات نفی الاحسان
 لا یبطل لانه آجر لغيرہ انتے و شک فی البرازیۃ اور فیض میں ہے کہ وقف کرنے والا اگر وقف کو اجارہ دے بذات خود پھر مر جائے تو احسان
 اجارہ باطل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس نے غیروں کے واسطے اجارہ دیا یعنی غلہ کے مصرف موقوف علیہم ہیں وہ وقف اور اسی طرح برازیہ
 میں ہر دنی ہسراجیہ و حکم عند القاضی والمتولی کا موت فلا تنسخ اور سراجیہ میں ہے اور قاضی اور متولی کی مفردی کا حکم موت کے برابر ہے
 تو ان کے غل سے اجارہ نسخ نہ ہو گا و تنسخ ایضاً بموت احد مستاجرین او مخرجین فی حصۃ او حصۃ لمیت لوقفہ بالغہ فقط

و بقیت فی حصہ اسی اور دو مستاجرون یا دو موجودون میں سے ایک مستاجر یا ایک موجود کے مرنے سے بھی اجارہ فسخ ہو جاتا ہے فقط اس کے حصہ میں یعنی پستہ کے حصہ میں فسخ ہو تا ہے اگر میت نے بذات خود اجارہ منعقد کیا ہو اور باقی رہے گا اجارہ زندہ مستاجر یا موجود کے حصہ میں فسخ ہو گا۔ مسئلہ ملحقہ شارح کافی وقت الاشباہ و تخالیف بعد باطلہ فلو استاجر قریہ وہو بالمصر لم یصح تخلیفا علی الاصح یعنی للفقہ ان یدعیہ بالعیسیرۃ مع المستاجر و غیرہ فیلے بنیہ و مینا او یرسل وکیلہ او رسولہ حیاء لہما ان الوقت فایحیہ قلت لکن نقل حشیا ابن المصنف فی زادہ الجواہر عن سید قتادہ قاری الہدایۃ انہ متی شخصی مدۃ تیکن من الذباب الیہا و الدخول فیہا کان قابضاً و الا فلا یغنیہ استئجارہ کی کتاب الوقت میں مذکور ہے کہ مکان بعید کا تخلیہ یعنی اجارہ کی زمین کو مستاجر کے قبض و تصرف میں کر دینا باطل ہے تو اگر قانون اجارہ لیا اور حالانکہ مستاجر شہر میں ہو تو اس کا تخلیہ صحیح نہیں بنا بقول صحیح ترکے تو متولی وقت کو لائق ہے کہ قانون میں جائے مستاجر کے ساتھ یعنی اسکے وکیل کے ساتھ پھر تخلیہ کر دے دیکھنا مستاجر اور درمیان قانون کے یعنی بلا فراحت احد سے اسکے تصرف میں کر دے یا متولی اپنے وکیل یا پیغام رسان کو اس کے ساتھ بھیجے مال وقت کے قائم رکھنے کے واسطے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے میں کہتا ہوں لیکن اشباہ کے محشی مصنف کے فوجدان سے زادہ الجواہر میں قنایہ قاری ہدایہ کی کتاب البیوع سے نقل کیا ہے کہ جب اتنی مدت منعقد اجارہ کے بعد گزر جائے کہ جس میں مستاجر قانون کی طرف سے جائے اور اس کے داخل ہونے میں قادر ہو فلو کہ قانون کا بعض ٹھہر گیا اور اگر اتنی مدت منقضی نہ ہو تو فقط مستاجر کے اعتراض سے قابض نہ ٹھہرے گا اتنی مافی زادہ الجواہر میں ذخیرۃ المناظرین ہے کہ اگر قانون اجارہ لیا اور وہ شہر سے دور ہو اور مستاجر نے اسکے قبض کا اقرار کیا تو تخلیہ باطل ہے اور اگر اس کا باطل ہو تو قنیکہ اتنی مدت نہ گزرے جس میں وہاں جائے اور قبض کرے یا اس قدر مدت گزر جائے کہ بعد اقرار کرے یا موجود مستاجر اپنے وکیل یا رسول بھیجیں کہ مافی الخطاوی مسائل ششے یہ چند مسائل متفرقات ہیں احرق حصہ مدای بقایا اصول قصب مہود فی اثر مستاجرۃ او مستجارۃ جلائن باقی خبریں قصب متطوع کی جو اجارہ یا عاریت کی زمین کے اندر واقع ہیں ہم قصب یعنی بانس اور زرک بطریق مثال کے ہر اسکی خصوصیت نہیں بلکہ گھاس اور ہر قسم کے کھیت کی ٹھوٹھوں کے جلانے کا یہی حکم ہے کہ مافی شرح المحمودی و شلہ ارض بیت المال المدة لحظ القوافل والاحمال و مرعی لدواب و طرح اھصاء قلت و حاصلہ ان لم یکن الحق الانتفاع فی الارض فھن با حرقہ سے مکانہ بنفس الوضع لا مانعۃ الریح علی ما علیہ الفتوی قالہ شیخنا اور اجارہ اور عاریت کی زمین کے مانند بیت المال یعنی سرکاری زمین ہو جو قافلون اور بھاری اسباب کے اتارنے کے واسطے اور جانوروں کی چراگاہ اور کھلیاؤں کے ڈالنے کے واسطے مقرر ہیں کتاب ہوں اور خلاصہ یہ ہے کہ اگر جلانے والے شخص کے واسطے حق انتفاع نہ ہو زمین میں تو اس پر تاوان لازم ہوگا اس چیز کا جس کو آگ نے جلادیا اسی مکان میں بھر دیکھنے آگ کے نہ اس چیز کا تاوان جس کو ہولنے جلایا آگ اڑا کر بنا بقول نفی یہ ایسا کچھ کہا ہے ہمارے استاد غیر المدینہ ملی نے فاحرق شئی من ارض غیرہ لم یضمن لانہ تسبب لا مباشرۃ اجارہ یا عاریت کی زمین میں کھیت کی ٹھوٹھیاں جلائن تو غیر شخص کی زمین سے کوئی چیز جلگئی تو جلانے والے پر تاوان نہیں ہوا اسلئے کہ احراق مذکور تسبب ہی احراق کا نہ مباشرت یعنی اور تاوان کی شرط مباشرت ہے نہ تسبب ان لم یضطرب الریاح فلو کانت مضطربۃ یضمن لانہ یعلم انہا لا تستقر فی ارضہ فیکون مباشرۃ عدم تاوان اس شرط پر ہے کہ ٹھوٹھیاں زور سے نہ چلتی ہوں اور اگر ہوا تیز ہوگی تو جلانے والا تاوان دیکھا ہوا اسلئے کہ وہ جانتا ہے کہ ہوا کی تیزی سے آگ اسکی زمین میں پھری نہ رہیگی تو وہی شخص احراق کا مباشرت یعنی جلانے والا ٹھہراؤ کہ اکل موضع کان الموضع من الوضع فیہ ای سے ذکرت الموضع ملا یضمن علی کل حال او تلف بذلک الموضع شے سوار تلف ہو و ہونی مکانہ اور اجارہ مازال عنہ اور اسی طرح جس موضع میں کہ

جائز ہو جب کہ بچو نا اور اوڑھنا نہ دیکھا ہو ہم شامل میں مذکور ہے کہ دو اونٹ مکہ معظمہ تک کر لے لے تاکہ ایک اونٹ پر حمل کے ساتھ دو قفل اور پھر
سوار ہوں اپنا اوڑھنا بچو نا ایک سو تیس سوار ہونے والوں کو دیکھا اور ان کا اسباب مذکور نہیں دیکھا اور دوسرے اونٹ پر گھڑی
ستھ اور پانی اور سرکہ اور تیل وغیرہ لادے اور اسکی مقدار بیان نہ کی یا یہ شرط کی کہ مکہ معظمہ سے پلٹنے کے وقت تین اکت لادو اور
مستقر لوگ لاد لائے ہیں تو یہ اجارہ قاسم قیاس میں اسباب غیر معین ہونے بوجہ کے اور باعتبار آسمان کے جائز ہے سو اسے کہ سکا راج
جاری ہے نہ ہی زلیبی نے کہا وہ آسمان یہ کہ معتقد علیہ رکب ہے معلوم ہے اور حمل تابع ہوا اور اسکی حالت معاد کی طرف پھرنے سے نائل ہو جاتی
ہے اور اس طرح اوڑھنے بچو نے کی حالت دور ہو جاتی ہے کہ فی الطوطی و فی الولو الجبہ و لو تگاری علی مکہ بلا سماء بغیر عیانہا باز و حمل الحق و علیہ
سلامی و مہ الککاری و الابل کات و جہالتہا لا یفسد قلت فیما یصلح لاجل من الاجارہ کل او الکرب الی مکہ بلا تعین الا فی صحیح و اللہ اعلم اور والو الجبہ
میں ہوا اگر چاہے یا دس اونٹ بلا تعین کر لے مکہ معظمہ تک تو جائز ہے اور معتقد علیہ بوجہ قرار دیا جائے سکاری کے ذمہ پڑا اونٹ بوجہ آد
کے آلات ہیں اور انکی حالت اجارہ مذکور کی منقذ نہیں ہیں کہتا ہوں کہ وہ جو حاجی لوگ اجارہ کرتے ہیں بوجہ لادنے اور سواری کے واسطے
مکہ معظمہ تک بلا تعین اونٹوں کے تو صحیح ہے و اللہ اعلم ہم وجہ جاری ہے کہ سطلق تعارف کی طرف متصرف ہوا سچا حمل مقدار میں از او فاکل
ممنہ و عو ض من زار و نحوہ ایک اونٹ کرایہ لیا تو شہ کی مقدار میں کے لادنے کے واسطے سو تو شہ میں سے کچھ کھائی اور اسکی عوض تو شہ
یا مانند اسکے اور چیز پھر اس پر لادی جائے قال الناصب دارہ فرغنا و الا فاجرتہا کل شہر یکذا فاعلم فی شہر و جب علی الناصب اس کے
لان سکوت رضی صاحب خانہ نے مکہ کے غصب کرنے والے سے کہا کہ گھر خالی کر دے اور نہیں تو کرایہ اس کا ہر ماہ اتنا دینا ہوگا سو صاحب نے
گھر خالی نہ کیا تو غاصب پر کرایہ مذکورہ واجب ہوگا سو اسے ملے کہ اسکا سکوت رضامندی ہے اجارہ کی الا انکر الناصب و لکن ان اذہم
لانہ اذا انکر لم یکن رضیاً بالاجارہ مگر اس صورت میں کرایہ واجب نہ ہوگا جبکہ غاصب صاحب خانہ کی ملک کا انکار کرے اگرچہ صاحب خانہ انکار
ملک کو ایوں سے ثابت کرے اس واسطے کہ جب وہ ملک کا منکر ہو تو اجارہ پر رضی نہ ٹھہرا و اقرضت علی کرایہ ای بلکہ و لکن لم یرض بالاجر
لانہ صرح بعدم الرضی یا غاصب نے اسکی ملک کا اقرار کیا و لکن اجرت پر رضی نہ ہوا تو بھی اجرت واجب نہ ہوگی اس واسطے کہ اسے عدم رضای
تصريح کر دی فی الاشباہ سکوت بالاجارہ رضی و قبول فلو قال للساکن کن بكذا و الا فانتقل اذ قال الراعی لا رضی بالیسی بل بكذا فسکت لزوم
اور اشباہ میں ہے کہ چپ رہنا اجارہ میں رضا اور قبول ہے تو اگر مالک نے گھر خالی کر دے رہنے والے سے کہا کہ بعض اس قدر کرایہ کے سکونت کرادو
نہیں تو نکلیا یا چاہے والے نے کہا کہ میں اجرت سابقہ پر رضی نہیں بلکہ اس قدر اجرت تو لگا پھر اسے سکونت کیا تو اس قدر اجرت لازم ہوگی
جتنی اسے معین کی جاتی سکن ثم لما طالبہ قال لم ابيع ملک بل بیعت ان بیعت ہم والا لاعلا بظاہر باقی رہی یہ بات کہ اگر ساکن مذکور نے
سکونت کیا پھر جب مالک نے کرایہ مانگا تو بولا کہ میں نے تیرا کلام نہ سنا تھا تو اسکی تصدیق ہوگی یا نہیں جواب یہ ہے کہ اگر وہ شخص پہلے تو مالک
تصدیق ہوگی اور اگر وہ شخص پہلے نہ ہو تو تصدیق نہ ہوگی بنا برعل بظاہر جائز للمستاجر ان یوجہ الموجه بعد قبضہ قبل و قبلہ من غیر موجرہ و اما
موجرہ فلا یجوز ان یخلل ثالث بیعتی للزوم تملیک المملک متاجر کو جائز ہے کہ اجارہ والی چیز بعد اس کے قبضہ کرنے کے اس کے مالک کے سوا
اور شخص کو اجارہ دے بعضوں نے کہا کہ قبل از قبض بھی اجارہ دینا جائز ہے اور اس کے مالک اجارہ دینے والے کو اجارہ دینا جائز نہیں
اگرچہ تیسرے شخص درمیان میں واقع ہو مگر طرح کہ مستاجر اول مستاجر ثانی کو اجارہ دے اور مستاجر ثانی موجه کو اجارہ دے اسی قول پر قوی ہے
ہے بسبب لازم ہونے تملیک مالک کے ہم یعنی عین کا مالک منافع کا بھی مالک ہے اور مستاجر اس کے قائم مقام ہے کہ اسے الطوطی و فی الولو الجبہ و لو تگاری علی مکہ بلا سماء بغیر عیانہا باز و حمل الحق و علیہ

بالاجارہ لما لک الصبح لا وہبانیہ قلت و صحیح فاصیخان وغیرہ و فی المصنوع و علیہ الفتویٰ اور کیا پہلا اجارہ مالک کو اجارہ دینے سے باطل ہے یا نہیں جواب یہ ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا میں کہتا ہوں اور عدم بطلان کو صحیح کہا ہے قاضی خان وغیرہ نے اسے اذیت میں لیا اور اسی قول پر فتویٰ ہے و قد سأل عن الجمر معز بالجوہرۃ الاصح نعم و اقرہ المصنف ثم نقل عنہما عن خلاصۃ ما یفیدانہ ان فیہ نہ بدہا استا پر طلبت والا فلا فلیکن التوفیق فیما ل او دینے کے لائق سے نسبت جو ہر پہلے نقل کیا کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ بان اجارہ باطل ہو جائے مالک کو اجارہ دینے سے اور ثابت رکھا اس قول کو مصنف نے و ان اور انہی شرح میں بیان خلاصہ سے وہ نقل کیا ہے جو اسکا مفید ہے کہ اگر موجد نے استا پر سے اجارہ کی چیز قبض کی بعد اسکے اجارہ لینے کے تو پہلا اجارہ باطل ہوگا اور نہیں تو باطل نہ ہوگا تو اب تو دونوں قولوں میں اختلاف نہ ہوگا

الفتاویٰ ہو گیا سو کہ جو کوہ کوہ ہم نے پہلا اجارہ ولی کا قول پر قبض ہو جائے اور بطلان کا قول پر قبض ہو جائے تاہم یہ سب سے بیکار قبض نہیں کیا تو مستاجر اول پر اجرت لازم ہوگی بسط الاجرۃ ما دام فی یدہ جو خلاصہ مذکور فی شرح الوہبانیہ اور کیا اجرت ساقط ہوگی جب تک اجارہ کی چیز موجد کے قبض میں ہے تاہم اختلاف ہے جو شرح وہبانیہ میں شرح مذکور ہے و کلہ باستیجار عقار فدخل الوکیل قبض و لم یسلمہا ای سلم الوکیل العین الموبوءۃ الیہ ای الی الوکیل تھے مضمت المدة فالاجر علی الوکیل لانہ اصل فی الحق و رجح الوکیل بالاجر علی الاخر لانیۃ عنہ سے القبض نصار قابضاً حکماً ایک شخص نے دوسرے کو غیر منقول کے اجارہ لینے کا وکیل کیا سو وکیل نے ویسا ہی کیا اور اس پر قبضہ کیا اور وکیل نے اجارہ کی چیز موکل کو تسلیم نہ کی یہاں تک کہ اجارہ کی مدت گزر گئی تو اجرت وکیل پر ہر سو اسطے کہ وہ اصل پر عقد کے حقوق میں اور وکیل اجرت بھرے موکل امر کرنے والے سے بسبب نائب ہونے وکیل کے موکل کی جانب سے قبض کرنے میں تو موکل حکماً قابض ٹھہر گیا وکیل موکل سے اجرت بھرے خواہ وکیل نے موکل کو اجارہ کی چیز سے باز رکھا ہو یا نہ رکھا ہو کذا فی الدرر و کذا فی الحکم ان شرط الوکیل تعیل بالاجر و قبض الدار و مضمت المدة و لم یطلب الا اجر الدار منہ فانہ یرجع ایضاً بصیرورة الامر قابضاً بقبضہ المظہر المنع اور سید طرح حکم ہے اگر وکیل نے پیشکی اجرت کا دیا شرط کیا اور وکیل نے گھر قبض کیا اور مدت اجارہ گزر گئی اور امر کرنے والے نے اس سے گھر نہ مانگا تو وہ وکیل ہی اپنے پاس سے سوچ کر اجرت دیکھا اور موکل سے اجرت نہ کورہ بھر لیا بسبب ہو جانے موکل کے قابض وکیل کے قبضہ کرنے سے جب تک کہ وکیل کی جانب سے منع ظاہر نہ ہو یعنی تا وقتیکہ موکل کو تصرف سے باز نہ رکھے و ان طلب الا اجر الدار منہ و ابی الوکیل تعیل الاجرۃ لایرجع لانہ لما جس لدرحق لم یبق زیادہ یہاں تاہم بصیر الموکل قابضاً حکماً و لایلزم الاجر و لکن موکل نے وکیل سے گھر مانگا اور وکیل نے نہ دیا تعیل اجرت کے سبب سے تو اب اجرت فقط وکیل پر پڑیگی اور وکیل موکل سے رجوع نہ کر سکے گا سو اسطے کہ جب اسے گھر کو بسبب حق کے روک رکھا تو وکیل کا قبض نہایت کا قبض باقی نہ رہا تو موکل حکماً قابض نہ ٹھہرا تو موکل پر اجرت لازم نہ ہوگی استحقاق القاضی الامر علی کتب الوثائق و الحاضر و الجملات قد ریا جواز لغیرہ قاضی استحقاق اجرت ہوتا ہے و ستاد و نیراد محضرون اور مجنون کے لکھنے پر بقدر غیر قاضی کو اجرت یعنی جائز ہے ہم قاضی پر حکم کرنا واجب ہے نہ لکھنا لہذا لکھنے سے استحقاق اجرت کا ہوا لیکن یہ جائز نہیں کہ بقدر قاضی چاہے اجرت سے بلکہ جتنی اجرت اور شخص اس قدر لکھنے پر لیتے ہوں اسی قدر قاضی بھی اجرت سے اپنے علم مضتب سے زیادہ طلبی نہ کرے کا لفتی فانہ استحقاق الامر علی کتب الوثائق و الحاضر و الجملات لان الواجب علیہ الجواب باللسان دون الکتابۃ بالبنان و مع ہذا الکلف اوسلے امر اذ اعین البطل و الحال و حیاتیۃ لما را الوہب عنہم الاتبدال پر از یہ و تمامہ سے مضار الوہبانیہ چنانچہ فتویٰ دینے والا عالم کہ وہ بھی اجرت مثل کا حق ہوتا ہے فتوے لکھ دینے پر اسو اسطے کہ مفتی پر زبان سے جواب دینا واجب ہے و انگلیوں سے لکھ دینا اور باوجود اسکے اجرت نہ لینا بہتر ہے تاکہ قبل اور قال سے بچے اور آبرو اتذال سے محفوظ رہے کذا فی

قاضی را اخذ اجرت بخیر
و نہ زیادہ سے اجرت
و اگر ان جائز سے کہین
بہترین فعل است

الجزایہ اور پورا بیان اسکا درہانیہ کی کتاب القضا میں ہر دنیٰ اصیر فیہ حکم و طلب اجرة کی کتاب شہادتہ جاز کذا المقتی کوئی اسلبدہ غیرہ و
 قبل سلطان لان کتابہ لیسیت بواجبہ علیہ اور صیر فیہ میں ہر کہ قاضی نے حکم کیا اور اجرت طلب کی تاکہ اپنی گواہی لکھ دے تو جائز ہے اور یہی
 حکم ہر مفتی کا اگر اس شہر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فتوے دینے والا ہو اور بعضوں نے کہا خواہ ہو یا نہ ہو مطلقاً طلب اجرت تحریر شہادت
 پر جائز ہے اس واسطے کہ لکھنا واجب نہیں مفتی پر صرطوطاوی نے کہا شاید کہ گواہی سے مراد قاضی کا وہ خط ہے جو دستاویز پر لکھا جاتا ہے یعنی قاضی
 کے دستخط یا ہر والا بیان تو کہہ گئے قاضی میں ہر شہدین اور فرہوشن مجبور نہ کہ ہو چکا کہ اجرت لینا بقدر کتابت غیر قاضی جائز ہے نہ زیادہ
 و فیہا اسباب کی کتاب لکھنے والا جل اسرار ان میں کہ قدر کا غزوہ و الخط و المکتوب اور صیر فیہ میں ہر کہ ایک شخص نے اجارہ مقرر کیا تاکہ وہ اس
 واسطے دفعہ ہر کا قیود لکھ دے تو جائز ہے اگر اس سے کا غذا و خطا اور مکتوب کی مقدار بیان کر دے ہم اس واسطے کہ کاغذ کی مقدار نہ کہور ہو گئی
 تو معلوم ہو گیا اس قدر وسطور کی اس میں گنجائش ہر باعتبار غرض کے اور تفاوت بعض کلمات کے زیادہ ہو دینے کا معاف ہر اور ظاہر اس خط سے
 مراد وہ وسطور ہے اس واسطے کہ بیان مقدار کاغذ سے وہ وسطور کا بیان لازم نہیں تو اس صورت میں لفظ مکتوب کی کچھ حاجت نہیں اور لفظ
 مکتوب نسخ انفار میں صیر فیہ کی نقل عبارت میں نہیں ہر اور خط سے کاتب کا خط مراد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ عادت یہ ہے کہ کاتب کا خط اول و دیگر
 لیتے ہیں کہ انی الخطوط ہی المستاجر لایکون خصما لدعی الاجارہ والمرین و المستاجر لایکون لدعی لایکون الاعلی مالک العین مستاجر علیہ
 نہیں ہوتا اجارہ اور زمین اور خرید کے مدعی کا اس واسطے کہ دعوی نہیں ہوتا اگر مالک عین ہر مستاجر لایکون نہیں ہم مثلاً ایک گھر خریدنے کے لایہ گیا
 سو دوسرے شخص نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرے ہے اجارہ میں ہی یا میرے پاس گروہ یا میں نے اسکو خرید کیا ہر تو اسکی جواب دہی مالک سے متعلق
 ہر نہ خرید سے بخلاف مشتری و المویوب مالک العین بخلاف مشتری اور مویوب مالک ہونے کے سبب مالک ہونے والوں کے یعنی مشتری اور مویوب
 عین کے مالک ہیں تو وہ مدعا علیہ ہو سکتے ہیں اجارہ اور زمین اور خرید کے دعوی کے دہلی شرط منور الاجارہ مشتری قولان اور کیا جائز
 ہونا مویوب کا مشتری کے ساتھ دعوی اجارہ میں شرط ہی عین دو قول ہیں ایک قول میں شرط ہر اور دوسرے قول میں نہیں فصیح الاجارہ و سخما
 والمرارۃ والمعاہدۃ والمضاربتہ والوکالۃ والکفالتہ والایضار والوصیتہ والقصار والامارۃ والطلاق والعتاق والوقف حال کون
 کل احد ما ذکر مصداقا اسے الزمان مستقبل کا ہر تک اور نامتناہی اس اشتر بالاجماع اور صحیح ہر اجارہ اور اسکا نسخ کرنا اور مضاربت اور معاہدہ لینے
 مساقاۃ اور مضاربت اور وکالت اور ضمانی اور کسی کو وصی کرنا اور کسی کے واسطے وصیت کرنا اور قضا اور سرداری اور طلاق اور عتاق اور وقف
 جب کہ ہر ایک امور نہ کورہ سے زمان مستقبل کی طرف منصات ہون چنانچہ میں نے تجھکو اجارہ دیا یا تجھے اجارہ فسخ کیا شروع ماہ میں تو بھیج ہر بالاتفاق ہم
 ایسا کی مثال یہ ہے کہ میں نے فلاں کے کو وصی کیا اپنی موت کے بعد اور وصیت کی مثال یہ ہے کہ میرے مال سے سو حصہ فلاں کے شخص کا ہر میری موت
 کے بعد تسانی نے عادیہ سے نقل کیا کہ عاریت اور اذن فی التجارۃ بھی منصات بزبان آیندہ صحیح ہیں کہ انی الخطوط لایصح منصفا لایستقبل کل
 من کلان تیکلک الحال مثل البیع و اجازتہ و فسخہ و القسمۃ و الشترکہ و التبعہ و الکفاح و الرجوع و الصلح عن مال و ابرار الدین و قدر منہ
 متفرقات البیوع منین منصات بزبان مستقبل جو شو کوئی بحال تملیک ہو مانند بیع اور اسکی اجازت اور فسخ کے اور مانند قسمت اور شترکہ
 اور بیع و رجعت اور صلح عن المال اور ابرار دین کے اور یہ نہ کہور ہو چکا کتاب البیوع کے متفرقات میں ہم اجازت بیع کی یہ مثال کہ فضولی نے
 غیر کا غلام بیچا سو مالک نے کہا کہ میں نے اس بیع کی اجازت دی اور صلح میں داخل ہیں کل صلح گران کی قید سے دم عہد کی صلح نکلائی ہو اس واسطے کہ
 اسکی اخصاف زمان مستقبل کی طرف صحیح ہر زواجر المثل فی نفسہ من غیر ان یزید احد المثلوی سخما و مالہ فسخ کان علی المستاجر المثلوی

یہ بیعت اجرت مثل یا وہ ہوگی خود بخود بدون اس بات کے کہ کوئی اسکو ٹھہرا دے تو مقول کہ اجارہ وقفہ کا رخ کرنا جائز ہے اور جب تک
 مقول بیع نہ کرے گا تو مستاجر پر اجرت مہینہ لازم ہوگی یہی قول کافی ہے ہر بیع العقد بعد بعیل البذل فللمبیعین البذل حتی یتوفی
 مال البذل صحیحاً کان العقد فاسداً والیٰین فی البذل مستاجر یحفظ موجب نے عقد اجارہ بیع کیا اجرت پیشگی لینے کے بعد پیشگی دینے کے لئے کہ
 جس بذل یعنی اجارہ کی چیز کو رکھنا جائز ہے یہاں تک کہ عرض کا مال بھرنے والا وہ عقد صحیح ہو یا فاسد بشرطیکہ اجارہ کی چیز مستاجر کے ہاتھ
 میں ہو تو اسکو یا رکھنا چاہیے استاجر مشغول لا وفار غاصح فی الفارغ فقط لا یشغول کامر لکن حرر ششی الاشباہ ان الارواح عقد اجارہ
 المشغول یومر بالتفرغ والتسليم بالمکین فیہ ضرر فله فتمتھا منبہ اجارہ لیا مشغول اور فالی چیز کا تو اجارہ صحیح ہے فقط خالی نہیں رہتا بل میں
 چنانچہ مذکور ہو چکا لیکن اشباہ کے غرض نے تحریر کی ہے کہ قول بیع یہ ہے کہ اجارہ مشغول کا صحیح ہو اور مستاجر کو مشغول نہیں کے خالی کو بیع کا
 اور تسلیم کا جبکہ خالی کرنے میں ضرر ہو تو اسکو اسکا اجارہ فسخ کر دینا جائز ہے سو خبر وار وینا استاجر شاة لا یشغول ودرہ او چہ یہ لم یسیر
 عدم الحرف بکری اجارہ لی اپنے لڑکے کے دو دو پلانے کو یا اپنی بکری کے بچے کے دو دو پلانے کو تو اجارہ جائز نہیں ہے بل بیع صحیح ہے
 المستاجر فاسداً واما صحیحاً جائزاً لو بعد قبضہ فی الاصح منبہ وقیل لا تقدم التکلی فی الاشباہ اجارہ فاسدہ کا مستاجر بیع کہ اور غرض کہ اجارہ
 صحیح دے تو اجارہ جائز ہے اگر اجارہ دیا بعد اس کے قبضہ کرنے کے قول اصح میں کذا فی المنیہ اور قول منبہ میں اجارہ مذکور ہے صحیح نہیں اور سب
 مسائل مذکورہ پہلے نہ کو یہ ہو چکے اور یہ سب مسائل اشباہ میں مذکور ہیں فروع مسائل طے شارح کے علم ان المشاطعة اذا وقعت بشیء طالا اجارہ
 فی صحیح لان العبرة للمانی وقد مناه فی کہا دور یافت کر کہ تقاطع جب کہ اجارہ کی شرطوں کے ساتھ واقع ہو تو اجارہ صحیح ہے اس لئے کہ اعتبار
 معانی کا ہے نہ فقط لفظ کا اور اسکو ہم مقدم ذکر کر چکے ہیں کتاب البہار میں ہم سقاطہ یہ کہ بادشاہ کسی شخص کو زمین دے دے یا پورے مانی کے اہل کو
 بادشاہ کے مین نے حکم یہ زمین معاف کر دی ہر سال بقدر اجرت پر تو یہ اجارہ ہے نہ معافی کذا فی الطحاوی صحیح استیوار تلم بیان الاجر والاسدۃ
 صحیح ہے اجارہ لینا تلم کا اجرت اور رت کے بیان کے ساتھ استاجر ششیاً لیتفق بہ خارج لہصر فاشفع بنی لہصر فان کان لہما لزم الاجر وان کان
 واثب لا ایک چیز اجارہ لی تا اس سے فائدہ حاصل کرے شہر سے باہر جا کر پھر اپنے شہر ہی میں فائدہ حاصل کیا تو اگر وہ چیز کثیر ہو تو اجرت لازم ہوگی
 اور اگر جانور ہو تو اجرت لازم نہیں ماقابلہ لم یکہا لزم الاجر الا لئلا یزہا مستاجر جانور کو تاکہ ملے گیا اور اس پر سوار نہ ہو تو اجرت لازم ہوگی لیکن اگر
 جانور میں کوئی عذر ہو مانع سواری کا مثلاً اسکی پیٹھ لگی ہو تو اجرت لازم نہیں ہے یعنی سواری کے واسطے اجارہ لیا اور سوار نہ ہوا تو اسکا قصور ہے
 انخطا الکاتب ان بعض ان الخطا لی کل ورقہ غیر ان شار اخذہ واعطی اجر مثله او ترک علیہ واخذ منہ القیمۃ کاتب چوک کیا بعض سطور میں اگر خطا
 ہر ورق میں ہو تو لکھانے والا مستاجر چاہے اسکو ملے اور اسکی اجرت مثل دے بشرطیکہ اجرت مہینہ زیادہ نہ ہو یا اسکو سیر چھوڑ دے اور اگر
 سے قیمت کا فرق اور دشمنی کی کے کذا فی الاول البیہ وان فی بعض عطاہ بحسابہ من المسمیہ اور اگر خطا بعض ورقوں میں ہو تو اسکو اجرت ملے
 دے اس کے حساب کے موافق ہم یعنی بقدر ورق صحیح لکھے ہوں انکی اجرت تو پھر ملے کے موافق دے اور قبضہ ورق غلط ہوں اس کے موافق
 اجرت مثل دے کذا فی الطحاوی والصیر فی یاجز اذا ظہرت الزیادۃ فی اکل شہر والاجرة فی بعض بحسابہ صرحت لہ پر لکھائی کی اجرت لی جب کہ
 کھوٹا ہونا سبب وراہم یا وناہر میں ظاہر ہو گا تو اس سے اجرت پھر لیا جائیگی اور بعض کے کھوٹے ہونے میں اس کے حساب سے اجرت دے اور اگر
 دینی علی کذا فله کذا فله فله اجرت مثله ان مشی الاجلہ اگر ملکوتی چیز تبا دے تو اس کے واسطے اجرت ہو اسکو تبا دینی تو تبا نہ دے اس کے واسطے
 اجرت مثل ثابت ہو اگر تبا نہ دے والا چند قدم چلا ہو تبا نہ کے واسطے دینی علی کذا فله کذا فله باطل ولا اجرت من ولا اعمین الموضع شخص

مکرہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو اور امام سے بھی اسکی ایک روایت ہو کذا فی الخطاوی عن شرح الوسیانہ لولایتی فی البیانینہ سے وہی
 الکتاب الجازی قولان و لیسوا کام القری اذا غلب علیہم لیس لوجہ اور وہ بیانینہ میں ہوا کرتے اور باز کے اجارہ میں اختلاف ہے جیسے کہ مکہ معظمہ کی
 عمارت میں اختلاف ہے اس واسطے کہ وہاں کی زمین کا اجارہ نہیں ہوتا مگر کہتے اور باز میں اگر مدت ہو تو بعضوں کے نزدیک اجارہ جائز ہے
 اور بلی کا اجارہ جو سہ پکڑنے کی واسطے بالاتفاق جائز نہیں کذا فی الخطاوی ولودفع الدلال ثوبا لتاجر فی قبیلہ لوراج لیس بخیر اور اگر دلال
 وہ پکڑ جسکو بیع کے واسطے لیے پھر تاجر تاجر کو دیا اگر تاجر بیع کو جاوے تو دلال برباد ان میں دن قال قصیدی ان ساقی قاضی و محلفہ او
 حاصل رفا قائمہ کروا دوسرے تاجر نہ ہو جسے کہا کہ میرا روہ کی سہ کر دن ہوا اجارہ کو فتح کر تو اسکو قسم دے یا اس کے رفیقوں سے سوال کر تا وہ
 بیان کرو میں ہم یعنی اگر تاجر سفر کرنے کا اہل کار ہے اور بیع اجارہ چاہے اور جو جس کے یہ سفر نہیں کر سکتا بیع اجارہ کے واسطے حلیہ انگیزی کرنا
 ہو تو قاضی مستاجر سے سفر جانے کی قسم لے یا اہل قافلہ سے پوچھے کہ تمہارے ساتھ مستاجر کوئی مستاجر نہیں اگر وہ کہیں کہ مان تو نہ سفر کرتا ہے
 ہوگا بیع میں ترک تجارت دما اگر کسی دلوکان فی بعض الطرق و موجد کہ غنما لومات نہما معین و دالمق یقربہ و بالحدیث یدکرہ اور ترک تجارت
 سے بیع ہوگا اجارہ اس جانور کا جسکو سودا کرنے کا یہ لیا اگرچہ ترک تجارت کچھ راہ چلے واقع ہوا اور موجد کو اجارہ فتح کرنا جائز ہے اگر معین و مٹوں جس کے اجارہ
 میں ایک معین اونٹ مر جائے اور ابو یوسف نے طلاق کہا کہ یعنی اونٹ معین ہوں خواہ غیر معین ہو کہ کھینٹ بیخ جائز ہے اور یہ قول ابو یوسف کا ہے
 کے ساتھ مذکور ہے یعنی قول ضعیفہ ہر لائق غل کے نہیں ہم یعنی اگر موجد نے معین و مٹوں کا کرایہ کیا سواری اور بوجھ لادنے کو پھر اونٹ مر گئے تو اجارہ
 فتح ہو گیا اور اگر بلا تعین و مٹوں کا اجارہ ہوا اور موجد نے مستاجر کو اونٹ تسلیم کیے تو اب مر جائے سے اجارہ فتح نہ ہوگا اس واسطے کہ عقد اجارہ صحابہ
 اور مٹوں پر واقع نہیں ہوا تو موجد پر واجب ہوگا کہ اور اونٹ لادے اور یہ یونانی نے کہا کہ موجد کو فتح کا اختیار ہو اسکی کچھ حجت نہیں ہوا اس واسطے کہ اجارہ خود
 فتح ہو جاتا ہے تعین کی موت سے کذا فی الخطاوی و ایجاز فی معرفت من لکل جائز و دلوکان المثل من ذلک اکثر اور اجارہ دینا بیار کا تمام مال سے
 جائز ہے اگرچہ اجرت مثل اسکے اجعین سے زیادہ ترجوم صورت اسکی یہ ہے کہ ایک شخص کا بیگی مال مثلاً اپنی اونٹ پر اور شخص سیار بعض الموت ہے اور
 اسپر دیون ہیں اور اسکے وارث ہیں ہو بیار نہ کوئے یا چون اونٹ ابارہ دینے اجرت مثل سے کہتے کہ تو اجارہ مذکور جائز ہے اس واسطے کہ بیار کا وہ تصرف
 جائز نہیں جیسے ارباب دیون اور وارثوں کا حق متعلق ہو اور ان کا حق تو اعیان سے متعلق ہے نہ منافع سے اس واسطے کہ منافع بعد موت کے باقی نہیں
 رہتا تا تعلق حق متصور ہو کذا فی الخطاوی عن عبد البر تصرف و ن بات مدیونا داجر عمارہ و فوفاء للتاجر الجس اجدر اور چون یون مر گیا اور اس نے
 اپنا مال غیر منقول اجارہ دیا اور اسکی اجرت پیشگی بھری تو مستاجر کو جس لائق ترجوم یعنی تا انقضائے مدت اجارہ مستاجر اس منافع کرے گا بعد اسکے
 ارباب دیون اس میں غیرہ میں اپنا تصرف کرینگے واللہ اعلم و مستغفر اللہ العظیم

کتاب الکاتب

کتاب ہو فلام کتاب کے احکام میں مناسبتہ لاجارہ ان فی کل منھا ملک الرقبۃ شخص و منفعة غیرہ کتاب الکاتب کا مناسبتہ لاجارہ ہے یہ کہ دونوں
 میں رقبہ تو ایک شخص کا ملک ہے اور منفعت اسکی غیر شخص کو لی کتاب کا رقبہ ہونی کا ملک ہے اور منفعت کتاب کی اور اجارہ میں رقبہ یکے کو ہے اور منفعت کتاب کی اگر
 کتابت ہے جسے کہتے ہیں یہ ان فیہ ہم حریرہ الید لی حریرہ الرقبۃ کتابت میں کتابت لیسے متعلق ہے اور کتابت عمارت ہے جو دونوں کے لیے ہے کہ جس سے عقد کتابت کا
 کتابت ہوا اس واسطے نام لکھا کہ اس میں حجت ہو کہ حجت رقبہ کے ساتھ ملانا اور جمع کرنا بھی ہے یہ کہ کتابت کا کتابت ہے جو حجت ہے جس سے عقد کتابت کا
 ہے کہ جسے کہتے ہیں کتابت کی تفسیر ہے کہ کتابت کی منفعت اس شخص کے ہے جس نے کتابت کی ہے اور کتابت کا کتابت ہے جو حجت ہے جس سے عقد کتابت کا
 ہے کہ جسے کہتے ہیں کتابت کی تفسیر ہے کہ کتابت کی منفعت اس شخص کے ہے جس نے کتابت کی ہے اور کتابت کا کتابت ہے جو حجت ہے جس سے عقد کتابت کا

ہو اور کتب عبارت ہر چیز سے اور اسی سے ہر کتبہ یعنی طالعہ مجتبہ لشکر کا اور اسی سے ہر کتاب ہو اسلئے کہ وہ جامع ہوا بابت فصول کی اور اسی سے ہر کتاب یعنی لکھنا ہو اسلئے کہ وہ جامع ہر صورت کی اور اس عقد کا کتابت اور کتابت ہو اسلئے نام رکھا کہ آئین طمانہ ہر صورت پر کاربند رہے جس کے ساتھ یا اسلئے کہ اس میں قسطنطین یا زیادہ جمع ہوتی ہیں یا اسلئے کہ غلام اور مولیٰ دستا دیر لکھ دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہر چیز پر اسی دستور عام تحریر الملوک یا اگر اسی میں جہۃ الیہ جالا اور قبیۃ مالا یعنی عند دار البذل حتی ادا دہ علاقہ حلالا اور شرع میں کتابت عبارت ہر ملک کے فی الحال ازاد کرنے سے باعتبار تصرف کے اور اسکی گردن آزاد کرنے سے باعتبار انجام کار کے یعنی بدل کتابت کے اور اگر نہ کے وقت تو اگر بعد عقد کتابت کے فی الحال بدل کتابت اور اگر وہ تو فوراً آزاد ہو جائے یعنی جب مولیٰ نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تجھ کو مکاتب کیا سو درم پر مشکا یعنی اگر سو درم کا لاد کر تو آزاد ہو جائے تو مجھ اس غلام کے غلام آزاد ہو گیا تصرف کی راہ سے یعنی بطریق ازاد لوگ خرید و فروخت اور نوکری بجا کر ہی میں بطور خود تصرف کرتا ہوں یہاں ہی غلام مکاتب بھی تصرف کر گیا اس میں مولیٰ کے اذن کی حاجت نہیں اور جب سو درم ادا کر لیا تو اسکی فائز آزاد ہو جائیگی تو مکاتب جلد اور حرد و نون سے مشابہ ہر چیز سے ہوا اسلئے مشابہ ہر چیز کی گردن آزاد نہیں تھا اور اسے بدل کتابت اور مرے ہوا اسلئے مشابہ ہر چیز کی آزاد کی طرح تصرف کرتا ہی اور یہی کمانی کا مالک ہونے پر ورکنا الایجاب والقبول بلطف الکتابۃ اور یو دی معامہ اور کتابت کا رکن ایجاب اور قبول ہی بلطف الکتابۃ یا جو لفظ کہ قبول یعنی کتابت ہو صم شلامولی کے غلام سے کہ میں نے تجھ کو مکاتب کیا یا تیرے ساتھ عقد کتابت منعقد کی اور غلام ہو قبول کرے اور ہم یہی کتابت کی یہ مثال ہر کہ مولیٰ کے کہ میں نے تجھ پر درم مقرر کیے تو اسکو ادا کر یا یوں کے تجھ کو ہزار درم ہر مہینے میں سو درم کر کے ادا کر اور تو آزاد ہو ایجاب قبول کی قید سے تعلیق عقد کتابت سے خارج ہو گئی اور لفظ کتابت کی قید سے اعتاق علی المال خارج ہو گیا اور فرق ہونی یہ ہر کہ مکاتب غیر سے پھر قیق ہو جائے متق علی المال و شرط کون البذل المذکور فیہا معلوم فاقدرہ و جبہ فکون الرق فی الحال قائما اور کتابت کی شرط ہونا ہی اس بل کا جو کتابت میں مذکور ہو معلوم القدر و جنس اور ہونا متق کامل میں یعنی ذات ملوک میں قائم ہم اور اگر بدل کی مقدار و جنس معلوم نہ ہو تو کتابت فاسد ہو اسلئے کہ حالت باعث نزاع ہو برابر ہو کہ بدل مال ہو یا محض کدنی الدرر لا کو نہ مخا او موجد الصفا باحال ہونا بدل کا ختم یا موجد لیسب صحیح ہونے کتابت کے فی الحال کے ادا کرنے سے ہم یعنی بدل کا ختم یا موجد ہونا کتابت کی شرط نہیں مخم اور موجد میں فرق یہ ہر کہ موجد وہ کہ تمام مال کی ایک دات مقرر ہو اور ختم وہ ہر کہ کسی کئی مدین ہوں مثلاً ہزار درم کی دس متین ہر سو درم کی مدت ایک مہینہ و حکم مانی جانب المہینہ متغایع الخیر فی الحال و ثبوتہ بالحدیث فی حق الید لا الرقبۃ الا بالادار اور کتابت کا حکم یعنی اثر مرتب غلام کی جانب میں دور ہونا عدم تصرف کا شرط باحال اور ثابت ہونا آزادی کا تصرف کرنے کے حق میں نہ گردن کے حق میں مگر اسے بدل کتابت سے وہی جانب المولیٰ ثبوت ولایۃ مطالبۃ البذل فی الحال ایجاب ایجاب حالت و الملک فی البذل و اقبضہ و عودہ لملکہ اذا عجز اور اثر مرتب مولیٰ کی جانب میں ثابت ہونا مطالبہ بدل کی ولایت کافی حال اگر کتابت بلا مدت ہو اور مالک ہونا بدل کتابت کا جبکہ اس پر مولیٰ قبض کرے اور غلام کا پھر مولیٰ کے ملک کی طرف جبکہ وہ اسے بدل کتابت سے فکا ہو کتابت قیہ و لولتہن صغیر یعقل بال حال اسی نقد کلام موجد کلہ او ختم اسی قسط علی شہر معلومہ او قال جہالت علیک الفاتو و یہ بخوبی ما او لہا کذا و اخر لکذا فان ادتیہ فانت حر وان عجزت فمقن قبل البذلک صح و صار کتابا لا طلاق قولہ تعالیٰ ذکا تبو ہم مکاتب کیا اسنے غلام کو اگر یہ غلام ایسا صغیر ہو کہ خرید و فروخت کو سمجھتا ہو مکاتب کیا بعض مال کے خواہ مال حال ہو یعنی سب مال نقد ہو یا سب مال موجد ہو یا ختم ہو یعنی کسی قسطنطین مقرر ہو کسی ہون عین مینون پر یا مولیٰ نے یوں کہا کہ میں نے تجھ پر ہزار درم مقرر کیے جنکو تو ادا کرے قسط اول قسط فلانا مہینہ ہر اور آخر قسط فلانا مہینہ تو ادا کر لیا تو تو آزاد ہو اور اگر تو ادا کرنے سے عاجز ہو گا تو تو غلام ہو اور اسکو غلام نے قبول کیا تو صحیح ہو اور وہ غلام مکاتب

ہو جائے گا بے شک جو نے قول حق تعالیٰ کے اس قول کے کہ فکا تو ہم یعنی غلاموں کو مکاتیب کرو ہم یعنی امر قرآنی غلام صغیر اور کبیر اور مال نقد اور
 سب مل جو خیم سب کو شامل ہو دال امر اللہ علی الصبح اور امر کتاب کا احتجاج کیواسطے ہر بنا بر قول صحیح کے نہ وجوب کیواسطے چنانچہ داؤد ظاہری کا
 نہ سب ہر اور نہ اباحت کا چنانچہ بعض علماء غنیہ سمجھے ہیں دال امر بالخیران لایضرب المسلمین بل التوق اور خیر سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو غلام ضرر پہنچا
 آزاد ہو چکے بعد ہم یعنی یہ جو قرآن شریف میں وارد ہے کہ اگر تم غلاموں میں خیر سمجھو تو انکو مکاتیب کرو تو خیر سے مراد عدم ضرر مسلمین ہر ناؤ ایسے
 ہر اصل ترکہ تو اگر آزاد ہونے کے بعد مسلمانوں کو ضرر پہنچا دے تو افضل یہ ہے کہ اسکو مکاتیب نہ کرے و نہ فعل صحیح اور اگر باوجود اس کے مکاتیب کر لگا
 تو صحیح ہو گا و لو کہ کتاب نصف عمدہ جائز و نصف الاخر ماذون نہ فی تجارتہ و لو اراد نصفه لیس لذلک کیلا یطل علی العبد حق التمتع و تسامی فی التمتع
 اور اگر اپنے نصف غلام کو مکاتیب کیا تو جائز ہو اور نصف باقی ماذون نہ فی تجارتہ ہو گا اور اگر مولیٰ اسکو منع کرنا چاہے تو اسکو جائز نہیں تاکہ غلام کا
 حق عتق باطل ہو جائے اور پورا بیان اسکا آثار خانہ میں ہو و اوصحت الکتابہ خرج من یدہ دون ملکہ حی یودی کل البذل بحیث ابی داؤد
 الکتاب عبد باقی علیہ و یرحم و جبکہ کتاب صحیح ہو گئی تو مکاتیب نگلیا مولیٰ کے ہاتھ سے یعنی اس کے تصرف سے نہ اسکی ملک سے چنانکہ
 تمام بدل کتابت ادا کرے بدلیل حدیث ابی داؤد کہ مکاتیب غلام ہر جب تک کہ اسپر ایک درم باقی رہے اور یہی مذہب ہر زید بن ثابت کا اور اسکی
 عمل ہر علماء ہمارے کا تم فرم علیہ بقولہ و یرحم المولیٰ التمران و طی مکاتیبہ مکرمنہ علیہ بچہ مصنف نے خروج تصرف مولیٰ پر تفریع کی اپنے اس قول سے
 اور تاون دے مولیٰ شریعت کا اگر اپنی نوڈی مکاتیب سے دلی کرے بسبب حرم ہونے دلی مکاتیب کے مولیٰ پر عقد آزاد و عورت میں ہر مثل ہر اور
 نوڈی میں اسکی قیمت کا دسواں حصہ اگر وہ باکرہ ہو اور اگر غیبہ ہو تو بیسواں حصہ قیمت کا کذا فی المطحی من ابی الہود و حنی علیہا فانہ یرحم ارشاد
 مکاتیب ہر جنابت کرے یعنی اسکو قتل کرے تو اسکی دیت کا تادان دے و حنی علی ولدہ یا مکاتیبہ کے دلد کو مولیٰ قتل کرے تو دیت دے او
 اتلف المولیٰ ما لہ لانه بعد الکتابہ صار کل منہا کا لا جنبی نعم لاحد و لا تو علی المولیٰ للشیئہ شئہ یا مولیٰ مکاتیبہ کا مال تلف کرے تو تادان دے و اسنے کہ
 کتابت کے سبب سے مولیٰ اور ملک ہر ایک جنبی کے مانند ہو گیا ان یہ البتہ ہر کہ مولیٰ پر بد نہیں دلی سے اور قصاص نہیں قتل سے بسبب شبہ ملک کے
 کذا فی الشی و لو اعتقہ عتق محابا لا اسقاط حقہ اور اگر مولیٰ مکاتیب کو آزاد کرے تو وہ مفت آزاد ہو گا بسبب ساقط کرنے اپنے حق کے یعنی ملک رہے ہو
 کا حق ہو اسکو اس کے اسقاط میں اختیار ہو بلا اخذ بدل و فدان کا تبہ علی ضرر و ضریر بعد مالیتہ فی حق المسلم فلو کان فی میں بازار اور فاسد ہوگی
 کتابت اگر مولیٰ نے غلام کو مکاتیب کیا شرب یا سور یا اسکے مال نہونے سے مسلمان کے حق میں تو اگر مسلمان اور غلام دونوں ذمی ہوں تو کتابت
 مذکورہ جائز ہر مکاتیب جائزہ اور فاسدہ میں فرق یہ ہے کہ فاسدہ میں مولیٰ کو اختیار ہو کہ اسکو پھر غلام بنا دے اور کتابت کو فسخ کر دے بدون
 رضامندی غلام کے اور کتابت جائزہ میں بلا رضامندی غلام کے فسخ جائز نہیں اور غلام کو جائزہ اور فاسدہ دونوں میں بلا رضامندی مولیٰ کے
 فسخ جائز ہر کذا فی غایۃ البیان او علی قیمتہ ای قیمتہ نفس العبد کمالہ القدر یا کتابت فاسدہ ہر اسکی قیمت پر یعنی غلام کی ذات کی قیمت پر بسبب جنابی
 ہونے اسکی مقدار کے ہم یعنی قیمت کی مقدار قبول خیر ہو اسواسطے کہ تمین قیمت یعنی مالیت میں قیمت کرنے والے مختلف ہوتے ہیں او علی عین
 معیتہ لغیرہ لغیرہ عن تسلیم ملک الغیر یا کتابت فاسدہ ہر غیر شخص کی عین خیر پر بسبب عاجز ہونے غلام کے ملک غیر کی تسلیم سے ہم عین کی قیمت
 نقد واجب ہو گئے تو اگر غیر کے نقد پر کتابت ہو تو جائز ہو اسواسطے کہ عقد معاوضہ و فسخ میں نقد و تمین نہیں ہوتے کذا فی المطحی او علی ماتہ و ینار
 لیر و سیدہ علیہ و صیفا غیر عین کمالہ القدر یا کتابت فاسدہ ہر سودینا پر تاکہ اسکا مولیٰ اسکو ایک غلام بنا لے غیر عین پھر دے بسبب قبول
 ہونے مقدار قیمت غلام کے یعنی اسواسطے کہ غلام مذکور کا اشتداد نایر سے ممکن نہیں مگر باعتبار قیمت کے و عدم تمین قیمت کا مفید عقد ہر اور

اگر غلام عین ہو تو کتاب جائزہ بالاتفاق کہانی لفظ اوی فہو ای عقد کتابتہ فاسدنی الکمل لما ذکرنا تو و یعنی عقد کتابت سبب مردن
 مذکورہ میں فاسد ہونے کا وجہ کے سبب سے جنکو چنے ذکر کیا فان اوی المکاتب الخ عتق بالادار و کذا الخ غیر لیسہانی الجملۃ دوسری
 قیمتہ یافتہ یا باہشت یعنی قبل ان تیرافدا للقاضی بن کمال پھر اگر پہلی صورت میں مکاتب شراب اور اسپرٹس سوراو اگرے تو آزاد ہو جائیگا اسباب
 مال ہوئے شراب اور سوراو کے فی الجملہ یعنی اگر پہلی سلام کے نزدیک مال نہیں لیکن کافرون کے نزدیک مال ہی اور کوشش کرے مکاتب مذکور
 اپنی قیمت میں بقدر کہ اسکی قیمت ہو قبل اس بات کے کہ اسکا مراد قاضی کے پاس ہو اور کذا ذکرہ ابن کمال م یعنی قیمت ادا کرنے سے قبل
 ابطال قاضی آزاد ہو گا واسطے کہ قبل دفع عین قاضی کے ابطال سے عقد مذکور کا عدم ہو کذا فی لفظ اوی و اہم از متی سی بالاد و مدت
 الکتابتہ بوجہ من الوجہ لم یقض من المسیم بل یزاد علیہ اور معلوم کہ مکمل مال سہمی ہو اور کتابت فاسد ہو جائے کسی وجہ سے وجہ منسبتہ کا
 تو مال سہمی سے نقصان نہ کیا جائیگا بلکہ اسپر زیادہ کیا جائیگا و لو کا تہ علی بقیۃ و نحو کا عدم لعل العقد عدم بالیتما و اعراضہ فلا یقرب بالاد
 الا اذا علقہ بالشرط صحیح فی الشرط لا لا عقد اور اگر غلام کو مکاتب کیا مردار پر اور مانند اسکے چنانچہ خون پر تو کتابت باطل ہوگی اسکا کہ
 مردار و خون مالا مال نہیں کسی کے نزدیک تو مکاتب آزاد نہ ہو گا مردار و خون کے ادا کرنے سے مگر جبکہ مولیٰ صحیح شرط کے ساتھ عتق کو قوی
 کرے تو غلام آزاد ہو گا شرط کے سبب سے نہ عقد کے سبب سے م یعنی اگر مولیٰ نے یون کہ غلام سے کہ اگر مردار یا خون چھو وے تو تو مکاتب
 ہی پھر مردار یا خون لایا تو آزاد ہو گا تعلیق کی جہت سے نہ عقد کتابت کے سبب سے صحیح العقد علی حیوان ہیں جہتہ فقط اے لا و
 و صفۃ ویودی الوسط او قیمتہ و بحیر علیہ تو ہوا اور عقد کتابت صحیح ہو اس جائزہ پر جسکی فقط جنس جان ہوئی نہ اسکی نوع او صفت اور مکاتب
 اس جنس کا متوسط حیوان یا اسکی قیمت ادا کرے اور اگر مولیٰ انکار کرے تو قبول قیمت پر اسپر زیادتی ہوگی صحیح ایضا من کافر کا تہ کتابت
 کافر اشد علی غیر لیسہ عذیم معلومتہ ای مقدرة لعل المبدل و صحیح ہو کتابت مالک کافر سے بھی جنے اپنا سا کافر غلام مکاتب کیا شرعاً معلوم ہوا
 او انظر ہر تاکہ بدل معلوم ہو جائے قبول باقی رہے شراب پر اسواسطے کتابت صحیح ہوئی کہ وہ کافرون کے نزدیک مال ہو و ای من المومنین
 و البعد لم فاقہ قیمتہ الخ و عتق بقضہما تعلیق عقدہ با و الخ مگر کن مع ذلک یعنی فی قیمتہ کما مردار مالک اور غلام سے جو شخص سلام قبول کرے تو شراب
 کی قیمت دینی اسکو لازم ہوگی اور آزاد ہو گا شراب کے لینے سے بواسطہ تعلیق ہونے عتق غلام کے شراب کے ادا کرنے پر لیکن باوجود اسکے
 غلام کوشش کرے اپنی قیمت کے دینے میں چنانچہ عقرب گذر گیا و صحیح ایضا علی خدمۃ شہر الہی لکولی و لہ غیرہ اور کتابت صحیح ہو ایک
 مولیٰ کی خدمت یا غیری کی خدمت بھی و غیر ہر ہر دار و اربابین قدر المعول الا جبراً برفع النزاع حصول الرکن و الشرط یا کتابت صحیح ہو کذا میں مکتوبہ
 پر یا مگر کے بنائے پر جبکہ بنائی چیز اور اینٹوں کی مقدار کا اسطرح بیان ہو جائے کہ نزاع کو رفع کر دے بسبب حاصل ہونے رکن و شرط کتابت
 کے ہم رکن احباب و قبول ہو اور شرط معلوم ہو یا بدل کا لا تعد کتابتہ بشرط لیسہما بالکراج ابتداء لانا بباد و غیر مال و ہر تصرف کتابت
 فاسد نہیں ہوتی شرط سے بسبب مشابہ ہونے کتابت کے نکاح سے باعتبار ابتداء کے اسواسطے کہ کتابت مبادلہ ہو غیر مال سے اور غیر مال سے
 غلام ہو م اگر مولیٰ نے غلام کو مکاتب کیا مقدار مال پر یا بشرط کہ غلام شہر سے باہر جائے تو شرط باطل ہو اور عقد صحیح ہو اسواسطے کہ کتابت
 باعتبار ابتداء عقد کے نکاح سے مشابہ ہو یعنی بطرح نکاح میں مبادلہ مال کا ہوتا ہو غیر مال سے یعنی شے سے اسپر طرح کتابت میں بھی مبادلہ
 غیر مال سے ہو یعنی آزادوں کا ساتھ صرف ہونا غلام کا تو جیسے نکاح فاسد نہیں ہوتا بشرط سے ویسی ہی کتابت بھی فاسد نہیں ہوتی الا ان
 کیون الشرط فی صلیب العقد فقہ لیسہما بالبیع انما لان فی البذل نہ ہوا الاصل مگر یہ کہ شرط صلیب عقد یعنی عقد کتابت کے اندر واقع ہو

تو کتابت فاسد ہوگی بسبب مشابہ ہونے کتابت کے بیچ سے انتہائی راہ سے اس واسطے کہ فساد بدل میں واقع ہو اگر کسی قاعدہ کا یہ قسم صلیب
 عقد میں پتھر جو ناچانچہ خدمت مجبورہ غلام پر شرط ہو یا شراب یا سور پر کتابت ہو کتابت بیچ سے اس واسطے مشابہ ہو کہ مبادیہ ہر مال کا مال سے
 انجام کار میں تو جیسے بیچ فاسد ہو جاتی ہے شرط سے ویسی ہی کلیت بھی جبکہ شرط عقد میں نہ ہو

باب ما یجوز للمکاتب ان یفعلوا

و ما لا یجوز یہ باب ہر امن افعال میں جہاں کہ نامکاتب کو جائز ہے اور جو افعال کہ جائز نہیں للمکاتب البیوع و الاشرار و لو بحبابہ لیسیرہ مکاتب کو
 خرید و فروخت جائز ہے اگرچہ خرید و فروخت بقصد ضمان قلیل ہو مگر اس واسطے کہ سودا گروں کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہفتہ میں کاہتہ نقصان قبول کرتے ہیں
 تاکہ دوسرے میں فائدہ حاصل کریں کذا فی الدرر و البہرہ ان شرط المولیٰ عمدہ اور کتابت کو منکر کرنا جائز ہے اگرچہ مولیٰ نے عدم منکر شرط کیا ہو یعنی
 اس واسطے کہ سفر میں سودا اگر کو فائدہ حاصل ہو تا تو بدل کتابت بطل حاصل ہوگا و نیز بیع اتمہ و کتاۃ عیدہ اور کتابت کو اپنی لونڈی کا نکاح
 کو دنیا جہنی سے اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا جائز ہے اس واسطے کہ نکاح سے ہر دو نفقہ ثابت ہوگا اور کتابت تو بیع کے مانند نافع ہو بلکہ اس سے
 زیادہ تر و الا لار لہ ان ادی الثانی بعد عقدہ اور دلائل بیعت میراث مکاتب ثانی کی مکاتب اول کے واسطے ہے اگر مکاتب ثانی بدل کتابت ادا کرے
 مکاتب اول کے آزاد ہو جائیے بعد و الا بان ادا قبلہ ادا یا عا فاسیدہ اور مکاتب ثانی نے ادا نہ کیا مکاتب اول کی آزادی کے بعد طرح
 کو قبل اسکی آزادی کے ادا کیا یا دونوں نے ساتھ ہی بدل کتابت ادا کیا تو اسکا مولیٰ یعنی بھلا مالک دونوں مکاتبوں کی میراث لے گا لا التزوج
 بغیر ان مولیٰ مکاتب کو نکاح کرنا اپنے مولیٰ کی اجازت کے بدون جائز نہیں یعنی اس واسطے کہ یک کتاب میں داخل زمین اور زمین مولیٰ کا ضرر
 بھی ہے کہ ہر کتاب کی گردن پر لازم ہوگا و لا الہتہ و لو بعوض لا التصدیق الا بصرہا اور نہ سبب کرنا مکاتب کو جائز ہے اگرچہ سبب بالعوض ہو اور نہ
 خیارات کرنا جائز ہے کہ سبب قلیل اور خیارات کمتر جائز ہے و خیرہ میں ہے سبب اور خیارات بقدر ایک پیسے اور ایک روٹی کے جائز ہے اور طعام موجود سے سبب
 لیسیرہ و یت ہر دو لا التکفل مطلقاً و لو باذن مولیٰ لا یتبرع اور نہ مکاتب کو ضامن ہونا جائز ہے مطلقاً اگرچہ مولیٰ کے اذن سے حاضر نہ ہو
 کرے اس واسطے کہ ضامن تبرع ہے اور مکاتب تبرع کا اہل نہیں ہے و لا الاقراض اعتاق عیدہ و لو بالادب و لو بالکتابت کو قرض دینا اور اپنے غلام کو
 آزاد کرنا جائز ہے اگرچہ اعتاق بدو ض مال کے ہو و بیع نفسہ منہ اور بیع جائز ہے غلام کی ذات کا غلام سے اس واسطے کہ یہ فی حقیقہ اعتاق علی المال ہے
 و نیز بیع عیدہ نفسہ بالمرہ و نفقہ اور نہ مکاتب کو اپنے غلام کا نکاح کرنا جائز ہے بسبب ناقص ہو جانے غلام کے زوجہ کے مہر اور نفقہ لازم
 ہونے سے ہم مکاتب کو اپنے غلام کی بیعت نہ اپنی لونڈی سے درست ہے نیز غیر کی لونڈی سے نہ عہد سے و اب و وحی و قاضی عہدہ نے
 تہقیق صغیر تحت حجریم کہ کتابت کرنا جائز ہے اور بیع و وصی اور قاضی اور اسکا امین اس صغیر کے غلام میں جو انکی پرورش میں ہے کتابت کے لئے
 ہیں تصرفات مذکورہ کے ثبوت اور نفی میں بیعت یا قاضی و صغیر کی لونڈی کا نکاح اور اس کے غلام کو مکاتب کرنا جائز ہے اور اعتاق عبد و عبدہ
 اس کے بانیہ یا بیع اور غلام کا نکاح کو بیع جائز نہیں بخل و ف مضاربہ و ما ذون و شریک و لو سفا و صغیرہ علی الاشیہ لانتصاص تصرفہ بالتجارہ و لا
 مضاربہ اور عبد ذون اور شریک کے اگرچہ شرکت مفادہ ہو یا برتول یا نہیں یعنی مضاربہ اور ما ذون اور شریک لونڈی کی بیعت کے مالک نہیں
 اس واسطے کہ انکا تصرف تجارت میں مخصوص ہے اور اب اور قاضی کا تصرف تجارت اور غیر تجارت دونوں کو شامل ہے و لو اشتری ایامہ او انہ یکا
 علیہ تالہ و لا وراۃ الاولاد لایحی و اگر کتابت نہ اپنا باپ یا بیٹا خرید کیا تو وہ بھی اسکی کتابت میں داخل ہوگا تبعیت کی راہ سے باپ اور بیٹے سے
 تربت ولادت ملے تو تربت سوائے اس کے ہم یعنی جب مکاتب آزاد ہوگا اور اسے بدل کتابت سے تو اسکا باپ اور بیٹا بھی آزاد ہوگا اور اگر کتاب

باب ما یجوز للمکاتب ان یفعلوا

اداسے بدل سے عاجز ہوگا تو باپ بھی غلام بنارہیگا بحکم تبعیت ولو اشتري محرما غیر الولاد کا لائح و احم لا یتکتاب علیہ خلاف اہل اہل اور مکتب
 نے اپنے محرم غیر ولاد کو خرید کیا چنانچہ بھائی اور چچا تو وہ مکتب کی کتابت میں داخل ہوگا بزخلاف مذہب صاحبین کے کہ ان کے نزدیک
 داخل ہوگا ولو اشتري ام ولد مع ولدہ ہوتا کہ لو اشترا نام شراب جو ہرے لم یخبر بہما تبعتہما الولاد ما وکن لا یتکتاب فی کتابتہ اور اگر مکتب
 نے اپنی ام ولد خریدی کی اپنے اس فرزند کے ساتھ جو اسی ام ولد سے پیدا ہوا تو ام ولد کی بیع جائز ہوگی ہوا سے کہ ام ولد اپنے ولد کے
 تابع ہو لیکن فرزند کی کتابت میں وہ داخل نہ ہوگی ام ولد کے تابع ہر یعنی بطرح ولد کی بیع جائز نہیں اسی طرح ام ولد کی ولد کی تبعیت سے
 درست نہیں ہوا سے کہ حدیث میں وارد ہے کہ ام ولد کو اسکے ولد نے آزاد کر دیا فلا تعق بقبضہ ولا بیع نکاحہ لانه لم یکتب فاجاز لہ ان
 یطالما یملک النکاح تو ام ولد آزاد ہوگی اسکے آزاد ہونے سے اور نہ مکتب کا نکاح منع ہوگا خرید کرنے سے ہوا سے کہ وہ اس کا آزاد نہیں ہوگا
 تو مکتب کو جائز ہوگا ام ولد کی وطی کرے ملک نکاح کے سبب سے نہ ملک بیع کے سبب سے وکن الذکر کاتبہ اذا اشتريت لعلہا اور بطرح لوندی
 مکتبہ کا نکاح منع نہ ہوگا جبکہ وہ اپنے شوہر کو خرید کرے تو اسکے شوہر کو اسکی وطی ملک نکاح جائز ہوگا غیر ان لہا بیعہ مطلقا لان الحریتم
 من جہتا کذا تنافرت ہر کہ مکتبہ کو شوہر کو اسکی بیع مطلقا جائز ہوگا اسکی شوہر کا آزاد ہونا مکتبہ کی جہت سے ثابت نہیں ہوا یعنی
 بزخلاف مکتب کہ اگر وہ اپنے ام ولد کو خرید کر لگا دے کہ ساتھ تو آزادی یعنی حق آزادی کا ولد کی جہت سے ثابت ہوگا اور مطلقا ہے ظاہر ہے
 ہو کہ ہم شوہر کی جائز ہو اگرچہ مکتبہ اپنے ولد کو شوہر کے ساتھ خرید کرے کہ انی لطلوا وی ولو ملکہا برونہ اسی ہون الولد جائز لہ بیعہا خلاف اہل
 اور مکتب اپنے ام ولد کا مالک ہوا برون ولد کے تو اسکو ام ولد کا بیچا جائز بزخلاف مذہب صاحبین وان ولد لہ من قبلہ فادھا فیکتاب
 علیہ تبعاً اور اگر مکتب کا ولد پیدا ہوا اسکی لونڈی سے پھر اسے اسکی فرزند کی کا دعویٰ کیا تو فرزند بھی اسکی کتابت میں داخل ہوگا باپ کی
 تبعیت سے ہم بعضوں نے اعتراض کیا کہ مکتب کو اپنی لونڈی سے وطی کرنا جائز نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ نسب ملت پر موقوف نہیں چنانچہ اپنے
 فرزند کی لونڈی کی وطی میں یا مشترک لونڈی کی وطی میں در صورت ادعائے نسب ثابت ہوتا ہی حالانکہ وطی حلال نہیں وکان کسبہ لہ لا کسب کسبہ
 مکتب کے فرزند کا کسب مکتب کا مالک ہوگا ہوا سے کہ مکتب کے کسب کا کسب یعنی فرزند کسب ہی باپ کا تو فرزند کی کمائی کسب کا کسب
 ہوئی زوج الکتب امتہ من عبیدہ فکاتہما فولدت دخل فی کتابتہا وکسبہ وقتیہ لوقل لہا لان تبعیتہا یرجع مکتب بنے اپنی لونڈی کا نکاح
 کر دیا اپنے غلام سے پھر دونوں کو مکتب کیا پھر مکتبہ لڑکائی تو لڑکا مکتبہ کی کتابت میں داخل ہوگا اور اسکی کمائی اور اسکی قیمت اگر اسکو کوئی
 قتل کر دے مکتبہ کی ملک ہرے اسکے شوہر کی ہوا سے کہ مان کی تبعیت غالب تر ہو باپ کی تبعیت سے ہم وجہ رجوان یہ کہ مولود میں وہ صفات
 شرعیہ جو مان میں ثابت ہیں چنانچہ تہبیر اور ستمیلا اور حریت اور ملک سہریت کہ جاتی ہیں کہ انی لطلوا وی مکتبہ یا ما دون نکاح ائمہ غیرت
 انہما حرۃ یا ذون مولاۃ خلق نکح فولدت منہ ثم استحققت فالولد رقیق فلیس لہ اختارہ بالقیمۃ خلاف اہل لاند ولد المعنور خلاص مکتب یا ما دون نکاح
 اپنے مولے کے اذن سے نکاح کیا اس لونڈی سے جسے آپ کو آزاد ظاہر کیا پھر اسکے لڑکا پیدا ہوا مکتب یا ما دون سے پھر وہ لونڈی حتی ملک غیر
 اسکی تو لڑکا غلام ہی لونڈی کے مالک کا تو مکتب یا ما دون کو لڑکا لینا قیمت دیکر جائز نہیں بخلاف محمد ہوا سے کہ وہ معنور یعنی دھوکا کھا نیوالے کا فرزند ہی
 ہم مکتبہ مذہب ہر کہ مکتب یا ما دون قیمت دیکر اپنے فرزند کو لگایا ہوا سے کہ اسکو دھوکا ہوا کہ لونڈی کو آزاد سمجھا لیکن ان کے نزدیک قیمت دینا
 مکتب یا ما دون کے آزاد ہونے کے بعد لازم ہوگا نہ بالفعل کہ انی العاقۃ وخصا انحرور یا محو اجماع لہا جہاۃ اور نہیں نے معرور کو آزاد کے ساتھ خصوصاً
 کیا ہی صحابہ کرم کے اجماع کی دلیل سے یعنی اگر آزاد کو دھوکا ہوا ہے تو وہ اپنے فرزند کو قیمت دیکر لگایا مکتب یا ما دون و ہشکالہ الرئی اور

قبول اور عدم قبول کا کیا اعتبار ہو جو کو ضررہ منقطع عن الحاضر حصہ اور اگر مالک نے حاضر غلام کو آزاد کر دیا بلا اخذ بدل کتابت تو حاضر حصہ اس کا حصہ بدل کا سا قطع ہو گا مگر اس کے کہ غائب عقد میں تصدداً داخل ہو اگرچہ مقصود باخطاب نہیں تو بدل کتابت دونوں پر قسم ہو گیا اگرچہ اس سے مطالبہ بدل کا نہیں جو حر الحاضر اوقات ادوی الغائب حصہ حالاً والا رد قنناً اور اگر حاضر غلام آزاد کیا گیا یا وہ مر گیا تو غلام غائب اپنا حصہ بدل کتابت سے نقد اور کرے اور نہیں تو پھر غلام بنایا جائے دلو ابرا الحاضر دو حصہ بقدر ما جمعا اور اگر مالک نے غلام حاضر کو تمام بدل کتابت معاف کر دیا یا تمام بدل کتابت اس کو بہ کر دیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیگے مفت ہم اور اگر بعض بدل معاف کر گیا تو باقی کا مطالبہ ہو گا حاضر سے نہ غائب سے کذا فی الطحاوی ان کتاب الملامۃ عن نفسها وعن ابن جعفر بن ہمام و تلبست صحیحاً تسمیاً لاما مر اور اگر مالک نے اپنی لوٹدی سے عقد کتابت منقطع کیا اس کی اوقات سے اور اس کے دو چھوٹے بیٹوں سے اور لوٹدی نے قبول کر لیا تو عقد صحیح ہو گا اعتباراً تسمان کے بدل گذشتہ یعنی اس مالہ لوٹدی کی طرف سے اور تسمان کے بیٹوں کی طرف سے عقد کتابت صحیح ہو گا اسی ادوی من ذکر کم پر صحیح علی الاخر لا بد من صحیح علی القبول علی آخر ما مر اور اشخاص مذکورین میں سے جو شخص کہ بدل کتابت اور اگر گناہ وہ دوسرے سے رجوع نہ کر گیا ہو اس کے کہ وہ حسن ہو اور مولی پر شخص کے ادا ہے بدل کے قبول پر جو ہو گا تا حکام مذکورہ سابقہ ہم زلیحی بن ہو کہ اولاد کا قبول اور عدم قبول کتابت میں متبصر نہیں اور اگر مالک مان کو آزاد کرے تو اولاد پر بدل کتابت باقی رہیگا فقیر ان کے حصہ کے اس کو فی الحال ادا کریں اور مولی سکا تب بدل کا انکی مان سے کرے دے اسے اور اگر مولی ان کو آزاد کرے تو انکی مان پر سے ان کا حصہ ساقط ہو گا اور اگر مالک اولاد کو دین معاف کرے یا ان کو بہ کرے تو صحیح نہیں اور اگر انکی مان کو دین معاف کرے یا بہ کرے تو مان بھی آزاد ہوگی اور اس کے ساتھ انکی اولاد بھی اہلی تو یہ مسئلہ نظیر سلسلہ سابقہ کا جمیع احکام میں کذا فی الطحاوی فرغ مسئلہ ثانی کا کتاب نصف عتدہ فادی الکتابۃ عن حق نصفہ و فی بقیۃ قیمۃ وقال لا بعد کلام کتاب علی ذلک المال بہ ماخذ فادی القدسی مالک نے اپنا نصف غلام مکاتب کیا سو اسے بدل کتابت ادا کیا تو نصف غلام دیا ہو گا اور کوشش کر گیا اپنی باقی قیمت کے ادا کرنے میں اور صاحبین نے کہا کہ نصف غلام کی کتابت سے تمام غلام مکاتب ہو گا اسی قدر لان اور اسی قول صحابہ کو ہم لیتے ہیں کذا فی حادیسی

باب کتابۃ العبد المستتر

یہ باب ہر عبد شریک کی کتابت کے احکام میں عبد شریکین اذن احدہما لصاحبه ان یکاتب جنله بالغ ولقبہ بنی ال کتابۃ و کتابت العبد المستتر الماذون لہ نقد فی حظه فقط عند الامام تجزی الکتابۃ عندہ ولیس شریکۃ منہ لاذنہ غلام ہو و شریک ہو کا ایک شریک نے اپنے ساتھی و دوسرے شریک کو اسکا اذن دیا کہ وہ اپنے حصہ کے ہزار درہم پر کتابت کرے اور بدل کتابت پر قبضہ کرے سو جس شریک کو اذن ملا اسے غلام کو مکاتب کیا تو اسی کے حصہ میں کتابت نافذ ہوگی امام غلام رح کے نزدیک سبب قیمت پذیر ہوئے کتابت کے ان کے نزدیک مانند اشیاء کے اور اس کے شریک کو نسخ کرنا کتابت کا جائز نہیں اس کے اذن کے سبب سے ہم اذن شریک کا فائدہ یہ کہ اس کے واسطے حق نسخ باقی نہ رہے اور در صورت عدم اذن اس کو نسخ میں اختیار ہو اور اذن بالقبض کا فائدہ یہ کہ مال مقبوض سے اس کا حق منقطع ہو جائے تو مقبوض مخصوص بقابض ہو گا اس واسطے کہ قبض کا اذن گویا غلام کو اسکا اذن ہو کہ مال کتابت کو حاصل کر کے شریک کو دے تو اسے اپنے حصہ کا احسان کیا غلام مکاتب بر مان اگر قبل ادا سے بدل وہ مکاتب کو نسخ کرے تو بھی صحیح ہو گا اس واسطے کہ احسان ہر وقت تمام نہیں ہو گا کذا فی الرطبی لہذا و اذ قبض بعضہ بعض الالف مہر فوا المقبوض کلہ للکاتب بعض لاذنہ بالقبض فیکون تبرعاً ولو قبض الالف متق حظه القابض اور جبکہ ہزار درہم سے کچھ درہم قبض کیے کچھ کتابت ادا سے بدل سے عاجز ہو گیا تو بالکل مال مقبوض قابض کا ملوک ہو گا نہ دوسرے شریک کا اس واسطے کہ قبض کا اسے اذن یا تو وہ حسن ٹھہرا غلام پر اپنے حصہ کی بابت اور اگر ہزار درہم

باب کتابۃ العبد المستتر

شریک سے تو اسکو رجوع جائز ہی امام کے نزدیک نہ صاحبین کے نزدیک قریح مسئلہ تفسیر کتاب کا بعد از حاکمین و غیرہ احادیث و قریح جہان الاخرہ فیہا
 اوّل کتابت اللہ بیان شہادۃ شہادت فی اہل بیت و اہل بیت شہادت فی الاولیٰ دومردوں کا ایک علامہ ہی ایک نے اسکو دیکھا پھر دوسرے نے
 اسکو آزاد کیا حالانکہ وہ مقدور و الاہل و اولادوں نے اسکے بالکس کیا یعنی اول عتاق غنی واقع ہوا پھر تدریس تو مدبر کرنے والا چاہئے مگر اگر آزاد
 کرے یا دونوں صورتوں میں غلام ہی کر دے یا فقط پہلی صورت میں یعنی جب کہ آزاد کرنے والا مالدار ہو اپنے شریک سے تاوان دے

باب موت الکاتب و غزلیہ جہان و موت مولانا

یہ باب ہر کتاب کی موت اور اسکے عاجز ہونے اور مالک کی موت کے احکام میں مکاتب و غزلیہ جہان کا بیان کہ مال سید علی الہیہ لم یغزلیہ
 احکام کی تفسیر ایام لا ینامہ ضرریت لایلا ولا عذرا ایک کتاب کو کہ عاجز ہو گیا اور اگر نے ایک قسط سے اگر اسکا ایسا مال ہو کہ غزلیہ جہان اسکو دیکھا
 چنانچہ اسکا دین کسی پر قریب الوصول ہو یا اسکو مال ملنے والا ہو بطریق ہبہ کے کذا فی الموطاوی تو حال اسکو عاجز نہ ٹھہرے تین دن تک اگر
 کہ یہ مدت ہو کہ غزلیہ جہان کے واسطے مقرر کی گئی ہو چنانچہ تین دن اختیار کی مدت ہو اور مرتد کی مہلت و تینہ و ست و اور یہ عاقلیہ کی مہلت تینہ
 مدت دفع دعویٰ کے واسطے والا غزلیہ جہان احکام کی محال اور اگر مال قریب الوصول نہ ہو تو حاکم کتاب کوئی محال عاجز ٹھہرے و فقہا بطالب مولانا
 اویح مولانا برضاہ اور حاکم بعد تمیز کے ثابت کو نسخ کر دے اسکے مولیٰ کی خواہش سے یا اسکا مولیٰ نسخ کرے مکاتب کی رضامندی سے نسخ کرے
 کے بعد واسطے ذکر کیا کہ مجرد غزلیہ جہان سے کتابت منفع نہیں ہوتی بدون نسخ کرنے کے ولو کانت الکاتبہ فاسدۃ فامولیٰ لہ نسخ بغیر رضاه اور اگر کتابت
 فاسد ہو تو مولیٰ کو نسخ کتابت کا اختیار ہے بدون رضامندی مکاتب کے مگر بکے مولیٰ پر وجوہت نہاد کتابت نسخ و جب ہو گناہ شائے کے واسطے و یہاں
 الکاتب فقہا اصطفا فی الجائزۃ و الفاسدۃ وان لم یضرب المولیٰ اور کتابت نسخ کتابت کا مالک ہی ہر طرح کتابت جائزہ میں اور فاسدہ میں بھی اگرچہ
 رخصی ہو و عاقل و غافل اور اسکی علامی پھر و کی دونوں کے نسخ کرنے سے یعنی جیسے قبل کتابت غلام تھا و یہاں ہی پھر مالک ہوگا تصفیر و تفسیر و مالی
 یہ مولانا اور جو مال کہ اسکے پاس ہو گا وہ مولیٰ کا ملک ہوگا اگرچہ خیریت ہو اور غنی ہو بقول صحیح کذا فی الموطاوی و الکاتبہ اخوات و لہ مال کلی
 بالبدل لم یفسخ و تودعی کتابتہ من مالہ اور اگر کتابت مر جائے اور اسکا اتنا مال ہو جو بدل کے واسطے کفایت کرے تو کتابت نسخ نہ ہوگی اور بدل
 کتابت اسکے مال سے و اگر ایسا ہیام بعد موت کے بقول کتابت اور رد بدل کتابت سے فائدہ ہو کہ ہنگام کتابت کے فرزند اسکے آزاد ہوں اور اگر مال
 کتابت سے بچے تو وہ اسکے وارث ہوں و حکم بقیت فی آخر خبر میں اجزاء حیاتیہ اور حکم ہوگا اسکی آزادی کا اسکے اخلاص حیات میں سے خیر میں ہم یہ نہ سبب ہو
 کا اور بعضوں کے نزدیک بعد موت کے آزاد ہوگا لیکن حکم بقیت اولادہ ابو الدین فی کتابتہ لا قبلہا چنانچہ حکم ہوگا اسکی اولاد کی آزادی کا وہ اولاد جو اسکی کتابت
 کے زمانے میں پیدا ہوئی نہ انکا قبل کتابت کے پیدا ہوئے ہم اس کلام سے معلوم ہوا کہ جن اصول و فروع کو مکاتب کے حال کتابت میں خرید کیا وہ اولاد
 ہوگا لاکہ اگر آزادی کا بھی حکم ہوگا تو یوں کہنا حق تھا کہ حکم بقیت من فضل فی کتابتہ یعنی چنانچہ ان شخصوں کی آزادی کا حکم ہوگا جو دخل ہو گئے اسکی کتابت میں
 کذا فی الہی و الباقی من مالہ میراث و ورثہ اور جو مکاتب مذکور کے مال میں سے آزاد بدل کتابت سے باقی رہ گیا وہ اسکے وارثوں کی میراث ہو مگر یہی
 قرابت وائے ہوں مکاتب کے تودہ اسکے مال کے وارث ہونگے اور انہیں سے کوئی نہ ہو تو مال باقی مولیٰ کو مالک بطریق ارث کے کذا فی الہی و اولاد
 و لا ترک و لہ اولاد فی کتابتہ و لا و فارقیت کتابتہ و ہی الابن فی کتابتہ ابیہ علی نحوہ اہلستہ اور اگر مکاتب مر گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا اور اگر
 اسنے وہ بٹیا چھوڑا جو زمان کتابت میں پیدا ہوا اور اس کتابت کی واسطے کچھ مال نہیں تو مکاتب کی کتابت باقی رہی اور بٹیا اپنے باپ کی کتابت میں
 کو شش کرے بوجیب اسکے اقساط عینہ کے فاذا وادی حکم بقیت ابیہ قبل موتہ و بقیہ تبعہا پھر جب اسکا بٹیا بدل کتابت اور اگر سے گا تو اس

نہایت کتابت و غزلیہ جہان

باب کی آزادی قبل از موت پر حکم ہوگا اور بیٹے کی آزادی پر حکم ہوگا باب کی تبعیت سے ولوترک ولد اشتراک فی کتابت اوی المبدل حالاً
اور والی حالہ رقیقہا و سوا بیہما اور اگر کتابت سے وہ بیٹا چھوڑا جسکو اسنے اپنی کتابت کی حالت میں مول لیا تھا تو وہ بیٹا چھل کتابت کو
فی الحال اگر سے یا اگر فی الحال نہاد اگر سے تو اپنی غلامی کی حالت کی طرف پھیر جائیگی جس طرح کہ غلام تھا ویسا ہی غلام بنارہیگا نہ وہ آزاد ہوگا نہ
اسکا باپ اور صاحبین نے دونوں بیٹوں کو برابر کہا ہے یعنی جو بیٹا کہ کتابت میں پیدا ہوا اور جو کہ خرید ہوا دونوں حکم میں برابر ہیں یعنی موجب انصاف کے
بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو سکے و اما لا یوان فیہ وان لایک کتابت و اما لا یوان فیہ وان لایک کتابت و اما لا یوان فیہ وان لایک کتابت و اما لا یوان فیہ وان لایک کتابت
موت مکاتب کے مولوں کی طرف پھیرے جاویں گے اور صاحبین نے کہا کہ اگر دونوں فی الحال بدل کتابت کو پورا کر دینگے تو آزاد ہونگے اگر نہیں تو آزاد نہ ہونگے
ہم شرح مجمع اور شرح بلایہ میں تصریح کی کہ صاحبین کے نزدیک اصول مکاتب کے فروغ کے مانند ہیں اور بدل کتابت میں موجب انصاف معینہ کے تو انکار کرنا
چاہیے کہ شارح نے یہ کلام کہا کہ یہ اپنی تفریق میں الاصول و الفروع کذا فی الہی اشتری المکاتب الخیر فوات عن وفاء و فداء الخیر الخیر الخیر
عن ابن جریر کہ مکاتب نے اپنا بیٹا خرید لیا پھر وہ مر گیا اتنا مال چھوڑا کہ ادا سے بدل کتابت کے واسطے کافی ہو تو اسکا بیٹا اسکا وارث ہوگا اور اسکا
کہ مکاتب آزاد ہو کر مر گیا اسنے اپنے آزاد بیٹے کو چھوڑا کہ چھپا کر نہ کرے پھر حکم میں جب بدل کتابت ادا ہوا تو آزادیات میں مکاتب آزاد ہو کر مر گیا اور اسکا ساتھ
اسی وقت اسکا بیٹا آزاد ہوگا تو دونوں آزاد ہونے سے معلوم ہو گیا کہ باپ آزاد ہوا تو بیٹا چھوڑ کر کذا فی الزمانی ہو کہ اگر آزاد ہو گا تو کذا فی الزمانی ہو
وانہ الکیبیر کا تبیین کتابت واحدہ لہی و رہما شخص احد ضرورۃ اتحاد القدر اور اس طرح مکاتب کا بیٹا اسکا وارث ہوگا اگر مکاتب آزاد ہوگا
بالغ بیٹا کا تب ہون ایک کتابت سے بسبب جانے دونوں ایک شخص کے مانند اتحاد عقد کی ضرورت کی جہت سے ہم بالغ کی قید لگانا غلط اور صحیح فروع کے
مخالفت نہایت قابل لاؤ کتابت ہو وہ بیٹا و کبیر امیر کذا فی الہی مطاوی نے کہا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ کبیر کی قید اس واسطے لگائی کہ سہارا کوئی تو ہم کہہ کہ
بالغ مسبب اپنے بلوغ کے مستقل ہو کتابت میں فان ترک المکاتب ولد من حرۃ ای متفقہ و ترک و بیٹا یعنی بیدار یعنی اولاد فقہی بہ باہمی علی
عاطفۃ امۃ ضرورۃ ان الالبالم اعتیق بعد لم یکن ولک القضاء فیمیز الابیہ لعدم المسافۃ پھر اگر کتابت نے ولد چھوڑا حرہ سے یعنی متفقہ سے اور مکاتب نے
کو کو پورا تہا وین چھوڑا جو بدل کتابت کی واسطے کافی ہے پھر ولد سے قتل خطا واقع ہوا سو قاضی نے موجب جنایت اسکی مان کی برادری پر دیت کا حکم کیا
اس ضرورت سے کہ اسکا باپ سہوڑا آزاد نہیں ہوا عدم ادا سے بدل کتابت سے تو یہ قاضی کا حکم کرنا اس کے باپ کو عاجز ٹھہرانا نہیں ہے بلکہ عدم مسافۃ یعنی
حکم نہ کر کتابت کے منافی نہیں کہ حکم تعزیر ہو مکاتب کا مہرہ کی نفسیت متفقہ اس واسطے کہ مہرہ اصلی کے ولد پر کسی شخص کا ولا نہیں اور جناب سے مزایع ملنا
مرد و بیوا اس واسطے کہ جنایت عین برادری پر دیت نہیں کذا فی المطاوی ولا رجوع اور رجوع نہیں یعنی مان کی برادری باپ کے مولی سے دیت کو
رجوع نہیں کر سکتی اس واسطے کہ جب انھوں نے دیت دی تھی تو ان کے واسطے حق و لا ثابت تھا اور باپ کے مولی کو تو حق و لا مکاتب کے آزاد ہونے کے
بعد ثابت ہوگا قید بالدرین لان فی نہیں لاتیانی انصار بالاحاق بالام لا مکان لوفاء فی الحال مصنف نے دین کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر مکاتب کا
مرد و عین ہوگا تو مان کی طرف ولد کے الحاق کا حکم نہیں ملتا سبب ممکن ہونے ادا سے بدل کتابت کے فی الحال و لو قصصی بہ بالولاء لقوم ہم
مرد و عین ہم قوم الابی فی ولانہ ہو انصار بآذکر تعزیر لان فی فصل معتد فیہ اور اگر قاضی نے اسکی مان کی قوم کیواسطے ولا کا حکم کیا انکی ضرورت
کرنیکہ بعد باپ کی قوم کے ساتھ اسکی ولان کے حکم مذکور عاجز ٹھہرنا ہو مکاتب کا اس واسطے کہ قصداً مختلف فیہ میں حق ہوئی ہم یعنی جبکہ بیٹا اسکا کتابت نہ کر
کی موت کے بعد سو چھوڑا ہو باپ کی قوم اور مان کی قوم کے درمیان اسکی میراث میں سو قاضی نے مان کی قوم کیواسطے ولا یعنی میراث کا حکم دیا تو تعزیر
کتابت کذا فی الزمانی اس واسطے کہ خصوصیت واقع ہوئی بقا اور عدم بقا سے کتابت میں اور میراث کسی قوم کے واسطے ثابت نہ ہوگی بدولت اس کے یعنی اگر کتابت نہ ہو

کتاب النکاح باب موت المکاتب عذرة وموت مولاه

جنابیت خطا واقع ہوئی اور قاضی کا حکم ہو گیا موجب جنابیت پر تو وہ ہی کرے قیمت میں اگر وہ کمتر ہو دیت سے پھر بعد اسکے اگر جنابیت ثانیہ واقع ہوگی
تو اس پر قیمت ثانیہ لازم ہوگی اور علیٰ ہذا القیاس قیمت تہ و ہوگی تو جنابیت سے دلو اور جنابیتہ خطا رمتہ فی کسبہ بعد حکم ہوا اور اگر کتاب نے اپنی
جنابیت خطا کا اقرار کیا تو اس پر قیمت لازم ہوگی اسکے کسب میں بعد اسکے کہ موجب جنابیت پر قاضی کا حکم ہو گیا ہو دلو حکم علیہ حتیٰ عبرت بطلت اور اگر
قاضی کا حکم اس پر نہ ہوا ہو بیان تک کہ وہ عاجز ہو گیا بدل کتابت سے تو جنابیت باطل ہے کذا فی الدررین القاعدیہ ہم لہنی در حق مولیٰ جنابیت باطل ہوا اور اس کا
مواخذہ اور مطالبہ ہو گا آزاد ہوئے کے بعد لازم کے نزدیک خلاف لہجہ میں کئی الحال مطالبہ ہو گا کذا فی الخطاوی وان مات السيد لم یفسخ الکتاب کا قلم
و احوثیہ الاولیٰ و کاحل الدین اذ مات الطالب اور اگر مولیٰ مر گیا تو کتابت نسخ نہیں ہو جاتی جیسے در سیر اور ام ولد ہو باطل ہیں ہونا اور بچہ دین کی ریت
باطل نہیں ہوتی جبکہ طالب دین مر جاوے و یو وی الیہ و شہر علیٰ نحو صہ کاحل الدین اور اگر دیکھا جاوے مال کتابت کا مولیٰ کی موت کے
بعد اسکے وارثوں کا اسکی قسطن کے موافق دین کی ریت کے مانند یعنی اگر وارث کبیر ہو تو اسکو مال دیا جاوے اور اگر صغیر ہو تو اسکے وصی کو دیا جاوے
کذا فی التہستانی بخلاف موت المطلوب لخراب ذمتہ بر خلاف موت المطلوب کے پیسہ پٹا نہ لے اسکے ذمہ کے ہم یعنی اگر دیون مر جاوے تو ریت باطل ہوگی
ہو اسکے کیا سکا ذمتہ خراب ہو گیا اور دین ترکہ کی طرف منتقل ہوا اور ترکہ عین ہونہ دین کذا فی الزامی ہذا کذا کا تبہ و ہونے و لونی و ہونے لایع تأجلہ الا علیہ
پر اپنے آدھ مال اقصا سابقہ کے بموجب اس وقت ہی جبکہ مولیٰ نے اسکو کتابت کیا ہو انہی محبت کی حالت میں اور اگر ذمتہ بیاری میں کتابت کیا ہو تو اسکا اثر
نہجہ باطل ہے ہر گز نہجہ متروکہ سے یعنی بدل کتابت کے و ثلث فی الحال اور اگر اسے اور ایک ثلث اقساط عینہ کے موافق کذا فی اشرار لایع و ان حررہ
اسی کل اور تہ فی مجلس و احقق محاماتہ اسما و یویل ابرا اقتضا ساور اگر وارثوں نے اپنی تمام وارثوں کے کتابت کو آزاد کر دیا ایک ہی مجلس میں تو وہ غنہ لار
ہو جائیگا سخمان کی راہ سے اور اگر آزاد کرنا برابر قرار دیا جائیگا بطریق اقتضا کے ہم قیاس یہ ہے کہ کتابت آزاد ہونے کے آزاد کرنے سے ہو اسکے کہ
آزاد ہو کر تاجر جو مالک ہو اور حالانکہ اث کتابت کے مالک نہیں ہو اسکے کہ کتابت ملک نہیں ہونا کسی سبب ملک سے تو میراث سے بھی ملک نہیں ہوتا
و جب سخمان یہ ہے کہ اعتناق ابرا قرار دیا جائے بدل کتابت سے ہو اسکے کہ بدل کتابت وارثوں کا حق ہے اور میراث اس میں جاری ہے تو اعتناق بدل کتابت کا اثر
کر دینا ہو گیا بطریق اقتضا کے یا حصول بدل کتابت کا اثر ہو گیا انکی طرف سے تو کتابت بری لہ نہ ہو تو آزاد ہو گیا کذا فی الخطاوی فان حررہ ہونے فی مجلس
والاخر فی آخر لم یفہم حقیقہ علیٰ الصیغ لایعلم یلک پھر اگر کتابت کو بعض ورثہ نے ایک مجلس میں آزاد کیا اور دوسرے وارث نے دوسری مجلس میں آزاد کیا
تو اسکا اعتناق نافذ نہ ہو گا برفہ صیح ہو اسکے کہ وارث اسکا مالک نہیں تو عجز و بدعت مولیٰ اعادہ اور اگر کتابت عاجز ہو گیا اور بدل کتابت باقی رہے بعد موت
مولیٰ کے تو اسکی غلامی پھر لگی یعنی جیسا غلام ملک بدل کتابت کے تھا دیا ہی ہو جائیگا کتابت تحتمہ اتمہ ظلمتہ منتقین فلکما لایحل لہ ان یطلما سنیہ
تکلیف زوجا غیرہ کتابت کے نیچے کسی کی لونڈی ہی بطریق نواح کے اسکو سنے و بطلاق دی پھر کتابت اسکا مالک ہوا تو اسکو اسکا دینی کرنا حلال نہیں ہے کہ
کہ وہ لونڈی سوائے اسکے اور شوہر سے نکاح کرے و کذا تحرکما اقرنی محلہ اور یہی حکم ہے آزاد کا بچہ بچہ ثابت ہو چکا ہے اپنے مقام میں ہم لہنی اگر آزاد لونڈی سکو کہ کو
و بطلاق دے پھر اسکو خرید کرے تو وہ حلال نہیں تا وقتیکہ اسکے سوائے اور شوہر سے نکاح نہ کرے اور کتابت کے مانند تن و در برام ولد کا بیٹا اور غلام
ساعی ہی اسواسطے کہ عد و طلاق میں عورت کا اعتبار ہے مرد کا یعنی اگر عورت لونڈی ہو تو دوبار کی طلاق سے درست غلط ہو جاتی ہے خواہ اسکا شوہر غلام ہو
خواہ آزاد اور اگر عورت آزاد ہو تو تین بار کی طلاق سے درست غلط ہو جاتی ہے خواہ شوہر غلام ہو یا آزاد کا ہوا عید کتابتہ واحد اسی بقدر واحد و بطلاق کتابت ہوا
بمعجزہ القاضی حتیٰ یجتمعا لانہا کواحد بخلاف الوترۃ فان القاضی یعجزہ بطلب احدہما حتیٰ ردنا کون نے غلام کی ایک کتابت کی یعنی دونوں نے غلام کو کتابت
بعد واحد کیا اور کتابت عاجز ہو تو قاضی اسکو عاجز نہ ٹھہراوے تا وقتیکہ دونوں مالک ہیں اسواسطے کہ دونوں ایک شخص کے مانند ہیں بر خلاف و ارادہ کے

کندانی اور بی بی سے حاصل ہوتا ہے وہ ہر حق کی طرف سے اسکا مولیٰ دیت و تیار ملا علی قاری نے ولایت شریعی عبارت اس وقت سے رکھی ہے جو
 قرابت نسبی کے بعد ہر چیز قرابت سے مولیٰ غلام آزاد کا وارث ہوتا ہے اور اسکے نکاح کرنے اور اس پر غلام پر ہونے کی ولایت اسکو حاصل ہوتی ہے کہ ختمی اور تعلیق
 بہتر ہے مصنف کی تعریف سے ہوا ہے کہ تناصر دلا کے آثار سے ہر اور اسی کی طرف شائع کا آئندہ یہ قول بل ترابہ حکمتیہ رابع ہر کندانی لوطاوی ومن آثارہ الارث
 و النقل و ولایۃ النکاح و ہذا علم ان الولاء نفس المیراث بل ترابہ حکمتیہ تعلیق بہ بالارث اور دلا کے آثار سے ہر وارث اور دیت اور نکاح کو دینے کی ولایت
 مولیٰ کیواسطے اور مصنف کے اس کلام سے معلوم ہو گیا کہ ولایت نفس المیراث نہیں ہے بلکہ ولایت ہر چیز میراث کے سبب ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے ہم یہ
 تہ لفظی جو حد الشریعی کی طرف کے انھوں نے دلا کی تفسیر میراث کی ہر قسم کی اسکا جواب دیا کہ یہ تفسیر بالکلمہ ہے اور تفسیر بالکلمہ غریبا وجود نہیں ہے سببہ الحق
 علی ملکہ لا لانفاق لان بالاستیلا وارث الترتیب جمیل الترتیب بلایا عقاق اور دلا کا سبب آزاد ہونا جو مولیٰ کی ملک ہے نہ فقط آزاد کرنا سبب ہے دلا کا ایسا کہ
 استیلا یعنی ہار یہ کہ ام ولد کرنے سے اور قرابت دار کے وارث ہونے سے آزادی حاصل ہوجاتی ہے بدون آزاد کرنے کے ہم ام ولد آزاد ہوجاتی ہے جو دلا
 کی موت کے بعد بدون آزاد کرنے کے اور قرابت دار میراث کے آزاد ہوجاتا ہے بلایا عقاق تو صحیح قول ہی ہے کہ سبب ولایت علی ملک المولیٰ ہر ذہن عقاق
 فقہاء امام احمد بن حنبلہ و امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی علی الغالب اور یہ حدیث کہ دلا اسکے واسطے ہے جو آزاد کرے سوجاری ہر غالب حال یہم جو اب ہر سوال مقدمہ کا یعنی
 اگر فقط عقاق سبب دلا کا نہ تو میراث وغیرہ حدیث مذکور میں آزاد کرنے والے کو مخصوص نہ ہوتی شائع ہے جواب دیا کہ یہ خصوصیت بنا برکت شریعت کے ہے کہ
 عشق اجماعی حاصل نہ عشق باعتماق و لا من وجوب او لفرع کہ گناہہ و تہذیب و استیلا و اولکات قریب فولارہ لیسیدہ شخص کہ آزاد ہوجائی اسکو آزادی حاصل
 ہوتی مالک کے آزاد کر دینے سے اگرچہ عقاق مالک کے وصی سے صادر ہوجاے آزادی حاصل ہوتی جو عقاق کی فرع سے چنانچہ کتابت اور تہذیب و استیلا
 سے یا آزادی حاصل ہوتی ہو قرابت دار کے مالک ہونے سے تو اس آزاد ہوجانے والے کی دلا اسکے مالک کے واسطے ہے ہم عقاق وصی کی صورت
 یہ ہے کہ موصی نے وصی کو اپنے غلام کے عقاق کی وصیت کی موصی نے موصی کی موت کے بعد اسکو آزاد کر دیا تو اسکی دلا موصی کی ہر اسواسطے کہ وصی کا
 فعل موصی کی طرف منتقل ہر کندانی لوطاوی بیان اعتراض اور یہ کہ تہذیب و استیلا و سبب طر مالک کو دلا حاصل ہوگی حالانکہ ہم دلا اور تہذیب و استیلا کی موت کے
 بعد آزاد ہوتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ صورت اسکی یہ ہے کہ مولیٰ مرتد ہو گیا اور دار الحرب میں جانا تو اس کے مدبر اور ام ولد کا عقد کا حکم ہو گا پھر مولیٰ مسلمان ہو کر
 آیا تو اس کے ام ولد اور مدبر مگر توبہ و نونکی دلا مولیٰ کو حاصل ہوگی اور بہتر جواب یہ ہے کہ یوں کہیے کہ مروت ہے کہ عصبہ مولیٰ کے واسطے مدبر اور ام ولد کی دلا کا
 ہونا تو اسی سبب سے ہے کہ ثبوت دلا مولیٰ کیواسطے ہو چکا ہے اسواسطے کہ دلا کا عشق اول دہی ہے کیونکہ سبب عشق اسی سے تو صادر ہوا ہے جو دلا مولیٰ کی
 طرف سے اسکے عصبہ کو پہنچتی ہے کندانی لدر و لوا مراءہ و ذمیا و میتا حتی تغد و صایا ہ و قفصہ دیونہ منہ و لانا مالک کا حق ہے اگرچہ مالک عورت ہو یا ذمی یا میت تو
 مالک میت کی وصیتیں نافذ ہونگی غلام آزاد کے مال سے اور مالک دیون اس سے ادا کیے جائیں گے ہم حق دلا مولیٰ کا ہے اگرچہ عشق کفارہ قتل اور کفارہ
 افطار اور کفارہ دھار سے یا عشق مذکور اور ایمان وغیرہ واجبات سے ہر کندانی شیخ الحموی ولو بشرط عدمہ لخالفتہ للشرع فی بطل و لاحق ہونے کا ہے اگرچہ
 عدم دلا مولیٰ بشرط ہو گیا ہو سبب مخالف ہونے اس شرط کے شرع شریف سے تو بشرط باطل ہوگی ومن عشق امہ و اطفال ان نہ وہما من لیسہ
 قولہ لا قتل من نصف حول نہ عشق لا یشقل ولا لرحل الموجد عند التلق عن موالی الامام ابراہیم اور جسے کہ اپنی لوطی آزادی اور حالانکہ اسکا شو
 غیر کا غلام ہے پھر وہ جہنمی نصف سال سے کثرت میں جب سے کہ وہ آزاد ہوتی تو جو حمل کہ موجود تھا آزاد کرنے کے وقت اسکا دلا یشقل نہ ہوگا
 اسکی مان کے موالی سے کبھی یعنی اگرچہ اسکا باپ بعد اسکے آزاد ہو گیا ہو ہم جب لوطی آزادی کے بعد جو عصبہ سے کثرت میں جہنمی تو باقی ہیں
 معلوم ہو گیا کہ وقت عشق کے حمل موجود تھا تو جب لوطی آزاد ہوئی تو اسکا حمل بھی آزاد ہو گیا اسواسطے کہ تل اسکا خیر تھا اور عقاق واقع ہوا اسکے

تمام اخبار پر تو یہ بھی قصداً آزاد ہو گیا تو اسکا ولا آزاد کرنے والے سے منتقل ہو گا و کذا ولدت ولدین احدہما اقل من ستۃ اشہر و
 الاخر لا کثر منہ وینہما اقل من نصف حول ضرورت کو تھا تو آئین و اس طرح موالی ام سے انتقال و لا نہ ہو گا اگر بعد حق کے لوندی و لڑکے جنی
 ایک لڑکا تو کتر چھ مہینے سے جنی اور دو سر لڑکا زیادہ چھ مہینے سے اور حالانکہ ما بین ولادت و ولدین نصف سال سے کتر ہو اس واسطے کہ دونوں
 لڑکے تو ام بالغ و رہیں ہم پہلا لڑکا تو بالیقین متق کے وقت موجود تھا پھر جب دونوں تو م پھر سے بسبب عدم تخلل مدت محل کے لڑدونوں کا عاقبت
 ہی ثابت ہوا تو دونوں کو عناق شامل ہو گیا بالضرورت و لا متق سے منتقل نہ ہو گی فاذا ولدت بعد عتقہا لا کثر من نصف حول فوالا نہ ہو
 الاہم ایضا کتر رجعتہ لابل لرقہ پھر جب لوندی اپنے آزاد ہونے کے بعد نصف سال سے اکثر مدت میں رہی تو اسکی بھی میراث موالی ام کی واسطے
 ہو اس واسطے کہ بالغ ہونا ولد کا باپ سے متغیر ہو اسکی غلام ہونے کے سبب سے فان عتق القری و ہوا لابل قبل موت الولد الا بعدہ حرم و لا امر
 الی مولیہ لزال المانع پھر اگر وہ غلام ہو باپ ہو آزاد ہو گیا قبل از موت و ولد بعد موت کے اسچہ ولد کی میراث اپنے مالکون کی طرف سے پہنچ لاو لگا
 بسبب دور ہو جانے مانع کے ہم یعنی جب چھ مہینے سے زیادہ مدت میں لڑکا پیدا ہو تو مان کے مالکون عناق ثابت نہ ہوا بسبب عاقبت ہونے
 ولد کے بعد عناق کے اور مسئلہ سابقہ میں جو مان کی طرف لڑکا منسوب ہوا تھا تو باپ کی طرف بسبب اسکی غلامی کے نسبت نہ ہو سکتی تھی پھر جب اسکا باپ
 آزاد ہو گیا تو اسکی طرف نسبت ممکن ہوئی زوال مانع کے سبب سے اس واسطے کہ نسبت باپ کی ان کی نسبت سے مقدم ہو کر کیونکہ لا نسب کے مانند لڑکے اور باپ
 باپ کی طرف ہوتا ہے نہ مان کی طرف اور اگر والد بعد موت ولد کے آزاد ہو گا تو میراث ولد کی والدہ کے والی کی طرف منتقل نہ ہو گی اس واسطے کہ والدہ کے مولی
 مستحق دلا ہو چکے تھے اسلئے مرنے کے وقت تو اب انتقال لا ہو گا کذا فی الخطاوی مختصرہ اذا لم تکن ممتدة بہینی لقیید ولادت کی نصف سال سے پہلے
 ابتدا عناق مسوت ہو چکا لوندی عدت میں ہو ممتدة فولدت لا کثر من نصف حول من لہن ولدون حولین فی الفراق لانیقہ لموالی الاب و اگر
 لوندی عدت کے اندر ہو پھر جنی نصف سال سے اکثر مدت میں آزاد ہونے سے اور دو سال سے کتر مدت میں فراق زوج سے تو انتقال میراث کا باپ کے
 مالکون کی طرف نہ ہو گا عجیبی لہ مولی موالاة اولم یکن لہ ذلک و قید بالعجی لان لا موالاة لا یكون فی العرب لقوة انما ہم تکم معقہ والامری فوالدت منہ
 فوالا رولد لا موالا باس عجیبی نے جبکا ایک شخص مولی پر عقد موالاة کا یا اسکا و یا مولی نہ ہو نکاح کیا اسنے متقہ سے اگرچہ وہ عورت عربی کی لوندی ہو متقہ
 اس عجیبی سے جنی تو متقہ کے ولد کی میراث اسکے مولی کی پر عجیبی کی تید اس واسطے لگائی کہ موالاة کی میراث عربین نہیں ہوتی اسلئے انساب کے قوی پہلے سے
 ہم عجیبی کے موالاے موالاة ہونے کی یہ صورت ہو کہ شخص غیر عربی کا باپ کا فر تھا پھر وہ سلمان ہو اسواسٹے متقہ لوندی سے نکاح کیا پھر اسنے ایک مرد سے
 عقد موالاة منعقد کی تو وہ ولولہ عربی صوابہ و لوجی یعنی صواب یہ تھا کہ شاریون کہتا کہ اگر یہ متقہ عجیبی شخص کی ہو اس واسطے کہ جب میراث عجیبی مولی کے واسطے
 ثابت ہوتی تو عربی مولی کے واسطے بطریق اولی ثابت ہو گی کذا فی الخطاوی لقوة ولا العتاقہ سے اعتبار فیہ الکفارة لانی العجم و لا الموالاة موالاے متقہ کے
 واسطے اس واسطے میراث دلا کی ثابت ہوتی کہ وللاے عتاقہ قوی چیز پر بیان تک کہ اسین کفارت یعنی ہمیری مقبوضہ عجم اور وللاے موالاة تین ہم لینے
 لوگ تقار کرتے ہیں عتاقہ سے اور اسکو کفارت میں ہتبار کرتے ہیں تو توضیح کا متق کفو نہیں ہے شریفی کے متقہ کا اور عجم کے حق میں نسب معین ہی
 اس واسطے کہ عجمیوں نے اپنے نسب ضائع کر ڈالے ولذا کفارت انہیں مقبوضہ میں سب کی راہ سے بلکہ افتخار عجم کا قبل از اسلام مراتب دنیاوی سے تھا اور
 اسلام کے دیناری سے برخلاف اس صورت کے کہ ولد کا باپ عربی ہو اس واسطے کہ عرب کے نسب قوی ہیں مقبوضہ میں حق نسب اور نہ ہوا یہ نہیں
 اس واسطے کہ عربین باجم و دگاری نسب کے سبب سے ہر دلا موالاة کی کچھ حاجت باقی نہ رہی کذا فی الخطاوی و المتق مقدم علی لڑو اور آزاد کرنے والا
 مولی مقدم ہر میراث پر یعنی جبکہ عتقا ہوں اور ترکہ باقی رہی اصحاب الفروض کی میراث کے بعد تو بقدر حصص اصحاب الفروض کے پھر لکھ دیا جاتا ہے

تصہر میں کہے نوہ اسوقت میں زاد و بچا دیکھا اور اسکی دلا اسکو نہ ملی تو اگر عربی اور اسکا حقیق دونوں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آوے گی تو عربی اسکا وارث نہ ہوگا بڑھان نہیب ابو یوسف کہ انکے نزدیک میراث باریکا و کان لان یوالی من شمار لانه لا دار لاحد علیہ اور عربی کے غلام آزاد کو جائز ہے جس سے چاہے عقد و آلات منقہ کرے اسواسطے کہ کسی کی دلا اسپر نہیں ہو عقد و آلات دوسرے سے ناپسندے ولو دخل مسلم فی دار الحرب فاشترى عبدًا ثم فاعثقه بالقول عتق بلا تخلیہ اور اگر مسلمان دار الحرب میں گیا سو اسنے دین غلام نہ دیکھا پھر اسکو زبانی بلا تخلیہ آزاد کیا یعنی دار الحرب میں نوہ زاد و بچا دیکھا ہم یہ روایت شریانی کی اس روایت سے مخالفت ہے کہ جب مسلمان غلام عربی کو دار الحرب میں آزاد کرے تو اسکو اسکی دلا حامل نہوگی امام کے نزدیک کذا فی الطحاوی اور اس منافات کا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ منقہ نہ عتق تو کر کیا ہو نہ دلا اور شریانی میں نفی دلا نہ مذکور ہے نفی عتق کی اور سابق مذکور ہو چکا ہے کہ دلا اور میراث متحد ہے قیہ نہیں والدہ اعلم ولو کان لیسلم فاعثقه مسلم او عربی فی دارالاسلام فولارہ لہ ای مقنہ اور اگر غلام مسلمان ہو سو اسکو مسلمان یا عربی دارالاسلام میں آزاد کرے تو اسکی دلا اسکو ملی یعنی اس کے آزاد کرنے کے کو فروع مساکن مقنہ شراح کے ادعیاء و لاریت و برہن کل انہ اعتقہ یقینہ بالوالد و ایامہ اما و شہدوں نے بیعت کی دلا کا دعوی کیا اور ہر شخص اسکے گواہ لایا کہ اسی نے اسکو آزاد کیا تو دونوں مدعیوں کے واسطے دلا اور میراث کا حکم ہوگا بسبب عدم ترجیح المولیٰ لیسلم و لار و لاکہ سفندہ و صایہ و قیہ سنہ دیونہ مولیٰ آزاد کرنے والا عتق و لا ہوتا جو عصبیت سے پہلے تو عتق کی میراث سے مولیٰ کی وصیتیں نافذ ہوتی ہیں اور اس کے دیون اس سے اسکی جائزگی اگر عتق کیا بست یا تمیر یا استیلا سے ہو کذا فی الطحاوی الکفارة یقینہ فی دارالافتاء لیسلم عتق التاجر کفو لیسلم عتق العطا و لک الدباغ ہمسری زدیون لا رعایت میں معتبر ہو تو آزاد غلام سو اگر کار بر ہو عتق فروش کی آزاد ہو مٹی سے نہ دباغت کر نیو اسے کا غلام آزاد ہم تو اگر اسکا کی مقنہ دباغ کے عتق سے نکاح کرے تو اسکے مولیٰ کو نکاح کا اختیار ہو تا وقتیکہ ولادت یا محل ہوا و کذا فی الطحاوی الام اذا كانت حرة الہل بمعنی عدم الرق فی اصلہا فلا دار علی ولد ما جبکہ عورت حرة علی ہو یا غنمی کہ جسکی اصل میں لوٹا ہی اور غلام ہوا ہو تو اسکے فرزند پر دلائل نہیں ہر اگر جب اسکا باپ غلام ہو سو واسطے کہ حریت میں ترکا مان کا تابع ہوتا ہے نہ باپ کا کذا فی الطحاوی ہم دراصل فقہاء کے نزدیک و ممنون میں شامل ہر ایک یہ کہ جسکی ذات پر رق یعنی کسی کی ملک نہ جاری ہوئی ہو بلکہ وہ پیدا ہوا ہو مقنہ سے بعد گذرنے چھ مہینے کے نکاح اور موقوف کے وقت سے یا اس شخص سے پیدا ہوا ہو جسکی اصل میں رقیق ہوا و درود سہرا یہ کہ جسکی اصل میں صلا رقیق ہو کذا فی الدرر والاب اذا کان کذا لک فلو غریبا لا دار علیہ بظاہر اور باپ جبکہ اسی طرح کا حرا اصلی ہو تو اگر وہ عربی ہو تو اسکے والد پر دلائل نہیں مطلقا یعنی نہ باپ کی قوم کے واسطے و لا ہر نہ مان کی قوم کے واسطے و لو غریبا لا دار علیہ لغلام ویرث من الام و عصبہ خلافا للشافعی اور اگر باپ غنمی ہو تو اسپر دلائل نہیں باپ کی قوم کو اور ولد کی میراث با و گیا مان کا آزاد کرنے والا اور اسکا عصبہ بڑھان نہیب ابو یوسف ام ابو یوسف کے نزدیک بیٹا تابع ہر باپ کا و لا میں چنانچہ شخص عربی میں تابع ہوتا ہے سو اسکے کہ نسب باپ کی طرف سے ہر اگر نسب ضعیف ہو اور طرفین کی دلیل یہ کہ دلائل ثابت ہوتی ہر نصرت کے سبب سے اور دل کے واسطے نصرت نہیں غنمی باپ کی طرف سے اسواسطے کہ عرب سوا اجم میں متاخر قبائل سے نہیں ہر در میں ہر کامل اگر والدین حرا علی ہوں یعنی مذکور تو ولد پر دلائل نہیں اور اگر دونوں عتق ہوں یا انکی اصل میں عتق ہو تو دلا باپ کی قوم کے واسطے ہر اور اگر مان مقنہ ہو اور باپ حرا علی یعنی مذکور تو اگر باپ عربی ہو تو ولد پر قوم مادر کی دلائل نہیں اور اگر باپ غیر عربی ہو تو قوم مادر کے واسطے دلا اگر امام اور محدث کے نزدیک ابو یوسف کے نزدیک کذا فی الطحاوی

فصل فی دارالاولیاء

یہ فصل جو دارالاولیاء کے احکام میں م موالاة لغت میں یعنی متابعت ہو اور شرع میں چنانچہ بیجا بی نے کافی حاکم کی شرح میں تصحیح کی ہے کہ موالاة

فصل فی دارالاولیاء

مرد یا خور و سرے شخص سے کہے کہ میری بار و زنی نہیں دے کوئی مرد کا سوچو تو اپنی طرف ملائے اور اپنی قوم کی طرف تا میں تیری جماعت میں گنا
جاؤں تو تو میری در کچھو اور تیری اوپر سے نواب اور صاحب دو کچھو اور اگر میں مرجاؤں تو تو میرے مال کا وارث ہو تو دونوں شخصوں میں عقد موالاة
منعقد ہوگی یعنی بشرط قبول شخص ثانی مقصد نے دلائل عقاقت کو دلائل موالاة پر اس واسطے مقدم کیا کہ وہ تو ہی ہر قابل انتقال نہیں ہیں احوال میں مبالغہ
و لایسے موالاة کہ وہ نقل پذیر ہر قبل از اسے دیت اور دلا سے عقاقت بالافتاق سبب میراث ہر مبالغہ و لایسے موالاة کہ امام مالک اور شافعی نے نزدیک
اسکا کچھ تھا نہیں بلکہ الدلائل فی الموالاة کذا فی الموطا وی سلم جل مکلف علی ید آخر و والہ او والی غیرہ الشراکونہ عجبا کا مسلما علی ما روایت علی علی الن
بیرتہ از امامت و تعقل عنہ اذا جئنی صحیح ذال عقد اسلام قبول کیا ایک مرد مکلف نے دوسرے شخص کے ہاتھ پر اور اسکا قابض ہوا یا اسکے سوا اور شخص کا تابع
ہوا اس شرط پر کہ تبووع اسکا وارث ہو جبکہ تابع مسرے اور شخص تبووع اسکی طرف سے دیت دے جبکہ تابع سے نقل خطا صادر ہو تو یہ عقد موالاة صحیح ہے شایع
نہے کہا بشرط موالاة کی غبی ہونا ہونا مسلمان ہونا یا برسیان گذشتہ اور اس کے بعد نہ کہ جو گام اسلام کی قید یا اعتبار غالب حال کے ہر شرط نہیں و نقل تابع
ہونے کی قید اس واسطے لگائی کہ عقد موالاة تصرف دائرہ نفع اور ضرر میں اس واسطے کہ آئین اسباب میراث اور انفرادی دیت ہر دونوں نقل اور تبووع کے صحیح
ہو نہ کہ مگر باقون اور غبی کی قید اس واسطے لگائی کہ تنہا عرب کا قبائل سے ہر عقد موالاة کی عرب کو کچھ حاجت نہیں کذا فی الدرر و عقار علیہ وارثہ اور
دینتہ اسفل کی اہلی ہر ہر اور میراث اسفل کی اعلیٰ کے واسطے ہر عقد موالاة میں لیا نہیں اور اس طرح عقد موالاة صحیح ہو اگر میراث دونوں جان بوجھ
سے مشروط ہو یعنی اگر اسفل مسرے تو اعلیٰ میراث اسکی سے اور اگر اعلیٰ مسرے تو اسفل اسکی میراث سے ہم وارث میں لیا نہیں اس طرح اکثر کتب یون میں بیان
خلافت مذکور ہے لیکن علامہ مقدم سی نے ابن منیاسے نقل کیا ہے کہ یہ معاجین کا قول ہے اور امام کے نزدیک ثانی مولی ہو گا اول کا اول کی دلائل ہیں
اس واسطے کہ تابع تبووع نہیں ہوتا اور نہ تبووع تابع و اللہ اعلم کذا فی الموطا وی ولو والی کسی عاقل بالغ ذوق ایہ او وصیہ صحیح عدم المانع اور اگر عقد موالاة
منعقد کرے صغیر عاقل اپنے باپ یا اسکے وصی کے اذن سے تو عقد صحیح ہے سبب عدم مانع کے کما لو والی العید باذن سیدہ آخر فانیہ صحیح ہے کیونکہ کیا
عن سیدہ بعت الموالاة بیسے کہ اگر غلام اپنے مالک کے اذن سے دوسرے شخص سے عقد موالاة منعقد کرے تو صحیح ہے اور غلام وکیل ٹھہر لگا اپنے مالک
کی طرف سے عقد موالاة کا غلام وکیل ٹھہر گانہ جیل ہو اس واسطے کہ وہ میراث اور انوار مال کا اہل نہیں ہے بلکہ اہل کی جانب وکیل ہے و آخر ارشاد عن ارشاد محمدی
الرحمہ لصفہ اور موالاة کی ارث نہ ہاں رشتہ دار سے ہر شخص کے مقصد کے سبب سے ہم اس واسطے کہ موالاة عاقدین کا عقد ہر تو ان کے غیر پر وہ
لازم نہ ہوگی اور نہ ہاں رشتہ دار وارث شرعی ہر تو عاقدین اس کے ابطال کے مالک نہیں ولہ لنقل عنہ مجتہد منہ الی غیر ان لم نقل عنہ و عنہ لہ فان
عقل عنہ و عنہ لہ لنقل تاجیہ و وفادہ نقل عقد موالاة کا نقل کرنا عاقد اعلیٰ سے اس کے سامنے اس کے غیر کی طرف جائز ہے اگر عاقد اعلیٰ نے اس کی طرف
سے یا اس کے والد کی طرف سے دیت دی ہو اور اگر دیت دی ہو اس کی طرف سے یا اس کے والد کی طرف سے تو دلا سے موالاة منتقل نہ ہوگی اس واسطے کہ وہ
نہ اسکو ہو کہ وہ غیور کر دیا دیتہ کے دینے سے و لایوالی محقق احمد الزم دلائل عقاقتہ اور عقد موالاة منعقد نہ کرے غلام آزاد کسی شخص سے سبب
لازم ہو دلا سے عقاقت کے امرارۃ و المثل ثم ولدت مجهول النسب یتیم المولود فیما عقدت ایک عورت نے موالاة منعقد کی پھر وہ ایک لڑکا کر
باپ معلوم نہیں جنی تو وہ لڑکا اپنی ماں کا تابع ہر عقد مذکور میں دلائل اقارت بقدر الموالاة و انشاءتہ والو لدہما لانه نفع محض فی حق صغیر لم یدلہا اور
اسی طرح لڑکا ماں کا تابع ہو گا اگر اسکی ماں عقد موالاة کا اقرار کرے یا عقد منعقد کرے اور حالانکہ بیٹا اسکے ساتھ موجود ہو تو ماں کا تابع ہو گا عقد میں اس واسطے
کہ وہ نفع محض ہر اس صغیر کے حق میں جبکہ باپ معلوم نہیں عقد الموالاة شرطہ ان کیونکہ حرام مجهول النسب بان لا یسب الی غیرہ ان نسب غیر مالہ
غیر مانع عنایہ اور عقد موالاة کی شرط یہ ہے کہ عاقد اسفل لڑکا و مجهول النسب ہو یعنی اپنے سوا اور شخص کی طرف منسوب ہو اور غیر شخص کا منسوب ہونا اسکی طرف

مجموعیت نسبت کا مانع نہیں کذا فی الغنیاء ہم اور دوسرا قول عالمگیری میں محیط سے یہ منقول ہے کہ مہول النسب جو شرط نہیں کذا فی الطحاوی
والثانی ان لا یكون عربیا اور دوسری شرط سوالہ کی یہ ہے کہ مولا سے افضل عربی نہ ہو والیث ان لا یكون له ولا عتاقہ ولا مولا الا مع
احد وقد عقل عتقہ اور تیسری شرط یہ ہے کہ اس کے واسطے ولا سے عتاق نہ ہو اور نہ ولا سے مولا کسی شخص کے ساتھ اور حالانکہ وہ شخص اس کی
طرف سے وصیت دے چکا ہو والیث ان لا یكون عقل عتقہ نسبت المال اور چوتھی شرط یہ ہے کہ اس کی طرف سے بیت المال سے وصیت نہ دی گئی ہو ہم تو
اگر اس کی وصیت بیت المال سے دی گئی ہو تو اس کی میراث جاعت مسلمین کے واسطے ہو شرح طحاوی میں ہے کہ لفظ آزاد کے درجہ نسبت ان کی بیت المال پر جاری کی
میراث بھی نسبت المال سے یعنی اہل اسلام کے واسطے ہو چھ حسبہ جو ان ہو تو اس کو اختیار ہو جس سے چاہے مولا کرے گا جبکہ اس کی طرف سے وصیت دی
گئی ہو بیت المال سے تو اس کو کسی کے ساتھ مولا کرنا درست نہیں کذا فی الطحاوی والیث ان لا یستترط العقل والارثہ اور پانچویں شرط یہ ہے کہ تہ
اور میراث شرط ہو واما الاسلام فایس شرط مجوز مولا الہم الذمی وبعکۃ الذمی الذمی وان اسلم الاسلام ان المولا کا الویثہ کا سبب بنی المیراث اور
اسلام عقد مولاۃ میں شرط نہیں تو جائز ہے مولاۃ کرنا مسلمان کا ذمی سے اور ذمی کا مسلمان سے اور ذمی کو ذمی سے اگر وہ مولا سے افضل اسلام قبول کرے
اس واسطے کہ مولاۃ وصیت کے مانند ہے چنانچہ اس کو شرح بیان کیا ہے برائے میں م لقی بطرح وصیت صحیح ہو سلم اور ذمی سے سلم اور ذمی کے واسطے یہی
ہی مولاۃ بھی صحیح ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ موصی کو وصیت کا حق ہوتا ہے موصی کی موت کے بعد باوجود اختلاف اہلین کے اور مولاۃ کا حوالی
دارت نہیں ہوتا اختلاف دین کے ساتھ کذا فی الجلی فی الوہبانیۃ شعر و متفق عبد بن ابیہ دلاوہ ہلہ والوہ بالمشیتہ یو جبر اور وہبانیہ میں ہر اور غلام
آزاد کرنے والے کو اپنے باپ کی طرف سے میراث غلام آزاد کرنے والے کے واسطے ہو اور اس کا باپ بہتیت ربانی باجوہ یعنی اتق عبدہ عن امیر
الیت کا الولا لہ والاجر للابن انشاء اللہ تعالیٰ من غیر ان یتقص من اجر الابن یعنی ایک شخص نے اپنا غلام آزاد کیا اس نے اپنے باپ کی طرف سے تو میراث
غلام کے آزاد کرنے والے کے واسطے اور ثواب باپ کا واسطے ہو اگر اللہ تعالیٰ چاہے بلا نقصان ثواب فرزند م ایسا کوئی نہ سمجھے کہ اعتاق کا ثواب کچھ باپ کا
بلکہ اگرچہ فرزند کو بلکہ دونوں کو پورا ثواب اعتاق کا حاصل ہو گا ذلک بفضل اللہ یو تہ من یشاء اللہ ذلک بفضل اللہ تعالیٰ شرح وہبانیہ علامہ عبد البر نے کہا
مشیت اللہ کی قید ناظم نے اس واسطے لگائی کہ یہ مسئلہ ثابت ہے خبر احاد سے اور اس سے یقین حاصل نہیں ہوتا کذا الصدقات والدعوات لا یوہ دکل یوہ
لیون الاجر لہم من غیر ان یتقص من اجر الابن مصنفات اور بطرح صدقات اور دعوات والدین کے واسطے اور ایما نذاکر کے واسطے کرنے سے والدین
اور وہ نہیں کو ثواب ہوتا ہے بدین ہں بات کے کہ فرزند اور فاعل کا کچھ ثواب کم ہو گا کذا فی المضرات م علامہ عبد البر نے کہا کہ بناءً مسئلہ اس پر ہے کہ زندوں کا
اعمال کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور اس میں قاضی القضاۃ سرحدی وغیرہ نے رسال تصنیف کیے ہیں اور پچھلی تصنیف ہماری استاد قاضی القضاۃ سعد الدین
دیری کی ہے جس کا نام کو اکب نیرات ہے خلاصہ تالیفات مذکورہ یہ ہے کہ مہول کا مذہب صحیح ہے کہ اموات کو ثواب پہنچتا ہے یعنی صدقات اور دعوات کا کذا فی

الطحاوی واللہ اعلم واستغفر اللہ العظیم الکلیم

کتاب الاکراہ

یہ کتاب ہے اگر اہل جبر اور زبردستی کے احکام میں موانع محل الانسان علی شے بکیرہہ اگر اہل لغت عرب میں عبارت ہے انسان کو برا لکھتے کرنے سے
اس چیز پر جس کو وہ ناپسند رکھتا ہو یعنی آدمی سے وہ کام کرنا جو اس کو برا لگتا ہو خواہ کراہت طبعی یا شرعی و شرعاً فعل یوجب من المکرہ فیحد
فی الجمل یعنی بصیرت مدفوہ عالی لفعل الذمی طلب منہ اور شرع میں اکر اہ زبردستی کرنے والے کے ایسے فعل خواہ وہ کراہت کو کہتے ہیں
طرف ثانی کے دلیلیں وہ اثر پیدا کر دے کہ جس فعل کو اول شخص اس سے چاہے اس کو بنا چاری کرنا پڑے ہم فعل اول شامل ہو فعل حقیقی اور کلمی کو اور

اوساطے کہ شرافت تو عین موجداتے ہیں سخت بات سے اور کہنے اکثر آزرده نہیں ہوتے مگر ضرب شدید سے کہ ذکرہ ابن کمالی و الزمان کوئی مالک
متنازعہ ہو کر علیہ قبلہ بالحقہ کبیع مالہ او حق شخص آخر کا لاف مال غیر او حق اشرع کشرپ انحر و الزنا اور اکراہ کی پوری شرط متنازع ہونا مکملہ بارش
لا قبل الزکراہ اس فعل سے جس کے واسطے اسپر زبردستی ہوئی یعنی اگر اسپر اکراہ نہ ہوتا تو وہ فعل ہرگز نہ کرایا تو اپنے حق کے سبب سے نہ کرنا چنانچہ اپنا
مال بیع یا دوسرے شخص کے حق کے سبب سے چنانچہ غیر کا مال تلف کرنا یا حق شرع کی جہت سے نہ کرنا چنانچہ شراب خواری اور زنا کاری ہم اپنے مال
کے بیع میں اکراہ غیر ملکی اور اطلاق مال غیر اور شراب خواری میں اکراہ ملکی ہو فلو اگر قاتل او ضرب شدید متلف لا بسوط او سولین الاعلی المذاکر
والعین ترازو یہ تو اگر ایک شخص پر اکراہ ہوا بسبب قتل یا ضرب شدید متلف کے نہ ایک دو کوڑے کی ضرب کہ وہ تلف کرنے والی نہیں مگر آلات تناسل اور
انکھ پر البتہ متلف ہو کذا فی البزایم ہم نے یہی سے مذکور ہو چکا کہ ضرب شدید حاکم کی رائے پر موقوف ہو سکتی ہے چنانچہ تین اور تھکرات مذکورہ میں کی اکراہ
غیر ملکی سے ہوتی ہیں اور ضرب متلف تو اکراہ ملکی میں داخل ہو کذا فی الطحاوی یعنی شایع کو ضرب شدید میں متلف کی قید لگانے کی کچھ حاجت نہ تھی اور اس
او قید میں تین خیالات ہیں اول قیدہ او ضرب غیر شدید لا الذی جاہ دریا اکراہ ہوا جس دراز یا قید طویل سے برخلاف جس کیر ذرہ یا قید کیر ذرہ
یا ضرب خفیف کے کہ وہ اکراہ میں ہو مگر عزت دار کے حق میں البتہ اکراہ ہو کذا فی الدرر م قید سے مراد بیہوشان یا لونین ڈالنا ہے نہ جس چنانچہ مشہور ہے
عوم میں حتی باع او شتری ادا و ادا و اخرج ماعقد یعنی اگر ایک شخص پر تہدید قتل یا ضرب شدید یا جس پر ید یا قید طویل سے اکراہ ہوا یہاں تک
کہ اس نے اپنا مال بیچا یا خرید کیا یا کسی کے حق کا اقرار کیا یا اجارہ کیا تو وہ شخص عقود مذکورہ کو فتح کر ڈالے بعد زوال اکراہ ہم عقود مذکورہ سے
ملوہ عقود ہیں جو قابل فسخ ہیں چنانچہ بیع اور شرا و اجارہ و صلح اور ایار و بیون اور فیصل اور ہبہ کذا فی الدرر و لا یسلل حق الفسخ ہوت احدیما او
حق فسخ کا باطل نہیں ہوتا جاہر یا مجبور کی موت سے م یعنی مکروہ بالفتح کا وارث اپنے مورث کا قائم مقام ہو گا فسخ میں اور مکروہ بالکسر کا وارث اپنے
مورث کے قائم مقام ہو گا یعنی اس کے ترکہ سے رجوع ہو گا و لا یبطل الشتری الا بالزیادۃ المتصلۃ اور نہ حق فسخ باطل ہو گا شتری کی موت سے اور نہ
زیادت متصلہ سے م زیادت متصلہ چنانچہ بیع اور بھل تو زیادت متصلہ سے بطریق اولی فسخ باطل نہ ہو گا و یقین بالتعدی و زیادت متصلہ کا تاوان
لازم ہو گا شتری پر اسکی تعدی کرنے سے دینی نہ سیر دو ان تملک لہ الا یدی اور آگے آو گیا کہ بیع پھر لیا جاوے گا اگرچہ دست بدست چند بار اسکی
بیع ہو گئی ہو اوصی لان الاکراہ الملکی و غیر الملکی بیدمان الرضی و الرضی شرط لصحة ہرہ بقود و کذا لصحة الاقرار فان اصاب الرضی و الاصلہ یا مکروہ بالفتح چنانچہ
تو عقود مذکورہ جاری اور ثابت رکھے ہوا سطلے کہ اکراہ ملکی رضا مندی کو نیست اور نابود کر دیتے ہیں اور حالانکہ رضا مندی ان عقود کی صحت کی شرط
ہر اور اسطر از صمیم ہونے کے واسطے رضا مندی شرط ہو ہی واسطے اسکا حق ہو گیا فسخ کر ڈالنے اور جاری رکھنے میں شمان ملک بقود و نافذہ
عندنا پھر دریافت کرنا چاہیے کہ یہ عقود مذکورہ نافذ ہیں ہم خفیون کے نزدیک م ملوہ ہر کہ مکروہ بالفتح کی عقود محتمل الفسخ اگرچہ فاسد ہیں مگر قابل نفاذ مفید
ملک ہیں مالک کے ثابت رکھنے سے نافذ سے لازم ملوہ نہیں کیونکہ مکروہ فسخ اور نہ میں مختار ہر اور قستانی کا یہ قول کہ عقود مکروہ باطل نہیں نہانی فساد
عقود نہیں اور صاحب الفیاح کے اس قول کا کہ عقود مذکورہ نافذ ہیں مطلب یہ ہے کہ مفید ملک ہیں مفید مالک سے اور اگر یوں تاویل نہ کیجیے تو یہ
کیونکہ مکروہ باوجود انعام شرط صحت کے عقود مذکورہ صحیح ہو جاوین و زمین مذکور ہر کہ تصرفات قولیہ مکروہ کے منقذ ہو جاتے ہیں بیع فاسد کے ہر
اور قنادی مالگیری کی بھی عبارت فساد عقود مذکورہ کے مفید ہر مان یہ البتہ ہر کہ او عقود فاسدہ سے یہ عقود مخالف ہیں چند احکام میں کذا فی الطحاوی مختصراً
تصرف و حیند ملکہ شتری ان قبض فصیح و عاقلہ اور اسوقت میں یعنی جبکہ عینہ عقود مذکورہ ہر نفاذ کا حکم کیا تو شتری مالک ہو گا اگر اسپر فسخ
تو شتری کو غلام بیع کا آزاد کرنا صحیح ہو گا و کلاک تصرف لایکن نقضہ اور عتاق کے مانند ہر ایک وہ تصرف ہر سبب نقض ممکن نہیں چنانچہ تدریس و تدریس

طلاق کذا فی التوفیقی و لزمہ قیمته وقت الاعتراف ولو معسر از ایدی لا تلازم بقصد فاسد و مشتری کو قیمت اسکی جو اعتاق کے وقت ہوگی اگر بیع ہوگا اگر مشتری غلط ہوگا اگر ایدی بسبب تلف کر کے مشتری کے عقد فاسد سے فان قبض ثمنه او سلم البیع طوعا قید لکن کو رہن یعنی لزم لما صرح عقود المکره نافذہ عندنا و اعلیٰ علی الرضی و الاجارۃ لزومہ لانفاذہ اذ اللزوم امر و لا انفاذ کما حققہ ابن کمال پھر حاکم لکراہ ہو اگر ثمن اسکا خوشی سے ہے یا بیع کو رضامندی سے مشتری کو تسلیم کر کے تو بیع نافذ ہوگی یعنی لازم ہو اسے کہ گذر گیا کہ مکرہ بالفتح کی عقود چار سے نزدیک نافذ ہیں اور اسکی رضامندی اور اجازت پر لزوم عقد طلق پر نہ اسکا نافذ ہونا اس واسطے کہ لزوم فساد کے سوا امر ہی چنانچہ ابن کمال نے البیاض میں اسکو تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہم تو قبض او تسلیم بیع لزوم ہوگی یعنی فاسد منقلب صحیح ہو کر لازم ہو چاویگی اسلحہ کہ اب اسکو نسخ کا نہیں باقی رہ گیا اور شارح نے جو فساد عقود کا آگے مذکور کیا اسکی تاویل بھی مذکور ہو چکی اور ابن کمال نے شرح طحاوی سے نقل کیا ہے کہ عقد مذکورہ نافذ نہیں بلکہ اسکو اختیار پر نسخ کر ڈالنے کا ماضی ماضی کے بسبب شے اتنی ظاہر نہ تھی کہ مراد افادہ ملک ہو نہ یہ کہ عقود صحیح ہیں اس واسطے کہ خود ابن کمال نے تصریح کی ہے کہ تمامی بیع کی اسے منقلب ہو جانے سے صحیح ہو کر بائع کی رضا اور اجازت پر لزوم ہو تو اسکا ثمن قبض کرنا اور بیع تسلیم کر دینا پلٹ کر بیع صحیح کر دینا ہو اس واسطے کہ قبض او تسلیم رضا اور اجازت پر ولایت کرنا ہو اور تحریر الیقین میں کتاب البیوع کے اندر شروط صحت بیع کے نزدیک صرح ہے کہ منجملہ شروط صحت رضامندی ہو تو مکرہ بالفتح کی بیع اور شرافاسد ہو اور مکرہ بالفتح کی بیع فاسد ہو یعنی فاسد عقد ہو تو بیع صحیح کے بسبب سے جو فساد کی شرط ہو کذا فی الطحاوی لمخصات و الضابط ان لا یصح مع الزل یعتقد فاسد افلا ابطالہ میں کہتا ہوں اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو عقد صحیح نہیں نہل اور بیوہ کی سے چنانچہ بیع اور شرار اور اجارہ تو وہ اکراہ سے فاسد عقد ہو تو بیع تو مالک کو اسکا باطل کر دینا جائز ہو و یا بیع صحیح نہیں الحاصل کما یجوز اور جو عقد کہ نہل اور بیوہ کی سے صحیح ہو چنانچہ عقد اور تدبیر اور طلاق وہ اکراہ سے بھی صحیح ہو تو تاوان سے مالک حاصل یعنی اکراہ کر سکتا ہے سے چنانچہ اسکا ذکر عنقریب آویگا و ان قبض الثمن مکرہ بالایزم اور مالک نے ثمن اکراہ سے قبض کیا تو بیع لازم نہ ہوگی و ردہ و لم یضمن ان مالک ثمن لانه امانۃ در ان یعنی فی بدہ فسادہ اور ثمن کو پھیر دے اگر اسے پاس باقی ہو کیونکہ عقد فاسد ہو گیا اور تاوان نہ دیکھا اگر ثمن تلف ہو گیا ہو اس واسطے کہ وہ امانت ہو کذا فی الدرر و امانت اس واسطے تھا کہ اسے مشتری کی اجازت سے لیا تھا لا علی سبیل التماک تو تاوان اس پر لازم نہ ہوگا لکن فی البیع الفاسد فی اربع صور لکن بیع مکرہ مخالف ہر بیع فاسد کے چار صورتوں میں بخیر یا لا اجازۃ القولیۃ و القلیۃ پہلی صورت یہ ہے کہ بیع مکرہ جائز ہو جائی ہو اجازۃ قولیٰ و فعلی سے برخلاف اور بیع فاسد کے کہ وہ اجازت سے منقلب صحیح نہیں ہوتا و الثانی انہ یقتضی تصرف مشتری منہ و ان تداولۃ الایدی اور دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری کا تصرف اس سے توڑا جاتا ہو اگرچہ دست بدست چند بار اسکی بیع ہوگی جو برخلاف اور بیوہ فاسدہ کے ہوا اسلحہ کہ اگر بیوہ فاسدہ میں حق شرع کی جہت سے فساد ہو اور بیع مکرہ میں حق العبد کی جہت سے فساد ہو و حق العبد حق اللہ پر مقدم ہو کیونکہ عبد حاجت مند ہو اور حق غنی کذا فی الطحاوی و الثالث اعتبار القیمۃ وقت الاعتراف دون وقت القبض و تیسری صورت یہ ہے کہ بیع مکرہ میں وقت اعتاق کی قیمت معتبر ہو قبض کے وقت بخلاف اور بیوہ فاسدہ کے کہ ان میں وقت قبض کے قیمت معتبر نہ وقت اعتاق کے و الرابع الثمن و الثمن امانتی یہ المکرہ لانفاذہ باذن مشتری فلاحان بلا تعدیل انما فی الفاسد بزاز یہ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ ثمن اور ثمن یعنی بیع امانت ہو مکرہ بالفتح کے ہاتھ میں بسبب لینے ثمن کے مشتری کے ذمہ سے یا بسبب لینے بیع کے بائع کے اذن سے تو دونوں قدی کے تاوان نہیں برخلاف ان دونوں ثمن اور ثمن کے بیع فاسد میں کہ امانت نہیں ہوتے کذا فی البرزخہ ثمن میں اور بیع اس وقت امانت ہو جبکہ بائع پر ثمن لینے کا اکراہ ہو اور مشتری پر بیع لینے کا امر السلطان اکراہ و ان لم یتوعدہ پادشاہ کا امر اکراہ ہو اگرچہ اسے قتل چس کی و عید اور ہمدید نہ کی ہوم فنادی عالمگیری میں ہے کہ پادشاہ نے ایک مرد سے کہا کہ یہ شراب پی یا یہ مردار کھا یا اس سو کر گوشت کھا

طہرادی سے کہا کہ بہترین تمنا یہ ہے کہ اس مسئلہ کو علیحدہ ذکر کرنا اس واسطے کہ پستہ تداول ایدی میں مفروض ہو اور پہلا مسئلہ مشتری دانین
مفروض ہو نیز مشتری مشتری علی بائع تو تالوان دینے والا مشتری میں بیع کا اپنے بائع سے بھرے بخلاف ما اذا جازا مالک
احدا لیساعدا شراہہ بخرایہم و یا خذ الشئ من مشتری الاول لوال المائع بالا جائزہ بخلاف سابق بہ صورت ہر جیکہ مالک کسی بیع کو بیع مذکورہ میں
سے جائز رکھے اگرچہ عقد خیر میں اجازت واقع ہوئی فی الطحاوی تو سب اگلی اور پچھلی بیوع جائز ہو جائیگی اور مالک مشتری اول سے شئ سے لے گا
وہ جو اصل بیوع زوال مانع ہو یعنی مانع صحت بیع نارضا مندی تھی مالک کی سواسلی اجازت سے مانع دفع ہو گیا فان اگر وہ علی اکل متقیہ او دم
او لحم خنزیر یا شراب یا کراہ غیر طحی بکھیں او ضرر یا اوقید لم یحل الا ضررہ فی الاکراہ غیر طحی پھر اگر ایک شخص پر اکراہ واقع ہو اور یا خون یا سگ
گوشت لکھانے یا شراب کے پینے پر اکراہ لگی کے چنانچہ جس یا ضرر یا خبیث کی تہدید سے تو کھانا حلال نہیں اس واسطے کہ کوئی ضرر نہ ہو
اکراہ غیر طحی میں یعنی ضرر مذکورہ تو بغیر ضرر اسلحہ ہو جائے ہیں چنانچہ محمد بن ارجب جان یا عضو کے تلف ہونیکا خوف نہ ہو الا ضرر نہ ثابت
نہ ہوئی کذا فی الخ لیساعدا شراہہ لیساعدا بان یہ البتہ کہ اگر اکراہ مذکور سے اگر شراب کوئی پیے تو اسپر جاری جائیگی شہد اباحت کے سبب سے وان اگر
بھی قتل یا قطع عضو یا ضرر بیع ابن کمال محل الفصل بل فرض اور اکراہ لگی واقع ہو اسبب تہدید قتل یا قطع عضو یا ضرر شدہ یہ متکلف کے کذا
صح ابن کمال کہ اصل نہ کو خلال ہر بلکہ فرض ہی اس واسطے کہ محرمات مذکورہ عند الضرر وہ بیع ہیں اور جان بچانے سے زیادہ کون ضرر نہ ہو
مسائل اکراہ کی تین قسم ہیں ایک قسم یہ ہے کہ میں اقدام غریبتہ یعنی جیکے کرنے پر اکراہ واقع ہو اسکا کرنا افضل ہے اور اگر نہ کر لیا بیان تک کہ قتل ہو گا
تو نگار ہو گا اور وہ شراب خمر و تناول مرد اور مانند اسکے ہو دوسری قسم میں غریبتہ اتناع ہے اور اقدام نہ صحت ہے اور وہ معاذ اللہ اجراء کر کے اور فحشا
نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر اور جو کہ کفر اور استحقاق دین کا سبب ہے تیسری قسم میں اتناع غریبتہ ہے اور اقدام میں نہ صحت نہیں کسی حال میں اور وہ
قتل نفس معصوم مہتمم ہی اسکا قطع عضو کذا فی الا تقانی فان صبر قتل اثم الا اذا راوہ بخلافہ الکفار غلاباس پر پھر اگر محرمات مذکورہ کئے کھانے میں
صبر کیا بیان تک کہ وہ قتل ہو گیا تو نگار ہو گا مگر جبکہ اس اتناع سے کفار کی غضبناکی اور کھانے کا ارادہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ہم وہ عیال میں یہ کہ
کہ تناول محرمات اس حالت میں بیع اور جان یا عضو نہ کھانے سے تلف کروانا حرام ہے کذا فی الزلمی و کذا لولم یعلم الا بائعہ بالا کراہ لای اثم بخلاف فی غیر ذلک
کا جمل بالکتاب فی اول الاسلام اونی دار الحرب اور اسلحہ اگر صابر مقتول اباحت محرمات مذکورہ کے اکراہ سے بچتا ہو تو نگار نہ ہو گا بسبب فحی ہونے
اباحت کے تو ضرور ہو گا ناوشکی سے جیسے احکام شرعیہ کی ناوشکی تہدای اسلام میں یا دار الحرب میں عذر ہوم اباحت محرمات عند الضرر وہ محل خفا ہوا
اسمین اتلاف ہی علما اور صابر کے گمان اتناع عصیت سے اقرار ہو تو عند ظہر الکذا فی الزلمی ابتداء سے اسلام میں ملو یہ ہو کہ کافر مسلمان ہو اور پھر
احکام شرعی کے سیکھنے کی فرصت نہیں پائی یا دار الحرب میں مسلمان ہو تو جمل سے عذر ہو کمافی الخ صحتہ کما قد مناه فی الحج جیسے شدت گرسنگی میں محرمات
مذکورہ کے نہ کھانے اور مر جانے سے کہ نگار ہو گا چنانچہ سنے اسکو قاتل میں بیان کیا ہوا ان اگر علی الکفر باللہ اسبب لہی صلی اللہ علیہ وسلم جمع و
تدری قطع او قتل خص لہ ان لیلہ ما مرہ علی سائہ دیوری و قلیہ مطہر بالا ایمان اور اگر اکراہ ہو احد کے افکار کا یا تہی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو نام
کا کذا فی الجمع والقدری خواہ قطع عضو سے اکراہ ہو یا قتل سے تو اسکا جائز کہ زبان سے ظاہر کرے جیسا اسکو امر ہو اور دل سے تو یہ کرے
در انحالیکہ اسکا دل سلطان ہو ایمان کے ساتھ یعنی ثابت ہو بلا تفسیر عقیدہ ہم تو یہ عبارت ہے انہار غیر ارادہ رضوان مقصود سے ثم ان وری لایکفر و بانہ
اصل یہ تفسیر لا ایمان پھر اگر مارہ بافتح سے تو یہ کیا انہار کفر میں تو کافر نہ ہو گا اور اسکی عورت کا نکاح ٹوٹ جائیگا ظاہر حکم میں نہ عند اللہ ہم تو یہ کی صورت
ہے کہ کفر باللہ میں خبر کا ذب کا قصد کرے اور انشاء کفر کا قصد نہ کرے کذا فی الجمعی اور چنانچہ اسکو کسی نبی کے دشنام کا امر ہوا اور اسنے کہا کہ دشنام کے

وقت میں نہ مرنے والی کا ارادہ کیا تھا تو وہ قصداً کافر ہو گا نہ دینا نہ کذا فی القہستانی تھا تو اس سے کافر ہو گا نہ کفر کی زبان پر گزرتا تو
 دینا نہ اس واسطے کافر نہ ہو گا کہ کفر کا اسے ارادہ نہیں کیا وہ ان خطریہ سبب التوریتہ و لم یؤکفر و یا نہت امراتہ دینا نہ وقتاً نوازل و بطلانہ و اگر کسی کے دل میں
 تو یہ مخطوہ ہو اور اسے تو یہ نہ کیا تو کافر ہو گیا اور اس کی عورت کا نکاح لوٹ گیا ہر طرح دینا نہ بھی اور قصداً بھی کذا فی النوازل و بطلانہ ہم اس واسطے کہ جب
 دل میں تو یہ کا خطرہ آیا تو کفر سے بچ رہنا ممکن ہو اور اظہار کفر کی ضرورت منعدم ہو گئی تو وہ رہی ٹھہر کفر سے باقی رہی تیسری صورت وہ یہ ہے کہ اگر
 کسی کے دل میں تو یہ مخطوہ نہ ہو لیکن میں نے اظہار کفر کیا اور حالانکہ میرا دل مطمئن بالایمان تھا تو اس کی عورت جدا نہ ہو گئی تیسرا بیان میں اس واسطے کہ
 جب کسی کے دل میں اس کے کچھ مخطوہ نہ ہو تو ضرورت تحقق ہو گئی اور ضرورت میں اظہار کفر کی ضرورت ہو اور اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ تو یہ اس
 حالت میں لازم ہے جبکہ اس کے دل میں تو یہ مخطوہ نہ ہو جائے کذا فی الخطاوی و یو جبر لو صبر لکرہ الا جازم احریم اور ثواب پاؤں گا اگر صبر کرے لگا سبب ترک کرنے
 اجزاء حرم کے ہم عاریاں اور غیب رضی اللہ عنہما آئین بطلان ہوئے تھے عمار نے رخصت پر عمل کیا اور غیب نے صبر کیا یہاں تک کہ مولیٰ وسیع ہو سکے اور انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سید الشہداء فرمایا کذا فی الدرر و مشکہ سائر حقوۃ تعالیٰ کا فساد و صوم و صلوٰۃ و قتل صید حرام و کلام ثابت فرضیتہ بالکتاب اختیار اور اگر
 علی کفر کے مانند میں رخصت اور صبر میں باقی حقوق حق تعالیٰ کے جیسے صوم و صلوٰۃ کا فساد کر دینا اور حرم کا شکار کرنا یا حالت احرام میں شکار کرنا اور جس
 چیز کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہوئی کذا فی الاختیارم زمینی میں ہر اور اس طرح جس فعل کی کہ حرمت ثابت ہو تو اگر کامل یعنی اگر وہ طبعی کے نزدیک
 اس کے کرنے میں رخصت ہو اور وہ چنانچہ اطلاق مال غیر و افساد و صوم و صلوٰۃ اور جنایت احرام اس واسطے کہ کفر کی حرمت محتمل سقوط نہیں تو اس میں اصل احکامات
 مقصود نہیں اور اس واسطے کفر کے اگرچہ محتمل ہو لیکن موجود نہیں تو وہ ملحق ہو گیا غیر محتمل سقوط کے ساتھ تو اگر وہ طبعی سے اس کی رخصت ثابت ہو نہ اہانت مطلقاً
 اور غیر طبعی سے چنانچہ ضرب او عیس سے رخصت ثابت نہ ہوگی و لم یخص الامام بغیر ہا بغیر القلع و القتل یعنی بغیر المذبح ابن کمال انہ الشکمل کلمۃ الکفر لا یکل ابدال
 اجزاء کفر رخصت نہیں بغیر قطع او قتل کے یعنی بغیر اگر وہ طبعی کے اس واسطے کہ کفر کا بولنا کبھی حلال نہیں مگر غیر قطع اور غیر قتل کی تفسیر شراح نے غیر طبعی اس واسطے
 کی تا معلوم ہو کہ اگر وہ طبعی قتل اور قطع میں مخصر نہیں بلکہ جو چیز نہایت مضطر کر دے وہ بھی قتل اور قطع کے حکم میں ہے چنانچہ آنکھ پر اور آلات تناسل پر مارنا اور
 عدم حلت اجزاء کفر قول سابق یعنی ترک اجزاء حرم کی علت ہو سکتی ہو تو اسی کے پاس ذکر کرنا بہتر تھا کذا فی الخطاوی و رخصت لہ اطلاق مال مسلم اور
 اختیار قبض او قطع و یو جبر لو صبر بن ملک اور مکرہ بالفتح کو رخصت دی گئی ہر مال مسلم یا ذمی کے تلف کرنا اس میں تہدید قتل یا قطع سے کذا فی الاختیار اور
 اسکو ثواب ہو گا اگر وہ صبر کرے گا کہ صبر ابن ملک و ضمن رب المال المکرہ بالکسر لان المکرہ بالفتح کالآلہ اور صاحب مال اگر نہ کرنے والے سے مال
 لے لے اس واسطے کہ جس شخص پر کہ اگر وہ ہوا دہ ہتھیار کے مانند ہرم افعال و قسم میں ایک فعل وہ ہے جس میں مکرہ بالفتح صلاحیت اس کی رکنا کہ اس فعل میں مکرہ ہے
 مگر آگہ یعنی ہتھیار ہو تو یہاں اگر وہ لے کر نیا لے کر طرف فعل منقول ہو گا تو گویا اسے بذات خود وہ فعل کیا تو تاوان اسی پر لازم ہو گا اور دوسرا فعل وہ ہے جو
 وہ تو نہیں ہو سکتا تو وہاں فعل اگر وہ لے کر نیا لے کر طرف فعل منقول نہ ہو گا چنانچہ اکل اور دہی اور کلم اس واسطے کہ آدمی غیر کے ہتھیار سے نہیں کھا سکتا اور
 دوسرے کے آگے سے دہی کر سکتا ہر اور نہ غیر کی زبان سے بول سکتا ہر اور اطلاق مال پہلی قسم سے ہر اس واسطے کہ ممکن ہو کہ ایک آدمی دوسرے کو بکے
 مال پر اگر وہ سے اور مال تلف ہو جائے کذا فی الخطاوی لایخص قتلہ اسبہ او قطع عضوہ و مالاً یصلح بحال اختیار اور رخصت نہیں اگر وہ سے مسلمان
 کے قتل کی یا اس کے گالی دینے یا اس کے ہاتھ کاٹنے کی اور اس فعل کی جو کسی حالت میں بلیغ نہیں کذا فی الاختیارم لیکن قہستانی میں مضمرات سے
 مشغول ہو کہ مسلم کو دشنام دینا اگر وہ طبعی سے مخصر ہر انتہی اور فعل غیر بلیغ کی مثال چنانچہ گلاب کر مارنا و النانہ اور جان کا جلانا اور پانی میں گرنا کہ
 جو تاوان نہ کرنا کذا فی الخطاوی و یقاد فی القتل العمد المکرہ بالکسر لکلفا علی مانی البسوط خلاف المانی النہایۃ فقط لان القتل کالآلہ او قتل

عندین فقہاء مکہ بالکسریٰ اگر کہنے والے سے قصاص لیا جاوے گا اگر وہ عاقل اور بالغ ہو کہ زانی البسوط بخلاف اس قتل کے جو نہایتین ہی فقط مکہ بالکسریٰ اس وقت
 قصاص ہو کہ مکہ بالکسریٰ یعنی قاتل تہیہ کے مانند ہم منع فقہارین ہو کہ عنایتین نہایت سے منقول ہو کہ قصاص امر ہو خواہ وہ بالغ ہو یا غیر بالغ خواہ عاقل ہو یا احمق
 انتہی ما اور عہد کی دلیل یہ کہ قاتل نہ کو قاتل بقضائے اسکی طبیعت کے ہو اپنی جان بچا لیا سٹے تو وہ آگہ ٹھہر گیا اس فعل میں جہمیں وہ آگہ ہو سکتا ہے یعنی ملاقات
 نہ گناہ میں اور یہ ہو سٹے ہو کہ وہ تہیہ کردہ ہو بقضائے اسکی طبیعت کے اس کے بچا نہ ہو کہ اسکی طبیعت ہو کہ وہ ہستل ہو محل قطع میں اور چنانچہ آگہ اسکی طبیعت
 جلا دینا اور چنانچہ پانی کہ اسکی طبیعت و دہو دینا اور آگہ کے تہال کرنے سے شہل کے نیز اسے پر قصاص واجب ہوتا ہو تو اسی طرح یہاں سے یعنی اکراہ میں امر ہو
 قصاص واجب ہو گا نہ مامور ہو کہ زانی البسوط مامور ہو و واجب الشامی علیہا اور امام شافعی نے امر اور مامور دونوں پر قصاص واجب کیا ہو و فقہاء ابو یوسف و فقہاء
 الشافعیہ اور ابو یوسف کے دونوں سے قصاص کی نفی کی ہو بسبب شبہ کے یعنی بسبب شبہ عدم وجوب ہم اور زفر کے نزدیک مامور پر قصاص ہو اس واسطے کہ
 فعل اسی سے پایا گیا ہو حقیقہ و حساب و حکم لینے در حق گناہ تو اسی پر قصاص واجب ہو گا و لو کہ علی الزنا لا یخص لان فیہ قتل النفس ایضا عدا و اگر گناہ
 پر اکراہ ملے ہو تو مامور کو اسے قصص نہیں ہو اسے کہ اس میں جان کا قتل کرنا ہو اس کے غمناک ہو جانے سے ہم ہو اسے کہ ولد الزنا حکما بالکسریٰ اس واسطے
 کہ اسکا کوئی پالنے والا نہیں ہو نہ کسی عورت سے مباح نہیں بلکہ قتل کے کذا فی الدرر لکن لا یجوز تسمائیکم مامور پر جہمیں از روئے شہان کے بل نعیم امیر
 و لو طاعتہ لانہا لا یستقلان جمیعاً شرح و بیانہ بلکہ زانی مامور ہو کہ زانی البسوط کہ عورت رخصی ہو اسے کہ عدا و مامور دونوں کے دونوں ساقط نہیں ہو چکا
 کذا فی شرح الوہابیتیم یعنی جب حد ساقط ہوئی تو مامور ساقط نہیں ہو سکتا کیونکہ وہی خالی نہیں ہوئی حد یا مہر سے دلی جانب المرأة یخص لہا الزنا بالاکراہ
 الملحق لان نسب الولد لا یقطع فلم یکن فی مصلحت من جانبہا بخلاف الرجل اور عورت کی جانب میں نہ ہست ہو اسکو نہ نکاحی اکراہ ملے ہو اس واسطے کہ نہ ولد
 کا اسکے زنا سے منقطع نہیں ہو تا تو زنا یعنی قتل کے نہ ہو عورت کی جانب سے بخلاف مرد کے کہ اسکی جانب سے زنا و حکم قتل کے ہو مامور لا ینقطع لکنہ لیسقط
 احمق زنا لا الزنا لانه لا ملک لکن الملحق رخصۃ لہ لکن غیر الملحق شبہ لہ نہیں رخصت ہو عورت کو نہ نکاحی اکراہ غیر ملحق سے یعنی ضربہ او جس سے لیکن عورت کے
 زنا میں حد باق ہو نہ مرد کے زنا میں ہو اسے کہ جب اکراہ ملحق رخصت ہو مامور کو اسے تو غیر ملحق اسکے واسطے شبہ نہ ہو اسقط حد کا بخلاف عورت کے مامور
 مسئلہ ملحقہ شراح کا ظاہر تعلیلہم ان حکم اللواطۃ حکم المارۃ لعدم الولد فخص بالملحق الا ان یفرق بکونہا شہ حرثۃ من الزنا لانہا ملحق بطریق او کو کون فقہا تعلیلہا
 ولذا لا یكون فی الختۃ علی اصحح قال المصنف فقہا کی ظاہر تعلیل حرث عورت اور عدم حرث مرد کی بہرہ دلالت کرتی ہو کہ لواطت کا حکم عورت کے حکم کے
 مانند ہو بسبب نہ ہونے ولد کے لواطت میں تو لواطت مخص ہو اکراہ ملحق سے مگر یہ کہ زنا اور لواطت میں فرق کیجیے پہلے کہ لواطت کی حرث سخت تر ہو
 زنا سے اس واسطے کہ لواطت کسی راہ سے مباح نہیں اور اس وجہ سے کہ قباح لواطت کی عقلی ہر اور اسی واسطے افلام بہشت میں نہ ہو گا بہرہ سبب صحیح یہ
 کہا ہو مصنف نے اپنی شرح میں م منع کی کتاب الاکراہ میں ہو کہ اگر زنا اور لواطت پر اکراہ ہو تو اسکی رخصت نہیں اگرچہ وہ قتل ہو انتہی تو اس رویت میں
 افلام اکراہ ملحق سے ممنوع ہو باوجودیکہ ہلاک ولد کا مودی نہیں اور نہ مفسد فراش ہو اور ظاہر اطلاق نفث فاعل او فاعول دونوں کو شامل ہو کہ زانی
 البسوط اوی صحیح نکاح و طلاق و غنقہ لوبالقول لا بالفعل کثر اتر یہ ابن کمال اور اکراہ سے مکہ بالفتح کا نكاح اور طلاق اور عتی صحیح ہو اگر عتی قول
 سے ہو نہ فعل سے جیسے اپنے قرابت دار کا خرید کرنا کہ ذکرہ ابن کمال ہم لیکن جو ہرہ کی یہ روایت اسکے مخالف ہو کہ جب محرم کی خرید پر اکراہ ہو تو وہ
 آزاد ہو گا اور اکراہ کرنے والے پر تادان لازم نہ ہو گا اس واسطے کہ اسے خرید پر اکراہ کیا نہ آزاد کرنے پر و یصح لقیمۃ العبد و نصف المہر ان لم یلزم
 او چہ پر اکراہ ہو اوہ اکراہ کرنے والے سے غلام کی قیمت بھرے او نصف مہر ہی بھرے اکراہ کرنے والے سے اگر اسے مطلقہ کی دلی نہ کی ہو ہم انتہی میں
 غلام میں قیمت لے مکہ بالکسریٰ او نصف مہر ہی بھرے بشرط عدم وطی اور اگر مہر ہی نہ ہو تو وہ لے جو بہرہ متعہ لازم ہو کذا فی الدرر و مذہب و یحییہ و یزید

بہرہ سبب صحیح یہ
 روایت اسکے مخالف ہو کہ
 جب محرم کی خرید پر اکراہ ہو تو وہ
 آزاد ہو گا اور اکراہ کرنے والے پر تادان لازم نہ ہو گا اس واسطے کہ اسے خرید پر اکراہ کیا نہ آزاد کرنے پر و یصح لقیمۃ العبد و نصف المہر ان لم یلزم

و راجع به و ایلا و فیه فیہ ایلی الا یلا بقول و فعل او صحیح هر کراه سے مذکور کی اور قسم اسکی و زلمہ را در رجب است اسکی اور ایلا را اسکا اور جو
 کذا اسکا ایلا بن قول سے یا فعل سے کذا فی الدر المنقذی اور زلمی اور درین نقطہ قول مذکور ہے نہ فعل و اسلامہ داؤد سیکما و اطلاق کثیرین لاشی
 و مانی ایما نیہ من التفصیل فی قیاس و الاستحسان صحتہ مطلقا فی حفظ او صحیح ہو اسلام مایہ کا اگرچہ ذی اکراہ سے اسلام ظاہر کرے چنانچہ اسی طرح کا ہی
 اطلاق اکثر مشایخ کا اور جو خانیہ میں تفصیل ہے کہ مرئی کا اسلام اکراہ سے صحیح ہے نہ ذی کا سودہ قیاس ہے اور استحسان صحت اسلام پر مطلقا خواہ مرئی
 ہو یا ذی اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم کہ کل استحسان پر ہوتا ہے نہ قیاس پر ہوا ہے چند مسائل کے کہ یہ مسئلہ زمین سے نہیں ہے تو ائمہ و استحسان ہی ہوا
 کذا فی الخطا دی بلا قتل لورج لکھتہ کہ امرنی باب المردہ اسلام کر صحیح ہے بدون اسکی قتل کے اگر وہ اسلام سے پھر جائے قتل نہیں بسبب شہر
 چنانچہ باب المردین گذر گیم شہر ہے کہ شاید اسنے دل سے اسلام قبول نہ کیا ہو تو وہ بالیقین مرتد نہ ٹھہرا جو قتل ہوتا تو کیلئے بالطلاق و عتاق
 و مانی الا شہادہ من خلافہ فی قیاس و الاستحسان وقوعہ او صحیح ہو وکیل کرنا کرہ کا اطلاق اور عتاق کیو اسنے اور جو شہادہ میں اسکی مخالفہ مذکور ہو
 قیاس ہے اور استحسان وقوع طلاق اور عتاق ہو وکیل کی تطلیق اور عتاق سے م شہادہ میں ہو کہ کرہ کے وکیل کا طلاق اور عتاق واقع نہیں ہوتا وجہ
 قیاس یہ ہے کہ وکالت باطل ہو جاتی ہے نہ ہرل سے تو ایطرح اکراہ سے چنانچہ بیع اور مانند اسکی وجہ استحسان یہ ہے کہ اکراہ مانع اہتمام بیع نہیں بلکہ اس کے
 ضا و کا موجب ہے تو ایطرح وکیل اکراہ سے منع ہوتی ہے اور شرط فاسدہ کا اثر وکالت میں نہیں ہوتا کذا فی الخطا دی و الاصل عندنا ان کل ما یصح مع
 و ہرل یصح مع الاکراہ لان ما یصح مع الہرل لا یصح مع الفسخ و کل ما لا یصح مع الفسخ لا یصح مع الاکراہ و عدل ابو الیثیم فی خزائن الفقہ ثمانیۃ عشر مدنیانی بابا اطلاق
 الفسخ میں اور قاعدہ کلیہ عقود مذکورہ کی صحت میں یہ ہے کہ جو عقد صحیح ہو نہ ہرل کے ساتھ وہ اکراہ کے ساتھ بھی صحیح ہو اسو اسنے کہ جو نہ ہرل کے ساتھ صحیح ہو
 اس میں منسوخ کا احتمال نہیں اور جیسے منسوخ کا احتمال نہیں اس میں اکراہ اثر نہیں کرتا اور جو عقود نہ ہرل اور اکراہ کے ساتھ صحیح ہیں انکو فقہ ابو الیثیم نے منسوخ
 میں اٹھارہ شمار کیا ہے اور باب الطلاق میں سمجھے انکو نظم میں پس گناہم غیر محتمل الفسخ میں اکراہ اثر نہیں کرتا یعنی صحت عقد کا مانع نہیں ہوتا اسو اسنے کہ
 اکراہ رضامندی کو فوت کر دیتا ہے اور فوت ہونا رضامندی کا اثر ہے عدم لزوم عقد میں اور عدم لزوم کرہ کو قادر کر دیتا ہے منسوخ عقد پر تو اکراہ اسکو قدرت
 دیتا ہے منسوخ پر ثابت ہو چکنے کے بعد جس عقد میں منسوخ کا احتمال نہیں اس میں اکراہ اثر نہیں کرتا کذا فی الخ لا یصح مع الاکراہ ابراہ مدیونہ او ابراہہ کفیلہ
 او مال لان الاکراہ لا یصح مع الہرل صحیح نہیں اکراہ کے ساتھ بڑی الذمہ کو دنیا کرہ با فسخ کا اسنے مدیون یا اسپتہ ضامن کا خواہ حاضر ضامن ہو یا مال ضامن
 اسو اسنے کہ بابت صحیح نہیں نہ ہرل یعنی یہودگی کے ساتھ اور اکراہ کے بھی ساتھ صحیح نہ ہوگی و کذا لو اکراہ الفسخ علی ان لیسکت عن طلب التفتتہ نکلت لا یصح
 تفتتہ اور ایطرح اگر شیعہ پر اسکا اکراہ ہو کہ وہ طلب تفتتہ سے ساکت رہے سو وہ ساکت رہا تو تفتتہ اسکا باطل ہو گا و لا روقہ بلسانہ و قلبہ مطمئن بالایمان
 فلا تبین زوجتہ لانه لا یلیف و القول لہ استحسانا قلت وقد سأل عن النوازل خلافہ فقلہ قیاس فاما لہ اور نہ اسکا زبانی مرتد ہو نا صحیح ہے کہ اکراہ سے اور حالانکہ
 اسکا دل ایمان کے ساتھ مطمئن اور ثابت ہو تو اسکی زوجہ چھوٹ نہ جاوگی سو اسنے کہ زبردستی کے ارتداد سے وہ کافر نہیں ہو جاتا اور عدم ارتداد ظاہر میں
 اسکا قول متبر ہے استحسان کی دلیل سے میں کہتا ہوں اور اس سے پہلے سمجھے خلاف نقل کیا ہے نوازل سے تو شاید کہ نوازل کا قول قیاس ہے نہ استحسان
 سو اسکو مال کریم نوازل اور جلالیہ سے شارح نے تفصیل نقل کی ہے کہ در صورت تو یہ زوجہ فتنہ چھوٹ جاوگی نہ دیاتہ اور اگر تو یہ کا قصد نہ کیا ہو
 اس کے دل میں منظور ہوئے کے تو دونوں طرح سے چھوٹگی کہ القاضی رجل بالیقین بترتہ او قتل رجل بعدا و لیتقر بقطع ید رجل بعد فاقربہ لک فقطعت
 یدہ او قتل لک مذکر ان کان المقر موصوفا بالصلاح اقتصر بہن القاضی وان تہابا لمرتہ معروفہا باقتل لا یقتصر بہن القاضی استحسانا
 لک شہتہ خانیہ قاضی نے زبردستی کی ایک مرد پر تادہ چوری یا کسی مرد کے قتل بعد کا اقرار کرے یا عدا کسی شخص کے ہاتھ کاٹنے کا اقرار کرے سو اسنے

اسکا اقرار کیا تو اسکا ماتھ کاٹا گیا یا وہ مقتول ہوا اپنے اقرار کے بموجب ہو اگر اقرار کرنے والا موصوف بہ عیبت یعنی عیبت بہ ہر گار ہو تو قاضی سے
 قصاص لیا جائے اور اگر مقتول کے ساتھ تھم ہوا اور جویری اور جویری بن مشور ہو تو قاضی سے قصاص نہ لیا جاوے گا استحسان کی دلیل
 سے اسباب شبہ واقع ہوئے کے کذا فی الخانیہ ہم شبہ یہ ہو کہ شاید اسے کیا ہو جبکہ اسے اقرار کیا ہو قتل کہ اما ان فی شرب ہذا الشرب اذین کہ کہ
 ہو اگر اکر ان کان شربا لا یکل کا نخر والا فلا قنیہ قال وکذا ازناد سائر الحرات ایک شخص سے کہا گیا کہ یا اس شرب دیکھو پی لے یا اپنا انگور کا باغ
 بیع کر دو اگر اکر ہو اگر شرب یعنی پینے کی چیز شربت میں حلال نہ ہو چنانچہ شرب اور اگر شرب حلال چیز ہو تو اگر اکر وہیں کذا فی القنیہ صاحب قنیہ نے کہا
 اور اسطرح کا حکم ہو کرنا اور بانی محرات کام در صورت اگر اکر جو اسے بچا تو اس میں وہ بعد زوال اگر اکر کے مختار ہی چاہے بیع کو فرج کرے چاہے قائم رکھے
 صادرہ اسطرح وطمعین بیع مالہ فباع صحیح عدم قنیہ ایک شخص سے بادشاہ نے زبردستی مال طلب کیا اور اس کے مال بیچنے کی آمیزش نہیں کی
 سو اسے کوئی چیز بیچ دالی بادشاہ کے دینے کے واسطے تو بیع صحیح ہوئی لازم ہوگی بیع باخیال فرج اس کے عدم قنیہ کے سبب سے ہم نے بیادشاہ نے مال
 طلب کیا اور یہ نہیں کہا کہ فلانی چیز بیچ کر دے تو وہ بیع میں طالع اور رخصتی ٹھہرا سو اسطرح کہ اسے مال بیع کے سوا قرض لینے سے بھی ہو سکتا ہو کہ
 فی الحاکمیرہ وایضاً ان یقول بن دین اعلی ولامال فی فاذا فی الظالم نے کذا فقہ صا کر مافیہ برازیہ اور حیاہ خیال فرج کا یہ ہو کہ ظالم سے کہے کہ میں کہان
 سے وون ہیرنے پاس تو مال نہیں بچھڑے جب حاکم ظالم یوں کہے کہ فلانی چیز بیچ کر دے تو اب وہ مکرہ ٹھہر گیا اس کی بیع میں کذا فی البرازیہ فوہما الخروج
 بالضرر ہستی وحبہ ہر ظالم تصح ابنتہ ان قدر الخروج علی المضرب عورت کو اس کے شوہر نے مارنے پر دھمکایا یا بیان نکاح کہ اسے اپنا مہر عطا کر دیا
 تو سخت نا صحیح نہیں اگر شوہر مارنے پر قادر ہو م ظاہر اطلاق نصف ضرب متعدد اور غیر متعدد وونوں کو شامل ہو لیکن قاضی کے فتاویٰ میں ضرب شلہ
 کی قید ہو اور عدم صحت مہر صاحبین کا قول ہو ان ہر دہ باطلاق اذین علیہا وفسر فلیس باکرہ خانیہ اور اگر شوہر نے عورت کو طلاق دینے کی تہدید کی
 یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کی یا لونڈی کے سر پہ بنانے کی تو یہ اگر اکر نہیں کذا فی الخانیہ ہم ہو اسطرح کہ طلاق اور دوسرا نکاح اور لونڈی کو حرم کرنا یہ
 افعال شرع شریف میں درست ہیں اور افعال شرعیہ اگر اکر نہیں ہو سکتے وہی مجمع الفتاویٰ منع امراۃ المریضۃ عن المیراثی البویہ الا ان تبہ ہر ما قوسیت
 بعض المہر فابنتہ باطلہ لانہا کما کثر قلت و یؤخذ منہ جواب حادثۃ الفتویٰ دہی زوج بنتہ البکرین رجل فلما ارادہ الزفاف منعها الاب الا ان تبہ علیہا انہا
 متوفت منہ میراث اصافا قوت ثم اذن لها بالزفاف فلا یصح اقرارها لکونہا فی معنی المکرہ وہ انقی ابو سعید مفتی الروم فی شرح منطوقہ تحفۃ الاذن فی بحث ابنتہ
 اور مجمع الفتاویٰ میں ہو کہ شوہر نے اپنی زوجہ بیمار کو منع کیا اس کے والدین کی طرف جانے سے مکر یہ کہ وہ اسکو اپنا مہر بخش دے سو اسے کچھ مہر نہ دیا تو
 مہر باطل ہو اسواسطے کہ وہ اس عورت کے مانند ہر جبر اگر اکر ہو ان کہتا ہوں اور اس روایت سے ماخوذ ہوتا ہو استفادہ سے حادث کا جواب وہ تھا
 یہ ہو کہ ایک شخص نے اپنی کوری عی کا نکاح کیا ایک مرد سے پھر جب اسے اپنے شوہر کے گھر جانے کا ارادہ کیا تو باپ نے اسکو منع کیا مگر اسطرح کہ وہ شاید
 کو اپنے اس قرار پر گواہ کر دے کہ اسے اپنی ماں کی میراث باپ سے پوری بھری ہو سو اسے اسکا اقرار کیا تو یہ اقرار صحیح نہیں اسواسطے کہ وہ اس عورت
 کے مانند ہر جبر اگر اکر ہو اور اسی کا فتویٰ دیا ہو ابو سعید مفتی روم نے یہ کہا ہو مصنف نے اپنے رسالہ منطوقہ کی شرح میں جبکہ نام تحفۃ الاذن ہی ہے کہ
 بحث میں ہم ظاہر مرض سے وہ مرض مراد ہر حسین والدین کی طرف جانے کی حاجت ہو اور غیبت مرض میں منع عن الخروج شرعاً جائز ہو اور مہر کل مہر غزل
 بعض مہر کے ہر اور بیع اور شرا اور عیارہ اقرار اور مہر کے مانند ہر وجود کی کہ قادر ہو منع پر وہ باپ کے مانند ہر اور اسطرح بکارت قید نہیں کذا فی الطحاوی
 المکرہ باخذ المال لا یصح من اخذہ اذ انوی الاخذ وقت الاخذانہ پر وہ علی صاحبہ والا یصح من شخص پر اگر اکر ہو اور دوسرے شخص کے مال میں
 لینے کا انو اسیر تہ ان میں جو اسے لیا بشرطیکہ لینے والے نے لینے کے وقت یہ نیت کی ہو کہ مال نہ کر چھو دیا اس کے مالک کو اور اگر یہ نیت نہیں کی تو مال

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

اسپر لازم ہوگا مگر یعنی پھر دینیہ کی نیت سے آئے مال لیا پھر وہ مال قتل ہو گیا تو اسکا تادان اکراہ کرنے والے پر پھر نہ لینے والے پر وادائے قتل ہوا
 الماک و المکرہ فی النیت فالقول للمکرہ مع یحییٰ ولا یضییٰ محییٰ او جبکہ مال کمال اور مکرہ نے تفاوت کیا نیت میں یعنی مال کما کتا ہو اسے پھر دینیہ
 کی نیت سے نہیں لیا تھا اور لینے والا کتا ہو کہ میں نے پھر دینیہ کی نیت سے لیا تھا تو مکرہ کا قول قسم کے ساتھ مقول ہوا اور اس پر تادان لازم نہ ہوگا کذا
 فی الجہتی یعنی ہوا اس کے کتا ہوا اگر ظالم قرینہ ہو مکرہ کے صدق کا ذیہ المکرہ علی الاخذ والرفع انما یصح مادام حاضر عند المکرہ والا لکل ردال العترة والا یجاء
 بالجدونہ وہذا یجوز ان لا یحذر الاخوان الظلمۃ فی الاخذ عند غیبتہ الامیر اور وہ فی حفظ او محبتی میں ہو کہ جس شخص پر اکراہ ہوا میر کے مال لینے یا دینیہ کا قول کر
 لینا اور دینا اس وقت تک جائز ہے جب تک اس کے پاس اکراہ کرنے والا ظالم حاضر و موجود ہو اور اگر حاضر نہ ہو تو لینا اور دینا حلال نہیں بل سبب زائل
 ہو جائے قدرت ظالم اور مجبور ہی مظلوم کے اس کے دور ہو جائے سے اور اس قید سے ظاہر ہو گیا کہ حکام ظالمین کے کو کر چاکرہ و گارون کو کچھ غدر نہیں
 ناحق مال حصین لینے میں حاکم یا اس کے فرستادہ کے موجود نہ ہونے کے وقت تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم مسبوط میں ہو کہ تہدید قتل سے میر کے سامنے
 غیر کامال حصین لینا جائز ہے نہ تہدید جس اور قید سے اور نہ میر کی غیبت میں اگرچہ اسکو یہ خوف ہو کہ میر قتل کر گیا اگر چھو پاو گیا یا ان اگر میر کا فرستادہ
 مکرہ کے ساتھ ہو اس طرح کہ اگر شخص وہ کام نہ کرے تو اسکو پکڑ لاوے اور قتل کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ جائز ہوگا کذا فی الطحاوی فروع مسائل ملحقہ
 شایع کے اکراہ علی اکل طعام نفسه ان جائعا لا یجوز دان شہجان برص بقیمۃ علی المکرہ محصول منفعة الاکل لدنی الاول لا الثانی ایک شخص پر اپنے طعام
 کے کھانے کا اکراہ ہوا تو اگر صاحب طعام بھوکا ہو تو رجوع نہیں اور اگر آسودہ ہو تو قیمت طعام کی بھر لے اکراہ کرنے والے سے سبب حاکم ہونے کا
 کی منفعت کے مالک کو پہلی صورت یعنی گسنگی کے حال میں نہ دوسری صورت میں یعنی سیری میں قال بل الحرب یعنی اخذ وہ ان قلت است
 بنی ترکناک والا فلتناک لایصح قول ذلک دان قبل اغیر بنی ان قلت ذلک بنی ترکنا بنیک دان قلت بنی فلتناہ در حد لا تناع الکذب علی
 الانبیاء کفار عربیون نے اس بنی سے کہا جسکو انھوں نے گرفتار کیا اگر تو یوں سکے کہ بنی بنی نہیں ہوں تو ہم تجکو چھوڑ دیں گے اور اگر سکے گا تو ہم تجکو قتل
 کر دیں گے تو بنی کو یہ قول کہنا درست نہیں اور بنی کے سوا اور شخص سے کہا گیا کہ اگر تو اس شخص کو یوں سکے کہ بنی بنی نہیں ہو تو ہم تیرے بنی کو چھوڑیں اور
 اگر تو سکے گا کہ بنی بنی ہو تو ہم اسکو قتل کر دیں گے تو اسکو یہ کہنا جائز ہے سبب منع ہونے کذب کے انبیاء علیہم السلام پر اس مسئلہ سے اگر علمت انبیاء کا بیان
 واقعی منظور ہو تو ظاہر ہے اور اگر بنی پر حکم کرنا منظور ہو تو غیر ظاہر ہے اس واسطے کہ حکم شرعی بنی سے معلوم ہوتا ہے نہ غیر بنی سے کذا فی الطحاوی قال حربی
 لرحل ان نعت جار تک لا زنی بہا و نعت لک الف امیر لم یحل کافر بنی نے مسلمان مرد سے کہا کہ اگر تو اپنی لونڈی مجھ کو دے تاکہ میں اس سے بدکار
 کروں تو بنی تجکو ہزار قیدی مسلمان دون کو لونڈی دینا حلال نہیں اس واسطے کہ یہ اکراہ نہیں اور قیدیوں کی تکلیف پر قادر مطلق قادر ہو جائے گا
 خلاص کرے چاہے بلایر صبر طافرا نے اقرع بن عبدہ مکرالم یثیق فی الاصح اور کیا اپنے غلام کی زادی کا مجبور ہو کر تو وہ آزاد نہ ہو گا صحیح ترقول بن
 دہل الاکراہ باخذ المال متبر شریعا ظاہر القنیۃ نعم اور مال حصین لینے کا اکراہ شرعاً معتبر ہے یا نہیں ظاہر قنیۃ اسپر ولالت کرتا ہے کہ ان معتبر ہوں نیایع میں ہو کہ
 سلطان نے وصی یتیم پر قتل یا انکاف نفس کو تہدید کی تاکہ یتیم کا مال سلطان کو دے سو اسنے دیا تو وصی پر تادان نہیں اور جس اور قید کی تہدید میں
 ضمان ہو اور اگر وصی کے مال حصین لینے کی تہدید کی تاکہ مال یتیم شکم کرے اگر وصی جانے کہ سلطان بغض مال لے گا اور بغض چھوڑے گا اور مال متروک اسکو لے
 کر گیا تو شکم جائز نہیں اور اگر دیکھا تو تادان مثل اسپر لازم ہوگا اور اگر وصی دوسرے تمام مال حصین لے گا تو وہ مخدور ہے یتیم کے مال دینے میں اس پر
 تادان نہیں اور اگر سلطان نے یتیم کا مال دے سے آپ حصین لیا تو ہر صورت میں وصی پر ضمان نہیں کذا فی الطحاوی و فی لوہبانیۃ قال شہر وال
 فضل المدیون انی مرفع + تہدیر فاکراہ معنی تضر + اور وہ بانیہ میں کہا ہے اور اگر یوں کہما دامن سے کہ بنی تیرا بھید ظاہر کرنے والا ہوں حکم سے

ورق تو محکوم اپنے دین سے پرہیز کرے تو یہ قول سنی اگر وہ مقصور ہو کام شریعتی میں ہر کہ دیون نے و اس سے کہہ کہ تسکات کا وثیقہ پھر دے اور یہ
اقرار کر کہ میرا پھر کچھ ادا نہ رہا اور اگر تو قبول نہ کر لگا تو میں حاکم سے ظاہر کر دینگا کہ تیرے پاس فلاں شخص کا اس قدر دینا ہے یعنی اور حاکم اس مال
کی تلاش میں ہو سو و اس نے وثیقہ مذکورہ پھر دیا اور اپنے دین نہ ہو نہ لگا اقرار کیا تم لائے بخاری نے جواب دیا کہ یہ دینی اگر وہ ادا نہ کر سکا جائز
ہو کہ اس پر اپنے دین کا دعویٰ کرے یہ جواب اس صورت میں ہر جبکہ حاکم حلیہ کی چلی سنگر مال حسین لیتا ہو کہ انی الطحاوی شہر و صحیح فی الاستحسان
اسلام کرہ + ولا تمل ان ہر تہ بعد و پھر اور استحسان میں صحیح ہر اسلام لانا کرہ بالغ کا ادا کر دہ بعد اسلام کے ہر تہ ہو جاوے تو قتل نہیں ہوگا اور اگر
جس ہوگا قبول اسلام میں ہم مسئلہ شہر و حایان ہو چکا بسوٹ میں ہر کہ ظالم نے کہا کہ یہ شراب پی یا یہ مردار کھا و رد میں تیرے باپ یا بیٹے یا کسی اور
قربت وار محرم کو قتل کر دنگا یا تیرے باپ کو جس کو دنگا ورنہ تو اپنا غلام ہر اور دم کو بیچ کر دے سو اس نے غلام کو بیچا تو قیاس میں یہ بیچ جائز ہو اور
استحسان میں باطل ہو اور تصرف نہ کرنا قدر نہیں اس واسطے کہ یہ اگر وہ ہر کہ انی الطحاوی شہر و اسلام شہر و اسلام لکھ

کتاب الجبر

یہ کتاب ہر جبکہ احکام میں مصنف کتاب الجبر کو کتاب الاکراہ کے بعد اس واسطے لایا کہ دونوں میں طلب اختیار ہو کر کہ اگر وہ قوی تر ہو جائے اور
کو اگر وہ سلب اختیار اس شخص کا ہر جو صاحب اختیار صحیح کا اور صاحب ولایت کاملہ کا ہر خلاف جبر لہذا اگر وہ مقدم ہو اگر صاحب جبر رعایت شہر و قوت
ہر محرم پر اور گاہی غیر محرم پر شفقت اور رعایت منظور ہوتی ہر چنانچہ دیون اور غنیہ کے جبر میں بقول صاحبین اور جبر غلام بر رعایت حق ہو سکتا ہو
لہذا منع مطلقا جبر لغت میں یعنی منع ہر مطلقا یعنی باز رکھنا اور دنگا ہر طرح سے خواہ منع قول سے ہو یا فعل سے یا اور و طلب سے یا مومن میں جبر بیکارت شہر
حار ملہ و سکون ہم مذکور ہو و شرعا منع من نفاذ تصرف قولی لا فعلی لان فعل مبدوع و عہد لا یکن ردہ فلا یصور الجبر عنہ اور اصطلاح شہر میں جبر منع کرنا
اور رد کرنا ہر تصرف قولی کے نافذ ہونے سے نہ تصرف فعلی سے اس لیے کہ فعل کا پھر یا بعد اس کے واقع ہو جانے کے ممکن نہیں تو فعل سے رد کرنا مقصور
نہیں ہم تصرف فعلی چنانچہ قتل اور اتلاف مال اور تصرف قولی چنانچہ بیع اور شرا اور ہبہ نفاذ سے مراد لزوم ہر اس لیے کہ مجبور کا عقد موقوف ہر طحاوی
کہا بہتر یہ تھا کہ مصنف لزوم کتاب عوض نفاذ کے اس واسطے کہ نافذ عام ہر لازم سے اور تصرف قولی سے مراد وہ تصرف ہر جس میں ضرر ہو اور جس تصرف
قولی میں سراسر نفع ہو چنانچہ قول ہبہ اور اسلام تو اس میں صغیر یا بزرگ کے مانند ہر قلت لیکل علیہ الرقیق منع نفاذ فعلی فی الحال بل بعد التوقی کا صریح یہ
فی البدایع اللهم الان یتقال الاصل فیہ ذلک لکنہ اخر لبقہ لقیام المانع فمال میں کتاب ہون اور تصرف فعلی کے اخراج پر غلام کے فعل سے اسکا
واقع ہوتا ہر اس واسطے کہ اس کے فعل کا نافذ ہونا فی الحال ممنوع ہر یعنی اگر غلام مال مسترض لے اور تلف کر ڈالے تو وہ فی الحال ماخوذ نہ ہوگا
بلکہ آزاد ہوئے کے بعد ماخوذ ہوگا چنانچہ بدائع میں صریح ہر یا حشد ایا گریون جواب دیا جائے اس اشکال کا کہ ہمیں اصل تو
یہی ہر کہ غلام اپنے افعال میں فی الحال ماخوذ ہوتا لیکن مع اخذہ میں تاخیر واقع ہوتی اس کے آزاد ہونے تک بسبب قائم ہونے مانع کے اسکو مال کر سکا
ہم مانع حق مملی ہر یعنی اگر غلام اپنے فعل پر فی الحال ماخوذ ہو تو اس میں ہر یا جائے اور اس میں حق مملی کا ابطال ہر طحاوی نے کہا اشکال سو وقت میں
واضح ہوتا جبکہ غلام اپنے فعل میں گاہے ماخوذ نہ ہوتا تصرف قولی کے مانند فمال و سببہ صغر و جنون نیم التقوی و الضعیف کما فی المستود و حکمہ گنیر
کما یجی فی الماذون اور جبر کا سبب طلعی اور وہ جنون ہر جو شامل ہو تو قوی و دیوانگی و ضعیف و دیوانگی کو چنانچہ معتودہ میں اور حکم معتودہ کا طفل تنہا و
کے مانند ہر چنانچہ کتاب الماذون میں آویگا ورق اور سبب جبر کارق ہر یعنی ملکیت یعنی لو ٹڈی غلام ہونا ہم چونکہ صغیر یا قصہ اطفال اور جنون میں ہر کہ
اپنے نفع و ضرر کو نہیں پہچانتے لہذا شرع میں ان کے تصرفات تو یہ ممنوع غیر معتبر ہو سکتے اور ملک ہر چند عاقل ہر لیکن چونکہ جو اس کے پاس ہر وہ مصلے

[illegible]

و لا یخیر علی من کلک لبسہ موبذیلہ الخالی علی خلاف مقتضی اشروع او عقل در و دینی اخیر کان یصرف فی بنائہ الساجد و نحو ذلک فی حق علیہ عند ما ہو متعین فی
 فواتر شتی الاشباہ اور مجہزین کیا جاتا امام کے نزدیک آزاد باغ مائل پر سبب سفاہت کے اور سفاہت سے مراد بیان اہل مال اور ناسکا خلیق کرنا
 ہو خلاف مقتضای شریع یا عقل کے کذا فی لہر را در اگر امر خیر میں اہل مال کرے چنانچہ بنائے مساجد اور اسکے مانند امور دین میں مال صرف کرے تو اسکا
 تصرف منع کیا جائیگا مگر دین کے نزدیک اور پورا بیان اسکا شباہ کے فواتر شتی میں ہم سبب سفاہت لغت میں عبارت ہو حاکم اور غفلت عقل سے اور شرع میں
 سبب اور سفاہت سے مراد صرف یہ ہو کہ حق تعالیٰ کے تو اسکا سوا اور مباحی کا ارتکاب چنانچہ شراب خواری و زنا کاری سفاہت سے مطلق معنی
 و اہل نہیں جہوی نے کہا کہ نفیہ کی عادت ہو صرف کرنا نفقہ میں اور تصرف بلا غرض کرنا یا ایسی غرض میں صرف کرنا جسکو عقلا سے و نیز غرض شائستہ کی
 چنانچہ منہجین اور لاغبین کو مال دینا اور اڑنے والوں کو بیرون کو اگر ان قیمت خرید کرنا اور خرید و فروخت میں بلا عمدت نقصان اٹھانا اور ملو یہ بچ کر
 شیعہ تھا چھ سنیہ ہو گیا اور اگر باغ ہو اسفاہت کی حالت میں تو اسکا مال اسکو نہ دیا جائے گا جبکہ وہ ۲۵ برس کا ہو کذا فی الطحاوی و فتویٰ
 اور منہجین مجھرتصرف ہو گا گندگاری اور اوصاف لہذا اور غفلت کے سبب سے امام کے نزدیک ہم دین سے وہ دین مراد ہو جو اس کے احوال
 سے زیادہ ہو غفلت سے مراد یہ دین کہ منہجین ہو بلکہ تعلیم اللہ بعبادہ سیدھا آدمی ہو جو تصرفات فقہ نہ کرے چاہتا ہو اور تجارت میں نقصان اٹھایا کرنا ہو کذا فی
 الطحاوی بل سنیہ شدت مابین تعلیم اہل الباطلہ کہ تعلیم اللہ بہترین من زہد و تہجد و نماز کو کہ بلکہ منع کیا جائے فتویٰ منہجین مابین سنیہ و ہیکہ پاک
 ہو لوگوں کو باطل چیلے سکھائے جیسے ارتداد سکھانا کہ عورت اپنے زوج کے نکاح سے چھوٹ جائے یا اس سے زکوٰۃ دینا مساقہ ہو جائے ہم زلیحی نے
 کہا فتی مابین وہ جو میل باطلہ سکھائے اور طرم کے صلال کہہ دے اور طلال کے طرم بتا دے مین جیسے پروردگار پاک ہو جائے قاضیان مین بیکہ شعی مابین
 وہ جو میل باطلہ کی تعلیم کرے اور فتویٰ جماعت سے دے یعنی علم فقہ نہ چاہتا ہو اور فتویٰ دینے پر جرات کرنا ہو و طبیب جاہل اور منع کیا جائے علاج کرنے سے
 طبیب جاہل م طبیب جاہل وہ جو بیمار کو دوا سے مملک پلا دیتا ہو خواہ اسکو مملک جانتا ہو یا نہ چاہتا ہو اور بیکہ دوا مریش پر شدت کرے تو اسکا ضرر دور
 کہہ سکتا ہو کذا فی الطحاوی فتاویٰ قاضی خان مین بیکہ طبیب جاہل وہ جو لوگوں کو مضرا و مملک دوا پلا دے اور وہ اسکو شفا اور دوا چاہتا ہو و مملک
 منطس اور منع کیا جائے مکاری منطس یعنی جانور کا لایہ کر کے والاہم حموی نے اپنی شرح مین کہا کہ حبر کے سباب تین ہیں یعنی منطس اور مملک اور مملک
 ساتھ تین اور منطس مین یعنی منطس جملہ آموز و طبیب جاہل اور مکاری منطس یہ روایت ہو امام اعظم سے اور تینوں سکھتین اور ملحق مین متکلفین جو خطا مین غلہ نہ
 بیچے اور غلہ نوش جبکہ بیچ مین تعدی کریں بسبب زیادتی قیمت کے اور کافری کا غلام سلمان ہو جائے اور وہ اسکو نہ بیچے تو قاضی اسکو بیچے لے
 چنانچہ ابن فرستہ نے شرح مجمع مین بیان کیا ہو اور صاحب مین کے نزدیک نفیہ اور منطس اور بیون بھی مجھرتصرف مین ابن فرستہ نے شرح مجمع مین کہا کہ یہ جو
 امام سے مروی ہو کہ انکے نزدیک حبر مین مکتبین منطس مابین اور طبیب جاہل اور مکاری منطس پر سوا ملو اس سے حقیقت حبر کی نہیں ہو یعنی عدم فتوہ و تصرف
 اسوا سے کہ اگر منطس فتویٰ دے حبر کے بعد اور وہ فتویٰ ٹھیک دیوے تو جائز ہو و طبیب اگر طبیب دو ایچے حبر کے بعد تو بیچ اسکی تا ندی تو معلوم ہو کہ حبر
 حقیقی ملو نہیں بلکہ منع جس سے ظاہری مراد ہی سطح پر کہ وہ لوگ اپنے کام سے روکے جاوین اسوا سے کہ منطس مکتب آموز لوگوں کے دین مین نسا و دوا
 ہی اور طبیب جاہل انکے ایدان ناسد کرتا ہو اور مکاری منطس انکے اموال تباہ کرتا ہو اسوا سے کہ جب مکاری نے اونٹ کا لایہ کیا اور حالانکہ اسکے پاس نہ
 ہونے اور جانور جس پر بار برداری کرے اور نہ اسکے پاس مال ہو جس سے جانور بار بردار خرید کرے اور لوگ اس پر اعتماد کر کے اپنا مال کرایہ مین دیتے ہیں اور
 وہ مال کو اپنی حاجات مین صرف کر دیتا ہو چھب سفر کا وقت آتا ہو تو وہ چھب رہتا ہو اور لوگوں کے مال تلف ہوتے ہیں اور نسا و اس شخص کا خلق شہر
 کو پہونچتا ہو منطس مابین اور طبیب جاہل کے فساد کے مانند تو احاق ضرر خاص واسطے دفع کرنے ضرر عام کے جائز ہو اور یہ اندر ہم بالمعروف و فی المناکر

ہو اور از باب مجرور قضا قرض لازم نہ ہو کہ ان فی الموطا وی و عندہما علی الحجر بالنسبہ و الفقدہ یہی بقولہما یعنی صیغہ لکھ اور صاحبین کے نزدیک
 حجر لکھا گیا آزاد بالغ پر سبب سفاحت اور عفت کے اور صاحبین کے ہی قول پر فتویٰ ہو کہ اسکے مال کے بچانے کی واسطہ دینی تو اہل اہل حق بہ عیون فی حکم
 کھنڈ اور بوجہ قول نہی بہ صاحبین کے سفید و زعفران اپنے حکام میں غیر نابالغ کے مانند ہیں یعنی اس پر نابالغ کے عقو و تحمل الفسخ میں قاضی کو اختیار ہوگا
 چاہے جاری رکھے چاہے فسخ کر دے تم نہ اختلاف فی تصرفات محل الفسخ و طلبہ انزل بھر دریافت کرنا چاہیے کہ یہ ہندو مالکین کا امام کے ساتھ ان سزا
 میں جو نہیں نسخ کا احتمال ہو اور نہ لے اور بوجہ لگی باطل کر دیتی جو ہم یعنی امام کے نزدیک سفید کے تصرفات کو نہ دیکھ اور صاحبین کے نزدیک روکنا مخصوص
 تصرفات مذکورہ پر چنانچہ بیع اور شرا اور بیعہ وغیرہ لکھ و اما لا یجوز ولا یطہر انزل فلا یجوز علیہ بالاجماع فلذا قال لانی نکاح و طلاق و عتاق و استیلا و
 و تدبیر و جوہر و کوفہ و نظیرہ و عیاد و زوال و الایہ و جدہ و فی صحتہ اقرارہ بالعقوبات و فی الانفاق و فی صحۃ و حیایہ بالانصراف
 من اہلک فتوایں مذکورہ کمال اور ان تصرفات میں کہ جو فسخ کے متحمل نہیں اور انکو نہ لے باطل نہیں کرتا سفید پر بالاتفاق حجر نہ ہوگا اسی واسطہ
 صنعت سے کہا کہ سفید غیر کے مانند جو نکاح اور طلاق اور عتاق اور استیلا و تدبیر و کوفہ اور صدقہ و نظیرہ و عیاد و زوال و تدبیر سے واجب نہیں
 اور اسکے باپ اور دادا کی ولایت زائل ہو جانے میں اور اقرار و عقوبات یعنی حدود و قصاص کے صحیح ہونے میں اور انفاق یعنی نفقہ زوجہ اور ذوی الارحام
 صحت اور میں اور وصات کے وصایا کے صحیح ہونے میں ثلث مال ہو کہ سفید ان امور مذکورہ میں بلوغ کے مانند غیر مجبور ہو یعنی جس طرح بالغ غیر مجبور کے تصرفات
 صحیح ہیں اسی طرح سفید کے بھی یہ تصرفات بالاتفاق صحیح ہونگے ان صاحبین کے نزدیک بھی حجر نہیں دینی کفارہ کبدہ شہادہ اور سفید کفارہ میں غلام کے
 مانند کفارہ الا شہادہ غلام اکل میں جو کہ قسم اور نذر اور ہمارا اور قتل کے کفارہ میں قاضی سفید کا مال صرف نہ ہونے سے بلکہ وہ روزہ رکھے لکھ و فی الموطا
 و الاصل ان کل ما یستوی فی النزل و الجہد و الفقدہ من الجہد و ما لا یفلأ الا باذن القاضی خانیہ اور خلاصہ کلام یہ کہ جس تصرف میں نہ لے اور جہد بل پر مجبور
 کا بھی نافذ ہو اور جو بار نہیں وہ تصرف مجبور کا نافذ نہیں مگر قاضی کے اذن سے کفارہ الا خانیہ فان بلغ الصبی غیر رشید لم یسلم الیہ مالہ حتی یتبلغ خمساً
 و عشرین سنتہ پھر اگر غیر رشید ہی بالغ ہو یعنی باوجود بلوغ ایسا ہو تیار نہ ہو کہ اپنا فسخ اور ضرر پہچانے تو اسکا مال سکونہ دیا جائے یہاں تک کہ وہ
 برس کو پہنچے مگر ۱۵ برس کی قید اس واسطے لگائی کہ مگر فاروق نبوی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ عقل مروی نہ تھا کہ پہنچ جاتی ہے جبکہ وہ ۱۵ برس کو پہنچ
 جاتا ہے خزانہ اکل میں کہ جب یتیم بالغ ہو تو وہی اسکا مال سکونہ نہ دے بلکہ توقف کرے اور اسکو کچھ مال سوداگری کی واسطہ دے دیکھ آزاد کر دے پس اگر اسکو سکونہ
 دے تو اسکا مال اسکو دے اور اگر مفید بیاب رکھے تو مال نہ دے پھر جب ۱۵ برس کو پہنچے تو مال اسکو دے خواہ وہ بیع ہو یا نہ لکھ فی البدلہ فصیح تصرف
 قابلہ فی قبل المقدار لکھ کو رسن اللہ تو صحیح تصرف بالغ غیر رشید کا قبل اسکے یعنی اس سے قبل کی قدر نہ کرے پہلے ہی اگر ۱۵ برس پہلے بالغ غیر رشید بیع غیر
 کا تصرف نہ کر لیا اپنے مال میں جمع ہوگا اس واسطے کہ بالغ عاقل پر حجر نہیں امام کے نزدیک اور ۱۵ برس تک غیر رشید کو نہ دینا حجر نہ دے بلکہ تاویب کے واسطے تھا بعد
 یسلم الیہ و جو باقی دستہ من بعد طلبہ صحتہ و بل طلبہ الاصلان کما یفیدہ کلام المجتہد غیر تالیفینا اور ۱۵ برس کے بعد دینا واجب ہوگا یہاں تک کہ اگر اسکا دل
 سکونہ مال دے اسکے مانگنے کے بعد تو ولی پر تاوان لازم ہوگا و مورتہ بلاک ہو جانے مال کے اور مانگنے سے پہلے تاوان نہیں پناہ مجتہدہ وغیرہ کے کلام سے
 معلوم ہوتا ہے ایسا کہ ہمارے استاد نے دانی علم کن رشید و قال لا یمنع حتی یؤس رشید و لا یجوز تصرف فیہ ۱۵ برس کے بعد مال باجا لگا اگرچہ وہ رشید و رشید
 بھی نہ ہو اور صاحبین نے کہا کہ مال نہ دیا جائے یہاں تک کہ اسکی ہوشیاری معلوم نہ ہو اور اسکا تصرف بھی قبل از ہوشیاری جائز نہیں اگرچہ وہ بزرگوت ہی ہوگا
 و اگر رشید لکھ لکھ تو تو تعالیٰ فان استتم رشید ہو کہ نہ مصلحتانی مالہ فقط و لو فاسقا قالہ ابن عباس اور وہ رشید نہ کر ہی حق تعالیٰ کے اس قول میں لکھ لکھ
 یتیموں کا رشید معلوم کر تو اسکے مال نکودہ و مود اس سے یہ کہ یہ فقط اپنے مال میں مصلح ہوں نہ مفید اگرچہ فاسق ہو ایسا کہ ہر عبد رشید بن عباس رضی اللہ عنہ

لے ہم اطلاق فی الحال سے مراد یہ ہے کہ مال کو حلال میں صرف کرے نہ طرام میں اور صرف فضول کو بیچ نہ ہو اور طام شافعی کے نزدیک رشہ سے مراد طام اطلاق
 فی المال اور اطلاق فی الدین دونوں مراد ہیں کذا فی الطحاوی و القاضی محمد بن الحارث الدیون لیفیع مالہ لہ ینہ اور قاضی مجوس کہے ازاد دیون کو
 تاکہ وہ اپنا مال بیچے اپنے قرض ادا کرنے کے واسطے مگر اگر بایں کا واجب دیون پر اور طام است یعنی مالنا آجکل کے وعدے سے بڑھ کر طام کو دینا
 کا جس کے موقع طام کے واسطے لازم ہو قاضی در اہم دینہ میں در اہم یعنی بلا امر و کذا لکوا کان دنا ینہ اور طام کے دین کے روپ کے کو دیون کے روپ
 سے ادا کرے یعنی بلا امر دیون کے اور اس طرح اگر دین شرفیاں ہوں تو دیون کی آخر دیون سے ادا کرے و بائع دنا ینہ لہ ینہ و بائع شرفیاں
 لا اتحاد ہانی التہنیتہ اور قاضی دیون کی شرفیاں بیچے ادا کرے دیون کی و دیون کے آخر دیون کے ادا کرنے کے واسطے تہنات کی وجہ
 ہو اس کے کہ شرفیاں میں شرفی اور روپہ دونوں متحد ہیں لایفیع القاضی عنہ ولا عقارہ لہ ینہ خلافا لہا و ہر ای بقہ لہا ینہ لہ ینہ لہ ینہ لہ ینہ
 و صنف فی الصحیح القدری و بیچے قاضی دیون کے آباب کو اور نہ زمین اور باغ وغیرہ مال غیر قول کو دین کے واسطے مزاجات نہ سبب صاحبین کے
 اور فتویٰ پر صاحبین کے اس قول پر کہ قاضی دیون کے آباب اور مال غیر قول کہ ادا سے دین کو کہ اس کے بیچے بیچے بیچے بیچے بیچے بیچے
 کیا جو اس قول کو صحیح قدری میں دینے کی مالا تہا جہ فی الحال اور جب قول منہی ہے کہ مال کو بیچے بیچے بیچے بیچے بیچے بیچے بیچے
 دیون کی واسطے اول فقو کی بیچے بیچے اسباب کی بھر غیر قول کی اگر بیکی فی الحال حاجت نہیں وہ بھی جائے تو نہ اور انی قالین جو ہم گرمی میں بیچا جائے
 اور شرط بیان موسم سرما میں اور لوہے کی انگلیٹی جی جائے سی کی انگلیٹی سے دیون انہا کام نکالے کذا فی الطحاوی و لہا و ہر ای بقہ لہا ینہ لہ ینہ لہ ینہ لہ ینہ
 بہنیتہ اول قاض فیہ اجماع الفقہاء کمال استملکہ اولا خبر فی اصل کما سوا را گرد دیون کسی شخص کے مال کا ادا کرے تو اس کو ادا کرنا لازم ہو گا کہ ادا ہو جائے ان
 دیون کے بچے واسطے وہ مجوس ہوتا و تکیہ مال کو کر گواہوں سے یا قاضی کے علم سے ثابت نہ ہو اگر ثابت ہو تو مقررہ اور صاحب دیون کا فراموش ہو گا یعنی
 ان کے ساتھ وہ بھی اپنا دین لگا لاند اس مال کے بکو دیون نے تلف ہو گا اس واسطے کہ خبر نہیں ہے اصل میں بیچا نہ ہو کہ وہ قاضی کو
 اپنی نسبت پر دیون گواہوں کے حکم دینا جائز نہیں کذا فی الطحاوی فلس معہ عرض شرائع قبضہ بالاذن من بآئہ ولم یؤتہ قبضہ ہو قہ لغرام فی
 ثمنہ ایک شخص مجلس جو گیا اور اسکے پاس وہ متاع جو اسے خرید کی اور قبضہ کیا ہو اس متاع پر اسکے بائع کے اذن سے اور نہ ذرا سے کاٹن اور نہیں کیا تو
 اس کا بائع اور دین والوں کے برابر ہر متاع کے شرف میں مبیع بائع بیچ کر کے متاع کو نہیں لے سکتا بلکہ وہ متاع بیچ کر بائع اور باقی آباب دیون
 کو اس کا ثمن حصہ رسد دیا جائیگا اور باقی دین کی واسطے تا حصول قدرت دیون کو مصلحت دیکھا سکی اور یہ جو حدیث میں وارد ہے کہ جو اپنی متاع بعینہ مقرر
 کے پاس پادے تو وہ حق بالتاع ہے اپنے غیر سے اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ جو اپنی متاع بعینہ مجلس کے پاس پادے تو زیادہ خر وہ اس کا حقدار ہے تو
 اس متاع سے مراد وہ متاع ہے جو بطریق غصب اور عاریت اور واریت اور ہرین کے ہو کہ وہ بعینہ اس کا مال ہے اور بیع تو بائع کا مال نہیں رہی
 اور نہ اس کی وہ متاع ہوگی بلکہ کئی چیز تو مشتری کا مال ٹھہری گی کیونکہ وہ بائع کی ملک سے نکل گئی اور بیع اور قبضہ سے اس کا ضمان لازم ہو گیا کذا فی الطحاوی
 تبوئع فان فلس قبل قبضہ او بعدہ لکن بغیر اذن بائعہ کان لہ اثر وادہ وجبہ بالثمن قال الشافعی لیس بائع بھر اگر مشتری مجلس ہو گیا قبل قبضہ
 بیع کے یا بعد قبضہ کے لیکن قبضہ بیع بغیر بائع کے اذن کے تھا تو بائع کو بیچ کا بھر لیا اور اس کا روک رکنا ثمن کے واسطے جائز ہے اور امام شافعی نے کہا
 کہ بائع کو نسخ بیع کا اختیار ہے جو بالقاضی علیہ فہم رفع الی قاض آخر طام لہ و اجازت نسخ لہ کذا فی الخانیہ و ہر صاحب طام لہ و اجازت طام قاضی
 ایک شخص پر جبر کیا یعنی بیع اور شرائع وغیرہ سے اس کو روک دیا بھر اس کا مرنہ دوسرے قاضی کے پاس ہوا سو اسے اس کو قبول دیا مطلق اعلان کر دیا
 اور جائز کر دیا اس حضرت کو جو مجبور نہ کیا کذا فی الخانیہ تو قاضی ثانی کا اطلاق جائز ہوا و دینی اجازت تصرفات مجبور کی صادق اور رہ گئی ہر در راہ بیع اختیار

و اما صحت اقرار فی مال من بیع و شرا قبل اطلاق الکافی او بعد کان جائز لان مجرد الاول مجرد فی حق وقت علی اعتبار قاضی انرا در وقت تصرف مجبور
 نیکی کیا استچہ مال من بیع یا شرا سے قبل اطلاق ثانی کے اور بعد اسکے وہ جائز ہوگا سو اسلئے کہ قاضی اول کا خبر کرنا محل اختلاف ہے بدین کو پس
 موقوف نہ ہوگا و دوسرے قاضی کے جاری رکھنے پر فرض مسائل مختلفہ شرح کے بیع و شرا کے لایا خبر عالم علم خانیہ صحیح ہے مجبور کرنا شخص غائب
 پر لیکن وہ مجبور نہ ہوگا جب تک اسکو معادوم نہ ہوگا کہ قاضی نے میرا تصرف منع کو یا ہو کہ انی امانیہ م اور اگر غائب مجبور تصرف کرے قبل اطلاق لایا خبر عالم
 تصرفات نافذ ہیں اور اگر قاضی بالغ ہو سفاهت کی حالت میں تو قبل از خبر قاضی مجبور نہ ہوگا ابورسعت کے نزدیک اور اس کے تصرفات نافذ ہونگے اور
 مجبور نہ ہوگا جبکہ مجبور ہوگا بدین مجبور کے کہ انی امانیہ و لایا خبر لایا خبر بالرشاد و رشاد کے پیدا ہونے ہی جو نہیں اٹھ جانا بل باطلاق الکافی ہوا ہے
 قاضی اسکو اٹھنے کا حکم دیوے و لایا رشاد و رشاد علی افعہ و برہنہ شہنی تقدیم بنیہ بقا لہ فہ آباءہ اور اگر دعویٰ کیا رشاد اور رشاد کی
 اور اس کے مناصم کے اسکے باقی رہنے کا سفاهت پر اور دونوں گواہ لاسے اپنے دعوے پر تو بقا سے سفاهت کے گواہوں کو مقدم رکھنا لائق ہوگا
 فی الاشیاء مخطا دی نے کہا صاحب شہادہ کی بیعت مخالف ہو مقول کے واسطے کہ بغیر بین ہو کہ ایک مرد صالح تھا پھر فاسد ہو گیا قاضی نے اس پر
 مجبور کیا اور ایک انسان نے اس سے کچھ خرید پھر مجبور او مشتری میں اختلاف ہو مشتری نے کہا کہ میں نے تجھ سے اسکو خرید کیا تھا تیری صلاح کی حالت میں
 اور مجبور نے کہا بلکہ خبر کی حالت میں تو مجبور کا قول مقبول ہو اور اگر دونوں گواہ لادین کو دعویٰ کے صحت کے گواہ مقبول ہیں اتنی اور ذخیرہ ناظرین ہو
 کہ بقا سے سفاهت سے زوال سفاهت کے گواہ مقدم ہیں و فی الوہابیہ شہر من بدعی اقرارہ قبل مجبور بن یدعیہ وقتہ فواجدہ لادین و ہبانیہ میں ہم
 اور جو دعویٰ کرے مجبور کے اقرار کا مجبور ہونے سے پہلے سو جو شخص کا اقرار کا دعویٰ کرے خبر کے وقت کا تو دعویٰ لائق تر مقبول ہو ہم شائع و ہبانیہ نے
 مطلب یوں بیان کیا ہے کہ اگر مجبور نے کہا صالح ہو جانے کے بعد کہ میں نے جو تہاک در اہم کا اقرار کیا تھا سو حالت خبر میں کیا تھا اور صاحب مال نے کہا
 کہ تو نے اسکا اقرار اپنی صلاح کی حالت میں کیا تھا تو مقول مقبول ہوگا سو اسلئے کہ حالت خبر میں حجت اقرار جو وقت حقیقتہ وہ منکر شہر اقرار اسی کا
 قول مقبول ہوگا اور وہ بمنزلہ غیر بالغ کے ہوا کہ انی لاطلاوی شہر و لایا باع و القاضی اجازت قال لا تو دعویٰ فوادہ من بعد خیر اور اگر مجبور نے بیع کی اور
 قاضی نے بیع جائز رکھی اور قاضی نے مشتری سے کہا کہ تو اسکا من مجبور کو نہ کیو مشتری نے مجبور کو نہیں ادا کیا بعد اسکے تو مشتری کا نقصان ہوگا
 سو اسلئے کہ جب قاضی نے مشتری کو ادا سے من سے منع کیا تو قبض من کا قاضی کے واسطے ثابت ہوگا تو اب مجبور کو دینا ایسا ہو جیسے جنبی کو دینا تو
 مشتری نے انبا مال ضائع کیا یعنی اسکا من دوبارہ اسکو دینا پڑیگا اور اگر قاضی نے بیع مجبور کی جائز رکھی اور ادا سے من سے مشتری کو منع نہیں کیا
 او مشتری نے مجبور کو من دیا تو جائز ہو سو اسلئے کہ اجازت بیع و حقیقت دفع من کی اجازت ہو کہ انی لاطلاوی فیصل فیصل ہی صغیر کے بالغ نہیں
 ہم بلوغ لغت میں معنی وصول ہو اور اطلاق میں عبارت ہوا تھا مطلق سے اور چونکہ لعل ایک سبب تھا اسباب خبر سے اور اسکی ایک نہایت تھی
 تو اسکی انتہا کا بیان واجب ہوا اور فیصل اس کے بیان میں ہوئی کہ انی بلوغ الغلام بالاحکام والا اجمال لا الا انزال والال ہوا لانزال بالغ ہونا
 لعل صغیر کا ثابت ہونا ہوا احکام سے یعنی خواب میں ہی شکیں سے اور عورت کے حاملہ کو دینے سے اور انزال منی سے اور بلوغ میں اصل انزال ہی ہوگا
 ہم اصل انزال سو اسلئے ہوا کہ احکام متبرنین بدون انزال کے اور عورت حاملہ میں ہوتی لکن انزال سے تو وہی اصل تھا اور احکام اور اجمال اس کے علامات سے
 ہو و الجاریہ بالاحکام و فیصل لعل لم یکر لانزال صریحا لانزال لایا خبر نہ تھا اور بالغ ہونا صغیرہ کا ثابت ہونا ہی احکام اور فیصل اور حاملہ ہو جانے سے متبرنین
 نے صغیرہ کے بلوغ میں انزال کو صریحا ذکر کیا ہوا اسلئے کہ صغیرہ کا انزال بہت کم دریافت ہوتا ہے مومن سے زار کا جنماد و رتبان کا اونچا ہونا ظاہر الروایۃ میں
 متبرنین اور اطلاق پٹلی اور موجد اور لعل کے بال و را و را کا بجاری ہو جانا متبرنین بلوغ صغیرین کہ انی لاطلاوی فان لم یوجہ نہایت ہی محتمل ہے کہ ان

کتاب المانویں

[illegible]

سے اطلاق مجہد مطلقاً مراد نہیں آتا اس لئے کہ بعد ماذون کو تبرع اور عاقبت اور تکلیف بالمال جائز نہیں بلکہ فقط امور تجارت کا طلاق مراد ہے و اسقاط حق اور
 شرع میں اذن عبارت ہوا اسقاط حق سے م اسقاط حق سے مراد اسقاط حق منع ہر نہ فقط مولی کا حق ہوا اس لئے کہ اس صورت میں ماذون فقط غلام کو شامل
 ہوگا نہ مضر کو اور خالاکہ اذن غلام اور غیر ماذون کو شامل ہے المستقط و ہوا مولی لوالما ماذون رقیقاً والولی لوجہبیا حق منع کا ساتھ کو نہ والا مولی ہوگا اگر
 ماذون غلام ہوگا اگر ماذون غیر ہوگا عند زرقاں ماضی ہو تو کلیل و ابائیہ اور زرقاں نام شافعی کے نزدیک اذن عبارت ہوگی کہ کہنے اور نائب کرنے
 سے مضر خلاف کا ظاہر ہو جائے مین کہ تخصیص اذن کی ان کے نزدیک صحیح ہوتی ہے کہ غلام اس کے خلاف نہیں کر سکتا وکیل کے مانند اور ہمارے نزدیک صحیح
 نہیں ہوتی مگر تصرف الیہ بنفسہ یا بایۃ فلا یتوقت بوقت ولا تخصیص جنوع تفریع علی کہ اسقاط یعنی جب مولی نے اذن دیا تو جو جبر تک ہو گیا پس
 تصرف کر گیا غلام اپنی ذات کی واسطے بسبب اپنی اہلیت کے تو اذن اور تصرف کی وقت کے ساتھ مقید نہ ہوگا اور نہ کسی قسم کی تجارت کے ساتھ مخصوص
 ہوگا یہ قول تصرف ہر اذن کے اسقاط ہونے پر غلام علی اور باغی کی جہت سے تصرف کی لیاقت رکھتا ہے لیکن وہ منفعہ تصرف کو مولی کے حق کے سبب سے
 چھین گیا مولی نے اپنا حق ساتھ کر دیا تو غلام ٹھہرا اپنی اہلیت پہلی کی وجہ سے کہ انی ازلی منکر ولا یرجع بالعمدۃ علی سیدہ لعلہ الخیر اور عمدہ تصرف غلام کی وجہ
 اس کے ہونے پر نہ ہوگی بسبب دور کر دینے مولی کے منع تصرف کو م یعنی جب مولی نے غلام کو تصرف کا اذن دیا تو اگر غلام کوئی چیز خرید کر گیا تو اس کے غیر کا سلا لہ
 مولی سے نہ ہوگا یہ قول تصرف ہر تصرف بنفسہ پر فلو اذن لعمدہ تفریع علی تاک الخیر و ما اشر اصرار ماذوناً مطلقاً حتی یجبر علیہ لان الاسقاطات لا توثق
 پھر اگر مولی نے اپنے غلام کو ایک دن یا ایک مہینہ کے تصرف کا اذن دیا تو وہ ماذون ہو گیا مطلقاً یعنی ہمیشہ یہاں تک کہ مولی اس کو منع کرنے سے اس لئے کہ
 اسقاطات توقیت اور تقید کو قبول نہیں کرتی شائع کے کہا اذن غلام متفرع ہے کہ مگر پر و لم تخصیص جنوع فاذا اذن فی نوع علم فہو فی الانواع کلہا
 تاک الخیر لا توکیل اور اذن اور تصرف ایک قسم کی تجارت کے ساتھ مخصوص نہ ہوگا پھر جبکہ مولی نے ایک قسم میں اذن دیا تو اس کا اذن عام اور شامل ہو جائیگا تجارت
 کی سبب سمون کو واسطے کہ اذن تک مگر ہر نہ توکیل کہ عام نہ ہو سکے م پس اگر دریا کی تجارت کا اذن دیا اور خشکی کی تجارت سے منع کیا تھا تو خشکی کی تجارت کا بھی
 اذن نہ ہوگا اگرچہ غلام خشکی کی تجارت کو نہ جانتا ہو اور مالک اس سے بھی واقف ہو نہ انی اقسائی ثم علم ان الاذن بالتصرف الذمی اذن بالتجارة الذمی
 اتخذا مگر پھر ہر دور یا وقت کہ تصرف نوعی کا اذن تجارت کا اذن ہر اور تصرف شخص کا اذن اتخذا م یعنی نہ صرف لیا ہو نہ اذن تجارت م متاوی عالمگیری میں ہے
 کہ حد حاصل تجارت اور اتخدا م میں یہ ہے کہ اگر غلام کو عقد کا بار بار اذن دیا اور معلوم ہوا کہ مراد مولی کی جلب منفعت ہے تو وہ اذن تجارت کا اذن ہوا اور اگر عقد
 واحد کا اذن یا او معلوم ہوا کہ منفعت مقصود نہیں تو وہ تجارت کا اذن نہیں بلکہ وہ اتخدا م ہے عرف اور عادت میں یعنی اگر مولی نے کہا کہ کپڑے کی خرید و فروخت
 کر تو وہ ماذون تجارت میں ہوا اور اگر کہا کہ فلا نے شخص کے پاس فلا نے کام لینے ضروری کر تو وہ ماذون فی التجارة نہیں ہوا اس لئے کہ ایک ہی عقد کا امر کیا اور
 کہا کہ لوگوں کے یہاں فلا نے کام لینے ضروری کر تو یہ اذن تجارت کا بسبب عدم تعیین ساجر تو عقد مختلفہ کا اذن ہوا انتہی اتقانی نے کہا کہ اگر عمل خاص کا
 اذن بھی اذن عام ہو جائے تو بیسی نگلی لوگوں پر پڑتی کہ ایک پیسے کے ساگ خرید کرنے سے غلام اذن فی التجارة ٹھہرایا کرتا اور اتخدا م کا مضمون فوت ہوتا ہے
 صورت سے ہر اذن عام نہیں ہوتا بلکہ وہ اتخدا م اور توکیل ہر کنافی الطحاوی مختصر و مثبت الاذن ولا یتعد آہ سیدہ ہر بیع ملک کہ جنہی فلو ملک
 سولہ لم یجزئ یا اذن بالطنق بزاز یہ و در عن الخانیۃ اور ثابت ہوتا ہے اذن دلالتہ حال سے تو جس غلام کو اس کے مولی نے ملک جنہی کو بیع کرتے دیکھا تو اگر مولی
 اپنے غلام کو اپنی ملک بیچتے دیکھے گا تو فقط سکوت سے اذن جائز نہ ہوگا جب تک زبان سے اذن دے چنانچہ بزاز یہ اور در عن میں ہر خانیہ سے م اذن
 جائز نہ ہوگا یعنی اذن ثابت ہوگا اس تصرف میں جس سکوت واقع ہوگا ذکرہ خیر زیادہ اور یہ مراد نہیں کہ اس تصرف کے سوا اور تصرفات میں بھی اذن
 ثابت نہ ہوگا جیسا کہ شریعہ بالیہ کا مفسر سمجھا ہے کہ کنافی الطحاوی عن ابی اسعود و لکن مولی بیعنا ازلیہی و غیرہ و جرم بالہ سولہ ابن کمال و صاحب الترتیب

یہاں غلام کے لئے
 اذن دینا ضروری ہے
 مگر اس میں
 اس کا مقصد
 اذن دینا ہے
 نہ اس کے لئے
 اذن دینا ہے

ورجہ فی اشتر بلائیت بان مافی الشون و اشترج اولی صافی کتب الفتاوی فی حفظ لکین مال غنئی اور مال مولی کو برابر کہا جیو طبعی وغیرہ سے اور اس کمال اور
صاحب امتیازی سے دو قون مالون کی برابری کا یقین کیا ہو اور شر بلائیت میں دونوں کی برابری کی ترجیح دی ہو اس طرح ہر کہ ہو و است کہ متون و شرع میں
ہر وہ مقدم اور اولی ہو اس وایت سے جو قادی کی کتابون میں ہو تو اسکو یا در کھنا چاہیے ہم یہ استدراک بیوقع ہو اسو اسکے کوڑائی کا کلام کہ غلام
ما ذون ہو جاتا ہو اس فعل سے بعد ہر سکوت واقع ہوا اور یہ ہر از یہ اور در کے مناسبت ہو اسو اسکے کوڑائی اور در کا موضوع نفس فعل سکوت عنہ ہو اور یہی
فعل اولی کے فرق کا تو اگر بستی کا مال ہو تو سکوت سے غلام ما ذون ہو گا فعل سکوت عنہ میں اور اس کے بعد ذین اور اگر مولی کا مال ہو گا تو غلام ما ذون
ہو گا البتہ میں نہ اس فعل سکوت عنہ میں کذا فی لفظ ملاوی و شتری ما اراد سکوت البتہ ما ذون ہے لایقہ اس تو اس کلام کو اسکے کوڑائی سے ملے ملک اس کی بیع
کرتے اور جو چاہا اسکو خرید کرتے وہ کیا اور ملک سے سکوت کیا تو وہ غلام ما ذون ہی تجارت و لایقہ اس شایع ہے کہ ما ذون خبری ہوتا ہے اور ہر
ہر خبری راہ الا اذا کان الاولی فاصحیا تباہ سکوت مولی کا ذون ہر خبری مولی قاضی ہو تو سکوت ذین نہیں کذا فی الاشباہ و لکن لا یكون الاولی بیع و ملک
اسکے او شریعہ غلام فیذ علی الوصلی بیع ملک اشباع لایقہ ان یسیر ما ذون مال ہو باطل و لیکن غلام ما ذون نہ ہو گا اس خبری سکوت عنہ
کی بیع یا اسکی خرید میں تو مولی بیع اس شایع کی بیع نافذ نہ ہوگی اسو اسکے کہ لازم آتا ہے کہ غلام ما ذون ہو جاوے ما ذون ہو جائے سے پہلے اور حالانکہ یہ مال ہو
قلت لکن تمی القیماتی مغیرا لایقہ بالبیع وون اشترج من مال بولاء اسی بیع فیہ و علیہ فیفتی تراکی الفرقی و انما الفرقی میں کتا ہوں لیکن عدم ذون یا عدم
نفاذ کو تمستانی نے وغیرہ سے نقل کر کے تنقید کیا ہے بیع کے ساتھ نہ اس خرید کے ساتھ جو مولی کے مال سے ہو یعنی تو اس میں بھی خرید ہوگی اور ہو جب قید
ذخیرہ کے بیع اور شر کے فرق بیان کرنے کی حاجت پڑی اور حق تعالیٰ تو فریق دے فرق بیان کرنے کی ہم نے طبعی میں ہر کہ اگر مولی نے اپنے غلام کو خرید کر لیا وہ کیا
موسے کے درہم یا دانیہ سے اور اسکو بیع نہ کیا تو وہ ما ذون ہو گیا اسی تو غلام اسی عقد میں ما ذون ہو گیا اسی سے کہ ما ذون فرق ہے کہ خرید میں بیع ذیل
ہو جاتی ہو مولی کی ملک میں تو کچھ ضرر نہیں بخلاف بیع کا اس میں مال ہو جاتی ہو مولی کی ملک سے تو اس بیع میں سکوت ذین نہ ہو لیکن اس میں غفلت ہے ہر کہ
بیع اور شر و ذون میں احوال اور احوال ہر جہی سے کہا شاید جو فرق وہ ہر جو فقہانے باب الفضولی میں نہ کوڑا کیا ہو کہ شر اس سے بظاہر فریق سے اور شری
نے اس عقد کو موتوت رکھا ہو مولی کی اجازت پر یعنی اگر مولی اجازت قوی دے تو نافذ ہو اور اگر باطل کر دے تو باطل ہو کذا فی لفظ ملاوی و شتری ہر جہی قاضی
مطلقا بلا قید صلی کل تجارت منہ اجماعا اور ذین ثابت ہوتا ہو صریحا تو اگر غلام کو ذون دیا مطلقا بدون قید کے تو ہر تجارت غلام کی بالافعال بیع ہوگی ہم
ذون مطلق کی یہ مثال ہو کہ مولی کے کہ میں نے تجھ کو ذون دیا سو اگر یون میں یا یون کے کہ ذون دیا سو اگر یون میں اور خبر میں کے خرید کی قید نہ لگائی اور
نہ کوئی قید سوداگری کی بیان کی کذا فی الخ اما تید نعتنا لیم خلافا للاثانی اور اگر ذون میں قید عام لگا دے گا تو ہر سے نزدیک قید ہر ہوگی ذون عام
ثابت ہو گا ہر خلافت نہ سب شامی کے فی بیع و شتری ولو فی بیع فاحش خلافا لثانی و ذون بیچے اور خرید کر کے اگرچہ بیع اور شر عن فاحش کے
ساتھ ہر بلا لایقہ سب صاحبین کے کہ نزدیک بیع اور شر عن فاحش عبد ذون کو جائز نہیں ہر دیو کل ہر ذیر میں ویر میں و لیم الثوب و الدابة لایقہ
من عادیہ التجار و خرید فروخت میں غیر کو دلیل کرے اور اپنی چیز دوسرے کے پاس گر دے اور غیر کی چیز اپنے پاس رہن رکھے اور کپڑے اور جانور کو تجارت
رے اسو اسکے کہ یہ سودا گردن کی عادت ہو و لیم الح عن قصاص علی عبدہ اور مال کی طرح کرے اس قصاص سے جو واجب ہو ما ذون کے غلام پر
و بیع میں مولاہ مثل القیمۃ و اما باقل منها فلا در ما ذون بیع کرے اپنے مولی سے قیمت کی پر از قیمت سے کسری بیع تو جائز نہیں ہم اور بیع کثیر
قیمت سے بطریق اولی جائز ہو بیع مولاہ منہ مثل القیمۃ او اقل اور مولی عبد ذون سے بیع کرے یا قیمت یا کثرت سے و لیم الح عن بیع مولاہ
ثمنہ من العبد و مولی کو جائز ہو روک رکھنا بیع کا اسکے ثمن کے لینے کے واسطے عبد ذون سے و لیم الح عن ثمن غلاما لایقہ شایع جمع مغیرا لیم الح عن ثمن غلام

اسلام اور فقہ حنفی شمار نہ ہو اور اس قول سے استفادہ ہوتا ہے کہ کھانے کے سوا اور چیز صلا تحفہ مذکے کا ذکر ابن کمال اور یقین کیا ہے ابن عسکری
 ابن عسکری نے تحفہ دینا مذکور نہیں کیا بلکہ ضیافت اور تصدق بالکل قلیل کو اسے بیان کیا ہے کہ انی الخطاوی المجور لا یمید شیئا اور غلام مجبور کو تحفہ
 نہ دے کسی کو قلیل نہ کثیر نہ طعام نہ غیر طعام وعن الثانی اذا دفع للحر قوت یومہ فہذا بعض رفقاء لاکل مع غلام بلا س خلات مالودع الیہ قوت شہر اور
 ابو یوسف سے روایت ہے کہ جب غلام کو ایک دن کا کھانا دیا گیا سو اسے اپنے کسی ساتھی کو اپنے ساتھ کھانے کی واسطے بلایا تو کچھ مضائقہ نہیں بظاہر اس
 صورت کے کہ اگر اسکو چھینے بھر کا کھانا دیا گیا تو کسی اور شخص کو اپنے ساتھ کھانا نہ دے تا بہین ولا یاس لکذا ان تصدق من بیت سید یا اور وہاں البیہر کر
 و نحو ہذا اور عورت پر کچھ مہر اقلہ نہیں ہسکا کہ اپنے مہر کے یا اپنے زوج کے گھر سے تھوڑی سی خیرات کرے چنانچہ ایک روئی اور ناند کے کدانی لائق ہم یعنی
 بدون اطلاع شوہر تھوڑا صدقہ دینا جائز ہے اس واسطے کہ ہر قدر دینے کو منع کرنا راجح نہیں ولو لم یشہ عدم الرضی لم یجز اور اگر اسقدر تصدق دینے کی ناز نہ ہو
 مولی یا شوہر کی اطلاع نہ ہو تو انہی جائز نہیں ولو بخیف من بطیخہ اور ازون ضیافت کرے اس شخص کی جو اسکو کھانا کھلاتا ہو تو فیہ الضیافۃ البیہر کر
 بالذکر کہ کم خرچ تھوڑی ضیافت کو بے قدر اپنے مال کے کم ہونے سے مردی کو اگر ازون کے پاس دے اگر کسی مال میں ہر روز دے ہو تو دس درم بہانت میں خرچ
 کرنا قلیل میں داخل ہے اور اگر مال تجارت دس درم نہ ہو تو ایک دانگ کی بھی ضیافت کثیر ہو کدانی الخطاوی عن احمد و یحییٰ عن الحسن مہرب قد را بخیر
 انہما را اور ازون کم کر ڈالے تو اس سے بیع کے عیب کے سبب سے ہر قدر سود اگر کم کر ڈالتے ہوں یعنی زیادہ کم کرنا درست نہیں ہے جو بیانی و یوحی
 اور ازون جنس بیچے پاسکے تو اس سے کثیر اور تو اس لینے کی مدت مقرر کرے کدانی لائق ہم قلموس میں ہے کہ مباحات ہر عمل سے بلا عین اور بلا اسان
 اور عیالہ عبارت ہے تصروف اور تمکین ان معانی سے کہ کوئی مرد و عین بیان تو مرد و جنس کا بیچنا کر اس کے تو اس سے گھر کے ساتھ
 تعلیل نہیں اور تاجیل ہو اسطے مازون کو جائز ہوئی کہ اہل تجارت کو کبھی اسکی حاجت پڑتی ہے کدانی الخطاوی ولا یشتر وج الا باذن اور ازون نکاح نہ کرے
 مگر مالک کے ازون سے اس واسطے کہ یہ تجارت کے باب سے نہیں ہے اور میں ضرر ہو مولی کا ہر وجہ ہو جائے سے ولا یشتر عی وانی ازون لا مولی اور
 سر یعنی کوئی دوسری کو دے نہ بناوے اگرچہ مولی نے اسکو ازون دیا ہو م اس واسطے کہ مہر بنانا مالک رقبہ پر مبیہ ہو اور ازون کسی چیز کا مالک نہیں ولا یشتر وج البیہر
 وقال ابو یوسف یشتر وج الامتہ اور اپنے ملک کا لٹوئی ہو یا غلام نکاح نہ کرے اور ابو یوسف نے کہا لٹوئی کا نکاح کر دے ولا یکتاہیہ الا ان یجیدہ اکثر
 ولا ین علیہ ولا یتبض للمولی اور مازون کاتب نہ کرے اپنے ملک کو اگر اس طرح کہ مولی اسکی اجازت دے اور حالانکہ مازون پر دین نہ ہو اور بیل
 کتابت کے قبض کرے کی ولایت مولی کی واسطے ثابت ہے ولا یفتق بمال الا ان یجیزہ الی آخر ما اور مازون ملک کو بغرض مال کے آزاد کرے کہ گویا
 کہ بوسے اسکو جائز رکھے تا آخر شرط نہ کو رضی مولی اجازت دے اور ازون پر دین نہ ہو اور ولایت قبض مولی کے واسطے ہونہ مازون کی واسطے ولا
 بغیرہ اور نہ بدون مال کے آزاد کرے ولا یشتر من لا یشتر ولو بغرض اور نہ مازون قرض دے اور نہ ہبہ کرے اگرچہ ہبہ بالغرض ہو ولا یفتق
 مطلقا بقیس او مال اور ضامنی نہ کرے مطلقا نہ حاضر ضامنی نہ مال ضامنی ولا یشتر عن قصاص جب علیہ اور مازون صلح نہ کرے اس قصاص
 سے جو اسپر وجب ہو ولا یعوض عن القصاص اور نہ قصاص کو معاف کرے ویصلح عن قصاص موجب علی عبدہ خزائنہ الفقه اور مازون صلح کرے
 اس قصاص سے جو اس کے غلام پر واجب ہو کدانی خزائنہ الفقه وکل ین جب علیہ تجارتہ او باہونی معنا یا امثلہ الاول کبیع و شتر او جارہ و شتر
 و شترہ انانی عزم و ولایتہ و غصب و امانتہ محمد ہا عبارتہ الذکر و غیر ما جرد بلا یم نبتہ و عقر و جب بوطی شترتہ بعد الاستحقاق کل ذلک تعلیق
 برقبہ کدین الاستہلاک و لہم و نفقۃ الزوجۃ یصلح فیہ اور جو دین کہ وجب ہو مازون پر اسکی تجارت کے سبب سے یا اس سبب سے ہو جو بی تجارت
 کے تبادل کی مثالیں چنانچہ بیع اور شتر او جارہ اور شتر او شترانی یعنی بی بی تجارت کی مثالیں چنانچہ دہشت کا ادا ان اور اس غصب اور امانت کا ادا ان

مولیٰ کے چکر کرنے اور روک دینے سے بشرطیکہ خود ماذون کو اور اسکے اکثر اہل بازار کو چکر کرنے کا علم ہوگا اگر مولیٰ کا ماذون شہر و بازار یوں میں ماذون کا علم اس واسطے شرط ہوتا کہ ضرر اس سے دفع ہو م یعنی اگر ماذون مجبور ہو سکے یا دن اسکی اطلاع کے تو جو کچھ وہ تصرف کر لیا بعد چکر کے وہ دین اسکو دینا پڑے آزاد ہونے کے بعد اپنے خالص مال سے اما اذالم علیہ ای بالاذن الا العبد و حد کفی فی مجبر علیہ بہ فقط ولا بشرط علیہ علم اکثر اہل سوقہ لا شفع لہنہ اور جبکہ ذن ملی کو کوئی بجاتا ہو تنہا غلام کے سوا تو اسکے مجبور کرنے میں نقطہ اسی کا علم کہ غایت کرنا ہو اور اسکے ساتھ اکثر اہل بازار کا معلوم کرنا بشرط نہیں بسبب نہ ہونے غرض کے و فی البزازیہ بالغ عبیدہ الماذون ان لم یکن علیہ دین صار مجبوراً علیہ علم اہل سوقہ بوجہ علم الہیج وان علیہ دین لا مال لہ فیہ المشری لفساد البیع اور بزازیہ میں کہ مولیٰ نے اپنے عید ماذون کو بچا اگر اس پر کسی کا دین نہ ہو تو وہ مجبور ہو گیا خواہ اہل بازار کو اسکے ایک ہیکہ علم ہو یا نہ ہو بسبب صحیح ہونے اسکی بیع کے اور اگر اس پر دین ہو تو مجبور نہ ہوگا جب تک کہ اسکا مشتری اپنے قبضہ میں نہ لاوے اسبب فساد ہونے بیع کے ہم بیع فاسد میں بعض کے بشرطی مالک ہوتا ہو دل الغرض اسخ ان دیونہم حالہ ان لا اذکان بالشن وفار و بار و اہل بازار و ان لا مولیٰ و عامہ فی امرانیہ اور کیا دین الون کو بیع ماذون کا اختیار ہی نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اگر ایسے دیون بلا بات کے فی الحال ہوں تو ان کو بیع کرنے کا اختیار دین ہوگا جبکہ ذن کے من سے آدک دیون ممکن ہو یا دین الون نے اسکو سوا حق کر دیا ہو تو مولیٰ نے دین ادا کر دیا ہو تو بیع منع نہ ہوگی اور پورا ہوا اسکا سہیبہ میں ہو وہ موت پیدا ہو جائے تو ماذون کو ماذون کو اختیار ہوا کہ اگر وہ مرے تو مالک کی موت سے اور اسکے خون طبق ہونے سے اور اسکے دار الحرب میں بجاتے سے مرید ہو کر اور سہیبہ ماذون کے خون سے اور اس کے لاحق ہونے سے دار الحرب میں مرید ہو کر اگرچہ حقوق دار الحرب کو کوئی نہ جانتا ہو اس واسطے کہ وہ حکمت پر دم محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جنون طبق وہ ہے کہ سال مجبر رہے یا زیادہ اور جو اس سے کم ہو وہ طبق نہیں کذانی لطلحاوی و غیرہ جیسے کیا باقاہ دان لم یعلم احدہم جو نہ ولو عا و منہ اذ انق من جنونہ لم یحید الا ذن فی الصیغہ یلی و قستانی اور ماذون مجبور ہوتا ہے جیسے بھاگ جانے سے اگرچہ کوئی نہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو مولیٰ نے ماذون کے اور اگر وہ دیکھ آوے بھاگنے کے بعد یا ہوش میں ہوگا اپنے خون سے تو ذن سابق عود کر گیا صحیح قول میں کذانی الزلیلی لہستانی و با سٹیلا و ما بان ولدت منہ فادعا کان مجبوراً لا مال لہ بصریح خلافہ اور جاریہ ماذون مجبور ہو جاتی ہے استیلا و سے اس طرح کہ کہی مولیٰ سے پھر اسکے ولد کا مولیٰ نے دعویٰ کیا تو یہ اختیار مجبور ہوگا علماً باعتبار دلالت حال کے جب تک کہ مولیٰ اسکے خلاف کی تصریح نہ کرے ہم استیلا و اس واسطے مجبر حکمی ہو کہ عادت میں جاری ہو کہ ام ولد پر وہ دین رہتی ہو اور مالک اسکے نکلنے سے اور لوگوں کے ساتھ اختلاط کرنے سے خرید و فروخت میں رضی نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہے مجبر کی ہاں اگر مولیٰ استیلا و کے بعد ہر طرح کرے اذن تجارت کی تو حجت ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ دلالت سے حاجت فوق ہر کذانی لطلحاوی لا تخبر بالعتد بمراد ذنہ مجبور نہیں ہوتی تدبیر سے یعنی اس واسطے کہ مدبرہ کو پردہ میں رکھنے کی عادت نہیں تو دلیل مجبر کی نہ پائی گئی و ضمن بہا قیمتہا فقط لغرض مار لو علیہا دین جمیعہ اور مولیٰ استیلا و اور مدبرہ سے ام ولد اور مدبرہ کی فقط قیمت کا تاوان دینا دین والون کو بشرطیکہ دنون پر دین محیط ہووے ہم فقط کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر قیمت سے زیادہ دین ہو تو اسکا مطالبہ ادا ہونے کے بعد ہوگا اقرارہ مبتدأ بعد جمیرہ ان لایعہ امانہ او غصب او دین علیہ لا خریم خبر مجبور ہونے کے بعد ماذون کا یہ اقرار کرنا کہ جو اسکے پاس ہر وہ امانت ہو یا غصب ہو یا سپردین ہو دوسرے شخص صحیح ہر شایع نے کہا اقرارہ مبتدأ ہوا صحیح اسکی خبر فی فیضیہ منہ و قالا لا یصح تو دین وغیرہ ادا کرے اپنے مال بقبوض سے اور صاحبین نے کہا کہ اسکا اقرارہ کو صحیح نہیں ج احاطہ دینہ ہاں کہ در قبیہ لا یحکم سیدہ ما ماذون کا دین محیط ہو گیا اسکے مال اور اسکی ذات کو تو اسکا مالک اسکے پاس کے مال کا مالک نہ ہوگا ہم اس واسطے کہ مولیٰ اپنے غلام تاجر کے مال کا اس وقت مالک ہو تا ہو اسکا خلیفہ ہو کر حبس اسکی حاجت سے فارغ ہو وراثت کے مانند و ترس مال کو دین محیط ہر وہ اسکی حاجت میں مشغول ہو تو مولیٰ اس میں تامل نہ ہوگا اور

و مال اسکی مالک بن اهل نه ہوگا فلم یعقوب عید من کسبہ تجریر مولاه و قال لایک مبیق و علیہ قیمتہ موسر او لموسر افلهم ان یفینوا العبد المشرق ثم یرحم علی
المولی ابن کمال تو آزاد نہ ہوگا وہ غلام جو مازون مدیون کی کمائی سے ہو اسکے مولی کے آزاد کرنے سے اور صاحبین نے کہا کہ مولی مازون کے
مال کا مالک ہو تو اسکے آزاد کرنے سے اسکا غلام آزاد ہوگا اور مولی پر اسکی قیمت دینی لازم ہوگی اگر مولی مقدور والا ہو اور اگر تنگ دست ہو تو
مازون کے دین والوں کو اختیار ہو کہ غلام آزاد سے تاوان لین بھیر غلام آزاد مولی سے بھرنے کا اصح ابن کمال تو آخری ذرا محرم من اسکو
لم یعقوب و لو لک یعقوب اور اگر مازون مولی کا قریب دار محرم خرید کرے تو آزاد نہ ہوگا اور اگر مولی مازون کی کمائی کا مالک ہو تو اسکا محرم آزاد
ہو جائے بجز خرید کے ہم یہ مسئلہ اور اسکے بعد مسئلہ اس پر تفرع ہو کہ مولی کسب مازون متفرق بالذین کا مالک نہیں و لو لک لک مولی مافی یدہ من
الزقیق حصن لک لک غلام غلاما بنا علی ثبوت الملک و عدہ اور اگر مولی تلف کر ڈالے اسکو جو مازون کے قبضہ میں غلام ہو تو مولی پر تادین
لازم ہوگا اور اگر مولی اسکی کمائی کا مالک ہو تو تادین نہ دیتا بجز خلاف مذہب صاحبین کے بنا اس خلاف کی ثبوت ملک اور عدم ثبوت ملک پر
والن لم یحیط دینہ بالہ و رقبۃ صحیح تحریرہ اجماعا اور اگر مازون کا دین اسکے مال اور اسکی ذات کو محیط نہ ہو تو مولی کا آزاد کرنا مازون کے غلام کا تادین
امام اور صاحبین کے درست ہو و صحیح اعتقادہ حال کون المازون مدیون نا و لو یحید او صحیح ہو مولی کو آزاد کرنا مازون کا مازون کے مدیون ہونے کی
حالت میں اگرچہ دین محیط ہوم اعتقاد مازون بالا جامع صحیح بجز خلاف تو فقط مازون کے کسب میں اشتقاق دین کے وقت ہو و حصن المولی للفرع
الاقل من دینہ و قیمتہ اور تادین دے مولی مازون کے دین والوں کو کمتر اسکے دین اور قیمت سے م یعنی اگر دین کم ہو قیمت سے تو دین کا تادین
دے اسواسطے کہ انکاف نہیں مگر دین میں اور اگر قیمت کم ہو دین سے تو قیمت کا تادین دے اسواسطے کہ انکا دین بقیہ ہو اسکی ذات سے اور ذات
اسکی تلف کر دیا یعنی آزاد کرنے سے کذا فی الدرر دان شارح البیروانی و یوم و بانباء احدہا لایزال الاخر فما کفیل مع مکفول عنہ اور اگر دین اسے
چاہیں تو غلام آزاد کا بچھا کرین اپنے تمام دین کیواسطے اور مولی اور غلام آزاد میں ایک کے بچھا کرنے سے دوسرے شخص بری الذمہ نہ ہوگا تو موسیٰ
اور اسکا غلام کفیل یعنی ضمان کے مانند ہو مکفول عنہ کے ساتھ م یعنی مسطر کفیل کے مطالبہ کرنے سے مکفول عنہ بری الذمہ نہیں ہوتا اور مکفول عنہ
کے مواخذہ سے کفیل بری الذمہ نہیں ہو جاتا و طوب بالقی من نیم اذ لم تف بہ قیمتہ بعد عتقہ تفر وہ فی ذمتہ اور جو انکا دین باقی رہ گیا اسکا مطالبہ
ہوگا مازون کی آزادی کے بعد بسبب ثبات ہو جانے دین کے اس کے ذمہ نہ مطالبہ اسوقت ہوگا جبکہ اسکی قیمت ادا سے دین کیواسطے کفایت نہ
کرے گی و صحیح تدبیرہ و لا یخیر فی الغرار کتفہ الا ان من تمامہ الشیخین لیس لار جوع شرح ملکہ و صحیح ہر مازون کو مدبر کرنا اور تدبیر سے وہ مجبور القصر نہ ہوگا
اور دین والوں کو اختیار ہوگا تضمین مولی اور تسعار مازون میں اسکے عتق کے مانند مگر عتق اور تدبیر میں اتنا فرق ہو کہ جو دین والا ایک چیز اختیار کرے گا
اسکا چھہ نادرست نہیں کذا فی شرح الملکہ م یعنی اگر دین دالے مولی سے غلام کی قیمت کا تادین لین تو وہ غلام سے مطالبہ نہیں کر سکتے اسکے آزاد ہونے
تک اور وہ مازون نہ رہے گا بحال سابق اور اگر غلام سے سنی کر دین تو اسکی محنت فردوی سے اپنے دیون لین اور وہ بطور سابق مازون نہ رہے گا کذا فی
الطحاوی و فی الہدایۃ و لو کان المازون مدبرا و ام ولد لم یضمن قیمتہ لان حق الغرار لو یعلق برقبۃ لایسا بان بالذین اور ہایہ میں ہو اور اگر مازون
مدبر یا ام ولد ہو تو اسکی قیمت کا تادین مولی پر لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ دین والوں کا حق اسکی گردن سے متعلق نہیں ہو کہیونکہ ام ولد اور مدبر دین
میں بیع نہیں ہوئے م یعنی اگر مدبر یا ام ولد کو مولی مازون کرے اور پھر لوگوں کا دین لازم ہو پھر انکو مولی آزاد کر دے تو مولی پر تاوان قیمت لازم
نہ ہوگا و لو عتقہ المولی باذن الغرار فہم تضمین مولاه و یطعی اور اگر مازون کو مولی نے دین والوں کے اذن سے آزاد کر دیا تو انکو اسکے مالک سے تاوان
لینا جائز ہو کذا فی الزلیح ہم یہ مسئلہ عتاق سے متعلق ہو نہ مسئلہ مدبر سے و المازون ان باعہ سیدہ باطل من الدیون و غلبہ المشتري قیمتہ لان الغرار اذا

قدرو اعلیٰ العبد کان لہم نسخ البیع لکما ضمن الغرار البائع ثمنہ تعدیہ اور مازون کو اگر اسکے مالک نے دیوں سے کٹر کو بیچا اور مشتری نے اسکو نہ
 کر ڈالا تو دیں کے بیچنے والے سے اسکی قیمت کا تاوان لین بسبب تعدی مالک مصنف نے غائب کر ڈالنے کی قید اسواسطے لگائی کہ دیں کا
 جب غلام پر فادہ دیوں کو انکو نسخ بیع کا اختیار ہے چنانچہ گزر گیا فان ردوا العبد علیہ لعیب قبل القبض مطلقاً و بخیار ردیۃ او شرطاً و بعدہ بقضاء
 بیع علیہ لیسیمتہ علی الغرار و عاقبتہم فی العید زوال المانع سو اگر غلام پھیر دیا جائے عیب کے سبب سے قبل از قبض مشتری کے مطلقاً خواہ قصداً
 یا رضاً سے یا پھیرا جائے بخیار ردیۃ یا بخیار الشرط یا قبض کے بعد حکم قاضی پھیرا جائے تو مالک اسکی قیمت پھیرے دیں والوں سے اور دیں والوں کا حق
 غلام نہ کو رہیں بھرتا بہت بھگا بسبب و درود جو جانے مانع کے ہم یعنی تاوان مولیٰ کا سبب زائل ہو گیا یعنی بیع اور تسلیم گذانی المانع و ان رد و بعد القبض لا یقضی
 فلا یصل لہم علی العید و لا للمولیٰ علی الثمن لان الرد بالشرط فی قاذوہ ہی بیع فی حق غیر ہما اور اگر غلام پھیر دیا قبض مشتری کے بعد بلا حکم قاضی تو دیں والوں
 کے واسطے کوئی راہ نہیں غلام پر نہ بیع کی نہ ہمدار کی نہ مولیٰ کی واسطے کوئی راہ قیمت پر یعنی مولیٰ نے جو دیں والوں کو قیمت دی تھی اسکا ہمدار
 نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ رد بیع تراخی سے و حقیقت اقالہ بیع کا اور قاذوہ بیع پر غیر عاقدین کے حق میں یعنی غلام کے حق میں گذانی المخطاوی و ان قبل
 من و نیم شئی رجوعاً علی العید و لا رجوعاً علی المولیٰ کما مر اور اگر بعد ضمان مولیٰ دیں والوں کے دیں سے کچھ باقی رہے تو وہ لوگ غلام سے اسکو پھیر لیں اسکی آزادی کے
 بعد چنانچہ مذکور ہو چکا و ضمنوا مشتری عطف علی البائع ای انشاء و ضمنوا مشتری بیع مشتری بالثمن علی البائع یا دیں والے تاوان لین و بعد بیع کے
 مشتری سے یعنی اگر چاہیں تو مشتری سے تاوان لین اور مشتری اسکا ثمن بائع سے پھیر کے شائع نہ کیا تو لا و ضمنوا مشتری بائع پر عطف ہی مخطاوی نہ
 کیا دیوں کہنا شائع کو بہتر تھا کہ ضمن الغرار عطف ہو و اجاز و البیع و اخذ و الثمن لاثمنہ العید یا دیں والے بیع کو جائز رکھیں اور اسکا ثمن لین نہ قیمت
 غلام کی ہم زلیعی میں ہی خلاصہ یہ کہ دیں والوں کو تین چیزوں میں اختیار ہے چاہیں بیع کو جائز رکھیں اور چاہیں بائع سے تاوان لین چاہیں مشتری سے
 اور جس سے تاوان لینا اختیار کریں گے تو دوسرا بری الذمہ ہو جائیگا و ان باعہ اسیدہ غلام بدینہ یعنی مقارنہ لاسنکر لکما یجی لتحقق الخاصۃ و سقنا انشاء مشتری لا
 الغرار اور اگر مازون کو اسکے مالک نے بیچا اسکا دیں چنانکہ یعنی مقردین ہو کر نہ منکر ہو کر چنانچہ انکامسکہ عنقریب آدینکا اعلام دیں کی قید اسواسطے
 لگائی تا خاصیت مشتری کی ثابت ہو اور بخیار مشتری کا سا قہوم قولہ مقارنہ تفسیر قبل کی کفایت نہیں رکھتا تو دیوں کہنا شائع کو بہتر تھا و اگر
 مشتری نہ تا اجترار واقع ہوتا اس صورت سے جبکہ مشتری دیں کا منکر ہو بائع کی غیبت میں تو اس حالت میں وہ مخاصم نہ ٹھہرے گا گذانی المخطاوی
 غلام مازون و البیع یعنی اگر مالک نے دیں بیکر بیع کی اور مشتری دیں کا مقصد تو دیں والوں کو بیع میں اختیار ہوا ان لم یصل ثمنہ لہم لان ضمن مشتری
 دلیل الرضی بالبیع و بیع میں اختیار مشتری طیکہ دیں والوں کو اسکا ثمن نہ ہو چاہا اسواسطے کہ انکا ثمن قبض کرنا بیع کی رضامندی کی دلیل ہو الا ان کان
 فیہ محاباة قبض ثمن رضامندی کی دلیل ہو مگر جبکہ ثمن میں محاباة ہو یعنی ثمن قیمت سے کٹر ہو م یعنی اگر ثمن قیمت سے کٹر ہوگا تو دیں والوں کو بیع جائز
 ہو اگر چہ ثمن قبض کر چکے ہوں اسواسطے کہ وہ امین گے کہ ہم نے اس خیال سے قبض کیا تھا کہ وہ قیمت سے کم نہیں ہو اور اسکا محل وہ ہے جبکہ ثمن کا
 دیں کو کفایت نہ کرے اور اگر کفایت کر گیا تو بیع نافذ ہوگی اگرچہ اس میں محاباة ہو اسواسطے کہ اس میں مالک کا نقصان ہے نہ دیں والوں کا گذانی المخطاوی
 تا ما ان یبیع البیع ابن کمال اور اگر ثمن قیمت سے کم ہو تو یا ثمن ٹھہرا جائے یا بیع منقوض ہو گا ذکرہ ابن کمال و قال لم یصح نہ الا ان کان
 حالاً و کان البیع بلا طلب الغرار و لیس لایق بدینیم و الا فالبیع نافذ زوال المانع اور مصنف نے شرح میں کہا کہ یعنی دیں والوں کو بیع کا اختیار اسوقت
 ہے جبکہ انکا دیں بلا منت ہو اور بیع انکی خواہش سے نہ ہو اور ثمن غلام کا اسکے اداسے دیں کیواسطے کفایت نہ کرتا ہو اور نہیں تو بیع نافذ ہوگی زوال
 مانع کے سبب سے یعنی اگر دیں موجد ہو یا بیع انکی خواہش سے ہو یا ثمن اداسے دیں میں کافی ہو تو انکو نسخ بیع کا اختیار نہ رہیگا اسواسطے کہ مانع نافذ بیع

اذا كان حقهما سوتهما صورتهن سائطاً هو كذا وان غاب البائع وقد قبضه المشتري فالمشتري ليس بحصم لعمدته ولا لاسرائي ولو اشترا
 حصم كما ملو در كراي مازون کا غائب ہوا اور شتری اس پر قبضہ کر چکا ہو تو شتری دین والوں کا حصم نہیں اگر شتری مازون سے مدیون ہو نہ ہو نہ ہو
 سکتا ہو نہ ہو نہ ہو ابویوسف کے کہ وہ حصم ہو اگر شتری دین کا مقبرہ ہو تو وہ حصم ہو چنانچہ گذر گیا ولو قبضہ بان غائب المشتري البائع حاضر
 فالحکم کہ لک ای لا خصوصاً اجماعاً حتی یخیر المشتري لکن لعم تصمین البائع قیمة واجازة البیع وانفذ الثمن اور اگر اسکا اثنا ہو یعنی شتری غائب ہو اور
 البائع حاضر ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہو یعنی خصوصیت نہیں بالاتفاق شتری کے حاضر ہونے تک لیکن دین والوں کو اسکی قیمت کا تادان لینا یا بیع کو
 جائز رکھنا اور اسکا ثمن لینا درست ہے عید ق م مصر و قال نابعه فلان مازون فی التجارة فیساع و شتری ہو مازون و مینہ لہ کل شئی من التجارة
 ایک غلام شہر میں آیا اور ابولاکہ بن فلاس نے کا غلام مازون فی التجارة چون اور اسے بیع اور شتری کی تودہ مازون پر اور اسوقت میں اسکو بہر تجارت
 کی لازم ہوگی م یہ استحسان ہے اسواسطے کہ یہ خبر ہر معاملات میں اور ایک شخص کی خبر معاملات میں مقبول ہو و کذا الحکم ولو شتری العید و بایع ساکناً عن
 اذ نہ و جبرہ کان مازوناً استعساناً لضررة التعامل امر المسلم محمول علی الصلاح فعمل علیہ ضررة شرح البائع و مفادہ تفقید المسلم بن کمال اور اسطرح کا
 حکم ہے اگر غلام نے خرید و فروخت کی اپنے مازون اور مجبور ہونے سے ساکت ہو کر تودہ غلام مازون پھر لگا استحسان کی راہ سے بسبب ضرورت تعامل
 کے اور مسلمان کا حال خیر او صلاح پر محمول ہو تو اسکی خرید و فروخت مازون ہونے پر محمول ہوگی کذا فی شرح البائع اور تعامل نہ کو سے مستفاد ہو اید لگانا
 کا مسلم کے ساتھ گذر کر ابن کمال یعنی خرید و فروخت بلا بیان اذن اور جبر کے اسوقت مازون ہونے پر محمول ہوگی جبکہ غلام مسلمان ہو اور اگر غلام
 کا فر ہو تو مازون ہونا اسکا ثابت نہ ہو گا و لکن لا یباع لہ ینہ اذ لم یکتب الہ اذا فرغ من لہ ای بالاذن ای اثبتہ الغریم بالبنیۃ ولیکن غلام مذکور
 اپنے دین میں بیجا بناد لگا جبکہ اسکا کسب واس دین کیواسطے کافی نہ ہو گا مگر جبکہ اسکا سولی اذن کا اقرار کرے یا دین والا اذن کو گو اہوں سے ثابت
 کرے و تصرف اصبی والمقنن الذی یقبل البیع و اشتران کان تافاً محضاً کالاسلام والا تہابیح بلا اذن جو صغیر و معتوہ کہ بیع اور شرا کو
 سمجھنا بوجہ ہا اسکا تصرف اگر نافع محض ہو چنانچہ مسلمان ہونا اور یہ قبول کرنا تو صحیح ہے بلا اذن دانی کے وان ضاراً کالطلاق والاعتاق
 والصدقة و القرض لا وان اذن بہ ولیہا اور اگر تصرف مفرت رسان ہو چنانچہ طلاق اور عتاق اور صدقہ اور قرض دنیا تو صحیح نہیں اگرچہ اس
 تصرف کا صغیر و معتوہ نے اذن دیا ہو ضرر سے دیوی ضرر مردی اگرچہ اس میں آخرت کا نفع ہو چنانچہ صدقہ اور قرض دنیا و مازون و من العقود بین
 قسح و ضرر کا بیع و اشترار لوقف علی الاذن حتی لو بلغ فاجازہ نفذ اور عقود میں سے جو عقد کشف اور ضرر کے درمیان میں دائر و محتمل ہو چنانچہ
 بیع اور شرا تودہ ولی کے اذن پر ہو تو وہ اگر صغیر بالغ ہو جائے اور اس عقد کو جائز رکھے تو نافذ ہوگی م طحاوی نے کہا اگر شرا بجا ہے حتی لو
 بلغ مکے و لو بلغ لکن کو بہتر ہوتا اسواسطے کہ تفریع کی کوئی وجہ نہیں فالن اذن لہما الولی فہما فی شرا و بیع کعبہ مازون فی کل حکامہ اور اگر صغیر و معتوہ
 کے ولی نے اذن دیا تجارت کا تودہ دونوں خرید و فروخت میں عید مازون کے مانند مازون کے سارے احکام میں م نہج احکام مذکورہ یہ ہے کہ اذن تجارت کا
 ایک قسم کے ساتھ مقید نہ ہوگا اور مخصوص زمان نہ ہو گا اور اگر صغیر و معتوہ کو اذنی خرید کرتے دیکھ کر سکوت کر لگا تو یہ سکوت بجا ہے اذن ہو گا غیر
 و لکن من احکام المازون و شرط لصحة الاذن ان یقبل البیع سالماً للسلک من البائع و اشترار جالباً لہ زاد از لم یمن وان یقصد الربح و یعرف الغبن
 ایسیر بن افش و ہوتا ہر اور اذن صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ صغیر و معتوہ اثنا بوجہتے ہوں کہ بیع ملک کی سلب کرنے والی ہو یا بیع سے اور ضرر ملک
 کی کھینچ لانے والی ہو شتری کے واسطے زبطی سے اس قدر زیادہ بیان کیا کہ اور یہ شرط ہے کہ صغیر یا معتوہ خرید و فروخت سے نفع حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا
 ہو اور نقصان قلیل کو نقصان کثیر سے متناظر کرنا ہو اور یہ قول ظاہر ہے و ولیہ بوجہ تم وصیہ بعد موت تم وصی وصیہ کما فی التہستانی عن العادۃ اور صغیر

کروم اذن غلام میں دو روئیں ہیں ایک روایت میں قبل علم باذن ہو جائے اور دوسری روایت میں ماذون نہیں ہوتا اور اس پر صغیر میں
 دو روئیں روئیں مذکور ہیں چنانچہ تنویر الاذیان سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ماذون لاصح الاذن لائق و المتصوب الجور ولا ینتہی اذن صغیر میں
 غلام گرفتہ کے واسطے اور نہ اس غلام کی واسطے جب کا غاصب غصب کرنے سے منکر ہو اور مالک کے گواہ نہیں م اور اگر مالک کے پاس گواہ
 ہوں اور غصب کی گواہی دینے اذن صحیح ہو گا ولا یصیر مجبور اہمالی الاصح اشیاء اور غلام ماذون مجبور نہیں ہو جاتا بھاگ جائے اور غصبوب ہو جانے سے
 بقول صحیح کہ زانی لا اشیاء ذنی الوہبانیۃ شہد لہ اذن القاضی لطف و قدالی و ابو یصح الاذن منہ فقیر اور وہبانیہ میں ہر اور اگر قاضی اذن دے صغیر کو اور مالک
 اس کا باپ انکار کرتا ہو تو اذن صحیح ہی قاضی کی جانب سے صغیر تجارت کے شہر و ضمن یعقوب صغیر و دیوہ و تکلیفہ لغتی بہت نیگا اور ابویوسف نے ماذون
 لازم کیا ہے صغیر پر استہلاک و ولایت میں اور صغیر کی قسم لیتے پر فتویٰ دیا گیا ہے جبکہ وہ منکر ہے ہم یعنی اگر صغیر مجبور نے ولایت تلف کر ڈالی تو ابویوسف کے
 نزدیک اس پر ضمان ہر اور طریقہ کے نزدیک ضمان نہیں اور اگر دہیت خود تلف ہو گئی تو بالاتفاق تادان نہیں اور اگر ماذون پر قبضہ ولایت یا تجارت میں
 یا مکاتب ہو اور ولایت تلف کر ڈالے تو اس پر اسکا تادان ہر اور اگر صغیر ماذون پر کسی چیز کا دعویٰ ہو اور وہ انکار کرتا ہو تو اسکی تکلیف میں اختلاف ہے کہ تادان
 میں نہ کرے کہ تکلیف پر فتویٰ ہے کہ لفظی شرح الوہبانیۃ بعد لبر شہر و اور ہر مجبور باع و شری و بیوہ المولیٰ لا یتغیر و توقف تصرف الجور علی الاجازۃ اور اگر مجبور
 میں رکھا یا بیع اور شرا کی اور مولیٰ نے اسکو جائز رکھا تو وہیں وغیرہ تغیر نہیں بسبب موقوف ہونے تصرف مجبور کے اجازت پر ہم خواہ مجبور غلام ہو یا صغیر
 عاقل فلو لم یقبل اذن لہ فی التجارۃ فاجازہ البیہ جاز اتحسانا و لولم یاذن لہ فاقطعہ فاجازہ لم یصح اجازۃ سوداگر مولیٰ نے عقود مذکورہ کو جائز رکھا بلکہ مجبور کو تجارت کا
 اذن دیا ہو عہد یا ذلک کے عقود مذکورہ کو جائز رکھا تو جائز ہی اتحسان کی راہ سے اور اگر اسکو اذن تجارت کا نہ دیا ہو سوداگر اسکو آزاد کر دیا ہو اسنے عقود مذکورہ کو
 جائز رکھا تو اسکی اجازت صحیح نہیں قال فکذا البصی المیزین مصنف وہبانیہ نے کہا اذہی حکم ہے صغیر منیر کا جو بیع اور شرا ہو جیسا ہر قلت ولا یغنی ان ما ہو تبرع
 ابتداء ضمان فلا یصح باذن ولی صغیر کا قرض میں کہتا ہوں اور یہ بات بھی نہیں کہ جو عقد کہ ابتدائے امان بلا بدل ہر وہ مضرت ہو اور مضرت ولی صغیر کے اذن کا
 صحیح نہ ہو گا چنانچہ قرض م شربالی نے ذکر کیا کہ منجملہ تصرفات موقوفہ قرض ہر اور مرض ضرر میں ہر تو نافذ نہ ہو گا اگرچہ ولی اجازت دے چلی ہے کہ ایہ اثر
 اسپر جو وہبانیہ میں مذکور نہیں اور نہ اس سے مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اعلم و تنفعہ اللہ الخلیم

کتاب الغصب

یہ کتاب ہے غصب کے احکام میں ہونے اندیشی والا وغیرہ کا حکم علی وجہ کتاب غصب بفتح غین میمہ و سکون و جاد مہملہ لغت میں عبارت ہے خبر کے لینے سے خبر
 مرکب ہوتی کے خواہ وہ ضیال ہو یا مال ہو چنانچہ شخص آزاد کا پکڑ رکھنا و شرعا ازالہ ید محققہ و احکما کچوہ لما اخذہ قبل ان یحولہ و اصلح شرع میں غصب عبارت
 ہے قبضہ حق کے داخل کر دینے سے اگرچہ ازالہ قبضہ حکمی ہو نہ حقیقی چنانچہ موع کا انکار کرنا نقل مکان سے پہلے اس ولایت کا جسکو اسنے مالک سے لیا تھا
 ہم قبضہ موع کا بعینہ قبضہ ہے موع بالکس کا انکار کرنے سے پہلے پھر جب اسنے ولایت کا انکار کیا تو مالک کا قبضہ اہل ہو گیا حکما باثبات یہ سب غصب
 عبارت ہر ازالہ مذکورہ سے قبضہ سبیل کے اثبات کے ساتھ یعنی قدر کا قبضہ دور کر دینا اور ماضی قبضہ کر لینا یہ حقیقت ہے غصب کی ہم بعضوں کے نزدیک غصب
 عبارت ہے فقط ازالہ ید محققہ سے نہ اثبات یہ سبیل سے و لہذا اگر ایک آدمی کے ہاتھ میں ہوئی ہو اور دوسرا آدمی اسپر ہاتھ مارے اور قوی دریا میں گر پڑے تو تادان لازم
 ہے حالانکہ اثبات قبضہ یہاں ثابت نہیں اور اکثر فقہاء کے کلام سے ظاہر ہے کہ ازالہ قبضہ کے ساتھ اثبات قبضہ بھی ضروری ہے اور تحقیق ہے کہ غصب دو قسم ہے ایک
 غصب وہ جو تادان کا موجب ہے تو اس میں فقط ازالہ شرط ہے اور دوسری قسم وہ جو جو بھیڑیے کا موجب ہے تو اس میں اثبات قبضہ بھی شرط ہے و غصب اثنائے
 اثبات الیقظہ و اشرۃ فی الزمانہ منفردہ بسان منصوب لا یضمن عند اخلافہ در اور اہم اثبات قبضہ کی تعریف میں فقط اثبات قبضہ کا اعتبار کیا ہے اور

کتاب الغصب

انہما من کل و موزون نصیب تمہما ساعۃ کما فی پہنچی اور فرزند مصنف نے حاشیہ اشباہ میں بیان اور حلیہ تیسیر کے قاعدے میں نصیب میں غیر
کی طرف منسوب کر کے وارد ہوا اور اس طرح صاحبوں اور پانس اور ورق یعنی زوجت کی پتیان اور سویان اور کسم اور کچا چڑا اور پکا چڑا اور نایا پاک تیل اور
اسی طرح کٹی بھر کٹی اور زنی چیز اور جو مکمل اور موزون کہ قریب الاماک ہو اسکی وہ قیمت لازم ہضمان ہو جو تعلق ہونے کے وقت اسکی قیمت ہو
چنانچہ اگر انبار کشتی حبیب ڈوبنے لگے اور اسوقت ملائے جو کچا چیز اور زنی چیز سمین تھی گواہی تو اس ساعت کی قیمت کا تاوان لیا جاوے گا کہ انانی
ہم ورت سے یہاں کا غنہ اور نہیں ہوا اسلئے کہ کاغذ شلی کر کڈانی الحاکمیر ذنی نصیب مقصود ہارنی خطہ فافسہ اور زنی لیکھا من قیمتہ قبل صلبہ المار لا
شما ہذا اولہم یفعلوا فافسہ لکھا لکھا انصیب من شل لانه عصبہ و ہوشی بخلاف مالو صلب المار فی الموضع الذی فیہ خطہ بغیر نقل انتہی و الحاکم کما فی الدہ و غیرہ ان
کل ما یوجدہ شل فی الاسواق بلا تفاوت یعنی نہ ہوشی و مالیس نہ لکھتہ فلیحفظ اور صیر فیہ میں ہر کہ ایک شخص نے پانی ڈال دیا گیون میں ہوا سکو بگاڑ
دیا اور اسکے کیل میں زیادت ہو گئی بھگینے سے تو وہ شخص تاوان دے اس قیمت کا جو پانی ڈالنے سے پہلے اس کی قیمت تھی یہ اس صورت میں ہر نہ کہ
اسنے گیون کو نہ اٹھایا ہو اور اگر دوسرے مکان کی طرف اٹھا لیا ہو پھر پانی ڈالا ہو تو ضمان شل لازم ہو گا اسلئے کہ اسنے اسکو عصب کیا اور حالانکہ
وہ اسوقت شلی تھا برخلاف اس صورت کے کہ اگر پانی ڈالا اسی مکان میں جہاں گیون تھے بغیر نقل کے انتہی مافی نصیر فیہ اور حاصل کلام اور خلاصہ مقام
ورز وغیرہ کے موافق یہ ہر کہ جس چیز کا شل در مانند بازار میں بلا تفاوت قابل شمار یا اجاوے تو وہ چیز شلی ہو اور جو ایسا نہ ہو یعنی جس میں تغیر فاضل اور
تفاوت متدرج ہو وہ قیمت والی چیز تو اس قاعدے کو یاد رکھنا چاہیے خان اوعی ہلاکہ شرط ہو جو ردعین لانه الموصوب لاملی در و شل و التیمہ مخلص
علی ازاج حبس حتی یعلم الحاکم لانه لو بقی نظرائی لا غمرہ ثم قضی الحاکم علیہ البدل من شل و قیمتہ بھر اگر غاصب منسوب کے تلف ہو جانے کا دعویٰ کرے تو وہ
مجبوس کیا جائے یہاں تک کہ حاکم معلوم کر جائے کہ اگر منسوب باقی رہا ہوتا تو البتہ ظاہر ہوتا یعنی غاصب اسکو ظاہر کر دیتا پھر حاکم اسپر عرض دینے کا
حکم کرے شل اور قیمت سے یعنی اگر منسوب شلی ہو تو شل دلاوے اور اگر قیمتی ہو تو قیمت دلاوے شایع نے کہا او عاے ہلاکت و جو ردعین سے ہر
ہر اسوا سلی کہ ردعین میں جب املی ہو اور در شل اور قیمت مخلص ہو تو لایچ ہر مخلص ہر یعنی جبکہ ردعین تغیر ہو اسوقت ریشل یا ر قیمت کی طرف محتاج ہوگی
ولو اوعی لغاصب الاماک عند صاحبہ بعد الرد و عکس الاماک ای اوعی الاماک عند الغاصب و اما ما البر لان فیر لان الغاصب اندر وہ و ہلاک
عند الاماک اری خلافا للثانی ملتی اور اگر غاصب نے دعویٰ کیا منسوب کے تلف ہو جائیکا اسکے مالک کے پاس بھر دینے کے بعد اور مالک نے بالعکس دعویٰ کیا
یعنی اسکے تلف ہو جانے کا غاصب کے پاس دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو غاصب کی یہ گواہی کہ اسنے منسوب کو پھیر دیا اور وہ مالک کے پاس
ہو گیا مقدم ہر مالک کی گواہی پر بخلاف ابو یوسف کے کہ انکے نزدیک مالک کے گواہ مقدم ہیں کہ انانی التلقی و لو حلفانی اقیمتہ و برہنا قابلیۃ للمالک و سبھی
اور اگر غاصب اور مالک نے منسوب کی قیمت میں اختلاف کیا اور دونوں گواہ لائے اپنے دعویٰ پر تو مالک کے گواہ مقدم ہیں اور اسکا بیان آگے آدے گا
وہ فی نفس المنسوب فالقول للغاصب و اگر دونوں نے ذات منسوب میں اختلاف کیا یعنی غاصب کہتا ہو کہ منسوب یہی چیز ہوا مالک کہتا ہو کہ نہیں ہر تو غاصب
ہر کا قول مقبول ہو گا یعنی اسوا سلی کہ وہ قابض ہو و انصیب انما یحق فیما یقل فلواخذ عمار و ہلاک فی یدہ باقہ مساویۃ کتبتہ سبل لم یضین خلافا لک
و بقولہ مات التامہ و بقیۃ فی الوقت ذکرہ یعنی او عصب ثابت ہوتا ہر مال منقول میں ہو اگر ایک شخص نے مال غیر منقول پناچہ زمین اور گھر اور زوجت کسی کا لیا
اور اسکے ہاتھ میں آسانی آفت سے تلف ہو گیا پناچہ سیلاب کے غلبہ سے زمین ڈوب گئی یا گھر گر پڑا تو غاصب پر ضمان نہیں بخین کے نزدیک برخلاف
محمد کے کہ انکے نزدیک غیر منقول کے غصب میں بھی دان ہر ادبی قول ہر ائمہ ثلثہ کا اور محمد کے قول پر زنتوی ہر وقت میں علامہ عینی نے اسکو ذکر کیا ہر ذکر
ظہیر الدین فی ذماتہ الفتوی فی غصب القار والد و الوتوفہ بالضمان ان الفتوی فی غصب منافع الوقت بالضمان اور ظہیر الدین نے اپنے فتاویٰ میں ذکر

کیا کہ جو بیعت غیر منقول اور موقوفہ گھروں کے غصب میں لزوم تادان کا فتویٰ پر اور منافع وقف کے غصب میں لزوم ضمان کا فتویٰ پر ہم مطلقاً دیے گئے
 کہ لفظ موقوفہ فقہاء و روایوں کی طرف راجع ہونی فوائد صاحب الجہاد شری دارا و سکھنا شہر انما وقف او کانت للصیغہ لزمہ جبرائیل صیانہ لعل الکر
 و انہ فیہ صاحب الجہاد کے فوائد میں کہ ایک شخص نے گھر میں لیا اور اس میں رہا پھر نکلا پھر وہ گھر و گھر وقف تھا یا کہ وہ غیر کا ملک تھا تو شری پر اجرت مثل
 لازم ہوگی تا وقت اور مال غیر کی حفاظت کیواسلئے وہی اجارہ انقضائے غصب عندہ فی ہفتار فی حکم الضمان اما فیہ واد کا فتویٰ اتاری کے تحقیق
 فی الزکا فی الاتحاق الاجرة فتی فی حفظ اور غصب کی کتاب الاجارہ میں ہے کہ غصب میں کے نزدیک ثابت نہیں ہوتا غیر منقول میں فقط تادان دینے
 کے حکم میں اور لزوم تادان کے ماسوا میں تو غصب میں کے نزدیک بھی تحقیق ہو گیا تو نہیں جانتا کہ غصب میں تحقیق ہو چکا ہے یا نہیں یعنی غصب غیر منقول کا
 پھر دینا نہیں کے نزدیک بھی جب ہر طرح اتفاق اجرت میں بھی غصب ثابت ہوئی اگر غاصب عقار میں سکونت کرے تو اگر یہ اس پر لازم ہوگا اگر
 وقف اور مال غیر نہ ہو نہ ہی اتنی انقضائے غصب یا دیکھنا چاہیے قبل فائدہ الاستدلال شری و علاوہ الدین فی غصب و لیا و الاصح انہ اسی افتاء میں بالبیع
 و تسلیم قول غصب یہ ہے کہ عقار یعنی غیر منقول مضمون ہو ہیج اور تسلیم سے قائل اس فی غصب کا استروشی اور علاوہ الدین پر دونوں نے یہ قول اپنی قبول
 میں کہا کہ جو کذا یا جو کذا فی ہفتار لود لودیعہ اور ہی طرح ضمان لازم ہو غیر منقول و بیعت کے انکار کرنے سے یعنی اگر غیر منقول و بیعت ہو ایک شخص کے
 پاس بھروسہ و بیعت کا انکار کرے تو اس پر بالاتفاق تادان لازم ہوگا کذا فی الخ و بالرجوع عن الشہادۃ لعل القضاہ اور اس طرح تادان لازم ہوگا
 کے پھر جانے سے قاضی کے حکم کو دینے کے بعد صورت اسکی یہ ہے کہ دو شاہدوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ جو گھر اسکے پاس ہے وہ فلاں شخص کا ہے
 سو تانی نے وہ گھر دوسرے کو دلا دیا پھر شاہدوں نے کہا کہ ہماری گواہی غلط تھی تو گھر کا تادان شاہدوں پر لازم ہوگا زبانی نے کہا کہ یہ ضمان لاف ہے
 نہ ضمان غصب و فی الاشباہ و انکار لا یضمن الا فی مسائل بعد بدہ لکنہ اور شاہدوں میں ہے کہ غیر منقول میں تادان نہیں مگر چند مسائل میں تادان ہو اور نہیں ہوتا
 سکون کو شمار کیا ہو یعنی بیع مع تسلیم اور انکار و بیعت اور رجوع عن الشہادۃ و انقضائے غصب انقضائے غصب انقضائے غصب بالاجماع اور جبکہ غاصب
 ناقص کو دے غیر منقول کو اپنی سکونت اور کشتکاری سے تو نقصان کا تادان کمال اتفاق ہم نقصان کی تفسیر میں اختلاف ہو قول صاحب اور فتی یہ ہے کہ نہیں
 خریدار کی اعتبار پر یعنی تامل کرنا چاہیے کہ گھریا میں کیا قیمت پر قبل شمال کے اور کیا قیمت پر بعد شمال کے تو جب قدر دونوں قیمتوں میں تفاوت ہو وہی نقصان
 پر قیصلی بازاد البذر و صحیح فی فقہی پھر غصب منہ غاصب کو اس قدر دے جب قدر بیچنے اسکی قیمت زیادہ کر دی اور بیع کی اس قول کی جہتی میں ہم مسئلہ
 ظاہر ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ حالانکہ ایسا نہیں ہو بلکہ یہ جداگانہ مسئلہ پر زیادہ تخم کی صورت ہے کہ کھیت کی قیمت کیجا دے تخم زری کے ساتھ اور تخم مطلق
 تخم مردہ نہیں بلکہ وہ تخم جسکے دخت کو مالک اکھاڑ سکنا ہو پھر اسی کھیت کی قیمت بدون تخم کیجا دے تو جب قدر دونوں میں تفاوت ہو اس قدر مالک غصب کو دے اور
 انجی زمین اس سے نکال کے کذا فی الطحاوی عن الثانی مثل بذرہ اور ابو یوسف سے یہ روایت ہے کہ غاصب کے تخم کی قیمت مثلی دے یعنی جب قدر مالیت تخم کی ہو وہ دے
 بلا اعتبار قلع و فی التفسیر فقہاء المختار و صیر فیہ میں ہے کہ ابو یوسف کا قول مختار ہو و لو ثبت لقلعہ و تمانہ فی الجہتی اور اگر غاصب کا تخم جا تو مالک کو اسکا اکھاڑنا
 جائز ہو اور پورا اسکا بیان مجتبیٰ میں ہم مجتبیٰ میں ہے کہ غاصب نے غیر کی زمین میں زراعت کی او کھیت جاتا تو مالک کو اختیار ہے کہ غاصب کو اسکے اکھاڑ دے یا نہ
 کرے اگر وہ نہ اکھاڑے تو وہ آپ اکھاڑ دے اور جسے پہلے مالک مختار ہو چاہے رہے دے یہاں تک کہ کھیت جے پھر اکھاڑنے کا امر کرے اور چاہے
 بقدر زیادہ تخم غاصب کو دے کذا فی الطحاوی کما یضمن اتفاقاً فی اقلی ما نقص لعلہ لکان فی قطع الاشجار بیعہ کہ غصب منقول میں بالاتفاق اس قدر تادان لازم
 ہو چنانچہ ناقص ہو گیا ہو غاصب کے فعل سے چنانچہ بالاتفاق قطع اشجار میں ضمان لازم ہم غصب منقول غصب کے نقصان میں مطلقاً ضمان لازم ہو خواہ غاصب
 کے فعل سے نقصان ہو یا غیر اسکے فعل کے چنانچہ شرح سکین میں بصرہ ہو تو شارح کی تفسیر غیر مناسب ہے کذا فی الطحاوی و لو قطعہ رجل اخر بعدہم البنا غصب

ہو لا الغاصب اور اگر اشجار کو دوسرے شخص نے قطع کیا یا عمارت کو ڈھایا تو قاطع یا آدم تاوان سے نہ غاصب کہنا اور غصب عید اور غیر مقتضی ہے
 مدۃ الاجارۃ بالاستعمال و ہذا ساقط من نسخ الترخیص لہ خوۃ تحت قولہ چنانچہ ضمان نقصان لازم ہر اگر غاصب نے غلام غصب کیا اور اسکو اجارہ دین دیا پھر
 غلام میں کچھ نقصان عارض ہو گیا اجارہ کی مدت میں استعمال کے سبب سے شرح نے کہا اور یہ قول مصنف کی شرح کے نسخوں میں سے ساقط ہے بسبب
 وائل ہونے اس مضمون کے مصنف کے قول آئندہ میں ہم طحاوی نے کہا یہ مضمون قول آئندہ میں داخل نہیں ہوا سبب کہ تصدیق غلام ضمان نقصان کے
 متاخر ہے و ان سبب فقہ الاستقلال و البسۃ متاخر تصدیق ضمان نقصان و تصدیق بالقبض من العلقۃ و الاجارۃ فلا لابی یوسف کہ لابی الملتقی اور اگر غصب
 کو ایہ میں یا سوا سکو نقصان عارض ہو کر ایہ دیکھیں یا عارضیت کی خبر اجارہ دی اور سکو نقصان عارض ہو اجارہ سے تو ضمان نقصان کا وہ سے اور جو
 باقی ہے ضمان کے بعد کر ایہ اور اجرت سے اسکو خیرات کرے بخلاف ابو یوسف کے یعنی ان کے نزدیک تصدیق واجب ہے ان کی الملتقی لکن نقل المصنف عن
 البرزقانی ان لابی تصدیق بکل الفلانی اصح لیکن مصنف نے اپنی شرح میں نزایہ سے یہ نقل کیا کہ غاصب کو اگر سبب علیہ خبر لکھ کر تصدیق قول میں ہم خاصہ نزایہ
 کے کلام کا یہ کہ بھلاک عین مضمون اگر غاصب نے ہی تو ادا سے ضمان علیہ سے جائز نہیں بلکہ سبب علیہ تصدیق کرے اور اگر غاصب فقیر ہی تو ادا سے ضمان
 علیہ سے درست ہے اور باقی کو خیرات کرے کہ لابی الطحاوی کہ لابی تصدیق فی المضمون والودیۃ بان باعہ ورجع فیمہ اذا کان ذلک متعینا بالاشارة وچنانچہ
 اگر غصب اور ودیعت میں تصرف کرے اس طرح کہ اسکو بیچ دے اور اس میں نفع حاصل ہو تو منفعت کو خیرات کرے جبکہ مال غصب اور ودیعت اشارہ
 کرنے سے متعین ہوں متعین ہونے کی یہ صورت ہے کہ غصب عروض یعنی از قسم اسباب کے ہو درم اور دنیا راو بالشرار بدرہم الودیۃ اور غصب و
 نقد یا متعین ہو خرید سے ہو اسطر درہم ودیعت یا غصب کے اور انھیں درہم کے ادا کرنے سے ہم طحاوی نے کہا مختصرا ورجع فیمہ تر یون کنا تھا اذا کان
 متعینا ورجع فیمہ نقد یعنی بیع اور شرار غصب کی منفعت کا تصدیق واجب ہے خواہ وہ متعین بالاشارہ ہو خواہ غیر متعین ہو مگر ادا سے متعین غصب کے درہم
 کہ لابی تصدیق بیع حاصل نہیں اذا کان متعین بالاشارۃ یعنی تصدیق کرے اس منفعت کو جو حاصل ہوئی ہے غصب اور ودیعت کے تصرف میں جبکہ ذلک
 اس قسم سے ہوں کہ اشارہ کرنے سے متعین ہو جاتے ہوں وان کان متعین علی اربعۃ اوجہ فان اشار الیہما و نقد فالحال تصدیق اور اگر غصب اور
 ودیعت اس قسم سے ہوں کہ متعین نہ ہوتے ہوں چنانچہ درہم کو چار صورتوں میں سوا درہم کی طرف اشارہ کیا اور انھیں کوٹن میں ادا کیا تو اسی
 متعین کے مانند منفعت کو تصدیق کرے وان اشار الیہما و نقد غیر بالاشارۃ الی غیرہما و نقد او اطلق ولم یشیر و نقد لا یتصدق فی الصور الثلاث عند
 الکفری قبل وہ یفتی و المختار انہ لا یحل مطلقا کہ لابی الملتقی و بعد الضمان ہوا صحیح کافی فتاویٰ نوازل اور اگر درہم غصب کی طرف اشارہ کیا اور اس کے سوا
 اور درہم ادا کیے یا اشارہ کیا ان کے غیر کی طرف اور غصب کے درہم دیے یا مطلق درہم نہ کو کہیے اور اشارہ کسی طرف نہ کیا اور غصب کے درہم دیے تو
 ان تینوں صورتوں میں منفعت تصدیق نہ کرے کرنی کے نزدیک بعضوں نے کہا اسی قول پر فتویٰ دیا ہے اور مختار قول یہ ہے کہ نفع مطلقا حلال نہیں کہ
 فی الملتقی اگرچہ ضمان دینے کے بعد ہو یہی قول صحیح ہے چنانچہ فتاویٰ نوازل میں مذکور ہے و اختار بعضہم الفتویٰ علی قول الکفری فی زماننا لکثرة احرام و ذلک علی
 قولہما و عند لابی یوسف ہم لا یتصدق لابی منہ کما لو خلت الخس فکہ الزلی فی حفظ اور بعضے یہ ہوں نے کرنی کے قول کا فتویٰ مختار جانا ہے اس لئے
 میں بسبب کثرت احرام کے اور یہ تمام مذکور طریق کے قول پر مبنی ہے اور ابو یوسف کے نزدیک منفعت غصب سے کچھ بھی تصدیق نہ کرے چنانچہ اگر غصب مختلف
 ہو بالاتفاق تصدیق لازم نہیں زلیبی نے اسکو ذکر کیا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی اگر ضمان اور بدل مضمون مختلف انھیں ہوں اس طرح کہ تاوان میں درہم
 دیے ہوں اور غاصب کے ہاتھ بدل مضمون طحا یا عروض ہو تو بالاتفاق تصدیق اس پر واجب نہیں ہوا سبب کہ منفعت تو ظاہر ہوتی ہے و اتحاد جس کے نزدیک لابی
 الطحاوی عن زلیبی غصہ فان غصب غیر الغصب فزال اسمہ و عظم منافعہ ای اکثر مقاصدہ پھر غاصب نے غصب کیا اور غصب کو مستغیر کر دیا سوا سکا نام اور

[illegible]

جوڑا بدون اذن مالک کے تو مالک کا حق اُس سے قطع ہو گیا اور تعبیر پر پڑے اُس کے کی قیمت واجب ہو گئی کہ کافی شرح الوہبانیہ کرکے دیکھو
 لاظهار حریت وقع فی البلد فانہم شیء بکرمہ لم یضمن لان ضرر الحر لیس عام فکان لکل منہ جوہرہ ایک شخص کے گھر پر چڑھا اُس کی بجائے
 ہو شہر میں واقع ہوئی سو کچھ عمارت ہندم ہو گئی اُس کے پڑھنے سے تو اُس پر کچھ ضمان نہیں ہوا اس کے کہ آتش زنی کا ضرر شامل ہو سب کو تو ہر شخص کو
 اُس کے دفع کرنے اور بچانے کا حق ہو گئی کہ جوہرہ دلا بخیر و فحل بیت انسان الا باذنہ الا فی الغزو جائز نہیں آدمی کے گھر میں گھسنا اگر اس کی اجازت
 ہو گھر جہاں میں جائز ہو یعنی جہاں میں غازیوں کو کفار کے گھروں میں بلا اذن داخل ہونا جائز ہو و اللہ اعلم و فیما ذلک سقوط لہ فی بیت غیرہ و حاجت لہ
 اذہ او غیر کے گھر میں بلا اذن مالک داخل ہونا اس صورت میں جائز ہو جبکہ ایک شخص کا کچھ غیر کے گھر میں گر گیا اور وہ ڈرا کہ اگر میں اُس کو خبر
 کروں گا تو وہ اُس کو خود دبا دے گا حقیر بزرگ ذوق نہایت خیر تھا ہوئی تاتہ او جان الارض للھا فقلہ نبشہ و لہ تسویۃ وان سبقتہ فاقبہ منہ وان ولفا
 نکل لک ولا یکرہ لو الارض منہ لان الحافر لا بدی بائی ارض الموت ایک شخص کے اپنے واسطے قبر کھود دیکھی سو اس میں دوسرے شخص نے سر دھکا لگا
 تو وہ تین صورتوں پر ہو اگر وہ تین قبر کھودنے والے کی ملک ہو تو اُس کو مردہ اٹھا کر اُن اور زمین کو برابر کر دینا جائز ہو اور اگر زمین سب کو ہو تو اُس کو قبر کھودنے
 کی قیمت یعنی اجرت ملے گی اور اگر وقت کی موت اسی طرح اُس کی قبر ثابت ہو اور یہ مردہ نہیں اگرچہ زمین وقت کشا وہ ہو اس واسطے کہ قبر کھودنے والا اپنے
 جانتا کہ کس میں مر گیا مرنے والا بھی میں ہو کہ ایک مردہ نے مقبرہ وقت میں قبر کھودی پھر دوسرے نے اُس میں دفن کر دیا اور وہ کیا اگر مکان میں دفن
 ہو تو اول شخص فراغت نہ کرے اور اگر وصیت نہ ہو تو فراغت کرے اور پہلی صورت میں دفن کر گیا تو کچھ نہیں ایسا کہ اگر غیرت والا لیتا ہے اس واسطے
 کہ جس نے اپنے واسطے قبر کھودی ہو وہ جانتا نہیں کہ کس میں مر گیا کذا فی الخطاوی لا یجوز لتصرف فی مال غیرہ بلا اذنہ ولا ولایتہ الا فی مسائل فقہ قوی
 الاشباہ جائز نہیں تصرف کرنا غیر کے مال پر بدون اُس کے اذن کے اور بدون اپنی ولایت کے مگر چند مسائل میں تصرف مال غیر جائز ہو شہادہ میں مذکور
 ہم بخلاف مسائل مذکورہ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ فرزند کو والد برض کیواسطے یا محتاج خرید کرنا بغیر اُس کے اذن کے جائز ہو اور اس میں طبعاً والد کو فرزند کے واسطے اُس کے
 مال سے خرید و بیعت ہو لیکن اگر غیر سوا اسے طعماً اور دوا کے خرید کرنا بدون اذن کے جائز نہیں ہو اس کے کہ محتاج میں اذن باعتبار عادت کے ثابت ہو و دوسرے مسئلہ
 یہ کہ مروع کو صاحب و بیعت کے والدین پر بدون اُس کے اذن کے صرف کرنا اُس مکان میں درست ہو جو ان راسے قاضی کا حال ہو تا مکن نہیں اور اس پر ضمان لازم
 ہو گا باعتبار ضمان کے تیسرا مسئلہ یہ کہ ایک فریق منفرین مر گیا تو باقی فریقوں نے اُس کا اسباب بچا اور اُس کی زمین کو کھین اُس کے ثمن سے کی اور باقی ثمن اُس کے
 دائروں کو دیا تو ان پر ضمان نہیں غصب ہمارے قبضہ تھا فاکال الذب مہنہ کافی معایۃ الوہبانیہ شہر و غاصب شیء کیف یضمن غیرہ + لو س نہ فعل بما یغیر گئی
 ایک شخص نے غصب کی ہو اس کا بچہ اُس کے پیچھے لگا چلا گیا سو اُس کو بھیڑا لکھا گیا تو غاصب پر اس کا دان لازم ہو گا چنانچہ ہی سکہ وہاں کی چیشیان میں یون کو
 ہو و اگر ایک چنر کا غاصب کیونکر ضمان دیتا ہو غیر غصب کا اور حالانکہ اُس کا ایسا فعل نہیں جس سے وہ غیر ہو جائے م عالمگیری میں ہو کہ غیر کی گدی بلا اجازت ہانک
 لے گیا اور بھیڑا اُس کا بچہ لکھا گیا یا بچہ ضائع ہو گیا اور اسے مالک کو گدی بھیڑی تو اگر غاصب بچہ کو گدی کے ساتھ ہانک لے گیا ہو تو اُس پر دان لازم ہو گا اور اگر
 بچہ پیچھے لگا چلا گیا بدون اُس کے لگنے کے تو اُس پر بچہ کا دان نہیں شائع وہاں نیچے ہی تفصیل نقل کی ہو اور بیت کو اس صورت پر حمل کیا کہ گدی کے ساتھ
 بچہ کو بھی دے ہانک لے گیا ہو اس واسطے وہ اب قدری شہر و غاصب نہ رہے نہ شہر + ولی لم یظاہر لاطلم + او نہر کے غاصب کو اس میں سے پناہ درست ہو نہیں
 اور کیا دان نہر ظاہر غیر طبر پر یا نہیں م سوال اول کا جواب یہ ہے کہ اگر غاصب نے تحمل مکان کی ہو یعنی نہر نے اُس کے مکان کو بنایا ہو تو اُس میں سے پناہ اور نہر
 کرنا کہ وہ اس واسطے کہ تحمل سے غصب کا اثر ظاہر ہو گیا اور بلا تحمل شرب اور وضو جائز ہو اس کے کہ نہر میں سے شخص کو پناہ اور نہر سے سوال کا
 جواب یہ ہے کہ ہان دان نہر ظاہر غیر طبر کر کذا فی الخطاوی من شرح الوہبانیہ فصل فی فصل ہو کتاب غصب کی غصب بچہ جو قبضہ لکھا گیا کہ

عقد مالک مستند الی وقت الغصب فیسلم لہ الاکساب لا الاذلتی غاصب نے جو غصب کیا اسکو غاصب کو الا اور اسکی قیمت کا مالک کو تاوان یا تو ہمارے نزدیک وہ اسکا مالک ٹھہرے گا غصب کرنے کے وقت سے تو غاصب کو غصب کی کیا تیان حلال ہوگی نہ الا وغصب کو ذنی الملتی والقول لہ بیسینہ نو اختلافی قیمتہ ان لم یبرجن مالک علی الزیادۃ اور غاصب کا قول تم کے ساتھ مقبول ہوگا اگر غاصب اور مالک نے غصب کی قیمت میں اختلاف کیا ہو تو ہر ایک مالک نے زیادتی قیمت کو اپنی سے ثابت نہ کی ہو فان برجن اور ہر مالک والا قبل بنیۃ الغاصب بقیا علی نفی الزیادۃ ہو اچھ زبہی پھر اگر مالک گواہ لایا یا دو لون گواہ لائے اپنے دعوی پر تو گواہ مالک کے مقبول ہونگے اور غاصب کے گواہ مقبول نہ ہونگے اسواسطے کہ وہ شہادت نہ زیادتی پر قائم ہو ورنہ نفی کی گواہی مقبول نہیں ہی قول صحیح کہ ذانی الزبہی ونقل لہ صنف عن الجوابوا ہر لوقال الغاصب والمودع المتعدی لا اعرف قیمتہ لکن علیہ انہما اهل مما یقولہ والقول للغاصب بہینہ وجب علیہ البیان اور صنف نے شرح میں بحر الرائق اور جوابہر سے نقل کیا کہ اگر غاصب اور مودع متعدی ہو سکے کہ میں غصب کیا اور ودیعت کی قیمت نہیں جانتا لیکن یہ جانتا ہوں کہ قیمت اسکی اس سے کہہ کر جو مالک کتابا ہو تو غاصب اور اسکیل کو کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور بیان قیمت پر جب کیا جاوے گا بحر الرائق کی تالیف کو کتاب الاجارۃ کا منتہی ہوگی ہی تو صنف نے غصب کا مسئلہ اس سے کہہ کر نقل کیا شاید کہ یہ مسئلہ صاحب بحر نے اختلاف میں مذکور کیا ہو و اللہ اعلم کہ ذانی الخطا وی فان لم یبرجن حلف علی الزیادۃ فان لم یبرجن اگر غاصب قیمت جھولہ بیان نہ کرے تو اس سے نفی زیادتی پر قائم ہوے سو اگر وہ قسم سے انکار کرے تو زیادتی قیمت کی اسکو لازم ہوگی و لو حلف المالک لہما علی الزیادۃ انہما اور اگر غاصب کی قسم کے بعد مالک نے بھی زیادتی پر قسم کھائی تو وہ اسکو لیکھا غاصب سے ثم ان ظہر الغصب فظاہر غاصب اخذہ و دفع الثیمۃ او ردہ واخذ الثیمۃ وہی من خواص کتابا علی حفظہ لہ اسلکے اگر غصب ظاہر ہو تو غاصب کو بائزہر غصب کا لینا اور اسکی قیمت دینا یا غصب کا مالک کو پھر دینا اور اس سے قیمت پھر لینا اور تفصیل مسائل مذکورہ ہماری کتاب کی مخصوصات سے ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے فان ظہر الغصب وہی ای قیمتہ اکثر خصمیں اور وہ علی الاصح عنایہ فالادنی ترکہ قولہ وہی اکثر قد خصمیں بقولہ اخذہ المالک ورد عوضہ ووضعی ضمان پھر اگر غصب ظاہر ہو اور حالانکہ اسکی قیمت زیادتی پر اس سے جو غاصب نے ضمان دیا یا برابر ہو اس کے یا کہ تر ہو اس سے بقول اصح کہ ذانی الضایہ اور حالانکہ غاصب ضمان دیکھا ہو تو قول کے موافق تو مالک ضمانت پر چاہے غصب کو لے اور عوض اس کے جو ضمان لیا ہو پھر دے چاہے ضمان ہی کو جاری رکھے تشریح نے کہا جب عنایہ کی روایت سے ثابت ہو کہ بقول اصح قیمت کا برابر ہونا اور کہ تر ہونا اور کہ تر ہونا یا کیساں ہو حکم میں تو صنف کو بہتر تھا کہ کثرت کی قید کو ترک کرتا و لاخیر للکتاب و لو قیمتہ اقل للزومہ باقرارہ و کوالو انی نعمتی ملک بالضمنان فلاخیر عیب و ردیہ نتیجی اور غاصب کا صورت مذکورہ میں کچھ اختیار نہیں اگر قیمت غصب کی کہ تر ہو ضمان سے بسبب لازم ہونے قیمت کے خود غاصب کے اقرار سے کہ ذاکرہ الوانی محتشی الدربان جبکہ مالک ضمان کا مالک ہوگا تو اسکو خیار الغصب اور خیار الرویت ثابت ہو کہ ذانی المبتی ہم اسطے کہ ضمان غصب ضمان معاوضہ ہو تو خیار الغصب اور خیار الرویت اسکو لازم ہو چاہیے و لو ضمن بقول المالک او برہانہ و نکول الغاصب فہولہ ولاخیر للمالک انما حیث ادعی ہذا المقدار فقط اور اگر غاصب نے ضمان دیا مالک کے قول یا اس کے گواہ لائے یا قاضی کے انکار قسم کے سبب سے تو غصب ظاہر ہونے کے بعد غاصب کا مملوک ہوگا اور مالک کا اس میں اختیار باقی نہ ہوگا اسکی رضامندی کے سبب سے کہ مالک نے فقط اسی مقدار کا دعوی کیا و ان بلع الغاصب الغصب فضمنہ المالک نقد بیعہ کر غاصب نے غصب کیا پھر مالک نے اسکا تاوان لیا تو غاصب کی بیع نافذ ہو جاوے گی و ان حررای الغاصب لان شترتی بن الغاصب نافذ فی الاصح عنایہ ثم ضمنہ لان المالک ناقص کہنی لفاذہم لا یلتحق اور غاصب نے غصب کو آواز دیا پھر مالک نے اس سے اسکا تاوان لیا تو غصب نافذ نہ ہوگا اسواسطے کہ مالک ناقص لفاذہم کے واسطے کہانی ہو اور لفاذہم کے واسطے کہانی نہیں شایع نے غاصب کا آواز کرنا و لیا نہ غاصب کے شترتی کا اسواسطے کہ شترتی مذکور کا آواز کرنا قول اصح میں نافذ ہوگا

کذا فی الامایہ اور ذائد الغصب مطلقاً متعلقہ کہیں جس اور منفصلہ کہیں نہ ہو لکن انہما لایستثنیٰ عنہما الا بالاعتدال یعنی اگر غصب مال کا ایک لایستثنیٰ اور
 غصب کسی روادہ متعلقہ ہو تو ذائد متعلقہ ہون چنانچہ فرہی اور جو غصب کی یا زائد متعلقہ ہوں چنانچہ دو دو اور چل مانتہین غاصب کے
 پاس اس کا تاوان نہیں مگر غاصب کی تعدی سے یا بعد طلب کرنے مالک کے اسکے نہ دینے سے البتہ ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ زائد نہ کرہ امانت
 بہن میں بیان دعویٰ اور دلیل ایک ہی ہو گیا تو اگر شایع یوں کہنا کہ زائد میں اس کا تاوان نہیں کہ نہیں غصب متحقق نہیں تو واضح تر ہوگا کہ ان کی دلیل
 و طلب متعلقہ لایستثنیٰ اور اگر مالک زائد متعلقہ کو طلب کرے تو تاوان نہیں و بالاعتدال بجا تیرہ بالاولادہ مسفیون و کسیر لولہ بالیقینہ او بقرۃ ان فی بدو
 الا فی قطع جہاد اور جاریہ غصب جو اپنی قیمت و لاوت کے سبب ناقص ہو وی تو اس کا تاوان غاصب پر لازم کیا جائیگا اور لوثی کا جو غصب ان اسکے
 ول کی قیمت یا اسکے غرہ سے کیا جائیگا اور اگر اسکے ساتھ برابر ہو اور اگر قیمت و لاوت ضمان جاریہ کی برابر نہ ہو کم ہو تو اس کے حساب کے موافق ضمان سے ساقط
 کیا جائے ہم یعنی اگر جاریہ غصب کی قیمت ہو درم تھی اور ولادت سے ساتھ درم قیمت رہ گئی تو اگر اسکے ول کی قیمت ۴۰ درم ہو تو جو غصب ضمان ہو گیا لوثی اور اسکے
 ول مالک کو پھر و یا چکا غاصب پر کو تاوان لازم ہوگا اور اگر ول کی قیمت ۲۵ درم ہو تو ۴۰ سے ہفتہ ساقط کر کے ۱۵ درم کا ضمان غاصب پر لازم ہوگا
 قیمت سے جو غصب ضمان اس وقت ہو گا جبکہ ول زندہ پیدا ہو و الا غرہ سے جو غصب ضمان ہو گا غرہ مرد ہو کر ایک مرد نے خارج کچھ پیرا لیسے ضرب ماری کہ اگر مرد
 پیش سے گریا تو اس پر غرہ یعنی دیت و جیدگی اسی سے جو غصب ضمان کیا جائیگا ول مانت بالاولادہ و فارغی ہو لکن ہتیار اور اگر جاریہ غصب غاصب کے پاس گئی
 اور اسکے ول کی قیمت اس کی قیمت کے ساتھ برابر ہو تو یہی کفایت ہو گی لکن ان کی اختیار یعنی غاصب پر کچھ ضمان نہیں رہی یا تہہ مشق و تہہ ای غصب ہوا
 و لا حاملہ فانت بالاولادہ ضمن قیمت یا دم علت زانیا اس جاریہ جو غصب کیا پھر جاریہ مالک کو پھر فری سدرہ ولادت سے مرگئی
 تو غاصب پر اس کی اس قیمت کا ضمان لازم ہوگا جو اس کی قیمت حالہ ہونے کے دن تھی ہم چکر کہ و فاسد تھا اندہ اس پر ضمان لازم ہوا یعنی جب اسے غصب کی تھی
 تو اس میں تلف ہونے کا کوئی سبب نہ تھا اور جب اسے پھر دی تو سبب تلف اس میں موجود تھا یعنی مال تو پھر تیار نہ تھا لکن لایستثنیٰ عنہما لایستثنیٰ عنہما
 یعنی ضمان الغصب بعد فساد الرد بخلاف غرہ غصب کے پھر دینے کے یعنی اگر غرہ غصب سے زنا کر کے حاملہ اس کو پھر دیا اور وہ ولادت سے مرگئی تو غاصب پر
 ضمان نہیں ہوا اسکے کہ غرہ کا ضمان غصب نہیں ہوتا چرنا کہ ضمان غصب بعد فساد و باقی وجہ ولور و مجموعہ فاقہ لایستثنیٰ اور اگر جاریہ غصب پھر دی اور
 حالہ اس کو تپ تھی سدرہ مرگئی تو غاصب پر ضمان نہیں ہوا اسکے کہ تپ میں غاصب کا کچھ دخل نہیں و کذا لوزن شد غرہ فرو باجلت فانت بلشتی اور اس طرح
 غاصب پر ضمان موت نہیں اگر جاریہ غصب غاصب کے پاس کسی شخص سے زنا کیا پھر غاصب مالک کو پھر دی پھر کسی سبب زنا کے کوڑے مارے گئے تو
 وہ اسکے سبب سے مرگئی کذا فی الملتحق ہم زلیلی نے کہا لکن غاصب پر ضمان زنا کا ضمان البتہ لازم ہوگا ولانی بہاء و قولہ البتہ غصب والولہ مقون در لولہ
 اگر غاصب نے جاریہ غصب سے زنا کیا اور اس کو ام ولد بنایا تو غصب ثابت ہوگا اور اگر مالک کا ہوگا کذا فی الرد بخلاف منافع الغصب متوفیاً و لا غلط
 لایستثنیٰ عنہما و رد بخلاف منافع غصب کے خواہ غاصب نے منافع کو حاصل کر لیا ہو یا نہ ہو لکن غلط چھوڑا ہو ان کا کچھ تاوان ہوا سے نزدیک نہیں ہو و یوجد سے
 بعض المتون و منافع الغصب غیر متوفیہ لکن لایستثنیٰ عنہما یا فی من عطف من المسلم الخ مع انہ مختص قد براد من کے بعض نسخے میں یوں عبارت ہو منافع الغصب غیر
 متوفیہ لکن اس عبارت کی وہ عبارت جو آگے آئی یعنی عطف کہ من المسلم کا مناسب نہیں باوجودیکہ عبارت سابقہ زیادہ تر مختص ہو سکا ہو مگر الا فی تلف
 فیجب اجرائی علی ہتیار المتخرین ان کیوں غصب و حاکم لکن لا استحقاق منافع غصب کا ضمان نہیں مگر تین صورتوں میں تو اجرت مثل اجرت
 موجب اختیار کرنے فقہائے متاخرین کے پہلی صورت یہ ہے کہ غصب وقف ہو خواہ سکونت متاجین کی واسطے وقف ہو خواہ کر ایہ پیش کے واسطے وقف ہو اور
 مال قیم الا فی مسئلہ سکنت اصبح زوہانی دارہ بلا اجریس اما ذلک و الا جری علیہ کذا فی الاشبہ و نریا یو صایا اقلیہ یا مال قیم کے منافع غصب میں اجرت مثل

واجب ہو گا کہ میں کہ یتیم کی مال اپنے دوستوں کے ساتھ تقسیم کرے کہ میں بدوں کر میری توڑ دھن کو یہ جائز نہیں اور اگر یہ بھی نہیں ہے چنانچہ
 شاہد میں قید کی کتاب الوصایا سے منقول ہر وقت یتیم کی مٹیا سکنی شریک یتیم کو نقل مصنف وغیرہ عن لفظ تہانہ لاشی علیہ کذا الا حصہ بلا عقد و نقل دار
 الیتیم کا وقت اتنی میں کہتا ہوں اور وجوب اجرت مال یتیم سے سکونت شریک یتیم کا مسئلہ بھی مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ مصنف وغیرہ نے قید سے نقل کیا ہے
 کہ شریک یتیم پر کچھ واجب نہیں اور اس طرح اس اجنبی شخص پر وجوب نہیں جو یتیم کے گھر میں بلا عقد اجارہ را اور بعضوں نے کہا کہ یتیم کا گھر وقف کی مانند ہے وجوب
 اجرت میں مطلقاً اتنی قول مصنف ہم منقول ابو السعد کہ اس قول معتبر ہے کہ مال یتیم وقف کے مانند ہے تو وہ حقیقت کچھ مستثنیٰ نہیں قلت و لیکن حل کلا القرآن
 علی قول المتذہبن بعد اجرت و اما علی قول المتذہب انما کا وقت نجس الا جرة علی الشریک والزوج کلون سکنی المرأة و جبہ علیہ وہو قاصد لہ ارالیتیم فلیزمہ الاجرة
 وہ اتنی اس یتیم میں کہتا ہوں اور مستثنیٰ کے دونوں سکون کا حل کرنا مستندین کے قول عدم اجرت پر مگر ہے اور تاخرین کے قول میں ہے کہ یتیم کا گھر
 وقف کے مانند ہے تو اجرت گھر کی یتیم کے شریک اور اسکی مال کے شوہر پر واجب ہوگی اس واسطے کہ سکنی زوجہ کا زوج پر واجب ہے اور زوج مذکور گھر یتیم کا غا
 ہے تو اسپر کرایہ لازم ہوگا اور اسی قول کا فتویٰ یا ہر ابن نجیم صاحب شاہ نے ہم اور اگر یتیم کی مال اسکے گھر میں رہے صورتیکہ اسکا کوئی شوہر نہ ہو تو اس پر
 اجرت نہیں کہ فی الطحاوی عن احمد رافعی البیہرۃ من التفتیح لولیتیم بقدر علی اربع فلاخبر و الا علیہا غیر ظاہر اور غیر فیہ میں جو تفسیر میں مذکور ہے کہ اگر یتیم منع
 پر قاف ہو اور اسے منع نہ کیا تو اجرت نہیں اور اگر منع پر قاف نہیں تو زوجین پر اجرت واجب ہے غیر ظاہر ہم قول مذکورہ کی ظاہر غیر ظاہر ہونے کی یہ وجہ
 ہو کہ منیر غیر سکنت کا منع اور غیر منع لائق اعتبار کے نہیں ہے علیہ تہو علیہ لا علیہا کا افادہ فی تہویر البصار اور وجوب اسکے یعنی بموجب قول معتبر کے تو اجرت
 زوج پر واجب ہے یتیم کی مال پر چنانچہ یہ افادہ تہویر البصار میں مذکور ہے یعنی اس واسطے کہ سکنت زوجہ کا زوج پر واجب ہے تو وہ غامض ٹھہرا تم نقل عن الخاتمة
 ان مسئلۃ الذکر مسئلۃ الارض وان کا حاضر ذاکر سکن فیہا ان کا مال لا یضرنا فلما غاب ان سکن قدر شریک قالوا و علیہ الفتویٰ پھر صاحب تہویر البصار نے خاتمہ
 سے نقل کیا کہ گھر کا مسئلہ زمین کے مسئلے کے بموجب ہے اور شریک حاضر جبکہ گھر میں سکونت کرے جس صورت میں کہ سکونت گھر کو ضرر نہ کرے تو شریک غائب کا
 جائز ہے کہ اس میں تہویر اپنے شریک کے سکونت کرے علما نے کہا اور اسی پر فتویٰ ہم عادیہ میں مذکور ہے کہ فتویٰ ہے کہ اگر زرعیت زمین کو نقصان نہ کرے نفع کرے
 تو شریک کو تمام زمین میں زرعیت کرنا جائز ہے پھر جب شریک غائب ہو تو وہ بھی تمام زمین زرعیت کرے اتنی درست تاک اس واسطے کہ رضامندی مالک کی ایسی
 صورت میں باعتبار ولایت حال کے ثابت ہے اور اگر زرعیت زمین کو ضرر کرے تو جائز نہیں کہ فی الطحاوی او مقدار ای اعدہ صاحبہ للاستعمال ان
 بناء لذلك اذا شراہ لذلک قبل او جرة ثلثین علی الاولیٰ یا اس منصوص کے منافع کے اجرت مثل واجب ہے جو میا ہو استعمال کیواسطے یعنی اسکے مالک نے اسکو
 تیار کیا ہو کرایہ لینے کے واسطے اس طرح پر کہ اسکو بنایا ہو اسی واسطے یا خرید کیا ہو اسی واسطے بعضوں نے کہا یا اسکو اجارہ دیا ہو تین برس علی الاتصال فی
 الاشباہ و تعریض لہ بعدہ لہا جارتہا بل میا تھا اور شراہ لہ ولا یاعد الی البائع بالنسبة للشری و اشباہ میں ہے کہ گھر استعمال کے واسطے نہیں ٹھہر جاتا اس کے
 اجارہ دینے سے بلکہ اسکے بنانے یا خرید کرنے سے کرایہ لینے کیواسطے اور نہ بالغ کے میا کرنے سے نسبت بشری استعمال کیواسطے ہو سکتا ہے بشرط علم استعمال کو نہ
 محذوحتیٰ بحسب الاجازہ استعمال کرنے والے کا یہ جاننا شرط ہے کہ وہ گھر کرایہ کیواسطے میا ہے تبا جرت مثل واجب ہوگی وال لکیون استعمال مشور یا بالغصب اور وجوب
 اجرت کی بشرط ہر کہ استعمال کرنے والا غصب کرنے میں مشور نہ ہو اور اگر مشور ہو گا غصب میں تو اسپر کرایہ نہیں اگر یہ گھر کرایہ کے واسطے میا ہو اور دولہ
 سکون کی وجہ یہ ہے کہ اسے سکونت نہیں کی کرایہ لازم کر کے کہ فی الطحاوی قلت ولو اختلف فی العلم و عدم فاقول لہ بیئہ لادہ منکر و الا خر مدعی میں کہا
 ہوں اور اگر صاحب خانہ اور رہنے والا علم اور عدم علم میں مختلف ہوں یعنی صاحب خانہ کہتا ہو کہ تو جانتا تھا کہ یہ گھر کرایہ کے واسطے بنا ہے اور رہنے والا کہتا ہو
 کہ مجھ کو اسکا علم نہ تھا تو رہنے والے کا قول اسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اس واسطے کہ وہ منکر ہے اور دوسرا مدعی ہے اور قول منکر کا مقبول ہونا مدعی کا قائل شیخ ابوبکر

رب الذی یبطل الاعداد و یجاریہا منہا کما کہ صاحب خانہ کی موت سے اور اسکے بیٹے جاننے سے اعدا یعنی کرایہ کیواسطے مہیا ہونا باطل ہو جاتا ہے
 و لو فی نفسہ ثم اراد ان یمدہ فان قال بلسانہ و غیرہا اس جاز ذکرہ فی صفت اور اگر ایک شخص نے گھرانے واسطے بنایا پھر چاہا کہ اسکو کرایہ کے واسطے مہیا
 کرے تو اگر وہ اپنی زبان سے کہے اور لوگوں کو اسکی خبر کرے تو جائز ہوگا مصنف نے اسکو اپنی شرح میں ذکر کیا ہے الا فی المعدل لا استقلال فلا ضمان علیہ و ان
 بنا و یل ملک کبیت سکنتہ احد اشترک فی الملک و لو یشیم کما مر فی القنیۃ فقنیۃ مگر اس گھر میں ضمان نہیں جو کرایہ کیواسطے تیار ہوا جبکہ اس میں کسی شخص نے سکونت
 کی اپنی ملکیت کی تاویل اور توجیہ سے چنانچہ وہ گھر میں شرکاء ملک سے کوئی شریک رہا اگرچہ وہ گھر مشترک تھیم کا ہو چنانچہ غریب مذکور ہو چکا ہے فقنیۃ سے
 تو خبردار رہنا ہم شارح نے خبردار کر دیا اس بات پر کہ روایت فقنیۃ مقدمین کے قول پر بنی ہو اور لا لاکہ فتویٰ متاخرین کے قول پر ہو جو بہ اجرت میں امانی الوضیۃ
 از اسکنہ احد ہا بالقبضۃ بلا اذن لزم الاجر لیکن وقف کے مکان میں جبکہ ایک شریک اس میں سکونت کرے غالب ہو کہ دونوں اذن کے تو اجرت لازم ہوگی عقلاً
 کبیت اگرچہ اسکن المشرکین تم بان لکن خبرہ و لا جازۃ فلاشی علیہ یا سکونت کی عقد کی تاویل سے چنانچہ ہر گز کے گھر میں مقررین یا پھر ظاہر ہو کہ وہ گھر مشترک
 کا ہو درنا خالی کہ وہ اجارہ کیواسطے مہیا کر تو مقررین مذکور پر کچھ ضمانت نہیں لہذا فی التاخر المسی لا یلزم الا ان یلزم الغاصب الاجر بل یرد فی
 الا لک شباهہ و قنیۃ باقی رہی یہ بات کہ غاصب بیعت ثلثہ مذکورہ سے یعنی وقت اور مال تعلیم اور معدل لا استقلال سے ایک گھر اجارہ دیا تو مستاجر اجرت نہیں دے گا
 ہوگی نہ اجرت مثل اور اجرت مثل غاصب کو لازم ہوگی بلکہ جو غاصب کے اجرت ملی ہو وہ مالک کو پھر سے کدانی الاشباہ و قنیۃ و فی اشترک لایۃ و غیرہ و اصل فقنیۃ بل
 یضمن الاجر کما لا یسکن و اشترک لایۃ میں ہو اور اس میں نظر اور تلاش کرنی چاہیے کہ صاحب تاویل ملک یا عقد اگر منفعت کو حاصل چھوٹے کیا اجرت کا ضمان ہوگا
 چنانچہ سکونت کے حال میں و بخلاف حرم المسلم و حرمہ بان اعلم بطلانی یدہ و الا لہما مسلم و ذمی فلا ضمان اور بخلاف مسلمان کے شراب اور سور کے
 اس طرح کہ کافر مسلمان ہوا اور شراب اور سور اس کی ملک میں باقی رہے جبکہ دونوں مسلمان یا ذمی تلف کر ڈالے تو ضمان نہیں یعنی ہوا اس کے مسلمان کے حق
 میں شراب اور سور مال مقوم نہیں و مفسد مسلم تمیتہ لان الخمری حتمی حکم کو کانا ذمی اور مسلمان شراب اور سور کا تلف کرنے والا دونوں کی قیمت
 کا تاوان دے اگر شراب اور سور کافر ذمی کی ملک میں تمیت کا تاوان ہوا اس واسطے کہ شراب جم مسلمانوں کے حق میں قیمت والی چیز ہے باعتبار حکم شرع کے ہم
 ضمان ہوا اس واسطے لازم ہو کہ ذمیوں کے حق میں شراب اور سور مال مقوم ہو اور اگرچہ شراب مثلی چیز ہے قیمت والی لیکن چونکہ مسلم اسکی ملکیت اور ملک سے منع
 ہو لہذا اسکی قیمت مسلم پر واجب ہوئی و تلف غیر الامام او امورہ بری ذلک عقوبۃ فلا ضمان و الا لکن خلافاً فقنیۃ ضمان اس وقت واجب ہوگا جبکہ تلف کرنا
 یا دشاہ یا اسکا امور نہ ہو جو اتلاف کو تغیر یا بنا ہو تو اب ضمان نہ ہوگا اور نہ شراب کی شک کے تلف کرنے کا برخلاف محمد کے کدانی اپنی ہم یعنی اگر یا دشاہ
 یا اسکا امور شراب اور سور کے اظہار بیع پر انکو تلف کر ڈالے باعتبار تغیر کے تو اس پر ضمان نہیں منع انھار میں ہو کہ ذمی سے دالا اسلام میں ضرر و خسار کی بیع
 غلامیہ کی تو اسکو منع کیا جائیگا پھر اگر کوئی شخص شراب بہاد سے یا غیرہ کو قتل کرے تو اس پر ضمان ہو لیکن اگر امام یہ کہے تغیر جائز ہو تو اس پر تاوان نہیں شک
 کہ نہ شراب کا نہ سور کا و لا ضمان فی مبیعہ دوم املا اور در دار و خون کے تلف کرنے میں املا تاوان نہیں خواہ مسلم کے ہوں یا ذمی کے اس واسطے کہ کسی اہل دین کے
 نزدیک یہ چیزیں مال نہیں بخلاف مالوہ شترانہ اسی الخمر منہ اسی الذمی و شربہا فلا ضمان و لا ضمان لایۃ علیہ تبلیط بالکف و کلاوت عصبہا جہتی برخلاف کسی
 مسئلہ کے اگر شراب ذمی سے خریدی اور پی تو نہ اس پر ضمان ہو نہ ثمن اس واسطے کہ مشتری کے یہ فعل اس کے باعث کے سلسلہ کرنے سے کیا بخلاف شراب کے غصب
 کرنے کے کہ اس میں تبلیط مالک نہیں لہذا اس پر ضمان ہو کدانی لہجہ و فیہ تلف ذمی خمر ذمی ثم املا و احد ہا لاشی علیہ الا فی روایۃ علیہ قنیۃ الخمر و جہتی میں ہو کہ ذمی
 دوسرے ذمی کی شراب تلف کی پھر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک تو تلف کرنے والے پر کچھ تاوان نہیں مگر ایک روایت میں اس پر تاوان مذکور ہے غصب
 خمر مسلم غلام ہا بالاقیمۃ کہ کھٹا ادب لیسیر لایۃ لہ او شمس او غصب جملہ مبیعہ و غلبہ پر جلالۃ قنیۃ کہ شراب و شمس انھما مالک جہاں شراب مسلمان کی

غصب کی پھر اسکو سرکہ بنایا اس چیز سے جسکی قیمت نہیں چنانچہ تھوڑے سے گیہوں یا تھوڑا نمک ڈال کر جسکی قیمت نہیں یا سرکہ بنایا اور وہو پان
 رکھ کر یا تھوڑا کی کھال غصب کی پھر اسکی وباغت کی اس چیز سے جسکی قیمت نہیں چنانچہ سی اور وہو پان سے تو مالک سرکہ اور جلد مدبر بون کو نہت لگا
 و فلکون تو انہما ضمن لا لولکفا و لیکن اگر سرکہ اور جلد مدبر بون کو غاصب تلف کر گیا تو ضمان لگا اور اگر وہ خود بخود تلف ہون تو اسپر ضمان نہیں دینے
 شرح الوسیانۃ یعنی قیمتہ مدبر بون غاصب سے ملتی اور شرح وہبانیہ میں کہ جلد مدبر بون کا غاصب ضمان دے اور اسی قول طبعی میں اعتبار کیا ہر م یہ ضمان
 صورت اتلاف پر محمول ہو گا فی الطحاوی و لو غلاما بزدلی قیمتہ کا ملج اکثر و اقل ملکہ لاشی علیہ مالکہ حلالا اما اور اگر غاصب نے شراب کو سرکہ بنایا یا قیر
 چیز سے چنانچہ زیادہ نمک اور سرکہ ڈال کر تو غاصب اسکا مالک ہو جا و چکا اور مالک کے واسطے غاصب پر کوئی پیر و وجب نہیں برخلاف ضمان کو جو دینے پر
 بزدلی قیمتہ تلف و نقصان چکھ کر اخذ مالک اور دہاؤ الیغی اور اگر قیمتہ والی چیز سے جلد کی وباغت کی چنانچہ بول کی چھال اور مارو سے تو مالک اسکو
 ملے اور قیمتہ جلد کی وباغت سے زیادہ ہو گئی وہ غاصب کو پھر دے و ان غاصب جسے حتی یا نقد حقہ اور غاصب کو جلد مدبر بون کا روک رکھنا اپنے حق کے
 لینے تک درست ہو و لو غاصب لا یضمن کما لو تلف اور اگر غاصب جلد مدبر بون کو تلف کرے تو ضمان نہ دیکھا چنانچہ اس صورت میں ضمان نہیں اگر وہ خود بخود تلف
 ہو جا و لا ضمان بالاتفاق لیکن ولولذی اور ضمان نہیں مردار کے تلف کر دینے سے اگرچہ مردار ذمی کا ہو و لا بالاتفاق شرک لیسیتہ عدا و لیسیتہ طبعی لان
 ولایۃ الحاجة ثابۃ اور اس دوسرے کے اتلاف سے ضمان ہو جیسے نادر خدا موات ترک کیا اگرچہ شرک لیسیتہ اس شخص کا ہو جو اسکو سیاح کہتا ہو یعنی شافعی نہ سب کا
 کذا فی الملتقی ہواستل کے تحت انگیزی کا اختیار یعنی نہ سب کو ثابت ہر قیمت خفیہ یہ کہ اسکی حریت نص قرآنی سے ثابت ہے قال اللہ تعالی و لا تملکوا عالم
 بزرگ اسم اللہ علیہ یعنی نہ کھاؤ اسکو میرا اللہ تعالی کا نام نہ لیا گیا و ضمن بکسر معرف بکسر اسم اللہ و لو لکافر ابن کمال قیمتہ خشیانہ صا لیا غیر اللہ
 اور باجے کے توڑنے سے اگرچہ باجا کافر کا ہو کذا ذکر ابن کمال تا دان دے اسکی قیمت کا قینی کھدی ہوئی لکڑی جو گائے بجائے کے لائن نہیں اسکی قیمت
 کا ضمان دے شارح نے کہا معرف بکسر معرب عبارت ہے کہ لہو سے یعنی گائے بجائے کا باجام معارف چنانچہ بریل اور غرنا اور دف و طبل اور طبلور کہ لائی الخ
 قاضی خان نے کہا صلیح بغیر اللہ کا طلب یہ کہ دف توڑنے میں اس دف کی قیمت کا تا دان دے میں دف میں روئی رکھنے میں اور بریل کے توڑنے میں
 اس چوبی پایہ کا ضمان دے جس میں خرید و غیرہ طعام رکھا جاتا ہو ضمن لقیمۃ لاشل بار تو سرکہ نصف صحیحی بیان فی الاشریہ اور ضمان قیمت دے نہ ضمان
 مثل سرکہ اور نصف کے ہا دینے سے کتاب الاخر میں سرکہ اور نصف کا بیان آو لکام سرکہ نام پر جو روکے کچے پانی کا جبکہ وہ گاڑھا ہو جاوے اور قیمت
 وہ ہر جو آدھا جلیا دے آگ پر جوش کرنے سے کذا فی الہدایۃ صحیحی بیان کیا و لا لایضمن و لایصح صحیحاً و علیہ الفتوی طبعی و در روز طبعی و غیرہ اذ اقراہ نصف
 اور صحیح بیع آلات لو کی بالکل اور صاحبین کے کہ مالک باجو کے توڑنے پائے پڑا تو ان میں اور تمام آلات لو اور ساز غنا کی بیع صحیح نہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے کذا
 فی الملتقی و الدرد الزلی و غیرہ ما طبل الغزاة و ان فی انظر خلاصۃ و لیسیدین والدت الذی سیاح عنہ فی امرس تضمنون اتفاقاً اور خاریون کا طبل خلاصہ
 کی کتاب بخیر میں یہ زیادہ کیا ہے اور شکاریون کو طبل اور وہ دف میں کا بجانا شادی میں سیاح پر تو اس کے توڑنے میں بالاتفاق تاوان ہر کا لائتہ الخ
 و نحو ما لکبش بطوح و حاتمہ طیارہ و دیک مقابل و عبدھی حیث تجب قیمتہا غیر صا لیا لہذا الامور حسیہ ضمان غصبہ اور بیع صحیح جو گائے والی لونٹری اور
 اسکے مانند کی چنانچہ بکھارنے والا سینڈھا اور اڑنے والا کبوتر اور مرغ لڑنے والا اور جو غلام کیونکہ انکی قیمت واجب ہے اس طرح کہ کہ ہر مذکورہ کی صلاحت کر
 ہون م یعنی جاریہ غیر منیہ اور غلام غیر غرضی کی قیمت غاصب پر لازم ہوگی و لو غصب ام ولد فملکات لایضمن بخلاف موت المذکر بقوم المذکر و لیس
 و لا لایضمنہا لقومہا اور اگر ام ولد کو غاصب نے غصب کیا پھر وہ ہلاک ہو گئی تو غاصب پر تاوان نہیں برخلاف غلام ہر بکے موت کے بسبب مال متقوم ہونے
 ہر بکے ام ولد کے ام ولد کے نزدیک و در صاحبین نے کہا ام ولد کا بھی ضمان غاصب کو اس کے مال متقوم ہونے کے سبب سے م ہر بکے قیمت و ولت ہر بکے قیمت

و لو غاصب لا یضمن کما لو تلف اور اگر غاصب جلد مدبر بون کو تلف کرے تو ضمان نہ دیکھا چنانچہ اس صورت میں ضمان نہیں اگر وہ خود بخود تلف ہو جا و لا ضمان بالاتفاق لیکن ولولذی اور ضمان نہیں مردار کے تلف کر دینے سے اگرچہ مردار ذمی کا ہو و لا بالاتفاق شرک لیسیتہ عدا و لیسیتہ طبعی لان ولایۃ الحاجة ثابۃ اور اس دوسرے کے اتلاف سے ضمان ہو جیسے نادر خدا موات ترک کیا اگرچہ شرک لیسیتہ اس شخص کا ہو جو اسکو سیاح کہتا ہو یعنی شافعی نہ سب کا کذا فی الملتقی ہواستل کے تحت انگیزی کا اختیار یعنی نہ سب کو ثابت ہر قیمت خفیہ یہ کہ اسکی حریت نص قرآنی سے ثابت ہے قال اللہ تعالی و لا تملکوا عالم بزرگ اسم اللہ علیہ یعنی نہ کھاؤ اسکو میرا اللہ تعالی کا نام نہ لیا گیا و ضمن بکسر معرف بکسر اسم اللہ و لو لکافر ابن کمال قیمتہ خشیانہ صا لیا غیر اللہ اور باجے کے توڑنے سے اگرچہ باجا کافر کا ہو کذا ذکر ابن کمال تا دان دے اسکی قیمت کا قینی کھدی ہوئی لکڑی جو گائے بجائے کے لائن نہیں اسکی قیمت کا ضمان دے شارح نے کہا معرف بکسر معرب عبارت ہے کہ لہو سے یعنی گائے بجائے کا باجام معارف چنانچہ بریل اور غرنا اور دف و طبل اور طبلور کہ لائی الخ قاضی خان نے کہا صلیح بغیر اللہ کا طلب یہ کہ دف توڑنے میں اس دف کی قیمت کا تا دان دے میں دف میں روئی رکھنے میں اور بریل کے توڑنے میں اس چوبی پایہ کا ضمان دے جس میں خرید و غیرہ طعام رکھا جاتا ہو ضمن لقیمۃ لاشل بار تو سرکہ نصف صحیحی بیان فی الاشریہ اور ضمان قیمت دے نہ ضمان مثل سرکہ اور نصف کے ہا دینے سے کتاب الاخر میں سرکہ اور نصف کا بیان آو لکام سرکہ نام پر جو روکے کچے پانی کا جبکہ وہ گاڑھا ہو جاوے اور قیمت وہ ہر جو آدھا جلیا دے آگ پر جوش کرنے سے کذا فی الہدایۃ صحیحی بیان کیا و لا لایضمن و لایصح صحیحاً و علیہ الفتوی طبعی و در روز طبعی و غیرہ اذ اقراہ نصف اور صحیح بیع آلات لو کی بالکل اور صاحبین کے کہ مالک باجو کے توڑنے پائے پڑا تو ان میں اور تمام آلات لو اور ساز غنا کی بیع صحیح نہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے کذا فی الملتقی و الدرد الزلی و غیرہ ما طبل الغزاة و ان فی انظر خلاصۃ و لیسیدین والدت الذی سیاح عنہ فی امرس تضمنون اتفاقاً اور خاریون کا طبل خلاصہ کی کتاب بخیر میں یہ زیادہ کیا ہے اور شکاریون کو طبل اور وہ دف میں کا بجانا شادی میں سیاح پر تو اس کے توڑنے میں بالاتفاق تاوان ہر کا لائتہ الخ و نحو ما لکبش بطوح و حاتمہ طیارہ و دیک مقابل و عبدھی حیث تجب قیمتہا غیر صا لیا لہذا الامور حسیہ ضمان غصبہ اور بیع صحیح جو گائے والی لونٹری اور اسکے مانند کی چنانچہ بکھارنے والا سینڈھا اور اڑنے والا کبوتر اور مرغ لڑنے والا اور جو غلام کیونکہ انکی قیمت واجب ہے اس طرح کہ کہ ہر مذکورہ کی صلاحت کر ہون م یعنی جاریہ غیر منیہ اور غلام غیر غرضی کی قیمت غاصب پر لازم ہوگی و لو غصب ام ولد فملکات لایضمن بخلاف موت المذکر بقوم المذکر و لیس و لا لایضمنہا لقومہا اور اگر ام ولد کو غاصب نے غصب کیا پھر وہ ہلاک ہو گئی تو غاصب پر تاوان نہیں برخلاف غلام ہر بکے موت کے بسبب مال متقوم ہونے ہر بکے ام ولد کے ام ولد کے نزدیک و در صاحبین نے کہا ام ولد کا بھی ضمان غاصب کو اس کے مال متقوم ہونے کے سبب سے م ہر بکے قیمت و ولت ہر بکے قیمت

اور ام ولد کی قیمت عاقلانہ کے نزدیک سودی حصہ جو محل فدیہ غیرہ اور باطل و ابدی فتح باب الجہاد فی سبیل اللہ فہو سبب ذہ الذکر
اوسے الی سلطان بن یوسف و امثالہ لا یرفع یلایع الی سلطان اوسے یمن یا شہر فسطی و لا یستخیر بہتہ و قال السلطان قد لغیرم و قد لا یفر
نہالی انہ و جہد کثر افرہ السلطان شہید لا یغیر فی ذہ الذکر کثر ایک شخص سے دوسرے کے خلاف کی پڑی یا اسکے جانور کے ہانڈنے کی کسی کی
وی یا اسکے جہیل کا دروازہ کھول دیا اسکے چڑیا کے چبے کی کھڑکی کھول دی یہ سب چیزیں جاتی ہیں یا کسی شخص سے بادشاہ سے ایسے وی کی پکی کھی
جو اسکو ستا اور حال یہ کہ جہدوں حاکم سے غلامی کر لے کے و شکر مانتا نہیں یا ایسے کی چلی کھائی جو حق کا مرتکب ہو اور اسکو منع کرنے سے باز نہیں آتا یا
کسی ایسے بادشاہ سے کہ کبھی ڈانڈا لگا کر اور کبھی نہیں ڈانڈا کہہ دیا کہ ظالم شخص نے گرا ہوا مال پائی ہو پھر بادشاہ نے اس پر ہونے یا غلامی پر یا غلام
پا نیوالے پر کچھ ڈانڈا ڈال دیا تو ان مجبوروں سے ان سب صورتوں کو نہ کہ دلا میں تاوان نہ لیا جاتا و چاہیے غلام اور کچھ دوسرے وغیرہ کا اور نہ بادشاہ کے ڈانڈے
ڈانڈے کا و لغیرم السلطان اکتہ بقتل ذہ الذکر ہذا یا شہر فسطی اور اگر بادشاہ ڈانڈا لگا کر یا غلامی کی چلی سے تو جہد و جہاد سے و اگر ایسے کو کسی
بغیر حق عند محمد بن جبر الہی المساعی فی شہر و دوسری عبد اللہ ابی ہاشم اور سبطی و ضامن لازم آتا ہو پھر جو شخص کے نزدیک اگر ایسے ناحق چلی کھائی
و جب ضامن غلامی کا جہاد تو بخیر کہ وہ ایسے ہو یا دوبارہ مرتکب نہ ہو اور اسی قول پر جو قوی ہو اور اسکو تفریر یا جہاد اور اگر غلام ہو تو اس سے تاوان نہ لیا
مطالبہ کیا جاتا اگر وہ جہاد کے بعد و لو مات المسلمانی فللمسلمین یہ ان یا جہاد کو شہر ان میں جو ایک نہ ہو اسکو جہاد و انتقام دینا اور اگر غلامی کا جہاد ہو تو اسکو جہاد کے
چلی کھائی جائز ہو کہ بعد رہنے نقصان کے اس کے نزدیک سے یہی قول صحیح ہو کہ انی جو انتقام دینا و قتل ایسے نہ لیا جاتا و لو مات المسلمانی فللمسلمین یہ غلام غلام
الشیکی و نہ لایمات بالشرع لہ و نہ و قد مر فی باب اسرۃ و جہاد نے اپنی شیعہ میں نقل کیا یعنی عادی سے اور شہید شکار کیا گیا حاکم کے پاس اگر وہ مرتکب
جہاد پر ہے کہ اس کے خوف کے سبب نہ شکوہ کرنے والا اسکی دیت کا تاوان دے نہ تاوان دے اس صورت میں کہ اگر خیر ہے اس سے وہ مرتکب یا جہاد نہ لیا جاتا و نہ لایمات
خیر ہے اور لہجہ یہ مسئلہ نہ کہ وہ جہاد یا اسرۃ میں اسرۃ غیرہ بالا باقی اوقال لہ قتل شکم فمطل ذلک و حسب علیہ قیسمہ ایک شخص نے غیرہ کے غلام کو
بھاگ جانے کا امر کیا یا غلام سے اسے کہہ کہ تو اپنی ذات کو قتل کر سودہ بھاگ گیا یا اسے اپنی جان ہلاک کی تو اس شخص پر قیمت غلام کی واجب ہوگی و لو قاتلہ
انہ مال ہلاک فانت لا یغیر الا امرہ الفرق ان یا مہر بالا باقی اوقال صاغیرہ بالانہ لہ فی ذلک الفصل یا مہر بالا باقی الا صغیرہ خاصا لہالی بل الجہاد و جہاد ہم
یصل و نہ لایمات لہ لہ اور اگر ایک شخص نے غیرہ کے غلام سے کہہ کہ اسے مولیٰ کا مال تلف کر سوا اسے تلف کیا تو امر کر کے والا شخص تاوان نہ دے اور
فرق اس مسئلہ اور مسئلہ سابقہ میں یہ ہو کہ جہاد کے ارتکاب کے بعد اس سے دھنض غاصب ٹھہر گیا سوا اسے کہ اسے غلام کو قتل کیا اس فعل میں اور اختلاف
مال کے امر سے دھنض مال کا غاصب نہ ٹھہرے بلکہ غلام کا غاصب ٹھہرے حالانکہ غلام ہو جو دھنض نہیں ہو گیا اور تلف ہو گیا مال کا غلام کے فعل سے جہاد اظہر ان
الا مہر لاضمان علیہ بالا مرانی ستمہ اذ کان الامیر سلطانا و ابابا و سید ادا و ابو رعیہ اذ عبد اسرہ باناف مالی عیہ و اذ امر بکفر باب فی جائد لغیرم
انکار و رج علی الامر شہادہ اور معلوم کر کہ امر کرنے والے پر تاوان نہیں لیا جاتا کہ اگر خیر ان پر ضامن ہو چکا امر بادشاہ ہو یا باپ یا مولیٰ یا
امور وغیرہ یا دہ غلام جسکو امر کرنے والے سے سوا کسی مال کے تلف کرنے کا امر کیا ہو اور جہاد اسکو فیر کی دیواریں دروازہ کھولنے کا امر کیا ہو تو کھولنا
والا تاوان نہ دے اور کھولنے والا امر کرنا اسے جہاد کے کفائی الا شہادہ سلطان امر یا سوا سبط ضامن ہو کہ اسکا امر گواہ ہو کہ نیک مورخ یا جہاد کہ اگر میں
اطاعت نہ کروں گا تو وہ خطاب کرے گا غیر سلطان تو ضامن سلطان ہو جو گناہ امور پر اور بد امر کی صورت ہو کہ باپ نے اپنے فرزند یا بیٹے کو امر کیا کہ
اسکی زمین میں آگ جلا دے سو اسے آگ جلائی اور وہ آگ زمین بہا میں جا پڑی اور کوئی غیر تلف ہو گیا تو ضامن باپ ہو گا سوا اسے کہ صحیح ہو اور ظاہر
اس صورت کا و لا تکرہا کہ اگر جہاد یا جہاد کا فرزند یا بیٹا نہیں تو اگر باپ امر کرے اسکا تاوان الی بغیر نہیں کا تو ضامن فرزند ہو گا سبب ذہ

کرنے پر تو یاد رکھنا چاہیے لیکن انکا اجارہ مکروہ ہو اور اس کے ہم کسی تحقیق بیان کرنے کے کتاب الخطر والاباقہ میں ہم شایع نے کتاب الخطر میں
 اجارہ دہ ہوا ہے اور تاثر تالیف سے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ میں مکروہ جانتا ہوں ہیوت مکروہ کا اجارہ وایام حج میں اور امام فتویٰ دہیہ نے
 اہل مکہ کیواسے کہ گھروں کو راجیوں کیواسے خالی کر دین بدلیل قول حق تعالیٰ سورن العاکف فیہ والبالا یعنی مکہ منوط میں مقیم اور سا فرما رہا ہو اور
 امام نے اجارہ جائز کیا کہ ایام حج کے سوا کہ میں تو اسی سے کہ بہت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا لہذا فی الخطوط ایام حج میں اجارہ مکروہ
 ہو اور غیر حج میں اجارہ صحیح ہو فیما صحیح الطلب من کوئل اشترایں سلیم الی ہو مکروہ ان سلیم لا ولطیلت ہو اختیار اور شاہ میں ہو اور صحیح طلب
 کوئاشفہ کا مشتری کے کوئل سے اگر بیع اسے اپنے موئل کو تسلیم نہ کر دی ہو اور اگر تسلیم کر دی ہو تو طلب شفعہ کوئل سے صحیح نہیں تو دعویٰ شفعہ اس سے
 باطل ہو ہی قول غبار ہم مصنف اور شایع کا کلام اسکا مستقیم ہو کہ کوئل مشتری جبکہ بیع ہو تو اسکو اپنا شفعہ طلب کرنا صحیح ہو قبل تسلیم موئل کے اور تسلیم با
 ہو حالانکہ دراورترین ایون ہو کہ کوئل مشتری ہم شفعہ کا جبکہ موئل کو تسلیم نہ کرے اور تسلیم کے بعد تو موئل حصہ ہوا حتیٰ تو ہمیں علان شفعہ مذکور نہیں ہو
 اسپر حج زلیہ میں مذکور نہیں کہ لانی الخطوط ایام حج کے سوا کہ میں تو اسی سے کہ بہت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا لہذا فی الخطوط ایام حج میں اجارہ مکروہ
 خاصہ خلاف الخطوط ایام حج کے سوا کہ میں تو اسی سے کہ بہت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا لہذا فی الخطوط ایام حج میں اجارہ مکروہ
 کوئل شفعہ لایم وجہ خلاف خلاصہ اور بزایہ کے اور شاید کہ لاسا قدر خلاصہ و بزایہ میں ایسا کہ اگر مصنف نے شفعہ میں وقف میں ہو تو شفعہ
 نہیں کہ اسکی بیع جائز نہیں اور اگر کوئی گھر یا مکان وقف کے قریب بیع ہو تو اسکو وقف کرنے والا بطریق شفعہ نہیں سے سکتا اور نہ متولی اور نہ موقوف علیہ
 وقفہ لاد لا بجوارہ کا ایک ہی مطلب ہو تو شایع کو قصار لا بجوارہ پر بہتر تھا چنانچہ مصنف نے اپنی شفعہ میں ایسا ہی کیا ہو مصنف نے خلاصہ و بزایہ کی روایت
 نقل کی وکنہ اثبت الشفعہ بجوارہ الوقت تو شاید اصل عبارت یوں ہوگی ولا تثبت الشفعہ بجوارہ الوقت کہ لانی الخطوط ایام حج کے سوا کہ میں تو اسی سے کہ بہت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا لہذا فی الخطوط ایام حج میں اجارہ مکروہ
 الاغذہ والانی علی اغذہ بنفسہ او بیع نفی فیفس حق الشفعہ بنی علی صحتہ ابعی اتمی میں کتابوں اور ہمارے استاد فیہ الدین رلی نے قول اول یعنی عدم
 شفعہ بجوارہ وقف کہ محمول کیا ہو شفعہ لینے پر سبب وقف کے یعنی اگر جوارہ وقف میں کوئی گھر یا مکان ہو تو وقف اور متولی کو اسکا حق شفعہ کے سبب جائز نہیں
 اور قول ثانی یعنی ثبوت شفعہ کو جو خلاصہ و بزایہ میں مذکور ہو محمول کیا ہو وقف کے خریدنے پر سبب ذات وقف کے جبکہ اس وقف کی بیع ہو تو فیفس میں
 ہو کہ حق شفعہ بنی پر نہتی کلام ہم یعنی اگر شفعہ کسی وقف کی بیع جائز ہو اور وہ بیع ہووے تو اسے جوارہ کے وقف کے متولی کو اسکا خرید کرنا بھی شفعہ
 درست ہو کہ لانی الخطوط ایام حج کے سوا کہ میں تو اسی سے کہ بہت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا لہذا فی الخطوط ایام حج میں اجارہ مکروہ
 ہو سکتا ہو کسی حال میں تو اس میں شفعہ نہیں اور جو وقف کہ ملوک ہو سکتا ہو کسی حالت میں تو اس میں شفعہ ہم ملوک ہونے وقف کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص
 نے وقف کیا دو فرزندین پر بالماصفہ اور شفعہ کو اپنے حصہ کے استدال میں مختار کیا سوا ایک نے اپنا حصہ بقصد شفعہ شرط کے بیع کیا پھر دوسرے نے
 اسی طرح اپنا حصہ بچا تو مشتری اول کو سبب شفعہ ثانی کا لینا جائز ہو کہ لانی الخطوط ایام حج کے سوا کہ میں تو اسی سے کہ بہت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا لہذا فی الخطوط ایام حج میں اجارہ مکروہ
 فلا شفعہ لاوقف واقف اعلم اور جبکہ جوارہ وقف میں کوئی چیز بیع ہو یا بعض ملوک ہو اور بعض وقف ہو تو وقف کیواسے شفعہ نہیں لہذا اعلم

ترجمہ اردو درختہ جامعہ چار

ترجمہ اردو درختہ جامعہ چار

باب طلب الشفعة

یہ باب ہر شفعہ طلب کرنے کے مسائل میں چونکہ ثبوت شفعہ طلب پر موقوف ہو لہذا اسکا بیان اور اسکی کیفیت اور تقسیم کا بیان شروع کیا ولطیلت بیع فی مجلس
 علم میں مشتری اور مولد اور علی او علیہ بالبیع اور شفعہ طلب کو شفعہ بیع و ریافت ہونے کی مجلس میں خواہ علم بیع مشتری سے ہو یا مولد اس کے لئے سادہ سے یا کسی
 اور ایک سببی شخص کے کہنے سے یا ہر دیکھنے کی خبر دینے سے وان امتہ مجلس کا مجموعہ والا صح در علیہ المتون خلافاً لانی جوارہ القادی انہ علی القادی والیہ الفتویٰ

مجلس علم میں طلبہ لازم ہے اگرچہ مجلس دراز ہو عورت بخیرہ کی مانند بی قول صحیح کہ فی الدار اور اسی قول پر تو ان فقہ شامل ہیں بخرافات
روایت جو اہل سنت کی کہ طلبہ علی الفور لازم اور علی الفور پر فتویٰ ہم طلبہ کی کہ جبکہ روایت علی الفور پر فتویٰ ہوا تو مخالفت کی کیا وجہ ہو اور
اسی روایت پر فقہاء نے انزال کا مسئلہ کہ جب بیعت سلام کے مشتری پر توشعہ باطل ہو گیا یعنی ہوا اسلئے کہ طلبہ پر اسلئے سلام کو مقدم کیا گیا کہ طلبہ
بعد علم صحیح فوراً دیکھتے اور بیعت میں ہوا اگر مشتری کو خبر نہ ہو کہ خط کے پہنچنے اور توشعہ اول یا وسط خط میں لکھا تھا سو اسلئے تمام خط پڑھا تو
توشعہ باطل ہو گیا یعنی بیعت باطل ہے کیونکہ مشتری اور من ہو گیا ہوا اسلئے کہ سکوت اس وقت رہا ہوتا ہے جبکہ مشتری اور من معلوم ہوتا ہے
مافی البطن والوی بلکہ توشعہ طلبہ کا کہ ان کے توشعہ دعوہ کا ناظر لکھا اور طلبہ اسلئے لفظ سے توشعہ طلبہ کہ جس سے طلبہ توشعہ سمجھیں چنانچہ
یون کہنا کہ میں نے توشعہ طلبہ کیا اور باندھ اسکے چنانچہ یون کہنا کہ میں نے توشعہ طلبہ کیا یون کہنا کہ میں نے توشعہ طلبہ کیا یون کہنا کہ میں نے توشعہ طلبہ کیا
الیاورۃ اور علم صحیح کے بعد طلبہ کرنے کو طلبہ توشعہ یعنی طلبہ بابت کہتے ہیں ہم موثبت مفاعلت ہر ذنب یعنی جہنم میں سے اور وہ توشعہ
ہر شخص سے ہوا اسلئے کہ جو اچھل کو کر چلتا ہو زمین کو جلدی اور شامی سے قطع کرنا ہر والا شہادۃ فیہ لیس بلازم بل الخالقہ تجود اور طلبہ موثبت
میں گواہ کرنا لازم نہیں بلکہ آئین شہادۃ کے دفع کرنے کی واسطے ہم گواہ کرنا اس وقت میں لازم نہیں جبکہ مجلس علم میں گواہ نہ ہوں وہ
الا گواہ کرنا نہیں اور لازم ہو کہ فی الخلاء سے یہ ہو کہ اگر اس وقت گواہ ہوں تو انکو اپنے طلبہ کرنے کا گواہ کرنے اور اگر کوئی وہاں نہ ہو تو اپنی زبان
سے طلبہ توشعہ کہتے فائدہ طلبہ کا یہ ہوتا اسکا حق عند اللہ سا قنہ ہو چکا اور اگر مشتری طلبہ توشعہ کا منکر ہو تو شفیع کو قسم کھانا ممکن ہو اگر حال قسم
کھلا کہ قسم توشعہ علی البائع والبتاع فی یدہ او علی مشتری وان لم یکن ذایدا لہ مالک ہو اسکا گواہ کرے عتار کے نزدیک فیقول مشتری فلان ہذا العتار
قبضہ میں ہوا مشتری پر گواہ کرے اگرچہ وہ قابض نہ ہو اسلئے کہ وہ مالک ہو اسکا گواہ کرے عتار کے نزدیک فیقول مشتری فلان ہذا العتار
اناشیعہا وقبضہ طلبہ توشعہ واطلبہا الان فاشہد وعلیہ وہو طلبہ شہاد وسمی طلبہ تقریر توشعہ یون کہنے کے فلان نے یہ گھر خرید کیا
اور میں اسکا شفیع ہوں اور میں مجلس علم میں توشعہ طلبہ کر چکا ہوں اور اب میں اسکو طلبہ کرتا ہوں تو ہم گواہ رہو اسپر اور یہ طلبہ شہاد ہوا اسکو
طلبہ تقریر بھی کہتے ہیں ہم اور اسکو طلبہ استحقاق بھی بولتے ہیں اور بعض طلبہ اول کو طلبہ استحقاق کہتے ہیں و ہذا الطلب لا بد منہ حتی توکلن لو کلنا
اور رسول و لم یثبتہا توشعہ اور طلبہ ثانی ضرور ہو اگر شفیع قادر ہو اسپر اگرچہ بواسطہ خط لکھنے یا رسول بھیجے کے ہوا اور باوجود اسکے گواہ نہ کرے تو اسکا توشعہ
باطل ہو گا وان لم یکن معہ لا یطیل اور اگر شہاد پر قادر نہ ہو تو توشعہ باطل نہ ہو گا ہم منخ انصار میں ذخیرہ سے ہو کہ اگر شفیع راہ میں ہو اور بعد علم بیعت طلبہ توشعہ
کرے اور طلبہ شہاد سے عاجز ہو گھر کے نزدیک یا صاحب یا رے کے نزدیک تو اسپر دلیل مقرر کرے اگر باو سے پھر اگر نہ پاوے تو قاضی بھیجے یا خط لکھے یہی نہ ہو سکے تو
قاضی کا توشعہ قائم ہو چنانچہ اسلئے طلبہ کرنے اور اگر باوجود قدرت کچھ نہ لکھا تو توشعہ باطل ہو گا ولو شہد فی طلبہ الموثبہ عند احد ہوا لاکفاء و قام مقام طلبہ اور
اگر شفیع کے طلبہ اول یعنی طلبہ توشعہ میں کسی کے پاس اتنی تینوں میں سے یعنی گھر بائع یا مشتری کے پاس گواہ کر لیا تو اسکو طلبہ ثانی سے یہ کہنا بہتر ہے کہ گواہ کرنا ہوا اور
و طلبہ قائم مقام و طلبہ ہوگی ثم بعد ذلک اطلبین اطلبین اطلبین فاقول مشتری فلان ارکذا وانا اذینہا بدارکذالی لوقال البیہ کہ انکافی الملتقی لشمیل الشریک
فی نفس البیع پھر ان دونوں طلبہ کے بعد قاضی کے پاس طلبہ کرے توشعہ یون کہنے کے فلان نے شخص نے اسی چوٹی خریدی ہے اور میں اسکا شفیع ہوں بسبب فلا نے گھر
کے جو میرا ملک ہو شائع نے کہا اگر مصنف یون کہتا کہ میں شفیع ہوں فلا نے بسبب شریک یا جو اسکے جسطرح ملتقی میں ہو تو شریک نفس البیع کو بھی شامل ہوتا
ہم مصنف کی تبصر میں حق بیع کا توشعہ شامل ہے نہ شریک نفس البیع کا اور فتویٰ کی تبصر میں دونوں شامل ہیں فہرہ سلیم الدارالی ہذا انقبضہا مشتری و طلبہ توشعہ
لا یوقفت علیہ سو جناب قاضی صاحب حکم کیجئے اسکا کہ گھر مجا و دے شائع نے کہا یہ اس صورت میں ہو جبکہ گھر کو مشتری قبض کر چکا اور حالانکہ طلبہ خصوصیت

فہم مشتری بر وقت نہیں ہو سکی طلب ملکیت و خصوصیت اور اس طلب ثالث کو طلب ملکیت اور طلب خصوصیت کہتے ہیں و تاخر و مطلقاً انہی دو
 بغیر شہرہ اور اکثر لا طلب الشفہ حتیٰ لقطعہا بلسانہ بہ فیضی و ہوا ظاہر لہذا بہ قول فقہی بقول محمد بن احمد شہر بلا غدر لطلات کذا فی الملتقی یعنی و نفا للنفہ
 قائم و نفہ بر نفہ لافاضی لیا مرہ بالاخذ او اکثر او طلب ثالث کی تاخیر کرنے سے ہر طرح خواہ تاخیر غدر سے ہو یا بلا غدر ایک مہینے کی تاخیر ہو یا زیادہ شفعہ
 باطل نہیں ہوتا جبکہ شفعہ اسکو اپنی زبان سے ساقط کر دے اسی قول کا دعویٰ ہو اور یہی ظاہر مذہب ہو اور قول ضعیف یہ کہ دعویٰ محمد کے قول پر
 یعنی اگر طلب ثالث کو ایک مہینہ تاخیر کر دیا بدون غدر کے تو شفعہ باطل ہو جائیگا کذا فی الملتقی یعنی محمد کے قول پر دعویٰ دفع ضرر مشتری کے واسطے ہو
 ہم جواب میں کہتے ہیں اس دلیل کے کہ دفع ضرر مشتری کی نالیش سے ممکن ہو تا قاضی شفعہ کو حکم کرے یعنی کا یا چھوڑ دے یا حکم مابقی نہ کرے کہ ہر دو چکا کر چکا ہو
 نہ سب پر دعویٰ ہو اور غیر ظاہر یہ بھی دعویٰ ہو تو نذر الزام و مقدم ہو کذا فی المطاوی و او طلب الشفعہ سال الفاضی محمد بن احمد مالکیت الشفعہ لہما
 شفعہ یا وجبہ شفعہ طلب خصوصیت کرے تو قاضی ہم یعنی مشتری یا بائع سے سوال کرے شفعہ کے مالک ہوئے ہیں اس چیز کا کہ جسکی ملکیت کے سبب سے شفعہ
 کا دعویٰ کرنا ہم دینی ہے کہا ملکیت شفعہ کا سوال کرنا طلب شفعہ کے غیر مناسب ہے بلکہ قاضی مدعی سے اول سوال کرے قبل نہ ہوا دیکھ کہ گھر کو نہ کرے نہ کرے نہ کرے
 ہو اور اسکی حدیں کیا ہیں اور اسلئے کہنے سے حق کا دعویٰ کیا تو وہ معلوم چاہیے ہو اسلئے کہ دعویٰ قبول نہیں ہو چھوڑ دے وہ بیان کرے تو سوال کرے کہ مشتری
 گھر کا بائع ہو یا نہیں ہو اسلئے کہ باقبض مشتری پر دعویٰ صحیح نہیں جب تک بائع حاضر نہ ہو چھوڑ دے اسکو بیان کرے تو شفعہ کے سبب اور اسلئے کہ ہر دو سے
 سوال کرے ہو اسلئے کہ لوگ اس میں مختلف ہوتے ہیں شاید کہ وہ سبب غیر صلح کے سبب سے دعویٰ کرنا ہو یا وہ شفعہ کے سبب سے ہو چھوڑ دے سبب سے ہو چھوڑ دے سبب سے ہو
 صالح کا بیان کرے اور مجبوجب نہ تو اس سے سوال کرے کہ محکوم صحیح کہ ہے ہوا اور تو نے کیا کیا تھا صاحب شفعہ اسلئے کہ شفعہ باطل ہو جاتا ہو مولد زبان اور
 اعراض یعنی طلب اول اور طلب ثانی کے ترک کرنے سے تو اسکا بھی ظاہر ہو تا ضرر ہو چھوڑ دے اسکو بیان کرے تو طلب تقریر سے سوال کرے کہ کیا واکر کی اور اسلئے
 پاس شہاد واقع ہوا اور جسکے پاس شہاد واقع ہوا وہ اقرب تھا اپنے غیر سے یا نہیں پھر جبکہ شفعہ سبب کچھ بیان کر دے اور کسی شرط کو اپنے قوت نہ کرے دیا
 تو دعویٰ اسکا پورا اور کامل ہو گا تو اب مدعی علیہ کی طرف قاضی توجہ ہو اور اس گھر کا سوال کرے جسکے سبب سے شفعہ چاہتا ہو کذا فی المطاوی خان
 اور ہا ہی بلکہ شفعہ یا شفعہ یا اول کل عن کل علی العلم او برہن الشفعہ انہا ملکہ سالہ عن الشہار علی شہریت ام لا سو اگر مشتری اسکا اقرار کرے یعنی اس
 گھر کی ملکیت کا جسکے سبب سے وہ شفعہ چاہتا ہو یا انکار کرے قسم کھائے سے اپنی دست پر یا شفعہ گواہ گذرانے کہ وہ گھر اسکا ملاوک ہو تو قاضی فریدار سے سوال
 کرے کہ آیا تو نے اسکو خرید کیا ہو یا نہیں ہم مصنف کو مناسب تھا کہ نول کو گواہوں کے بعد مذکور کرتا ہو اسلئے کہ نول اقامت بر لای سے عاجز ہو چکا ہو
 ہوتا ہر خان اور اول کل عن کل علی العلم فی شفعہ غلط او علی السبب فی شفعہ ہوا بخلاف الشافعی کا کہ فی کتاب الدعوی او برہن الشفعہ و قصی لہ
 ہا پھر اگر مشتری خرید کا اقرار کرے یا انکار کرے قسم کھائے سے صلح شفعہ خلیط میں قسم کھائے سے سبب پر شفعہ جواز میں سبب خلافت ہونے شافعی کے
 چنانچہ کتاب الدعوی میں مذکور ہو چکا یا شفعہ گواہ لاوے اسکی خرید پر تو قاضی شفعہ کیواسطے ثبوت شفعہ کا حکم کر دے ہم امام شافعی شفعہ خلیط کے قائل ہیں شفعہ
 جواز کے تو اگر شفعہ خلیط کا دعویٰ ہو تو مشتری حال قسم کھائے اسطرح کہ واللہ یہ شفعہ میرے او برہن شفعہ نہیں ہو اور شفعہ جواز میں سبب شفعہ قسم کھائے کہ واللہ
 میں نے یہ گھر خرید نہیں کیا ہذا العلم منکر مشتری طلب الشفعہ فان انکارنا قولہ ہمینہ ابن کمال یعنی شفعہ کے واسطے شفعہ کا حکم کرنا خرید کے اقرار کے بعد
 اس وقت ہو جبکہ مشتری نے شفعہ کے طلب کر لیا انکار کیا ہو سو اگر وہ منکر ہو اسکی طلب شفعہ کا تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ قبول ہو گا کذا ذکرہ ابن
 کمال ان لم یخیر الشہر وقت الدعوی قاضی بعد اقرار خرید شفعہ شفعہ کا حکم کر دے اگرچہ شفعہ نے دعویٰ کی وقت میں حاضر نہ کر دیا ہو یعنی ہو اسلئے کہ حضور
 ثمن قبل تضاد جب نہیں و او اقصیٰ ازہم حضورہ و مشتری جس لہ اربقین نہ اور جبکہ قاضی ثبوت شفعہ کا حکم کرے تو شفعہ کو حاضر کرنا ثمن کا انکار

بعد بقض اشباہ اور کم از کم بائع کا بعض میں ظاہر ہوتا ہے حق شفع میں ظاہر ہوتا ہے مگر جبکہ سبب
 بعد بقض ہو تو وہ سبب مشتری کے حق میں ظاہر نہ ہوگا کہ انی الاشباہ یعنی ہوا اسلئے کہ وہ سبب جداگانہ ہوا قبیل خط من نہ پھر لیا و حط اکل والی و الا فخر
 بطل اسی اور بائع کا اگر دنیا تمام میں کو اور زیادہ کر دنیا میں سبب حق شفع میں ظاہر نہیں ہوتا تو شفع اسکو لیا تمام میں سبب سے دل و حط نصف تمام
 یاخذ بالشفقة الا خیر اور اگر بائع نے نصف میں کم کر دیا بعد اسکے نصف باقی کو کم کر دیا تو شفع نصف خیر سے اسکو لیا دو علم نہ شرعاً بالحق مسلم ثم حط البائع تمام
 فله الشفقة لکما لو بعد بالحق مسلم ثم زاد البائع له جارية او متاعا فقیہ اور اگر شفع کو معلوم ہوا کہ مشتری نے اسکو خیر سے خرید لیا تب شفع سے دست بردار ہوا
 پھر بائع نے اس میں سے سو کم کر دیا تو اب شفع کی اسلئے شفع ثابت ہو یعنی نو سو دیکر وہ لیا چاہے اگر اسکو بعض خیر کے بچاؤ شفع سے ادا کر دیا بعد اسکے بائع
 نے مشتری کی ایک لاشی یا کوئی اسباب زیادہ کر دیا تو شفع شفع کا ثابت ہو کہ انی فقیہ یعنی نو سبب اور اسباب کی قیمت میں سبب سے گھٹ جائیگی ہم یہ دونوں
 حط من کے خیالات سے ہیں فنی اشرا بٹلی دلو کا گھر فنی حق اسلام ابن کمال یاخیر بٹلی اور خرید میں شلی چیز سے شفع لیا بعض شلی کے اگر چہ شلی حکما ہو
 جیسے کہ شراب مسلم کے حق میں کہ ان کو کہ ابن کمال ہم یہ کلام فقہی ہو کہ شراب شلی ہو حکما حالانکہ انکسین بلکہ وہ قبی ہو حکما مسلم کے حق میں اور اسکی قیمت
 کہ مسلم اسکو شراب کے مثل سے اور حالانکہ انکسین اور ابن کمال کی عبارت میں کچھ عبارتیں کہ انی فنی شلی کی تفسیر سے یہ مثل ہو گیا نہ ابن کمال
 کی عبارت سے فنی اشرا بٹلی بالقیمۃ اسی یوم اشرا اور خرید میں قیمت والی سے شفع لیا قیمت سے یعنی چار س چھ کی قیمت ہو خریدی کے دن فنی
 بیع عقار یا عقار یاخذ الشفقة کلا من التقارین فقیہ الاخر و عقار کی بیع میں بعض دو ستر عقار کے یعنی زمین کا قلعہ یا گھر بیع مواد و سترے قلعہ یا گھر کے عوض
 تو شفع دونوں عقار کو لیا دوسرے کی قیمت سے یعنی اس گھر کا شفع اسکو اسکی قیمت سے لیا اور اس گھر کا شفع اسکو اسکی قیمت سے لیا فنی اشرا
 ثمن موبل یاخذ بحال او طلب الشفقة فی الحال یاخذ بعد الاجل اور مدت والے ثمن سے خرید کرنے میں شفع لے ثمن بعد الاجل سے یا کہ شفع
 شفع فی الحال طلب کرے اور بعد مدت کے اسکو لے والا محمل اعلی مشتری لو اخذ بحال اور ثمن موبل مشتری سے وہ محمل نہ ہوگا اگر شفع نے ثمن حال سے
 اسکو لیا یعنی ہوا اسلئے کہ مدت حق مشتری ہو تو محمل شفع سے باطل نہ ہوگا و لو سکت عند طلب فی الحال و مشتری طلب عند حلول الاجل طلبات
 الشفقة خلاف الابی یوسف ہم اور اگر شفع ثمن موبل نہ چاہے رہا اس سے سوائے شفع فی الحال طلب نہ کیا اور صبر کیے رہا یہاں تک کہ طلب کیا مدت کے آگے
 کے وقت تو شفع باطل ہو گیا برخلاف ابی یوسف کہ انکے نزدیک باطل نہ ہوا یاخذ بمثل الخ و قیمۃ الخیر مران کان البائع و مشتری الشفقة و صیال البان
 یكون البائع ایضا ذمی و الا فقیہ السیغ فلا تبش الشفقة ابن کمال مغیرا للسطح اور شفع مثل شراب اور سوری کی قیمت سے لے اگر بائع اور مشتری اور شفع ہوا اور
 ہو یہ تفسیر ضرور ہو کہ بائع بھی ذمی ہوا اور اگر بائع ذمی نہ ہوگا تو بیع فاسد ہوگی شفع ثابت نہ ہوگا چنانچہ ابن کمال نے بیان کیا کہ صوط کی طرف نسبت کر کے وہاں
 بقیہ تھا مگر لو کان الشفیع مسلما لشد عن نیکما و ملکما او شفع نے شراب اور سوری کی قیمت دیکر بیل گزشتہ اگر شفع مسلمان ہو بسبب منوع ہوئے مسلمان کے
 شراب اور سوری کے مالک نہ رہے اور مالک ہوئے سے ہم بیان حال دار ہوتا ہو کہ خیر کی قیمت اسکے ذات کے قائم مقام ہوتی ہو اسواسلئے کہ ثابت ہو چکا کہ قیمتی
 کی قیمت لینا اسکی ذات کے لینے کے برابر ہو تو وہ جب ہوا کہ مسلم پر ملکیت قیمت خیر حرام ہو برخلاف قیمت شراب کے کہ اسکے مثل ہونے سے اسکی قیمت لینا اسکی
 ذات کے لینے کے مانند نہیں اسکا جواب شارح نے آمینہ قول میں دیا ثم قیمۃ الخیر نہ تا کہ مقام الدر لا مقام الخیر و لذلک لا یحرم ملکما بخلاف المرور علی العاشر
 معلوم کہ خیر کی قیمت یہاں یعنی شفع لینے میں گھر کی قائم مقام ہو کہ خیر کے قائم مقام ہو اور اسی واسلئے اسکی ملکیت مسلم پر حرام نہیں بخلاف دار و ہونے
 ذمی کے ہاں شریعہ یعنی قیمت خیر بیان گھر کا بدلہ نہ خیر کا عوض جو اسکی ملکیت حرام ہو بخلاف مرد علی العاشر یعنی اگر ذمی شراب اور سوری لیکر ہاں شریعہ نہ کر
 تو وہ اس سے کچھ نہ لیا کہ شراب کا حکم تو ظاہر ہو اور خیر کی وجہ یہ کہ اسکی قیمت لینا اسکی ذات کے لینے کے برابر ہو اور مسلم کو اسکی ذات کا لینا جائز نہیں تو

حکمہ دہلی کی کتاب
 راجع بہ کتاب الفقه

اسی طرح اُسکے قائم مقام لینا درست نہیں اور یہاں قیمت سوائے غنیمت کے اور چیز کا بدلہ نہیں ہو سکتی کذا فی الطحاوی وطریق معروفہ ہے
 و انخریر بالرجوع الی ذی السلم او فاسق تاپ و لولت فیہ فالقول للمشتري عناية اور طریقہ خمر او خمریر کی قیمت کے معرفت کا رجوع کرنا ہی
 اُس غمی کی طرف جو سلطان ہو گیا یا اس سلطان فاسق کی طرف جسے توبہ کی شراعت جاری ہے اور اگر شفعہ اور مشتری خمر او خمریر کی قیمت میں
 چون مشتری کا قول قبول ہو گا کذا فی العناہ و یاخذ الشفعہ بالثمن و قیہ البیاد و الغرس حتی اقلع کما مر فی العنصہ او شفعہ شفعہ لے ثمن سے
 اور اس عمارت اور درخت کی قیمت سے جو حق قلع پر چنانچہ غصب میں نہ کرے جو چکا قلت و اما لو دہا یا لو ان کثیرہ او طلالا یا جس کثیر شفعہ میں
 ترکہ او اخذ لا و عطلار او او اربع فیہ العذر لفقہہ و لا قیہ لفقہہ بخلاف البیاد حاوی الزاہری اور اگر مشتری نے بہت رنگوں کا روغن لگا یا گھر میں
 یا بہت گجاری کی امیں تو شفعہ خمر یا اس گھر کے چھوڑ دینے میں یا اُسکے لینے میں اور قدرت کے دینے میں جب قدر گھر کی قیمت رنگ آمیزی
 سے زیادہ ہوگی بسبب بتعذر ہوئے نقص رنگت کے اور حالانکہ گھر سے رنگ کی قیمت نہیں بخلاف نقص عمارت کہ اُسکی قیمت کچھ بانی بڑی کذا فی ہادی
 الزاہری لونی مشتری او غرس او کلف الشفعہ مشتری قلعہما شفعہ ثمن او قیمت عمارت اور درخت کی دیکر لے اگر مشتری نے عمارت بنائی ہو یا درخت
 لگا لے ہوں یا کہ شفعہ مشتری کو عمارت کھودنے اور درخت اکھاڑنے کی تکلیف دے الا اذا کان فی القلع نقصان الارض فان الشفعہ لہ ان باخذ باع ثمنہ
 البیاد و الغرس متعلقہ غیر ثابتہ تستانی مگر جبکہ اکھاڑنے میں زمین کا نقصان ہو تو شفعہ کو جائز کر سکا لینا کھودی عمارت اور درخت سے درخت کی قیمت کے لگا
 کذا فی تستانی عن الثانی ان شاراخذ الثمن و قیہ البیاد و الغرس و ترک وہ قال الشافعی و مالک قلنا ہی فیما لیس فیہ حق اتوی و لہذا تقدم علیہ فیفقہہ اور
 ابو یوسف سے روایت ہے اگرچہ شفعہ شفعہ ثمن اور عمارت اور درخت کی قیمت سے یا چاہے اُسکو چھوڑ دے یعنی قلع عمارت کی تکلیف نہیں دے سکتا ہی
 کہا ہوا م شافعی اور مالک نے ہم اُسکے جواب میں کہتے ہیں کہ مشتری نے امیں عمارت بنائی جس میں غیر مشتری کا تو ہی ترقی ہو دلا دہ مقدم ہو گیا اُسکے لینے میں
 مشتری پر تو اُسکو نقص عمارت اور درخت میں بھی ہوتا ہو گا کما فی نقص الشفعہ و جمیع تصرفاتہ اسی مشتری حتی الوقت و لیس و المتعبرہ و لیس و لیس
 و زاہری بطریق منقوض کہ دیا ہر شفعہ مشتری کے سبب تصرفات کو بیان تک کہ وقف اور عبادت قبرستان اور مہر کو بھی کذا فی الرطبی و الزاہری ہم یعنی اگر مشتری نے
 خرید کے بعد اُسکو وقف کر دیا یا مسجد بنائی یا قبرستان کیا یا کسی کو ہبہ کر دیا تو شفعہ ان سبب تصرفات کو منع کر سکتا ہر طحاوی کے تستانی سے نقل کیا کہ نظم میں
 کہ نقص مسجد و ریش متواتر جائز نہیں اور شفعہ شفعہ کا باطل ہوا اللہ علم و اما ازرع فلا یقلع شمسانا لان لہ نہایت معلومہ و یقی بالاجزاء و زراعت لہ اکلاری جاہ
 اس واسطے کہ اُسکی نہایت معلوم ہو اور اُسکا باقی رہنا بغرض اجرت کے ہو گا یعنی اگر مشتری نے خرید کے بعد زراعت کی زمین میں تو وہ قائم رہے گی عمارت اور
 بڑا سکی اجرت لازم ہوگی و ربح الشفعہ بالثمن فقط ان اخذ بالشفعہ ثم شئ او غرس ثم تحقیق و لایرج بقیہ البیاد و الغرس علی حد لہ لیس بغیر و لیس
 مشتری او شفعہ فقط ثمن کو پھیرے اگر اُسے شفعہ کے سبب سے لیا پھر امیں عمارت بنائی یا درخت لگا یا پھر وہ زمین غیر باغ کی ملک ہوگی اور عمارت اور
 درخت کی قیمت شفعہ کسی شخص سے نہ لگا ہو اسلئے کہ اُسکو کسی نے نہ لیا نہیں یا بخلاف مشتری و یاخذ کل الثمن ان خربت الدار و جفت الشجر باعلل
 و الاصل ان الثمن یقابل الاصل الا الوصف او شفعہ کل ثمن سے لے اگر گھر خود بخود ویران ہو گیا یا درخت خشک ہو گیا اور قاعدہ کلیہ یہ کہ ثمن مقابل
 ہوتا ہو اصل مبیع کے نہ اُسکے وصف کے م عمارت اور درخت وصف خانہ اور باغ نہیں بلکہ باغ میں تو یوں کہنا بہتر تھا کہ ثمن اصل کے مقابل ہوتا ہو درخت
 کذا فی الطحاوی و ہذا الاصل ہر شئی میں نقص او شطب اور یہ یعنی در صورت ویرانی خانہ اور خشکی باغ کے کل ثمن سے لینا اسوقت ہر جبکہ بنا منقوض یا
 درختوں کی لکڑیوں سے کچھ باقی نہ رہا ہو فلو بقی واخذہ مشتری لانفصالہ من الارض حیث لم یکن تبعا لارض لستطاعتہ من الثمن فیکتم الثمن علی قیہ الدار یوم اقد
 علی قیہ نقص یوم الاخذ زلیعی سو اگر عمارت کا مصالحہ اور لکڑی باقی ہو اور مشتری سے اُسکو لیا بسبب اُسکے جد ہونے کے زمین سے کیونکہ وہ زمین کا تابع بانی

یہ زمانہ بقدر اس کے حصہ کے نمونے سے ساقط ہوگا تو نمونے بانٹا جائے گھر کی قیمت پر جو یوم العقد بھی اور بقوض کی قیمت پر جو شفیع کے لینے کے دن ہو کہ ان فی
 از ملکی قلت فلو لم یأخذ المشتري كان ملكا بعد الفصال لم يسقط شي من الثمن لان مع جسد اذ هو من التوابع والتوابع لا يقابلها شي من الثمن بالاخذ بالشفعة
 تولد الصفقة الى شفيع نقد ملك ما قبل وقبل القبض لا يسقط بطلان شي من الثمن قال شيخنا من كتابه من سوا المشتري مصادره اور لکھری کچھ نہ لے سطر پر کہ
 وہ تلف ہو جا رہا ہوئے کے بعد زمین سے تو نمونے سے کچھ ساقط نہ ہوگا مشتری کے عدم جس کے سبب سے ہو اسطے کہ مصادره اور لکھری توابع سے ہے
 اور توابع کے مقابلے میں کچھ نمونے نہیں پڑتا اور شفیع کے لینے سے سبب شفیع کے عقد گھوم کر شفیع کی طرف ہو گیا تو جو چیز بعد از بیع تھی وہ قبل قبض ہوا
 ہو گئی تو اسی صورت میں کچھ نمونے ساقط نہیں ہوتا یہ کہا ہے ہمارے استاد زیدین رحلی نے بخلاف ما و ان تلف بعض الارض بغير حبس استوفى من
 الثمن بحصة لان الغائب بعض الارض بغير حبس استوفى من الثمن بحصة لان الغائب بعض الارض بغير حبس استوفى من الثمن بحصة لان الغائب بعض الارض بغير حبس استوفى من
 ساقط ہوگا اس واسطے کہ فوت ہونے والا بعض نمونے کا کذا فی از ملکی و یاخذ بغير العرق من الثمن ان نقص المشتري البزاة لانه قد عدا الاتلاف و
 فی الاول لانه ساد و تقسیم الثمن علی قيمة الارض البزاة یوم العقد بخلاف انما یزاد کما یزاد به بالجس و شفیع لے حصہ زمین کی نمونے کے عوض اگر مشتری نے
 عمارت گھر کی و مٹائی ہو اسطے کہ اسے تلف کر ڈالنے کا ارادہ کیا اور اول نمونے جبکہ خود بخود عمارت ویران ہو گئی آفت آسانی تھی اور نمونے مسموم ہو گئے
 اور عمارت کی قیمت پر جو یوم العقد بھی برخلاف اس کے منہدم ہو جانے کے کہ وہ ان یوم الاخذ کی قیمت پر جو نمونے کی بنیاد پر ہو چکا تھا نہ ہوتا جس واسطے ما
 ہوگا کہ بقوض مان سقوم ہو مشتری کے سبب سے و نقصان لا جہتی کہ قصہ اسی مشتری اور جہتی شخص کا عمارت توڑا مشتری کے ٹوڑنے کے ساتھ
 ہو حکم میں یعنی بقدر اس کے حصہ کے نمونے ساقط ہوگا و انتقض بالکسر بقوض لہ اسی مشتری لیس للشفيع اخذه لروای القبیحہ بانفسہ لانه قد عدا البزاة و لیس
 بامته مشتری کا جو اور شفیع کو اس کا لینا نہیں چاہیے کیونکہ زمین سے جدا ہونے سے اس کا تابع نہ ہو یاخذ بغير العرق انما یزاد کما یزاد به بالجس و شفیع لے حصہ زمین کی نمونے کے عوض اگر مشتری نے
 بعد الشرائی یہ اور شفیع نے اس کے بھلون کو ساتھ تحسان کی وجہ سے اگر مشتری نے زمین اور کچھ کر کے درخت اور پھل خرید کیے یا کہ پھل لگے خرید کیے
 مشتری کے قبض میں سبب قبل ہونے بھلون کے درخت سے وان جذبه مشتری لیس للشفيع اخذه لما عدا اور اگر مشتری نے پھل توڑ لیے تو شفیع کو پھل لینے کا
 اختیار نہیں پھل گذشتہ یعنی پھل تابع ہیں نہ اصل اور تابع ہونا انفسہا سے زائل ہو گیا اور ملک باقہ ساد و قد شتر المجرم بالشفعة من الثمن
 فی الاول اسی شرا بغير ما قبل الثمن فی الثاني بعد وثقه بعض یا باع تلف ہو گیا آفت آسانی سے اور حالانکہ اس کو مشتری نے اس کے بھلون کے ساتھ
 خرید کیا تھا ساقط ہوگا اس کا حصہ نمونے سے اول میں یعنی جس باغ کو پھل کے ساتھ خرید کیا اور کل نمونے سے شفیع لگائی مانی میں یعنی جہاں پھل پیدا ہوا مشتری کے
 قبض میں سبب حادث ہونے پھل کے قبض کے یعنی تو مقابل اس کے کچھ نمونے واقع نہ ہوگا قضی بالشفعة لیس لہ ترکھا شرح و ہانہ لتول الصفقة
 الی بخلاف ما قبل انقصا قاضی نے شفیع کے واسطے شفیع کا حکم کیا تو اس کو اس کا چھوڑنا جائز نہیں کذا فی شرح الوہابینہ سبب پھر جانے عقد کے شفیع کی طرف
 قضا کے سبب بخلاف ما قبل قضا کے الطلب فی مع فاسد وقت انقطاع حق البائع اتفاقا طلب شفیع کرنا بیع فاسد میں انقطاع حق بائع کے
 وقت ہو بالاتفاق و فی ہتہ بعض مشروط ولاشروع فیما وقت انقطاع حق البائع اور اس میں جو بعض مشروط ہو اور حالانکہ بدین میں شروع نہیں تھا لہذا
 البیہ لیس کے وقت طلب شفیع ہر ایک روایت ہو اور دوسری روایت یہ کہ وقت عقد کے طلب شفیع ہو کذا فی العالمگیرۃ و فی بیع فصولی اور بخیار بائع وقت
 البیع عند الثانی و وقت الاجارۃ عند الثالث اور فصولی کی بیع میں اور بخیار بائع کی بیع میں طلب شفیع ہر وقت بیع کے اوپر سبب کے نزدیک و اجازت
 بیع کے وقت ہر محمد کے نزدیک و بخیار مشتری وقت البیع اتفاقا مجتبیٰ اور بخیار مشتری کی بیع میں بیع کے وقت طلب شفیع ہو بالاتفاق کذا فی المجتبیٰ من
 لم یشفع باجور انما لیس فی مطالعہا عند حاکم پرہ یقول لہ لیس لہ یشفع و ہا ان قال نعم اعتقد ملک حکم لہ ہا و لا یقلہ لایک نہ و ہا یزید و یخلف شفیع

بالسبع مئة اثنی عشر من سبعة عشر لیا تو ایسا ہو گا یا اسے خرید کیا اور اسی طرح اقل بیع پر ثالث کے حق میں اور بیع تیسرے کو مانع اور مشتری کا کذا فی الدردر و ثبوت الشفعة
 للعلی بالاذن ان الشفیع بالذین احاطہ الدین بقرینہ و کسبہ لیس بشرط ابن کمال فی بیع سیدہ او شفعہ ثابتہ غلام مازون کیو واسطے جو دین میں اور باکی بیع
 سولی کی بیع میں ابن کمال کے محیط ہونا دین کا غلام کی گردن اور کمال کو ثبوت شفعہ کی شرط نہیں ہے یعنی اگر سولی نے گھر بیچا تو اسکا شفعہ اسکے غلام تا جبر دیون کے
 واسطے ثابت ہو اسواسطے کہ در صورت اذن تجارت جو غلام کے پاس ہر وہ سولی کا ملوک نہیں ہر اور یہی علت ہے سولی کے شفعہ لینے کی غلام کی بیع میں و ثبوت
 لیسیدہ فی بیعہ تبار علی ان الاخذ بالشفعة بمنزلة الشراء و شرائر احدہما من الآخر یجوز او شفعہ ثابت ہو غلام مازون کے مالک کیو واسطے غلام کے بیچے گھر میں ہو جہ
 کہ شفعہ سے لینا بمنزلة خرید کے ہو اور انہیں سے ایک کا خرید کرنا دوسرے سے جائز ہے و ثبوت لمن شری اصلہ او کالہ او مشتری لہ بالوکالہ او شفعہ ثابت ہو اس
 شخص کیو واسطے جسے اصلہ یا کالہ خرید کیا یا اسکے واسطے دوسرے نے بطریق وکالت خرید کیا یعنی ایک شخص نے دوسرے کو خرید کرنے کا وکیل کیا سو وکیل نے
 موکل کیو واسطے گھر خرید کیا اور حالانکہ موکل شفعہ ہی تو اسکے واسطے شفعہ ثابت ہو صورت اسکی یہ ہو کہ ایک گھر تین شخصوں میں مشترک ہو اور اس گھر کا ایک شخص جار
 ملاصق ہے پھر جب وہ گھر بیع ہو اور ایک شریک نے اسکو خرید کیا تو مشتری کے واسطے شفعہ ثابت ہو خواہ اسے اصلہ خرید کی ہو یا کالہ اور واسطے موکل کیو واسطے
 شفعہ ثابت ہو جبکہ وکیل نے اسی کیو واسطے خرید کی ہو اور دوسرے شریک کیو واسطے بھی شفعہ ثابت ہو کذا فی الدردر یہ توضیح ہے شایع کے قول آئندہ کی فائدہ اند لوگ
 مشتری او الموکل بالشرا و شریک و لدا شریک آخر ہا شفعہ و لدا موثر کیا و لدا جار فلا شفعہ للباسع و جو وہ اور فائدہ ثبوت شفعہ کا مسئلہ مذکورہ میں یہ ہے کہ اگر مشتری
 یا خرید کا موکل شریک ہو اور گھر کا دوسرا شریک بھی تو دونوں کیو واسطے شفعہ ثابت ہو اور اگر وہ شریک ہو اور گھر کا کوئی جار ملاصق ہو تو ہمسایہ کیو واسطے شفعہ نہیں
 باوجود شریک کے یعنی ہو واسطے کہ شریک مقدم ہو ہمسایہ پر کذا فی الدردر لا شفعہ لمن باع اصلہ او کالہ او بیع لہ ای دکن بالبیع او ضمن لدا رک و لدا مل ان
 الشفعہ یطل باطل بالدار لغتہ عنہا لانہا شفعہ نہیں اسکا جسے بیع کی اصلہ یا کالہ یا بیع ہوگی اسکی طرف سے یعنی دوسرے کو اسے بیع کرنے کا وکیل کیا یا ضمان رک
 کیا یعنی اگر بیع غیر کی ملک ہو تو ثمن کا ضمان اسپر ہر اور قاعدہ کلیہ ثبوت اور عدم ثبوت شفعہ کا یہ ہے کہ شفعہ باطل ہو جاتا ہے شفعہ سے بے رغبتی ظاہر کرنے میں
 اور باطل نہیں ہوتا باطلان جو پیش سے اس میں چونکہ بیع اور ضمان تحقیق بیع کی عدم خواہش پر لا کر یا پرا شفعہ باطل ہو گیا

باب یاسطلمہا

یہ باب ہر اسکا جو شفعہ کو باطل کر دیتا ہے یو یطلما ترک طلب المو ائتمہ ترک بان لا یطلب فی مجلس اخرفیہ بالبیع ابن کمال و تقدم ترجیہ شفعہ کو باطل کرنا ہر طلب مواثیہ
 کا ترک کرنا اور ترک طلب مواثیہ کی صورت یہ ہے کہ شفعہ شفعہ طالب نہ کرے اس مجلس میں حسین اسکو بیع کی خبر ہو چکی کذا ذکرہ ابن کمال اور ترجیح خیار عا یس کی
 مقدم مذکور ہو چکی یعنی طلب مواثیہ آخر مجلس تک تمتد ہر اور یہی قول ارجح ہے و طلب علی الفور یا و ترک طلب لا شفاء و عند عقار اذی ملا الا شفاء و عند طلب المو ائتمہ
 لایہ غیر لازم مع القدر تو کما مر یا سطل شفعہ ہر باوجود قدرت کے طلب اشہاد کا ترک کرنا عقار یا ذی الیہ کے نزدیک نہ کہ گواہ کرنا طلب مواثیہ کے نزدیک اسواسطے
 کہ وہ غیر لازم ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ طلب اشہاد کی صورت مذکور ہو چکی کہ شفعہ یون کے لئے کہ غلام نے شخص نے یہ گھر خرید کیا اور میں اسکا بیع ہوں اور میں قبل اس کے
 طلب مواثیہ کر چکا ہوں اور اب بھی طلب کرتا ہوں سو تم شاید ہو اسپر اور قدرت کی صورت یہ ہے کہ کسی نے شفعہ کا منہ بند نہ کر لیا ہو اور وہ نماز کے اندر نہ ہو و یطلما
 تسلیمہا لعلیہ علم بالسقوط او لا فقط لا قبلہ کما مر اذ نقطہ بعد بیع کے تسلیم شفعہ سطل ہو اسکی خواہ علم سقوط شفعہ کا سبب تسلیم کے اسکو ہو یا نہ ہو اور قبل بیع کے تسلیم
 سطل نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا کہ تسلیم شفعہ عبارت ہے استقاط حق شفعہ سے اور استقاط حق نہیں ہو سکتا مگر بعد وجوب کے اور وجوب شفعہ نہیں ہوتا مگر بیع کے بعد
 لہذا تسلیم شفعہ قبل بیع کے صحیح نہیں اور بعد بیع کے صحیح ہو تو تسلیم اس اب و وصی خلافا لہ فیما بیع لقمہ او اقل ملقی تسلیم شفعہ سطل شفعہ ہے اگرچہ تسلیم صغیر کے بابا
 وصی کی طرف سے ہو بخلاف محمد کے اس میں سبکی بیع اسکی قیمت کے موافق یا اقل قیمت سے ہوئی ہو کذا فی الملحق ہم یعنی صغیر کا باپ اگر صغیر کا شفعہ سے قاعدہ کے تسلیم

مختصر جامع

صحیح و امام کے نزدیک یعنی بعد بلوغ کے صغیر کو طلب نہیں کر سکتا خواہ بیع بقیمت اکثر یا سادی یا اقل ہوئی ہو اور محمد کا مذہب یہ ہے کہ وجوہ و مسامحت
یا قنوت تسلیم باپ اور چچا کی بطلان شفعہ نہیں کو کیل بطلان شفعہ او اقر علی المولک تسلیم شفعہ کو کان تسلیم او لا اقر عند القاضی المالم
یعنی گناہ کیجے عن عمد و متطلب شفعہ کا وکیل جبکہ شفعہ تسلیم کرے یا اپنے مولک پر تسلیم شفعہ کا اقرار کرے تو تسلیم صحیح ہے اگر تسلیم اور اقرار قاضی کے پاس ہو اور قاضی
کے حضور میں نہ ہو تو صحیح نہیں لیکن وکیل خصوصیت سے خارج ہو جاتا ہے و سکوت میں ایک تسلیم تسلیم اور ساکت رہنا اسکا جو تسلیم کا اختیار رکھتا ہے تسلیم ہی مطلقاً باطل
ہو جاتا ہے اگر تسلیم اختیار ہو اور انھوں نے بیع کے وقت سکوت کیا طلب شفعہ سے صغیر کو واسطے تو یہ سکوت بجا تسلیم ہے و بطلان شفعہ صلیحہ منہا علی عوض ای غیر شفعہ
المایاتی اور شفعہ باطل کرنا ہی صلیحہ کا شفعہ سے عوض یعنی عوض غیر شفعہ پر بدلہ آئندہ ہم قول آئیں یہ ہر دو سطر کے بعد و لو صلح علی انہ نصف الدار
و علیہ ردہ لانہ رشفۃ او شفعہ پر عوض کا پھیر دینا اور جب ہر دو سطر کے بعد وہ ثبوت ہے ہم چونکہ شفعہ عبارت ہے حرجی تکلیف سے بلا ملک لہذا اسکا عوض لینا صحیح نہیں و
بطلان بیع شفعہ ہمال و لا یلزم المال و شفعہ کو باطل کرنا ہی بیع شفعہ کا مال ہے اور اس بیع سے مال لازم ہو گا یعنی ہر دو سطر کے بعد وہ ثبوت ہے و لہذا لکھنا
بکلاف القود اور اس طرح کفالت باطل ہو جاتی ہے بیع سے بکالت نہ رہاں کے کم کفالت سے یہاں مراد حاضر ضامن ہے یعنی اگر صاحب حق سے حاضر ضامن سے کہہ
کہ میں تیرے ماتھ حاضر ضامن بن چکا ہوں آں مال پر تو ضامنی ساقط ہو جاوے گی اور مال واجب ہو گا بکلاف قصداً کے کہ اسکا عوض لینا درست ہے اور اس طرح ملک کنواج
اور اسقاط رقبہ کا اعتبار درست ہے اس واسطے کہ ان اشیا میں ملک ثابت ہے و لو صلح علی انہ نصف الدار بیع نہیں صحیح اور اگر شفعہ سے صلح کی نصف ملک کے لینے پر
بعض بعض فن کے صلح ہے و لو صلح علی انہ نصف الدار بیع نہیں صحیح اور اگر شفعہ سے صلح کی گھر میں سے ایک مکان کے لینے پر تو
اسکے حصہ کے فن سے تو صلح نہیں بسبب مجہول ہونے فن کے لینے کے وقت اور اس صلح غیر صحیح سے شفعہ صلیحہ کا ساقط نہ ہو گا ہم نصف گھر کی صلح میں فن مجہول
نہیں ہوا اسلئے کہ نصف گھر کا فن نصف فن سے ہے ہی ہوا و تمام گھر میں سے ایک کو ٹھہری یا ایک دالان کا فن معلوم نہیں کہ کتنا ہے لہذا مسئلہ ساقط نہیں صلح صحیح اور
باطل اور اسلئے میں صلح غیر صحیح اور شفعہ ثابت ہے و بطلان موت اشفعہ قبل الاخذ لبعہ لطلب او قبیلہ و لا تورث خلاف لاشافی و لو مات بعد انقضاء لای بطل و شفعہ کو
باطل کرنا ہی شفعہ کا مرجعنا شفعہ لینے سے پہلے طلب کے بعد باطل طلب کے اور شفعہ موروث نہیں ہوتا بضرع لاشافی کے اور اگر شفعہ مرگیا قاضی حکم کرنے کے بعد تو
شفعہ باطل نہ ہو گا ہم وجہ بطلان یہ ہے کہ شفعہ تو عبارت ہے مجرور حق تکلیف سے اور وہ باقی نہیں رہتا صاحب حق کے مرجعینکے بعد تو اس میں کیونکر میراث جاری ہو گا
فی الدرر لا یبطل موت المشتري لبقائه المستحق شفعہ کو باطل نہیں کرتی مشتری کی موت بسبب باقی رہنے مستحق کے یعنی شفعہ کے و بطلان بیع اشفعہ بہ
قبل انقضاء بالشفعہ مطلقاً علم بہ تمام لا و جہ میں اور گھر کے بعد سے شفعہ دیا جاتا ہے اسکا بیع لانا قبل اسکے کہ قاضی ثبوت شفعہ کا حکم کرے ہر طرح بطل ہو
شفعہ کا خواہ شفعہ کو اس گھر کی بیع کا جسکا و شفعہ ہی علم ہو یا نہ ہو و لہذا لوجب لاشفعہ بے سجد و مقبرہ او دفن جلا در اور اس طرح شفعہ باطل ہوتا ہے اگر اس مقام
میں سبب شفعہ ثابت ہوتا ہے مسجد بنائی یا قبرستان یا دفن محل قرار دیا کذا فی الدرر یعنی ہوا اسلئے کہ شفعہ ثابت ہوتا ہے ملک سے اور جہ وغیرہ سے ملک اسلئے
ہو جاتی ہے لہذا شفعہ ثابت نہیں ہوتا بشرطیکہ قاضی نے ثبوت شفعہ کا حکم نہ دیا ہو و الا شفعہ ثابت ہو گا کذا فی الخطاوی و لو باع بشرط ان یخیر نفسه لای بطل لبقائه
اور جب سبب شفعہ حاصل ہوتا ہے اسکو بجا بشرط اختیار اپنی ذات کے تو شفعہ باطل نہیں ہوتا بسبب باقی رہنے سبب کے یعنی سبب اتحقاق شفعہ کا ملک ہے
اس مقام کی جو ارشاد شفعہ سے متصل ہے سو ہنوز ملک بسبب بیع بشرط اختیار کے باقی سے زائل نہیں ہوتی و بطلان شفعہ من المشتري اور شفعہ کو باطل کرنا ہی
خرید کرنا شفعہ کا مشتری سے یعنی جب شفعہ نے وار شفعہ کو مشتری سے خرید کیا تو یہ خرید کرنا اعراض ہو طلب سے اور اعراض بطل شفعہ ہو فلن دونہ او شکہ عند مانعہ یا
بالعقد الاول و الثاني تو جو شخص کسے شفعہ مذکور سے اتحقاق شفعہ میں یا اسکی برابر ہو تو اسکو وار شفعہ کا لینا شفعہ سے بوجہ شفعہ درست ہو خواہ بعد اول سے
یا بعد ثانی ہم ہوا اسلئے کہ جب شفعہ کا اتحقاق خرید کرنے سے باطل ہو گیا تو شفعہ ماریوں کا حق بسبب زوال مانع کے ثابت ہو جاوے گا بخلاف مالو مشتری انما ابتداء

بہا بل یاخذ اکل او یشترک لان فیہ تفریق اصفیٰ علی مشتری بخلاف الاول لقیام التام فیم تفرق اصفیٰ بلفرق بین کونہ قبل القبض و بعدہ ہی
اکل القبض ثلثا او سبب لکل جملہ لان فیہ تفریق اصفیٰ علی مشتری بخلاف الاول لقیام التام فیم تفرق اصفیٰ بلفرق بین کونہ قبل القبض و بعدہ ہی
شمار کے موافق تو شفع کو یہ جائز ہوگا کہ ایک مشتری کا حصہ لے اور باقی کو چھوڑ دے اور بالکس کے معنی جبکہ بائع کسی شخص میں اور مشتری ایک ہو تو شفع لینا مستند
نہوگا بلکہ شفع یا سبب مدیج کو لے یا سبکو چھوڑے اس واسطے کہ اس میں مشتری پر تفریق عقد بخلاف اول مسئلہ کے اس واسطے کہ دکان شفع قائم مقام ہے ایک مشتری
کے تو عقد متفرق نہ ہوا اس میں کچھ فرق نہیں کہ شفع لینا قبض کرنے سے پہلے ہو یا بعد اسکے ہر مشتری کے فن کا عقدہ طلعہ نام لیا گیا ہو یا تمام فن مجملہ ذکر ہو
اس واسطے کہ بیان اتحاد عقد کا اعتبار ہو نہ اتحاد فن کا علم انہ او طلب الحکمتہ نو علی شفعہ اور علوم کراسی کہ اگر شفع و صورت اور مشتری ایک حصہ کو مالک کے سے تو باقی
حصہ میں دہ اپنے شفع پر اور ہر حصہ اور قول ضعیف یہ کہ باقی کا شفع باطل ہو گیا کذا فی در المنہ فی مشتری دارین او قریبین او مصرین صنفۃ اخذہ ہر شفع ہوا مال او
ترکھا لا حد ہوا و لا حد ہا بالشرق والاشرق بالغرب بالشرع صحیح و باقی اور اگر مشتری نے دو گھر یا دو گاونوں خرید کیے و دھروں میں ایک عقد یعنی ایک ایجاب اور قبول
سے تو ان دونوں گھروں کا شفع انکو ساتھ ہی لے یا دونوں چھوڑے اور نہیں کہ ایک گھر کو لے اگرچہ ایک گھر مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں کذا فی شرح ابن اویس
اسکا ذکر آگے آو گیا ہم اور اگر شفع ایک ہی گھر کا ہو نہ دوسرا اور بیچ و دونوں گھروں کی ایک ایجاب اور قبول سے ہوئی ہو تو شفع کو شفع لینا نہیں ہوتا چنانچہ اگر کسی
گھر کا جو اسکے پاس ہو اور دیکھا کہ کچھ گھر کے ان دونوں گھروں میں جو متصل ہوں اور شفع ایک ہی گھر کا ہوا جو ان کے امام سے رہا ہے اس کی شفع کو دونوں کا لینا
درست ہر شفع سے کرنی کے لئے ان کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ امام نے روایت سابقہ سے رجوع کیا کہ کذا فی النکاحیرۃ و ما یجوز فی ہذا ای اور وہ والاتحاد انما
تعلق حقوق العقدہ و ان المالك فلو وکل واحد جاعلہ فلا شفع اخذ نصیب نصیب اور اس بعد اور اتحاد عقدین عاقد متبرک مالک اس واسطے کہ حقوق عقد کے قیام
کی طرف تعلق ہوتے ہیں نہ مالک کی طرف تو اگر ایک مالک نے ایک جماعت کو وکیل کیا اپنی خرید کا تو شفع کو ایک وکیل کا حصہ لینا جائز ہے یہ اس صورت میں ہے کہ ہر
وکیل کو ایک ایک حصہ کی خرید میں وکیل کیا ہو اور اگر سب کو تمام کی خرید کا وکیل کیا تو شفع نہیں مگر تمام میں کذا فی المطاوی مشتری نصف و غیر مقسوم قسام
المشتری البائع اخذ الشفع نصیب مشتری الذی حصلہ بالقسمة وان وقع فی غیر جانب علی الاصح او ما گھر غیر مقسوم خرید کیا تو مشتری نے بائع سے بائع لیا
تو شفع مشتری کے وہ حصہ لے جو اسکو حاصل ہو قسمت سے اگرچہ وہ حصہ شفع کی جانب میں پڑا ہو موجب اصح قول کے ہم غیر اصح نہ رہی کا قول ہے
کہ شفع وہی حصہ لے گا جو اسکی جانب میں واقع ہو نہ غیر جانب کا و لیس کہ ای الشفع نقضھا مطلقا سواء قسم حکم او فی علی الاصح لا یمن تمام القبض
اور شفع کو نقض قسمت مطلقا جائز نہیں خواہ قسمت قاضی کے حکم سے ہوئی ہو یا بائع کی رضا مندی سے اس واسطے کہ قسمت قبض کی تمامی سے ہو یعنی بدو
قسمت کے مشترک چیز کا پورا قبض نہیں ہوتا اور بالانکہ تمام قبض عقد کا حکم ہے حتی لو قام الشریک بالشفیع نقضہا کما ذکرہ و بقولہ بخلاف ما اذا باع احد
الشریکین نصیبہ من و ایشترکہ و قام مشتری الشریک الذی لم یبع حیث یکون للشفیع نقضہ نقض بیع و بیعہ تو اگر مشتری نے قسمت کر لی ہاں لے کے
شریک سے تو شفع کو نقض قسمت جائز ہے چنانچہ مصنف نے اسکو ذکر کیا اپنے اس قول سے بخلاف اسکے جبکہ دو شریکوں میں سے ایک شریک نے اپنا حصہ
بیع کیا شریک گھر سے تو مشتری نے دوسرا شریک سے جسے بیع نہیں کی قسمت کر لی کہ دکان شفع کو نقض قسمت جائز ہے سطح اسکی بیع اور بیعہ کا نقض جائز ہے ہم
یہ تفریع پر عدم نقض قسمت کی تعلیل یعنی اگر قسمت تمام قبض سے ہو چنانچہ مثال مذکور میں ہر کو نقض قسمت درست ہو اس واسطے کہ عقد اس شخص سے واقع ہو جس سے
قسمت کر لی تو یہاں قسمت تمام قبض سے نہ تھی جو عقد کا حکم ہو لہذا شفع اسکو توڑ سکتا ہے کہ تو مشتری اثنان و پارہ شفعین جان ہم جا شفع ثالث اور ما اثنما
نقضنا و غیر ذلک اسی الشفع ان یخفی القسمة ضرورۃ صیرورۃ لضعف ثلثا شرح رہا بیعہ چنانچہ اگر دو شخصوں نے گھر لیا اور وہ دونوں شفع میں اس گھر کے ہر
شریع آیا و دونوں کی قسمت کر لینے کے بعد خواہ قسمت قاضی کے حکم سے ہوئی ہو یا سو اس کے ساتھ شرا رضا مندی سے تو شفع کو قسمت کا توڑ دینا جائز ہے نصف کی تہائی

جو اگر اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ معتدور ہو کر بیوی سے بیع یوم السبت علم یطلب لیکن عذر بیوی نے سینچ کر کے دن بیع سنی اور شفعہ طلب نہ کیا تو یہ حد نہ ہوگا
یہ تینوں مسئلے اگر ہو گئے کہ سابق مذکور ہو چکے ہیں قلت یوزنہ ان لیبودی و طلبہ فہم من القاضی حضار یوم سبتہ فانہ یطلبہ کفوفہ لایکون سبتہ عذر
وہی واقعہ الفتوی قابلہ صحت قلت وہی فی واقعات نسائی بن کتابہ یوم السبت کے عذر ہونے سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ جب بیوی اپنے صاحب کا
حضار چاہے قاضی سے کہ یوم السبت میں توقاہ فی اسکو خاں کو دے اور اسکا یوم السبت عذر ہوگا اور یہ مسئلہ فتویٰ طلب ہو چکا ہے کہ اگر حضرت نے میں کہنا
اور یہ مسئلہ واقعات نسائی میں مذکور ہے اور علی التبع علی اشتراک فی الحال لا یطالما یحلف فی الیوم سبتہ خلافہ قلت نہ کہ لان ابن احنف فی حاشیۃ الاشیاء ایہا
مترجم علیہ یفہم شفعہ کے مشتری پر یہ دعویٰ کیا کہ مشتری نے غنہ ہال کرنا سیکھ لیا ہے تو مشتری سے ہم ایسا ہے سپر اور وہاں نہیں اس کے مخالفہ قدر محمد بن مذکور
میں کہنا ہوں اور مشتری ہم وہاں نہ کھانے کو کرتے ہیں اس لئے کہ صنف کے فروغ کے شہاد کے اپنے مہینہ میں کلام وہاں نہ کی طرح تائید کی ہو کہ اس پر تائید
زیادہ میں ہو کہ تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم خلاصہ تائید کو یہ ہو کہ قاضی خان اور لوگوں کے کلام دل سے صنف ہو کہ مشتری تو ہم لازم نہیں لایا بلکہ اگر صاحب
ابطل شفعہ کہ اقیانین کرنا شرط ہے جائز ہم صورت اسکی یہ ہو کہ شفعہ کے مشتری سے کہا کہ میں شفعہ تیرے واسطے اسلم رکھا اگر تو نہ دے تو میں اسکی خرید کر بیوی
اگر مشتری نے کسی شخص سے خرید کر اسکا شفعہ ثابت ہو کہ فی الحال وہی من منبتہ انہی و انہی کہ دعویٰ فی رقبہ اور شفعہ فیہا قبول نہ ہو اللہ واری وانا
اور عیانان و صلی الا اننا علی شفعہ فیہا ایک شخص کا دعویٰ ملک ہو کہ رقبہ میں اور شفعہ کا بھی اس میں دعویٰ ہو تو یوں دعویٰ کرے کہ یہ گھر میرا ہے اور میں اسکا دعویٰ کرنا
ہوں اگر یہ گھر مجھ کو پہنچا تو بہتر ہو اور اگر نہ پہنچا تو میں اس میں اپنے شفعہ کے دعویٰ پر ہوں یہ مسئلہ نہیں میں یوں کہہ کر کہ اگر ایک گھر دو شخص کے پاس ہو اور صاحب خانہ
اسکا شفعہ ہو اور اسکا زعم یہ ہو کہ خانہ بیع میں ملو کہ ہر سودہ دتا ہو کہ اگر میں اسکی ملک کا دعویٰ کروں تو شفعہ باطل ہو جائے اور اگر شفعہ کا دعویٰ کروں تو ملک برقرار
دعویٰ باطل ہو جائے تو وہ شخص بیع مع دعویٰ کرے کہ یہ گھر میرا ہے اور میں اس کے رقبہ کا دعویٰ کرنا ہوں سو اگر وہ مجھ کو پہنچا تو بہتر ہو اور میں تو میں اپنے شفعہ کے دعویٰ پر ہوں
اس واسطے کہ سب ایک کلام ہو تو طلب شفعہ سے سکوت ثابت نہ ہو گا کہ فی الحال وہی من انہی قبول شفعہ عیانہ بلکہ انہی انہی علی قول عالم لایکون ظالم
الاکان ظالم شفعہ نے غلبہ کو کہ عمل کر لیا گھر پر یوں حکم قاضی کے تو اگر شفعہ نے کسی ظالم کے قول پر ہما دیا تو وہ ظالم ہو گا اور میں تو وہ ظالم شفعہ کا شفعہ صلیح ابن
صنف نے کہا کہ مجھ کو اس مسئلہ میں اعتراض ہو اس واسطے کہ دروغیرہ کتب فقہ میں یہ صنف ہو کہ شفعہ کی ملک ثابت نہیں ہو کہ قاضی یا حضار قاضی سے کہہ چکے ہوں
اس کے بعد فتویٰ عالم کے اسنے بتلایا کہ یہ بتلایا ہو غیری ملک پر تو یہ صنف ظالم ہو اور اگر وہ شفعہ کو اعتبار کیجے تو وہ فقط گواہ کہنے سے موجود ہو جائے تو ظالم کے
قول کی بھی کچھ حاجت نہیں اور تراضی اور قضا قاضی کی طبی کے کہ جب ظالم شفعہ لگا تو اس پر تائید ہوگی آثار علی مداروس القتل و شفعہ و اجرة القسم و الطریق او ام الف
فیہ الکلی فی الاشیاء چند چیزیں عدا شخص پر ہیں ایک تو دیت دوسرے شفعہ تیسرے قیمت کرنے والے کی اجرت چوتھے راہ جبکہ اس میں لوگ اختلاف کریں یہ سب
مذکورہ اشیا میں ہیں ہم دیت کی صورت یہ ہو کہ اگر مقتول یا گیا مکان ملک میں تو اسکی دیت اس کے سب مالکوں پر لازم ہوگی برابر خواہ کسی کی ملک کم ہو یا زیادہ
اور شفعہ کی برابری خود نہ ہو کہ اگر ایک شخص نے زمین کی قیمت کر دی شرکین میں تو اسکی اجرت امام کے نزدیک سب برابر ہو اگرچہ ایک کا حصہ
حصہ قلیل ہو اور دوسرے کا کثیر اور صاحبین کے نزدیک اجرت بعد ملک ہو اور اس سے کوئی غیر نافذ مراد ہو اس واسطے کہ شافعہ کا کہیں ملک نہیں اور طریق کے مانند گھر کا
صحن ہر جگہ باب بیوت اس میں اختلاف کریں اس واسطے کہ وہ لوگ چلتے اور دھوکے اور لکڑی چیرنے اور اسباب رکھنے میں سب برابر ہیں اگرچہ ایک شخص کا والا
طویل ہو اور دوسرے کی کوٹھری گناہ کذا فی حاشیۃ الاشیاء لابی اسعد ولا شفعہ لمراد عنایہ شفعہ کا حق ثابت نہیں مراد کیواسطے کذا فی النہایہ سنی شفعہ لا اولی لا
تطل شفعہ لان نصبا لقاضی فیما یطلبہا جاز ہو اگر ایک ملک شفعہ ہو سکا کوئی رالی نہیں تو اسکا شفعہ باطل ہوگا اور اگر قاضی اسکی طرف سے کوئی کارہہ از قلم کرے اور
دو منہ لکھے کیواسطے طلب کرے کو جائز ہو کہ فی جوہرہ شری کرادہ شفعہ غائب فخرت الاشیاء فاکلما مشتری غلامی شفعہ و انہ ان الاشیاء وقت و شخص شفعہ

بقدرہ مالانہ لامعتہ من النہم جمیعہ مؤید او پڑا ہوا اوقات الحسامی ہنگام کاغذ پر کیا اور اسکا شفیق غائب ہو سو درخت پھل لائے اور شتری نے انکو کھایا
 پھر شفیق آیا اور اسنے وہ بلوغ بدعوئی شفعہ لیا اگر درخت تبض شتری کے وقت پھلے ہوں تو بقدر قیمت پھلون کے شمن سے سالانہ دینا اور اگر پھل نہ ہوں گے تبض
 کے وقت تو شمن کچھ سا قدامت ہو گا اس واسطے کہ پھل کا کچھ حصہ نہ تھا شمن میں اسوقت کہ ذکرہ مؤید زادہ سن اوقات الحسامی فی الوہبانیۃ سے یا خذ فیما شتری
 اب وہی بلوغ بدعوئی اور وہبانیۃ میں ہو اور باب شفعہ کے اسمیں جو اسنے اپنے ذریعہ فرزند کی اسلئے خرید کیا اور وہی غنا صحت میں تاخیر کر کے تیمم کے بلوغ کا ہم اگرچہ
 خود موت میں تاخیر چاہیے لیکن بھی لازم ہے کہ طلب شفعہ کرے اور خرید کرے ورنہ اگر کچھ پانچہ غراہ اہل میں بڑی ہو اسلئے کہ تاخیر طلب شفعہ باطل ہو جائے ورنہ
 تفریق دارین بیتا و نو غیر جاز فافرق اجبر بہ او شفیق کو جو شمن تفریق کرنا ان دو گھروں کا جو ساتھ ہی رہتے ہو اور وہ دونوں کا شفیق ہو اور اگر شفیق ہوتا
 نہیں دو سر گھر کا تو تفریق لائن تر ہو تفریق اس واسطے کہ وہ تفریق شفعہ کے موجب ہو اور ایک گھر کا شفیق ہو اور دوسرے گھر کا پھر تو تفریق جائز ہے سابقین میں
 ذکرہ ہو چکا ہے و اما سقا طاحل مستطاب و تھلیدہ فی انکار لاشک انکرا و جنر نہیں کرتا اسلئے شفعہ کا حلیہ سے ورنہ علیحدہ ہوا صاحب سقا طاحل کا پھر شفعہ لائے
 قصہ شفعہ ساقا کر نہ میں حلیہ سے اور تحلیف احد العاقدین کی مستحکم انکارین بلا شک بنا اور بموجب ہوشیاری اگر بائع یا شتری انکار کریں کہ شفعہ اسلئے شفعہ کا
 ارادہ نہیں کیا تو شفیق کو اسے قسم لینا جائز نہیں کہ انی قادی ضیق ان اللہ علم ما فی ضمیرہ

کتاب قسمت

یہ کتاب ہر قسمت کے بیان میں یعنی ساجھے کی چیز کا بانٹنا مناسبہ ان احکام شرعیین ذللا و الا فراق بلوغ فجب شفعہ او قسم قسمت کی مناسبہ شفعہ سے
 یہ ہر کاحد شریکین جب فراق کا ارادہ کرے تو اپنا حصہ بیع کر لیا تو شفعہ واجب ہو گا یا قسمت کر لیا بدو بیع کے ہر الفترہ اعم لاقسام کا بقدرہ مالانہ
 قسمت لغت میں اعم ہر اقسام یعنی یا نٹ لینے کا جیسے قدہ اسم ہر اوقات کا اور شریعہ جامع نصیب شائع نہ فی مکان معین اور شرع میں قسمت عبارت ہوا ان
 کے حصہ شائع کے جمع کر دینے سے ایک میں کان میں ہم مثلاً ایک گھر کے تین شریک ہیں تو ہر شخص کا حصہ ہر گھر اس گھر میں شائع ہی بلا تعین پھر جب اسکے تین حصے
 ہو گئے تو ہر شخص کا حصہ خاص خاص کان میں متعین ہو گیا اسی تعین قوت شائع کا نام قسمت ہے و سببھا طلب الشریک کا و بعضہم الاستیفاء بلکہ علی وجہ انحصار ہر
 یوہوہم لاصح القسمہ او قسمت کا سبب طلب کرنا ہر سبب شریکوں کا یا بعض کا اپنی ملک سے منفعت حاصل کرنے کی واسطے بر وجہ خصوص تو اگر شریکوں کی ملک
 نہ پائی جائے تو قسمت کرنا صحیح نہیں ہر مشترک چیز میں ہر شریک اپنے حصہ لیتا ہوا اپنے غیر کے حصہ سے تو طلب قسمت حاکم ہے یہ سوال کرنا ہر کہ اسکو اپنے حصہ کے شفعہ
 سے خاص کر دے او غیر کو اسکے انتفاع سے روک دے تو حاکم پاسکی اجابت واجب ہو کذا فی الزیلعی و کہنا ہو الفعل الذی یحصل بہ الاقرار و تعیین میں
 الا نصبار کیل و ربع اور قسمت کا کرک فعل ہر حصہ جدا کی اور تفریق حاصل ہو جا حصوں کے درمیان جہانچہ بیان کرنا اور گزشتہ باب میں جہانچہ کیا چیز کو
 بیان کرنا اور روزنی چیز کو تو لیا اور عددی چیز کو شمار کرنا اور زرعی چیز کو گزشتہ باب میں ہر حصہ کا کہ بدون اسکے قسمت کا وجود نہیں و شرط عدم فوت
 المنفعتہ بالقسمہ و لا الا بقیہم خافا و عام او شرط قسمت کی یہ ہر مشترک چیز کی منفعت فوت ہو جا دے جائے سے اور اسی اسلئے قسمت میں کھالی دیوار و عام دار
 ہند اسکے ہم عدم فوت منفعت یہ شرط ہر زبردستی قسمت کی ہو اسلئے کہ قسمت سے غرض مقصود تو فی منفعت ہر حصہ جب منفعت ہی نہیں تو حاکم قسمت ہر حصہ میں کر سکتا ہے
 ایک شریک کے طلب سے مان اگر سبب شریک طلب کریں تو قسمت صحیح ہے جہانچہ اسکے ذکر ہو گا و کما تعین میں نصیب کل من الشریک علیحدہ اور حکم یعنی قسمت کا اثر
 شریعت میں کو دنیا ہر شریک کے حصہ کا علیحدہ علیحدہ و تشل ملل علی معنی الافراز و ہواخذ عین مقہ ولی معنی الیاد و ہی اخذ عوض حصہ او ملل علی معنی شلی او قری رول
 میر قسمت مثال ہر چیزی افراز و معنی بادلہ ہر افراز سے مراد لینا ہر حصہ حق کا ہم بیان آتھما کہ ہر حصہ ہر شریک لیتا ہر حصہ
 اجزا میں ہر حصہ و مثال ہر حصہ میں کو ایک نصف تو اسی شریک کہ تو اسکا لینا افراز ہوا یعنی اپنا حصہ لینا یا اور دوسرے نصف اسکی شریک کا تھا اسکو اسکے عوض اسکے حصہ میں

کتاب قسمت

بعد جیسا کام کہ قسمت سے پہلے کرتا تھا تو قسمت کیا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو قسمت نہ کیا ہے و قسم جو قسم ہے خود خدا والا ہے جس نے ان کو تو عہد معاوضہ والا
تیمیز اختیار فرمائی دون جہاں قاضی اور قسمت کیا ہے ان عرصوں اور اسباب کی جنگی جس میں خود قسمتی قسمت کیا دین و خوشبینی و طبع کے بعض خاص بعض شریک کہ
دیجائے سبب سے پہلے ہونے قسمت کے معاوضہ ہو کر نہ تمیز ہو کر تو اختلاف جس پر تراخی شریک پر تھا دیکھا جائے نہ قاضی کے جبر کرنے پر ہم یعنی اگر مصالح اور اسباب
ایک نفس ہو چنانچہ کیسی یا موزوں یا عرصی یا مقارب یا چاندی سونا تو اس میں ایک شریک کی طلب سے قاضی جبر کیا قسمت پر اس طرح کہ کچھ اس شریک کو دیا
او کچھ دوسرے کو اس واسطے کہ مقصد دونوں میں برابر ہو تو قسمت تمیز واقع ہوئی لہذا قاضی کو اس میں جبر کا اختیار ہو گا درمیان میں کہ قسمت میں داخل بعض
کا اجتناب میں اس طرح صحیح نہیں کہ ایک شریک کو اونٹ و سیب اور دوسرے کو دیکر یا ان مثلاً اس میں کوئی دوسری قسم سے متبادلہ کرے اس واسطے کہ دونوں میں
میں خفا اور اتحاد نہ ہو تو یہاں قسمت تمیز واقع نہ ہو لہذا اگر معاوضہ ہو جائے تو یہاں تراخی پر عہد ہو گا نہ قاضی کے جبر پر اس واسطے کہ قاضی کو جبر کا دامن دیا
ہو چنان قسمت یعنی تمیز ہونے معی معاوضہ انتہی و لا افرقی و بعدہ بعض اتفاقات فی الادی اور نہ قسمت کیا جائے فقط اس واسطے کہ قاضی کو قاضی غلام ہو اس واسطے کہ آدمی
تفاوت بہت ہو تا ہم آدمی میں تفاوت ہوتا سانی یا طبیعت کے سبب چنانچہ زمین اور ہشیاری بخلاف باقی حیوانات کہ ان میں تفاوت قلیل ہے ہر تھا و جس کی صورت
میں نقطہ کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر کوئی غلام کے ساتھ کوئی اور خیر قابل قسمت نہ ہوگی تو اس وقت مالوک کی بھی اس کے ساتھ ملکہ قسمت ہو جائیگی یا اتفاق امام
اور صاحب میں کہ ذوالا تقسیم کو کو رافق و انما نقطہ کا تقسیم الابل و الغنم و رقیق الغنم اور صاحب میں کہ کما کہ اگر ہر ایک فقط غلام ہو یا فقط لونڈیاں ہوں تو قسمت لگائی
جیسے اونٹ اور جھیر مکاری اور غنیمت کے لونڈی غلام کی قسمت ہوتی ہو و لا کچھ اس پر شریک تفاوت تھا اور نہ قسمت کیا جائے حادین و اہل اہل انکی کثرت تفاوت کے سبب
ہم اگرچہ جو ہر ایک ہی جس میں تو بھی قسمت نہ ہوگی اس واسطے کہ انکی قیمت میں بڑا تفاوت ہوتا ہو تو تبدیل میں ہو سکتی و لا انعام و البکر و الحمی و کتب و کلانی
قیمت ضرر اور قسمت کیا جائے تمام اور کنوان اور پکی اور کتا میں اور جس چیز کی قیمت میں ضرر مہم شایع نہ ہو تو قسمت کی چند مثالیں دیکھو و عطف عام کے علت
عدم قسمت پر اشارہ کر دیا کہ جس چیز کی قیمت میں ضرر ہوتا ہو تو قسمت نہیں ہونے اس واسطے کہ قیمت کو تکمیل منفعت کی واسطے ہر چہ جب ہر شخص کا حصہ منافع مقصود ہو
لاق نہ رہا تو قسمی قسمت متحقق نہ ہو الا برضا ہم لہذا ہر شریکوں کی رضامندی سے قسمت جائز ہو بدلیل گذشتہ ہم یعنی اگر اشارہ نہ کر دے کی قسمت میں باد و ہوا
شرک راضی ہونے قسمت جائز ہوگی کہ حق تو انھیں کا ہی و لا ارادہ ہر ایک والی الاخر لم یجیر علی بیع القیدی خلافا لاکہ اور اگر ایک شریک نے بیع کا ارادہ کیا اور دوسرا
شریک نہیں مانتا تو اس کے حصہ کی بیع پر جبر کیا جاوے گا بخلاف ہر ایک رام مالک ہم دنی جو اس پر لا تقسم الکتاب بین الوترہ و لکن شیخ کل بالما یا و لا تقسم بالادق و
لو برضا ہم اور جو اس پر الفتویٰ میں ہے کہ کتاب قسمت ہوگی و ان دون میں و لکن ہر وارث اسے نصف حاصل کرے باری باری اور قسمت کتابوں کی ورتوں کے شواہد سے
اگرچہ ورنہ ہر راضی ہون و کذا لو کان کتابا و اجملا کثیرۃ و اس طرح جلد جلد کی قسمت نہ ہوگی اگر ایک کتاب کی بہت بجاہات ہوں ہم یعنی اگر بڑی کتاب ہو تو بجاہات
میں تمام ہو چنانچہ فتاویٰ سالگیری شکیبکی یا پنج جلد جلد ہوں ہر ایک تو ایسی کتاب کی بجاہات کی قسمت نہ ہوگی کہ کوئی شریک کتاب السلامہ سے شش اور کوئی کتاب
اور کوئی کتاب البیع و لا راضیا ان تقوم الکتاب یا فذلک بعینہا بالقیمۃ لو کان یا قراضی جائز الا لا اور اگر وہ شریک یا ہم راضی ہو جائیں ہر کتاب کی قیمت میں کچھ
اور ہر شریک بعض کتب کی قیمت سے تو اگر یہ قراضی طریق سے جو نہ جائز ہو اگر قراضی نہ ہو تو جہ نہیں دنی اہل خانہ و ارادہ و نیت میں نہیں لاکن قسمیں شایعہ و
اور ہر ایک اگر ہی و لا انتفع و قال الا ظرید ذکاکہ و ہذا قاضی بالما یا و رقیق الغنم و ان شفت فاعلق الابل و رتا و راضی
ہر ایک ایہ اگر ایک کان شریک ہو دوسرے کیوں میں جس کی قیمت ممکن نہیں ہو دونوں نے اس میں چھوڑ دیا سو ایک شریک کتاب کو کہ میں اس کو کرانہ نہ دیکھا اور نہ اس سے
نفع لو لگا سکتے وغیرہ سے اور دوسرے شریک کتاب کو کہ میں اس کا ارادہ رکھتا ہوں یعنی کرانہ نہ دیکھا لہذا قاضی حکم کرے ممانا کا یعنی باری باری فائدہ لینے کا ہر ایک
شریک سے کہا جائے جو انتفاع کا ارادہ نہیں کرتا تو اگر چاہے تو اس کو فائدہ سے اور اگر چاہے تو ورنہ بند کر کے ہم یعنی باری میں اس کو انتفاع اور

سهم ہر دار کا صاحب نصف ہو تو اول سهم اور اس کے پاس کے دوسرے و اطراف ان کے درمیان لکھنی القسیر لانتار الا برصا ہم فلو کان فیہ سائر و منقول
 قسم بالقیمۃ عند الشافی وعند الثالث یروى عن العیون بقابلہ الباقان لقی فصل لا یملک التوقیر رد القسیر و فیہ فی الاختیار و فیہ جان رکھ کر کہ اند
 در زمین اور گھر کی قسمت میں داخل نہیں ہوتے ہیں مگر شریکوں کی ضمانت سے تو اگر زمین اور عمارت یا مال منقول ہو تو اس کی قسمت قیمت کر کے ہوگی اور نصف کے نزدیک
 اور محمد کے نزدیک زمین پھر چارے عمارت کے مقابلہ میں پھر اگرچہ عمارت زیادہ باقی رہے زمین دیگر اور بری دونوں حصوں میں ممکن ہو تو بقدر زیادہ و درم پھر
 جائیں ضرورت کے سبب سے اور چارہ زمین اس قدر کہ پسند کیا ہو صورت اس کی یہ کہ ایک گھر جو حاجت کا سونہوں نے قسمت کا ارادہ کیا اور ایک جانب میں زیادہ عمارت ہو
 ایک شریک نے چاہا کہ عمارت کے عوض درم دے اور دوسرے نے چاہا کہ اس کے عوض میں ہی دی جائیگی اور عمارت سے درم نہ دلائے جائیگی مگر جبکہ
 زمین کا عوض متعذر ہو تو اب قاضی کو یہ درست ہو یعنی درم دلانا اس کے لئے کہ قسمت حقوق ملک سے ہر دو شریک ان لوگوں کی گھر میں ہونے و زمین ان لوگوں کی قسمت جائز
 ہوگی جو شریک نہیں کذا فی اندر قسم و لاحد ہم سبل مارا و طریق فی ملک الاخر و احوال انہ لم یشرط فی القسمۃ صرف عنہ ان ان القسمة القسمة اجماعا و لکن
 مشترک گھر کی قسمت ہوگی اور ایک شریک کا نابدان اور راہ آد و رفت کی دو شریک کی ملک میں ہو اور حالانکہ شریک سبل اور طریق قسمت میں مشروط نہیں ہوا تو نابدان
 اور راہ اس کی طرف سے دوسری طرف پھیری جائے اگر ممکن ہو اور اگر نہ ہو تو قسمت منسحب کی جائے باتفاق امام اور صاحبین اور پھر سر نو سے قسمت کی جائے طرح کہ ہر شریک کا نابدان
 اور راہ جلد ہم اور اگر مشترک راہ اور نابدان قسمت میں مشروط ہو گیا ہو تو قسمت برقرار رہی کذا فی ابحوہ و لو تفرقا فقال بعضهم بقینا مشترک کا مکان ان ان
 اذ کل فصل کما سبط الزلی اور اگر شریکوں کے اختلاف کیا سو بعضوں نے کہا کہ سب سے مسکوئی راہ کو مشترک باقی رکھا جیسا کہ قبل قسمت کے تھا تو اگر ممکن ہو جدا کرنا نہیں
 کے واسطے تو حاکم دیا یہی کہ سب سے چنانچہ زلی نے اسکو شرح بیان کیا ہم زلی میں یوں ہر کہ اگر قسمت کے اندر داخل طریق میں اختلاف ہوا اس طرح کہ بعضوں نے
 کہا کہ راہ کی قسمت نہ ہوگی بلکہ وہ مشترک باقی رہی جیسے کہ قبل قسمت تھی تو اس میں حاکم تامل کرے اور اگر ایک شریک اپنے حصہ میں داخل نکال سکتا ہو تو حاکم حاجت کی راہ کے
 سوا اور راہ قسمت کو نہ تکمیل منفعت کی واسطے تاکہ ہر طرح سے جدائی ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو راہ کو قسمت سے اٹھا رکھے یعنی راہ کو مشترک باقی رکھے کذا فی الطحاوی
 مختصرا اختلاف فی مقدار عرض الطريق جمل عرض ما قدر عرض باب الدار وانی الارض بقدر عرض الطريق شرکویں کے اختلاف کیا عرض طریق کی مقدار میں تو راہ کا عرض
 گھر کے دروازے کے عرض کے برابر کیا جائے اور زمین میں تو عرض راہ کا بقدر چلنے پھرنے کے کیا جائیگا و ضرورت اختلاف کذا فی الزلی ہم نبی جب گھر کی قسمت ہوگی شریکوں
 اور ہر حصہ کی راہ کے حصہ میں اختلاف ہوا تو ہر حصہ کی راہ مشترک گھر کے دروازے کے عرض کے برابر کیا جائیگی اس واسطے کہ گھر کا دروازہ متفق علیہ ہو و اختلاف فیہ متفق علیہ
 اور پھر ایسا کہ اور اس مسئلہ کی دوسری صورت وہ ہے جو صنف نے اپنی شرح میں قادی قاضیخان سے نقل کی ہو وہ یہ ہو کہ ایک گھر دو شریکوں میں مشترک ہو اور اس گھر میں
 تیسرے شخص کا مکان کی راہ ہو شریکوں نے گھر کی قسمت چاہی اور صاحب طریق نے چاہا کہ انکو قسمت سے منع کرے تو اسکو منع کا اختیار نہیں لیکن اس شخص کے واسطے اتنی
 چوڑی راہ چوڑی جاوے گی جتنا اس گھر کا دروازہ چوڑا اور لمبا ہو گھر کے دروازہ سے شخص ثالث کے مکان تک اور باقی گھر کی قسمت ہوگی اور سبب نیزہ طریق کے ہو کذا فی الطحاوی
 بطولہ ای ارتفاع حتی یخرج کل احدہم جناحانی فیصلان فی الباب لا یناد بہ لان قدر طول الباب من احوال مشترک و لہذا علی البوا و المشرک لا یجوز الا رضی الشراک و طاب
 طریق کے اختلاف میں عرض اس کا بقدر عرض دروازہ مگر ایسا کہ اس کے طول کے ساتھ یعنی دروازہ کی ارتفاع اور بلندی کے ساتھ یعنی بقدر باب عظم گھر کی راہ مشترک کے چوڑائی
 اور بلندی کرنا چاہیے تو عرض شریکوں میں سے بھر کا ان کا اپنے حصہ میں اگر وہ دروازے سے اونچا ہو تو دروازے سے کمتر میں ہو اس کے ہوا بقدر طول اور بلندی
 دروازے کی مشترک ہو اور ہوا مشترک پر بنانا جائز نہیں مگر شریکوں کی ضمانت سے کذا فی الجلالی ہم نبی گھر کی راہ مشترک میں حساب ارتفاع اور عرض گھر کے باب عظم کے
 دروازے کی برابر قرار دیا گیا اگر کسی شریک کا مکان اس کے کنارے پر پڑے اور وہ چھوڑا یا گھر کی روئند ان اپنے مکان میں راہ کی جانب بنایا جائے تو اگر باب
 عظم کی بلندی سے اونچا ہو تو درست ہو اور اس سے نیچے میں بنانا درست نہیں و شریکوں ان کیوں طریق فی قسمۃ الدار علی التفاوت جاز و ان ولتہ کان کالم

قسم والا نبی تم اجرہ لیرج با انفق لو با مر القاضی الا فی قیمة البنا وقت البنا اور مکان مشترک جبکہ مہندم ہو گیا سو ایک شریک اسکی عمارت بنانے سے انکار
کرنا جو کہ وہ مکان قابل قسمت ہے کہ ہر دو جبر نہیں اور بانٹ ڈالا جاگا اور اگر مہندم کے لائق قسمت کے نہیں ہوں تو ایک شریک اسکی تعمیر کرے پھر اسکو کر ایہ
چکاؤ تاکہ جو اسنے خرچ کیا ہو کر ایہ سے بھرنے اگر تعمیر حکم قاضی ہوئی ہو اور اگر حکم قاضی تعمیر نہ کی ہو تو کر ایہ سے عمارت کی قیمت بھرنے وہ قیمت جو بنائیکے وقت ہو وہ
انصرفت فی ملکہ وان تصرف جارہ فی ظاہر الروایۃ اکل فی الاشباہ اور انسان کو تصرف کرنا اپنی ملک میں جائز ہو اگرچہ اس تصرف میں اسکے بڑی کو ضرر ہوتا ہو
ظاہر الروایۃ میں یہ سب مسائل مذکور ہیں اشباہ میں ہم صاحب اشباہ نے قول متصل کو چھوڑ دیا یعنی اگر تصرف منع ہو تو تصرف منوع ہے اور نہیں تو جائز ہے اور اسی پر
فتویٰ منقول ہے شرح وہابیہ میں اور اسی قول کو ترجیح کہا ہے نفسی نے اور علامہ میں کہ اسی قول کو بھرنے اکثر شراح نے لیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ لانی الطحاوی عن
انوار شری المصنوع فی بیئہ دینی المسئلۃ المتوی علی ائمتہ قال المصنف فیہ فی مختلف الاثار میں ان اصول علی ظاہر الروایۃ اور مجتہب میں ہے کہ جو تصرف منع ہوئی ہو اگرچہ ہم سب سے
اور شرح میں ہے کہ قاضی منع تصرف پر یعنی در صورت تصرف منع ہے اپنی شرح میں کہ تو جو ازاد و عدم ہوا تو اس کے قاضی میں تھا وہ اسکی صورت میں لائق ہے کہ
ظاہر الروایۃ پر عمل کیا جائے یعنی جو تصرف منع ہو گیا ہو اگرچہ ہم سب سے بھرنے کے لئے یہ مسئلہ نہ کہ ہم سب سے بھرنے کے لئے یہ مسئلہ نہ کہ ہم سب سے بھرنے کے لئے یہ مسئلہ نہ کہ ہم سب سے
شرعاً وہ لو ترفع الانسا اور صفا بارہ و فیلس بجا و نہ مل پذیر اور وہ ہابیہ اور اسکی شرح میں ہے اور اگر آدمی کچھ نہیں بولے اسنے کچھ میں لڑا اسکے بڑی کو اسنے
منع کرنے کا اختیار نہیں اگرچہ اسکو تصرف حکم یہ وہی مسئلہ ہے جو اشباہ سے نہ کہ ہر دو کہ تصرف اپنی ملک میں جائز ہو اگرچہ بڑی کو ضرر ہو وہی مسئلہ ہے اور وہی
عمل نہیں قبل لیس تعمیر اور ایک دیوار کے ایک اہل یعنی شریک ہیں سو ایک شریک اسے اسپر دھیان رکھیں اور وہ لائق قبل اسنے اسپر دھیان رکھیں ان کا بوجھ نہیں لڑا اسکا دوسرا
شریک تعمیر نہ کرے کہ ہم یعنی ایک مشترک دیوار پر دھیان رکھیں نہیں ہوں اگر ایک شریک اسپر دھیان رکھے تو دوسرے شریک اسکو دفع نہیں کر سکتا اور اگر دوسرے شریک دھیان
پر اور دھیان رکھے یا اسپر بڑھنا وہ بناوے یا دروازہ وغیرہ لگاوے تو بدوہ اجازت شریک کے جائز نہیں لانی الطحاوی عن شرح وہابیہ وہاں شریک ان
عملی صلیہ قبل التعلی جائز تعمیر اور شریک کو جائز نہیں کہ اپنی مشترک دیوار کو اونچا کرے اور دھیان رکھے کہ اسکا اونچا کرنا جائز ہے تعمیر کرے ہم عبد البشاریج وہابیہ نے کہا
لائق ہوں کہ کہ تم فیصل اطلاق مقدم ہو یعنی اگر اونچا کرنا مخالفت رسم کے ہو تو جائز نہیں اور اگر موافق رسم اور رواج کے ہو تو جائز ہے وہی منوع قسم عند منع شریک اہل رسم
قاضی جو تعمیر اور جس مشترک کی قسمت منوع ہے چنانچہ جام تو شریک کی منع ترمیم سے قاضی اسکو کر ایہ دے پھر کر ایہ سے اسکی تعمیر کرے ہم مثلاً ایک مشترک حمام مہندم ہوا
جائے اور ایک شریک اسکی مرمت پر متہدد ہے اور دوسرے شریک نہیں مانتا ہو تو قاضی حمام کو کر ایہ پر چلاوے اور جو کر ایہ چال ہو اس سے اسکی مرمت کرے لیکن یہ تو
غیر مختار ہے اور قول مختار اعلیٰ بیت میں مذکور ہے وہی فی التفرع فی ارض باذنہ وینع نفاس ابی قبل تعمیر اور قول مختار میں جو شریک تعمیر ہی جو مرمت کا وہ اسکی مرمت
میں اپنے پاس سے خرچ کرے قاضی کے اذن سے اور روکا جائے اسنے فائدہ لینے سے وہ شریک جو مرمت سے انکار کرنا ہو قبل تادان دینے کے یعنی جس شریک نے
مرمت کی ہر جب تک وہ اپنا صرف کر ایہ سے نہ لگاتے تک دوسرے شریک اسکا کرنا نہیں لے سکتا ہے وہی وہی صفا با لاون مہندم و خدمتہ ان لا وہی لاون
اور یہ مرمت کے مشترک اگر ایک کے اذن سے مرمت کی ہو اور قیمت لے کر باذن حاکم مرمت نہ کی ہو اور یہی قول منع اور حقوق ہر دم طحاوی نے کہا پہلے میں میں
وہابیہ کی ہیں اور چونکہ علامہ عبد البشاریج وہابیہ کی اصلاح سے ہیں اور چھٹی ہیبت شراح کی زیادت سے ہے ہر مسئلہ مختص مترجم ایک شخص نے کیا اسنے
میں بیٹے چھوڑے اور پندرہ ٹھیلیاں چھوڑیں پانچ ٹھیلیاں سرکہ سے ملو میں اور پانچ میں نصف نصف سرکہ ہر دو پانچ خالی ہیں اور سب برابر ہیں تو بیٹوں نے
جا کا کہ بدوہ ٹھیلے کے برابر بانٹ لیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک فرزند کو دو بھری ٹھیلیاں اور ایک ادھی بھری اور دو خالی دیجا دیں اور دوسرے فرزند کو
بھی اسی طرح دیجاوے تو اب باقی رہیں پانچ ایک بھری اور ایک خالی اور تین ادھی بھریں تو یہ پانچوں تعمیر سے فرزند کو دیا دیں تو سب کا حصہ برابر ہوگا لانی
فی فتاویٰ قاضی خان ائمہ علم و شرف اہلہم

انهم لو اقل عتبه انهم استقاموا المزارعة و انما ان لم يكن على وجه الشرط والا فربما المزارعة خاتمة بان ان كان ملك شخص فنان هو صاحب زمین کے حصہ کا اگر مزارع اسکو تلف کر دے تو مزارعت اور ضمانت دونوں صحیح ہیں بشرطیکہ انکالت بطریق شرط کے نہ ہو اور اگر بطریق شرط کے ضمانت ہوگی تو مزارعت فاسد ہو جائیگی کذا فی الحاشیہ ہم کفالت مذکورہ اسواسطے صحیح ہوئی کہ وجوب ضمان کے بسبب کی طرف مضاف ہوئی یعنی استلزام کی طرف منقولہ فی حکم المعاملات ای بسا فاق فان حصة المزارع ان لم یلحق بالمال المأتمن او مزارعت کے مانند حکم میں مساوات یعنی ساقاۃ ہو اسواسطے کہ زمیندار کا حصہ عامل کے ہاتھ میں امانت ہو و اذ اقل مزارع فی سقی الارض حتی ملک الزرع بذا سبب لم یضمن المزارع فی المزارعة الفاسدة کما یضمن فی المصارف لوجوب العمل علیہ فیما کامروی فی یہ امانہ فیضمن بالتحصیر اور جبکہ مزارع نے قصور کیا زمین کے سینچنے میں یہاں تک کہ کھیت خشک ہو گیا ہے تو مزارع مالدار سے مزارعت فاسدہ میں اور تاوان کی مزارعت صحیحہ میں بسبب وجہ پانچنے عمل کے مزارع پر بھیجے میں نہ فاسدہ میں چنانچہ مذکور ہو چکا اور غلہ اسکے پاس امانت ہو تو زمیندار کا حصہ بچہ بچہ کے فی المیزانہ اگر ترک استقامتی عداوتی میں ضمن وقت مازک استقامتی قیمتہ بابتانی الارض ان لم یکن المزارع قیمتہ وقت الارض مزارعہ وغیر مزارعہ فیضمن عمل مابینہما سہرہ میں ہر ایک مزارع نے سینچا اور اچھڑ دیا یہاں تک کہ کھیت خشک ہو گیا اور سچائی چھوڑنے کے وقت جو زمین میں بجے کھیت کی قیمت ہو اسکا تاوان کا اور اگر کھیت کی کچھ قیمت نہ ہو تو زمین مزارعہ وغیر مزارعہ کی قیمت مقرر کی جائے تو جتنے روزوں میں زیادتی ہو اتنا ضمانت دے یعنی مثلاً اگر زمین مزارعہ کی قیمت چارہاں ہے اور غیر مزارعہ کی قیمت دس تو دس کا ضمانت دے فروغ مسائل ملحقہ شام کے اثر الا کار السقی ان تاخیر استقامت الارضین والاشجار مزارع نے سچائی میں تاخیر کی تو اگر کوئی تاخیر کی عادت ہو مزارعین میں اور کھیت خشک ہو جائے تو تاوان دے اور اگر تاخیر غیر متاد ہو تو تاوان دے شرط علیہ الحصاص و تعاقب جسے ہلک نہیں ان چھوڑ تاخیر استقامت مزارع پر کھیت کا تاوان شرط ہوا سو اسے یہاں تک غفلت کی کہ وہ تلف ہو گیا تو وہ تاوان دے مگر یہ کہ اتنی تاخیر کرے جسکی عادت ہو تو تاوان نہیں ترک حفظ الزرع جسے اکلہ اللہ و اب ضمن دان لم یرد اجر ادھی اکل کلا ان لم یرد حصہ والالا مزارعہ مزارع نے نگہبانی کھیت کی یہاں تک چھوڑی کہ اسکو چوپائے جانور کھا گئے تو تاوان دے اور اگر اسنے ٹڈی نہ لائی یہاں تک کہ سارا کھیت کھا گئی تو اگر اسکا مالک نہ ملے تو تاوان دے اور اگر ملے نہ تھا تو تاوان نہیں کذا فی البزازیۃ زرع الارض فان کان عرف جری فی ملک القریۃ بالصفوف او بالحدود محوۃ و با

زکات ایک مرد نے دوسرے مرد کی زمین میں زرع کی بدو ان اسکے امر کے تو صاحب زمین اس سے حصہ میں کا مطالبہ کرے تو اگر اسکا گاون میں عرف جاری ہو نصف بالحدود اور ورنہ اس کے تو دہی واجب ہو گا حشر میں طہین الی احدہما ان یستقیمہ اجبر فلو شئت قبل فہم للکمال لاجل ان علیہ دان فہم الی العاقبۃ و امرہ بذلک متفق ضمن جواہر القاموسی ایک کھیت ہو دو شخصوں کی شراکت میں ایک شخص نے اسکے سینچنے سے انکار کیا تو اسپر بدستی کیا ہے سینچنے میں اگر کھیت بگاڑ گیا حاکم سے نالش کرنے سے پہلے تو اسپر تاوان نہیں اور اگر اسنے قاضی سے نالش کی اور اسنے اسکو سینچنے کا حکم کیا پھر بھی اسنے غانا تو اسپر تاوان لازم ہو گا کذا فی جواہر القاموسی ہم ظاہر اس مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ کھیت مشترک ہو بطریق مزارعت کے ہو اسطے کہ مزارعت کا حکم مصنف اور شایع ذکر کر چکا ہے شرط ابزر سلب المزارع ثم زرع ما رب الارض ان علی اوجہ الاعانہ المزارعہ والا فمقتضی البایع شرط ہو ان مزارع پر کھیت ہو یا ضمانت میں نہ تو اگر یہ وجہ امانت ہو تو مزارعت ہر اوزانیں تو مالک کا ہونا مزارعت کا تو زمیندار ہو مزارع الارض المستاجرہ الا جیر مزارعہ جاز ان البذر من المستاجر و معادلہ لم یجبر مستاجر نے اجارہ کی زمین مالک زمین کو دی بطریق مزارعت کے تو جائز ہے اگر بیع مستاجر کا ہو اور اگر بطریق ساقاۃ کے دی تو جائز نہیں استاجر انما مستاجر لا صاحبہا لعل مہیا جاز اکل من شیء المصنف مستاجر نے زمین اجارہ لی پھر مستاجر سے مالک زمین نے زمین اجارہ لی تا اس میں عمل کرے تو جائز ہے یہ سبب مسائل مصنف کی مستخرج من التھار سے منقول ہیں ہم عمل سے ہر قسم کا عمل مراد ہو ساقاۃ کے اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ مالک کو بطریق ساقاۃ کے زمین دینا جائز نہیں قلت وغیرہ شراب جنایۃ البیۃ معزۃ اللہ بستان فی صیغۃ اللسان و محض فی ظل المار و تلفت الکروم و المصطغان قال یضمن الکروم لا المصطغان لوفیہ حصہ

تک بلا اجز و بل بلا اجز فی المزارع بار و ساقا کی مدت منفی ہوگا تو قدر و ساقا بدون اجز کے اور اس میں عمل کیا جائے بدون اجز اور مزارعت میں اجرت کے ساتھ ہم فی
 مدت ساقا اگر منفی ہوگا اور پچل نام بدون کو عامل کو جائز کی خبر گیری کیا کرے پچل نہ ہوئے تک جس طرح مزارع کو جائز کی خبر گیری کیا کرے مزارعت میں مزارع پر اجرت میں
 کی بقدر اس کے حصہ کے وجہ ہوگی اور ساقا میں بقدر اس کے حصہ کے اجرت وجہ نہیں ہوا ساقا کے اجز کا اجارہ و اجرت میں بنی بر خلاف مزارعت کے وہاں میں کیا اجارہ
 ہوگا اور وہ اجرت کو کذا فی الخطا دی میں لایم و اذا استحق الخراج المعامل بالجزء فی المزارع بقیمۃ الزرع اور جبکہ مزارعت میں مزارع غیر ثابت ہو تو عامل کی
 اجرت مثل مزارع اور مزارعت میں کھیت کی قیمت سے عامل اس وقت اور مثل مزارع کو جائز کی خبر گیری ہوگا اور اگر کھیل نہ تو کچھ اجرت نہیں کذا فی الخطا دی عن آثار خانیہ و الزرع
 بیان المزارع میں بشرط اسنا اسنا العلم و قیہ عادیہ اور جو کچھ مزارعت میں شرط ہو اور ساقا میں نہیں بیان کرنا اجرت کا سبب بیان مدت یہاں آسمان شرف نہیں
 سبب بیان ہوئے اس کے وقت کے بطریق عادیہ کے م یونہی پچل کا وقت مقرر ہو میں کم تفاوت پڑتا ہو و چند قطع علی اول مخرج فی اول السنہ اور اس وقت
 یعنی در وقت عدم ذکر مدت ساقا واقع ہوگی پہلے پچل پر اور جو پیدا ہوا اول سال میں ہم مینی ساقا مقرر ہوگی اول مخرج جو اس سال میں خارج ہوا ساقا کے وقت میں
 اور اب بعد اس کا شکوک ہو فی الربطہ علی دراک بذر ما اذا الرقبۃ فیہ و جہہ اور در صورت عدم بیان مدت ربطہ میں ساقا مقرر ہوگی اس کے پچل کے پچل ہوا ساقا کے وقت میں
 فقہاء میں میں غریب ہوئی ہر ربطہ بفتح اول لایت میں عمدہ بارہ ہر ایک بار کا بویا سال اس کے پچل کی زیادہ قدر ہی طحاوی نے کہا ربطہ جب تک تربت ہوا اس وقت میں
 کہتے ہیں اور ان میں مصر پر سیم کہتے ہیں و رشک کو دریں لیتے ہیں اور بدون نے کہا ربطہ ہی بقول مراد میں چنانچہ شایع نے قول ثانی پر افسار کیا ہوگی عبارت میں میں اسی اور
 فارسی میں ربطہ کو سبب کہتے ہیں فان لم یخرج فی تاک السنۃ فمدت اور اگر اس سال میں پچل پیدا ہو تو ساقا مقرر ہوگی در صورت عدم بیان مدت و لو ذکر مدۃ لا یشترک
 الثمرۃ فیما فدت اور اگر کسی کثر مدت ذکر ہے میں پچل پیدا ہو تو ساقا مقرر ہوگی و لو تلغ الثمرۃ فیما او لا تلغ صح عدم التیقن بقوات المقصود اور اگر کسی مدت ذکر
 ہو کہ کا پچل پچل پچل ہوگا کہ نہ پچل ہو تو عقد صح ہو سبب عدم تقین فدت مقصود کے ہم بلکہ اس مدت میں مقصود کا احوال ہو سبب و رشتہ آفت کے احوال
 موجود ہو ساقا اور مزارعت میں فلو خرج فی الوقت السعی فعلی الشرط عقد و الا فمدت فللمعامل اجر مثل بیدم علی اوراک الثمرۃ اگر پچل پیدا ہوا وقت
 کے میں ساقا اپنے شرط پر ثابت ہو سبب صح ہو گیا فقہ کے اور اگر پیدا ہو تو ساقا مقرر ہوگی و سبب اجرت مثل ہوگا کہ اس کا عمل ہمیشہ ہمارے پچل کہتے ہیں
 و لو دفع غراسانی الارض لم تلغ الثمرۃ علی ان یصلحها فما خرج کان بیما تصد بئہ ساقا ان لم یندرک اعواما معلومہ وان ذکر ملک صح اور اگر ایسے پودے ہوتے
 کے جو زمین میں قائم ہیں اور پودے کے پچل کی نوبت نہیں ہوئی مالک نے باخاں کو دیے اس شرط پر کہ ان کی خبر گیری اور دیتی کرے اور جو پچل پیدا ہوا وہ دونوں میں
 نصف نصف ہو تو یہ ساقا مقرر ہوگا و چند سال میں کو ذکر کرے اور اگر ذکر کرے اس کو تو عقد صح ہو میں بیان مدت اس صورت میں ایسے ضرور ہو کہ نئے رشتہ کا پچل لانا
 نہایت تفاوت ہوتا ہو باعتبار توت و جہت ارہی کے تو اس کا اول مخرج پچل کرنا ممکن نہیں کذا فی الزنبی و کذا لو دفع اصول ربطہ فی الارض ساقا و لم یسلم المدۃ
 اور اس طرح ساقا مقرر ہوگا ربطہ کی زمین میں قائم ہیں تو مدت پچل پچل کی زمین میں تفاوت الربطۃ فاما یجوز ان لم یسلم المدۃ و یقع علی اول مخرج و یقول میں کیونکہ ربطہ کے کہ کسی ساقا
 جائز ہو اگر حدیث مذکور ہو و عقد واقع ہوگا اول تراش پر جو عقد کے بعد جو ہم اس وقت کہ کسی نہایت کی حد جو پچل پچل پچل کذا فی الدرر و لو دفع ربطہ انتہی جذا و با علی
 ان یقوم علیہا حتی یخرج بذر ما و یکون بیما نصفین جائز بل بیان المذہب و الربطۃ لصاحبها اور اگر مالک وہ ربطہ سے جس کے قطع کا وقت نہیں ہو گیا اس شرط پر کہ عامل
 اس کی خبر گیری کیا کرے یہاں تک کہ اس کا بیج پیدا ہوا و ریزہ و دونوں میں نصف نصف ہو تو ساقا جائز ہو بدون بیان کرنے مدت کے اور ربطہ اس کے مالک کی جو ہم اس وقت
 کی کا وقت مزارعین کو ایک معلوم ہو اور بیج نکلا عامل کی محنت سے تو ماضیہ شرط کو نا صح ہو گیا اور ربطہ فقط مالک کا ہوا اس وقت کہ عامل کی محنت کا اس میں کچھ نہیں لگا
 فی الدرر و لو شرط مالک الشترۃ فیما فی الربطۃ فمدت الشترۃ لایستلزم لایستلزم و اگر ذکر نہ ہو ربطہ میں بھی شرکت شرط کی تو ساقا مقرر ہوگا ساقا کے انھوں نے

کتاب الحساب
 ترتیب دوم در حساب ساقا
 ساقا کی مدت منفی ہوگا تو قدر و ساقا بدون اجز کے اور اس میں عمل کیا جائے بدون اجز اور مزارعت میں اجرت کے ساتھ ہم فی مدت ساقا اگر منفی ہوگا اور پچل نام بدون کو عامل کو جائز کی خبر گیری کیا کرے پچل نہ ہوئے تک جس طرح مزارع کو جائز کی خبر گیری کیا کرے مزارعت میں مزارع پر اجرت میں کی بقدر اس کے حصہ کے وجہ ہوگی اور ساقا میں بقدر اس کے حصہ کے اجرت وجہ نہیں ہوا ساقا کے اجز کا اجارہ و اجرت میں بنی بر خلاف مزارعت کے وہاں میں کیا اجارہ ہوگا اور وہ اجرت کو کذا فی الخطا دی میں لایم و اذا استحق الخراج المعامل بالجزء فی المزارع بقیمۃ الزرع اور جبکہ مزارعت میں مزارع غیر ثابت ہو تو عامل کی اجرت مثل مزارع اور مزارعت میں کھیت کی قیمت سے عامل اس وقت اور مثل مزارع کو جائز کی خبر گیری ہوگا اور اگر کھیل نہ تو کچھ اجرت نہیں کذا فی الخطا دی عن آثار خانیہ و الزرع بیان المزارع میں بشرط اسنا اسنا العلم و قیہ عادیہ اور جو کچھ مزارعت میں شرط ہو اور ساقا میں نہیں بیان کرنا اجرت کا سبب بیان مدت یہاں آسمان شرف نہیں سبب بیان ہوئے اس کے وقت کے بطریق عادیہ کے م یونہی پچل کا وقت مقرر ہو میں کم تفاوت پڑتا ہو و چند قطع علی اول مخرج فی اول السنہ اور اس وقت یعنی در وقت عدم ذکر مدت ساقا واقع ہوگی پہلے پچل پر اور جو پیدا ہوا اول سال میں ہم مینی ساقا مقرر ہوگی اول مخرج جو اس سال میں خارج ہوا ساقا کے وقت میں اور اب بعد اس کا شکوک ہو فی الربطہ علی دراک بذر ما اذا الرقبۃ فیہ و جہہ اور در صورت عدم بیان مدت ربطہ میں ساقا مقرر ہوگی اس کے پچل کے پچل ہوا ساقا کے وقت میں فقہاء میں میں غریب ہوئی ہر ربطہ بفتح اول لایت میں عمدہ بارہ ہر ایک بار کا بویا سال اس کے پچل کی زیادہ قدر ہی طحاوی نے کہا ربطہ جب تک تربت ہوا اس وقت میں کہتے ہیں اور ان میں مصر پر سیم کہتے ہیں و رشک کو دریں لیتے ہیں اور بدون نے کہا ربطہ ہی بقول مراد میں چنانچہ شایع نے قول ثانی پر افسار کیا ہوگی عبارت میں میں اسی اور فارسی میں ربطہ کو سبب کہتے ہیں فان لم یخرج فی تاک السنۃ فمدت اور اگر اس سال میں پچل پیدا ہو تو ساقا مقرر ہوگی در صورت عدم بیان مدت و لو ذکر مدۃ لا یشترک الثمرۃ فیما فدت اور اگر کسی کثر مدت ذکر ہے میں پچل پیدا ہو تو ساقا مقرر ہوگی و لو تلغ الثمرۃ فیما او لا تلغ صح عدم التیقن بقوات المقصود اور اگر کسی مدت ذکر ہو کہ کا پچل پچل پچل ہوگا کہ نہ پچل ہو تو عقد صح ہو سبب عدم تقین فدت مقصود کے ہم بلکہ اس مدت میں مقصود کا احوال ہو سبب و رشتہ آفت کے احوال موجود ہو ساقا اور مزارعت میں فلو خرج فی الوقت السعی فعلی الشرط عقد و الا فمدت فللمعامل اجر مثل بیدم علی اوراک الثمرۃ اگر پچل پیدا ہوا وقت کے میں ساقا اپنے شرط پر ثابت ہو سبب صح ہو گیا فقہ کے اور اگر پیدا ہو تو ساقا مقرر ہوگی و سبب اجرت مثل ہوگا کہ اس کا عمل ہمیشہ ہمارے پچل کہتے ہیں و لو دفع غراسانی الارض لم تلغ الثمرۃ علی ان یصلحها فما خرج کان بیما تصد بئہ ساقا ان لم یندرک اعواما معلومہ وان ذکر ملک صح اور اگر ایسے پودے ہوتے کے جو زمین میں قائم ہیں اور پودے کے پچل کی نوبت نہیں ہوئی مالک نے باخاں کو دیے اس شرط پر کہ ان کی خبر گیری اور دیتی کرے اور جو پچل پیدا ہوا وہ دونوں میں نصف نصف ہو تو یہ ساقا مقرر ہوگا و چند سال میں کو ذکر کرے اور اگر ذکر کرے اس کو تو عقد صح ہو میں بیان مدت اس صورت میں ایسے ضرور ہو کہ نئے رشتہ کا پچل لانا نہایت تفاوت ہوتا ہو باعتبار توت و جہت ارہی کے تو اس کا اول مخرج پچل کرنا ممکن نہیں کذا فی الزنبی و کذا لو دفع اصول ربطہ فی الارض ساقا و لم یسلم المدۃ اور اس طرح ساقا مقرر ہوگا ربطہ کی زمین میں قائم ہیں تو مدت پچل پچل کی زمین میں تفاوت الربطۃ فاما یجوز ان لم یسلم المدۄ و یقع علی اول مخرج و یقول میں کیونکہ ربطہ کے کہ کسی ساقا جائز ہو اگر حدیث مذکور ہو و عقد واقع ہوگا اول تراش پر جو عقد کے بعد جو ہم اس وقت کہ کسی نہایت کی حد جو پچل پچل پچل کذا فی الدرر و لو دفع ربطہ انتہی جذا و با علی ان یقوم علیہا حتی یخرج بذر ما و یکون بیما نصفین جائز بل بیان المذہب و الربطۃ لصاحبها اور اگر مالک وہ ربطہ سے جس کے قطع کا وقت نہیں ہو گیا اس شرط پر کہ عامل اس کی خبر گیری کیا کرے یہاں تک کہ اس کا بیج پیدا ہوا و ریزہ و دونوں میں نصف نصف ہو تو ساقا جائز ہو بدون بیان کرنے مدت کے اور ربطہ اس کے مالک کی جو ہم اس وقت کی کا وقت مزارعین کو ایک معلوم ہو اور بیج نکلا عامل کی محنت سے تو ماضیہ شرط کو نا صح ہو گیا اور ربطہ فقط مالک کا ہوا اس وقت کہ عامل کی محنت کا اس میں کچھ نہیں لگا فی الدرر و لو شرط مالک الشترۃ فیما فی الربطۃ فمدت الشترۃ لایستلزم لایستلزم و اگر ذکر نہ ہو ربطہ میں بھی شرکت شرط کی تو ساقا مقرر ہوگا ساقا کے انھوں نے

[illegible]

تیسری رفاقت یہ ہے کہ قطع معلوم اور مری اور ایک شہر کا شہر ہی اور محمد کے نزدیک عروق اربعہ ہیں بزرگ کا بزرگ گناہانہ ہر گناہی اگر بزرگ کے حصہ قطع ہو جائے اور ایک حصہ قطع سے باقی رہے تو ذبح جلال پر کذا فی الطحاوی واصل الذبح کل ما قری الا واداج اراد بالادواج کل ارباعہ علیہا و انہ لہم ای اسامہ دلا ہوا و باطنہ ای شتر قصبہ و مرقہ ہی جو بعض کا کہیں بیج ہوا اور بیج کرنا حلال ہے بزرگ تیر خیر سے جو ادواج کو کاٹ دے اور خون کو بہا دے اگر چہ قطع اور خونریزی کی سے ہو یا بائس یا ذر کل کے پوست سے یا باطنہ دار پھر سے شارب نے کہا مصنف نے ادواج سے چاروں گون کا ارادہ کیا یا باطنہ یا قصبہ یا مرقہ وہ خیر ہے چھری کے مانند جو جس سے ذبح کرتے ہیں ہم ثلثی نے حاشیہ میں کہا ایک عربی ہے کہ اتنا ہے ہایہ کی کتاب بخاریات میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی سے ذکاۃ یعنی ذبح ہو سکتا ہے اگر اگر کسی کا موضع ذبح پر اور معلوم اور دونوں شہر کے کو قطع کر دے تو اس کا کھانا حلال ہے اس کو نہ دوسری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ انتہی اور اس کے خط سے حاشیہ پر چون کہ ہر گناہی سے ذکاۃ حاصل نہیں اور اصول فخر الاسلام کے مخالفت ہے کہ ذکاۃ آگ سے نہیں لانے ہوتی کذا فی الطحاوی الا سنا و ظہر انما تمیز بین مکرہ و انت اور جبے ناخن سے ذبح کرنا حلال نہیں لو کہنا منہرہم من عندنا مع الکرہ انما منہرہم من الضرر یا حیوان کہ جو بشفرة کلیتہ ارادہ انت اور ناخن منزع ہون یعنی علیحدہ اور جدا ہون منہرہ اور اٹکی سے تو ہم خفیون کے نزدیک اسے ذبح کرنا حلال ہے کہ است کے ساتھ اس واسطے کہ ہمیں ضرر یعنی حیوان کو تکلیف ہو جیسے جانور کو ذبح کرنا کھچھری سے مکروہ ہے ہم امام شافعی کے نزدیک دانت اور ناخن سے ذبح کرنا حرام ہے کیونکہ حدیث میں منع وارد ہے کہ وہ جیشیوں کی چھریاں ہیں یعنی جیشی لوگ جانور کو دانت اور ناخن سے ذبح کرتے ہیں اور خفیون کے نزدیک یہ حدیث غیر نفوذی پر محمول ہے کہ جیشیوں سے بھی جانور ہوتا ہے طحاوی نے کہا کہ ظاہر اگر است سے کہ است تحریر ملو ہو چنانچہ تفسیل کہ است ہر دانت کرتی ہے و ندب اصدا و شفرہ قبل الاصلع و کہ بعدہ کا بحر جہا الی المذبح اور مستحب ہر نیز کر لینا چھری کا ذبح کے لئے سے پہلے اور نیز کرنا لئے کے بعد مکروہ ہے جطر اس کا پاؤں پکڑ کے کھینچنا ذبح کی طرف مکروہ ہے حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنا ہرگز پر فریض کیا ہے تو جب قتل کرو تو بھی طح قتل کرو اور بھی طح ذبح کرو اور چاہیے کہ نیز کر لے اپنی چھری کو اور اگر دم سے اپنے ذبیحہ کو دو چھما من قفا مان تعلیبت حیہ حتی قطع العروق والا لم یحل موتہا بلا ذکاۃ اور مکروہ ہے جانور کا ذبح کرنا اس کی گردن کے پیچھے سے اگر وہ زندہ رہے رگوں کے کٹ جانے تک اور اگر اس قدر زندہ نہ رہے تو اس کا کھانا حلال نہیں بدون ذبح کے مرنے سے وہ کہ است مخالفت سنت کی ہے اور اس واسطے کہ ہمیں بلا حاجت زیادہ تکلیف رسائی ہو و لفتح فکون بلوغ اکبر الخاع و ہر عرق بعض فی جوف عالم الرقبۃ اور مکروہ ہے ذبح شدید بیان تک کہ مرام مغز تک چھری پہنچ جائے شارب نے کھینچ لفتح فکون و سکون خاصہ ہے ہر چنانچہ چھری کا خاع تک ہر اور خاع سفید رنگ ہو گردن کی ہڈی کے اندر م خاع بالکسر و فتحہ اور فتحہ بھی لغت میں درست ہے مرام مغز کو کہتے ہیں جگر و ن و مری کی گردن میں و بناہ کے مانند واقع ہو طحاوی نے کہا بعضوں نے کہا منع یہ ہے کہ گردن کو کھینچنا ذبح کا مکان ظاہر ہوا و بعضوں نے کہا کہ منع گردن کا ٹوڑنا ہر فتحہ نہ ہونے سے پہلے اور یہ سب افعال مکروہ ہیں کہ بلا فائدہ تعذیب ہو چنانچہ ربی میں ہے کہ اگر کل تعذیب بلا فائدہ مثل قطع الاراس و اسخ قبل ان تبرد ای تسکن من الاضطراب و ہر تفسیر باللازم کا الکتبی اور بدون فائدہ کے ہر تعذیب اور تکلیف رسائی مکروہ ہے چنانچہ سر کا کاٹنا اور کھال کا اڑھیرنا ٹھنڈے ہو جانے سے پہلے یعنی سکون من الاضطراب کے پیشتر اور وہ تفسیر باللازم ہے چنانچہ بعضی نہیں لینے برووت کو سکون عن الاضطراب لازم ہے بدون عکس اس واسطے کہ گاہے سکون عن الاضطراب ہوتا ہے اور برووت اس سے متاخر ہوتی ہے اور جبکہ تعذیب سے فائدہ ہے یہ ہے کہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا کذا فی الطحاوی و کہ ترک التوجہ الی القبۃ لفتح انتہ اور مکروہ ذبح کے وقت تباہی نہ ہونا بسبب مخالفت سنت کے و شرط کون الذابح مسلما حلالا خارج الحرم ان کان صیدا نصیہ الحرم الا کذا فی الحرم مطلقا اور شرط ہے ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا اور حرم نہ ہونا اور حرم مکہ منظر سے باہر ہونا غیر محرم اور خارج حرم ہونا اس وقت شرط ہے جبکہ ذبیحہ و جیشی شکار ہو تو جیشی شکار کو حرم مشریت میں ذبح کرنا حلال نہیں کرتا مطلقا خواہ ذبح محرم ہو یا حلال م پس اگر محرم ہو اور غیر شکار کو حلال کرے تو وہ حلال ہے اور کتابیا و میا و حرمیا الا ان اسع منہ عن الذبح ذکر اسخ یا شرط ہوا ابج کا اہل کتاب ہونا خواہ ذبیح ہو یا حرمی

جیسا کہ فیہ کے وقت شیخ علیہ السلام کا ذکر کیا جائے تو ذبیحہ حلال نہیں ہم یہود اور نصاریٰ کا ذبیحہ ہوا سطلے حلال ہو کہ وہ تو حیدر کے مدعی ہیں اور
 اہل اربعین یہ آیت قرآنی ہے (وَلَا تَحْلِلُوا أَمْوَالَ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْكُفْرِ) اہل کتاب کا طعام تمھارے واسطے حلال ہو اور طعام سے مراد وہ طعام ہو جسکو وہ بیع کریں
 اور جس طعام کو بیع لایا نہیں ہوتا اربعین اہل کتاب اور مجوسی برابر جو بیع پہلی کذا فی الدرعناوی عالمگیری میں ہے کہ کتابی کا ذبیحہ اس وقت کہایا جائے جیسے بیع کے
 وقت سلم وہاں موجود نہ ہو اور کتابی سے کچھ سناہ ہو یا بیع کے وقت اس سے خطا اللہ تعالیٰ کا نام سنا ہو اور جبکہ کچھ نہ سنا ہو تو اس پر محمول ہے کہ اس نے خدا کا نام
 یا ہو گا باعتبار حسن ظن کے سلم کے مانند اور جیسا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا نام سنا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے بیع علیہ السلام کا ارادہ کیا علمائے کہا ہے کہ ذبیحہ یا کول ہو مگر
 جبکہ وہ نصیح کرے اس طرح کہ بسم اللہ الذی ہو ثالث ثلثہ یعنی وہ اللہ جو تیسرے تین کا ذاب ہے ذبیحہ حلال نہیں انتہی فعلیہ قیاماً ولولہ الذی ہو ثانی و اولہ او
 وہیہا یعقل لیسیمہ والذی ہو ذبیحہ حلال ہو ذبیحہ سلطان اور کتابی کا اگر چہ بیع کرے والا دیوانہ یا عورت یا ایسا لڑکا ہو جو اللہ تعالیٰ کے نام کو اور بیع کرے
 کو ذبیحہ سمجھتا ہو اور بیع کر سکتا ہو ہم یعنی وہ غیر تائب جانتا ہو کہ ذبیحہ اس وقت حلال ہو تاہی جبکہ اس پر خود کا نام لیا جاوے اور دیوانہ اور غیر جبکہ نام خدا کو سمجھتے ہوں اور
 ذبیحہ کرنا چاہتے ہوں اور اس پر قیاد ہوں تو وہ عاقل بالغ کے مانند ہیں کذا فی الدرر منہج فقہاء میں ہے کہ اگر جنون اور غیر ایسے ہوں کہ اذہل اور سبیل سے مکرین لے کر ذبیحہ
 حلال نہیں لفظاوی نے کہا عورت کا ذبیحہ ہر طرح حلال ہے خواہ اس وقت وہ حاضر ہو یا غائب الی یا جنب او اقلعت او اخرس ذبیحہ سلم اور کتابی کا احوال
 اگرچہ اسکا فتنہ ہوا ہو یا کہ وہ گونا گونا گونا زبان سے نام خدا لینے سے عاجز ہو تو وہ مذکور اور اسکا دین قائم مقام نام لینے کے ہو تو وہ ناسی کے مانند ہوا
 یعنی جو بیع کے وقت نام خدا لینا محمول ہے جیسا کہ گونا گونا ناسی سے زیادہ تر مذکور ہے کذا فی المنہج لاکل ذبیحہ غیر کتابی میں دینی و مجوسی و صحرانہ و جنی حلال ہیں
 ذبیحہ غیر کتابی کا بھلا بہت پرست اور مجوسی آتش پرست اور مردار و جنی کے یعنی دیوانہ ہی ہم جن کا ذبیحہ ہوا سطلے حلال نہ ہوا کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اہل نبی حضرت نے منع فرمایا ذبیحہ جن سے چنانچہ اشیاء میں ہو مطلقاً سے اور ظاہر محل اسکا وہ ہے جبکہ جن آدمی کی صورت پکڑنے کے بیج نہ کرے اور اگر آدمی کی صورت
 پکڑ کر بیج کرے تو بظہر ظاہر صورت اس کے اسکا ذبیحہ حلال ہو اسکی تحریر و تحقیق کرنا چاہیے کذا فی الطحاوی جبری ابو نیا دیوانہ جبراً حالت اشیاء لانه صار کمرہ قنیہ اور لال
 نہیں ذبیحہ جبری مذہب کا اگر اسکا باپ سنی ہو اور اگر اسکا باپ بھی جبری ہو تو ذبیحہ حلال ہے کذا فی الاشیاء احوال سے کہ سنی کے فرقہ نے جب جبری مذہب اختیار
 کیا اہل سنت اور جماعت کو چھوڑ کر تو وہ مرتد کے مانند ہو گیا کذا فی القنیہ ہم مصنف نے نسخ انفراد میں کہا اور فوائد زنیہ میں ہے کہ جائز نہیں ذبیحہ جبری کا اگر اسکا باپ
 سنی ہو اور اگر جبری ہو تو حلت ہی میں کہتا ہوں اور ظاہر صاحب فوائد زنیہ نے جو مصنف ہوا اشیاء کا یہ قول قنیہ سے لیا ہے اور قنیہ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ ابو علی
 سے منقول ہے کہ ذبیحہ مجبرہ کا اگر اسکے آبا اور اجداد مجبرہ ہوں تو وہ ذبیحہ کے مانند ہیں اور اگر انکے باپ اہل عدل سے ہوں تو حلال نہیں ہوا سطلے کہ وہ غیر مرتد
 مرتدین کے ہیں انتہی مانی القنیہ میں کہتا ہوں اور صاحب قنیہ کی مراد ابو علی سے ابو علی صبا ہی جو فرقہ متزلزلہ کا رئیس ہے اور مجبرہ سے اہل سنت و جماعت مراد
 ہیں ہوا سطلے کہ متزلزلہ اہل سنت کو مجبرہ کہتے ہیں چنانچہ ہتھی جیشی متزلی کے کلام سے یہ ظاہر ہے اور اہل عدل سے مراد متزلزلہ ہیں کہ گمان میں چنانچہ علم کلام
 میں مذکور ہے تو صاحب فوائد نے مجبرہ کو مجبرہ سے بدل ڈالا انتہی مانی المنہج اور رد المحتار جاشیہ اشیاء میں ہے اور ظاہر مصنف یعنی صاحب اشیاء نے
 مجبرہ اور مجبرہ کے فرق کی طرف انتہا نہیں کیا اور مجبرہ اہل ہوسے اور اہل بدعت ہیں اور عقیدہ انکا یہ ہے کہ بدولت اہل علم اور قدرت افعال
 کی اصلاح میں اور تمام خلق اپنے افعال میں مجبور ہیں انتہی اور اہل بدعت کی تکفیر میں علماء سلفہ اور خلف میں اسکا اختلاف ہے اور اربعین تک نہیں کہ جیسا کہ
 مذہب اور بدعت مودعی اسے لکھتا ہے اور وہ تاویل نہ کرتا ہو تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور جیسا کہ مذہب بطریق تاویل کے ہوا اور اجتماع و اختلاف باعث بدعت
 کی ہوتا ہے اسکے تکفیر میں اختلاف ہے بعض علماء تمام اہل بدعت کو کافر کہتے ہیں اور یہ قول ہے اکثر سلفہ کا فقہاء اور مکملین سے اور بعضوں نے انکو
 جماعت مسلمین سے نہیں نکالا ہے اور وہ اکثر فقہاء اور مکملین ہیں سو انھوں نے کہا ہے کہ وہ عاصی گمراہ ہیں اپنے احکام اسلام کے جاری ہیں اور

مسلمین سے میلش پادشہ کے ابن جہان سے شیعہ پادشہ کا بیان اکثر اہل مذہب انکو کافر کہتے ہیں لیکن یہ کلام فقہاء مجتہدین کا نہیں اور فقہاء کا کلام فقہاء میں اور
 مجتہدین سے عدم کافر منقول ہوا انتہائی متیقن المارم تو اس منقول سے ظاہر ہوا کہ جبرہ یونانی میں اور بیان کے احکام سے علت و سبب سے خواہ اسکا باطنی ہو یا
 جبرہ شریع کو مناسب نہ تھا یہ مسئلہ ذکر کرنا اور بدوین کو کہنے کے اسکو چھوڑ دینا باوجودیکہ یہ مبنی پر عقیقہ فاسدہ پر کذا فی الطحاوی مختصر خلاف یہودی اور مجوسی منظر لا
 باقر علی ما نقل الیہ عندنا فقہر ذلک عند الذبح حتی توخس یہودی لایکل کاتہ برخلاف اس یہودی اور مجوسی کے جو نصرانی ہو گیا کہ اسکا ذبیحہ حلال ہے اس واسطے
 کہ وہ ثابت رکھا جاوے کہ ہمارے نزدیک اسی ملت نصرانیہ پر کسی طرف اشتہ انتقال کیا یعنی ہوا اسطے کہ تمام کفر ایک ہی ملت ہے تو وہی ملت مجبرہ ہوگی فرج کے وقت
 تو اگر یہودی مجوسی جو جاسے تو اسکا ذبیحہ حلال نہ ہوگا و المسلمون میں مشرک و کفابی لکتابی لانا نہایت اور جو لکھا پیدا ہوا اور میان مشرک اور کفابی کے تو وہ کفابی کے
 مانند ہر کسی اسکا ذبیحہ حلال ہے اس واسطے کہ کفابی بکثر معنی مشرک ہے اسکی ہر کفر و تارک قسمیہ عمرہ اخافا لکتابی اور حلال نہیں ذبیحہ اسکا جو نام نہ تھا ہر
 ترک کرے فرج کے وقت برخلاف امام شافعی کے کہ بقولہ تعالیٰ ولا تأکلوا مما لم یذکرکم اللہ علیہ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ اسکو جسپر اللہ کا نام نہ لکھو اور امام
 شافعی سے پہلے اسکی حرمت پر اجماع منعقد ہو گیا تو اگر قاضی ذبیحہ ہر ترک قسمیہ عمرہ کے جو اس پر حکم دے تو حکم اسکا نافذ نہ ہوگا اس واسطے کہ مخالفت اجماع کے ہے
 خان ترکہا ناما سیاحل خلافا لما لک پھر اگر نام خدا بھول کر ترک کیا تو ذبیحہ حلال ہے برخلاف امام مالک کے کہ یہ آں کے نزدیک سدا و نسیا ناما ترک قسمیہ عجلت
 نہیں ہوتی ہم چاری دلیل یہ ہے کہ شارع نے کسی کو ذکر کر کے مانند قرآن دیا ہے غرض سے تو دین کو قائم مقام ذکر کے کر دیا چنانچہ اگر بانیہ الو قائم مقام اساک کے کر دیا
 صوم میں اسی سبب سے وان ذکرتم ہر تعالیٰ غیرہ فان وصل بلا عطف کر کے بقولہ بسم اللہ اللہم تقبل من فلان اوسنی ومنہ بسم اللہ محمد رسول اللہ بالرحمۃ
 اللہم لعطف نیکون مبتدأ لیکن یکرمہ بالوصل صوریہ ولو بالجر او نصب حرم در اور اگر اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کے غیر کو ذکر کرے تو اگر غیر خدا کو ملا دے بدوین
 عطف کے تو مکروہ ہے چنانچہ یون کہنا بسم اللہ اللہم تقبل من فلان اوسنی یعنی قبول کر لانا نے شخص کی طرف سے یا میری طرف سے اور وصل بلا عطف سے بدوین
 کہنا بسم اللہ محمد رسول اللہ برقع دال محمد عطف نہ ہونے کے سبب سے تو ذبیحہ حلال ہے و الا کلام کا ہوا کذا فی الطحاوی یا محمد کا لفظ مبتدأ ہوا یعنی تو بدوین
 کلام فقہاء لیکن مکروہ ہے وصل ظاہری کے سبب سے اور اگر دال کو زیر یا زبرد سے تو ذبیحہ حرام ہوگا کذا فی الدرر عن غایتہ البیان ہم معوی میں لوانزل سے
 منقول ہے کہ دال کے زیر دینے سے ذبیحہ حرام ہوگا اور فتاویٰ عالمگیری میں نہایت سے منقول ہے کہ رفع نصب جرمین صورتوں میں ذبیحہ حلال ہے اگر اس
 کہ رسول علیہ السلام نہ کو رہی بدوین عطف کے کذا فی الطحاوی قبل انذاعفت الخو بضمون نے کیا یہ یعنی رفع دال سے مکروہ ہونا اور جرد نصب سے حرام
 ہونا اس وقت ہے جبکہ ذبیحہ علم ہو کہ جانتا ہوا و لا وجہ ان لا یعتبر الا سرب بل یکریم مطلقا باللعطف لعدم العرف زلیلی کا افادہ بقولہ اور قول وجبہ تربہ
 کہ سرب کا اعتبار نہ کیا جاوے بلکہ ذبیحہ حرام ہوگا مطلقا خواہ خود جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بسبب عطف کرنے کے عدم عرف کی وجہ سے کذا فی الزلیلی چنانچہ
 معصفت نے اسکو قول آئندہ میں بیان کیا ہے ہم شلی نے حاشیہ زلیلی میں کہا کہ میری دیکھی زلیلی کے سبب نسخون میں ہی عبارت ہو اور وہ غیر ظاہر ہے
 اس واسطے کہ بیان عدم عطف میں کلام ہے تو یون کہنا ظاہر ہے بل لا یکریم مطلقا دون العطف یعنی بلکہ حرام میں مطلقا بدوین عطف کے اور موداس کلام کا
 وہ ہے جو پہلے فتاویٰ عالمگیری سے عن النہایہ نقل کیا کذا فی الطحاوی وان عطف حرمت نحو بسم اللہ و اسم فلان او و فلان اور اگر ذبیحہ نے خدا
 کے نام کے ساتھ غیر خدا کو ذکر کیا بطریق عطف کے تو ذبیحہ حرام ہوگا چنانچہ یون کہنا بسم اللہ و اسم فلان یا یون کہنا بسم اللہ و فلان یعنی
 خواہ لفظ اسم کو اسم پر عطف کرے خواہ غیر خدا کو لفظ خدا پر عطف کرے دون صورتوں میں حرمت ثابت ہے لاناہل یہ غیر اللہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
 موطن لا ذکر فیما عند العطاس وعند الذبح غیر خدا کے ذکر کرنے سے بطریق عطف کے اس واسطے ذبیحہ حرام ہوگا کہ اسپر غیر خدا کا نام پکارا گیا یعنی اور
 حالانکہ مسترآن مجتہدین اس ذبیحہ کھاسے کا حکم نہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا و مکانین جنین محکو ذکر کرنا چاہیے ایک تو پیشینے کے وقت

مارچس و لوطافیتہ خبر و ختہ و سبب دریا بی جا تو حرام ہیں اگر وہ پھل حرام نہیں جو کسی آفت کے سبب سے مرگن ہو اگرچہ پھل ناپاک بانی میں پیدا ہوئی ہو اور اگرچہ پھل پانی پر چھل آئی ہو کذا فی الوہبانیہ ہم قاعدہ کلیہ پھل میں خفیہ کے نزدیک یہ ہو کہ جو پھل کسی سبب سے مرگن ہو تو وہ حلال ہے چنانچہ وہ پھل اگر کذا فی شریعت اور جو پھل بغیر سبب سے مرگن ہو تو وہ حلال نہیں چنانچہ پانی پر لڑائی ہوئی پھل کذا فی الدرر النعمانی علی وجہ المار الذمی استحقاقہ و سبب البطلان میں ان پھل حلال ہے مگر وہ پھل حلال نہیں جو پانی پر آچھل آئی ہو یا جو خود بخود اپنی موت سے مرگن ہو آفت اور طانی وہ پھل ہے جو پھل پانی پر چھل پانی پر چھل کی طرف سے خود بخود من فوق نہیں بطلان فیہ کل کا یوکل بانی بطن الطافی تو اگر پھل کی چھل اوپر کی طرف ہو تو وہ حلال نہیں اسکا کذا فی حلال ہے جیسے اس پھل کا کھانا حلال ہے جو اتنی پھل کے پیٹ میں ہو کہ جو پھل کے دوسری پھل کے پیٹ میں ہو تو اسکی موت آفت اور سبب سے ثابت ہوئی یعنی تنگی مکان کے سبب سے کذا فی شریعت الوہبانیہ اور نسخ الغار میں ہو کہ اگر ایک پھل دوسری پھل کو نکالے تو دونوں کا کھانا حلال ہے جیسے اس واسطے کہ دونوں کی موت آفت سے ہوئی و اما متبعر المار و برودہ اور بیلہ فیہ ذلک و شریعت موتہ باقہ و سببانیہ اور جو پھل مرگن پانی کی گرمی یا سردی کے سبب سے یا پانی میں باقی رہنے کے سبب سے حال وغیرہ سے یا کسی چیز کے ڈالنے سے یا کھانے کوئی دوا پانی میں ڈالی اور پھل اسکو کھا کر مرگن ہو تو اسکی موت آفت کے سبب سے ہوئی یعنی تو حلال ہوگی کذا فی الوہبانیہ ہم اگرچہ پھل کو پرندہ دریا میں قتل کیا یا پھل مرگن پانی کے گڑھے میں یا ایک شخص نے پھل کی گرمی یا سردی میں کھا کر اس سے نکل نہیں سکتی اور وہ شخص اسکو کھائے تو اس میں وہ مرگن یا حال میں پھل مرگن اور وہ اس حال میں تھی کہ جان سے نکل نہ سکتی تھی یا پھل کو پانی میں بستیہ کیا سو وہ برکت میں باقی رہا گئی اور مرگن ہو تو وہ حلال ہے اور اگر پانی کی گرمی یا سردی سے مرگن ہو تو وہ ماکول ہے ایک روایت میں کہ اگر اس کی موت کا سبب پانی یا گرمی اور دوسری چیز ہو کہ وہ حلال نہیں اس واسطے کہ پانی پھل کو مارا نہیں ہو کہ جو پانی میں ہو کذا فی الدرر الذمی و الا اگرچہ پھل اس واسطے کہ اسکی موت آفت سے ہوئی ہو تو حلال ہے و افردہا بالذکر لفظاء و خلافات محمد اور حلال نہیں دریا بی جا تو مگر جریت اور مارا ہی حلال ہے جریت سیاہ پھل ہے اور مارا ہی اسانہا کی صورت ہے پھل ہے مصنف نے دونوں پھلوں کو حلال اس واسطے ذکر کیا کہ ان کے پھل جو پھل میں پوشیدگی تھی اور مگر کے خلاف کی حجت سے علیحدہ بیان کیا ہم میں نے کہا جریت بکسریم و تشدید سے اسکو کہ ایک قسم پھل کی مدد یعنی گول ہوتی ہے جیسے ڈھال انتہی اور یہ جو پھل سے خضر بیاب میں منقول ہے کہ سبب پھل حلال ہیں سو اسے جریت اور مارا ہی کے سوخصیت قول ہے غایۃ البیان میں ہو کہ بعض روافض اور اہل کتاب ہمیشہ کے کھانے کو کھانے پر نہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک دیوت تھا وہ لوگوں کو اپنی جوروں کے پاس بلاتا تھا سو سنچ جو کہ جریت ہو گیا سو باطل قول ہے کہ جو سنچ ہوا وہ تین دن کے بعد گر گیا اسکی نسل باقی نہیں رہی کذا فی الطحاوی و الدرر مارا ہی کو اہل ہند بام کہتے ہیں اور جریت کو بعض اہل ہند چکی کہتے ہیں علی الجواد ان ماتت ثمن القہ بطلان السک اور حلال ہے اگرچہ وہ خود بخود بلا سبب ظاہر مرگن ہو خلاف پھل کے کہ وہ بلا سبب خود بخود مرگنے سے حلال نہیں و الا کو اس السک ہلاؤ کا کہتے ہیں اہل بیتان السک و الجواد و مان الکبد و الطحال بلکہ الطار و سبب اقسام پھل کے حلال ہیں بدون ذبح کرنے کے اس جریت کی دلیل ہے کہ حلال ہے چار سے واسطے دوسرے پھل اور ٹڈی اور حلال ہو سکے و دعون کیجہ اور تل شایع کہ کھانا طحال کسور لادل جو وصل خراب المزاج الذی سے یا کل الخرب اور کھیت کا کو حلال ہے جو جو ذبح کھاتا جو ہم نے نجاست خونین ہو شہر میں نہیں آتا ہو صغیر الجیشہ ہوتا ہو مثل فاختہ کے و اللہ اعلم و الا خرب و انہ ہوا خرب میں کل جمع و حب والا صح حکم اور حلال ہے جو خروش اور حقیق حقیق وہ کو کہ مراد اور دانہ دونوں کھاتا ہو اور اسکا حلال ہونا صح قول ہے حقیق بر وزن فغز پرند و ابلق سیاہ اور سفید ہوتا ہو اور اس کی آواز میں عین اور قاف معلوم ہوتا ہو کذا فی القاموس یعنی لوگ اسکو کھا سکتے ہیں طحادی نے حاشیہ کی سے نقل کیا کہ حقیق بر وزن جعفر پرندہ ہو کہ بتر کے مانند ہے دم والا اسمین پیدا ہی ہو اور وہ اقسام خراب سے ہو بخلانی اس سے لیتے ہیں انتہی اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے حقیق کو پوچھا تو فرمایا کہ لباس بلفی اسے کھانے میں کو مضر نہیں

اور کلام پر مبنی اور ٹڈی کے غیر میں ہوا اسلئے کہ مچھلی اور ٹڈی مردہ بھی حلال ہے کذا فی المطاویٰ الا میں مذکور قبل موتہ فی کل اکلہ لومن الحیران اکلہ کول لان
 ابقی من لای ذیہ غیر معتبر صلا بزنیہ قلت لکن یکرہ کما سرکہ جو عصفور کہ حیوان مذکور سے جدا ہوا اسکی موت سے پہلے تو اسکا کھانا حلال ہے اگر وہ حیوان ماکول اللحم
 اس واسطے کہ جس قدر زندہ گی حیوان مذکور میں باقی ہو وہ صلا معتبر نہیں کذا فی التبریز میں کہتا ہوں لیکن عصفور کا جدا کرنا حیوان مذکور کے ٹھنڈے ہونے سے پہلے کردہ
 ہر جانچ اسی کتاب میں مذکور ہے چکا و حررنا فی المطاویٰ قول الوہابیہ اور سنیہ قول آئندہ وہابیہ کی تحریر کی ہر کتاب المطاویٰ میں قبل تم کے ہم کتاب المطاویٰ میں
 شائع نے بیان کیا ہے کہ غلبہ شہادت کا کچھ اعتبار نہیں ہوا اسلئے کہ تمہارے تفسیر کی ہر کہ وہ جھوٹا حلال ہو جو بکری سے پیدا ہوا اپنی مان کے اعتبار سے صلا و قد لکنا
 ابن الہمامین اخیل قطعا و لکن انتہ تذکرہ و انتہ صاحبین نے حلال کہا ہر قطعا و خردون کا گوشت حالانکہ مان انکی گھوڑی ہو اور لکھت ہے بھی مذکور ہے اپنی جس بکری کی مان
 گھوڑی ہو وہ صاحبین کے نزدیک حلال ہے مگر کہ بہت بھی مذکور ہے و لکن نیز کلیتہا نوق غریب ہے شائع در اس کتاب میں نظر آتا ہے اگر بہت کی کہتے ہیں بکری پر
 اپنے جفتی کی تو اس کے بچہ پیدا ہوا جس کا سر کہتے کی مانند ہو تو اسکو دیکھنا چاہیے ہ فان اکلک لحم فکلب بچہ و ان اکلک لحم فکلب بچہ و ان اکلک لحم فکلب بچہ
 گوشت کا کھایا تو وہ بالکل کتا ہو اور اگر اس نے گھاس کھائی تو یہ سر کا ناچا ہے یعنی اسکا کھانا ناچا ہے و لکن باقیہ و ان اکلک لحم فکلب بچہ و ان اکلک لحم فکلب بچہ
 یخبر و اس واسطے سر کے باقی گوشت کھایا جائے اور اگر گوشت اور گھاس دونوں کھائے تو اسکو مانا اور اسکا چرنا خبر نہ کر گیا ہم میں اگر بارہ سے کہتے کی مان
 کھونٹے تو نہ کھانا چاہیے اور اگر بکری کے مانند چلائے تو حلال کہنے کے بعد سر پہنچا جائے اور باقی کھایا جائے کذا فی المطاویٰ ہ وان اکلک لحم فکلب بچہ و ان اکلک لحم فکلب بچہ
 کر تھا ہوا و غیرہ و لکن کتبہ مطر و اور اگر شکل اور مشابہ ہو یعنی کتے اور بکری دونوں کی طرح و انکرے تو اسکو فوج کہ تو اگر اسکی اور بکری کا ہو تو وہ بکری ہو لیکن
 سر کا دور کیا جا اور اگر او بکری نہ کھائے تو وہ کتا ہو و ان کیا جائے یعنی اسکا کھانا ناچا ہے و لکن باقیہ و ان اکلک لحم فکلب بچہ و ان اکلک لحم فکلب بچہ
 ذبح کیا و من ذی الذی بھی و لا دم نہیں و اور کون بکری ہو جسکو بد و نوح کے شائع حلال رکھتا ہو اور کون ہی وہ شخص جو اپنے گھر میں رہا یہاں تک کہ کتے
 مٹی داخل ہوا اور اسے خون نہیں جاری کیا مگر صرغہ اول کا جواب کتاب المساقا کے آخرین مذکور ہو چکا اور صرغہ ثانی کا جواب خود ترجمہ میں مذکور ہو گیا محل
 سوال لفظ ہر قسمی کا تو ظاہر اسکا مطلب یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کون شخص جو جسے قربانی کی اور حالانکہ خون نہیں بہایا قربانی کرنے اور عدم خونریزی میں منافات
 ظاہر ہو تو ناظم کا مطلب وہ ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوا نہ قربانی کرنا خاتمہ آخر چہرین ہن مردار سے جسے انتفاع درست ہو سینگ اور کھرا و جھٹاپ اور شہوت
 اور بربطینے روئین اور پال اور پیر اور ہڈی خواہ حیوان ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول ہو کذا فی المطاویٰ عن زواہر الجواہر و اللہ اعلم استغفر اللہ اھلکیم

کتاب الاضیحة

کتاب ہر اضیحة یعنی قربانی کے مسائل میں من ذکر الخاص بعد العام کتاب الذبائح کے بعد کتاب الاضیحة کا لانا خاص کا ذکر کرنا ہر عام کے بعد یعنی ذبیحہ
 عام ہو اور قربانی خاص ہر ہی وقت اسم لمانذج ایام الاضیحة من تسمیة الشی باسم وقتہ اضیحة یعنی اس حیوان کا نام ہو جو ایام اضی میں ذبح کیا جائے من قبل
 نام رکھنے شکر کے اس کے وقت کے ساتھ م جو حیوان مذکور ہوا یا م نہیں اسکو اضیحة اس واسطے کہتے ہیں کہ وقت اضی یعنی دن چڑھے اسکو ذبح کرتے
 ہیں کذا فی الدرر کو اسکا نام ماخوذ ہوا اس کے وقت کے نام کے کذا فی المطاویٰ نے کہا زبلی میں ہر تقربات مالہ و قسم ہن ایک قسم تک ہر جانچ حدیثہ
 اور دوسری قسم اتلاف ہر جانچہ اعتاق اور اضیحة میں دونوں معنی جمع ہوئے کہ خونریزی سے وہ اتلاف ہو چھر گوشت میں تصرف کرنے سے تمیک اور
 باحت ہر انتہ دعات میں ہر کہ قربانی کا خیر کرنا دس درم سے بہتر ہر ہزار درم کی خیرات سے اس واسطے کہ جو قربت خونریزی سے حاصل ہوتی ہو
 وہ صدقات سے نہیں ہوتی و شہر عایح حیوان مخصوص بنیہ اقرتہ فی وقت مخصوص اور اصطلاح شرع میں اضیحة عبارت ہر حیوان مخصوص کے ذبح کرنے سے
 عبادت کی نیت سے مخصوص وقت میں م حیوان مخصوص یعنی گائے بیل بکری اونٹ اور وقت مخصوص یعنی ایام خرد و شہر الطہار الاسلام والا قاتر و لہبیار

کتاب النبی

الذی یقبل بہ وجوب صدقہ فطر کا مہر اور شہادۃ قربانی کی الامور بتیم ہونا اور اس قدر تو نگرانی اور مال داری جس قدر سے وجوب صدقہ فطر متعلق ہو چنانچہ
 آخر کتاب الزکاة میں مذکور ہو چکا ہم اسلام اور اقامت ایام غمر کی آفریقہ کی مہاجر تو اگر اول غمر میں کا فر تھا اور آخر میں مسلمان ہوا یا اول میں مسلمان
 اور آخر میں یمین بنیم ہو گیا تو اس پر شہادۃ قربانی واجب ہوگی قنادی عالمگیری میں ہے غایر الروایۃ میں تو نگر اور مالدار وہ ہو چکے پاس ۲۰ درم یعنی ۵۰ روپیہ یا سات تولہ سونا
 ہو سکے اور سماع سکین اور سواری اور خادم کے سوا اور کوئی چیز ہو اس قدر مالیت کی چنانچہ رہنے کے سوا اور گھر یا باغ یا چار پائے جانور یا غلام یا گھوڑے یا
 تہارت کا اسباب وغیرہ ہو ۵۰ روپیہ کا تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور اگر قرآن شریف ہو اس قدر مالیت کا تو اگر وہ شخص قرآن پڑھتا ہو یعنی پڑھ سکتا ہو تو اس پر
 قربانی نہیں خواہ بقل اس میں پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو اور اگر قیادہ ہو تو قربانی واجب ہوگی اور کتابوں سے آدمی غنی نہیں ٹھہرا مگر اس وقت جب ایک کتاب
 کے دو نسخے ہوں اور احادیث اور تفسیر کی کتابوں سے غنی نہیں ہوگا اگرچہ دو دو نسخے ہوں اور کتب طب اور نجوم اور ادب سے غنی ہوتا ہے جب ان کی قیمت
 بقدر تصاب کے ہو لہذا فی الطحاوی تبصرہ لا اگر کوئی فقیر علی الاشی خانیۃ اور مرد ہو تو قربانی کی شرط نہیں تو قربانی واجب ہو عورت پر کنہانی الخانیۃ و سچہا
 الوقت و ہوا یا مہر و قبل الاس وقدمہ فی التارخانیۃ اور شہادۃ قربانی کا سبب وقت ہر وقت سے غمر کے دن مرد میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ قربانی کا
 سبب آغاز ایام غمر ہے تمام وقت اور تارخانیۃ میں اسی قول کو ترجیح دی ہو کر کہا ہے یا کچھ فرقہ من النعم لا غیر فیکرہ فرج و حاجۃ و دیک لا زنبہ بالیوں بالزبہ
 اور شہادۃ قربانی کا رکن فرج کرنا ہی اس کا سبب کا فرج کرنا جائز ہو بخلاف چوبایوں کے نہ سوائے اس کے تو مکروہ فرج کرنا مفری اور مری کا قربانی کی نیت سے اس واسطے کہ
 وہ تشبہ ہو جو سیون کے ساتھ لہذا فی الزبہ و حکما الخروج عن الحدۃ الواجب فی الدنیا والوصول الی الثواب بفضل اللہ تعالیٰ فی التفسیر ص ۱۰۲
 اذ لا ثواب بدوئھا اور قربانی کا حکم لینے اثر مرتب قربانی کا دنیا میں نکلنا واجب کے علم سے اور ثواب کا ملنا ہر اللہ کے فضل سے آخر میں نیت صحیح
 ہونے کے ساتھ اس واسطے کہ ثواب نہیں ہوتا بدون صحیح ہونے نیت کے فجب التضحۃ ای اراقۃ الدم من النعم عللا لا تھا و واجب ہر قربانی کی زانیہ چوبایوں
 خون بہانا یہ وجوب باعتبار عمل کے ہر نہ باعتبار اعتقاد کے ہم وجوب خوریزی پر دلیل یہ ہے کہ اگر زندہ اضمیہ کو تصدق کر دے تو واجب ادا نہ ہوگا اور ظاہر الزبہ
 یہی ہے کہ قربانی واجب ہو اور ابو یوسف سے روایت یہ ہے کہ سنت ہر اور طہین سے روایت یہ ہے کہ فرض ہر اور صحیح یہ ہے کہ وہ واجب ہر چنانچہ مصنفات میں ہر
 لیکن قربانی کا وجوب کفارہ نہیں اور صدقہ فطر سے کمتر ہے سنت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذبح کا چاند دیکھو اور جو تم پر
 قربانی کا ارادہ کرے وہ اپنے بال اور ناخن روک رکھے یعنی نہ کاٹے اور تطہین بالا ارادہ منانی وجوب ہر اور واجب ہونے کی یہ حدیث دلیل ہے کہ کفرین وجہ سنتہ و
 لم یصح فلا یقرین بصلائیکہ بوشائیش یا دے اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے پاس بخاوسے اور سطح کی وعید نہیں ہوتی مگر ترک واجب میں اور حدیث
 اول میں ارادہ سے مراد سہو کی حدیث ہے نہ بخیر تو ارادہ ذکر کرنا نفی وجوب پر دلالت نہیں کرتا چنانچہ اس حدیث میں کہ من اراد ان ینکح فلیست علی شیء وجوب کا ارادہ
 کرے وہ شہابی اسے بھر جب قربانی واجب عمل ہوئی نہ واجب اعتقاد ہی تو اس کا شک کا ذرہ ہوگا لہذا فی الطحاوی مخصا بقدرۃ ممکنہ قربانی کرنا واجب ہر قدرت ممکنہ سے
 ہم اہل تاد کر دینے والی قدرت سے ممکنہ اسم فاعل ہو تکیں سے نہ امکان سے ہی یا محجب بحد ممکن من الفعل فلا یشرط بقار البقاء الوجوب لانا شرط محض تدبیر
 وہ ہر جو واجب ہو جو قادر ہونے کے فعل سے تو بقا قدرت مشروط نہیں بقا سے وجوب واسطے اس لیے کہ قدرت ممکنہ شرط محض ہو یعنی عین علت نہیں اور شرط کا
 متعلق وجود بلا اشتراط دو امکنہایت کرتا ہے مشروط کے پائے جانے کے واسطے لایسیرۃ ہی یا محجب بالتمکن بصفتہ لیسیرۃ من العسر الی السیر بشرط بقا
 لانا شرط فی معنی الحدۃ کامرئی فطرۃ وجوب قربانی کا قدرت میسرہ سے نہیں اور قدرت میسرہ ہر جو واجب ہو بعد قادر ہونے کے فعل سے آسانی کی صفت کے
 ساتھ تو قدرت میسرہ نے وجوب کو بدل دیا لہذا فی آسانی کی طرف تو قدرت مذکورہ کا بانی رہا مشروط ہر اس واسطے کہ وہ شرط یعنی علت کے ہر چنانچہ مذکور
 ہو گیا فطرہ کے بیان میں ہم جب شرط یعنی علت ہوئی تو علت کا دوام مشروط ہر دو متبادل کے واسطے دلیل وجوب تصدقہ بعینہا لیسیرۃ لایسیرۃ

۱۸۲
 نیت واجب کا ذرہ
 ہے

قربانی کا واجب ہونا قدرتِ مہرہ سے ثابت ہر وجہ تصدق کی دلیل سے یعنی قربانی کا عینہ تصدق کرنا یا اس کی قیمت کا تصدق
 کرنا واجب ہوگا اگر قربانی کا ایم گذر جائے ہم تو قربانی اور فطرہ اور حج بعد واجب ہونیکے مال تلف ہو جانے سے ساقط نہ ہوگا کیونکہ اگر واجب قدرتِ مہرہ سے
 و میسر ہو خلافتِ زکوٰۃ اور عشر اور خراج کے ہواستے کہ قدرتِ مہرہ کا بقا شرط ہوئے قدرتِ مہرہ کا علیٰ مسلم مقیم ہر وقتہ و باقیہ عینی فلا تجب علی حاج سہ
 فلا اہل مکہ فلتزمہم ان تجزوا قبل لا تزمہم سراجِ قربانی کرنا واجب ہوگا اگر انسان پر جو مقیم ہو شہر یا گاؤں یا جنگل میں کذا فی لہینی تو قربانی
 واجب نہیں حاجی سافر پر اور مکہ و انون پر تو قربانی لازم ہو اگرچہ وہ حج کر رہے ہوں اور بعضوں نے کہا کہ محرم پر قربانی لازم نہیں اگرچہ وہ اہل مکہ سے ہو
 کذا فی سراجِ طحاوی نے کہا سراج کے مانند شرح طحاوی میں جو موسر سیر الفطرۃ عن فہمہ لاعن طفلة علی النظار خلاف الفطرۃ اس مقدمہ و رد اس
 پر جسکو فطرہ کا سامقہ و ہر قربانی واجب ہو اپنی ذات سے نہ اپنے طفل سے بنا ہر اہل روایت کے خلاف فطرہ کہ اپنی ذات اور اپنے طفل کی طرف سے واجب
 ہر دم اور نظائر روایت پر فتویٰ ہو اگر حسن کی روایت امام سے یہ ہو کہ واجب ہو قربانی اپنے اس کے صغیر اور اپنے اس کے بڑے کی طرف سے جبکہ باپ نہیں اور چاہا کی
 طرف سے جبکہ کذا فی الطحاوی شافعی بالرفع بدل بن صغیر جب اذنا علیہ اوضح بذلہ ہی الاہل البکر سمیت بدلتھا شہادہ اور جو جانور قربانی کیا جائے وہ دہنہ بکیر
 بکری ہو یا ساوا ان حصہ بد نہ کا اور بد نہ عبادت ہو شتر اور گاؤں سے شتر اور گاؤں بد نہ نام رکھا انکی غصامت یعنی تندی اور بڑا چلنے کے سبب سے شتر سے نہ کہا
 شافعی بالرفع بدل ہو جب کی صغیر سے یا اسکا فاعل ہو ہم فاعلِ توجب کا تو تخبیہ مصرح ہو تو شافعی نہ اس سے بدل چل سکتا ہو نہ اسکا فاعل ہو سکتا ہو بلکہ وہ جو شتر بد نہ
 کی قدر یا اسکی یون ہو و المصحفی بہ شافعی کذا فی الطحاوی لہنا شرح نے شراح کے موافق توجب کیا اجمال بہتر بکری ایک شخص کی طرف سے قربانی ہوتی ہو اور شتر اور گاؤں
 سات شخصوں کی طرف سے اور قیاس یہ تھا کہ اونٹ اور گاسے ایک ہی کی طرف سے قربانی ہوتی اس واسطے کہ خونریزی قربت واحدہ ہو اور وہ متجزی نہیں بکری کیا
 متروک ہوا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گاؤں قربانی کیا سات کی طرف سے اور چونکہ بہتر بکری پن لہن وجود نہ تھی وہ اصل
 قیاس بباتی رہی کذا فی الدرر و لا جہم اقل من سبع لم یخر عن احد اور اگر ایک شخص کا حصہ شتر اور گاؤں ساتوں حصہ سے کمتر ہو کسی کی طرف سے قربانی جائز ہوگا
 ہم نے شتر اور گاؤں کی قربانی سات شخصوں کی طرف سے جائز ہو بشرطیکہ ایک حصہ ساتوں حصہ سے کم نہ ہو صورت اسکی یہ ہو کہ ایک مرد بیٹا اور زوجہ اور گاسے یا بیل یا شتر
 چھوڑ کر مریا چھوڑے اور زوجہ نے گاسے قربانی کی تہیٹے کے حصہ میں قربانی جائز نہ ہوگی بسبب فوت ہو جانے وصفت قربت کے بعض میں واجب عدم تجزی اس
 فعل کے قربت ہونے میں کذا فی الدرر یعنی زوجہ کا حصہ ٹھوان تھا اس گاسے میں تو ساتوں سے کمتر ہوا لہذا کسی کی طرف سے قربانی ادا نہ ہوئی اس واسطے کہ جب تعین قربت
 نہ ٹھہرا تو کل بھی قربت نہ ہوا و تجزی عا دون بسببہ بالادلی و شتر اور گاؤں کی قربانی بکتر سات سے بطریق اولی جائز یعنی چھ یا پانچ شخصوں کی طرف سے بطریق اولی
 درست ہو بشرطیکہ ہر ایک کا حصہ ساتوں ہو یا زیادہ کذا فی اہلبی غیر نصب علی النظر فیہ یوم الخوالی آخر ایامہ وہی شافعی افضلہ ادا نہا واجب ہو قربانی کرنا یوم الخوالی
 کی فجر سے ایامِ خمر کے پچھلے دن تک اور ایامِ خمر تین دن ہیں یعنی دسویں اور گیارہویں اور بارہویں تاریخِ ذی الحجہ کی اور افضل دن قربانی کا پہلا دن ہو شراح
 نے کہا اگر کمال فطرہ منسوب ہو جائے بظرفیت کے یعنی ظرفیت واجب ہو اور ایامِ مذکورہ کی راتوں میں قربانی جائز ہو لیکن مکروہ ہو بسبب خوف غلط کے تاہم میں کذا فی
 الموی و یصحی عن ولده الصغیر من مالہ صحیح فی الہدایۃ وقیل لا صحیح فی الکافی قال الخیر للاب ان فیہ من مال طفلة و ترجمہ ابن اشنہ قلت و بہ المصدقانی تن
 مواہب الرحمن من انہ اصح ما یصحی بہ و علیہ فی البران بانہ ان کان المقصود الاتلاف فالاب لا یمکن فی مال ولده کا تعلق او تعلق باللم مال ایسی لایمکن
 صدقہ الملوغ و عزاء للہبوط علی حفظ اور باپ قربانی کرے اپنے نرزد صغیر کی طرف سے صغیر کے مال سے صحیح کہا جو اس قول کو ہادیہ میں اور بعضوں نے کہا کہ
 قربانی کرے صغیر کے مال سے اس قول کو صحیح کہا ہر کانی میں صاحب کانی نے کہا کہ باپ کو یہ کرنا اپنے طفل کے مال سے درست نہیں اور حج دی جو اس قول کو ابن اشنہ
 نے میں کہا ہوں اور یہی قول متحد ہوا سواستے کہ مواہب الرحمن کے متن میں یہ مذکور ہو کہ فتویٰ دینے میں یہی قول صحیح تر ہو اور بران میں اس کی وجہ یون بیان کی ہو کہ

اگر قربانی سے اتلاف مقصود ہو تو بایں اسکا مالک نہیں اپنے فرزند کے مال میں چنانچہ اسکے غلام کے آزاد کرنے کا مالک نہیں اور اگر گوشت کا تصدق مقصود ہو تو یہ مال صدقہ نفس کا احتمال نہیں رکھتا اور اس قول کو بوسط کی طرف نسبت کیا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ منسوع علی قول الاول بقوله واکل منه لطفعل وادخلوا حاجته وما بقی سیدل بما یمنفع البصیر یعنی ثواب وعت لا یاسیہ مالک خبر وخواہ ابن کمال رکذا البعد والوصی پھر مصنف نے قول دل پر تفسیر کی اپنے اس قول سے اور بطل کھائے اپنی قربانی سے اور گوشت اٹھا رکھا جائے بعد اسکی حاجت کے اور جو گوشت باقی رہے وہ بدل ڈالا جائے اس خبر سے جسکے بعینہ ذات سے صیغہ فاعل حال کر کے چنانچہ کثیر اور موزون اس خبر سے بدل چاہیے جسکے ہتھکال سے فائدہ حاصل ہو چنانچہ روٹی اور نانہ اسکے کذا صرح بہ ابن کمال اور بیطی لفظی بایں مالک اولاد اور وصی ہر دو صحیح اشتراک مستثنیٰ بدینہ شریعت لایحیجہ اسی ان لوی وقت المشررا لا شرک صحیح استناد والا لا استحسانا اور ایک شخص کے ساتھ صحیح ہر دو شریک ہو چنانچہ شہود کا اس شہر اور گاؤں میں جو خرید کیا گیا قربانی کے واسطے یعنی اگر خرید کے وقت خرید کرنے والے نے شریک کر لینے کی نیت کی تو صحیح ہر دو سے آسمان کے اور اگر شرکت کی نیت نہیں کی خرید کے وقت تو صحیح نہیں ہر دو سے آسمان کے ہم صورت مسئلہ یہ ہے کہ قربانی خرید کی اپنی ذات کی واسطے پھر میں شریک کر لیا عالمگیر میں ہر دو قربانی کے ارادہ سے خرید کی پھر میں چھ شخصوں کو شریک کر لیا تو مکر وہ ہر دو قربانی ساتوں کی طرف سے کفایت کر گئی اور اگر خرید کے وقت شریک کر لینے کا ارادہ کرے تو مکر وہ نہیں اور اگر قبل از خرید اسکا ارادہ کرے تو بہتر ہر دو زبلی میں ہر دو کا سے خرید کی اس ارادہ سے کہ قربانی کرے اپنی ذات سے پھر چھ آدمی اسکے ساتھ شریک ہو گئے تو کفایت کرتا ہر دو سے آسمان کے اور قیاس یہ ہے کہ جائز ہو واسطے کہ جیسا کہ چکا اسکو قربت کے واسطے تو بیع اس کی مولا متنوع ہر دو سے آسمان کے ہر دو کا ہے آدمی سوئی گا سے پاتا ہر دو شریکوں کو نہیں پاتا ہر دو خرید کر کے وقت سوا اسکو خرید کر لیا ہر دو شریکوں کو طلب کرتا ہو اور اگر یہ جائز ہو تو لوگ حرج میں پڑیں اور حج شرمعاً منوع ہونستہ اور بیاق کلام خارج اسکا مفید ہر دو کا سے خرید کی شرکت کی نیت سے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ صورت مسئلہ یہ ہے بانی شرکت خرید کی پھر اسے شریک کو پایا اسواسطے کہ اگر شرکت کی نیت سے خرید کر لیا تو مخالفت قیاس نہ ہو گا لہذا ذکرہ الوالی کذا فی المطہادی طحاوی ذوالی الاستشراک قبل الشراہ حسب اور یہ یعنی اشتراک خرید کرنے سے پہلے متعب اور بہتر ہر دو تقیم الحکم و زمانا لا یزنا اور شریک قربانی کا گوشت قسمت کیا جائے قول کرہ المکل کرم فنادی خلاصہ ورفیض میں ہر دو تعلق قسمت کی شریکوں کے ارادہ پر ہر دو کذا فی المطہادی الا اذ انهم مع من الا کا ربع او کھلہ صرنا للجنس بخلافہ خبر مجرب کہ گوشت کے ساتھ پائے یا کھال ملائی جاوے تو وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں جس کو خلاف جنس کیطون پھیرنے کے سبب سے ہم یعنی ہر جانب میں کچھ گوشت ہو اور کچھ پائے یا ہر جانب میں کچھ گوشت ہو اور کچھ کھال یا ایک جانب میں گوشت اور پائے ہوں اور دوسری جانب میں گوشت اور کھال ہو تو اب جائز ہو صرف کرنا جس کا خلاف جنس کی طرف کذا فی الدرر واول وقتہا بعد الصلوۃ ان یخرج فی مصراہی بعد ہنق صلوۃ عید و قبل الخطبۃ لکن بعد ما جب اور قربانی کا اول وقت بعد نماز کے ہو اگر شرمین یخرج کیا ہو یعنی اس نماز عید کے بعد اول وقت ہر دو سب سے پہلے نماز ہو گئی ہو اگر چہ خطبہ عید سے پہلے قربانی کی ہو لیکن خطبہ کے بعد قربانی متعب ہر دو اور قبل از خطبہ قربانی کرنے سے بدکار ٹھہر گا کذا فی الجلی و بعد منی وقتہا اولم یصلوا العذر و یجوز فی العذر و بعدہ قبل الصلوۃ لان الصلوۃ فی اللہ یقتضی تصار لا اور زبلی وغیرہ اور قربانی کا اول وقت نماز عید کے وقت گذر جانے کے بعد ہر دو لوگوں کے عذر کے سبب سے نماز نہ پڑھی ہو اور گیارہویں اور بارہویں ذیحہ کو قبل از نماز عید قربانی جائز ہر دو سواسطے کہ گیارہویں بارہویں کی نماز قضاء واقع ہو گئی نہ ادا کذا فی الزبلی ہم عذر سے مراد غیر نیت ہو چنانچہ آگے مذکور ہو گا و بعد طلوع فجر یوم النحر ان یخرج فی غیرہ اور قربانی کا اول وقت یوم النحر کی فجر کے طلوع ہونیکے بعد ہر دو قربانی یخرج کی شہر کے سوا کانون یا بنگل میں داخلہ قبیل غروب یوم النحر و جزہ الشافعی فی الاربع اور آخر وقت قربانی کا یوم ثالث یعنی بارہویں تا یثرب کے غروب ہونے سے پہلے اور امام شافعی نے یثرب وین ایخ میں بھی قربانی جائز رکھی ہر دو ایام نحر کے تین ہیں اور ایام تشریق کے بھی تین ہیں اور دونوں ایام گذر جاتے ہیں چاروں میں اول روز خمسہ ہر تشریق میں اور چھ دن تشریق ہر نحر میں اور دونوں در میان نحر و تشریق ہیں ایام نحر و یومین گیارہویں اور ایام تشریق گیارہویں بارہویں

کتاب الاحکام
کتاب قربانی
کتاب شریک
کتاب اشتراک
کتاب اشتراک
کتاب اشتراک

کئی ہو و کھڑے چلاؤ وادی الہی عوالت ہی اٹھ کر آئے اور نہ وہ جانور جسکے تصور کی نوکین مقلوبت ہوں یعنی جس جانور کا علاج کرنے سے وہ مقلوب
 ہو گیا و لا الہ الا اللہ اعلیٰ علیہ اور درست نہیں قربانی اس دینہ کی جسکے پرورش چکنی نہ ہو کذا فی الحبشی و لا بافتنی لان کما لا یفصح شرح و ہانہ و ہانہ
 اور جائز نہیں مستربانی خشت کی اس واسطے کہ اسے گوشت پہنچے نہیں چوٹا کذا فی شرح الوہابیتہ اور اسکا پورا بیان اسی کتاب میں جو ولا الجلالہ الہی
 اکل العذرة ولا تاكل غیرہ اور جائز نہیں قربانی نجاست نور جانور کی جو گوہ کھاتا ہو اور اس کے سوا کچھ نہیں کھاتا م اس قید سے معلوم ہوا کہ اگر کچھ
 بھی کھاتا ہو اور چار بھی کھاتا ہو تو اسکی قربانی درست ہو کذا فی الطحاوی تھمہ قربانی جائز ہو اس جانور کی جسکو کھانسی آتی ہو اور اسکی جوڑے صاف ہوتے
 ہوں نہیں ہکتی اور اسکی جوڑا نکالیا ہو اور اسکے زودہ نہیں اترتا بلا مضر اور جسکی پیوٹی چکنی ہو دم کے برابر اور جسکی زبان کٹی ہو بشرطیکہ چار کھا سکتا ہو
 کذا فی الطحاوی و لا اشتراک فی سلیقہ ثم تعینت لم یسقط لکما مر فیہ اقامتہ غیر ما تھا ہاں کان غنیا وان کان فقیرا اجزاء و لا ک
 اور اگر مستربانی ندرست خرید کی ہو اس میں دہ غیب لگ گیا جو ان پر جواز قربانی کا پانچہ صوب مانہ مذکور ہو چکے تو اس پر واجب ہو کہ اور قربانی اس کے
 قائم مقام کرے اگر خرید کرنے والا مالدار ہو اور اگر محتاج ہو تو وہی عیب دار قربانی اس کے واسطے کفایت کرتی ہو کذا لو كانت بیعہ وقت الشراء لزم الوجوب
 علیہ بکالات الہی اور اسطرح بیعہ قربانی محتاج کے واسطے کافی ہو اگر قربانی میں عیب موجود ہو خریداری کے وقت اس واسطے کہ محتاج پر قربانی واجب نہیں
 برتلاوت مالدار کے کہ اس پر واجب ہو تو اس کے حق میں کافی نہ ہوگی و لا ینفع بیعہا من اضطرابہا عند الذبح اور ضرر نہیں کرنا عیب دار جو قربانی کا اس کے ترشہ
 کے بیعہ بیع کے وقت و کذا لو كانت لعلی الہی غیر مال الفقیہ اور اگر قربانی سڑی تو مالدار پر دوسری قربانی اس کے واد واجب ہو نہ محتاج پر و وصلاست اور سقوت فشری
 انہی فکھرت لعلی الہی احد اہل علی انشیر کلا ہاتھی اور اگر قربانی گم ہو گئی یا چوری گئی سوائے دوسرے جانور خرید کیا تو غنی پر ایک جانور کا قربانی کرنا واجب ہو
 اور محتاج پر دو لون کا قربانی کرنا ضرور ہو کذا فی الہی مہ پرستہ مذکور ہو گیا وان مانہ اسد اسبقہ الشترکین فی ابدتہ و قال لورثہ او جو اعنہ و عینکم صح عن
 اکل استسانا قصدا لقرۃ من اکل دو لون جو بلا اذن الورثہ لم یخیرہم لان بعدہا لم یقع قربتہ اور اگر گاسہ یا اونٹ کے سات شریکوں میں سے ایک شریک
 مر گیا اور میت کے دارفون کے کما کہ فزع کر دیت کی طرف سے اور اپنی طرف سے تو سب کی طرف سے قربانی صح ہوگی تھمان کی راہ سے اس واسطے کہ عبادت
 کا قصد سب کی طرف سے حاصل ہو اور اگر شریکوں نے میرت کے دارفون کے بلا اذن اسکو فزع کیا تو شریکوں کی طرف سے بھی قربانی ادا نہ ہوگی اس واسطے کہ ساتواں
 عبادت واقع نہ ہو یعنی جب بعض عبادت نہ ٹھہر تو کل بھی عبادت نہوا حد مجزی کے بہت کذا فی الکافی وان کان شریک استتہ نظر نیا و مرید العلم مجزی عن احمد
 الاراقہ لا تجزی ہدایہ الامرا اور اگر کچھ شریکوں کے ساتھ ساتواں شریک نظر فی ہدایہ نظر گوشت لینے کا ارادہ رکھتا ہو تو ان میں کسی کی طرف سے قربانی ادا نہ ہوگی
 اس واسطے کہ خوریزی مجزی نہیں ہوتی کذا فی الدلہ بیل گذشتہ ہم اور یہی حکم قربانی قربات شریک پر میں یعنی جب متغرب کے ساتھ و شخص شریک ہو جو قربت کا
 قصد نہیں رکھتا ہو تو عبادت ادا نہ ہوگی اور وصوت قربت عبادت ادا ہوگی اگرچہ قربت کی عبادت غفلت ہو اسطرح پر کہ بعض شریک قربانی کا ارادہ کرے اور بعض جہاں
 اور بعض ہری ہصار اور بعض کفارہ اور بعض ہری طلوع اور بعض مہ متغیر یا قرآن کا ارادہ کرے اور اسطرح اگر بعض اپنے فزہ کے عقیقہ کا قصد کرے ایسا بیان کیا ہوا م
 محمد نے نماز صلا یا میں اور اس باب سے پہلے محمد نے ذکر کیا ہو کہ قربانی کے واجب ہونے کے عقیقہ وغیرہ پر فزع کو نسخ کر دیا اور محمد کی نص سابق اس کے منہ پر کہ نسخ
 تو نقطہ جو ہ کی راہ ہو و لا عقیقہ بھی قربت ہو اور یہ مخالفت ہو اس بحث کے جو شرعی لای کے ذکر کیا ہو کہ عقیقہ کر دہ ہو کذا فی الطحاوی خلاصہ یہ کہ عقیقہ کا قربت اور
 عبادت جو نا خود امام محمد کے کلام سے ثابت ہو اور یہ جو امام محمد نے کہا ہو کہ عقیقہ وغیرہ کو قربانی کے نسخ کر دیا تو مطلب یہ ہو کہ عقیقہ واجب نہیں مابہرہ اس سے نفی تنجیب یا ہا
 کی لازم نہیں اور اسکو کر دہ کنا تو قول بیل پر اس واسطے کہ عقیقہ احادیث معتدہ سے ثابت ہو اور اہل اسلام میں جاری ہو فزع مسائل ملحقہ شایع و لو ان
 نظر شترکی کل احد ہم شاة لہا صیغۃ احد ہم بصیغۃ واحد و الاخر ثلثین و فیہ کل واحد مثل ثمنہا فامتلط ستمہ لا یصرف کل واحد شاة یعنی ہا

لے محتاج
 کا مالدار ہو
 مالدار کے مال
 مالدار کے مال
 مالدار کے مال

اسکی بیع کے نامزد ہو رہا ہے پس سب سے مستغنا ہو رہا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کہ جس نے اپنی قربانی کا چھڑا ہوا تو اسکی قربانی نہ ہوئی
 کہ زانیہ الہدایہ کو کہہ کر نہ چھوڑے قبل الذبح لیقع بہ فان جزا قصداً بہ ولا یزکما ولا یزکلا علیہا شیئا ولا یزکما فان عمل الصدق بالاجرة حادی القناد
 لانه اقصر اقامۃ القربۃ بتجیع اجزائہا اور قربانی کے روئین اور مال نہ کتر سے ذبح کرنے سے پہلے تا اس سے فائدہ حاصل کرے پھر اگر کتر سے تو
 اسکو خیرات کر دے اور قربانی پر نہ ہو اور نہ اسپر کوئی چیز لادے اور نہ اسکو لایہ دے سو اگر لایا کرے تو اجرت کو خیرات کر دے کہ زانیہ حادی القناد سے
 امور نہ کرے اس واسطے جائز نہیں کہ عبادت کا قائم کرنا اس کے تمام اخیر سے لازم کیا گیا ہے خواہ وہ ما بعدہ حاصل مقصود و جمعی بر خلاف بود ذبح کرنے کے کہ صوف کا
 کتر نہ ہو سبب سے حاصل ہو جائے مقصود کے زانیہ ایسی قربانی سے مقصود و تربت ہی ہو نہ کرنے سے حاصل ہو چکی اسب اشغال کی واسطے صوف کترنا اور ذبح
 کا وہ ہندوستان ہو ویکرہ الا شغل بلینہا قبلہ کانی الذی صوف و منہن جاز ہما لغنی لوجوبانی الذی نہ ظاہر نہیں یعنی درکار وہ نہ نفع حاصل کرنا قربانی کے دودھ سے ذبح
 کرنے سے پہلے چنانچہ صوف میں اشغال قبل ذبح سکڑہ ہو اور فقیروں میں سے بعضا خیرہ دے جس سے صوف کترنا اور دودھ نہ نہا قبل ذبح کے جائز رکھا ہوا مالدار کے
 واسطے سبب واجب ہونے قربانی کے مالدار کے ذمہ پر نہ ہو پھر محض قربانی متعین نہیں ہو کر زانیہ الزامی و لو غلط اثمان و فی کل شاة صاحبہ یعنی عن نفسه علی
 مال علیہ قریۃ غلط او لم یطاع فیکون کل واحد و یکما عن الآخر ولا بدایہ قال ابن الکمال و ظاہر کلام صدر الشریعہ وغیرہ وقوع عن صاحبہ صحیح ہے ہاں بلا غم اور
 اگر دو شخص غلط کاڑھ اور ہر شخص نے اپنے ساتھی کی بکری ذبح کی تو یہ قربانی صحیح ہو باعتبار احسان کے بدون لازم ہونے تاوان کے شایع سے کہ امرایہ صنف ہو کر
 کہ ہر شخص نے دوسرے کی بکری ازراہ غلط اپنی ذات کی طرف سے قربانی کی بدیل قول صاحبہ البیناح کہ دونوں نے خطا کی ہو یا نہ کی ہو تو ہر شخص دوسرے شخص کا
 ذکیل ہر جا و لکالات حال کے سبب سے یعنی دونوں کو قربانی کرنا مستغنا تھا سوا سطر سے بھی حاصل ہو کہ زانیہ الہدایہ یہ کہا ہو ابن کمال شایع البیناح نے اور
 صدر الشریعہ وغیرہ کا ظاہر کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہر بکری کا ذبح واقع ہوا اس کے مالک کی طرف سے ہم غلط دے کہ اگر صدر الشریعہ کا ذکر کرنا بلا وجہ ہو اس واسطے کہ
 سوا ذبح کے تمام اپنی غیب کا ہی ہر جامع ہو کہ ذبح مالک کی طرف سے ہو بشریہ اذن حالی و حیالات و بلا اطلاق یہ قائم عرفا ہدایہ اور دونوں شخص باہم حلت کی
 درخواست کریں یعنی معاف کر دالین اگر قربانی کا گوشت کھایا ہو اور نہ پھانا ہو پھر بعد اس کے پھانا ہو کہ زانیہ الہدایہ وان شاة صاحبہ ان صاحبہ ثبیت محمد و
 قصداً بہا اور اگر دونوں نے باہم بھل کیا اور معاف نہ کر دیا تو ہر شخص دوسرے شخص کے گوشت کی قیمت کا تاوان دے اور ہر شخص قیمت کو خیرات کر دے
 قلت و فی اوائل القاعدۃ الاولی سن الاشیاء لا شراباً بیتیہ الا صیغۃ فذکر کما غیرہ بلا ذنہ فان اخذ لا ذیو حۃ و لم یثبت اثباتہ وان ضمنہ لا یجوز و لہذا اذا
 ذبحا عن نفسه اما اذا ذبحا عن مالکھا فلا ضمان علیہ استثنی فرجہ میں کہتا ہوں اور اشیاء کے پہلے قاعدہ کے اوائل میں یہ مسئلہ ہو کہ اگر ایک شخص نے جانور
 خرید کیا حشر بانی کرنے کی نیت سے پھر دوسرے شخص نے اسکو ذبح کر ڈالا بدون اس کے اذن کے سو اگر مالک نے اس نذوح کو کیا اور اس سے تاوان لیا
 تو اس کے حق میں قربانی کا نیت کر گئی اور اگر اسکا تاوان لیا تو ان لیا تو ذبح کرنے والے سے تو حشر بانی ادا نہ ہوگی اور یہ اس صورت میں ہو جب کہ غیر شخص
 نے جانور کو اپنی طرف سے ذبح کیا ہو اور اگر مالک کی طرف سے ذبح کیا ہو تو اسپر تاوان نہیں ہو نستی قول الاشیاء سواشیاء کی طرف سے مراد ہے کہ اگر کسی کو چھٹی
 وینا یہ انصاف ہے ان ضمنہ قیمتہا خیر جیسے قربانی صحیح ہو اگر ایک شخص نے بکری غصب کر کے قربانی کی بشرطیکہ غاصب نے مقصود نہ کو زندہ بکری کی قیمت کا
 تاوان دیا ہو ہم زندہ بکری کا ضمان اس واسطے لازم آیا کہ غاصب اسکا مالک ٹھہر گیا غصب کے وقت سے بطریق استناد کے اگرچہ قربانی صحیح ہو لیکن غاصب
 اگر کار جو غصب سے تو اسپر تو یہ اور مستغنا لازم ہو اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ تاوان کے بعد جو بھی ملال ہو اور حرام ہو پسیم اللہ کہنے سے کفر لازم نہیں آتا جو بلکہ کفر
 لازم نہیں آتا جو غصب کا کہ غصب کرنے کو حلال بنانے کا کذا فی الزیادہ کا اذابہا جیسے صحیح ہو اگر غصب کی بکری کو غاصب بیع کر گیا اور مالک کو اسکی
 کا تاوان دیا و لکذا لو انفقما من لہما جہا قیمتہا ہدایہ لہم و علیہما بالثمان سن وقت الغصب اور اسی طرح اگر غصب کی بکری کو غاصب تلف کر دے

احد ہائے شریعت و فیصلہ نفاذ قیال اسی شاذ و لاجل بالستیمہ مرقہ بل الابدان جسی علیہا مرتین اور خانیہ میں ہر ایک ایک شخص کے قربانی کو کھانے کا ارادہ کیا سو اپنا تمہ نصیب کے ساتھ رکھا بیچ کر نے میں اور اسکی بددی بک کر نے پر تو ہر شخص بسم اللہ کے بنا بر وجوب کے پھر اگر بسم اللہ کے ایک شخص بھی کر گیا یا ان کر گیا کہ ایک شخص کا بسم اللہ کھانا بیت کرنا جو تو بوجہ حرام ہو جائے گا اور یہ مسئلہ جیسا ان ہونے کی بابت رکھنا جو تو یوں سوال کیا جائے کہ کون بھڑ بکری چھو ایک بار بسم اللہ کہنے سے حلال بنیں ہوتی بلکہ یہ ضرور ہے کہ اس پر دوبار بسم اللہ کرنا چاہیے و قد نقلہ شیخنا الحیر الملی نقلاً عن اسی بیچ لای لکل نمید۔ الیٰ ہٰی بذکر ذی التزویۃ فاجاب عنہ بالفرض فانما لایزاد شراد لا زلفیہ اور البتہ اسکو نلکم کیا ہے ہمارے استاد خیر الدین رملی نے اور وہ نظم پر ہر کون بیچ سکی دلت میں یہ ضرور ہے کہ دوبارہ کر لیا جائے صاحب تفریہ کی یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے سو اسکا جواب دے لفظ ہم سے اسو اسلے کہ ہم ہر کون نہیں دیکھتے اور پسند نہیں کرتے فعلت فی الجواب۔ خدا جو بالظاہر کا بتیہ ہر نفعیہ مردیہ عن نفعیہ خیر الدین نے کہا تو میں نے جواب سوال نہ کر میں یوں کہا کہ اسے جواب نلکم میں جیسا کہ تو چاہتا ہے اس نفعیہ سے جسکی روایت ثابت ہے نفعیہ سے۔ ہی شاذ و لاجل ہر ایک اشتراک امتیاز۔ فکر اللہ اگر مشرط کا مزید۔ ذاک بیچ نصیب وضع الید مع العاصب الذی یرحمہ۔ وہ بھڑ بکری جو جسکے بیچ کر نے میں دو شخص شریک ہوئے گو دو بار نام خدا فرما کر یا مشرط ہو جیسا کہ ہم روایت کرتے ہیں کہ وہ بیچ کرنا اس نصیب کا ہو جسے اتھ رکھا اپنے اس صاحب کے ساتھ جو اسکی امید رکھتا ہے یا خوف کرنا جو کہ شاید ایک شخص کی قوت سے بیچ نہ ہو سکے۔ علیٰ کل واحد۔ ان ذیکر اللہ جل عن تشبیہ۔ تو ان دو شخصوں میں سے ہر شخص بیچ کرنا ہو یہ کہ کر کے اللہ کو در انما لیک وہ پاک ہو تشبیہ اور تیشیل سے ولی التوبانیتہ و شرعاً قال۔ و لوز بکاشاۃ ساعتم واحد۔ اصل بسم اللہ فاشاۃ بکھر اور وہ سبانیہ اور اسکی شریعت میں کہا اور اگر دو شخصوں سے بکری کو ساتھی بیچ کر لیا پھر ایک شخص بسم اللہ نہ بولا تو بکری ستر وک ہو گئی یعنی حرام واجب الکرہ ہو گیا والیٰ بشتی نہما لکما لکما۔ و اشکل فانما لکمل بالذبح حیضہ۔ اور اگر تین شخص تین بکریاں خرید کرین اور اشکال واقع ہو بیٹے تینوں شخص اپنی اپنی بکری کی کی شناخت میں میراں ہوں تو بیچ کا وکیل کر دینا کاشت یرت ہر ہم شرح ہم سبانیہ میں۔ مشورہ کہ وہ زمین یوں چاہیے کہ تینوں شخص ہر ایک کو بیچ کر کے میں وکیل کرین ہوا اگر اپنی بکری بیچ کی تو جائز ہو اور غیر کی بکری بیچ کی اس کے اذن سے کوئی جائز ہو۔ وکیل شرار الشاۃ للعنان شری۔ یعنی خلاف الکفر والقبول جیسے خرید شاذ و وکیل اگر غیر بیچے بکری خرید کرے تو صحیح ہر خلاف عکس کے یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل شاذ و خرید کرے تو صحیح نہیں اور اگلنے کی اچھ میں وکیل نقصان اٹھا دے گا م۔ وجہ صحت یہ ہے کہ شاذ و ام شمس جو نقصان اور مرہیٹے بھڑ اور بکری و دونوں کو شامل ہر خلاف عکس یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل کرے سو اسے شاذ و میں نقصان یعنی جیسے خرید کی تو موکل کو اسکا لینا لازم نہیں چنانچہ خانیہ میں جو فداویٰ عالمگیر میں ہے کہ اگر قربانی خرید کر کے کا وکیل کیا سو وکیل نے خرید کی اور اس کے اگلنے کے واسطے ایک دم پر کوئی اتھی مقرر کیا تو موکل پر یہ اجرت لازم نہیں یعنی وکیل کو دینا چاہیے۔ و ذاقال بودا فیہ صریح لاء اذاکان فی ترار عینا یغیر و اور اگر موکل نے کہا کہ سیاہ رنگا گاسے یا بکری خرید کر اسکو وکیل نے غیر اسکے سرخ یا سفید خرید کی تو صحیح ہے اور اگر وکیل نے شاذ و سیاہ چشم قربانی کو خریدتے تیشیر کی تو صحیح نہیں م۔ اسواسطے کہ شاذ و سیاہ چشم کی خرید میں لوگ رغبت کرتے ہیں تو مخالفت وکیل مفر جوگی برخلاف اول۔ یہ دیکھ کے۔ من بندر الشراۃ و اب۔ و صحیح ایجاب جمیع محرمہ۔ علامنے دو قربانیوں کو لازم کیا جو اس شخص کے حق میں جسے دس قربانی کی نذر دانی اور سبب دس قربانی کی ایجاب کی تصحیح منع اور محقق قول ہے یعنی صحیح قول ہے کہ تمام نذر واجب اور لازم ہوگی چنانچہ یہ مسئلہ سابق مذکور ہو چکا۔ و عن سیدہ باللازم منہ والاکل منہا و نہ الخیر۔ اور اگر شراۃ باقی ہوئی بیت کی طوط سے اس کے امر سے تو لازم جان اسکا خیرات کرنا اور اگر قربانی بیت کی بدون امر و نہ الخیر کی طوط سے تو کھانے اس کے گوشت کو اور یہ قول غدار اور پسندیدہ ہے۔ و من نال فقلنا تصحیح سوطیہ و عن ابی ہر حقہ و جو اطرب۔ اور نہ کہ مال ہے۔ و سوطیہ قربانی کا قول صحیح ہے اور جو جسکے باپ کے مال سے باپ کے حق میں قربانی ہو صحیح ہے اور اگر قربانی میں نہ چنانچہ یہ مسئلہ اول کتاب ال

پہلے میں اول وہ دلیل حکما ثبوت اور ولایت مطلب و دونوں قطعی اور یقینی ہیں چنانچہ آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ و سرحدیں کیں بطرح تاویل کا
احتمال نہیں یہ عقیدتیں ہر اور ایسی دلیل سے فرض اعتقاد دی اور حرام ثابت ہوتا جو ثانی وہ دلیل جو حکما ثبوت قطعی ہر اور ولایت قطعی چنانچہ وہ آیات اور احادیث
نہیں تاویل کا احتمال ہر اور یہ عقیدتیں ہر اور اس سے فرض علی ثابت ہوتا جو ثالث وہ دلیل جو حکما ثبوت قطعی ہر اور ولایت قطعی چنانچہ وہ آیات اور احادیث
ایسی دلیل سے واجب اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا جو رابع وہ دلیل جو حکما ثبوت اور ولایت دونوں قطعی ہیں جیسے اخبار احادیث المعانی ایسی دلیل نہیں ہوتی اور استحباب
ہر اور گناہ فرض ہوتے ہیں اور قطعی اور علی مراد یقینی ہیں اور کہیں واجب کہتے ہیں اور اس سے فرض علی کا ارادہ کرتے ہیں کذا فی الطحاوی ذی الزلیلی کی بحث
حرمة الخمر من الحرام بالحق بہ عذر و دون استحقاق العقوبۃ بالذکر بل کتاب ترک السنۃ المکررۃ تاذ لا یعلق بہ عقوبۃ الذکر و لکن یعلق بہ التمسک عن
شفاعۃ الہی الخیر من التمسک عن التمسک من ترک شئی لم یصل شفاعۃ ترک السنۃ المکررۃ تاذ لا یعلق بہ عقوبۃ الذکر و لکن یعلق بہ التمسک عن
حرمت کی بحث میں یہ مطلب ہو کہ مکروہ قریب حرام وہ جو جس سے عذر و شفعہ ہونے عذاب و دوزخ کا استحقاق بلکہ عتاب کا استحقاق ہو جیسے سنت مکررہ کے ترک
سے عذاب و دوزخ متعلق نہیں لیکن ایسے ترک سے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذر و شفعہ ہر اس حدیث کی دلیل سے کہ جو شخص میری سنت کو
ترک کرے گا وہ میری شفاعت کو نہ پا دیکھا تو ترک سنت مکررہ قریب حرام سے اور وہ خود حرام نہیں جو انتہائی مافی الزلیلی ہم حرام شفاعت سے یہاں شفاعت
مخصوصہ مراد ہر چنانچہ ترقی درجات کی شفاعت اور یہ مراد نہیں کہ مطلق شفاعت سے عذر و شفعہ ہوگی اس واسطے کہ ترک کبیرہ بھی شفاعت سے عذر نہ رہے گا
بریل حدیث کے کہ شفاعتی لابل الکبار من ہتی تو ترک مکروہ یا تارک طاعت مکررہ ہو کہ نہ عذر و شفعہ حاصل کلام مقدسی کا یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہر حرام کا
اطلاق کیا ہوا اور اسکو حلال نہیں کیا ہو کہ نہ سکے حلت پر دلیل طابع نہیں اور شیخین نے اسکو حلال میں داخل کیا ہو اس واسطے کہ اصل شکی حلت ہر اور اسکی حرمت
پر قطعی دلیل ثابت نہیں انتہی خلاصہ مقام یہ ہو کہ مکروہ محمد کے نزدیک حرام کی ایک قسم ہو کہ جو نہ اس کے نزدیک قطعی بھی حرام ہر اور قطعی بھی اور دونوں کا ترک عتاب
بالا ہو کہ اگرچہ عذاب تفاوت ہو اور شیخین کے نزدیک مکروہ تحریمی حلال غیر قطعی میں داخل ہر اور حلت سے اباحت لازم اور ترک مکروہ تحریمی کا گناہ گار اور عتاب ہر نہ عتاب
بالا تو معلوم ہو کہ خلاف مابین ہر دو شیخین کے لفظی نہیں ہو کہ ذی الطحاوی مختصر الاکل للغدازہ و شرب للعطش و لو من حرام اوقیتہ او مال غیرہ وان صمدہ فرض لیس
علیہ حکم الحدیث کی غذا کے واسطے اور پینا دینے عطش کے واسطے فرض ہر اور ثواب ملے گا حکم حدیث کے اگرچہ اکل اور شرب حرام سے ہو یا
مردا سے یا غیر شخص کے مال سے اگرچہ مال غیر کا ناوان اس پر لازم ہو ہم حدیث نہ کو یہ ہر حال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یوجزئی کل شئی حتی للفقیر ینہا
البدلۃ فیہ کذا فی متر بلائیہ یعنی حق تعالیٰ ہر چیز میں ثواب دیتا ہو یہاں تک کہ اس قدر میں ثواب دیتا ہو کہ بندہ اپنے منہ تک اٹھا ہو حرام اور مردار اور غیر کا مال کھانا
حالت اضطرار میں ہر اور شتی میں ہر کہ جو شخص مردار نہ کھائے مخصہ میں یا زور نہ کھائے یا نہ کھائے یہاں تک کہ مر جائے تو وہ گناہ ہر اور اضطرار کی تلافی میں
اختلاف ہو بعضوں نے کہا کہ فرض نہ ادا کر سکے اور بعضوں نے کہا تین دن کے بعد صحیح یہ ہو کہ غیر وقت ہر اس واسطے کہ طابع مادیوں کی مختلف ہوتی ہیں کذا فی
الطحاوی و لکن مقدار ما ینفع الانسان الہلاک عن نفسه کھانا فرض ہو لیکن اتنا چھنے سے آدمی اپنی ذات سے بگاڑ کو دفع کرے و ما جو علیہ و
ہو مقدار ما ینفع بہ من الصلوۃ قائم و من صومہ مفادہ جو تعقیل الاکل بحیث یضعف عن الفرض لکن لم یجسہ کما فی المتفق وغیرہ اور ایک کھانا وہ
ہر جس پر ثواب ہوا ہر اور وہ اس قدر کھانا ہر جس سے آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور روزہ رکھ سکے شارح نے کہا اس کلام سے اس قدر تعقیل طامع کا
بح از مستفاد ہوتا ہر جس سے آدمی ادا سے فرض سے ضعیف ہو جائے لیکن ایسی تعقیل مضیف درست نہیں ہر چنانچہ متقی وغیرہ میں صرح ہر قنات ذی
المتفق بالیقین الفرض بحدہ ما ینفع بہ الہلاک و لیکن بعد الصلوۃ قائم اتنا چھنے میں کتا ہوں اور متقی یقین مجسمہ میں یون نہ کو یہ کہ اس قدر کھانا فرض ہو جس
سے ہلاکی دور ہو اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز رکھن ہو انتہی کلام المتفق تو خبردار ہو جا ہم اس قدر کھانا اس واسطے مستند ہو کہ فرض عبادت ادا نہیں

احادیث میں
شفاعت ہر اور
کے لیے ہر اور
جو شخص میری سنت کو
ترک کرے گا وہ میری شفاعت کو نہ پا دیکھا تو ترک سنت مکررہ قریب حرام سے اور وہ خود حرام نہیں جو انتہائی مافی الزلیلی ہم حرام شفاعت سے یہاں شفاعت

کھانے پینے کا طوطا نہایت اور شہنشاہ میں جبکہ سونے چاندی پر فرکتے اور اسطرح ظرف منصب اور کسی اور سر پر جبکہ چاندی سونے پر نہایت اور
 اسطرح ملکہ آئینہ کا چاندی سونے سے اور اسطرح ہر اور لکام اور زین اور دھجی اور رکاب غرض یا منصب و رتہ پر بشرطیکہ اسپر نمود نہ واقع ہوا اور
 ابو یوسف کے نزدیک یہ سب مکروہ ہیں لیکن مضمرات میں ہر کہ امام اعظم کا قول صحیح ہو انہی کا اوجہ ایسی تقضیض فی فصل سیف و سبکین و فی تقضیض او لجام
 اور رکاب و لم یصح یہ وہ موضع الذی بہ التقضیض یا نجہ چاندی سونے کا کام نہ درست ہو اگر عوار اور چھری کی کوئی مین یا ان دونوں کے قبضہ میں یا لکام یا رکاب
 میں کرے اور پتا ہتھ نہ کرے سونے چاندی کی جگہ میں م کافی میں ہر جبکہ چھری کی کوئی مین اور عوار کے قبضہ میں چاندی ہو تو امام اعظم نے کہا کہ اگر چاندی کی جگہ
 پر کپڑے کا نوکروہ ہو اور نہیں تو مکروہ نہیں ہر کذا فی الطحاوی و کذا کتابہ الثوب یا سبب او نقضہ و فی الجہتی لا باس بالسیکین لہن فی الخابروا رکاب میں
 انسانی کیرہ الکل اور اسی طرح درست ہر کپڑے پر چاندی سونے سے لکھنا اور جہتی میں ہر کہ چھری غرض اور دوات اور رکاب کا کچھ مضائقہ نہیں
 اور ابو یوسف کے نزدیک یہ سب مکروہ ہیں م امام اعظم کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری میں انس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا
 تو موضع شق چاندی کی بنجیہ سے جلا گیا اور احمد کی روایت میں ہر کہ انس بن مالک کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدرج یعنی پیالہ تھا اس میں
 چاندی کا تبر تھا تو اختلاف فی القفضی اما الطحاوی فلا باس بالاجماع بلا فرق بین لجام و رکاب و غیرہ ہا لان اختلاف متماثل لاکلیس لہا
 عبرۃ لکونہ عینی وغیرہ اور خلاص ابو یوسف اور امام کا تقضیض ہیں جو یعنی جس چیز میں چاندی سونا ملکہ ہو سکتا ہو اور ملکہ یعنی جس پر سونے چاندی کا پانی چلا
 ہو سودہ تو بالاجماع درست ہو بدون فرق کے در بیان لکام اور رکاب و غیرہ ہا کے اسوا سیکہ کہ طحاوی چاندی سونے کا پانی سنگ یا جو جدا نہیں ہو سکتا تو مک
 کی مقدار گنت کا کچھ اعتبار نہیں کذا فی البیوی وغیرہ و یقبل قول کا فہر و یجوز یا قال شریب اللہ من کتابی تخیل و قال شریبہ من مجموعی تحریر و لا یؤثر
 بحسبہ واحد اور مقبول ہر کہ کا یہ قول اگرچہ کا فہر جوسی ہو کہ میں نے یہ گوشت مول لیا ہر یہودی یا نصرانی سے تو اس گوشت کا کھانا حلال ہو گا یا کافرنے کہا
 کہ میں نے جوسی سے گوشت خرید کیا تو گوشت حرام ہو گا اور اس کے قول کو خبر واحد کے سبب سے مردود نہ کرے واصلہ ان خبر کا مقبول بالاجماع فی
 المعاملات لانی الدیارات و علیہ یعنی قول اکثر و یقبل قول الکافری و الحاکم فی النہی الحاکمین فی ضمن المعاملات لا مطلق الحاکم و الحاکمہ کا ترجمہ الطحاوی
 اور اسکا تا حد کایہ یہ ہر کہ کافر کی خبر مقبول ہو بالاجماع معاملات میں نہ دیانات میں اور اسی قاعدہ پر کسے کا یہ قول مقبول ہو اور کافر کا قول مقبول ہو
 اور حرمت میں بیٹھ و حرمت اور حرمت کہ در ضمن معاملات کے حامل ہونے ہر طرح کی حلت اور حرمت جیسا کہ مذہبی خارج کرنے تو ہم کیا ہر ہم ایک شخص کا قول مقبول
 ہو معاملات میں خواہ وہ شخص متقی ہو خواہ فاسق آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مسلمان ہو یا کافر بسبب ضرورت اور دفع ہرج کے اور جملہ معاملات و نکاحات
 اور مضاربت اور رسالت فی الہدایہ اور اذن تجارت ہر لیکن با اینہ صدق خبر کا گمان غالب ہونا ضروری ہو اگر اس کے صادق ہونے کا گمان غالب ہو تو اسپر عمل کرے
 اور اگر گمان غالب نہ ہو اس کے صدق کا شک ہو تو اسپر عمل نہ کرے کذا فی الطحاوی عن الکافی و السراج معاملات وہ امور ہیں جو نیا بین الناس جاری رہتے ہیں
 چنانچہ بیع اور شرا اور نکاح و غیر ذلک اور دیانات وہ امور ہیں جو نیا بین خدا اور بندے کے ہوتے ہیں چنانچہ عبادات اور حرمت و یقبل قول الملک
 و لو انشی و اھب فی الہدایہ سوا خبر یا ہاء الموصی غیر ما و نقضہ اور ملوک کا قول اگرچہ وہ عورت ہو اور غیر کا قول مقبول ہر شخصہ ہو چنانچہ میں خواہ غلام سے
 یہ خبر دی ہو کہ میرے مالک نے یہ تحفہ دیا ہو اور شخص کو یا یون کہا ہو کہ اور شخص نے یہ تحفہ دیا ہو یا مالک کو والاؤن سوار کان بالجارۃ او بدخول الدار مثلا
 اور مقبول ہر غلام اور غنیہ کا قول اذن میں خواہ تجارت کا اذن ہو یا سٹلا و محل دار کا اذن ہم سراج میں ہر کہ اگر ایک شخص کے غلام یا طفل غنیہ
 نے دوسرے شخص کے گھر میں داخل ہونے کا اذن دیا تو قیاس یہ ہر کہ گمان غالب پر عمل کرے لیکن عادت جاری یون ہر کہ اس سے لوگ باہر نہیں
 رہتے لہذا یہ جائز ہر کذا فی الطحاوی و قیدہ فی السراج بیا اذا علیہ ملکہ لاندہ حد تم فلو شری غیر نحو ما یون و استخوان لا باس بیدوہ و نحو ذلک

کتاب الفہرست
 جلد اول
 صفحہ ۱۹۸

ملکی ایسی ہیبت لان اظہار کتبہ و نامہ قیہ اور اذن تجارت میں سراج میں اسکی قیہ لگانی ہو جبکہ اسکی رائے میں انکا صدق غالب ہو تب قول مقبول ہو تو اگر صدقہ صابون اور اشیان ایسی چیز کی خرید کارادہ کرے تو اس کے ہاتھ بیچا کچھ مضافتہ نہیں اور اگر کہنے اور طوا ایسی چیز کے تول لینے کا قصد کرے تو اس کے ہاتھ بیچا لائق نہیں ہو اسلئے کہ صدقہ کا کذب ظاہر حال ہو اور اسکا پورا بیان سراج میں جو ہم حثائی وغیرہ کی طرف اظہار اشیان رہتے ہیں تو ظاہر حال اس پر دلالت کرتا ہو کہ وہ اپنے مان باب کے پیسے حثائی لکھانے کے واسلئے پورا لایا ہو گا تو اسکا یہ قول کہ میرے مان باب نے منگوایا ہے مقبول نہ کرنا چاہیے لیکن انکیا کے اظہار پر یہ اختیار نہیں ہو سکتا جو قبیل قول الفاسق والکافر والعبدی المعاملات لکھتے تو وہ عباد اور فاسق اور کافر اور غلام کا قولی قبول ہو معاملات میں وقوع معاملات کی کثرت کے سبب سے ہم پہل پہل ہو کہ معاملات میں ہم غیر کا قول مقبول ہو تو اگر معاملات میں عدالت شرط ہو تو حیح عظیم واقع ہو اس واسلئے کہ عدالت کی شرائط صحیح کیا ہو کہ ان اسکو آدمی پاوے کاس سے معاملہ کرے یا اسکو نوکر کرے اور لوگوں کے پاس معاملات کے واسلئے بھیجا کرے اور سامع کو کوئی دلیل نہیں ہو اگر میری خبر قبول ہو تو وہ معاملات کا دروازہ بند ہوتا ہو اور اس واسلئے کہ معاملات غیر لائق ہیں تو اس میں عدالت کا شرط ہونا باعث حیح ہو لہذا اس میں قضا تین کھایت کی ہو کہ انکی الاطی کا اذہا خبر نہ وکیل فلان فی بیع کذا فیچوز الشہرہ منہ ان غالب ملے الا یہ صدقہ کا مرتبہ کثیر اظہار چاہے اگر فاسق یا کافر یا غلام نے خبر دی کہ وہ وکیل ہو خلاصے شخص کا خلاصی چیز کے بیچنے میں تو اس سے اس کا خبر نہ کرنا جائز ہو اگر خرید کرنے والے کے گمان میں اسکی راستی غالب ہو چاہے نہ کہ وہ چوہا اور کتاب الخطر کے اخیر میں بھی اسکا ذکر ہو گا و شرط الیہ الہ فی الدیانۃ ہی الی بین العبد والرب اور مشروط ہو عدالت اور پرہیزگاری دیانات میں دیانات وہ امور میں جو بندے اور مالک علی الاطلاق کے درمیان واقع ہیں ہم چونکہ دیانات معاملات کے مانند کثیر وقوع نہیں تو اس میں عدالت کی شرط نہ کرنی چھ نہیں اور قول فاسق اور کافر اور غیر کے قبول نہ کرنی اس میں کچھ ضرورت اور حاجت نہیں کا خبر عن نجاستہ المار فیہم ولا یؤخذ ان اخیر ہما مسلم عدل منہما بقدر حرمتہ ولو عیدا او امتہ بیسے نجاست پانی کی شہرہ تیم کرے اور اس پانی سے دھونہ کرے اگر نجاست کی خبر دی ہو مسلمان پرہیزگار کے پرہیزگار وہ جو باہر رہتا ہو اس چیز سے جسکی حرمت کا اعتقاد رکھتا ہو اگرچہ وہ غلام ہو یا نوٹری ہم عدالت مستقلا احوال کذب ہو تو اس احتیاط کی حاجت نہیں کہ پانی کو اگر تیم کرے و تحیری فی خبر الفاسق نجاستہ المار فیہم مستور ثم امسح علی الخابطنہ اور اٹکل و در او سے فاسق اور مستور الحال کی خبر میں پھر عمل کرے اپنے ظن غالب پر یعنی اگر فاسق اور مستور یعنی معلوم میں وہ کہیں کہ یہ پانی ناپاک ہو تو وہ ان ٹکل کر کے ظن غالب پر عمل کرے نہ اس کے قول پر ولو اراق المار فیہم قیما او اغلب علی رائہ صدقہ و تو نہ ہمارا و تیم تیمنا او اغلب علی رائہ کذب کان احوط اور اگر پانی کو اگر اسے پھر تیم کرے اس صورت میں جبکہ اسکو گمان غالب ہو اس کے کذب کا تو یہ احوط ہو گا یعنی اس میں زیادہ احتیاط ہو دنی الجورۃ تیمہ بعد الوضوء احوط اور جو ہر چیز میں جو اسکا تیم کرنا وضو کے بعد احوط ہم اس میں اشارہ ہو کہ تقدیم تیم کی وضو پر احتیاط ہو اور تاخیر تیم کی وضو سے احوط ہو کہ ان فی الطلادی و اما انکا فزاد اغلب صدقہ رکھنے کذبہ فارقتہ احب تمسانی و خلاصہ و خانہ اور کافر کا تو یہ حکم ہو کہ جب اس کے کذب پر صدق کا گمان غالب ہو تو پانی کا بہا دینا مستحب ہو کہ ان فی القساقی و انکا صدقہ خانہ ہم لینے اگر کافر نے خبر دی کہ یہ پانی نجس ہو اور اس کے صدق کا گمان غالب ہو تو اگر اس پانی سے وضو کرے اور نماز پڑھے تو نماز جائز ہو اس واسلئے کہ کافر تیم کر کے خبر لزم نہیں لیکن پانی کو اگر تیم کرے نماز پڑھنا مستحب ہو قلت لکن تیم قبل اراتہ لم یخبر بخلاف خبر الفاسق لصلیہ طرانی اجماع بخلاف الکافرین کہنا ہوں کہ تیم کا سند کی اخبار نجاست کے صدق پر گمان غالب ہو لیکن اگر تیم کرے پانی کو دینے سے پہلے تو اسکا تیم جائز ہو گا بخلاف خبر فاسق کے کہ وہ ان تیم نہ کرے جائز ہو گا اس واسلئے کہ فاسق کی خبر فی الجملہ الزام کی صلاحتہ و کمین ہو اور کافر کی خبر لزم ہونے کے لائق نہیں ہم فاسق کی خبر کی فی الجملہ لزم ہو چنے کی دلیل ہو کہ اگر فاسق کی گواہی قبول کر کے حکم دے تو اسکا حکم نافذ ہو گا اگرچہ اسکی گواہی قبول کرنا حرام ہو اور اگر کافر کی گواہی پر حکم دے گا یعنی مسلم کی

نصرت میں تو حکم اسکا نافذ نہ ہو گا۔ لو آخر عدل و عدل جیسا کہ علم بظاہر جہالت الذبیحہ اور اگر مسلم شفیق نے پانی کی طہارت کی خبر
 دی اور دوسرے شفیق نے اسکو نباست کی خبر دی تو پانی کی طہارت کا حکم دیا جائیگا۔ طہارت و نجیہ کے کہ وہاں وہ صورت تھا نقص حرمت کا حکم ہو گا
 ہم پانی کی طہارت کا اسواسطہ حکم ہوا کہ دونوں خبریں بسبب تناقض کے ساتھ لا اعتبار ہو گئیں تو اصل پر مبنی طہارت پر حکم ہوا۔ تعین الغلیۃ فی اوان طہارت
 و نجیۃ و ذکیۃ و دینیۃ فان الاغلب طہارتی و بالعکس و السواء لا الا لعلش اور غلبہ معتبر و ظروف پاک اور ناپاک میں جو باجماع مل گئے اور مذہب
 جانور و مرد و امین جو باجماع مخلوط ہو گئے تو اگر پاک برتن یا مذہب جانور اکثر ہوں تو طہارت اور شرب اور اکل کے واسطے حرام کرے اور اکل و شرب سے
 اور اگر ناپاک برتن یا مرد جانور زیادہ ہوں یا دونوں پاک اور ناپاک برابر ہوں تو ظن غالب کا کچھ اعتبار نہیں مگر وہ عیش کے واسطے البتہ طہارت
 میں گمان غالب معتبر ہو گا۔ فی النیاب بحرۃ سطلۃ اکثر کثرون میں ہر طرح کا گمان غالب معتبر ہو گا۔ خواہ اکثر کثرت سے طہارت یا نجس اسواسطہ کہ شرب
 عورت میں کثرت کا کچھ بدلہ نہیں اور پانی کا بدلہ لاشی جو تیمم کے واسطے و عیالی ولیمۃ و غلبہ او غلبہ و اکل تو اکثر فی المنزل و لیس فی المائدۃ لا
 یشیۃ ان یقعد بل یخرج معوضا لقولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکر شیخ القوم الطہلین کوئی شخص شادی کی دعوت میں بلا یا گیا اور وہاں ہو دلچسپ یا راگ
 ہو تو بیٹھے یا کھائے بشرطیکہ اخلاف شرع مکان میں ہو اور دستار خوان پر نہ ہو اور اگر غیر شروع دستار خوان پر ہو تو اب بیٹھنا لائق نہیں و جب یا بلکہ مکمل جائے
 ناخوش ہو کر اسواسطہ کہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ فرمانا ہے کہ ست بیٹھ نہی کے یا دہونے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ ہم ولیمہ شادی کے کھانے کا نام ہو جو زوجین کی
 ملاقات کے بعد ہو اور بعضوں نے کہا دونوں طعام کا نام ولیمہ ہو نظام ولیمہ سنت ہے حدیث میں آیا ہے کہ ولیمہ اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو تو ناشی نے کہا اجابت
 دعوت میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک اجابت واجب ہے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ سنت ہے اور افضل یہ ہے کہ اگر ولیمہ ہو تو دعوت قبول کرے اور نہیں تو وہ نماز
 لیکن اجابت افضل ہے اسواسطہ کہ ہمیں دل میں ناخوش کرنا ہو یا نہ ہو اس میں طعن کی دعوت قبول نہ کرے تا معلوم ہو کہ تو اس کے نفع سے راضی نہیں اور اسی طرح
 اسکی دعوت قبول نہ کرے جبکہ اکثر مال حرام پر مال گروہ کے کہ اصل مال حلال ہے میراث سے یا قرض لینے سے تو دعوت قبول کرے اور کھائے اور اگر اسکا غالب مال
 حلال ہو تو اسکا حق قبول کرنا درست ہے جبکہ دعوت قبول کی اور اس کے مکان پر گیا تو جو اس کے ذمہ پر تھا سا قح ہو گیا اختیار ہو کھائے یا نہ کھائے نہ کھانے سے کچھ حرج
 نہیں اور کھانا افضل ہے اگر روزہ دار ہو اور اگر صاحب دعوت کا قصد مذہب ہو یعنی اپنی شہی اور نام آدمی اور شکر گزاری چاہے تو خصوصاً اہل علم کو اسکی دعوت
 قبول کرنا چاہیے اسواسطہ کہ اجابت میں آپ کو دلیل کرنا ہو اور ذمی کی دعوت قبول کرنا جائز ہے کہ انی الطمادی مختصراً فان قدر علی المنع عمل بھرا کہ دعوت میں گیا
 اور وہاں ناچ رہا ہو تو اگر یہ شخص منع کرے پر قادر ہو تو منع کرے ہم یعنی منع کرنا قادر ہو واجب ہے اگر نہ کر دیا تو گنہگار ہو گا اسواسطہ کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جو
 طہارت شیعہ دیکھے تو اسکو اپنے ہاتھ سے شاد سے سو اگر تادم تو زبان اسکی بڑائی ظاہر کر دے اور بھی اگر نہ ہو سکے تو دل سے اسکو بڑا جانے اور یہ نصیف الایمان ہے
 والا بقدر حدیث کہ ایک من یقیدی بہ اور اگر منع کرے پر قادر نہ ہو تو صبر کرے اگر ان لوگوں میں نہ ہو سکے قول اور عمل کے لوگ اقتدا اور پیروی کرتے ہوں یعنی اگر مقتدا
 عمل نہ تو صبر کرے دل سے ناخوش ہو کر نان کان مقتدی لم یقدر علی المنع خرج ولم یقید لان فیہین الدین اگر وہ شخص مقتدا ہو اور منع کرنے پر قادر نہ ہو تو وہاں کھائے اور نہ
 اسکا کہ اس کے شہر نہیں عیب لگتا جو دین میں ہم اور ہمیں نصیحت کا دروازہ کھولنا ہے مسلمین پر کہ وہ اس بزرگ کی پیروی کرے و انکی عن الامام کان بل ان یصیر مقتدی بہ
 جو قول نام مستقول ہے کہ میں ایک بار لو کی دعوت میں مبتلا ہوا تھا سو میں نصیر کیا تو اس کے مقتدا ہونے سے پہلے ہوا تھا کہ انی لا یضیج وان علم لا بالاعب کہ نصیر اصلاً اسکا مکان
 من یقیدی بہ اولان فی الدعوتہ ہا ینرہ بندہ محذور لا بل ان کمال اور اگر کوئی پہلے معلوم کر جائے تو اصلاً وہاں نہ جائے خواہ مقتدا ہو یا غیر مقتدا اسواسطہ کہ حق دعوت
 کا لازم ہوتا ہے حاضر ہو سکے بعد نہ عمل اسکے کہ ذکرہ ابن کمال ہم نجائی ہیتر وجہ ہے کہ اجابت دعوت اسوقت ہے جبکہ ہاں مرغیر شروع نہ ہو کہ انی از میں فی السراج
 کہ استسک ان الماہی کھانا حرام اور سراج میں ہوا کہ مسئلہ دعوت سے دلالت کی کہ سب کھیل اور ناچ رنگ حسرت ہم دین ہم ملا ہی ہے مستغنی

اس طرح جو سوسے سے بنا سو حلال ہو چکا ہے۔ چار انگلی اور اگر چار انگلی سے زیادہ ہو تو مرد کو حلال نہیں ہو کذا فی الزیلعی فی المجتہدین فی الامامیۃ فی موضوعین
اور اکثر جمیع قریب لیا اور مجتہدین ہو کر نقش و نگار اور بولی عامہ میں دو جگہ ہر بار زیادہ تر تو جمع کرنا چاہیے یعنی چار انگلی سے زیادہ ہو تو درست نہیں اور بعضوں نے کہا
کہ متفرق کا جمع کرنا ضرور نہیں ہم عقرب مذکور ہو چکا کہ ظاہر ہو سب عدم جمع متفرق ہو تو اس عبارت کا ذکر ضرور تھا و فیہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
عامہ علیہا علم من قسب فضیلتہ قدر ثلث اصالیح لا یاس من ذہب یکوہ قبل لایکہ اور مجتہدین امام ابو حنیفہ سے مروی ہو کہ عامہ نقش و نگار ہر
پانچ سے بقدر تین انگلی کے تو کچھ مضائقہ نہیں اور سوسے کا نقش و نگار مذکور ہو اور دوسرا قول ضعیف یہ ہو کہ کوفہ نہیں و فیہ مکرہ اجنبہ المکفوفہ بجمہر
ہذا ثبت کہ اسناد عتا وہ اہل زمانہ اس انقص البصر تہ مجتہدین ہو کہ مذکور ہو جبہ کفوفہ بجمہر یعنی جس پر اس کے احوال ہیں کثرت اس پر اس کے کتابوں میں درج
سے ثابت ہو گئی کہ اس کی جو ہر اہل زمانہ کی عادت ہو بصری پیراہنوں کے پھینکے کی ہم خطاوی نے کہا یہ روایت ضعیف ہے جمہور فقہاء کے اسناد کا مالکیری
ذخیرہ سے منقول ہو کہ کفوفہ بالحریر عامہ علماء فقہاء کے نزدیک درست ہو انتہی اور یہ ہیں ہو کہ رسول خدا علیہ وسلم جبہ کفوفہ بالحریر پہنتے تھے یعنی خوشی پہنتے
تھے کہا یہ حدیث صحیحین میں اس طرح ہو کہ اسناد و سنت ابی بکر صدیق نے جبہ نکالا اور کہا کہ یہ رسول خدا علیہ وسلم کا ہے ہر سترائین دیا گیا کہ بیان یہ اسناد اور اسنادوں کے
و یہاں سے یہ ہے سو کہا کہ یہ فائزہ صدیقہ کے پاس تھا جب وہ مگرین تو میں نے اس کو لیا سو اس نے اس کو بھینٹ دیا اس کو بھینٹ دیا اس کو بھینٹ دیا اس کو بھینٹ دیا اس کو
برکت شفا حاصل ہوتی ہو اور ابو داؤد کی روایت میں یوں ہو کہ اس جبہ کی جیب میں دو دنوں چاک دیا ہے پھر اسے اور بخاری کی روایت میں
یوں روایت ہو کہ اس جبہ کا گریبان دیا تھا بالشت بھر اور دو دنوں چاک دیا ہے پھر اسے اور دو دنوں چاک دیا ہے پھر اسے اور دو دنوں چاک دیا ہے پھر اسے اور دو دنوں چاک دیا ہے
مختصر و فیہ المخصر العلم فی عرض الثوب قلت و مفادہ ان التلیل فی طرہ یکوہ انتہی قال المصنف و یجزم فیہ و مفادہ ان التلیل فی طرہ یکوہ انتہی قال المصنف و یجزم فیہ و مفادہ ان التلیل فی طرہ یکوہ
اور مجتہدین ہو کہ کثرت کے عرض میں حکم مخصر ہو میں کتابوں اور اس مفادہ ہو کہ علم قلیل کثرت کے طول میں مذکور ہو انتہی مافی المجتہدین مخصر فی شرح
کہا اور اسی قول دینی طول کے عدم جواز پر یقین کیا ہو ملاحظہ صاحب زرغرنے اور صدر الشریعہ نے لیکن ہمارے ذخیرہ کا اطلاق یعنی عدم قلیل فی عرض مجتہد کے ملاحظہ
ولی السراج من اسیر الکبیر العلم حلال مطلقا صغیر کان او کبیر قال المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ و ہو مخالف لما من التقدیر بالمرجع اصالیح و فیہ خصہ حنفیہ لکونہ ابی بکر
زمانہ انتہی قلت قال شیخنا و ائمن ان الرایۃ و المعقود علی الریح فانہ حلال لو کبیر لا لیس طیس و یجزم فیہ التوفیق اور سراج میں ہو سیر کبیر کے علم طرح کا حلال
ہو ذوقہ مفسر ہو یا کبیر مصنف نے کہا اور یہ قول مخالف ہو اس قول کے جس میں چار انگلی کی قید مذکور ہو چکی اور علم کے مفسر اور کبیر کی حلت میں خصوصیت عظیم ہو
اس شخص کے لیے جو علم کبیر کے استعمال کے ساتھ مبتلا ہو بلکہ زمانہ میں انتہی مافی شرح المصنف میں کتابوں ہمارے متاد سے کہا اور میرا گمان غالب یہ ہو کہ مجتہد
اور شان اور جریشتی کثرت انیز سے پر بار ہا جاتا ہو سو وہ حلال ہو اگر چہ زیادہ ہو اسناد کہ وہ لباس آدمی کا نہیں اور اس قدر سے دونوں قولوں کا اختلاف رفع
ہو گیا انتہی راجع اصالیح کی فیدہ لباس میں ہو اور سیر کبیر کا اطلاق غیر ملوس پر محمول ہو ہم روایت کی بشر فیہن ابی یوسف عن ابی حنیفہ کہ مضائقہ نہیں علم کا ہر سے
کپڑوں میں جبکہ علم چار انگلی ہو اس سے کم اور اس میں کچھ خلاف مذکور نہیں کیا اور شمس الانامہ مخری نے سیرین کہا کہ علم کا کچھ مضائقہ نہیں اسناد کہ وہ تابع
ہو اور اس کی مقدار بیان نہیں کی چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو تو تابع کا لفظ دلالت کرتا ہو کہ علم ثوب مراد ہو نہ علم رایت اسناد کہ اگر بالکل حنفیہ ہو تو
جائز ہو جیسے دروازہ کا پردہ حریف سے درست ہو تو ظاہر یہ خلاف علم ثوب میں ہو نہ علم رایت میں کذا فی الخطاوی یعنی تو شارح کے ہناد کے قول سے توفیق بین القویں
حاصل ہوئی و لا یاس بکلمۃ الیہ بالاج ہو ما سداہ و حمتہ ابرہیم شیخ و ہبانیہ للرجال مردوں کے واسطے کچھ مضائقہ نہیں دیا کے چھ بکھڑا اور مسرک
میں دیباہ کپڑے جس کا تانا اور تانہ دونوں ریشم کا ہو کذا فی شرح و ہبانیہ انکلتہ بالکسر لہ شفا و انسا موثیہ لا لیس طیس کہ کبیر کا و لشدہ بدلا شفا و
اور ناموسہ ہو اسوا سے وہ جائز ہو کہ وہ لباس نہیں بدن سے علیحدہ رہتا ہو ہم قاسوس میں ہو کہ کلمہ بار کبیر پردہ اور بار کبیر گشتا ثوب ہو کپڑوں

غیر شرک و غیر فحش و دنیا کے واسطے سو وہ مکروہ ہو اور قول خامش یہ ہو کہ اگر قائل کو تعظیم اسلام اور اس کا اکرام نہ ہو تو کچھ منافع نہیں کہانی اٹھالے اس میں شریعت ہدایتی
کہ عالم اور فتنی کے گماندہ الدین اور استاد کا ہاتھ چومنا درست ہو اور جو شخص تعظیم اور تکریم کا حق ہو اس کی تقبیل و بوسہ نیز جو فعل ایضاً عن بجا مع اس بات کہ تقبیل ایک حکم
المنہ بن اور منہ سے شریعت میں جامع سے نقل کیا کہ کچھ منافع نہیں حکم دیندار کے ہاتھ چومنے کا حکم دای نے کہا اس کی کچھ حاجت نہ ہے کہ یہ قول آئندہ میں
نقل ہو اس کے بعد سلطان و صاحب مملکت اور حکومت کو کہتے ہیں و سلطان الاول و قسیر مستحق اور سلطان عادل کے ہاتھ چومنے میں منافع نہیں
اور یہ دونوں نے اس کو منہ سے کہا کہ ان کی اچھٹی تقبیل میں اور پیش کثیر و مردی میں از انجا عبد اللہ بن عمر سے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ ہم
اٹھائے سے پیش کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور چھتے آپ کا دست مبارک چومے اور ابو داؤد اور ترمذی اور سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال و حال میں کسی کو بہن نے فاطمہ بنت رسول نے زیادہ تر شاہدین دیکھا کہ جب فاطمہ ان کی خدمت میں آتے تو منہ سے اس کے دست
اٹھ کر منہ سے منہ سے اور آنکھ سے منہ سے اور اپنے مقام پر پہنچتے تھے اور ترمذی اور سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ ایک شخص نے منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور
ترمذی اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ جب عثمان بن عفان کو منہ سے اس کے ہاتھ چومے تو اس نے فرمایا اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے تو ان کے بعد سے اسے تقبیل و بوسہ کی ناپسند ہوئی اور اس کے بعد سے اسے تقبیل و بوسہ کی ناپسند ہوئی اور اس کے بعد سے اسے تقبیل و بوسہ کی ناپسند ہوئی
عبد اللہ بن جعفر کی حدیث ہے کہ کوئی بھی منہ سے اس کے ہاتھ چومے تو اس نے فرمایا اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
عن میں کہ ان کی اپنی شریعت الہیہ مختصر و تقبیل اس سے اس عالم اور دنیا کی انہماک اور منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
نہایت کہ اس کے بعد سے اسے تقبیل و بوسہ کی ناپسند ہوئی اور اس کے بعد سے اسے تقبیل و بوسہ کی ناپسند ہوئی اور اس کے بعد سے اسے تقبیل و بوسہ کی ناپسند ہوئی
تقبیل الدنیا کرہ اور خیر منہ میں جو ہو اس عالم اور عادل کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
اسلام کی تعظیم اور اس کے واسطے ہو تو جائز ہو اور اگر کرنا حال کرنے کے واسطے یہ خوشامد ہو تو مکروہ ہے و طاعت میں یہ عالم اور عادل کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
من قدر تعظیم یا اجابہ تقبیل لایخص فیہ کیا کہ تقبیل المکرۃ قم آخری و منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
زہم سے اس کی درخواست کی کہ اپنا قدم اس کی طرف بڑھاؤ اسے اور اپنا قدم اس کو چومنے سے منع فرمادے کہ اس عالم یا زبانیان کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
رضعت و بوسہ بچہ عورت کو دوسری عورت کا منہ اور گال چومنا مکروہ ہے و منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
مستند نہ کرنا اجابہ تقبیل و بوسہ اجماع و تقبیل یا منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
جب غیر شخص سے ملاقات کرے تو وہ مکروہ ہے و منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
کہ وقت تو بالاجماع مکروہ ہے و منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
العلماء و اعظماء و اشراف و اراذل و انہماک لایخص فیہ عبادۃ اللہ اور منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
اور جس فعل سے راضی ہو عالم ہو یا سلطان و دونوں کے گناہ میں اس کو اس طرح زمین کا جو مناسبت پرستی کے مشابہ ہو یعنی اس کو کہ میں بہتہ غیر خدا کا حق معلوم ہوتا ہے
کہانی اٹھالے اس میں شریعت ہدایتی و منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
عبادت اور تعظیم کے کراہی ہو تو کافر ہو گیا اور اگر سید و خیمہ اور سلام کے کراہی ہو تو کافر ہو گیا و منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
میں جو غیر خدا کی تعظیم کے واسطے تو اضع کرنا یعنی اگر اسے عبادت کے واسطے تو اضع کرنا اور منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے
شہوت پرستی کے لیے تو اضع کرنا حرام ہے اور اگر فقیر و کسیر و مسکین کے واسطے تو اضع اور اس کا سر کرے تو تو اضع و منہ سے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے اور اس کے ہاتھ چومے

تو اس سے اس واسطے کہ عین کل میں عصیت نہیں اور اگر ناقوس بجا کی نوری کرے تو لائق نہیں کہ فی الخطا دی و محل خمس فی ہفتہ و اتبنا
اپنی بی بی یا اپنے جانور پر مزدوری لیکر جائز ہو امام کے نزدیک ہم اور صاحبین کے نزدیک یہ کہ وہ ہر اس واسطے کہ شراب میں دس شیشوں میں سے ایک شیشہ اس کے حامل ہو
امام کی دلیل یہ ہے کہ عین کل عصیت نہیں اس واسطے کہ کل کا ہر شرب کے گرا دینے یا سر کرنے کے واسطے بھی ہوتا ہے اور طہور کا حامل ہے جو عصیت کا قصد
کرنے پر اسلام نے کہا کہ قول امام قیاس ہے اور قول صاحبین تحسان کرنا فی النجس لا یصح بل یقیم الام عصیت فیہ اور شراب پر پکانے کا مزدوری جائز نہیں اس واسطے کہ
عصیت بعینہ قائم ہے و جازا جازہ بیت لیسوا الکوۃ ای قرآن لا یغیر علی الاصح و اما الامام و انقری غیر الکوۃ بالکون اطرش و اشار اسلام فیہا
و اما الکوۃ لان قلب الہا کامل الزنہ لیسوا بیت نار و کینسہ او بیع فیہ الخ و قال لا یغیر فی ذلک لانه اعانہ علی عصیت و بہ قانت
اثر لہ لیسوا اور قریات کو نو بیہن کھر کر دینا انشس خانیکہ نشس کا کلیہ انبانہ کہ وہ اسے یا اسے پیش اب بیچنے کے واسطے جائز ہے نہ سہولت قریات نہ کھر کے
بنام قول اصح کے او شہرون او غیر کو ذکی دیات میں تو اس کو کھر کی قدرت نہ دیکھائے کافرون کو کھانا ملام کی ظاہر ہو چکا کہ بیچنے اور قریات کو نو بیہن یا
اس واسطے قصص میں ہوں کہ اگر وہ ان کے رہنے والے نہ ہوتے تھے اور صاحبین نے کہا اگر ایسا دینا امور فکورہ کہ اس واسطے لائق نہیں ہوتا کہ گناہ کی اعانت ہو اور یہی
قول ہے امام شافعی اور مالک و دیگر کذا فی الزیلعی ہم امام کی دلیل یہ ہے کہ اجارہ واقع ہے نہ ملک کا پھر لہذا اجرت بجز قیام کے واجب ہوتی ہے اور اسے بیعت
نہیں عصیت تو شاجو کے فعل سے ہوتی ہے اور صاحبین نے ظاہر ہے کہ بیعت فعل مختار میان بین واقع ہوا تو عصیت کی نسبت واجب ہوا کہ ان سے قطع ہوگی و اور امام
و جاز بیع ہوا بیعت کا کہ و انشہا بالکریم و بہ قال الشافعی و بہ نقی مینی و قد مر فی الشفہ او کہ بیعت کے گھروں کی گارہ زمین کی بیعت بالکریم ہوتی ہے اور یہی
قول جو شافعی کا اور اس کا فتویٰ دیا ہو عینی نے اور یہ کہ گھر گھر گیا ہو کتاب الشفہ میں امام کی بیعت کو بلا جامع جائز ہے اور زمین کی بیعت میں کے نزدیک اور
امام کی ایک روایت میں در ہے ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور دوسری روایت امام سے یہ ہے کہ اگر راضی کر کے بیع جائز نہیں و فی البریلانی باب الشرب و اگر
بیع رضما کہنا تھا و بھل اور بریلان کے باب العشرین ہے کہ زمین کی بیعت و ان کی عات کی کو وہ زمین اور اسی کے مانند پر عمل ہو و فی مختار است انوار الی صاحب البریلانی
لا باس بیع بنا تھا و اجارہ نہ لکن فی الزیلعی وغیرہ کیرہ اجارہ تھا اور صاحب ہدایہ کے مختار است انوار الی میں ہے کہ کہ معتمد کی عمارت بیچنے میں اور اس کا کر ایہ
میں کچھ مسئلہ نہیں لیکن زلیس وغیرہ نے کہا کہ اس کا کر ایہ مکرہ ہے و فی آخر الفصل الخامس من التشارفینہ و اجارہ الوہبانیۃ قال قال ابو حنیفہ اگرہ اجارہ
بیعت کہ فی ایام المومنین و کان یعنی امام ان نیز لو علیہم فی وہم انوالہ تعالیٰ سہ ابن العاکف فیہ و البارد رخص فیہا فی غیر امام المومنین الذی فی حقیقتہ فاقلت و بہذا
یظہر الفرق و التوفیق و کذا کان نیادی عمرین ان خطاب رضی اللہ عنہ ایام المومنین و یقول یا اہل مکہ لا تحمدوا بیوتکم ابوابا یبذل الیہا دمی حیث شاء ثم تباو الایۃ
فلینفذا ورتا تارخانہ کی فعل اس کے اخیر اور وہاں بیعت کتاب الاجارہ میں دونوں کتاب و انون نے کہا کہ امام اعظم نے کہا کہ مکرہ ہوا تھا ہون میں کہ مدعی
کے گھروں کا کر ایہ مومنین اور امام اہل مکہ کو فتوے دیتے تھے کہ حاجیوں کو اتارین اپنے گھروں میں بدون کر ایہ کے بھلی ہے اس کے کہ کہ میں نے
اور سافر برابر جو او مومنین حج کے سوا اور دونوں میں وہاں کے کر ایہ کی خصوصیت دیتے تھے انتہی مانی التشارفینہ والوہبانیۃ تو اس کو یاد رکھنا چاہیے میں کہتا ہوں اور اس سے
قرن ایام حج اور غیر حج کا اور دفع تناقض کر است اجارہ اور عدم کر است کا ظاہر ہو گیا اور اس طرح فتویٰ امام کے موافق امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایام مومنین
حج میں بلند آواز سے فرماتے تھے کہ اہل مکہ اپنے گھروں کے دروازے نہ بناویں بند نہ کرو تاکہ مسافر وہاں آئے جہاں اس کا بیچا پھر آیت مذکورہ پڑھتے تھے
تو اس کو یاد رکھنا چاہیے و جاز قیام العید عز عن التمر و الا باق و بہ سنۃ المسلمین فی الفساق اور جائز ہے کہ کذا غلام کا شیریں ڈال کر تھو اور یہاں ہاں کے
سبب اور مسلمانوں کا طریق ہے بدکاروں کے حق میں یعنی اس قصہ سے قید کرنا درست ہے اور اگر اس کا خوف نہ ہو تو جائز ہے کہ مومنین بنیائے مکرہ ہو اور یہی حکم ہے
نوشی کا کذا فی الخطا دی و قبول ہر یہ تاجر او اجارہ و عوۃ و استعارة و استعانة و غلام کا تحفہ قبول کرنا جائز ہے جبکہ وہ باذن ہو و اگر کسی نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

کہانی الہدایہ و شروحا و حجب الیامہ القاضی بیچ فصل عن قوتہ و قوت اہلہ فان لم یجعل بل خالف امر القاضی عن
 القاضی علیہ السلام وفاقا علیہ اور یہ واجب ہو کہ جسد غلہ خشک کا زیادہ ہونا اسکی اور اسکی گھرواوں کی قوت سے اسکی بیچ ڈالنے کا نہ ہو کہ وہ اسکی
 باک حکم قاضی کی مخالفت کرے تو قاضی اسکو تحریر دے جیسا مناسب ہے کیونکہ اسکی زجر اور توبیخ کے واسطے اور قاضی اسکا غلہ زبردستی چور دے باقیات امام اور
 صاحبین رحمہم کے بقول اجماع ہر چند امام کے نزدیک جرجائز نہیں لیکن در صورت ضرورت کے درست ہو کہ نفی الخطاوی دینی اسباب ان الامام علی اہل بلدہ الی
 انذ اللہ امام من انکرین و فرق علیہم فاذا وجدوا سعة ردوا مثله وذا لیس مجتہل الضرورة ومن غلط مال غیرہ وقات اللہ ان تناولہ بلا رضاه وفاقا لایلی
 عن الاختیار وافرہ اور سراج وراجین ہو کہ اگر بادشاہ اہل شہر کے مالک ہو جائے سے ڈرے تو غلہ بند کرنے والوں سے ان کے اور اہل شہر کو بابت و سے یہ
 جب اہل شہر کو کشائش ہو تو اسکی برابر انج مالکوں کو پیر دین اور یہ لینا بادشاہ کا زبردستی ہے نہیں بلکہ ضرورت کے سبب ہو اور جس کو غیر مالک پیر دین غلط ہو
 اپنے مالک ہو جائے سے ڈرے وہ اسکو بلکہ بلا رضامندی مالک کے اور زبلی نے یہ مسئلہ اختیار نقل کیا اور کثابت رکھا و لایکون خشک کہ جس غلہ ارضہ ہونا
 و جلاوین بلکہ آخر خلافت الشانی اور شکر نہیں ہونا آدمی اپنی زمین کا غلہ بند کر کہنے سے باقیات اور اسکی غلہ کے جس کے کہ لا دلا یا جو دو شکر شکر
 ابو یوسف کے ہم اپنی زمین کے جس غلہ سے اسکو خشک نہیں کہ اسکا خاص حق ہو حق و ہم اس کے متعلق نہیں تو بجا حق میں انوار و جلاوین کے جس سے اسکا شکر
 کر اہل شہر کا حق اس کے متعلق نہیں فقہ ابو لیس نے شرح جامع وغیرہ میں ذکر کیا کہ اسکی میں صورت میں ہیں ایک صورت ہے جو اور دوسری صورت ہے جو اسکا
 صورت یہ ہے کہ شہر میں غلہ دل نہ بیچے اور کوئی کو اسکی بیچنے سے فرزند ہونا ہو اور چوتھی صورت یہ ہے کہ اسکی زمین کا غلہ ہو اور شہر شہر اسکو کیا ہو شہر
 غلہ خرید کیا ہو لیکن لوگوں کو شہر نہ تو فروخت نہ صورت یہ ہے کہ شہر کے منہل قریات غلہ خرید کرے اور شہر میں بند کر کہے تو امام کے نزدیک بہت بڑا ہے کہ وہ
 اور یہی قول نافذ ہو انتہی تیرہ جو سب ہر ایک نے مجاہد کو کمرہ کہا جو ابو یوسف کے نزدیک ہو مسلم نہیں اسکا کہ فقہ ابو لیس نے اسکو قاضی میں انکی کہ قاضی
 انالبتقریب بین روایت کی کہ ابو یوسف کہا کہ اگر غلہ بل سے غلہ لاؤ تو وہ انکار نہیں اور اس طرح خشک کرنی میں ہو تو جلاوین بلکہ آخر ابو یوسف کے نزدیک کہ اسکا کہانی
 یعنی شرح الہدایہ عند محمد بن کان بکلیب منہ عادیہ کرہ و ہوا اختارہ محمد کے نزدیک اگر غلہ لا سکے اس شہر سے عادیہ ہو تو ان غلہ لا کر بند کرنا ہتکار کرہ
 ہر اسکا کہ تمام شہر کا حق اس کے متعلق ہو اور یہی قول مختار ہو و لا یسیر الحاکم لقول علیہ الصلوٰۃ والسلام لا تسعروا فان اوسعہم القاضی الباسط الرزاق
 اور حاکم نے فرمایا کہ یہ دلیل قول بنی علی علیہ السلام کہ نہ مقرر نہ کرو اسے اسکا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہی خیر مقرر دینے والا قابض اور باسط الرزاق ہو پتی تکی اور کشائش
 انج کی سبکی طرف سے ہجوم ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں اسے روایت ہو کہ تو کون نے کہا یا رسول اللہ شہر خراں ہو گیا ہے ہر دو سطلے نہ مقرر نہ کر دیکھ
 تو رسول خدا علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ ہر اسے القابض الباسط الرزاق میں چاہتا ہوں کہ خدا سے ملوں اور تم میں سے کوئی شخص مجھے مطالبہ نہ کرے غلہ کو نہ کا
 نہ خن کا نہ مال کا نہ زنی نے کہا یہ حدیث حسنہ ہے جو اور داری اور دینار اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی سندوں میں اسکو روایت کیا ہے کہ انی امینی الا اذا تعدی الی الارباب عنین
 القیمہ تعدی یا فاحشہ فلیسہ شہورۃ اہل الراسے کہ جبکہ غلہ فروش قیمت میں تعدی فاحش کریں تو حاکم اہل سے کہے مشورہ نہ مقرر کر دے ہم تعدی فاحش
 کا صورت یعنی اور زبلی وغیرہ نے یہ بیان کی ہو کہ دو فی قیمت بربیع کرتے ہوں وقال المالک علی الوالی التفسیر عام الغلا وراہم مالک نے کہا کہ حاکم پیرانی کے مال میں نہ کرنا
 واجب ہو ہم تو امام علم اور مالک کے مذہب لزوم اور عدم لزوم کا فرق ہو لینے ہمارے مذہب میں نہ مقرر ہو چھپن دوسرے تعدی جائز ہو اور مالک کے نزدیک واجب
 دنی الا اختارتم از سعة وفاقا البائع ضرب الامام و نقص لایجل المشتري و جیلہ ان یقول لے لینے باحتجب اور اختیاراتین ہو یہ کہ جبکہ حاکم نہ مقرر کر دے
 اور بائع ڈرے حاکم کی ضرب سے اگر اسکی نہ مقرر ہو تو مشتری کو وہ غلہ حلال نہیں لینے مالک کی نارضا مندی کے سبب سے تو جلاوین جو انکا یہی
 کہ مشتری بائع سے سکے کہ میرے ساتھ تو بیچ جس قدر تو چاہے کہ انی یعنی عن المحیط و نو صلا و علی سعة الخیر واللحم ووزن ناقص راجع المشتري بقضائہ

سعره عاودہ بخلاف اللہ اور اگر ایک شہر کے لوگ روٹی اور گوشت کا خرچہ مقرر کر لیں اور باقی کسی شخص کو کم تول و سہ تو مشتری ان نقصان
بجائے روٹی کے دین اس واسطے کہ عادت یہ ہو کہ روٹی کا خرچہ مشہور ہو یہ خلاف گوشت کے کہ اگر اس میں شہرستان ہوتی اگر تفسیر ہم یہ تفسیر
مشتری مسافر چھوڑ اور اگر مشتری اس شہر کا رہنے والا ہو تو وہ روٹی اور گوشت دونوں کا نقصان بھر لے اس واسطے کہ اگر وہ شہر و دیہات کے لوگ ہوں تو
و غیر وقت و اوقات میں بھی فی القوتین لا غیر و جمیع العقاب وغیرہ لکنہ از اتحدی در باب غیر القوتین و ظاہر اس میں انصاف و فیض و علم الحاکم بناوٹی و قابل
البر و عین بیانی ان کی جو ذکرہ انسانی فان ابایہم سے تعبیر حقیقہ انصر کا تقویت برہین کتابوں اور مصنف نے اشارہ کر دیا کہ حاکم کا خرچہ مقرر کر دینا اس
ان ہی کے لئے ہے جو نہ تو مال کے سوا اور چیزوں میں اور کسی چیز میں بیان کر دیا ہے عتالی وغیرہ نے لیکن اگر غیر وقت کے مالع زیادتی کر لیں گے ان میں اور کوئی
ظلم کریں سو حاکم اپنے نزدیک ہی خرچہ کر دے یہ ابو یوسف کے قول پر تو لائن یوں ہو کہ یہ جائز ہو ایسا کر کیا ہو قستانی نے اس واسطے کہ ابو یوسف کے نزدیک حقیقہ
ضرر کا اعتبار ہو وقت میں ضرر ہو یا غیر وقت میں چنانچہ یہ ثابت ہو تو اس کا ذکر کر کے پھر اسے ایک الحاکم اس میں کوئی برہان ان کا ان ہی کے لئے ہے
نظر اور جلب اور کر وہ ہو کہ ترون کا رکھنا اگر ہو کہ ترون اپنے و یوں میں رہتے ہیں بشرطیکہ کوئی کو ضرر نہ ہو تا ہو نظر سے یا عیب سے ہم نظر کا ضرر ہو کہ لوگ کے
مکانات اور عورت پر کہ ترون کی نظر پڑتی ہو تو جلب ہو کہ اس کے ہونے کے ساتھ شخص کا کہ ترون آتا ہو تو شخص اس کو پکڑ لے یا عیب و نقصان کا اعتبار ہو کہ
ثم یشتد یا او توبہ سبب رخصت اور جو غیر کا کیو تر پکڑے اور اس کے مالک کو بخانتا ہو تو احتیاط یہ ہو کہ کیو تر خیر است کہ دسے محتاج کو پھر اس کو قباغ سے حریم کرے یا اس کو
بہر کر دے یا اسے تصدق کے بعد کذا فی رخصت ہم تصدق کی وجہ یہ ہو کہ جب مالک چیز کا معلوم نہ ہو تو اس کا رکھنا حلال نہیں اس کو تصدق کرنا چاہیے مالک کے نزدیک ہائی
نیت سے فان کان لی غیر ما فوق المستطاع من ملکہا علی عورات المسلمین و یکسر زجا جا والناس برصیۃ تلک الحکامات اغتر و منع
اشد المنع فان لم یمنع بک و سجما و اٹھا محتسب ہو کہ کیو تر باز آؤا تا ہو چھت کے اور چہا نکتا عورت سلین کو اور ترون کو گون کے شیشے کیو تر ترون کے
مارنے اور ملنے سے تو تفسیر یہ یا اسے اور نہایت سختی سے منع کیا جاسے پھر اگر ما و جو اسکے باز نہ رہے تو کیو تر ترون کو محتسب ذبح کر دے اسے اس طرح فی الہدایہ میں ہے
الغیر ذبح الکامات ولم یقیدہ بامر و لعلہ اعتد علی عادتہم اور وہ ہدایہ میں وجوب تفسیر اور ذبح کر دے کیو تر ترون کی تفسیر کی ہو اور تفسیر نہیں لگائی اطلاع عورت اور
برتن ترون کے اور نہایت کہ اسے انکی عادت پر اعتما و کیا لیکن صاحب و ہدایہ کے زمانے میں تاکتے جھانکے اور تفسیر بیان چھت لکھنے کی علامت ہوگی لہذا اس سے اس قید
لگانے کی حاجت نہ دیکھی و اما الاستیناس فیہل کثیرا و عسافیر عقما ان قال من اخذ ما فیہ لہ ولا یخرج من مالک باعنا و قیل پکر لہ نہ تنشیج المال جامع الفتاوی
اور کیو تر کا پائنا دفع وحشت اور جی لگانے کے واسطے ہو تو بیاغ ہو جیسے کھنشاغ خرید کرنا چھوڑ دینے کے واسطے مباح ہو بشرطیکہ چھوڑنے کے وقت یوں کہ اگر انکو
پکڑے تو وہ اسی کے ہیں اور چھوڑ دینے سے اسکی ملک سے باہر نہیں ہو جاتے یعنی ناوقتیکہ دوسرا شخص انکو پکڑ نہ لے اور یوں نے کہ اگر کھنشاغ خرید کر کے چھوڑنا کر دے
ہو وہ واسطے کہ مال کا ضائع کرنا ہو کذا فی جامع الفتاوی و فی المختار است بہیت دانتہ قال ہی ملن اخذ ما یلہ یاخذ ما من اخذ ما و مر فی کج اور عادات میں ہو کہ اپنا جائز
ایک شخص نے چھوڑ دیا مال لیں کر دیا اور کہا یہ اسکا ملک ہو جو اسکو پکڑے تو اس کے پکڑ رکھنے والے سے چھوڑ دینے والا نہ لے اور کتاب الحج میں یہ مسئلہ گذر گیا
و جاز رکوب النور و تحبہ الکلاب علی التعمیر بلا حدود ضرب اظلم الدابة من ظلم الذی و ظلم الذی اسند من ظلم المسلم او وہا ہو تا بیل پر اور اسکا لانا اور
گدھوں سے کھیت جو تا بیل و ن مشقت شدید اور مارنے کے جائز ہو اس واسطے کہ ظلم جانور کا سخت تر ہو کافر ذمی کے ظلم سے اور ذمی کا ظلم سخت تر ہو جانور
کے ظلم سے ہم لینے ما فوق طاقت مشقت لینا جائز ہے اور اسکو کھیت مارنا ظلم شدید ہو و جبہ شدت یہ ہو کہ جانور کا کوئی ناصر اور حامی نہیں ہو کھانا بتعالی
کے روایت میں وارد ہو کہ خفی تر غضب اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر ہو جس نے ظلم کیا اس پر جس کا کوئی مددگار نہیں ہو اسے اللہ تعالیٰ کے اور ظلم ذمی ظلم مسلم
سے اس واسطے سخت ہو کہ وہ شدت طلب کر گیا اپنے ظلم پر تاکہ اسے سخت عذاب میں شریک نہ رہے کہ فی الخطاوی ولا باس من بالسیاقۃ فی الخیر

نور

رضی اللہ عنہ کے اس قول کے مانند کہ اپنے ناخن کاٹو سنت اور ادب سے دینا لے تو اسے اور بایں او خسیب ہو اور اسکا بیان
میں جو ہم اس بیت میں ہر طرف سے انگلی کے نام کی طرف اشارہ ہو تو فوطہ وغیرہ سے مراد ہے فوطہ اور دوسرے وسیع اور الوت سے اہام
سبب اور بایں کا تعلق ہے فوطہ فی القیاس اور اس کے معلوم ہو گا کہ نسبت علی مرتضیٰ کی طرف بال اور موضوع ہر دفعی شرح الغرر وغیرہ
برائے ہر ایک ہے فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخن تراشا و اپنے ہاتھ کے کلمہ شہادت کی انگلی سے شریع کیا چھپائی تاکہ چھ بایں ہاتھ سے روک کر یا اپنے ہاتھ کے انگوٹھے
اور فوطہ کیا و اپنے ہاتھ کے انگوٹھے پر اور اہام غوالی نے حیاء و لوم میں اسکی وجہ عقول بیان کی ہر دم وجہ مذکور ہو کہ وہ ہاتھ سے روک کر یا اپنے ہاتھ کے انگوٹھے
کا ہاتھ لڑائی کی انگلی بلایں ہاتھ کی فوطہ یا چھپائی میں ہو فوطہ فی القیاس تا اہام غوالی نے فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
اہام فی القیاس و فوطہ فی القیاس تا اہام غوالی نے فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا طهرت فوطہ فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
اور اسکی کیفیت میں کچھ روایت ثابت نہیں اور اس کے واسطے روز و رات میں غنی و فقیر سب کوئی روایت ہے فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
تعلیم الفقہاء میں جنہم مذکور کہ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کی طرف چھ اپنی جھکی طرف منسوب ہو اس کے استاد خیر الدین ربیع نے کہا کہ وہ بال اور فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
حلق عاتقہ و فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
و فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
اہم دن سے زیادہ کہ وہ ہر کذا فی المجتبے ہم یعنی کہ وہ تحریری چنانچہ مجتبے کی اس عبارت سے نکلتا ہے کہ بعد ازین اس میں کچھ مذکور نہیں اور وہ عجب مستحق ہے کہ تحریر
ہر حلق عاتقہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
قیاس میں ہر کہ سینہ اور پشت کے بال و فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
و فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام
ریش کے کتر ڈالنے میں اور ڈالنے میں قیضہ بھر کر کھنا سنت ہر دم محیط شری میں ہر کہ سنت یہ ہر کہ مروانی ڈالنے ہی قیضہ میں پکڑے جس قدر قیضہ سے باہر ہو
اسکو قطع کرے ایسا ذکر کیا ہر محمد نے کتاب الآثار میں امام غفرلہ سے مروی ہے کہ اسی قول کو ہم یقینہ میں انتہی مجتبے میں ہر کہ انہا موجدوں کا کتر ناک اسب بال اسکے
کنا سے کہ ساتھ برابر ہو جاوین یہ سنت ہر کہ اتفاق انتہی غرائب میں ہر کہ کتر فینیکین یعنی نیرب کے دونوں طرف کے بال اکھاڑنا بعت ہر کہ قیضہ میں ہر کہ ناک کے
بال اکھاڑنا مورت اکا ہر کذا فی الخطاوی و فیہ قطع شعر اسما و سنت و لعنت زاد فی البراز و تروان یا ذن الزوج لانه لا طاعة لخلعوف فی مصنفہ الخافان
والذاکر ہم علی الرجل قطع عیضہ و المعنی الموفر التثبہ بالرجال انتہی اور مجتبے میں ہر کہ عورت نے اپنے سر کے بال اکھاڑ ڈالے تو وہ گنہگار ہو اور اس پر لعنت ہو
بنازید میں اتنا زیادہ کہا کہ اگر چہ عورت نے اپنے شوہر کے اذن سے بال کاٹے ہوں اسکو کہ مخلوق کی طاعت خاص کے گناہ میں جائز نہیں اور اسکو
حرام ہر کہ مرد پر شوہر کی ڈالنے کا قطع کرنا اور عورت کی شوہر کی طاعت قطع کرنا ہر کہ عورت کی شوہر کی طاعت قطع کرنا ہر کہ عورت کی شوہر کی طاعت قطع کرنا

فوطہ فی القیاس سے اہام و فوطہ باہام لینے ذکر الغرر فی الاحیاء و جہاد بنیہا اور فوطہ فی القیاس سے اہام

اگر مسلمان ایک بار مجوسی وغیرہ اہل شرک کے ساتھ کھانا کھائے یا پینے پہنچا ہو تو مصلحتاً نہ پینے اور سپریشگی کرنا کہ وہ ہر پانی میں ہر کفری کو کھانا
زیادہ نہ کھائے اور اس سے احتیاط کرے اس واسطے کہ مسلمان اس کی تعلیم اور کفر سے اور اگر اس کی طرف حاجت ہو تو رہتا ہے سلام میں وضو نہ کرے اور اس کے واسطے دعا
مذہب نہ کرے لیکن دعا سے بدیہت اور سست ہو اور طول عمر کی دعا میں اختلاف ہو کذا فی الخطط ای وہی شیخ البخاری اللعینی فی حدیث ای سلام خیر قال اللعینی
السلام وقرآن اسلام علی من عرفہ ومن لم یعرف قال ویزا الخیر مخصوص بالاسلامین فلا یسلم ابتداء علی کافر لکن علیہ السلام لا یسلم ابتداء والیہود والنصارا
بالسلام فاذا تعلیم احکم فی طریق خاصہ طرہ الی الخیر رواہ البخاری اور عینی کی شرح صحیح بخاری میں اس حدیث میں کہ کون سلام کرے کون نہ کرے کون مسلمان کا ہمسایہ ہو
فرمایا کہ کھانا کھلا رہا ہے اور سلام کرے اس کو جس کو پہچانتا ہو اور جس کو نہیں پہچانتا عینی نے کہا اور تعلیم سلام مخصوص مسلمانین ہی ہے جو تو کافر کو اجنبی سلام کرے
پہلی اس میں بہت کچھ کھانا بخاری ہے روایت کیا کہ یہ یونان اور مصر میں کون کون ابتداء سلام کیا کرو پھر جب تم یونان سے کسی کو راہ میں ملو تو انکو تنگ راہ کی طرف
مضطر کرو ہم تنگ راہ میں انکو کر دینا اس صورت میں ہو جبکہ اسکا مکان ہو اور ضرر کا خوف نہ ہو ایسے سلام کی شاکہ کہ کسی سبب سے وہاں پہنچنا نہ ادا
ہو بلکہ آخر اور اسی طرح عموم سلام سے فاسقیت سے دوسری دلیل کے سبب سے ہم فاسقیت سے متاثر ہر مردی و ستور و فساد کی لگائی ہو اور کون
کافر اور بدعتیہ سے تشریف رسانی کے ساتھ ملاقات کرے اور چھتے میں ہو کہ محمد نے کہا کہ فاسقیت میں کون سلام کرنا کر رہا ہو اور اگر اسکا فساد نہ ہو تو
کافر وہ نہیں اور یہ اس صورت میں ہو جبکہ خوف نہ ہو اور ضرر نہ ہو کذا فی الخطط ای وہی انما من شک فیہ فلا یسلم فیہ الا سلام اہل بیت علیہم السلام
جس شخص کے اسلام اور کفر میں شک ہو تو اس میں شک ہو تو اس میں باقی رکھنا حدیث کا عموم پر عمل ہو یا ان تک کہ حدیث ثابت ہو اور اگر فاسقیت اور فساد ہو تو نہیں شک
وواقع ہو تو اسکا اعتبار نہیں بلکہ مسلمانین کے ساتھ حسن ظن لازم ہو لیکن ان یقال ان اور حدیث اندک کہ کان فی ابتداء اسلام مسلمانین انما یسلمون اہل بیت علیہم السلام
فانہذا اور لیکن یہ کہ یونان کا حال ہے کہ حدیث مذکور یعنی عموم سلام کی حدیث ابتداء اسلام میں تھی تاہم قائل کی مصلحت سے یہ پھر کافر اور فاسقیت کے
سلام کی نہی وارد ہو گئی انتہی اسلام یعنی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے و لا یسلم یودی او نصرانی او مجوسی علی مسلم فلا یسلم بالرد و لکن لا یجوز علیہ قول
وعلیک کما فی الخانیۃ اور اگر یہودی یا نصرانی یا مجوسی مسلمان کو سلام کرے تو اس کے جواب دہ چنے کا مضائقہ نہیں ہو لیکن علیک کا زیادہ نہ کہے چنانچہ خاوی
قاضی خان میں ہر قسم یعنی جواب میں فقط و علیک کہے و علیک اسلام نہ کہے اس کے کافر بھی مسلمان کو سلام علیک کہتا ہو یہی چھپ چھپ ہے اور گاہ کہتا ہو
السلام علیک کہ مسلمان یعنی چھپ چھپ ہو تو جب و علیک کہتا تو اسکا قول ہی پر ڈالا کہ لا سے بد پیش فاو نہ و لا یسلم علی الذی یحبہ لایکفر لان یحبہ لایکفر کفر
اور اگر نہی کو سلام کرے نہ کفریم او تعلیم کی نیت سے تو کافر ہو جائیگا اس واسطے کہ کفریم کافر کی کفر ہو و قال مجوسی یا استاذ و یحبہ کفر کما فی الاشباہ اور مجوسی
کہے یا استاذ تعلیم کی راہ سے تو کافر ہو جائے چنانچہ شہاد میں ہو فیہا و قال لہی احوال احمد بقا کہ ان لوی بقلبہ علیہ السلام و یودی الحبز
و لہی فلا یسلم بہ اور شہاد میں ہو اگر مسلمان نے وہی سے کہا حق تعالیٰ تیری بقا اور زندگی کو دے کرے تو اگر اپنے دل میں پرہیز کرے کہ شہاد
اور زندگی سے مجھے اور مسلمان ہو جائے یا جزیہ دیا کرے ذلیل ہو کر تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہم یہ جو منہ و ستانی نصاریٰ کے تو کفر انھن میں انکو ہم
کہتے ہیں سحر حرام ہو ایسیلئے کہ کفار کی خیر خواہی ہو لیکن اگر دوام اقبال بشرط ایمان دل میں مرا کہ میں تو شاید مضائقہ نہ کرے نہایت کون کرتا ہو و لا یسلم
روسلام السلام علی لانیس للیتیہ و لا یسلم وقت الخطیۃ خانیۃ اور بھی کہے مانگنے والے کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہو کتنا فی الخانیۃ ہم قاضی ہیں کہ
میں اور شخص مسیحی میں بیٹھا ہو انتظار نماز کے واسطے یا تسبیح اور قرأت قرآن میں مشغول ہو اور خدا کو علم کے وقت اور اذان اور اقامت کے حال میں جو سلام
دینا واجب نہیں عتابیہ میں ہو کہ قول صحیح یہ ہو کہ ان مواضع میں جواب نہ دے انتہی تفسیر حار جیل کو اور کھڑا بیٹھ کر اور قلیل کی شکر اور منہ پر کھڑا سلام کرے اور چھپ
آتا ہوا کہ اس کو سلام کرے ایسیلئے کہ سلام موضع ہو ایسیلئے کہ وہ طے الاون کا خوف نہ ملے جو جائیگا ایک طرف اور ہوتا واقع کے دو جو منہ کو خاصہ ہو یا علیہ السلام

جہ شہورہ اور غیر شہورہ کا ساتھ پڑھنا کہ وہ ہوا تو فقط شاذ و غریب پڑھنا بطریق اولیٰ کر دہ ہو گا کہ انانی اولیٰ کی تفسیر لفظ حق تعالیٰ
فی الامم والاصح انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یقل ویکرمہ بالسواد قبل الامم الفتناء وای راہل بن مخاضہ وحب ہر مکر خضاب کرنا انانی اولیٰ اور انانی بن
اگر مکر خضاب کر کے ہوا ہے جہاد کے قول اصح میں اور صحیح قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا اور نہ کسی کا خضاب کرنا کہ وہ ہر
اور بعضوں نے کہا کہ اگر وہ نہیں کہ انانی صحیح الفتناء وای اور یہ سب مسائل منہج کے تشریح مع الفتناء سے منقول ہیں ہم بات پائوں میں مہندی کا خضاب کر دہ ہر
موتوں کی شہادت ہے کہ ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
ہر مکر خضاب کی عورت کے ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
اسطیلاوی حنا اور کرم کا خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
تشریح میں اساتذہ فہم سے سننا کہ سیاہی کے خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
شہید ہو کر شام کو گیا تھا کہ تیشیں مبارک میں وہ مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
امانت و سید و یحییٰ ابی الیٰ کا سی بان تفتی فی ما جاز لہا ہی اور تفتی و ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
انہی حق تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا نام نہ لایا جائے اور باقی جلاوی جائیں اور جیسے پانی میر کا اسطیلاوی حنا اور کرم کا خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
یہ ان میں دفن کر دی جائیں اور دفن کرنا جلا نہ اور ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
ہا لیس اہل معروف اور عظیم بالانیت علیہ او نیزہ و نقیض یعنی فی صلہ اما التزکین البسبار است والیٰ فی حقہ و التزکین افواہ و ذراکس ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
کہ وہ حقہ بیان کرنا یہ ہو کہ لوگوں سے وہ حقہ بیان کر کے جسکی کچھ اہل مشہور اور معلوم نہیں بل روایت کے نزدیک یا انکو اس چیز کی تفسیر کر کے
میر فوہل نہیں کرتا یا اہل حقہ اور طلب میں کچھ زیادہ کر دے یہ کلمہ کہ لے لیکن کلام کا اس حقہ کرنا عبارتوں و طبیعت دل نرم کرنے والوں سے اور شرح
راہیا قرآن اور حدیث کے فوائد کا سورہ بہتر ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
سکی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اہل نہیں خرید رفت اور گرمی فصل کے واسطے بیان کرتے ہیں یا کچھ بیٹی کر دیتے ہیں معلوم ہوا کہ درست نہیں کہ وہ چاہے
کہ وہ غلط کوئی میں یا حدیث عالم کے بیان میں اکثر ایسے فساد و بدینی واقع ہوتے ہیں و انہی میں مشارکہ اہل جملہ فی احادیث و احادیث لکن فی زمانہ اکثر مفسرین
ان تلمذ من دفعہ من نفسه محسن وان اعطی فلیعده من مجر اور مشارکت اپنے اہل محلہ کی اس حال کے دیکھتے ہیں جسکو مالک مکر کر دیتا ہے بہتر ہو کہ چار
راہیہ میں اکثر نو اسب ظلم ہیں سو جو شخص کا اسکے دفع کرنے پر اپنی ذات سے قادر ہو تو ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
سے مال سکے عاجز ہو تب دے مکر دفع کرنا اپنی ذات سے اس وقت درست ہو جبکہ اس کا حصہ غیر پر نہ لاجا سے فتاویٰ انگیری میں فی حقہ شہد دل ہر مکر
ای شخص پر نافع تصور باندھا گیا تو اسکو مالنا اپنی ذات پر سے ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
جسے دین میں اہل محکمہ کے شریکیت ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
جنس کا غیر جنس کو اور غیر جنس کے لینے کو شافی نے جائز کرنا اور شافی کا قول وسیع تر ہے حیفا حق میں ہم اپنے اگر مثلاً ایک شخص کے دو سرے ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
ان میں اور اس سے وصول نہیں اور وہ اسکے جہاں پاول پاوے تو اسکو دینا درست نہیں ہوا ہے کہ اسکے غیر جنس میں جیسے میں ہر مکر
ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے
انہی میں اہل محکمہ کے شریکیت ہر مکر خضاب ہر مکر خضاب ورسیت ہر اگر چہ دنیا اور جوارہ کے پختہ آئے کے واسطے کہ وہ اس سے روکتا ہے کہ جو کچھ چاہے

کتاب الفوائد العالیة فی التفسیر و التبیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

11-11-11

[illegible]

[Faint handwritten notes or bleed-through from the reverse side]

اور مصنف رحمہ اللہ نے شرح میں جامع وغیرہ سے نقل کیا کہ جنج اور نگ کے لال ہونے کا قائل ہو وہ محدث ہے حتیٰ کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ منسوب
 ہو تو مصنف رحمہ اللہ نے جامع الفتاویٰ سے نقل کیا کہ حافظ الدین نے شرح تراجمی سے ذکر کیا کہ شمس الامام شافعی رحمہ اللہ نے حلیت اور حرمت
 حلیت یعنی بنگ کا سوال کیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے منقول نہیں ہوا اس لئے کہ ان کے وقت میں اسکا استعمال نہ ہوا تھا اور اباحت پر باقی رہا اور صرف سے بھی
 کہ منقول نہیں مرنے کے زمانے تک جو شاگرد ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کے اور اس میں جو شاگرد امام شافعی رحمہ اللہ کے عراق اور عجم میں تھے وہ اسکی اباحت کے قائل تھے جو جب
 اسکی باعام ہو گئی اور یہ فقہ عالم میں پیدا اور نہایت قلابی غالب ہو گئی اسکا استعمال سے تو عام علماء و ماوراء النہر نے مرنے کے بعد اسکی حرمت کا فتویٰ دیا اور
 اس کے جلائے کا اور اس کے تابع کی تفسیر کا فتویٰ دیا تو شافعی رحمہ اللہ اور حنفی رحمہ اللہ دونوں مذہبوں کا اس کے حرام ہونے پر فتویٰ ہو گیا کہ اسکی حلیت کے قائل کو
 زہدیت اور متبع کہا ہو اور حکم کیا ہو اگر بنگ سے حرمت ہو اور ان کے دوسرے تو اسکی اطلاق واقع ہو گئی زہد اور توبہ کی وجہ سے کہ ان فی الطحاوی قائل تھے نقل شیخنا
 الذہبی الشافعی فی شرحہ ص ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰
 کتابہوں اور ہمارے استاد نجم غری شافعی رحمہ اللہ نے اپنی شرح میں جو اس کے باب بدر الدین کی منقول ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ اسکی حلیت اور حرمت
 یوں کہا ہو کہ اس سے تصریح کی ہو جائے کہ حرام ہے یا حلال چاروں اماموں کے اور یہ کہ وہ نشان کرتا ہو تم قائل شیخنا العجم والبنین الذہبی حلیت و حرمت
 فی مسئلہ خمسہ عشر بعد الاثنتین یعنی شاربہ اند لایکروا ان سلیم لہ فانیہ مفتقر و ہو حرام حدیث احمد بن حنبلہ قائل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربی
 مسکر و مفتقر قال ولیس من الکلبا و تناول المرأة والمرقین و مع نئی ولی الامر عنہ حرام قطعاً عنہ ان استعمالہ ریاضاً لکلبا لیس من الکلبا علیہ کبیرۃ
 کسائر الصغائر انتہی بحرفہ بھر کہا ہمارے استاد نجم شافعی رحمہ اللہ نے کہ تباکو جو نوید ایشیہ ہو اور اسکی پیدائش و مشق شام میں ایک ہزار پندرہ سال
 ہجری میں ہوئی اسکا پیشہ والا یہ دعویٰ کرتا ہو کہ وہ نشہ نہیں کرتا اگر اس کے عدم مسکر کو مان لیجیے تو البتہ وہ مفتقر ہو لیکن اگر چھقل کو ازل نہیں کرتا مگر
 حواس کو منکسر اور ضعیف کرتا ہو اور جو چیز مفتقر ہو وہ حرام ہو بلیل ایشیہ حدیث کے جو سند احمد بن حنبلہ رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ منع فرمایا ہوا چنانچہ
 صلعم نے ہر مسکر اور مفتقر پیشہ نشہ کرنے والی اور مست کرنے والی چیز سے کہا نجم مذکور کے تباکو کا ایک دو بائیس استعمال کرنا کبیرہ گناہ نہیں اور بارہ دفعہ منع کر دینے
 سلطان وقت کے وہ یقیناً حرام ہو علاوہ یہ کہ اسکا استعمال اکثر بدن کو ضرر کرتا ہو مان اسکو ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہو جیسے باقی غائر کا دوام کبیرہ گناہ ہو چنانچہ
 انتہی کلام انجم الشافعی رحمہ اللہ بلفظہم الباسو مونی روہم نے کہا کہ تباکو کی حرمت علماء و شافعیہ رحمہ اللہ کے مخالف ہیں کہ شافعیہ رحمہ اللہ نے تصریح کی ہو کہ اگر وہ حقیقتی ہو تو توجہ پر اسکا
 سامان کرنا زیادہ جیسے ہوتی اور جیسے تھا شافعیہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا سو انھوں نے کہا کہ جو ابن حجر نے حرمت بیان کی ہو سو قائل نہ ہیں ہو اور نہ صحیح یہ ہو
 کہ تباکو کو مکروہ تشریف ہی ہو مگر بجاہل اور حقیقتاً اس وقت توجہ پر واجب ہو جب نوجہ کو اسکی عادت ہو اور ترک اسکا ضرر نہ کرے تو از قبیل افکھات ہوگا اور اگر
 اسکا ترک ضرر نہ کرے تو من قبیل علاج کے ہوگا تو اسے توجہ پر لازم ہوگا انتہی کلام الشافعیہ اور یہ جو ضرر بدن کا مذکور کیا سو حقیقتاً حال یہ ہو کہ یہ امر مختلف ہو
 باختلاف و متعلیہ کے لیسے ہر مسکر و مفتقر اور مسکر و مفتقر کا کذا فی الطحاوی و فی الاسماء فی قاعدۃ الاصل الا باحتیاجہ او التوقف و نظر آخرہ فیما اشکل حالہ
 کا لکھو ان اشکل امرہ والنباتات الجہول سمیتہ انتہی قلت فیقہ منہ حکم النبات الذی شام فی زماننا سمی بالتبغ فنبغہ اور اسبابہ ہیں اس قاعدہ
 اندر کہ اصل ہر شیا میں اباحت ہو یا توقف اور ظاہر ہو تا ہو اثر اس قاعدہ کے کا اس جیسے زمین جسکا حال معلوم نہیں چنانچہ وہ جانور جسکا حال معلوم نہ
 اور وہ گھاس جسکا نہ ہو نہ ثابت نہیں ہوتا انتہی کلام الاسماء میں کتابہوں تو اس قاعدہ سے بوجہ جاتا ہو حکم اس گھاس او ٹپنی کا
 جو بارے زمانہ میں شائع اور پھیل گئی ہو جسکا نام تبغ یعنی تباکو ہو تو خیرہ دار نہا ہم یعنی بوجہ اس قاعدہ کے کہ اصل شیا میں اباحت ہو
 تباکو مباح ہو اور جو جب اس قاعدہ کے اصل شیا میں توقفت ہو یعنی نہ اباحت ہو نہ حرمت ہلا حکم شیع کے تو نہ مباح ہو نہ حرام وقد ذکرہ

19

[illegible]

پس جو اور اجماع است اسکے شروع ہونے پر قائم ہو اور اصل سے بھی اسکی خلیا جیت ہو اس واسطے کہ قیسم ہر کتاب کی اور کتاب مباح ہو انتہائی اہم
 الحکم فی غیرہم شکار کرنا مباح ہو مگر محرم کو غیر محرم میں مباح نہیں ہم طبعی نے کہا یوں کہ کتاب ہر کتاب الا الحرم اونی الحرم یعنی شکار مباح ہو مگر محرم کو محرم میں
 مباح نہیں اس واسطے کہ یہ عبارت تینوں شکاروں کو شامل ہو شکار محرم کو حل یا حرم میں اور شکار حلال کو حرم میں اور لاشیائی کہا ہو طاهر یا شکار کرنا مباح ہو
 مگر لاشیائی کے واسطے چنانچہ یہ طاهر ہو اور حرقہ علیہ فی الاستیلاء قال احمد بن حنبلہ واما زید بن علی واما فالح تحقیق عندی اباحتہ اتحادہ حرقہ لا ینفع من کتاب
 وکل النوع الکسب فی الاباحۃ سوار علی الذہب سبب التبع کما فی البزازیہ وغیرہ یا شکار کرنا مباح ہو مگر شکار کا پیشہ اختیار کرنا مباح نہیں یہ عدم اجبت
 بموجب استنباط کے ہو مضمون عدم نے مخرج میں کہا کہ میں نے عدم اجبت حرف متین میں زیادہ کی استنباط کی تبعیت سے در نہ میرے نزدیک شکار
 کے پیشہ اختیار کرنے کی اجابت تحقیق ہی اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم ہو کتاب کی اور سبب اقسام اباحت کے برابر ہیں بموجب مذہب جمع کے
 چنانچہ بزازیہ وغیرہ میں ہم مہذبت شکار دہ صاحب استنباط کا ادب کی راہ سے اسکی قول ضعیف کو بھی علامہ نے روئے کیا نصیب شکار
 لعیب ملک ما تعلق بہا نجافات ما اذا نصیبہا لا یجفاف فانه لا یمکن ما تعلق بہا ایک شخص نے شکار کے واسطے حال نکال دیا تو وہ مالک ہو گا
 اس جانور کا جو اس میں چھنس گیا برخلاف اس صورت کے جبکہ حال نکال دیا اسکی شکار کرنے کے لیے تو وہ مالک ہو گا اسکا جو چھنس گیا اس میں ہم قواعد میں
 دوسرے شخص شکار کو نہیں بے سکتا اور دوسری صورت میں جو شخص اسکو پکڑے گا مالک ہو گا حال والا اس سے نہیں بے سکتا وان وجہ لاش
 اور غیرہ خانا اور دینار امضو یا بفرس الاسلام لا یمکن وجوب تعریف اور اگر تیار یا کوئی اور شخص انکو ٹھکی یا شرفی جیسے اسلام کا سکے ہو یا وہ تو اسکا
 مالک ہو گا اور اسکی تعریف لینے چھوڑنا واجب ہو گا جبکہ ہو اسکو جسے ہم تعریف نہیں مگر کون قاف و کس لام و شین ہم عرف میں اسکو کہتے ہیں
 جو زمین میں مالیت کی چیز تلاش کرتا ہو کذا فی المطاوی اور جیسے ضرب کفر کی ہو وہ رکازین داخل ہو اعلم ان اصحاب الملک ثلثۃ ناقل کتب
 و سببہ و خلافت کارث و اصلہ و ہوا استیلاء و حقیقۃ یوضع السید او حکما بالتمتہ کتفیب شکیہ تصید لا یجفاف سے مباح الحال ان مالک
 مالک استولی فی مفاذۃ علی حطب غیر لم یملک و لم یحل للقتل یا یجد بلا تعریف معلوم کہ ملک کے سبب تین ہیں ایک سبب ناقل ہو جسے ایک مالک
 دوسرے مالک کی طرف ملکیت منقول ہو جائے جیسے بیع اور سبب سے ملک دوسرے کی ہو جاتی ہو اور دوسرا سبب ملک کا خلافت ہو یعنی ایک کے ملک سے دوسرے
 مالک میں چنانچہ میراث اور قیسر سبب مالک اصالت ہو یعنی استیلاء اور قادم ہوا اس مباح چیز پر جو مال ہو مالک سے خواہ حقیقۃ استیلاء اور قدرتی ہو
 تصرف میں کر لینے سے یا حکم قدرت ہو سکتا تہ او بر ما ان کرنے سے چنانچہ جالی کا لگانا شکار کے واسطے نہ جال خشک کرنے کے لیے تو اگر
 ایک شخص متولی ہو جنگل میں غیر شخص کی لاشیائی پر تو مالک ہو گا یعنی اس واسطے کہ ملک غیر سے خالی نہیں اور زمین کے تلاش کرنے والے کو حلال نہیں یہ چیز
 جو یاد سے بدون تعریف کے تمام التعریف فی المطولات اور شکار کی تعریف تمام بڑی بڑی کتابوں میں ہو ہم تمام تعریف صید کی قسمانی سے
 ترجمہ میں مذکور ہو چکی و محل الصید کل ذی ناب و مقلب تقدانی الذی یمن کلہ باز و نحوہا و شیر طاقا بلیۃ التعلیم بشرطہ کہ لیس شخص
 الدین اور حلال ہو شکار کرنا ہر شیش دار اور جنگل گیر سے کتا ہو یا باز اور مانند انکے چنانچہ چیتا اور شکار شیر طاقا قابل ہونے تعلیم کے اور شیر ہا اسکے
 شخص الدین ہونے کے کتاب الذیابح میں غیشدار و جنگل گیر کی تفصیل ہو چکی یعنی ہر شیشدار اور ہر جنگل دار الامراء نہیں اسلئے کہ اونکی شیش دار
 ہوتا ہو اور کتبہ و جنگل دار الایکین شکار نہیں کرتے شیش اور جنگل سے تم فرع علی ماہد من الاصل بقولہ فلا یجوز تصید بدب و اسد عدم قابلیۃ
 التعلیم فانہما لا یعلمان للغیر الاسد لعلہ ہمتہ والدب نحساستہ و لحن بعضہم بالدب احدۃ نحساستہا چہرہ صفت رحم نے تعریف کی اس قدر ہے
 جسکی تمہید کی اس قول سے تو جائز نہیں شکار کرنا چھوڑ دینا شیش سے اس واسطے کہ انہیں تعلیم کی قابلیت نہیں کیونکہ وہ دونوں غیر کے لیے عمل

جانب سے اسکا شکار کرنا جائز ہے
 اگرچہ اسکا شکار کرنا جائز ہے
 اگرچہ اسکا شکار کرنا جائز ہے

نہیں کرتے شہیر اپنی غلو بہت سے غیر کام نہیں کرتا اور کچھ سبب اپنی حساست اور جس کو سر کام نہیں کرتا اور بعضوں نے بھی اس کے ساتھ ملحق کیا ولا بخیر میر نجاستہ عینہ و علیہ ولا یجوز بالکلیب
علا قول نجاستہ عینہ الا ان اقبال ان انفس ورو فیہ فتنہ اور نہ سور سے شکار کرنا درست ہو اس کے نجس العین ہونے کے سبب اور بموجب اس
آواز کے کہ تو کہتے ہے بھی شکار جائز ہو ان لوگوں کے نزدیک جو کہتے کو نجس العین کہتے ہیں مگر یہ باریک دیکھ کر کہتے کے جدا شکار میں نص وارد ہو
تو گناہ متفقہ ہو اس قاعدہ سے کہ ہوا گاہ رہنا رہ خندق قول اہلستانی ان الکلب نجس العین بعضہم و اکثرہم نجس العین عندی حنیفہ سے
بانی التجربہ وغیرہ قتال اور اس جواب سے قہستانی کا یہ قول منقطع ہوتا ہے کہ نجس العین ہو بعضوں کے نزدیک اور نجس العین نہیں ابو حنیفہ کے
نزدیک چنانچہ تجربہ وغیرہ میں ہوتا ہے کہ شہیر طہر علیہا علم ذی تاب و خلیب نہیں دار اور چکل گیر کا شکار حلال ہے اس کی تعلیم یافتگی کی شرط سے
وذا شرب الکحل اما الشرب من السید فلا یفر قہستانی ویاالی ثلثانی الکلب نخو و بالرجوع اذا دعوت فی البراری و نخو اور یہ یعنی
اکل تعلیم یافتگی کہتے وغیرہ میں شہیر یا شکار کرنے سے ثابت ہوتی ہے اور باز وغیرہ میں بلوط نے یہ ہے جبکہ تو اس کو بلاوے اور شکار کا خون پل لینا تو
نہ تعلیم کا نجس چنانچہ قہستانی میں ہوتا ہے کہ مذکور ہوگا ہم اپنے جب تین بار گشت شکار پر سے اور اس کی کھال اور گوشت اور ہڈی اور پر وغیرہ کچھ
لکھائے تو اس کا معلوم ہونا ثابت ہوگا اس کے کہتے کی عادت غارتگری اور بے جا گستاہی اور باز وغیرہ کی عادت و حقیقت ہے کہ چوب و دونوں نے اپنی عادت
پر مشرعی تو تعلیم یافتگی ثابت ہوتی خواہ باز گوشت و کھکھ لپٹ آتا ہو یا بدن گوشت کے اور اگر باز شکار سے کچھ کھتا و کچھ تو یہ اس کی تعلیم یافتگی کو ضرر
نہیں کرتا ہو کہ فی المخطاوی و بشرط جہا فی احر موضع منہ علی الاطہر و بے یقینہ اور شکار حلال ہے بشرط فرخ لگانے کہتے اور باز کے کشتی شکار کے
مقام میں بموجب طہر الراد ایتہ کے اور اسی پر فتوے ہے یعنی فقط گارخی کرنا شرط نہیں بلکہ مذکورہ فطراری ہرزخم سے ثابت ہو جاتی ہے کہ شہیر نجس کا ہے
دین انسانی محل بلا جرح و بہ قال رشافعی اور ابو یوسف رحمہ سے ایک روایت یہ ہے کہ شکار حلال ہوتا ہے بدن زخم کے بھی اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ کا کہ شہیر ط
ارسال مسلم و کتابی اور شکار حلال ہوتا ہے شہیر طہر کہتے یا باز کو مسلمان یا اہل کتاب چھوڑے شکار پر یعنی اگر گستاہ یا باز شکار کا چھپا کر سے بدن رسال
کے اور اس کو پر کے قتل کرے تر حلال ہوگا و بشرط التسمیۃ عند الارسال ولو حکما فاشطہ عدم تکرار اعدا علی حیوان متلفع انقاد عن الانقاع
بقولہ اوجبا حۃ متوحش فاندی وقع فی الشبکۃ و سقط فی البئر و استانس لا یحق فیہ الحکم الذکورہ لذلک قال یوکل لان الکلام فی صیدہا کل
دان حل صید غیرہ کا بھی اور اعم حل الانقاع بالجلد مثلاً کما یاتی قتال اور شکار حلال ہوتا ہے شہیر طہر کہتے یا باز کے چھوڑے وقت
متلف متوحش ماکول پر اگر جسم شکار کتنا حقیقتہ نہ ہو بلکہ کھکا تو شرط حلت عدم ترک تسمیۃ ہے یعنی ترک تسمیۃ نہایت ضرر نہیں متلف سے اس واسطے کہ جانور اس پر
چاٹے پر تاد ہو اس پر بائون سے یا دونوں پروں سے متوحش کی قید اس واسطے کہ کالی کر جو جانور حال میں پھنسا یا کھنڈن میں گر کر یا خوشی مانوس ہو گیا تو سمین
حکم مذکور یعنی ارسال اور زخم سے اس کی حلت ثابت ہوگی بلکہ فج کرنے سے وہ حلال ہوگا اور اس واسطے مصنف رحمہ نے شکار میں کول ہونے کی قید گائی اس کے کہ
گستاہیان حلال شکار میں ہو اگرچہ غیر ماکول کا بھی شکار کرنا حلال ہے چنانچہ آگے مذکور ہوگا یا امام ترمذی ماکول اور غیر ماکول سے اس واسطے کہ شکار کمال سے فائدہ
ماصل کرنا حلال ہے چنانچہ آگے آویگا سنا تالی کرے و شہر طہر ان لا شکر الکلب العلم الکلب الا حل صیدہ ککلب غیر علم و کلب جو بھی اولم یسل ولم یم علیہ
اور شکار حلال ہوتا ہے اس شہر سے کہ کلب علم یعنی تعلیم یافتہ کہتے کے ساتھ وہ گستاہ شکار ہو گیا ہو جبکہ شکار کرنا حلال نہیں چنانچہ بدن ہو گیا کتا اور جو بھی
گستاہ یا چھوڑا گیا بلکہ مذکور گستاہ شکار پر موثر پڑا ارسال کے وقت عدداً بسم اللہ کہنا سیر کرے ہوا تو ان دونوں میں شکار حلال ہوگا و بشرط ان لا
یصلو وقتہ بعد ارسال لیکن الا صیاد مضافاً لارسال اور حلال ہے شکار شہیر طہر کہتے یا باز نے چھوڑے کے بعد شکار پر کرنے میں زیادہ

اہم رہ اور صاحبین رحمہم کے ہر اور بعضوں نے کہا کہ یہ صاحبین رحمہم کے نزدیک ہر اور نام کے نزدیک حیات مخفیہ میں بھی فحش کرنا ضروری ہے مگر یہ وفیر کے ماننے والے ہیں اور
 و اس میں فی الحقیقت وہ خواہتا کہ نیکو و صوفیہ و ماکل السج والحق فیہ مطلق الحیوة والقلبت کما یشرنا الیہ و علیہ اللہ تعالیٰ و تقدیم فی الذبائح اور
 ضروریہ اور اس کے مانند چنانچہ لیسٹ اور یہ قوفہ میں جسکو درندہ سے نہ کھایا اور چار میں سلطان حیات مجسمہ ہو کر چیر زنگی نہایت کم ہو چنانچہ پہلے اس کی طرف اشارہ کر دیا
 اور اس کی نقل پر فتویٰ ہے اور یہ مقدمہ مذکور ہو چکا کتاب الذبائح میں ہم ضروریہ وہ جانور ہی جو اوپر سے گر پڑا اور لیسٹ وہ جسکو دوسرے جانور نے اپنا سینہ لگا کر مارا اور قوفہ
 وہ ہی جو لاشی وغیرہ کے مارنے سے قریب الہلاک ہو گیا یعنی حیوانات مذکور بدون فحش کے حلال نہیں اور اس طرح شکار میں بھی حیات قلیلہ خفیہ کے متبر ہونے کا فتویٰ ہے
 سید حموی نے کہا کہ اتنا شکار مذکور کا حلال نہیں بدون فحش کے خواہ اس کی زندگی ظاہر اور باہر ہو یا نہ ہو کہ غنیمت کے زخم سے یا تیر سے اور شکاری پر فتویٰ ہے کہ لاشی
 اس آیت کے دماکل السج الا ما فی کتبہم اور دلیل دریش عدی مذکور لینے اگر کتا شکار کو کپڑے کے اور تو اسکو زندہ پلو سے تو فحش کر اسکو کھانی اٹھلا دی فان ترکہا ای
 الذکاة عمیراً صحیح علیہا فیما ت حرم پھر اگر حیوان شکار کو زندہ پایا اور فحش کر کے کھانے لگا تو اسکو زندہ پلو سے تو فحش کر اسکو کھانی اٹھلا دی فان ترکہا ای
 یحرم یومئذ من الذکاة فی ظاہر الروایہ وعن ابی حنیفہ والی یوسف کل وہ قول الشافعی قال لا یمنع فی غنی ومن الوقایہ اشارۃ الی حلالہ والظاہر ما یمنع انتہی
 قلت وجہ الظاہر ان السج من الذکاة فی مثل ہذا لعل الحرام اور اس طرح شکار حرام ہو گا ظاہر الروایہ میں اگر حیوان عاجز ہو گیا فحش کرنے سے اس طرح کہ اس کے کھانے
 فحش کا ہتھیار نہیں یا وقت تنگ ہو اور نام ابو یوسف رحمہ سے فیہ ظاہر الروایہ یہ کہ در صورت مجزہ حلال ہو اور یہی قول ہے شافعی رحمہ کا مصلحت سے لے اپنی فحش میں
 کہا اور یہی حدیث میں اور وقایہ کے متن میں اشارہ اس کے حلال ہوجانے کی طرف یعنی قدرت کی قید لگانے سے اور ظاہر الروایہ کو تو سن چکا انتہی مافی شیعہ مصلحت
 میں کہتا ہوں اور ظاہر الروایہ کی دلیل یہ ہے کہ عاجز ہونا فحش کرنے سے ایسی صورت میں حرام کو حلال نہیں کر دیتا ہم برخلاف اس صورت کے کہ کھانی اور کھانا حلال کرنے
 عاجز ہو گا تو شراب اور مردار کا استعمال حلال ہو گا اور اسل مجوسی کا یہ خبر جودہ سلم فانزہیر یا مجوسی نے اپنا کتا چھوڑا شکار پر سو مسلمان نے کتہ کو تیر کیا
 اور پھر کایا شور کر کے سو جوہ تیز ہو گیا اور اسے شکار مارا سو وہ شکار حرام ہو ہم ہر چند زجر لغت میں یعنی منع اور نہی کے ہو لیکن زجر سے یہاں مراد تہذیب اور
 تہذیب لانا ہو شکار کرنے پر اور زجر جاری سے مراد اہل زناوت طلب ہو چنانچہ معنی شیعہ ہادیہ اور خطاوی میں ہو معلوم کرنا چاہیے کہ جب ارسال اور زجر جمع ہوں
 تو ارسال جبر ہو گا تو اگر ارسال مجوسی یا مرتد یا بت پرست یا تارک تمیہ سے ہو اور زجر مسلمان سے تو شکار حرام ہو اور بالعکس اس کے حلال ہو یعنی ایک مسلمان نے کتہ کو
 شکار پر چھوڑا اور مجوسی نے اسکو تیر کیا تو اعتبار چھوڑنے کا کیا جاوے گا اور شکار حلال ہو گا اور اگر ارسال موجود ہو اور زجر موجود ہو تو اب زجر ہی معتبر ہو گا پھر اگر
 زجر مسلم سے ہو تو حلال ہو اور اگر مجوسی سے ہو تو حرام ہو اور قیامہ معارض بعضہ وہو سم لاریش لری بہ لاصابہ بعرضۃ یا شکار کو معارض نے قتل کیا اپنی مرض
 سے تو وہ حرام ہو اور معارض وہ تیر ہے جس میں پر نہیں اور معارض اسکو اسلئے کہتے ہیں کہ وہ نشانہ پر لگتا ہو اپنی مرض کی طرف سے نہ طول کی طرف سے ہم
 معارض ہونے پر یہ تیر ہی بدون پر کا دونوں کنارے اس کے بائیک اور درمیان میں مٹاؤہ نشانہ پر مرض کی جانب سے لگتا ہو نہ تیزی کی طرف کذا فی
 ارفاقہوس و لہو راص حد فاصا بحدی جمل اور اگر معارض کے کنارے پر حدت اور تیزی ہو جو وہ شکار کو تیزی کی طرف سے لگے تو وہ حلال ہو اور ہندو
 تہذیبہ فرائض حدۃ حرم نقلہا بالثقل لا بالحدی قتل کیا شکار کو بھاری غلیبہ اڑدہ والے نے تو شکار حرام ہو بے قتل کرنے کے بوجھ سے اور اگر ان سے نہ ہوا
 اور تیزی سے ہم تہذیبہ بعضہ باوجودہ و سکون خون مدور شعی ہو اس سے مارتے ہیں اور اسکو جلاہتی بھی کہتے ہیں کذا فی المغرب ہندی میں اسکو غلہ اور غلیبہ
 کہتے ہیں جسکو غلیبہ سے جلاتے ہیں و لو کانت خفیۃ لخاصۃ حل نقلہا بالحدی حرمہ و لو لم یجرہ لایوکل مطلقا و شرط فی الحجج الادار قلیل لا مطلق و تسمیہ
 فیما علاقتہ علیہ اور اگر غلیبہ لگتا ہو تو شکار حلال ہو گا اسلئے کہ اس وقت میں تو کیا غلیبہ زخم سے قتل کرتا ہے اور اگر غلیبہ نے شکار کو زخمی کیا تو اسکا کھانا
 و یہ تہذیب نہیں خواہ غلیبہ بھاری ہو یا لگا گولی ہو یا تو کیا اور زخم میں خون بہنا شرط ہے اور بعضوں کے نزدیک شرط نہیں کذا فی الملتقی اور اسکا پورا بیان

فرج سنا ہفتہ شام کا زمانہ بازیا سنا ہفتہ صبح و لایہری ارسلہ انسان اول الا یکل لوقوع الشک فی الارسال ولا ربا حہ بدو نہ وان کان مرسلہ فوال غیر
فلما یجوز تداولہ الا باذن صاحبہ زانی اگر تعلیم یافتہ بازنے شکا کچھ کچھ سا قتل کیا اور معلوم نہیں کہ کس کو کسی انسان نے چھوڑا ہو شکا پر یا نہیں تو اسکا کھانا
درست نہیں شکا پڑنے کے سبب سے ارسال میں اور حال کا شکا کی اباحت نہیں بدون ارسال کے اور اگر باز آدمی نے چھوڑا بھی تو وہ غیر کامل ہو تو بھی
اسکا کھانا درست نہیں بیرون ملک کے اذن کے کذا فی الزلیعی قلت قد وقع فی عصرنا ما دلتہ الفتویٰ وہی ان جلا و جد شاذ و بدوہ بہستان بل محل اکا ام لا و مقصود
ما ذکرناہ اول الا یکل لوقوع الشک فی ان الذایع ممن یکل ذکوۃ ام لا اول سہی اللہ تعالیٰ علیہا ام لا میں کتنا ہوں البتہ ہمارے زمانہ میں ایک حادثہ فتویٰ طلب ہوا
وہ یہ کہ ایک امر و منہ اپنی بکری کو باغ میں مذبح پر یا تو اسکا کھانا حلال ہو یا نہیں اور جو سنا کہ چنے زبانی سے ابھی ذکر کیا اسکا مقصد یہ ہے کہ مس
کبری کا کھانا حلال نہیں سنگ واقع ہونے سے اسکا ذبح کر نہ والا ان لوگوں میں جو جبکا ذبح حلال ہو یا نہیں سے نہیں ہو اور اگر ہو تو اسنے
فرج کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام پاک لیا یا نہیں لیا لکن فی الخلاصۃ من اللقطۃ قوم اصا و ابو عبیدہ و ابو حانی طریق البادین ان لم یکن قریبا من الماء و وقع فی
قلبہ ان صاحبہ یکل ذلک اباحتہ للناس لا یبس بالخذ و الا کل لان الثابت بالعدالۃ کالثابت بالصحیح انتہی فقہا باح اکلہا بالفسطاط المذکور فیہ
ان العلم یون الذایع اہل الذکوۃ لیس شرط قالہ مصنف لیکن خلاصہ میں ہے کتاب اللقطۃ سے کہ ایک قوم نے ذبح کیا جو اوٹ پایا جنگل کی راہ میں اگر
وہ پانی کے قریب ہو اور اس کے دل میں یہ بات جم جائے کہ اسے مالک نے یہ کیا ہو لوگوں پر مباح کرنے کے واسطے تو اسے لینے اور کھانے میں مضائقہ
نہیں اس واسطے کہ جو امر و لالت حال سے ثابت ہو وہ اسے مانندہ ہو صحیح قول سے ثابت ہے انتہی مافی الخلاصۃ تو صاحب خلاصہ نے اسکا کھانا بفسطاط
مذکور مباح کہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکا دریافت ہونا ذایع اہل ذکوۃ کا شرط نہیں ہے ایسا کہ مصنف رحم نے شرح میں ہم یہ قول تھا کہ ہر دم حلیت کے
قل پر پانی کے قریب کی قید اس واسطے نکالی کہ جب پانی کے قریب ہو گا تو یہی مثل ہے کہ بانی میں گر گیا اور دریائی جانور نے اسکو چاڑھا اور پانی کی موج نے اسکو بھرا دیا
اور بعد ہونے کے کائناتن اباحت معتبر ہو خواہ پانی قریب ہو وے یا نہ ہو وے قلت قد یفرق بین حادثہ الفتویٰ و اللقطۃ بان الذایع فی الاول غیر المالک قطعا
وفی الدانی یقتل میں کتنا ہوں سہیقتا مذکور و مسئلہ لقطۃ میں یون فرق بیان کیا جاتا ہے فرج کرنے والا اول میں غیر مالک ہے یقینا اور ثانی میں احتمال ہے کہ
مالک سے فرق کیا ہو یا غیر مالک نے ہم اس فرق سے کچھ حاصل نہیں کہ اگر بالفرض مالک ہی ذایع ہوا تو یہ تو معلوم نہیں کہ اسکا ذبیحہ حلال ہو یا نہیں کذا فی علما
و الطحاوی درامیتہ بخلافہ سرق شاقۃ مذہبما تسمیہ فوجد صاحبہ اہل توکل الاصح لا کفر و تسمیہ علی الحرام لقطۃ بل مالک و الاذن شرعی انتہی فلیحذر
اور میں نے دیکھا فقیہ معتد کے خط سے یہ مضمون کہ ایک شخص نے بکری چرائی پھر اسکو ذبح کیا بسم اللہ کہ بکری کے مالک نے اسکو یا تو اسکا کھانا
حلال ہو یا نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اسکا کھانا درست نہیں بسبب کافر ہوجانے ذایع کے حرام قطعی پر بسم اللہ کہنے سے بدون ملکیت اور
بلا اذن شرعی کے انتہی تو ذکوۃ کی تحریر اور تحقیق کرنا چاہیے ہم یہ صورت حادثہ فتویٰ طلب کے مفاسد کو کیونکہ یہاں ذایع اوستیمہ معلوم ہو اور حرمت اور وجہ سے لازم آتی
اور وہاں ذایع اوستیمہ معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ حرام قطعی پر تسمیہ سے کافر ہو گیا اسوقت قول یہ ہے کہ ہر قدر سے کافر نہیں ہوتا بلکہ جب اسکو حلال نہ کیا گیا تو اسکا کھانا
علی الحرام سے افتقاد حلیت کا لازم نہیں اور اسکا مؤید فقہا کا یہ قول کہ شاة غصب کی قربانی صحیح ہے چنانچہ مجتہدین میں ہے کہ جسے بکری غصب کی اور قربانی کی تو اسکی قیمت کا
ماوان اسپر لازم آیا اور قربانی ادا ہو گئی کیونکہ غصب سابق سے وہ مالک ہو گیا کذا فی الطحاوی وفی الوہابیۃ قالہ و مات لا یطعم کلہا فانہ فیہ حرام فقہ معتد
اور وہابیہ میں کہا اور جو جانور مر گیا وہ کتے کو نہ کھلا کہ وہ ناپاک حرام معتد و منع ہے ہم یعنی مردار کو کتے کے پاس لانا جائز نہیں لیکن کتے کو اسکی طرف بھانا جائز
ہے چنانچہ شہر بنحالی میں ہے مگر ظاہر وہابیہ مطلقا حرمت پر دلالت کرتا و قنیہ کے اند قنیہ میں یون ہے کہ ہمارے علمائے کبار و مراد سے منع لینا کسی وجہ پر جائز نہیں اور
کتے کو بھی نہ کھلا وے اور غایہ کہ یہاں دو قول ہوں کذا فی الطحاوی و تلیک مصنف و واجدہ آخرہ اور اجازت دینی تلیک کبشک کی اس کے پاسنے واسطے کو

اور وہیں ساتھی باقی رہیں پھر حسب و مولوں میں سے ایک دوست ہوا یعنی قبضہ نہ پایا دین کو معاف کر دیا تو اب وہیں باقی نہ رہیگا کذا فی الزیلعی والدردر وغیرہ حالاً

یہ طلاق لا باک استخدا م ولا سکے والا میں دعا و اجارہ اور عاقبت سوا کال سن مرتن اور اسن الا باذن کل لانا خیر جائز نہیں نہ نفعت حاصل کرنا مرہون سے

ہر طرح نہ غلام اونڈی کی خدمت لینے سے نہ مکان کی سکونت لینے سے نہ کپڑے کے پہننے سے اور نہ اجارہ دینے یا عاریت دینے سے برابر ہو کہ یہ انتقال مرتن سے

یا راہن سکینہ درست نہیں مگر باذن ہر ایک کے دوسرے کو یعنی مرتن راہن کو انتقال کی اجازت دے یا راہن مرتن کو تب البتہ درست ہو ہم میں نہیں ہو کہ عدم

انتقال مرتن تو سب متون فقہ میں مذکور ہو لیکن عدم انتقال راہن مجمع سے ماخوذ ہو اور غایت البیان میں اقلع سے یہ منقول ہو کہ ہمارے ہوا رہنے کا کہ راہن کو

استیفاء منافع رہن جائز نہیں مگر مرتن کے اذن سے اور اس طرح اس میں تصرف کرنا کذا فی الطحاوی من ابی اسود وغیرہ قیل لا یحل للمرتن لانه ربوا اور بعض نے کہا

کہ فائدہ لینا مرتن کو جائز نہیں اگرچہ راہن اجازت دے اس واسطے کہ یہ تو بیاج ہو ہم جب مرتن نے اپنا دین پورا پایا تو جو نفعت حاصل کی وہ فضل ہو یہی تو بیاج ہو

اسی لیے بعض علماء اس بات کے قائل ہو سکے کہ مرتن کو رہن سے نفع لینا درست نہیں نہ صرف اس قول کو دیکھتے ہیں بلکہ ان کے فتویٰ پر محمول کیا ہو اور جو مستحب شرع

میں علت انتقال باذن راہن مذکور ہو اس کو حکم اور فتویٰ پر محمول کیا ہو کذا فی الطحاوی قیل ان شرطہ کان ربوا والا اور بعضوں نے کہا کہ اگر عقد رہن میں استیفاء

منافع شرط کر لیا ہو تو بیاج ہو اور اگر شرط نہیں تو بیاج نہیں دینی الاشباہ والحواس راہن المرتن اکل الثمار و سکے الدار و لبین الشاة امر مباح کا کلام نہیں

ولہذا فہم فاد فی الاشباہ انہ لیکر المرتن الانتقال بذلک و سچی آثار الزین اور شہادہ او جواہر میں ہو کہ راہن نے مرتن کو غرضتوں کا پھل کھانا اور گھر کا رہنا اور

رہن کی بکری کا دودھ مباح کر دیا سو مرتن نے وہ کھایا تو اس پر ان منافع کا تاوان نہیں اور راہن کو حاجت کے بعد منکر دنیا بھی جائز ہے پھر شہادہ میں یہ فائدہ

بیان کیا کہ مرتن کو یہ نفع لینا مکروہ ہو اور اس کا بیان کتاب الزین کے آخر میں آویگا ہم غالباً لوگوں کا یہی ہو کہ رہن رکھنے سے انتقال کا قصہ رکھتے ہیں

اور اگر فائدہ متوقع نہ تو قرض نہ دین تو یہ بمنزلہ مسقط کے ہو اس واسطے کہ معروف کا مشروط ہو یہ تائید ہو عدم جواز کی کذا فی الطحاوی ماتت الشاة فی الکر

قسم الدین علی قیمۃ الشاة ولبنہا الذی شربہ فخط الشاة لیسقط وحظ اللبن یاخذہ المرتن بکری مرگی مرتن کے پاس لینے وہ بکری جبکہ دودھ

پینے کی راہن نے مرتن کو اجازت دی تو دین قسمت کیا جائیگا بکری اور شہادہ دودھ کی قیمت پر جو مرتن نے پیا تو بکری کا حصہ سا قط ہوگا اور دودھ کا حصہ

مرتن لیگا ہم ایک مرد نے بکری گروہی اور مرتن کو اس کا دودھ مباح کیا تو مرتن کو پینا جائز ہو اور شہادہ میں نہیں پھر اگر بکری اسکے بعد مر گئی تو دین کی قسمت لگی

باری اور دودھ کی قیمت پر سو بکری کا حصہ سا قط ہوگا دین سے اور دودھ کے حصہ کو مرتن راہن سے بھر لیا سو اسے کہ مرتن کا پینا راہن کے اذن سے بہتر نہ

راہن کے پینے کے ہو کذا فی الخانیہ طحاوی نے یہ مسئلہ عالمگیری عن المحیط سے نقل کیا ہو اسکی عبارت میں کچھ سا قط ہو گیا ہو فلو حصل الانتقال قبل اذ

صار مقتضیاً ولم یطال الزین بہ پھر اگر مرتن نے مرہون سے فائدہ حاصل کیا قبل از اذن راہن کے تو وہ مستعدی ہو گیا اور رہن ہل نہوگا اسکی اس تقدی سے

و اذا طلب المرتن دینہ امر بامضا روینہ لئلا یصیر مستوفیاً مرتن اور جبکہ مرتن اپنا دین طلب کرے تو اس کو مرہون کے حاضر کرنے کا حکم ہوگا تاکہ وہ دوبار

مستوفی نہ ٹھہر جائے ہم اس واسطے کہ رہن کا قبضہ استیفاء کا قبضہ ہو تو مال پر قبضہ کرنا موجود قیام یہ استیفاء جائز نہیں اس واسطے کہ اس میں تکرار استیفاء لازم آتا ہو اس

حدوث میں جبکہ مرہون ہلاک ہو جائے مرتن کے پاس اور یہ مختل ہو کذا فی الزیلعی الا اذا کان لہ علی او عند العدل لانه لم یکتہ شرح مجمع مگر اس صورت میں

اختیار میں ضرور نہیں جبکہ مرہون کے حاضر کرنے کے واسطے بار برداری کی حاجت ہو یا مرہون کسی معتد کے پاس رکھا ہو اس واسطے کہ راہن نے مرتن کو معتد نہ سمجھا

تنب دوسرے کے پاس رکھ کذا فی شرح الجمع فان احضر مسلم لہ کل دینہ او لائم سلم المرتن رہنہ تحقیقاً للتسویۃ پھر اگر مرتن نے مرہون کو حاضر کر دیا تو اس کا پورا دین

اس کو دیا جاوے گا پہلے پھر مرتن اس کے مرہون کو تسلیم کرے تاکہ تعین حق میں برابری ثابت ہو جائے ہم لینے مرتن دین میں تعین ہو جائے راہن کا حق

مرہون میں تعین ہو یہ علت ہو اختیار کی اور پہلا دین تسلیم کرنے کی یہ علت ہو کہ رہن مجبوس ہو استیفاء دین کے واسطے تو جب تک کہ میں حاصل نہوگا مرتن دین

مرتب ان کا اس وقت کا وال طلبہ دینہ فی غیر ملک العتقہ لاسن کا کہ اس حکم ان کے کہیں الرهن مؤنثہ وان کان کمالہ تہتم سلم و نیتہ وان لم یحضرہ لان احسب
 بایہ التماس یعنی اعلیٰ اللہ العجل جن مکان اسے مکان اور اگر مرتن نے اپنا دین طلب کیا عقد مرتن کے غیر مرتن تو اسی طرح افسار کا حکم ہوگا مرتن کے لئے بین
 اور داری کی مشقت نہ ہو اور اگر اس کے لئے بین مشقت نہ ہو تو دین اس کو دیا جائیگا اگرچہ مرتن مرتن کو حاضر نہ کرے اس وقت تک کہ مرتن تسلیم ہو جائے یعنی غلبہ واجب ہو تو نقل کرنا ہوگا
 ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف اور نقل اس کے لئے ایسا ہی کہ الذی فیہ وہ لم یقر علی احضارہ اصلا مع قیاس لم یقر بہ انتی یلیفہ او قستانی نے ذخیرہ سے نقل کیا کہ اگر
 مرتن مرتن کو حاضر نہ کرے تو مرتن باوجود موجود ہونے کے تو اسے حاضر نہ کرے گا کہ اس کا اتنی قوت تو اس کو یاد رکھنا چاہیے یعنی اگرچہ مرتن عقد مرتن کے لئے ہے
 و لکن لاسن ان یحلفہ بالحد یا ملک و لیکن راسن کو اختیار ہو کہ مرتن سے قسم کے لئے کہ مرتن موجود ہی نہ ہے نہ بین ہو چھوٹے و صورت عدم احضار
 ہذا کہ اذا دلی الراسن ہذا کہ اذا لم یحلف فاما فائدہ فی احضارہ و کذا حکم عند کل نجم حل اور یہ سب مذکور حقوق ہیں جبکہ راسن مرتن کے لئے ہے جو ملک کا
 دوسرے کے پاس ہو اور اگر بلا کی کا دعویٰ نہ ہو تو مرتن کے حاضر کرنے میں کچھ فائدہ نہیں ہو داری طرح کا حکم ہے ہر ایک اس قسم کے نزدیک جس کی درست
 ہوئی گئی ہے یعنی اگر دین بطور قسط بندی کے ہو اور قسط کی درست آوے اور مرتن لہذا قسط کے طلب کرے تو مرتن پر احضار مرتن کا جبر نہ ہوگا کہ احضار
 ان ائمتہ و قال لا دفع الم یحضر الرهن او یکن ما یحضر مکان العقد و کل یحضر چنانچہ مرتن و مذکور کو ابن شہنہ شارح وہابیہ نے تحریر کیا ہے اور
 یوں کہا ہے اور تمام دین کا دنیا راسن کو لازم نہیں جب تک کہ مرتن مرتن کو حاضر نہ کرے کہ مرتن ہو عقد مرتن کے غیر مرتن اور حالانکہ اس کی بار بار داری میں
 دشواری ہو لیکن در صورت عدم دشواری غیر مرتن میں بھی حاضر کرنا ضرور ہوگا خواہ راسن مدعی ہلاک ہو یا نہ ہو کذا الجمل اولادون دعویٰ بدینہ ہلاک و ہذا
 فی النہایہ نیکر کہ اسی طرح قسط کا حکم ہو کہ بدون احضار مرتن راسن پر تسلیم قسط لازم نہیں پائے کہ مرتن پر احضار مرتن لازم نہیں بدون دعویٰ ہلاک ہوا کہ
 اور تفصیل قول اخیر کی نہایت شرح ہایہ میں مذکور ہو ہم یہ تنویر قول اشارہ ہو یہ اور نہایت کے اختلاف کا ہوا ہے میں یوں ہو کہ جیسے استیفاء کے کل میں کے
 واسطے احضار مرتن ضرور ہو جیسے ہی استیفاء ہر قسط کے واسطے احضار لازم ہو بسبب احتمال تلف ہو جانے کے اور نہایت اور زیادہ اس میں ہو کہ اگر راسن
 مدعی ہلاک ہو تو احضار ضرور ہو تا اس کی خاطر جمع ہو جائے ورنہ احضار میں کچھ فائدہ نہیں کذا فی الخطاوی مختصراً ولا یکلف مرتن قسط طلب و نیتہ احضار
 مرتن قد وضع عند العمل باہر الراسن اور جس مرتن نے اپنا دین طلب کیا وہ مکلف نہ ہوگا اس مرتن کے حاضر کرنے کا جو اس نے رکھا ہے عقد شخص کے
 پاس راسن کے امر سے یعنی اس واسطے کہ راسن نے مرتن پر عقد نہیں کیا تب اسے دوسرے کے پاس رکھا و لا احضار مرتن مرتن باعدہ المرتن باہر
 اوامر الراسن حتی یقبضہ لاذنہ نہ ملک اور نہ مکلف ہوگا مرتن اس مرتن کے کثرت حاضر کرنے کا جس کو مرتن نے بیچ ڈالا ہے راسن کے امر سے یہاں تک کہ کثرت قبضہ
 کرے عدم احضار مرتن کی وجہ ازون ہوا راسن کا بیع کے واسطے و حقیقتہً فاذا قبضہ او ائتمن کلیتہً احضارہ لتمام البدل مقام البدل اور اس وقت میں جبکہ
 مرتن مرتن پر قبضہ کر گیا تو مرتن حاضر کرنے کا مکلف ہوگا بسبب قائم ہونے بدل کے مقام بدل کے ہم بدل مرتن ہو اور بدل مرتن یعنی جیسے مرتن کا حاضر کرنا در صورت
 طلب بن لازم ہے اسی طرح بعد قبضہ مرتن کے کثرت کا حاضر کرنا لازم ہوگا کیونکہ وہ بدل ہو مرتن کا و لا یکلف مرتن معہ مرتن کیلین الراسن من بدینہ یعنی دینہ
 ثمنہ لان حکم الرهن الجہل لہذا ثمنہ یقبض دینہ او جس مرتن کے ساتھ مرتن ہو وہ اس کا مکلف نہ ہوگا کہ راسن کو بیع مرتن پر قرار کرے تا وہ اپنا دین
 اس کے ثمن سے ادا کرے اس واسطے کہ مرتن کا حکم دہی جس سے باقی قبض دین و لا یکلف من قضی بعض دینہ او بدینہ قبضہ تسلیم بعض دینہ حتی یقبض لم یقبض
 من الدین او یہرہما اعتباراً الجہل المبیع او جس مرتن کا کچھ دین ادا کیا گیا یا اسے کچھ دین معان کر دیا وہ بعض مرتن کی تسلیم کا مکلف نہ ہوگا جب تک کہ
 قبضہ نہ کر لیا اسے باقی دین پر یا باقی کو معان کر دیا جس سے قیاس پر ہم یعنی اگر شہری نے بعض ثمن ادا کیا تو باقی پر جبر نہیں تسلیم بیع کا اسی طرح بعض دین کے
 قبض یا بدینہ بعض مرتن کی تسلیم مرتن پر لازم نہیں و یجب علی المرتن ان یحفظہ بنفسہ و عیالہ کافی اودلویہ اور مرتن پر یہ واجب ہو کہ مرتن کی

حفاظت کر کے اپنی ذات سے اور اپنے اہل و عیال سے جس سے ولایت کی حفاظت واجب ہے ہم حفظ عیال میں کفایت ہے تو نفقہ اور اگر زوجہ مرہون ہو تو زوجہ کے
حفظ میں دوسرے تو اس پر ضمان نہیں اگر زوجہ پر نفقہ کا نفقہ نہیں کذا فی اگلی فقہ میں ان حفاظت میں کما مر فیہا اور مرثیہ پر ضمان لازم ہوگا اگر غیر عیال سے
اسکی حفاظت کر اوگیا چاہیے کتاب اور ولایت میں گذر گیا اور ضمان سے غصب کا ضمان ملو ہونے میں کا ضمان کذا فی الخطاوی و ضمن باید اعم و امارتہ و اجارہ
و استخدا سے ولایت یہ کل فقہ میں فی خطا میں بقدرہ اور مرثیہ پر ضمان لازم ہوگا اسکی ولایت رکھنے اور غارت و دینے اور اجارہ دینے اور خدمت لینے اور قیام
مرہون کی تمام قیمت کا قریب سا قسط ہو جاوے گا بقدرہ اسکی لینے اور باقی کا مطالبہ کر لیا رہن پر ہوگا کذا فی ضمن کل قیمتہ جعل خاتم الرحمن فی منصرفہ و او جعل
فصلہ ادا ملن کما اولابہ فی فقہ برجنہ علی الیہ صریحی و لیس علی ما اشارہ الیہی اور اسی طرح مرثیہ تاوان دیگا پوری قیمت کا رہن کی انگوٹھی پہننے سے اپنی باہن یا اپنی
چھنگلی میں یا بر اس قول کے جسکو رہنی جو نہ پہن لیا ہو خواہ انگوٹھی کے نگین کو اپنی باطن کہتے ہیں کہ یہ یاد کرے اسی کا فتویٰ ہو کذا فی البرجنہ ہی ہم ضمان
اسد و اسے لازم آیا کہ یہ احتمال ہونے حفاظت ملن قدر مثالی بقدر عین البرجنہ ہی ہوتا اور شمار اور وافی و انہ بحیب الخمر عنہ فقہی قلت و لکن جرت العادۃ فی ہذا
باید سکا کہ ایک فقہی لزوم ضمان قیاساً علی سماعہ اسے علیہ الاصل فقہی لیکن چونکہ کتاب الخط میں مقدم ذکر کیا ہے برجنہ ہی سے کہ وہ اپنی چھنگلی میں یا اپنی انگوٹھی
پہننا اور فقہیوں کی علامت ہو اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہو تو اگر وہ پہننا میں کٹا ہوں و لیکن ہمارے زمانہ میں گو دواہنی چھنگلی میں یا انگوٹھی پہننے کی عادت
جاری ہو گئی ہو تو لازم ہونا ضمان کا لازم ہو سکا ہے یہ قیاس کرنے سے جو آگے آتا ہو تو اسکی تحریر اور تنقیح کرنا چاہیے لایعجلہ فی صیحہ اشرف الافاکان
المرثیہ و امراۃ فقہی لان النساء بلیس کذا لک فیکون کذا تھا لا لا خطا بن الکمال سحر اللہ فی ضمان لازم ہوگا سو اسے چھنگلی کے دوسری چھنگلی میں
پہننے سے مگر جس صورت میں مرثیہ عورت ہوگی تو دوسری انگی کے پہننے سے بھی تاوان دیگی اسوا سے کہ عورتیں اسی طرح چھنگلی کے سوا اور انگوٹھوں میں
بھی پہنتی ہیں تو اس کے عین میں یہ احتمال ہونا نہ خط چاہا بن کمال نے یہ ذکر کیا ہے یہ بلیم کی طرف نسبت کر کے ہم یہ جو کہا کہ اور انگی کے پہننے سے ضمان
لازم ہوگا تو مراد یہ ہے کہ ضمان غصب لازم ہوگا اور یہ نہیں کہ اسلا ضمان لازم ہوگا بلکہ اس صورت میں تلف ہو جانے سے قیمت یا دین سے جو کچھ ہوگا وہ
ضمان لازم آوے گا کذا فی الخطاوی و مشکہ لقلہ سمیع فی الزن لا الشملہ فی ان الشجھان یتقیدون فی العادۃ بلیس فی لا الشملہ اور انگوٹھی کے مانند
دو تلواریں کا باندھا ہوا ہونے میں دو تلواریں باندھتے ہیں نہ تین تلواریں دینے اگر رہن کی تلواریں باندھیں تو ضمان
لازم ہوگا کیونکہ یہ احتمال ہے اور اگر تین تلواریں باندھیں تو ضمان لازم ہوگا کیونکہ یہ حفاظت ہونے احتمال و فی لبس خاتمہ او خاتم الرحمن فوق آخریت
الی العادۃ فان کان من تحیل بلیس خاتین ممن والا کان حافظاً لا یضمن اور رہن کی انگوٹھی پہننے میں دوسری انگوٹھی پر عادت کی طرف رجوع
کیا جاوے گا تو اگر مرثیہ آن لوگون میں سے ہو چھنگلی اور آرایش کرنے میں دو انگوٹھیں ہوں پھر تو تاوان دیگا اور اگر آن لوگون میں نہیں تو حافظہ ٹھہرے گا
تو ضمان نہ لگے گا ثم ان قضیہ ہما احوال قیمتہ المذكورۃ من جنس الدین یتقیاں قصاصاً مجرودہ او مجروداً بقضاء البقیۃ اذا کان الدین حالاً و طالب
المرثیہ الراہن بالفضل انکان ثمنہ فضل پھر اگر مرثیہ نے قیمت مذکور ادا کی دین کی جنس سے تو ادا سے ضمان اور دین دونوں ملکر برابر
ہو جاوے گا ورنہ مجرود ادا کرے قیمت کے حسب وقت کہ دین حال ہونہ موجب اور مرثیہ راہن زائد کا مطالبہ کرے گا اگر وہ دین زیادہ ہوگا قیمت سے ہم آرام
اور زانیہ و جنس میں مختلف ہیں چنانچہ معدن میں مصرع ہو اور شرح ہوی سے مستفاد ہوتا ہو کذا فی الخطاوی و ان کان الدین مؤجل فلیضمن
المرثیہ قیمتہ و لکن ہما عندہ فاذا مل الاجل اخذہ بدینہ اور اگر دین مؤجل ہو تو مرثیہ اسکی قیمت کا تاوان دے اور قیمت مذکور
مرثیہ کے پاس رہے گی پھر جب مدت دین کی آوے گی تو مرثیہ اسکو لے گا اپنے دین کے بدلے و ان قضیہ بالقیمتہ من خلاف جنسہ کان ضمان
رہنہا عندہ الی قضاء و بدینہ لا بدل الرهن باخذ حکمہ اور اگر مرثیہ نے قیمت ادا کی جنس دین کے خلاف تو تاوان دین رہے گا مرثیہ کے پاس

کتاب المسارح میں ہے کہ قضاہ ہو تو ترس کا قول بہتر ہو گا اور اگر وہ کسی نے دخل فی امانات کا منکر ہو کر زانی اخطاوی عن الزماتہ وان یسبھا علیہا لیسبھا لیسبھا
 بزارہ اور اگر وہ نوانا پشہ دعوئی ہو کہ لادین تو رہیں گے اور قبول ہو گئے ہیں سبب سے کتابت کے لئے ان کے کہانی الزماتہ ویسبھو نہ لے مسفر بہ الزماتہ اذ کان الطريق
 آسانا کما فی التوریتہ والکال لہ محل مؤمنہ اور ترس کو جائز ہے کہ مسفر میں لیا جائے کہ راہ یخوف ہو جیسے ولایت کو مسفر میں لیا جائے بشرط امن طریق
 جائز ہے اگرچہ مسفر میں کسی نے جانے کے واسطے مار بھاری اور خرچ کی حاجت ہو تو اگر انتقال عن البلد وکذا العدل الذی الزماتہ فی یہ کہانی العبادۃ مؤمنہ
 للحدیث علی خلاف مافی فتاوی القاضیین وعلی مافی الامام مافی الفتاوی قولہ کما لیسبھہ کلام القیہ اور اسی طرح مسفر میں کو ایک شہر سے
 دوسرے شہر میں لیا جائے اور مستحق ہو اگرچہ مدت سفر نہ ہو اور اس طرح اس وقت شخص کو مسفر جائز ہے جس کے قیضہ میں مسفر ہو چنانچہ عادیہ میں ہر عہدہ سے منقول
 بر خلاف دو قاضیوں کے فتاویٰ علیہ قاضی خان اور قاضی علیہ الدین فتاویٰ کے اور شاید کہ جو روایت میں ہے وہ امام م کا قول ہے اور جو دونوں فتاویٰ
 میں ہے وہ صاحبین م کا قول ہے چنانچہ یہ قوم ہوتا ہے قیضہ کے کلام سے ہم شاید کہنے کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ فتاویٰ قاضی خان میں ان صاحبین م کا وہی ذکر ہے
 کہ زانی اخطاوی قائمہ فی الحدیث اذ اعلمی الزماتہ فیما یجوز ارتھانہ اذا اشتبہت قیضہ ببلدک مان قال کل لادوسرے کم کانت قیضہ من بلدیہ من الدین
 کما ذکرہ المصنف اول الباب قائمہ حدیث میں ہے کہ جب رہیں دیکھائی نہ پڑے تو وہ بوض اس دین کے ہو چھین وہ مسفر ہو شرح حدیث کے کما طلب
 حدیث کا یہ ہے کہ جب مسفر کی قیمت مشتبہ ہو اس کے ہلاک ہو جائے کہ بوجہ اس طرح پر کہ رہیں اور ترس ہر ایک کہہ ہو کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس کی قیمت کتنی
 تھی تو ترس تاوان دے اس قدر دین کا جہد میں وہ رہیں تھا لیکن دین رہیں سے ساقط ہو جاوے گا جبکہ ترس کے پاس مسفر ہوں ہلاک ہو جائے ایسا
 ذکر کیا ہے مصنف م نے شرح میں کتاب الزماتہ کے شروع میں ہم یہ حدیث مسند اور مسل دونوں طرح مروی ہو سکتی تو در قطنی نے پسند ضعیف رد کیا
 کی ہے اور مسل کی ابو داؤد نے اپنے مراسیل میں روایت کی ہے میں کتابت ہوں مسل ابو داؤد صحیح ہے قول سعید ابن قطان کہ زانی اخطاوی شرح ابدیہ

کے
 اور ایک شخص نے ان کے
 کے ایک شخص نے ان کے
 باب ما یجوز ارتھانہ والایجوڑ

باب ما یجوز ارتھانہ والایجوڑ

یہ باب ان مسائل میں ہے کہ کون چیز کا رہیں رکھنا جائز ہو اور کس کا جائز نہیں لایحیح رہیں مشاع عدم کو نہ منیر لکھا صحیح نہیں رہیں رکھنا مشاع لینے
 غیر مقسوم کا اس کے متنازعہ اور جہانوں کے سبب سے چنانچہ شروع میں گذر گیا مطلقاً متنازعہ اور طایفہ من شریکہ او غیر مقسوم او لا مشاع کا رہیں مطلقاً صحیح
 نہیں خواہ شیوع عقار رہیں کے متصل ہو یا پیچھے سے طاری ہو گیا خواہ اپنے شریک سے اسکو رہیں رکھے یا اور اجنبی سے مشاع قیمت پذیر ہو یا انوم آج
 انہ فاسد یعنی بالقبض وجوزہ الشافعی پھر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سبب صحیح یہ ہے کہ رہیں مشاع کا باطل نہیں فاسد ہے ترس پر اسکا ضمانت قضاہ کرنے سے لازم
 ہو گا اور رہیں مشاع کو امام شافعی م نے جائز رکھا ہے ہم انقاد رہیں کی شرط یہ ہوا کہ اس کے مقابل بھی مال مضون ہو تو اگر شریک جواز کی پالی گئی تو رہیں
 صحیح مشق ہو گا اور اگر کوئی شرط مفقود ہوئی تو رہیں فاسد مشق ہو گا اور جہان رہیں مال نہ چنانچہ آزاد یا غیر ہو یا مقابل اس کے مال مضون ہو تو رہیں مشق ہو گا
 اسی کا رہیں باطل نام ہو فی الاشیاء ما قبل البیع قبل الزماتہ والانی اربعۃ المشاع واشغول وانشغل بغیرہ واصلی عتقہ بشرط قبل وہ غیرہ لایجوز سبھا
 لایسبھا اور شہادہ میں ہے کہ چیز بیع قبول کرتی ہے وہ رہیں بھی قبول کرتی ہے یعنی جس چیز کی بیع صحیح ہو اسکا رہیں رکھنا بھی صحیح ہے سوائے چار چیزوں کے
 مشاع اور مشغول اور متصل بغیر اور وہ غلام جس کا عتق معلق ہو کسی شرط سے قبل اس کے وجود کے سوا غلام مدبر کے تو ان چاروں کی بیع تو جائز ہے رہیں رکھنا
 انکا جائز نہیں ہم مشغول کو مطلق کما حال انکہ اس میں نہ مشغول بلکہ رہیں مانع رہیں ہے اور مشغول بلکہ غیر کار رہیں جائز ہے اور عتق معلق کی
 صورت یہ ہے کہ مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اگر اس گھر میں داخل ہو گا تو آزاد ہو تو اسکی بیع تو درست ہے مگر رہیں درست نہیں مان مگر مدبر مطلق کی
 بیع بھی درست نہیں لیکن مدبر مقید کی بیع جائز ہے کہ زانی اخطاوی و فیہا الحیلۃ فی جواز رہیں المشاع ان سببہ المصنف بالخیار ثم یہ سببہ المصنف

لازم ہو گا کہ زین کا ہذا ادا ہی قدر الدین فان لم یعمدہ کہ جس قدر مال اس کے ہاں ہے اسے دین کے لئے استعمال کرے یا نہ کرے یہاں تک کہ مال اس کے ہاں ہے۔
 بل بعض من غلبت بین الامامین شکر فی البزازیہ وغیرہ او الامامین وغیرہ من انہ قد اقامت انہ انہ من سبب الزین اذ لم یمن المقتضا غیر مضمون فی الامام
 یعنی دین موعود بین ہلالی مہزون سے تاوان لازم ہونا اس وقت تک کہ اس نے مقرر دین کو نہیں کر دیا ہو جو اگر اس نے نہیں کیا ہو تو اس کا ضمان
 لازم ہو گا کہ اس میں چنانچہ یہ گزر گیا اس مہزون کے بیان میں سبب قیضہ سے طلب دین سے اس طرح کہ دین کے اس شرط پر کہ اس کو مہزون
 دین سے سوا مہزون مہزون کے پاس تادم ہو گیا ضمان اس میں لازم ہو گا یا نہیں اس میں خلاف ہے جو دامن مہزون جو بزازہ وغیرہ میں مذکور ہو
 اور قول صحیح ہے کہ مہزون مہزون ہو اور مہزون مہزون مہزون ہو کہ وہ چاہے کہ مہزون طلب دین سے جبکہ دین کی مقدار بیان نہ ہو غیر مضمون ہے صحیح قول میں
 قیضہ براس مال اسلام و ثمن الصرف و اسلام فیہ اور صحیح ہے کہ مہزون اسلام کی اس المال کے بدلے اور صرف کی شے اور اسلام فیہ کے بدلے ہم ہر چند صحت
 اس میں کی طاعتی دین کی صحت میں داخل تھی لیکن اس کا علاوہ اس واسطے مضمون ہے کہ نہ ذکر کیا تاکہ اس مال کے لئے اس پر مہزون ہونے کا ہر ایک الزین
 فی مجلس ثم الصرف و اسلام و صار الزین مستوفی حکم خلافاً لثالثہ پھر اگر مہزون تلف ہو گیا صرف اور اسلام کی مجلس عقد میں تصرف اور اسلام کا عقد
 تمام ہو گیا اور مہزون با جائے والا ہو گیا حکم خلاف ثلثہ کے ہم یعنی مہزون نے دیا براس المال اور مہزون صرف کا پایا اگر مہزون براس المال کے برابر تھا
 اور اگر زیادہ تھا تو اصل آئینے پاس امانت ہو اور اگر اقل تھا تو بقدر اس کے مستوفی ہوا اور باقی کو براس اسلام سے لے و ان اکثر قلیل نقد و ہلاک لبطلا
 و اسلام و صرف اور اگر مہزون مجلس عقد سے جدا ہو گئے نقد دینے براس المال یا بدل صرف سے پہلے اور مہزون کے ہلاک ہو جانے سے پہلے اسلام اور صرف
 باطل ہو گئے ہم وجہ بطلان یہ ہے کہ اس المال اور بدل صرف میں قبضہ شرط ہے سو یہاں قبضہ حقیقی اور حکمی دونوں فوت ہو گئے و اسلام فیہ صحیح مطلقاً اور اسلام فیہ تو
 سلفاً صحیح ہے خواہ مہزون مجلس میں تلف ہو گیا یا بعد افریق کے اس واسطے کہ مسلم فیہ کا قبضہ ہونا مجلس میں واجب نہیں فان ہلاک الزین ثم العقد صار حوضاً
 للمسلم فیہ پھر اگر مہزون ہلاک ہو گیا تو عقد مسلم تمام ہو گیا اور وہ عوض ہو گیا مسلم فیہ کا و لو لم یہلاک و لکن تفاسخا اسلام و اسلام فیہ مہزون ضرر مہزون براس المال
 استحساناً لانه بلہ مقام مقامہ اور اگر مہزون ہلاک نہ ہو لیکن عاقدین نے عقد مسلم کو فسخ کر دیا اور مسلم فیہ کے بدلے مہزون ہو تو وہ از روئے استحسان کے
 براس المال کے بدلے مہزون ہو گا اس واسطے کہ براس المال بدل ہو مسلم فیہ کا تو براس المال بجا ہے مسلم فیہ کے قائم ہو گیا و ان ہلاک الزین بعد التفاسخ المذكور
 ہلاک ہے ای مسلم فیہ فیلزم رب المسلم دفع اسلام فیہ بقا الزین حکم الی ان ہلاک اور اگر مہزون ہلاک ہو گیا فسخ مذکور کے بعد تو مسلم فیہ کے بدلے
 ہلاک ہو تو رب اسلام کو مسلم فیہ کا دینا لازم ہو گا سبب باقی رہنے دین کے حکم اس کے ہلاک ہونے تک ہم یعنی رب اسلام پر مسلم فیہ کا مثل مسلم ایہ کو دینا اور اس مال کا
 لینا وجہ ہے اس واسطے کہ مہزون مہزون ہے اس کے بدلے اور البتہ مہزون کا حکم اس کی ہلاک تک باقی ہو تو رب اسلام مہزون کی ہلاک سے مسلم فیہ کا مستوفی ہو گیا کہ انانی فسخ
 و اللاب ان یزین بدین کا عن علیہ عبد المظفر لانه ایداعہ فندا اوسلہ لہا کہ مضمرنا و الولیۃ انما اور باپ کو جائز ہو اپنے طفل کا غلام دین رکھنا
 بدلے اس دین کے جو باپ پر ناجت ہے اس واسطے کہ باپ کو اس کے غلام کا ولایت رکھنا درست ہے تو مہزون رکھنا بطریق اس کے درست ہو گا سبب ہلاک ہونے
 مہزون کے مہزون پر تادان واجب ہو کر اور ہلاک ہونے ولایت کے امانت ہو کر بلا تادان و اوصنی کذا لکسا اور وصی کو بھی اسی طرح صغیر کے غلام کو اپنے
 دین کے بدلے مہزون رکھنا جائز ہے و قال ابو یوسف لایکان ذلک و ابو یوسف نے کہا کہ باپ اور وصی اس کے مالک نہیں ہیں اس کے غلام کے مہزون رکھنے کے
 ثم اذا ہلاک فندا رالین الصغیر لا یفضل لانا نہ پھر جبکہ غلام مہزون ہلاک ہو جائے تو باپ اور وصی صغیر کو بقدر دین کے تادان دے سے زیادہ کا تادان
 اس واسطے کہ زیادہ امانت ہے اور امانت مہزون و قال اشترناشی بیضین الوصی القیمۃ لان اللاب ان یتفصح بمال الوصی بخلاف الوصی لکن
 جرم فی الذخیرۃ و فی سربا التسویۃ بینا اور قمرناشی نے کہا کہ وصی غلام کی پوری قیمت کا تادان دے اس واسطے کہ باپ کو صغیر کے مال سے

انسان می توکیل کو بیع اجناس کا اختیار ہو ورنہ اگر باع بخلاف جنس لیں گان ان بیع صرفہ الی جنسہ اور لیں بکالت انکالہ منفردہ اور توکل
یہ کہ جب تکیل نہ ہو تو بیع اجناس کے بیع صرفہ الی جنسہ ہی برقرار رہے گا و کالت منفردہ کے کہ وہ صرفہ کا مالک نہیں و انجاس
اذا کان بعد ما قد غلطاً فرفع باجناسہ کان لہ بیعہ بخلاف لم منفردہ متعلق بالجمع اور باجناس و بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
اور ماہ ذوالقفل کرنا سے وہ غلام قائل قائل کے ہونے دیگیا توکیل کو اسکی بیع کا اختیار ہو ورنہ کالت منفردہ کے کہ بیع کالت کا قول باجناس ہی متعلق ہے
و لہ بیعہ فی غلیظہ و غلیظہ اور لہ الزین کا کان لہ حال حیاتہ اجمع بغیر حقیرہ اور حقیرہ الزین اور کول نہ کہ کو مزون کا اختیار لہ کے دارون کے
بیعہ ہی کہ جب تکیل نہ ہو تو بیع اجناس کا اختیار ہو ورنہ کالت منفردہ کے کہ وہ صرفہ کا مالک نہیں و انجاس
ہو جان توکیل کی صورت میں بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
غیر کی راہ بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
اصل یعنی امام ہرم کہ جب وہ کسی بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
اگر وہ بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
مزون کی بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
اور مالک نہیں ورنہ اور مزون کی بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
دو ذوق کا حق متعلق ہو تو ایک دوسرے کے حق کو بدون اسکے اذن کے ہاں نہیں کر سکتا فان جل الابل غلام لہ الزین اور لہ الزین الی بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
اذا غلطاً کرنا اور اہل فائزہ بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
کیا جاوے گا اسکی بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
جبر کیا جاوے گا اس طرح کہ قاضی اسکو قید رکھے چند روز پھر اگر وہ عدم بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
کی رخصت کر کے کہ نہ لیں ورنہ نہ کو زمین والی باعہ الی فالتمن بہن کا لشر فیہ لک اور اگر معتد نہ ہو تو بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
تو ثمن تلف ہو گا بیعہ کے تلف ہونے کے مانند ہم یعنی ثمن کا مال تلف ہو گا بسبب باقی رہنے معتد نہ ہونے کے ہاں ثمن قائم مقام ہے ورنہ بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
ثمنہ بعد بیعہ الی ثمن قائم مقام فان کان بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
راہین ماوان استیلا کہ وہ غاصب ہے جس نے مال زمین کھا بلا اذن مالک کے و بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
معتد نہ ہونے کے ہاں ثمن قائم مقام ہے ورنہ بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
مالک ثمن معتد نہ ہونے کے ہاں ثمن قائم مقام ہے ورنہ بیعہ ہی کہ جب مزون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
اور قبضہ مرثون کا ثمن پر بھی صحیح ٹھہرے گا و ثمن ثمنہ الی ادایہ یا معتد یا ہے ورنہ ثمن سے تادال کے اس ثمن کا جو معتد نہ ہو اسکو واپس لینی اسکو
کہ تحقیق سے ظاہر ہے کہ مرثون نے نافع ثمن لیا لہذا فی الدرر وہو ای ثمن لہ ای لحدل لان بدل ملک اور وہ بی ثمن نہ کہ معتد کا مال ہے ورنہ اسکی مالک
ہو گا ہرم جب معتد نے مرثون سے بیعہ کا مال دیا تو مرثون اسکی مالک ہو گیا اور ثمن اسکا بدلہ لایو ثمن معتد کا مال ہے کہ ہو گیا لہذا فی الدرر وہو ای ثمن لہ
راہینہ بدینہ ضرورۃ بطلان قبضہ اور ثمن راہین سے انہادین بھر لے بغیر ورنہ بطلان قبضہ ثمن یعنی جب معتد نے مرثون سے ثمن کا مال دیا

موجبتہ القصاص فی غیرتہ فیقتل منہ و بطل الدین خانیہ و عبارة القصاص فی شرح مجمع بطل الرهن اور اگر خطایت قصاص کی وجہ ہو تو مقتدر ہو یعنی قتل ہو
 غلام سے قصاص لیا جاوے گا اور دین بطل ہو گا کہ نہ فی الخانیہ اور قستانی اور شرح مجمع کی عبارت یہ ہو کہ رهن بطل ہو جاوے گا ہم بطلان دین کی وجہ سے کہ
 جب غلام مر جوں قتل ہو تو محل استفادہ دین باقی نہ رہا اور ظاہر بطلان دین اور بطلان رهن میں کچھ خلاف نہیں کہ نہ فی الخانیہ اور شرح مجمع علی
 ابن الراسین او علی ابن المہرین فانما مستبق فی الجمع حتی یفرع بما و یفدی وان کان علی المال بیاع کما و جنی علی الاصلی و ذہب و جنی البیان و الا
 زلیج جیبہ جنایت مرہون کی راہن کے فرزند یا مرہون کے فرزند پر سوا اس کے کہ وہ معتبر ہو قول صحیح میں تو مرہون دیا جاوے گا بسبب جنایت کے یا اس کا
 فدیہ دیا جائے کہ اگر جنایت مرہون کے مال پر ہو تو وہ بیجا جاوے گا اور صاحب مال کو دیا جاوے گا چنانچہ شخص اجنبی پر کسی جنایت معتبر ہو تو نہ
 راہن اور مرہون پر جنایت سوا اس کے معتبر ہوگی کہ فرزند باپ سے اجنبی ہوتا ہیں املاک کے بچے کہ نہ فی الخانیہ و لو مرہون ہے ایسا ہی الفاظ
 ہو محل فرج و حجت ہوتے الی ما تہ فقتلہ جل و نثرم ما تہ جل فاکثر من قتلیہ نہا و لکن تہ قتلہ و لا یصح علی الراہن لیسو کہ نہ بطل
 و الاصل ان نقصان السعیر لا یوجب سقوط الدین بخلاف نقصان العین فاذا کان الدین باقیاً و یہ الرهن ید الا سقیہا و فیہ مستوفی الکمل ان لکن
 اور اگر وہ غلام جو ہزار درم کے ہو یا ہر ہزار درم محل پر مرہون رکھا پھر اس کی قیمت پلٹ کر سو درم کی ہو گئی پھر اس کو ایک درم سے قتل کیا اور سو درم کا
 توالن دیا اور دین مرہون کی مدت آجوتی تو مرہون سو درم پر قبضہ کرے اپنے اذن کے سبب لینے اور بعض حق سے اور راہن کے کچھ نہ لے گا
 جیبہ غلام مرہون کی موت یا قتل میں راہن پر کوئی چیز لازم نہیں اور قاعدہ کلیہ یہ کہ نقصان منہ سے نقصان مرہون کا مرہون بنو اور نقصان ان
 عین کے پھر جبکہ دین باقی رہا اور قبضہ مرہون کا قبضہ ہوتا ہو تو وہ تمام دین کا پانے والا ہو گا اگرچہ ابتدا سے مرہون سے و لو با عدی العبد المذکور کا نہ باطل کر
 قبضہ المائتہ قضا و حقه و جمع شہدائہ لانه ملک ان الدین باقیاً و ان سببہ مانہ کان الباقی فی ذمہ کما نہ استمر و و با عدی قبضہ اور اگر مرہون
 نے غلام مذکور پر چار سو درم سے راہن کے امر سے تو مرہون قبضہ کر لیا سو درم پر اپنے حق کے سبب سے اور نو سو درم راہن سے چھو لیا اور اس کے کہ ہزار دین
 باقی رہا اور البتہ راہن نے اس کو سو درم کے ساتھ بیچے گا اذن دیا تھا تو باقی دین لینے نو سو درم راہن کو ذمہ پلازم رہے گا گویا اذن مذکور سے راہن کو مرہون
 پھر یا مرہون سے اور اس کو بذات خود بیچا الا و لو قتلہ عید قیمتیہ ما تہ فذبحہ برافقہ راہن و جہا بکل الدین و ہوا الا لھت لقیام الی مقام الاول کما
 اور اقول محمدان شاد افندہ بکل دینہ او ترکہ علی المرہون بدینہ و ہوا اختیار کما فی اشہر بئلا لیتعن الموابہ لکن عاتقہ الممتون و شہدایہ علی الاول اور
 اگر مرہون کی قیمت والے غلام مرہون کو اس غلام نے قتل کیا جس کی قیمت سو درم ہو پھر قاتل غلام قاتل کے بدلے دیا گیا تو راہن پر واجب ہو کہ غلام کو کو
 تمام دین یعنی ہزار درم دیکر رہن سے چھوڑا وے بسبب قاتل ہو جانے غلام ثانی کے غلام اول کے مقام پر کہ شہادت او ذہن میں یعنی آدمی ہو کہ بین دونوں پر
 این اور محمد رم نے کہا راہن اگر چاہے اس کا رہن نکال کرے مرہون کا سب دین دیکر یا اس کو مرہون کے پاس چھوڑے اس کے دین کے بدلے اور یہی حال محمد کا
 تھا کہ چنانچہ شہدائہ بین ہی ہو وہاں راہن سے منقول لیکر اکثر فرقہ کہ متون کو شروع اول قول پختل بین خان جشی ترک تفرقہ اولی الرهن علی
 فہا و الرهن لانه ملک و لو یر جمع علی الراہن بشو پھر اگر غلام مرہون نے از رنہ نکال دیا تو قاتل کی قاتلہ و اس کے کہ مرہون اس کی ملک ہو اور
 مرہون نہ یہ دیکر راہن سے کچھ نہ لے گا شارج نے کہا مصنف کو فارغ فرج کا ترک نہ رہے تھا یعنی اس کے کہ یہ مسئلہ مسأله سابقہ سے متفرع نہیں ہم قاتل کا نہیں
 غیر ظاہر ہو تو اگر شارج یوں کہتا لکن البتہ خصلت فی ضمانہ تو بہتر تھا کہ نہ فی الخانیہ اور شرح مجمع علی الراہن لیسو کہ نہ فی الخانیہ و لو مرہون ہے ایسا ہی الفاظ
 اور غلام مرہون کا بالکل اس کے ضمان میں ہو اور اس کا دین رقبہ غلام کو مستغرق ہو کہ نہ فی الخانیہ و لو لکن لکن ان یدفعہ الی ولی البتہ لانه لا یلزم التمسک
 مرہون مالک نہیں غلام کے دینہ کا دلی جنایت کو لینے مقتول کے مال کا یا وارث کو اس کے کہ مرہون ملک مرہون کا مالک نہیں فان الی الرهن من اذہ و لو راہن

[illegible]

اس کے حصہ سے ہوگا اگر دارہ وغیرہ ہم رہنا نہ سچ و بھلاست والا حارۃ اپنا گھر غیر شخص کو اجارہ دیا پھر اس کو کسی شایعہ کے پاس رہنے رکھا تو زمین صحیح ہو اور اجارہ باطل ہوگا و اگر زمین ہم اجارہ نہ دے نا اجارہ باطلہ اور اگر زمین رکھا پھر مرتین سے زائد اجارہ دیا تو اجارہ باطل ہو اگر زمین سقط الدین کہلا کہ خان عادی سقط بحساب نقصان الا باقی عیب حریفہ مرہون غلام بھاگ گیا تو مرتین کا دین ساقط ہو گیا اس کا ہلاک ہو جانے کے مانند ہے ایک اگر غلام پھر آیا تو دین ساقط ہو گیا بقدر اس کے نقصان کے ایسے کہ بھاگ گیا عیب ہو جو میں اب پیدا ہو تا تم لما فیہ من الزیادۃ فی الزینۃ ذکر الزیادۃ انقصہ منہ فقال پھر جبکہ معصیت زیادتی ضمنی کے بیان سے فارغ ہوا تو اس سے زیادتی قدرتی کو ذکر کیا تو کہا و الزیادۃ فی الزین نصیح اور زیادہ کر دینا مرہون میں صحیح ہو ہم مثلاً دینی کم کا کپڑا دس درم پر گر کر رکھا پھر رہن نے دوسرا کپڑا زیادہ کیا تو دونوں کپڑے دس درم پر رہن ہو گئے و تفسیر قیامہ یوم القیامہ ایضا اور زیادتی کی جی قیمت ہو ہم القرض معتبر ہوگی جیسے مرہون اول کی قیمت یوم القیامہ معتبر ہو فی الزین الاصح خلاف الثانی اور دین میں زیادہ کرنا صحیح نہیں برفلاں ابو یوسف ہم کے ہم زیادتی دین کی صورت یہ ہو کہ ایک کپڑا مثلاً دس درم پر گر کر رکھا پھر پانچ درم مرتین سے لیکر وہی کپڑا پندرہ درم پر رہن رکھ دیا تو صحیح نہیں لیکن زیادتی دین کی دین پر قطع نظر رہن سے صحیح ہو اس واسطے کہ اس وقت اس وقت کے دین اول کے اور اگر لے سے پہلے بالا جماع جائز ہو کذا فی الاصل ان الاکثاری باصل الحق انما یتصور اذا کانت الزیادۃ فی معقود بہ و علیہ الزیادۃ فی الزین نیست منہا اور قاعدہ کلیہ زیادتی کا ہو کہ اصل مقصد کے ساتھ ملحق کر دینا ہی وقت و تصور ہوتا ہے جبکہ زیادتی مقصود یہ میں مثلاً میں یا مقصود علیہ مثلاً سبع میں ہو اور دین میں زیادہ کر دینا دونوں قسم سے نہیں ہو ہم دین کا مقصود بہ نہ تو ظاہر ہو اور اس کا مقصود علیہ نہ تو اس وجہ سے ہو کہ دین واجب تھا عقد رہن سے پہلے دین دین باقی رہتا ہے یعنی رہن کے کبھی کذا فی الاصل ایضا دی فان رہن نسخ المکن و الشرح بالاندر مع انہ فی مشرہ علی انہ انما عطفہا بالاول و لا بالفار لیتقید انما سکا استقلالہ لافرج الاول و ثانیہ عید ابابہن فرفع عید آخر رہنہا مکان الاول و قیمتہ کل من العیدین الف فی الاول رہن ختمی و وہ الی الزین و اگر مرتین فی الآخر امین ختمی بچلہ مکان الاول بان یرد الاول اسے الزین قیمتہ تفسیر الثانی مقصودنا اور اگر ایک غلام ہزار رہن رکھا پھر دوسرا غلام بطور رہن کے دیا بجائے اول غلام کے اور حالانکہ دونوں غلاموں کی قیمت ہزار ہی ہو پس ہر دو غلام رہن ہو جب تک کہ مرتین رہن کو دوسرا غلام پھر دے اور مرتین دوسرے غلام کے قبض میں امین ہو نہ ضمیمہ بیان تک کہ دوسرے کو بجائے اول کے کرے اس طرح پر کہ اول غلام راہن کو پھر دے تو سو وقت میں دوسرے غلام کا ضمان مرتین پر لازم ہو گا شایع نے کہا کہ میں اور شرح کے نسخہ سعد رطابین با وجہ دیکھ نصف نے اپنی شرح میں آگاہ کر دیا کہ اس مسئلہ کو اسیرا سیل عطف ہوا کیانہ عطف بقا تا ظاہر ہو کہ یہ مسئلہ مستقل حد کا نہ ہو مسئلہ اولی پر متفرع نہیں ہوا گاہ ہوا بر الہ مرتین الزین عن الدین او وہیہ منہ ثم ہلک الزین فی یہ المرتین ہلک تفسیر شمس استخسانا سقط الدین الا اذا منہ من صاحبہ فیہ غیر غاصباً بمنہ مرتین نے رہن کو دین سے بڑی الذمہ کیا یا اس کو دین سے بڑی دیا پھر مرہون مرتین کے پاس ہلاک ہو گیا تو مفت ہلاک ہو اگر دوسرے استخسان کے سبب ساقط ہو جانے دین کے جبکہ مرتین نے مرہون کو مالک سے روکا اور نہ دیا تو وہ غاصب ہو جائیگا اپنے روکتے سے یعنی اگر تب تلف ہوگا تو مرتین تمام قیمتہ لازم آوے گی ہم دھورت ابرا اور یہ کہ اس واسطے کہ لازم نہ ہو کہ مرہون ضمان کے سبب سے پھر جب دین باقی نہ رہا تو ضمان بھی ساقط ہو گیا ولو قبض المرتین نہ کلا او بعضہ من راہنہ او غیرہ کہ تعلق او شری المرتین بالمرہون عیناً او صلح عنہ او عن دینہ علی شہادۃ استیفاء او حال الزین مرتینہ بدینہ علی آخر ہم ہلک رہنہ معہ او فی یہ المرتین ہلک بالمرہون اور اگر مرتین نے اپنا تمام دین یا بعض دین ہلاک کیا یا اس کے غیر سے پناہ بخشی جس ان کرتا ہے سے قبض کیا یا مرتین نے جو من دین کے کوئی چیز راہن سے خرید لی یا راہن کے ساتھ کسی شے پر دین سے صلح کی اس واسطے کہ صلح مذکورہ حنیفا و دین ہو نہ ہوا رہن نے مرتین کا حوالہ اپنے مرہون پر کیا پھر مرہون ہلاک ہو گیا مرتین کے پاس تو بعض دین کے تلف ہوا ہم وجہ فرق ابرا اور تیفامین یہ ہر کہ ابرا اسے صلح بن

ساقط ہو جائے اور مستحق سے نقصان میں ساقط نہیں ہوتا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ قصاص و دیون با مثالی ہوں یا بضمنا یا بخریب مرہون تلف ہو گیا تو مستحق اول
یعنی مستحق بقبض مرہون ثابت ہو گیا اور مستحق غرض ہو گیا کذا فی الہدایۃ والذی والدہ بخصا وروما قبض الی من ادی فی صدقۃ ایضا
راہن الرهن او شرا او صلح اور مرہون بھیر دے وہ مال جو اسے لیا اسکو جسے ادا کیا راہن یا محسن کے دینے کی صورت میں یا خرید یا صلح کی صورت میں
یعنی اگر راہن نے کل یا بعض مرہون ادا کیا ہو مرہون اسکو بھیر دے یا کسی سونے دیا ہو تو اسکو بھیر دے اسی طرح خرید یا صلح میں بھیر دینا واجب ہو گا کہ مستحق اگر نہ ہو
و بطولت الاصل والہ داک الرهن بالدين لانہ فی ہنہ الامبر او بطولت الاداء ہا یہ اور جو الباطل ہو گیا یعنی مرہون اب حلال علیہ سے مطالبہ نہیں کر سکتا اور باوجود
بالان واد مرہون بمقابلہ دین مرہون کے تلف ہوا اس واسطے کہ عقد حوالہ دہ معنی ابرا بطریق ادا کے ہو کذا فی الہدایۃ ہم یہ جواب ہو اس سوال مستحق کا کہ عقد حوالہ
میں دین اور راہن کے ذمہ سے حوالہ کیا گیا تو اس کو دین سے مرہون بمقابلہ دین کے تلف ہوا اس واسطے کہ حوالہ یعنی ابرا کے
ہو تو لائق ہوں تھا کہ مرہون بطریق امانت کے تلف ہوتا تھا صواب یہ ہو کہ حوالہ اگر چہ ابرا ہو لیکن بطریق ادا کے نہ بطریق استقاط کے تو عقد حوالہ سے راہن
گو یا مرہون کا دین خود ادا کر دیا کذا فی الخطاوی والہیانی القضاہ و سفارہ عدم بطولان الصلح وان الدين ليس باكثر من قيمة الرهن والافضل فی ان لا یصل الی الہدایۃ
فی قدر الزیادۃ قسطنطینی او بطولان حوالہ کے قید لگانے سے عدم بطولان صلیح مستفاد ہوتا ہو اور یہ کہ دین مرہون کا قیمت مرہون سے زیادہ نہیں ہو اور اگر دین
مرہون کی قیمت سے زیادہ ہو تو لائق ہوں ہو کہ حوالہ بال ضرورت کی مقدار دین کذا فی القسطنطینی و کذا فی الہدایۃ بالدين فی الصدقۃ المذکورۃ ہا کہ
ایضا لو قصدا و قاضی ان لہ دین علیہ ہم ہا کہ الرهن بالدين التوہم وجوب الدين تصرفا و قاضی قیامہ نہ ہوں المطالبۃ بہ باقیہ بخلاف الامبر انما یستحق
الدين اصلا اور اسی طرح یعنی جیسے مرہون بمقابلہ دین کے تلف ہوتا ہو مستحق کی صورت مذکورہ میں اس طرح مرہون تلف ہوتا ہو بمقابلہ دین آخر مرہون کی
کہ اگر راہن اور مرہون نے اس پر اتفاق کیا کہ راہن پر دین ثابت نہیں ہو چکر مرہون تلف ہو گیا تو بمقابلہ دین کے تلف ہوا وجوب دین کے توہم اور ادا کے
سبب بسبب تصاریق عاقدین کے قیام دین پر یعنی بعد اتفاق لفظی دین جائز ہو کہ دونوں یا دکرین اور قیام دین پر اتفاق کرین تو صلا سبب دین کا باقی ہو گا
بطولان ابرا کے کہ وہ تو صلا دین کو ساقط کر دیتا ہے یعنی اس میں وجوب دین کا توہم بھی اتنی نہیں رہتا ہم تصاریق لفظی دین کی صورت میں توہم وجوب دین کے
اور ضمان مرہون توہم وجوب سے ثابت ہوتا ہو بخلاف ابرا کہ اس میں توہم وجوب بھی مقصور نہیں کذا فی الہدایۃ و مشروعا کل حکم دین فی الرهن
فما حکم فی الرهن الفاسد کما فی العادۃ حکم کہ رهن صحیح میں معروف اور معلوم ہو سو وہی حکم رهن فاسد میں ثابت ہو کذا فی العادۃ قال و ذکر الکفری
ان المقبول بحکم الرهن الفاسد متعلق بہ الضمان عادی نے کہا اور کفری نے ذکر کیا کہ جس چیز پر حکم رهن فاسد قبضہ ہوا تو اس سے تاوان متعلق ہو
ہم خطاوی نے شرح و سہا بنیہ سے نقل کیا کہ حق یہ ہو کہ تاوان اس سے اصلا متعلق نہیں و اللہ اعلم و فیہا ایضا و فی کل موضع کان الرهن مالا
والمقابل مہضمونا الا انہ فقد بعض شرائط الجواز کہ رهن المشرع یعتقد الرهن لوجود شرط الانقضاء لکن بعضہ انفساد کافاسد
مرہون البیوع اور یہ بھی عادیہ میں ہو کہ او جس میں کان میں مرہون مال ہو اور اس کا مقابل بھی مال ضمیمہ ہو کہ یہ شرط الجواز سے بعضی شرط مفقود ہو
مشاع کا رهن تو عقد رهن کا منعقد ہو گا بسبب موجود ہونے شرط انقضاء کے لیکن انقضاء فساد کی صفت ہو گا بیع فاسد کے مانند و فی کل موضع علم
لیکن الرهن کذا کہ لیکن مالا و کم لیکن المقابل مہضمونا لا یعتقد الرهن اصلا اور جس مقام میں مرہون ایسا نہ ہو یعنی مال نہ چنانچہ خون یا مردار
یا آزاد ہو اور اس کا مقابل بھی مال ضمیمہ نہ ہو چنانچہ اجرت ناکہ اور غنیمت کی یا حق شفعہ تو رهن مہضمونا منعقد ہو گا ہم اسکو رهن باطل کہتے ہیں و حلیۃ فاداکہ
ہا کہ بغیر شرط خلاف الفاسد فاداکہ بالاضل من قیمتہ من الدين اور اس وقت میں یعنی جب رهن منعقد اصلا نہ ہو باطل تھا اور جبکہ مرہون مرہون
کے پس تلف ہو گا تو ایگان تلف ہو گا مرہون پر تاوان لازم نہ آوے گا بخلاف رهن فاسد کے اس واسطے کہ رهن فاسد میں جبکہ مرہون تلف ہو گا

واحد ہو گا اس واسطے کہ قصاص اصل میں پھر شعلہ بال ہو گیا اس واسطے کہ اگر وہ شہید ہو قصاص کس کس جانی کا اور اسی طرح عبد وقتہ کے قتل میں بھی
 قصاص جیڑ نہیں بلکہ قصاص شعلہ بال ہو گا مراعات نفع وقتہ کے عارض ہونے کی ذریعہ لا الیہ الا حسن والحق فیہ مستحسن اور جیڑ لینے کیلئے قتل عہدہ قصاص
 واجب نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ اس کا دم و انما حقو نا نہیں اور جیڑ تو طافا سباح الدم پر مشتمل ہے لیکن اگر مقتول کی مالیت کا قصاص نہیں ہوتا تو مقتول کی مالیت
 کے قتل میں قصاص واجب ہو گیا بلکہ قاتل اس کا قاتل اور یا بیع ہو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ مقتول اور مجنون کے واسطے عمر نہیں فی البرزخ حکم علیہ بقود
 جیڑ قبل وقتہ لاوے القلوب و غیرہ نہیں ہر قاتل ہر حکم حاکم ہو گیا قصاص کا پھر وہ دیوانہ ہو گیا وارث مقتول کے دینے سے پہلے تو قصاص بدل کر دیا
 ہو جاوے گا یعنی پہلے قاتل قاتل تھا پھر دیوانہ ہو گیا تو قصاص سا قتل ہو گا اور اگر وارث کے دینے کے بعد دیوانہ ہوا تو قصاص سا قتل ہو گا کذا فی النسخ
 سن جیڑ و یقین قتل فی افاقہ قتل کیا اس قاتل نے جو کسی دیوانہ ہو جاتا ہے اور کبھی اس کو افاقہ ہو جاتا ہے تو حالت افاقہ میں ماہ اجاویگا فالن جن بعدہ
 ان سبطا مستلوان غیر ملحق قتل ہو گا اگر مجنون ہو گیا اور اس کے اگر مجنون ہو گیا تو قصاص سا قتل ہو گیا لیکن بطریق احتساب و ہیت اس کے
 مال میں واجب ہو گیا کذا فی العا لمگیر یہ اور اگر مجنون و اسی نہیں تو قتل ہو گا قتل عیب مولد لا رد و جیڑ و قاتل ایو جیڑ قتل غلام نے اپنے بیان کو
 نقل کیا تو اس میں کچھ روایت نہیں امام اور صاحبین سے اور ابو جعفر رضی فیہ نے کہا کہ غلام مذکور قتل کیا جاوے گا قتل عبد الوقت مجرا الا وقتہ کی روایت
 وقتہ کے غلام کو قتل کیا تو اس میں قصاص نہیں ہے یعنی اگر اس وقت قاتل سے اس کی قیمت لیجائے اور دو سال غلام وقتہ کے واسطے خرید لیا جاوے
 اس وقتہ عدا و نیشہ فی نکاح سقط الوقت و قاتل نے اپنے دانا کو عدا قتل کیا اور حالانکہ قاتل کی بیٹی مقتول کے نکاح میں ہو تو قصاص سا قتل ہو گا امام اس واسطے
 کہ بیٹی اپنے زوج کے قصاص کی وارث ہوئی باپ پر خانیہ نہیں ہر کہ اگر مقتول کے وارثوں میں قاتل کا فرزند ہو یا فرزند کا فرزند تو قصاص باطل ہے روایت
 واجب ہو گیا کذا فی الطحاوی و بشرط استواء الشہرہ کو لاد و ناک اوام کو قاتل افاقہ ہو گیا اور قاتل میں قصاص واجب ہو گیا بلکہ قاتل اور
 مقتول میں قصاص ثبانی کا شہدہ نہ چنانچہ ولادت یا ایک ہو یا کوئی امر و ولادت اور ناک سے عام تر چنانچہ مقتول کا یون کہ قاتل سے کہ کو چوکی
 قتل کر سوتا ہے اس کو قتل کر ڈالا چنانچہ شہدہ مذکورہ کی تنہیل اس کے اوگی قتل الحرج و باخر و بالعبید غیر الوقت کما مر خلافا لاشافی تو قتل کیا جانا ہوتا اور
 برے ازاد کے اور برے غلام کے سوا بے غلام وقتہ کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ عبد وقتہ کے مقتول ہونے میں قصاص واجب نہیں بلکہ اس کی قیمت
 دینا قاتل پر واجب ہے پر خلاف امام شافعی کے اس واسطے کہ اس کے امام مالک اور احمد نے کے نزدیک ازاد برے غلام کے مقتول ہو گا بلکہ قاتل پر اس کی
 قیمت کا تاوان لازم ہو گا امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں (الحرج و العبد بالعبد الا انی بالانشی) فرمایا ہے یعنی ازاد برے ازاد کے قاتل ہو گا
 اور غلام برے غلام کے اور عورت برے عورت کے تو یہ مقابلہ اس کا مقصد ہے کہ ازاد و برے غلام کے مارا جائے اس واسطے کہ بناو قصاص منہا و اس پر ہر اور
 حالانکہ غلام اور ازاد میں برابری نہیں اس کا جواب شافعی نے آئندہ قول میں دیا ولما اطلاق قولہ تعالیٰ النفس بالنفس فانه نسخ لقولہ تعالیٰ الحرج و العبد
 لمارواہ لیس علی فی الدرر المشور عن النحاس عن ابن عباس اور ہر دلیل اطلاق ہر اس آیت کا کہ النفس بالنفس یعنی جان بجان کے اس میں کچھ اور
 غلام کی قیمت نہیں تو یہ آیت الحرج و العبد کی نسخ ہے چنانچہ جلال الدین طحاوی نے تفسیر درر المشور میں نسخ کو نسخ عن ابن عباس نقل کیا ہے ہر قسم
 وائل حقیقہ عموم ہر اس آیت کا (کتب علیکم القصاص فی القتل) یعنی مقتولین میں پھر قصاص کرنا موقوف ہے مقتول عام ہر ازاد ہو یا غلام ازاد ہو یا غلام
 (دس قتل مظلوما فقہ جملنا لولہ سلطانا) لیکن اگر ازاد اپنے ذاتی غلام کو قتل کرے تو قصاص سا قتل ہو گا جیڑ کی دلیل یہ ہے کہ کذا فی العبد علی انہ بالذکر
 ملائقی ما عدا کیف ولودل لو جیب ان لا یقتل الا بالانسی ولا قاتل بہ غلام و نسخ سے یہ کہ الحرج و العبد بالعبد خاص کر ذکر کیا ہے اور یہ بیان ہے کہ
 اس واسطے مذکور کے نفی نہیں کرتی ہے یعنی اس شخص سے غلام کے برے قتل ازاد کی نفی ثابت نہیں ہوتی یہ کیونکہ ہر حالانکہ اگر شخص سے ما عدا کی نفی ہو تو

و یقین قتل فی افاقہ قتل کیا اس قاتل نے جو کسی دیوانہ ہو جاتا ہے اور کبھی اس کو افاقہ ہو جاتا ہے تو حالت افاقہ میں ماہ اجاویگا فالن جن بعدہ ان سبطا مستلوان غیر ملحق قتل ہو گا اگر مجنون ہو گیا اور اس کے اگر مجنون ہو گیا تو قصاص سا قتل ہو گیا لیکن بطریق احتساب و ہیت اس کے مال میں واجب ہو گیا کذا فی العا لمگیر یہ اور اگر مجنون و اسی نہیں تو قتل ہو گا قتل عیب مولد لا رد و جیڑ و قاتل ایو جیڑ قتل غلام نے اپنے بیان کو

اور اس کی وجہ اہل ثنابت ہوتی ہے جیسے نکاح کو دینے اور کفر کے پناہ دینے کی ولایت ہم شریعت میں نہ پڑھنا چھوڑنا نکاح اور امان کا جیسا کہ سبب پایا جا چھوڑنا
 زانیہ سبب کا مل جو قصاص اور نکاح کا اور اسلام سبب کا مل جو کفر کی امان دینے میں تہ و تار کو متین سے قصاص میں اختیار نہ کرنا اور امان میں مجرم کو قتل نہ کرنا اگر کیا
 اور حضرت کی اولاد و غنائی اشکے بالغ ہونے کا انتظار نہ تھا اور یہ امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا تو منکر نہ بلکہ اس کے ہو گیا اور سبب کا مل کی قید سے مسلم اسیر دار الحرب بکریا
 ہو کر اس کا امان دینا صحیح نہیں کذا فی الموطا وی الا اذا کان الکبیر اجنبیا عن یصغیر فلا یمک القود حتی یبلغ الصغیر اجماعاً زانیہ فی حدیث جبرکہ مقتول
 ولی کبیر یگانہ ہو ولی صغیر کا تو کبہ قصاص کا لکھا کہ نہیں تا بلوغ صغیر و اتفاق امام ابو حنیفہ کے کہ کذا فی الزیلعی تو اس صورت خاص کو یاد رکھنا چاہیے
 ہم ابو اسود نے ولی کبیر کی مثال جو اجنبی ہو ولی صغیر سے قاضی اور وصی کی وی موطاوی نے کہا لیکن ہمیں غلط یہ ہو کہ وہ کہہ رہا ہے وہاں جو وارث مقتول کا
 کو قتل کی سزا ہو کہ مقتول کی اولاد و غنا ہوں جو وہاں سے زور و جبر اور سے زور و جبر ثانیہ کے ساتھ و قتل القاتل اجنبی و جبنا قصاص علیہ فی القتل العمد لاء
 مقتول الدم بالنظر لقا لکما امر اور اگر قاتل کو شخص سے قتل کیا جو اجنبی ہو مقتول سے لینے اس کا وارث نہیں ہو تو قاتل کے قاتل پر قتل عمد میں قصاص
 واجب ہو اس واسطے کہ قاتل اول مدموم الدم ہو نہ پڑا اپنے قاتل کے چنانچہ قاتل کے اول میں گنہ گار یعنی ہر چند قاتل اول کا خون بلیغ ہو مقتول کے وارث کو کین
 با تبار اجنبی شخص کے اس کا خون بلیغ نہیں لکھا اجنبی قاتل اس کے بدلے مارا جائیگا والد تہ علی مافلتہ او القاتل فی الخطا وادریث قاتل اول کی قاتل ثانی کے
 ہر گز خون پر واجب ہو قتل خطا میں ولو قاتل فی القتل لقتل القاتل و اجنبی کنت امر تہ تقتلہ ولا یقتلہ علی مافلتہ لا یصدق فی القتل العمد لاء وادریث
 اگر مقتول کے وارث نے قتل اجنبی کے بعد کہ میں نے اس اجنبی کو قاتل کے قتل کرنا تھا اور اس کے اس قاتل پر گنہ گار نہیں تو وارث کے کلام کی
 تصدیق ہوگی اور قاتل اجنبی قاتل کیا جاوے گا ہم ہر از یہ میں ہو کہ وارث مقتول کو قاتل قاتل کو بذات خود یا غیر سے امر کر کے قتل کروانا جائز ہے ہر تہ قتل
 ہر صورت ہوگا اور قاتل مامور پر ضمان لازم ہوگا اس صورت میں جبکہ امر وارث کا ظاہر ہو اور اجنبی نے قاتل کو قتل کیا اور وارث کے امر کرنے کا دعویٰ کیا
 اور وارث نے اس کی تصدیق کی تو امر ثابت ہوگا بدو ن شہادت کے اور بدو ن شہادت کے قاتل سے قصاص لیا جاوے گا بخلاف میں جہر سیکر فی وارث لہ قاتل قاتل
 شخص فقال رب الدار کنت امر تہ بالحق صدق مجتہد یعنی لاء بلکہ مقتول لہ المال فیصدق بخلاف الاول لغوات القتل بالقتل لکما ہوا قاعدۃ بر خلاف
 شخص کے جیسے کنواں کھودا اور کمر مرد کے گھر میں سو آدمی آسمین کر کے کر گیا اور صاحب خانہ نے کہا کہ میں نے کھودنے والے کو کھودنے کا امر کیا تھا تو
 صاحب خانہ کی تصدیق ہوگی بدو ن شہادت کے اس واسطے کہ صاحب خانہ تہنات اور تہنہ کفر کافی احوال مالک ہر مجنبی یا فعل اپنے گھر میں کھودا کہ وہاں کھودا
 و جہر کس سبب لکھا اس کے کام کی تصدیق ہوگی برخلاف اول صورت کے یعنی ولی مقتول کے اس کلام میں کہ میں نے قاتل کا حکم دیا تھا اس واسطے کہ وہاں تہنہ کفر کافی تھا
 لہذا میں نے سبب سے قاتل کے قتل کے سبب چنانچہ بی قاعدہ ہو تصدیق اور عدم تصدیق کا ہم قاعدہ مذکور یہ ہو کہ جو شخص ایک چیز کی حکایت کرے مثلاً دیون
 اہل کار کے کہ میں نے زور و جبر علاقہ سے رحمت کر لی ہو تو اگر وہ شخص بالفضل تہنات اور تہنہ رجعت کا مالک ہو طرح کہ ہنوز عدت طلاق کی باقی ہو تو اس کی تصدیق ہر شہاد کے
 اور اگر اہل عدت کا کافی احوال ماکہ نہیں ہو تو تہنہ کہ رحمت کا دعویٰ کیا بعد عدت کے تو اس کی تصدیق بدو ن شہادت کے ہوگی کذا فی الموطا وی و ظہرہ بن عی الوری یسقطہ
 کہ الامارات القاتل متناظرا وظاہر بن یزید لہ فی القتل العمد لاء بلکہ مقتول لہ المال فیصدق بخلاف الاول لغوات القتل بالقتل لکما ہوا قاعدۃ بر خلاف
 قاتل پر اپنی موت سر کا بدو ن قاتل کرنے کے ہو لو استوفاء بعض الاولیاء لم یضمن شیعیا اور اگر وارث مقتول میں سے کسی شخص نے قصاص لیا تھا ہر کس قصاص لازم
 ہوگا یعنی نہ قاتل کے واسطے اور نہ باقی وارثوں کے واسطے اگر باقی وارث صغیر ہوں کذا فی الزیلعی و فی الدرر و اجنبی دم میں نہیں قصاص لیا تھا و قتله الاخران علم
 ان یضمن لیسقطہ لقا و الا فلا والد تہ فی ما یخلاف ہمک رجل یقتل عمداً یقتل ولی القاتل لیسقطہ القود لاء بلکہ مقتول لہ المال فیصدق بخلاف الاول لغوات القتل بالقتل لکما ہوا قاعدۃ
 اور جیسے میں ہو کہ خون کے وہ وارث ہیں سو ایک وارث نے قصاص عفو کر دیا اور دوسرے وارث نے قاتل کو قتل کیا تو اگر وارث قاتل چاہتا ہو کہ بعض وارث کا

قتل کرے تو قاتل پر دیت ہو نہ قصاص لیکن اگر عظیم ہو کہ ان پر نہ دیتے تو توار کے مانند ہو جائیں گے نزدیک اور کوڑے کے مانند ہو نام دم کے نزدیک گناہی اٹھاتا
عن الاتفاقی والا یصیبہ عدل قتلہ بظہرہ ولم یجرہ لا یقتص فی روائہ الطحاوی و طہار الروایۃ انہ یقتص بلا جرح فی مدینہ و خراس و غیرہ و عزاہ فی الدرر
نفاضی خان لکن قتل المصنف عن الخلاصہ ان الاصح اعتبار الجرح عند الامام بوجوب القود علیہ جری ابن الکمال اور اگر بچاؤ نہ باڑھ کی طرف سے
اس کے نہیں نکالنا کہ اسکو اسکی پیشگی طرف سے قتل کیا اور اس کے زخم نہیں لگا تو قصاص نہیں لیا جاوے گا طحاوی کی روایت میں امام دم سے ظاہر ہے
امام دم سے یہ ہو کہ قصاص لیا جاتا ہو بدن زخم کے لوہے اور تانبے اور سونے اور مانند اس کے جو بے گناہ نہیں ہو اور اس قول کو درین قاضی خان کی
طرف نسبت کیا ہو لیکن مصنف نے شریعت میں خلاصہ سے یہ قتل کیا ہو کہ جرات کا اعتبار کرنا صحیح تر قول ہو امام دم کے نزدیک جب قصاص کے واسطے اور اشیائے
ابن کمال بھی چلا ہو فی الجنبہ فی سببہ فی عہدہ فخر السیہ العمد و قتلہ فلا قود فیہ عند ابی حنیفہ اور مجتہبہ میں ہو اس تلوار سے مارا جو اپنے میان کے اندر ہو
تو توار سے میان کو بچاؤ اور اسکو قتل کیا تو اس میں قصاص نہیں قاتل پر امام دم کے نزدیک ہم لیکن قاتل پر دیت ہو جو کسی نے دیا ہو اس سے قتل کیا کہ قصاص
اس واسطے نہیں کہ قاتل نے زخم کرنے واسطے تیار سے اسکو نہیں مارا کا لٹھ و التفریق خلافاً لما رواہ الشافعی جیسے گلا دیکر مارنے اور کوہ سینہ میں دھماکنے
برفلا جہنم؟ و شافعی کے ہم قلعہ کلیہ یہ ہو کہ شخص انسان کو پانی میں ڈبو دے تو اگر پانی کم ہو جس سے نالیا نہیں مرنے اور جات لیکن ہو تو بڑھ جائے غایب
اور وہ مر گیا تو یہ خطا عذر سب کے نزدیک اور اگر پانی زیادہ ہو اس طرح کہ نہ جات لیکن ہو تو بڑھ جائے غایب اور وہ مر گیا تو یہ خطا عذر سب کے نزدیک
عذر اور اگر اس طرح پانی بکثرت ہو کہ نہ جات لیکن ہو تو امام دم کے قول پر قتل خطا عذر ہو قصاص نہیں اور صاحب مدنی کے قول پر یہ شخص ہو اور قصاص واجب ہو
کذا فی المالکیرۃ عن اکیط و بود و حلیہ بنیاتی مات فیہ جو عالم نہیں تھا یا و قال لا یجب الدیۃ الا لکلیک شخص کو بند کر دیا کوٹھری میں سو دھڑا میں گرنے سے مر گیا تو قاتل
کو کچھ اور ان لازم نہیں اور صاحب مدنی نے کہا کہ دیت ہو قاضی خان میں محمد دم سے مقتول ہو کہ اس پر عذاب بھی کرنا چاہیے و درود نہ جیانی شافعی محمد قادیان
بخلاف قتلہ بجلد الا ضرب اسو و کاسی جی اور اگر ایک شخص کو زندہ دفن کر دیا سو وہ مر گیا محمد دم سے روایت ہو کہ مقتول قصاص لینا چاہیے برفلا و قتل کرنے والے
کے علی الاتمال کوڑا مارنے سے چھانچہ یہ مسئلہ فقیر سب او لگا ظہیر میں ہو کہ فتویٰ اسپر ہو کہ قاتل کے برادر و ن پر دیت ہو کہ ذانی ہمالہ گریہ و فیدہ و ہمارا شخص قتل
سیاستہ و القتل تو تہ لوب و مسکہ کاسا اور مجتہبہ میں ہو کہ اگر گلا دیکر مارنے کی سیکو عادت ہو تو اسکو قتل کرنا چاہیے سیاست کی راہ سے نہ قصاص کی راہ سے اور
اسکی تو یہ قبول نہیں اگر گرفتاری کے بعد وہ تو بیکرے جیسے بادوگر کی تو بکر فتنار ہونے کے بعد قبول نہیں ہم معلوم ہوا کہ گلوں کا قتل کرنا حاکم کو ازراہ سیاست کے
درست ہو کہ نہ انکو پھانسی سے مارنے کی عادت ہو یہی انکا پیشہ ہو و فیہ خط جلا و طرحہ فدام اسدا وسیع فقتلہ فلا قود فیہ ولا تہ و فیہ و کسیر علی ان مجتہبہ
راوی الزنازیہ عن الامام علیہ الدیۃ اور مجتہبہ میں ہو کہ ایک مرد کے ہاتھ پائوں باندھے اور اسکو شیر مار دے جانور کے آگے ڈال دیا سو اسے اسکو قتل کیا تو قصاص
اور دیت نہیں اور باندھنے والے کو قزیر دی جائے اور وہ بیان نکات مجسوس رہے کہ مر جائے اسکو دم کہ جس کرنا چاہیے اور بزاز یہ میں انکار یا نہ مذکور ہو امام دم سے
ایک روایت یہ ہو کہ باندھنے والے پر دیت ہم اسی طرح کا حکم ہو اگر آدمی اور دند سے یا سانپ یا بچھو کو کوٹھری میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا اور دی کو باندھنے قتل کیا
خواہ سانپ کو آدمی کے ساتھ داخل کیا یا کوٹھری میں سانپ آگے سے موجود تھا اور اگر صغیر کے ساتھ یہ تم ہو گا تو جابر پر دیت ہو کہ ذانی ہمالہ گریہ و فیدہ و ہمارا شخص قتل
فی الشمس و البرد حتی مات فعلی عاقبتہ الدیۃ اور اگر صغیر کے ہاتھ پائوں باندھ کر دھوپ یا سردی میں ڈال دیا بیان نکات کہ وہ مر گیا تو قاتل کے برادر و ن پر دیت ہم
اور جہان مرد صغیر کے مانند ہو اس حکم میں کہ ذانی ہمالہ گریہ و فیدہ و ہمارا شخص قتل کا عاقبتہ فعلی عاقبتہ الدیۃ عند ابی حنیفہ و کو سب
ساتھ تم فرق فلا دیۃ لانہ غرق بجز فی الاول عرق بطرحہ فی الماء اور خانہ میں ہو کہ ایک مرد کے ہاتھ پائوں باندھے اور اسکو دریا میں ڈال دیا سو وہ نہیں
ہو گیا اور وہ بگیا مجرڈا لے کے تو باندھنے والا اور گرانے والے کے برادر و ن پر دیت ہو امام دم کے نزدیک اور اگر وہ شخص ساعت بھر تیرا بھر ڈوب گیا تو دیت نہیں

اس واسطے کہ وہ ذوالجہاد اپنی عاجزی سے اور اول صورت میں اس کے پانی میں گر دینے سے اور باطل قطع غنیمت و اپنی من کلمہ قوم غلبہ و فنیہ المرحۃ فقتلہ آخر
 فقتلہ و فنیہ علیہ لانی حکم المیت ایک دن دوسرے کی گردن کاٹی اور زخم سے میں سے کچھ باقی رہ گیا اور اس میں روح ہو سوسو سے آدمی نے اس کو قتل کیا
 تو اس صورت میں قاتل ثانی پر قصاص نہیں اس واسطے کہ وہ مقتول در حکم میت کے ہر دم تو اگر مقتول مذکور کا بیٹا باپ کی اس حالت میں جانی میں مر گیا تو مقتول کا
 پوتا اپنے آپ کا وارث ہو گا مقتول اپنے فرزند کا وارث ہو گا کہ انی الخطاوی من الذخیرہ و تو قتلہ و سونی مالہ انزع قتل بہ الا اذا کان علیہ لانیہ لانیہ
 کہ انی الخانیہ اور اگر ایک نے دوسرے کو قتل کیا حالانکہ مقتول حالت نزع میں تھا تو قاتل اس کے بدلے قتل ہو گا مگر جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص زندہ نہ رہا
 اس حال میں نزع سے قصاص نہیں قاتل پر کہ انی الخانیہ ہم خلاصہ میں ہو کہ ایک مرنے دوسرے کو قتل کیا اور نزع میں ہو تو قاتل قتل کیا جائے اگرچہ وہ زندہ نہ رہا
 کہ انی الخانیہ یہ تو معلوم ہو گا کہ یہاں دو قول متعلق ہیں خطاوی نے کہا کہ میں نے فانیہ کو دیکھا تو خلاصہ کے موافق پایا لیکن دوسرے حدیث میں تو قتل زندہ کی جگہ
 قتل ہو گا لیکن مترجم نے جو نانیہ میں دیکھا تو شارح کی نقل کے مطابق پایا اور ائمہ اعلم اعلیٰ کہ خلاصہ نزع باعث ہو اس اختلاف کا وہی الخانیہ شق جہانہ بعد ہر
 و قطع آخر غنیمت ان تو ہم بقا کہ حیاء بعد اثنی قتل قاتل العنق والا قتل الشاق و عزز قطع اور نزع میں ہو کہ ایک نے دوسرے کا سر ہٹا لیا ہے یہ بھلا
 و دوسرے نے اس کی گردن کاٹی اگر اس کا زندہ باقی رہا تو ہم ہر چھڑانے کے بعد تو گردن کاٹنے والا قتل کیا جائے اور اگر اس کی زندہ گئی خیال میں نہ آوے
 تو ہٹا لیا جائے والا قتل کیا جائے اور گردن کاٹنے والا تعزیر دیا جائے ہم قاتل گردن کا قصاص ہو گا اگر قطع عمدہ ہو اور اگر خطا ہے ہو تو بہت واجب کی اور سیٹ
 پھاڑنے والے پر ثلث دیت ہو اگر شوق دوسری جانب تک نافذ ہو گئی تو دیت کے در ثلث واجب ہونگے اور چھڑانے والے کا قصاص بھی جو صورت ملک کے ہو اور حاکمین
 دیت واجب ہو گا انی الخانیہ و من جرح رجلاً عمدًا فصار ذرا فراس و مات فقیہ شمس الا اذا وجد ما یقطع کبر الرقبۃ والبرئۃ اور جس نے ایک مرد کو عمدہ زخمی کیا
 سو زخمی صاحب فراس ہو گیا یعنی بستر پر سے چنگا ہو کر نہ اٹھا اور مر گیا تو زخم گانے والے سے قصاص لیا جائے گا مگر جبکہ وہ چیز پائی جائے جو زخم کو قطع کر دے
 جیسے زخمی کی گردن کا کٹنا اور زخم سے چنگا ہو جانا لینے اگر زخمی کی کسی نے گردن کاٹ ڈالی تو باج پر قصاص ہو گا قاتل پر ہو گا یا کہ زخمی ناقہ ہار چھیننے پر لگا
 مر گیا تو باج پر قصاص ہو گا و قد منا ذہب عفا الجرح او الا و لیا و قبل موتہ مع استحسانا اور اس سے پہلے چھیننے یا ذکر کیا اگر مجروح نے یا اس کے وارثوں نے
 مجروح کے مرنے سے پہلے عفو کر دیا تو یہ عفو باعتبار احسان کے صحیح ہو و ان مات یخص ففعل نفسه و ذہب و اسد و حیثہ ضمن زید ثلث الدنئیہ فی مالہ ان کان قتل
 عمدًا والا فعلی عاقلہ اور اگر ایک شخص مر گیا اپنی ذات کے فعل سے اور زید کے فعل سے اور شیر اور سانپ کے فعل سے تو زید ناوان کو ثانی دیت کا اپنے مال میں اگر زید کا
 قتل عمدہ ہو اور اگر عمدہ نہ ہو تو اس کے بدلہ درون پر دیت ہو م صورت اس کی یہ ہو کہ ایک شخص نے اپنے سر میں زخم لگایا اور دوسرے مرد نے بھی اس کے سر میں زخم لگایا اور شیر اور سانپ
 بھی اس کو کاٹا تو مرد جنہی پر ثانی دیت ہو کہ انی الخانیہ من ان کان فی لان فعل الاسد و الحیۃ جنس واحد لانیہ ہر فی الدارین و زید معتبر فی الدارین و قتل نفسه ہر فی الدارین
 لا یعتبہ ختم یا قلم بالا جماع فصارت ثلثہ جناس زید پر ثلث دیت اس واسطے واجب ہوئی کہ شیر اور سانپ کا فعل ایک جنس ہو اس واسطے کہ وہ باطل ہو اس پر کوئی چیز
 واجب نہیں دینا اور آخرت میں اور زید کا فعل و نون جہان میں معتبر ہو اور اس کی ذات کا فعل باطل ہو دینا میں نہ آخرت میں یہاں تک کہ وہ گنہگار ہو گا بالاتفاق تو
 جنایت قین جنس ہو گئی یعنی پھر جب تین فعل سے دو فعل غیر معتبر ہے تو ایک ہی فعل معتبر لہذا ثانی دیت زید پر واجب ہوئی و مقدمہ ان معتبر فی مقتول اکلیف
 لیسیر علیہ جنس آخر علیہ فعل الاسد و الحیۃ و ان لا یزید علی الثلث و لو تعدد قاتلہ لان فعل اکل جنس واحد ان کمال اور ثلث جناس کی تعاقب سے یہ مستفاد ہوتا ہے
 کہ مقتول میں تکلیف ہی لینے قتل اور بلوغ معتبر ہوتا کہ مقتول کا فعل دوسری جنس شہرہ شیر اور سانپ کے فعل کے سوا اس واسطے کہ اگر مقتول صغیر یا مجنون ہو گا تو اس کا
 فعل باطل ٹھیکر گا و ان میں شیر اور سانپ کا منہ اس صورت میں زید پر نصف دیت لازم ہو گا کہ انی الخطاوی اور یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جناس شہرہ پر زیادتی نہ ہو اگر مقتول
 مذکور کے قاتل چند آدمی ہوں یا علیہ کو سب بنی آدم کا فعل جنس واحد ہو لینے ہاں نہیں دینا میں معتبر ہو کہ ذکرہ ابن کمال و یجب قتل من شہرہ علی المسلمین

بشرطیکہ قتال مقتولین کے خون کا وارث نہ ہو و غیرہ اعین الہ اوقات لوانہ صغیر القیص اور بڑا زین بین ہر واقعات سے کہ اگر آمر کا بیٹا صغیر ہو تو قصاص لیا جاوے گا
مگر اگر ایک شخص نے لکھا کہ میرے فرزند کو قتل کرادو فرزند صغیر تو قاتل پر قصاص ہو قوی لکھا اور یہی حکم ہو اور صغیر منہ انضامین ہو کہ یہ محمول ہو قاتل
کے جواب پر اور تسمان کی دلیل سے تو دیت ہو کذا فی الخطاوی و فی الخانیۃ بکذا و فی القاسر و بالف قتلہ القیص اور خانیہ بین ہو کہ ایک نے دوسرے سے کہا
کہ میں نے اپنا خون تیرے ہاتھ ایک پیسے یا تیرا کو بیچا سو اسے اسکو قتل کیا تو قصاص لیا جاوے گا سو اسے کہ یہ باطل ہو اور قاتل کا اذن میں ہو تو یہ قول قاتل کی قتل
کہ اذن میں کہ دیت ہو جب ہو تو قصاص دنی قتل ابی علیہ ویتہ لابنہ اور اس قول میں کہ قاتل کہ میرے باپ کو دیت واجب ہو قاتل پر مقتول کے فرزند کیواسے
ولی الخطاویہ قطع یدہ فیقتلہ اور اس قول میں کہ میرے باپ کا ہاتھ کاٹ سو اسے اسکا ہاتھ کاٹ قصاص لیا جاوے گا قاتل سے ولی حج ابی منجلاشی علیہ
کائنات فی علیہ ان تیرا اور اس قول میں کہ میرے فرزند کا سر چھڑو اسے اسکا سر چھڑو اس پر تو اس پر کہ نہیں پھر اگر وہ مر گیا اس سبب سے تو اس پر خون بہا ہو
دلیل کا سبب لایہ انہما و صغیر کن الاسلام کافی الامداد و استغفرہ العزیز و لیکن رودہ ابن و تسمان اور قول ضعیف یہ ہو کہ اپنی زوات کے
اول قتل پر دیت بھی قصاص کے مانند واجب نہیں اور اس قول کو کہ کن الاسلام نے صحیح کہا ہے چنانچہ عادیہ میں ہو اور طرسوی نے بھی اسی کی
تائید کی ہے لیکن ابن و تسمان نے حکم دیا کہ اگر کسی نے شہر و دیہات میں ہو کہ لائق یہ ہو کہ قاتل اول یعنی سقوط قصاص اور دوسرے دیت صحیح ہو سو اسے کہ
حضرت دم موجود ہو اور قصاص کو ساقط ہو گیا ہو شہد اذن سے اور شہد و ذہب مال کا مانع نہیں قتال قاتل عیدی او قطع یدہ فیقتلہ قاتل قاتل
علیہ ہا چنانچہ اگر ولی نے کہا کہ میرے قاتل کو قتل کیا اسکا ہاتھ کاٹ سو اسے اسکو قتل کیا اور اسکا ہاتھ کاٹا تو اس پر تسمان بین بالاتفاق م ہو سکتا ہے کہ غلام قاتل
ہو قاتل ہو مال بین بتنا ال باری ہو لیکن اس قتل اور قطع میں امر اور مورد خون گناہ میں کذا فی الحموی کہ قاتل قطع یدہ اور چلی والی سری انقضات لان لائق
الاموال فصیح الامر چنانچہ اس قول میں منہ ان بین کہ میرا ہاتھ یا میرا پٹون کاٹ ڈال اگر قطع اسکی جان تک پہنچ جائے اور وہ مر جائے اسے کہ اس پر
اموال کے مانند ہیں تو امر کرنا بین صحیح ہو گام سرایت الی نفس اور سوت نہ ہر زین بین ہو منہ انضامین اور اگر مر سیت کو قتل کرے یا کسی کو بھڑکا دے تو بھڑکا دینے کے عین بھی
غلام نہ ہو جاری ہو گا کذا فی الخطاوی و لو قال قطع علی ان لقطع ہذا الثوب او ہذا الدرہم قطع یحب ارش الیہ لا العود و بطل الصلح بڑا تیرا اور اگر بولا کہ
اتھ کاٹ اس شرط پر کہ تو مجھ کو یہ کپڑا یا درہم دے سو اسے قطع کیا تو ہاتھ کاٹنا واجب ہو گا نہ قصاص اور صلح یعنی شرط عطا سے ثواب یا درہم یا صلح ہوگی کذا
الابن زہری فرغ مسائل ملحقہ شراح کے بہتہ انصاف غیر القاتل لایجوز لایہ لایجوز فیہ التلیک قصاص کا بہرہ کرنا اور شخص کو سو سے قاتل کے جائز نہیں سو اسے کہ
ابن تلیک جاری نہیں ہم اور صلح قاتل کو بھی بہتہ قصاص بڑا کر جائز نہیں کذا فی الحموی حاشیۃ الاشباہ و علی عن القاتل فضل من اصلاح صلح
ان قصاص وارث کا معاف کر دینا قاتل سے افضل اور بہتر ہو مال پر صلح کرنے سے اور صلح بہتر ہو قصاص سے ہم عفو وارث سے قاتل کے برادر ہو جائی ہو دینا
ہو بیت او قصاص سے لیکن ظلم اقدام علی قتال سے برادر نہیں ہوتی کذا فی الخطاوی عن الاشباہ و حاشیۃ ابی اسود و کذا عفو الجرح اور یہی حکم ہو عفو جرح کا یعنی عفو
بہتر ہو صلح سے اور صلح بہتر ہو بدلائین سے لایق توبۃ القاتل حتی یسلم نفسه للعود و بہا یہ صحیح نہیں توبہ قاتل جب تک اپنی جان کو قصاص کیواسے تسلیم کر دے کذا فی ابی
حمزہ فی خطب زبان سے توبہ کرنا اور دل میں نادم ہونا کفایت نہیں کرتا جب تک قصاص کیواسے اپنی جان حاضر کرے اور یہ بھی شرط صحت توبہ کہ مقتول کے وارثوں سے
جرح کرے کہ یہ توبہ بھی ہے ہو اگر کذا فی الخطاوی عن شرح الوہبانیۃ غیرہ الامام شرط عفو قصاص کے حدود و عن الامامین و فرق انصافہ امام ابنی حاکم
شرط استیفاء قصاص ہو یعنی خون کے بدلہ لایق نہیں ہو و کے مانند امام کا ہونا شرط ہو علی اصول کے نزدیک و قصصون نے قصاص و زمین فرق کیا ہو کذا فی خطا
ابی تسمان کے نزدیک استیفاء و دوسرے کے لیے امام شرط ہو قصاص کیواسے عفو میں ہو لایق ہے عفو اور اسکا ایک ارش ہو تو اسکو قاتل کا قتل کرنا قصاص کی راہ سے جائز ہو
انہی نے قصاص کے حکم دیا ہے یا نہ یا ہوا و قاتل کو کھارے قتل کرے اور تکی گردن کاٹے اور اگر غیر توبہ سے قتل کا ارادہ کرے تو نہ کیا جائے اور اگر قاتل نے قتل کرنا توبہ کی

کتاب الجنایات فی ما دون النفس

اسپر تاوان نہیں اور کسی طرح قتل کرے متوفی قصاص ہو گا کذا فی النکاح المکبر یہ فیہا فی قاعدۃ الحدود تدرک بالشہادت القصاص کا محدود الا فی سبع پھر نقصان لاجلہ فی قصاص
 دون الحدود اور شاہدین الحدود و شہادۃ بالشہادت کے قاعدہ میں یہ ہو کہ حدود کی مانند قصاص ہو کر سات صورتوں میں پہلی صورت یہ ہو کہ قاضی کو حکم کرنا اپنی دست
 قصاص میں درست ہو نہ حدود میں ہم یہ قول اسپر تہی ہو کہ قاضی اپنے علم پر فیصلہ کرے سوائے حدود کے لیکن اب فتویٰ اسپر ہو کہ قاضی کو حکم کرنا اپنی دست
 اپنے ہر دون شہادت کے مطلقاً جائز نہیں کذا فی النکاح المکبر یہ فیہا فی قاعدۃ الحدود تدرک بالشہادت القصاص یورث والحدود لا یورث القصاص میں میراث جاری ہو اور حدود میں نہیں ہم دوسرا قول
 ہو کہ قصاص بھی صورت نہیں کذا فی النکاح المکبر یہ فیہا فی قاعدۃ الحدود تدرک بالشہادت القصاص لا یورث القصاص کا عقو کر جائے کہ حد کام یہ بعد مرافعہ کے معمول ہو اور قبل مرافعہ کے حد قو کا
 عقو کرنا جائز ہو کذا فی حاشیہ فی السعد والحدود لا یورث القصاص بالشہادۃ بالقتل بخلاف الحدود فی حد القذف حد موت کا گذر جائز قتل میں شہادت کا مانع نہیں برخلاف حد قذف
 حد قذف کے سوا اولیبت ہا شہادۃ اخرس و کتا بہ بخلاف الحدود اور قصاص ثابت ہو تا ہی کو ننگے کے اشارہ سے اور اس کے لکھنے سے برخلاف حد کے ہم ہر شہاد
 اسکی یہ ہو کہ مقتول کے پاس کو کا آیا اور گرنے تلوار پکڑی اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا یعنی میں نے اسکو تلوار سے مارا ہو تو اس طرح قصاص ثابت ہو گا اور
 ثابت ہوگی کذا فی الطحاوی بجز الشفاعة فی القصاص لا یعد سفارش کرنا حد قصاص میں جائز ہو نہ حد میں السابۃ لا یعد فی القصاص میں الدعوی
 بخلاف الحدود فی حد القذف انتہی ساتویں صورت یہ ہو کہ قصاص میں دعویٰ ضرور ہو نہ حد میں مگر حد قذف میں البتہ دعویٰ ضرور ہو انتہی مافی الاشہاد
 دلی البینۃ لظہر باب دار رجل فقتل الرجل عینہ لا یضمن ان لم یکنہ تخنیۃ من غیر قتلہ وان اکتہ ضمن اور قینہ میں ہو کہ ایک شخص دوسرے مرد کے گھر
 میں جھانکا دروازے کے اندر سے شو اس مرد نے اسکی آنکھ پھوڑ دی تو صاحب خانہ نے پڑھا نہیں اگر جھانکنے والے کا ہٹانا بدولت نہ ہو پھوڑنے کے ممکن ہو اور اگر
 بدولت کے وہ ہٹ سکتا ہو تو تاوان اسپر لازم ہو گا وقال الشافعی لا یضمن قبیحا اور امام شافعی نے کہا کہ آنکھ پھوڑنے والے پر دونوں صورتوں میں تاوان
 نہیں ہم ابو ہریرہ کی حدیث دلیل ہو امام شافعی کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک مرد جھانکے یا دون تیرے اذن کو تو اسکی آنکھ پھوڑ دے ٹھیکہ
 مار کر تو کچھ گناہ نہیں اور ہماری دلیل یہ حدیث ہو کہ آنکھ پھوڑنے سے دینت ہو اور یہ عام ہو ناظر فائدہ اور غیر ناظر کو اور اسباب کہ اگر کوئی باغی ہو تو اسے اندر سے یا گھر میں
 کے کچھ لے تو بھی متوجہ قطع میں نہیں اور حدیث ابو ہریرہ مباہلہ فی الزجر پرمحول ہو اور اگر حدیث مذکور کو اس ناظر پرمحول کیجیے کہ کسی طرح اندر سے باز نہ ہو بدولت آنکھ
 پھوڑنے کے تو منافات بالکل زائل ہو جائے لیکن مسئلہ آئندہ کہ متافی ہو کہ وہ مطلق ہو اس میں کچھ تفصیل نہیں واللہ اعلم کذا فی الطحاوی مختصر او لو ادخل السریر
 فرما ہر فقہا لا یضمن اجماعاً انما الخلاف فیمن اظہر من خارجا اور اگر ایک شخص نے اپنا سر اندر کر دیا سو صاحب خانہ نے اسکو چھینرے مارا سو اسکی آنکھ کو پھوڑ
 دیا تو صاحب خانہ پر ضمان نہیں کذا فی الطحاوی عن ابن البقیہ عن کنز الروس بانفاقی حنفی اور شافعی کے اختلاف حنفی اور شافعی تو فقط مقتولین پر جبکہ گھر کے باہر سے اندر کیسے واللہ اعلم

باب القود فی ما دون النفس

یہ باب ہو ماسوائے جان کے قصاص میں یعنی اطراف انسانی کے بدلہ لا یعنی ہم قصاص ما دون النفس ثابت ہو کتاب اور سنت اور اجماع انتہی قال تعالیٰ (و الجروح قصاص)
 حدیث میں ثابت ہو کہ ایک عورت نے جاریہ انصار کا دانت ٹوڑا تھا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا امر فرمایا کذا فی النکاح المکبر یہ فیہا فی قاعدۃ الحدود تدرک بالشہادت القصاص
 اور وہ یعنی قصاص ما دون النفس ہر ایک مقام میں جاری ہو جہاں حفظ عاقلیت کی رعایت ممکن ہو یعنی جہاں برابری اعضا کی ظالم اور مظلوم کے نقصان کی ہو وہاں بالبدیہ جاری
 اور جہاں حفظ عاقلیت متصور نہیں ان قصاص نہیں وہاں دیت ہو کچھ اور چنانچہ معلوم ہو گا کہ پھر جب رعایت عاقلیت کے بدلہ لا یعنی میں لازم ہوئی تو دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کیسے
 جاوے گا اور نہ بیان پکڑ دہنے کے اور نہ تندرست ہاتھ لہجے ہاتھ کے بدلے اور نہ عورت کا ہاتھ مرد کے ہاتھ کے بدلے اور نہ مرد کا ہاتھ عورت کے ہاتھ کے بدلے اور نہ آزاد کا ہاتھ غلام کے
 ہاتھ کے بدلے اور نہ غلام کا ہاتھ دوسرے غلام کے ہاتھ کے بدلے سو ظاہر ہو کہ غلام کے ہاتھ میں نصیب تیرت واجب ہو اور رعایت غلام کی
 کی مختلف ہوتی ہو اور قصاص میں بل میں اور سر کی کھال میں اور خیار اور پشت اور شکم اور زقن کے گوشت میں قصاص نہیں اور نہ طمانچہ وغیرہ مارنے میں ہی قطع کے اعضا کا

باب القود فی ما دون النفس

[illegible]

یہ قول و طرف المسلم والا کافر سیاہی اللہ و فی الارش اور اطراف مسلم اور کافر کی برابری میں جو ہا کی مساوات کے سبب سے ہم کافر سے ذمی مراد ہے
 اور اگر بی اور ستاسن کہانی اطمینان و قبال الشافعی کل من قبل یطیع ہونے والا اور امام شافعی نے کہا کہ جو شخص قتل کیا جاتا ہے جس کے بدلے اس کا عضو
 کی قطع کیا جاتا ہے اس کے بدلے اور جو قتل نہیں ہوتا اس کا عضو بھی قطع نہیں ہوتا یعنی کٹنے کے نزدیک مسلم کا قتل نہیں فی کے بدلے تو اس کے عضو کا بھی قطع نہیں اس کے
 بدلے کے بدلے و لانی قطع میں نصف صاحبہ لیا اور قصاص نہیں ہوتا کہ کٹنے میں نصف ساعد سے بدل لگنا یعنی رعایت مساوات نہیں ہو سکتی کی بیشی کے
 اطالی سے حالانکہ قصاص عبارت برائت اور مساوات سے و لانی جائزہ حریت اور قصاص نہیں جس جائزہ میں جو چنگا ہو گیا ہم جائزہ زخمی ہو اندر پٹیا تک
 ہو گیا یہ کہ اگر نہ ہوتا ہے یا پٹیا کی طرف سے تو گردن اور حلق اور ہاتھ اور پاؤں میں جائزہ نہیں ہوتا لیکن فوطون اور وقتہ میں جائزہ ہوتا ہے کہانی اطمینان و قبال
 شافعی ذمی قاتل جزا میں بارت بیکسح الا فطر البکر او البکر بن کمال پھر اگر زخم جائزہ چنگا ہو اسو اگر ساری ہو گیا یعنی زخم کے صدقہ زخمی مر گیا تو
 جائزہ قصاص لیا ہو گیا اور اگر نہ ہو تو موت یا موت کا لہذا اگر نہ چاہیے کہ اصح ابن کمال و لسان و ذکر و مؤن لہذا یعنی شرح و ہا بنیہ و اقروہ لہذا
 ہا بنیہ و اقروہ لہذا یعنی شرح و ہا بنیہ و اقروہ لہذا یعنی شرح و ہا بنیہ و اقروہ لہذا یعنی شرح و ہا بنیہ و اقروہ لہذا یعنی شرح و ہا بنیہ و اقروہ لہذا
 معوم و اقروہ فی الشہار الیہ فی الفہم او قصاص نہیں زبان اور ہاتھ کے قطع میں اگر ہر دونوں ہوتے ہیں تو قطع ہونے پر فتویٰ ہو گا کہانی اطمینان و قبال
 اور اسی کو ثابت رکھا ہے کہ ہر شخص میں ہوا ہے کہ ناسخہ ہوتا ہے اور چاہیے کہ قطع میں کئی شئی قتل ہو میں کہتا ہوں لیکن قاضی خان نے لزوم قصاص کا
 قطعی حکم کیا ہے اور میں اسکو امام نے قاتل قرار دیا ہے اور عید کی عبارت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر ناسخہ ہوتے ہیں تو قطع ہوتا ہے یا پٹیا کے بدلے تو قطع ہوتا ہے
 لیا جاوے اسو اس کے قطع کی حد معلوم اور نہیں ہو اور شہار الیہ میں اسکو ثابت رکھا ہے تو اس اختلاف کو یاد رکھنا چاہیے قنادی قاضی خان میں ہو کہ ذکر کے
 قطع میں عید ہوتے ہیں قصاص ہو اور اگر اسکو وسط سے قطع کیا تو قصاص نہیں اور قطع زبان میں قصاص نہیں ہوتا اور یہ غیر میں شرح ہو کہ قطع لہذا یعنی شرح و ہا بنیہ و اقروہ
 ہونا ابو یوسف کا قول ہے تو معوم ہو کہ قاضی خان میں ابو یوسف کا قول مذکور ہے نہ امام کا اور عالمگیری میں غیر سے منقول ہو کہ بعض ذکر کے قطع میں قصاص نہیں ہوتا
 اگر امام ذکر قطع ہوا تو اصل میں امام حد تک موقوف نہیں کریں ہو کہ اس میں قصاص نہیں اور ابو یوسف سے روایت ہون ہو کہ اس میں قصاص نہیں ہوتا ہے اور یہی ہے
 الروایہ پھر جو شئی اللہ اعلم الا ان قطع کل اشفۃ فیتقص و لو بعضہا لا تریہ کہ بالکل پٹیا قطع ہو جائے تو اسکا قصاص لیا جاوے گا اور اگر تمام نہیں ہو گا تو قطع نہیں ہو گا
 تو قصاص نہیں ہوا ہوا کہ کل جثہ کی قطع معلوم ہے لیکن کی وجہی بالقطع بعض اللسان اور قطع بعض زبان کا حکم آگے مذکور ہو گا تو قصاص قصاص
 نے اشفۃ ان استقصا بالقطع لا مکان لثانیہ والا یتقصا لا یقصر بحسب وجوہہ اور قصاص واجب ہی ہونے میں اگر قاطع نے قطع کے سبب سے
 لب کو ہٹا دیتا ہے پٹیا دیا یعنی رگڑ کے کا لکھ باقی نہ رکھا تو قصاص ممانعت کے ممکن ہونے کی وجہ سے ہو گا اگر لب کو رگڑ کے نہیں کاٹا تو قصاص لیا جاوے گا
 کہانی اطمینان و قبال الشافعی ذمی قاتل جزا میں بارت بیکسح الا فطر البکر او البکر بن کمال پھر اگر زخم جائزہ چنگا ہو اسو اگر ساری ہو گیا یعنی زخم کے صدقہ زخمی مر گیا تو
 حکومت عدل ہر حکومت عدل کی تفسیر کتاب الیات میں معوم ہو گی کہ عید اور اور بی عیب کی قیمت پٹھرائی جائے تو جو قدر دونوں میں تفاوت ہو
 وہ دیتے ہی حکومت عدل ہر حکومت عدل کی تفسیر کتاب الیات میں معوم ہو گی کہ عید اور اور بی عیب کی قیمت پٹھرائی جائے تو جو قدر دونوں میں تفاوت ہو
 الارش و علی ہائی اسن و سائر الاطراف الی تھاؤ اذا کان طرف الضارب و القاطع معیا پھر لہجہ علیہ بین افعہ المعب و الارش کا بلا اور اگر
 قاطع لہجہ یا ناقص الاطراف ہو یا سب کے زخمی کر لے والے کا سر بڑا ہو اس کے سر سے جس کے سر کو سنے زخمی کیا ہو تو زخمی مختار ہو گا قصاص لینے اور دیتے کے
 لینے میں و علی ہائی اسن و سائر الاطراف الی تھاؤ اذا کان طرف الضارب و القاطع معیا پھر لہجہ علیہ بین افعہ المعب و الارش کا بلا اور اگر
 قطع عیب وار عضو کے قصاص لینے اور دیتے کا لینے میں مختار ہو جائے بلکہ عیب دار کو اسے چاہے پورا خون ہا ہے ہم اختیار اسو دیا گیا کہ

رقتہ تالی النبی علیہ السلام کہ مقتول ہو گیا اور اگر غلام کے قتل خطایا مال کا اقرار کیا تو اس کا اقرار اس کے مالک پر نافذ نہ ہوگا بلکہ اس کی گردن پر ہوگا
 آزاد ہوئے کسی یعنی آزاد ہونے کے بعد سپردیت دینا لازم ہوگا چنانچہ مصنف نے جو ہرہ سے نقل کیا ہے کہ قال دظاہر کلام النبی علیہ السلام
 بالخطا و اصلاحی لانی حقہ ولانی حق سیدہ و نحوہ تے احکام البعید من الاشباہ معلل بان یوجب المدح او الفداء استغفرت اللہ عنہ کہ اس اور
 زبانی کا ظاہر کلام و حالت کرتا ہو کہ غلام کا اقرار قتل خطا کا اصلاحی ہو یعنی نہ غلام کے حق میں نہ اس کے مالک کے حق میں اور اسی کے ماسند
 اشباہ کے احکام بعید میں مذکور ہو زبانی نے ابطال اقرار ثابت کیا ہے یون تعلیل بیان کر کے کہ اس اقرار کا موجب دفع غلام ہو یا فدیہ دنیا انتہی قول مصنف
 سوا میں مال کہم شراح نے بغیر مثال اشارہ کیا کہ یہ تعلیل زبانی کی جانب سے ہو نہ اشباہ کی طرف سے اس واسطے کہ اشباہ میں تعلیل ہی مذکور
 نہیں زبانی کی پوری تقریر یوں ہے کہ اقرار غلام قتل خطا باطل ہو اس واسطے کہ موجب اس کا یا فدیہ یا فدیہ مالک پر اور غلام پر کچھ واجب نہیں تو اقرار مذکور
 صحیح نہ ہوگا خواہ غلام مجبور ہو یا آزاد فی التجارۃ ہو اس واسطے کہ یہ اقرار باب تجارت سے نہیں تو باطل ہوگا لانی البطلان لکن علیہ التمسائی باند اقرار
 بالذی علی العاقلة انتہی فقیر برہ او قد ارجح العلماء علی ائمتہ بقیۃ قولہ علیہ السلام و السلام ان قتل العواقل عبادا ولا عدا ولا احرارا ولا اعتزاف سے تو
 اقرار جو باقتل خطا و کلم کین قرارہ اقرار اس علی العاقلة اسی الا ان یصدقہ وہ و کذا اقرارہ لہ التمسائی نے العاقل فہو لیکن تمسائی شراح نے قہار نے
 اس کی تعلیل یوں بیان کی ہے کہ قتل خطا کا اقرار کرنا دیت علی العاقل کا اقرار ہو اس کلام میں تدبیر اور غور کر کہ منقولہ فیہ ہوا سبیلہ کہ علما نے اجماع کیا ہے
 اس حدیث کے مقتضا پر عمل کرنے کا کہ عواقل دیت غلام کے مثل نہیں ہوتی اور نہ صلح اور نہ اقرار کے بیان تک کہ اگر اقرار قتل خطا کا اقرار کرے تو یہ اقرار عاقلہ لہ
 مددگاروں پر نہ ہوگا فی صورت میں مددگاروں پر دیت ہو جبکہ وہ اقرار کی تصدیق کریں اور اسی ضمن میں کی تقریر کیا ہو تمسائی مذکور نے کتاب العاقل میں تفصیلا
 یہیہم طحاوی نے شراح کے اس عرض کا جواب دیا ہے جو کہ اسکے دریافت کا شوق ہو وہ عبارت طحاوی کو جو اس ترجمہ کے حاشیہ پر مرقوم ہو ملاحظہ کرے
 رمی رجلا عند اقتضاسہم لی حرفا بالیقین للاول لانہ عند ولاشائی الدیۃ علی قلت لانہ خطا و ایک مرد کے عدا تیر مارا سو اس کے بدن سے پار ہو کر
 دوسرے شخص کے جانگاسو دونوں مر گئے تو پہلے مرد کے واسطے قصاص دیا جاوے گا اسلئے کہ وہ قتل عدا ہوا اور دوسرے مرد کے واسطے دیت واجب ہو گئی
 کے برادر وں پر اسلئے کہ وہ قتل خطا ہو ہم پر چند فعل واحد ہی لیکن اند و اثر سے متبدل ہو گیا لانی الزیلعی وقعت حیۃ علیہ فدفعہا عن نفسه فمات علی آخر
 فدفعہا عن نفسه فوقع علی ثالث فاسعہ اسی الثالث فلما فطن الدیۃ یکنما سئل ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بفقیرۃ جامعۃ فقال لا یضمن الاول لان
 الذیہ لم یضر الثانی و کذا لک لا یضمن الثانی و الثالث لو کثر واداما لا یفرقان لیسعہ مع سقوطہما فورا من غیر حملۃ فعلی الدافع الذیہ لورثۃ
 المالک و الا لیسعہ فورا لا یضمن دافعا علیہ ایضا فاستصوبہ جمیعا و ہرہ من مناقبہ زنی المدعۃ صیر فیہ مجمع الفتاوی سانبہ گریڈ ایک شخص پر
 سو اسنے اپنے اوپر سے ہٹا کر چھین کا سود دوسرے شخص پر جا پڑا پھر دوسرے شخص نے اسکو اپنے اوپر سے ہٹایا تو تیسرے شخص پر جا پڑا سو تیسرے کو
 اسنے کاٹا تو وہ مر گیا تو کون شخص پر خونہا واجب ہوگا اس طرح سوال ہوا تھا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جماعت علما و محدثین کے روبرو سوال
 فرمایا کہ اول شخص پر ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ سانبہ نے دوسرے شخص کو ضرر پہنچایا اور سیطح دوسرے شخص ضمان نہ گیا اگر تین آدمیوں
 زیادہ لوگ ہوں رہا آخر شخص ہوا اسکا چال ہو کہ اگر اسکو سانبہ نے گرنے کے ساتھ ہی بلا توقف کاٹا تو سانبہ کے ہٹانے واسطے شخص پر خونہا واجب ہو جائیگا
 وارثوں کو واسطے واجب ہو اور اگر سانبہ نے فوراً اسکی ٹانگی کاٹ لی تو سانبہ کے کاٹا تو ہٹانے واسطے پر بھی ضمان دیت کا لازم نہیں آوے گا پھر سب عالموں نے ٹھیک جواب دینے
 اقرار کیا اور یہ سب بھی بخیر متاقب امام کسی نے مدعیہ کذا فی البصیرۃ مجمع الفتاوی میں فوراً کاٹنے سے واثق سبب ٹھہر موت کا لہذا سپر خونہا واجب ہوا اور اگر لہذا
 کاٹا تو دافع سبب نہ مال مصنف و ہذا تفصیل احب فی عادیۃ الفتوی وہی ان کا بایں غور واقع علی آخر فالقاع علی الثالث و الثالث علی الثالث

مسلک ذلک
 لکن علما نے مصنف
 بالذی علی العاقلة
 اقرار دیت علی العاقلة
 دیت کی طرف سے
 العاقل انتہی قول
 ان المردود علیہ
 ہوا کہ لک لا یضمن
 الذیہ لم یضر
 نہ ہوا کہ لک لا یضمن
 کلام لایستثنی
 لانی حقہ ولانی حق
 سیدہ و نحوہ
 تے احکام البعید
 من الاشباہ
 معلل بان یوجب
 المدح او الفداء
 استغفرت اللہ
 عنہ کہ اس اور
 زبانی کا ظاہر
 کلام و حالت
 کرتا ہو کہ غلام
 کا اقرار قتل
 خطا کا اصلاحی
 ہو یعنی نہ غلام
 کے حق میں نہ اس
 کے مالک کے حق میں
 اور اسی کے ماسند
 اشباہ کے احکام
 بعید میں مذکور
 ہو زبانی نے ابطال
 اقرار ثابت کیا ہے
 یون تعلیل بیان
 کر کے کہ اس اقرار
 کا موجب دفع غلام
 ہو یا فدیہ دنیا
 انتہی قول مصنف
 سوا میں مال کہم
 شراح نے بغیر
 مثال اشارہ کیا
 کہ یہ تعلیل زبانی
 کی جانب سے ہو نہ
 اشباہ کی طرف سے
 اس واسطے کہ
 اشباہ میں تعلیل
 ہی مذکور
 نہیں زبانی کی
 پوری تقریر یوں
 ہے کہ اقرار غلام
 قتل خطا باطل ہو
 اس واسطے کہ
 موجب اس کا یا
 فدیہ یا فدیہ مالک
 پر اور غلام پر
 کچھ واجب نہیں
 تو اقرار مذکور
 صحیح نہ ہوگا
 خواہ غلام مجبور
 ہو یا آزاد فی
 التجارۃ ہو اس
 واسطے کہ یہ
 اقرار باب
 تجارت سے نہیں
 تو باطل ہوگا
 لانی البطلان
 لکن علیہ
 التمسائی باند
 اقرار
 بالذی علی
 العاقلة انتہی
 فقیر برہ او
 قد ارجح
 العلماء علی
 ائمتہ بقیۃ
 قولہ علیہ
 السلام و
 السلام ان
 قتل العواقل
 عبادا ولا
 عدا ولا
 احرارا ولا
 اعتزاف سے
 تو اقرار جو
 باقتل خطا
 و کلم کین
 قرارہ اقرار
 اس علی
 العاقلة اسی
 الا ان یصدقہ
 وہ و کذا
 اقرارہ لہ
 التمسائی نے
 العاقل فہو
 لیکن تمسائی
 شراح نے
 قہار نے
 اس کی
 تعلیل یوں
 بیان کی ہے
 کہ قتل خطا
 کا اقرار کرنا
 دیت علی
 العاقل کا
 اقرار ہو اس
 کلام میں
 تدبیر اور
 غور کر کہ
 منقولہ فیہ
 ہوا سبیلہ
 کہ علما نے
 اجماع کیا
 ہے اس حدیث
 کے مقتضا
 پر عمل کرنے
 کا کہ عواقل
 دیت غلام
 کے مثل
 نہیں ہوتی
 اور نہ صلح
 اور نہ اقرار
 کے بیان تک
 کہ اگر اقرار
 قتل خطا کا
 اقرار کرے
 تو یہ اقرار
 عاقلہ لہ
 مددگاروں
 پر نہ ہوگا
 فی صورت
 میں مددگاروں
 پر دیت ہو
 جبکہ وہ
 اقرار کی
 تصدیق کریں
 اور اسی
 ضمن میں
 کی تقریر
 کیا ہو
 تمسائی
 مذکور نے
 کتاب
 العاقل میں
 تفصیلا
 یہیہم
 طحاوی نے
 شراح کے
 اس عرض
 کا جواب
 دیا ہے جو
 کہ اسکے
 دریافت کا
 شوق ہو
 وہ عبارت
 طحاوی کو
 جو اس
 ترجمہ کے
 حاشیہ پر
 مرقوم ہو
 ملاحظہ
 کرے رمی
 رجلا عند
 اقتضاسہم
 لی حرفا
 بالیقین
 للاول لانہ
 عند ولاشائی
 الدیۃ علی
 قلت لانہ
 خطا و ایک
 مرد کے
 عدا تیر
 مارا سو
 اس کے بدن
 سے پار ہو
 کر دوسرے
 شخص کے
 جانگاسو
 دونوں مر
 گئے تو
 پہلے مرد
 کے واسطے
 قصاص
 دیا جاوے
 گا اسلئے
 کہ وہ قتل
 عدا ہوا
 اور دوسرے
 مرد کے
 واسطے
 دیت واجب
 ہو گئی کے
 برادر وں
 پر اسلئے
 کہ وہ قتل
 خطا ہو
 ہم پر
 چند فعل
 واحد ہی
 لیکن اند
 و اثر سے
 متبدل ہو
 گیا لانی
 الزیلعی
 وقعت
 حیۃ علیہ
 فدفعہا
 عن نفسه
 فمات علی
 آخر فدفعہا
 عن نفسه
 فوقع علی
 ثالث فاسعہ
 اسی الثالث
 فلما فطن
 الدیۃ یکنما
 سئل ابو
 حنیفہ رحمۃ
 اللہ علیہ
 بفقیرۃ
 جامعۃ فقال
 لا یضمن
 الاول لان
 الذیہ لم
 یضر
 الثانی و
 کذا لک لا
 یضمن
 الثانی و
 الثالث
 لو کثر و
 ادا ما لا
 یفرقان
 لیسعہ مع
 سقوطہما
 فورا من
 غیر حملۃ
 فعلی
 الدافع
 الذیہ لورثۃ
 المالک و
 الا لیسعہ
 فورا لا
 یضمن
 دافعا
 علیہ ایضا
 فاستصوبہ
 جمیعا و
 ہرہ من
 مناقبہ
 زنی المدعۃ
 صیر فیہ
 مجمع
 الفتاوی
 سانبہ
 گریڈ ایک
 شخص پر
 سو اسنے
 اپنے اوپر
 سے ہٹا کر
 چھین کا
 سود
 دوسرے
 شخص پر
 جا پڑا
 پھر
 دوسرے
 شخص نے
 اسکو
 اپنے
 اوپر
 سے
 ہٹایا
 تو
 تیسرے
 شخص پر
 جا پڑا
 سو
 تیسرے
 کو اسنے
 کاٹا
 تو وہ
 مر گیا
 تو کون
 شخص
 پر
 خونہا
 واجب
 ہوگا
 اس
 طرح
 سوال
 ہوا
 تھا
 امام
 ابو
 حنیفہ
 رحمۃ
 اللہ
 علیہ
 سے
 جماعت
 علما
 و
 محدثین
 کے
 روبرو
 سوال
 فرمایا
 کہ
 اول
 شخص
 پر
 ضمان
 لازم
 ہوگا
 اس
 واسطے
 کہ
 سانبہ
 نے
 دوسرے
 شخص
 کو
 ضرر
 پہنچایا
 اور
 سیطح
 دوسرے
 شخص
 ضمان
 نہ
 گیا
 اگر
 تین
 آدمیوں
 زیادہ
 لوگ
 ہوں
 رہا
 آخر
 شخص
 ہوا
 اسکا
 چال
 ہو
 کہ
 اگر
 اسکو
 سانبہ
 نے
 گرنے
 کے
 ساتھ
 ہی
 بلا
 توقف
 کاٹا
 تو
 سانبہ
 کے
 ہٹانے
 واسطے
 شخص
 پر
 خونہا
 واجب
 ہو جائیگا
 وارثوں
 کو
 واسطے
 واجب
 ہو اور
 اگر
 سانبہ
 نے
 فوراً
 اسکی
 ٹانگی
 کاٹ
 لی
 تو
 سانبہ
 کے
 کاٹا
 تو
 ہٹانے
 واسطے
 پر
 بھی
 ضمان
 دیت
 کا
 لازم
 نہیں
 آوے
 گا
 پھر
 سب
 عالموں
 نے
 ٹھیک
 جواب
 دینے
 اقرار
 کیا
 اور
 یہ
 سب
 بھی
 بخیر
 متاقب
 امام
 کسی
 نے
 مدعیہ
 کذا
 فی
 البصیرۃ
 مجمع
 الفتاوی
 میں
 فوراً
 کاٹنے
 سے
 واثق
 سبب
 ٹھہر
 موت
 کا
 لہذا
 سپر
 خونہا
 واجب
 ہوا
 اور
 اگر
 لہذا
 کاٹا
 تو
 دافع
 سبب
 نہ
 مال
 مصنف
 و
 ہذا
 تفصیل
 احب
 فی
 عادیۃ
 الفتوی
 وہی
 ان
 کا
 بایں
 غور
 واقع
 علی
 آخر
 فالقاع
 علی
 الثالث
 و
 الثالث
 علی
 الثالث

شور کرنے سے زانی نہ بھاگے اور نہ اسے ہانڈہ کڈانی الجھادی فرورج مسائل متعلقہ شرح کے بھی جو بوقت سال بہ رجل شد قری فاراد شد با فرست فحاشت فزاد
 حلقہ عاتقہ الامر صغیر فادون سے ایک مرد نے کہا کہ میرا گھوڑا باندھ دے سوئے اس کے ہانڈہ کڈنے کا ارادہ کیا سو گھوڑے نے اس کو پاؤں سے کچلا سو وہ مر گیا
 تو اس کا خون ہمارے دالے کے باروں پر بہہ نکلا اور عطلی صیحا بھی اسلحا اور امرہ بھل شئی اور کسر حلیب و کھنوکھاب بلا اذن و ایضاً فحاشت اور اسی طرح
 اگر صغیر کو لاشی یا ہتھیار دیا یا اس کو کسی چیز کے اٹھانے کا امر کیا یا لکڑی چیرنے کا اور مانند اسکے اور کوئی امر کیا بلا اذن اسکے ولی کے سو وہ لڑکا مر گیا تو دیت
 واجب ہوگی ہم ایسے لاشی یا ہتھیار دیا تھا منے کے واسطے اور اس سے کہ نہ سو اس کے سبب سے وہ مر گیا اس طرح کہ اسکے ہاتھ سے کسی ہتھیار پر چھو رہا تھا
 اور یہ مرد نہیں کہ صغیر نے ہتھیار سے اپنی ذات کو ہلاک کیا اس واسطے کہ اگر وہ اپنی ذات کو یا غیر کو ہلاک کرے گا تو دافع پر ضمان نہیں کڈانی الجھادی فی فی النفس
 و الجھادۃ ولو اعطاه السلط و لم یقبل اس کے قتل لان اور اگر اس کو ہتھیار دیا اور یہ نہ کہا کہ اس کو کھڑے رہ دو تو اس میں دوقول ہیں یعنی وجوب دیت اور عدم وجوب
 ہم قول مختار یہ کہ دیت واجب ہو کڈانی الجھادۃ صی علی حالہ اصارہ برجل فو ق فحاشت ان صاحب بہ قتالی لا یقتع فو ق لا یقین قوتال
 قوت فو ق من ہلے قیل لا یقین مطلقاً جیہ طفل صغیر ہو دیو پر ایک مرد نے ہتھیار دیا سو وہ گر پڑا اور مر گیا اگر یوں شور کر کے کہ اس سے کہ شہر دار
 نہ کرنا سو وہ گر پڑا تو اسے جو نہا نہیں اور اگر یوں چلا کر کہا کہ گر پڑا سو وہ گر پڑا تو جو نہا لازم ہو گا ای قول پر فتویٰ ہوا و ایضاً فو ق نہ کڈانی الجھادۃ
 فصل فی الفعائین فصل ہو فعل کے مسائل میں مثلاً قطع پر اور قتل خواہ ایک شخص سے دو فو ق فو ق یا دو شخصوں سے قطع پر جول ثم قتل فو ق
 بالامرین اسے با قطع حاصل و لو کان عمین او کان خطائین او کاناً مختلفین ای احد ہما عدلاً والاخر خطا و قتل بینا بر دو لا ہما کا ایک مرد کو چھوڑ کر
 مار ڈالا تو دونوں امر لے قطع اور قتل دونوں فعل میں پکڑا جاوے گا یعنی دونوں فعل کا بدلہ اس سے لیا جاوے گا اگرچہ دونوں فعل عمد ہوں یا دونوں خطا
 ہوں یا دونوں مختلف ہوں یعنی ایک فعل عمد ہوا و دوسرا خطا خواہ دونوں فعل میں صحت واقع ہو گئی ہو یا نہ واقع ہوئی فیو ق بالامرین سے لکل بلا تکرار
 الان فی خطائین لم یقتل بینا بر دو فاما تیدا خلان فجب فیما دیت واحدہ وان لکل بر دو تیدا خلان کما علمت تو فاعل ما خود ہو گا سبب صدور فو ق مذکور
 میں بدو ن داخل کے گردان دو خطا فو ق میں جگہ در میان صحت واقع نہیں ہوئی اس واسطے کہ وہ دونوں فعل خطا کے متداخل ہونگے یعنی ایک فعل میں
 داخل ہو گا و جگہ اعتباراً اتحاداً جزا کے تو دونوں میں ایک ہی دیت واجب ہوگی اور اگر در میان میں صحت واقع ہوئی تو دونوں متداخل نہ ہونگے چنانچہ
 تو معلوم کر چکا ہو من کے عموم سے فالج فصل ان القطع اما عدو خطا و لقتل کذلک صدار بقو ثم الامان کیون بینا بر دو لا صارت ثانیہ وقد علم حکم کل نہا خطا
 یہ ہو کہ قطع یا عمد ہو یا خطا ہو اور قتل بھی اسی طرح دو قسم عمد ہو یا خطا ہو تو یہ چار قسمیں ہوں گیں پھر دونوں کے در میان صحت حاصل ہوئی یا نہ ہوئی تو اگر
 قسمیں ہوں گیں اور البتہ ہر صورت کا حکم معلوم ہو گیا ہم تو اگر قطع اور قتل دونوں عمد ہوں اور قطع کے بعد صحت ہو گئی ہو تو اول قطع کا قصاص لیا جاوے گا
 پھر قتل کا اور اگر صحت مابین میں حاصل نہ ہوئی تو بھی امام کے نزدیک یہی حکم کہ قطع پر کے بعد قصاص ہو گا اور صاحبین کے نزدیک فقط قتل ہو گا نہ
 قطع تو جزا و قتل قتل کی جن میں داخل ہو گئی اور اگر قطع اور قتل دونوں خطا ہوں تو اگر در میان میں صحت ہو گئی ہو تو قطع اور قتل دونوں کی دیت واجب
 ہوگی یعنی نصف دیت قطع کی اور پوری دیت قتل کی اور اگر در میان میں صحت نہ ہوئی تو فقط قتل کی دیت کفایت کرتی ہو اور اگر قطع عمد ہو اور قتل
 خطا ہو خواہ در میان میں صحت ہوئی ہو یا نہ ہو تو قتل کا لیا جاوے گا اور دیت فحاش کی واجب ہوگی اور اگر قطع خطا ہو اور قتل عمد ہو خواہ صحت ہوئی ہو
 یا نہ ہوئی ہو تو قطع کی دیت واجب ہوگی اور قتل کا قصاص لیا جاوے گا کڈانی شرح الوفاقین ضربہ بانیہ سوط فیما من تسعین و لم یقتل اثراً اسی اثر الجراحۃ
 و مات من عشرة فقیہ و فیہ واحدہ لانه لما یمن تسعین لم یقتل اثراً اسی اثر الجراحۃ ضربہ بانیہ سوط فیما من تسعین و لم یقتل اثراً اسی اثر الجراحۃ
 اور انکی جراحت کا اثر گھوٹاتی نہا اور وہ مر گیا اس کوڑے کے صدمہ سے تو اس میں ایک ہی دیت واجب ہوگی اس واسطے کہ جب وہ چکا ہو گیا تو اس کوڑے سے تو انکا مارنا

فصل فی الفعائین

اور اسی طرح اگر کسی شخص سے ایک وارث کسی چیز کے متروکین سے دعویٰ کیا اور گواہ لایا تو وہ دعویٰ سب وارثوں پر ثابت ہو گیا بشرطیکہ پر دعویٰ کرنے کی مدتی کو حاجت نہیں تم فرع علیہ بقولہ فلو اقام حجة بقتل ابيه غير ان مع غيبه ابيه يراد القود والعتيب اذ جاء حاجتي فغير الغائب لكنه محسوس لا زصار منها غير مصنف نے قاعدہ کو گواہ پر تفریع کی قبول خود تو اگر ایک بھائی نے گواہ قائم کی اپنے باپ کے قتل عمد پر دوسرے بھائی کی غیبت میں قصاص لینے کے واسطے تو حاکم قصاص میں سے باتفاق غائب کے حاضر ہونے تک لیکن قاتل مجبوس رکھا جاوے گا اس واسطے کہ وہ تمہم ہو گیا ام کے نزدیک اس واسطے قصاص ہو گا کہ ایک وارث باقی وارثوں کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور صاحبین نے نزدیک عفو غائب کے قتال سے قتال میں نان حفر الغائب فعیدہ ما تبا لیسہ لہ الا قاتل وقال لا یعیدہ لہ لہ غائب بھائی حاضر ہوا تو عادہ حجت کرے دوسرے بازادونوں بھائی قاتل کو قتل کریں اور صاحبین نے کہا کہ گواہ کرے یعنی اس واسطے کہ ایک نزدیک ملک و رتہ بطریق میراث کے ہونے بطریق خلافت کے و فی قتال الخطا والیدین لا یتخرج الی اعادۃ الیہ بل بالاجماع لا مروری قتل خطا اور دین میں اعادہ شہادت کی حاجت نہیں ہوا لہذا قاتل بلیل گذشتہ یعنی قتل خطا دین کا موجب مال ہو اور مال میں ثبوت ملک بطریق میراث کے ہوا تو ایک وارث باقی وارثوں کے قائم مقام ہو گا فلو میں لقاتل علی عفو الغائب فالجاء فخر خصم لا یتکلم بہ الا وبتقط الفود و اگر قاتل گواہ لایا وارث غائب کے عفو کر دیتے پر تو وارث حاضر فخر خصم ٹھہر گیا اس واسطے کہ قصاص منقلب بھال ہو گیا اور قصاص میں ساقط ہو گیا حاضر اس واسطے خصم ہو کہ قاتل نے اسپر حق کا دعویٰ کیا لینے در صورت عفو کے حاضر کا حق قصاص میں سے ساقط ہو گیا اور قصاص منقلب بھال ہو گیا اور یہ ممکن نہیں مگر عفو غائب کے اثبات سے لہذا حاضر غائب کی طرف سے خاص فخر خصم بھریب اسپر حکم ہو گیا تو غائب پر شجاع حکم ہو گیا پھر اگر غائب آوے اور عفو کا اقرار کرے اور گواہ غائب ہوں یا مگر گئے ہوں تو نصف دیت سکتا ہو گا لہذا فی الخطا دی و کذا لو قتل عبدہما عمرا و خطا و الحال ان السیدین احمد ہما غائب ہو علی تفصیل السابق اور اسی طرح اگر دو مالکوں کے ایک غلام کو عدا یا خطا قتل کیا اور حالانکہ دونوں مالکوں میں سے ایک غائب ہو تو اسکا حکم موجب تفصیل سابق کے ہو م یعنی اگر مالک حاضر گواہ لایا تو گواہی مقبول ہوگی بدون اعادہ مالک غائب کے اور اگر قاتل گواہ لایا تو مالک غائب کے عفو کر دیا تو مالک حاضر فخر خصم ٹھہر گیا اور قصاص قلم ہو جاوے گا و لو اخر و الیا فود لعفو اخیما ای الثالث فلو ای اخبار ہما عفو لاقصاص منہما علیہما او اگر قصاص کے دو وارثوں نے اپنے تیسرے بھائی کے عفو کرنے کی خبر دی تو انجا خبر دینا عفو قصاص ہوا نہیں دونوں کی طرف سے ایک گمان پر عمل کرتے کی وجہ سے ہم اس واسطے کہ ایک وارث کے بھی عفو کرنے سے قصاص قائم نہیں رہتا کیونکہ قصاص قسمت پذیر نہیں ہی رابعۃ فالاول ان صدقہما ای الخبرین لقاتل والاخر الشریک فلا شئ لای لشریک خلاصہ بقیہ ولما لثا الدتیرا و اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں سو ایک صورت یہ ہو کہ اگر قاتل اور تیسرے شریک بھائی نے دونوں خبر وارثوں کی تصدیق کی تو تیسرے شریک کو دیت میں سے کچھ حصہ نہیں ان تصدیق پر عمل کرنے کے سبب سے اور دونوں خبر بھائیوں کے واسطے دیت کی و تبا لیسہ میں م اس واسطے کہ دونوں کا حصہ مال ہو گیا اخبار عفو سے واثانی ان کہ باہما فلا شئ للخبرین ولا تبا لیسہ الدتیرا اور دوسری صورت یہ ہو کہ اگر قاتل اور تیسرے بھائی نے دونوں کی تکذیب کی تو دونوں خبر بھائیوں کا کچھ حصہ نہیں اور تیسرے بھائی کی تبا لیسہ دیت ہوا واثانی ان صدقہما القاتل و صدہ فکل منہم ثانیہ اور تیسری صورت یہ ہو کہ اگر خبر دونوں بھائیوں کی فقط قاتل نے تصدیق کی یعنی اور تیسرے بھائی نے تکذیب کی تو تینوں بھائیوں کے واسطے تبا لیسہ دیت ہو و الرابع ان صدقہما الاخر فقط فلا تبا لیسہ الا ان اقرارہ ازہم تکذیب القاتل ایہ فوجب لثا الدتیرا و چوتھی صورت یہ ہو کہ اگر خبر دونوں بھائیوں کی فقط تیسرے بھائی نے تصدیق کی یعنی اور قاتل نے انکی تکذیب کی تو تیسرے بھائی کو تبا لیسہ دیت کی ہو اس واسطے کہ اقرار اسکا مردود ہو گیا قاتل کی تکذیب سے یعنی جب قاتل نے تبا لیسہ صدق بھائی کی تکذیب کی تو اسکا عفو کرنا ثابت نہوا لثا الدتیرا دیت اس کے واسطے واجب ہوئی مگر شریعت نے یہ جواب دیا سوال بقدر کا خلاصہ سوال یہ ہو کہ جب تیسرے بھائی نے خبریں عفو کی تصدیق کی تو اسکا حق قاتل پر تمام صاف کر دینے کے سبب پھر لثا دیت کیوں اس کے واسطے واجب ہوئی خلاصہ جواب یہ ہو کہ اسکا اقرار قاتل کی تکذیب سے ثابت نہوا لثا الدتیرا و اس واسطے مستحق ثلث کا ہوا و لکن میرٹ ذلک الی الخبرین استلزاما و ہوا الا علی لانی لہ صاخر قاتل ہما اقرار القاتل لیکن ثلث مذکور خبروں کی طرف پھیرا جاوے گا

استحسان کی وجہ سے اور یہی حال صحیح ہو کہ انی الیہی اس واسطے کہ تیسرے بھائی دونوں مجرم بھائیوں کے واسطے اس مال کا مقرر ہو گیا جس کا قاتل نے اقرار کیا یہ بیان ہی وجہ
استحسان کا یعنی جب قاتل نے مجرمین عفو کی تکذیب کی تو تیسرے بھائی کے واسطے ثلث دیت کا اقرار کیا اس واسطے کہ قاتل کے گمان میں قصبہ خاص تھا ہو گیا مجرمین کے دعوے
عفو سے تو تیسرے بھائی کا حصہ منقلب مال ہو گیا پھر جب تیسرے بھائی نے مجرمین عفو کی تصدیق کی تو البتہ یہ گمان کیا کہ مجرمین کا حصہ منقلب مال ہو گیا تو اس کا مقرر ہو گیا
قاتل مقرر کردہ انی اشخ الوفا یہ طحاوی نے کہا نظیر اس کا وہ مسئلہ ہو کہ شکار نے اقرار کیا کہ میرے اوپر خالہ کے سو درم ہیں پھر خالہ نے کہا کہ وہ درم میرے نہیں ہیں
بلکہ عمو کے ہیں تو یہ مال عمو کے واسطے ثابت ہو گا ہی طرح جس ثلث کا قاتل نے تیسرے بھائی کے واسطے اقرار کیا وہ دونوں مجرم بھائیوں کا ٹھہر گیا و ان
شہدہ انہ صریحاً بشی ناسخ فلم یزل صاحب فراش سے ماتہ فیض لان الثابت بالبدینۃ کا ثبوت معاینۃ ولا یحتاج الیہ ان یقول انہ مات
من حیثہ صریحاً بزاز یہ اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ میں نے اس کو زخمی کرنے والی چیز سے مارا سو وہ ہمیشہ میرے پر ہزار ہا ہوا تاکہ کہ مر گیا تو زخم لگانے والے
سے قضا میں لیا جاوے گا اس واسطے کہ وہ شہادت سے ثابت ہو وہ اسکے مانند ہو جو شاہد سے ثابت ہو تو اس کی حاجت نہیں شاہد کو کہ یوں کہے کہ مقتول مر گیا اسکے
زخم سے کہ انی البرز یہ اس واسطے کہ حکم منافی ہوتا ہے یہ بیان کی طرف سے متنبہ ہم کی طرف و ان ثلثات شاہد قاتل فی الزمان او فی المکان الیہ و قال الیہ
قلتمہ بعضنا و قال الاخر لم ادر بماذا قتلتمہ او شہدہ احدہما علی معاینۃ القاتل والاخر علی اقرار القاتل یہ بطلان لان الشہدۃ کثر
اور اگر قاتل کے دو خاندان ثابت کریں زمان قتل یا مکان قتل میں قاتل کے تھیں یا میں مختلف ہوں یا ایک شاہد کہے کہ اس کو لٹھی سے مارا اور دوسرے کہے کہ میں نے چوبیس
ہوں کہ کس ہتھیار سے مارا یا کیا شاہد معائنۃ قتل کی گواہی دے دو اور شاہد قاتل کے اقرار کی گواہی دے تو یہ شہادت باطل ہو اس واسطے کہ قاتل دو باغیہ میں ہو سکتا ہے تو
ان دونوں میں قاتل پر دیت واجب ہے گواہ اسکے کہ قاتل عید کی دیت مدکاروں پر نہیں ہوتی و کہ تہلیل الشہادۃ کو کھل انصاف کی کل واحد منہا لیس فی القاضی
بلکہ اب احداً للیقین ولا اولویۃ اور اسی طرح شہادت باطل ہوگی اگر شہادت کی تصابیح میں کی ہر واحد میں پوری ہو اس واسطے کہ قاضی کو ایک فریق کا کاذب
ہونا بالیقین ثابت ہو کر کسی فریق کے واسطے اولویۃ ترجیح ثابت نہیں کہ ایک قبول ہو اور دوسری مردود ہو کل احد للیقین و ان الاخر قاتل الکامل منہما لک
المعارض و اگر ایک یقین میں تصابیح کی پوری ہو گئی نہ دوسری فریق میں تو تصابیح باطل ہوگی عدم معارض کے متنبہ یعنی اگر شہادان قاتل میں ترجیح نہ ہو اور کسی
دو شاہد میں اور دوسری طرف ایک شاہد تو دو شاہدوں کی گواہی قبول ہوگی و لو شہدۃ اقلتمہ و قال الیہ انما الیہ فی مالہ فی ثلث سنین شہدۃ ثلث
استحساناً حلالہ الیہ و الیہ و کانت فی مالہ لاق الاصل فی الفعل بعد اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کسی کے قتل کی اور عفو نے کہا کہ ہوا قاتل کا تھیں ہر
معلوم نہیں تو قاتل کے مال میں دیت واجب ہوگی میں سال کے اندر کہ انی اشخ الوفا یہ طحاوی نے کہا کہ تیسرے بھائی کے واسطے ثلث دیت کا اقرار کیا یہ بیان ہی وجہ
قاتل کے مال میں واجب ہوگی اس واسطے کہ فعل میں فاعل کا عہد اگر ناسل ہو نہ خطا ہم قیاس میں یہ تھا کہ شہادت مقبول نہ ہو اسبب جہالت قاتل کہ تھیں ہر بھائی کے بھائی
لیکن دلیل استحسان و تراویح قتل پر محمول کیا اور شاہدین کا اظہار جہالت غفلت پر محمول نہ ہو بلکہ اس پر محمول کیا باعتبار حسن ظن کے کہ انھوں نے عقوبت بظاہر نہ ہو شہد
مستحبہ کوشش کی و ان اقر کل واحد منہما ای من الرجلین کہ قتلہ و قال الیہ قتلتمہ جمیعاً لہ قتلہما علماً باقرار ہما اور اگر دو مردوں میں سے ہر مرد نے
یہ اقرار کیا کہ میں نے اس کو قتل کیا اور مقتول کے وارث نے کہا کہ تم دونوں اس کو قتل کیا ہو تو وارث کو دونوں کا قتل کرنا جائز ہو اس کے اقرار پر عمل کرنے کے سبب سے
و لو کان مکان الاقرار والسمیۃ بجا رہا شہادۃ لغت الشہادان لان التکذیب نفیق و فوس الشہادۃ سبیل شہادۃ ما فوق القدر لا یصل الیہ
اور اگر مسئلہ سابقہ میں مجاہد اقرار کے شہادت ہو تو دونوں گواہان تو ہو جائیں گے اس واسطے کہ باہم گواہوں کی تکذیب ظہور نہ کرے گواہوں کا اور گواہ کا قاتل
ہونا اس کی گواہی کو باطل کرتا ہے لیکن مقرر کا فسخ کے اقرار کو باطل نہیں کرتا یعنی اس واسطے کہ سابقہ میں قاتل نے عفو کو قاتل والی فی صورتہ الاقرار الیہ
مصدقاً لیس لہ ان یقتل واحد استہما لان تصدیقہ بالقرآن کل قتلہ و حدہ اقرار بان الاصل لہ قتلہ بخلاف قولہ قتلتمہ لہ لا نہ دعوے

القتل بالصدق فیقتل بالقرار ہا زلیحی اور اگر وارث مقتول نے اقرار کی صورت سابقہ میں کیا کہ تم دونوں صادق اقرار قتل میں تو وارث کو دونوں مقتولین کی ایک
مقرر کا بھی قتل کرنا جائز نہیں ہوا سیکے کہ وارث کی تصدیق ہر مقرر کے ساتھ قتل کر سکی اقرار ہی اسکا کہ دوسرے نے اسکا قتل نہیں کیا یعنی تو حقیقت دونوں کا کذب تھا
بغیر اقرار قتل کے جو وارث نے کہا کہ تم دونوں نے اسکا قتل کیا ہوا سیکے کہ قول قتل کا دعویٰ جو دونوں تصدیق کے تو اس صورت میں وارث دونوں کو قتل کر سکا
اے اقرار کے سبب سے کذا فی الزلیحی ولو اقرار رجل بانه قتلہ وقامت البینۃ علی آخر انہ قتله وقال الولی قتلہ کلا ہما کان لہ اللہ قتل المقتول وھو من
المشہود علیہ لان یسیر تکرار ہا بعض وجہ کامر اور اگر ایک مرد نے اقرار کیا کہ میں نے مقتول کو مارا ہی اور گواہ قائم ہو رہا ہے اس پر کہ دوسرے شخص نے اسکا
قتل کیا ہی اور وارث نے کہا کہ مقرر وہ مشہود علیہ دونوں اسکی قتل کیا ہی تو وارث کو مقرر کا قتل کرنا جائز ہی نہ مشہود علیہ کا سوا سیکے کہ زلیحی میں وجہ مشہود ہی کی
تکذیب ہی چنانچہ مقرر بکذریہ کام موجب مشہود بہ افراد ہی یعنی شہادت سپر قائم ہوئی ہو کہ غیر مقرر دوسرے شخص نے اسکو قتل کیا ہی اور وارث قتل بالار شہاد کا
قاتل ہی تو تکذیب شہاد کی ہوئی افراد میں اور تکذیب تصدیق ہی شہاد کی اور تصدیق سبیل شہادت ہی ولو قال الولی لارہا المقتولین صدق قتلہ انت فستکلم
وصدک کان لہ قتلہ تصادق ہا علی وجوب القتل علیہ وحدہ اور اگر وارث نے دو اقرار کر کے والوں میں سے ایک اقرار کر کے دیکھا کہ تم چاہو تو تم ہی نے
اسکو قتل کیا ہی تو وارث کو اس مقرر کا قتل کرنا جائز ہی اسواسیکے کہ قطع مقرر کو کہ قتل اچھے نے پر وارث اور مقرر کو تو ایسا اتفاق کیا ہی ہا ہم کے تصادق
کما لو قال ذلک احد المشہود علیہما کان لہ قتلہ لعدم تکذیب مشہود علیہ واما کذب الآخرین چنانچہ اگر ولی نے اسی طرح دوسرے سے ایک مشہود علیہ
کے ساتھ وارث کو اس مشہود علیہ کا قتل کرنا جائز ہی اسواسیکے کہ اسنے مشہود علیہ کے گواہوں کی تکذیب نہیں کی اسنے تو وارث گواہوں کی تکذیب کی تو کذا حکم خطا
فی کل ما ذکر ذکرہ الزلیحی اور اسی طرح یعنی قتل عمد کے مانند قتل خطا کا حکم ہی ہر ایک امر مذکور میں لیا ذکر کیا ہی زلیحی نے لیکن عمر میں قتل طعنه اور
خطا میں بیت واجب کی شہادت علی رجل فقبلہ خطا و حکم بالبدیۃ علی افاقہ فجاء المشہود لبقیۃ جیاض من اواقۃ الولی بقیۃ الدیۃ بلا حق او مشہود
ورجوع الی مشہود علیہ علی الولی الملکم المضمون الذی فیہ الدلۃ کے دو گواہوں نے ایک مرد کے قتل خطا پر گواہی دی اور بیت دینے کا قاتل کے
مددگاروں پر حکم ہو گیا پھر جبکہ مقتول ہونے کی گواہی دی گئی تھی زندہ آیا قاتل کے مددگار مقتول مفروض کے وارث سے دیت کا تاوان لین سوا
کہ وارث نے ناحی دیت لی یا گواہوں سے تاوان لین اور گواہ وارث سے بھر لین اسواسیکے کہ گواہ مالک لے گئے دیت دیکر اس مال مضمون کے جو وارث کے تھے
میں ہی و الشہادۃ علی القتل العمد فی ہذا حکم کا مخطا رفا ذاجار جیاض لور شہادۃ بین الیمن الی الیۃ او الشہود الا فی الرجوع فلا رجوع لالشہود علی
الوسلہ لانہم ادیبوا الہ القود و ہوسلین مال وقابلہ رجوع کا مخطا اور اس حکم میں قتل عمد پر گواہی قتل خطا کی گواہی کے مانند ہی پھر جبکہ مقتول مفروض
زندہ آویگا تو قتل عمد کے مشہود علیہ کے وارث محتار میں الیمن کے مقتول مفروض کے وارث سے دیت کا تاوان لین یا گواہوں سے تاوان لین مگر رجوع میں عدا خطا
برابر نہیں تو مقتول مفروض کے وارث سے گواہوں کو دیت کا پھر لینا جائز نہیں اسلیئے کہ گواہوں نے وارث مذکور کے لیے قصاص لینا واجب کر دیا تھا اور ان کے
قصاص مال نہیں اور صاحبین نے کہا کہ گواہ وارث سے دیت پھر لینے کے قتل خطا کے مانند مقتول مفروض کے وارث کو دیت لینا جائز ہوا نہ قصاص اسواسیکے کہ
حاکم کے حکم سے شہدہ اقع ہو گیا اور شہدہ قصاص کا مسقط ہی کذا فی الخطا وی ولو شہدا علی اقرار الی اقرار العاقل بالخطا واد العزم جیاض او شہد علی
شہادۃ غیر ہا فی الخطا و قضیۃ بالبدیۃ علی العاقلہ ثم جیاض المضمینا اذ لم یطہر کذبہا فی شہادۃ وضمن الوسلۃ الدیۃ نے تصور میں العاقلہ
اذ طہر انہ اخر با منہم بغیر حق اور اگر دو گواہوں نے قتل عمد یا قتل خطا کے قاتل کے اقرار پر گواہی دی پھر مقتول مفروض زندہ آیا یا گواہوں نے او شہاد
کی شہادت پر گواہی دی قتل خطا میں اور قاتل کے مددگاروں پر دیت دینے کا حکم دیا یعنی قتل خطا میں اور قصاص کا حکم دیا قتل عمد میں کذا فی الخطا وی پھر وہ
زندہ آیا تو گواہوں پر تاوان لین اسواسیکے کہ گواہی میں کیا جھوٹ خطا نہیں ہوا اور مقتول مفروض کا وارث دونوں دونوں میں قاتل کے مددگاروں کو دیت

یہ کتاب ہر اقسام دیت کے مسائل میں الدیۃ فی الشرع اسم لال الذی ہو بدل النفس لاسم للفقول بالمصدر لانه من المتقولات الشرعیۃ دیت یعنی خونہا
 اصل لاج شرع میں اس مال کا نام ہی جو جان کا بدلہ ہو اور یہ نہیں ہے کہ دیت مصدقہ یعنی مقبول ہو اسلئے کہ دیت مقولات شرعیہ سے ہے یعنی اطلاق دیت کا ل
 پر حقیقت عرفی ہو تھا کہ نزدیک ہم لغت میں یہ مصدقہ ہو مانند حدت کے وزن و تعلیل میں معنی نے کہا کہ آدمی یا عضو آدمی کے عوض کا نام دیت ہے اور مال کے عوض کا نام قیمت
 ہے اور لاش اسم اللواجب بنام دون النفس لاش اس مال کا نام ہو جو سوا جان کے عضو آدمی کے بدلے ہو جب ہم اور گلے نفس کو بھی لاش بولتے ہیں لیکن استعمال اکثر ہی ہو جو
 نے بیان کی دیتہ شبہ اللہ ما کمن الا بالی اربابنا من نبت فحاض نبت لبون وحقۃ الی جذعہ باوخال لغایتہ اور دیت شبہ عمدہ کی سوا دینیاں میں چار
 قسم کی یعنی ۲۵ پوری یکساں دینیاں ۲۵ پوری دو سالہ اور ۲ پوری سہ سالہ اور ۲ پوری چار سالہ وہی الدیۃ المخلطۃ لا غیر اور یہی دیت مغلطہ ہے جو سوا
 اسکے ہم یعنی اسکے سوا چاندی سونے سے شبہ عمدہ کی دیت نہیں شرعیہ میں ہے کہ اگر اونٹوں کے سوا بھی اور چیز سے دیت جائز ہوتی تو تغلیط کا فائدہ باقی نہ رہتا ولولتہ
 فی الخطا اخطاسا متما ومن ابن مخاض اور قتل خطا کی دیت سوونٹ ہیں پانچ قسم کے اقسام اربعہ مذکورہ اور ابن مخاض سے م یعنی ۲۰ دینیاں یکساں
 اور ۲۰ دو سالہ اور ۲۰ سہ سالہ اور ۲۰ چار سالہ اور ۲۰ اونٹ پر پورے یکساں کے اولفت دینار من الذہب او عشرۃ الاف درہم من الورق یا
 دیت قتل خطا کی ہزار دینار میں سونے کے یا دس ہزار درہم میں چاندی کے م قاتل کو اختیار ہو خواہ اونٹ دیو خواہ دینار خواہ درہم لیکن شبہ عمدہ میں اختیار نہیں
 وقال الشافعی روح اثنا عشر الفا ورام شافعی نے کہا کہ بارہ ہزار درہم دیت ہے وقال لا منہا ومن البقر اثنا بقرۃ ومن النعم الفاشۃ ومن الحسل مائۃ حسلۃ
 ثوبان ازاد و رد او جو تختہ ار اور صاحبین نے کہا کہ دیت خطا کی ہشتاد ہزار درہم سے اور گائے بیل سے دو سو دیت ہے اور بھیر و بکری سے دو ہزار
 بکریاں اور اور رختہ و شیدنی سے دو سو جوڑے ہر جوڑے میں دو کپڑے تہ بند اور چادر ہی قول مختار ہے جوڑے کے اندازے میں اور بھیر و بکری سے کہا
 کہ ہمارے زمانے میں جوڑے قیص اور برعل ہی ہوتی کرتا اور با جامہ برہان میں ہے کہ قیمت ہر گائے بیل کی ۵۰ درہم ہیں اور اسی قدر ہر جوڑے کی قیمت اور
 ہر بکری کی قیمت ۵۰ درہم ہے و کفار تھا اسی الخطا و شبہ العمد عقوق قن مو من قن عجر عنہ صام شہرین ولا رولا اطعام فیما اذ لم یرد بالنس والمقادیر
 توفیقیتہ اور کفارہ قتل خطا اور شبہ عمدہ کا ملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے پھر اگر قاتل آزاد کرنے سے عاجز ہو تو دو مہینے پے در پے روزہ رکھے
 اور ان دونوں کے کفارہ ہیں۔ ۱۰ مساکین کا کھانا دینا جائز نہیں اسلئے کہ نص قرآنی اس میں وار نہیں ہے اور مقتدرات مذکورہ توفیقی ہیں یعنی جنس شایع
 اندازہ ثابت ہوتا ہے اس میں قیاس مجتہد کو مطلقا دخل نہیں و صح اعتاق رضیع احدا بویہ لانه مسلم بتعالا اجنبین اور صحیح ہے آزاد کرنا اس غلام شیر خواہ رکھا
 جسکا باپ یا ماں مسلمان ہو اسلئے کہ وہ مسلمان ہی باپ یا ماں کا ساتھ دیکر نہ بچہ شکی یعنی بچہ شکی کا آزاد کرنا کفارہ میں صحیح نہیں دیتہ المرأة علی
 النصف من دیتہ الرجل فے دیتہ النفس ماد و ہنار وی ذلک عن علی رضی اللہ عنہ موقوفہ فاد مرفوعا اور عورت کی دیت نصف انصف پر ہر مرد کی
 دیتہ شہ جان کی دیت میں بھی اور جان کے سوا اعضا کی دیت میں بھی یہ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے بروایت موقوف بھی اور مرفوع بھی م روایت موقوف نہیں
 یہی تہی میں ہے ابن ابراہیم النخعی عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عتق المرأة علی النصف من عتق الرجل فی النفس فیما دونہا اور روایت مرفوع بھی یہی میں ہے
 عن معا بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتہ المرأة علی النصف من دیتہ الرجل کذا فی شرح الہدایۃ للیعنی والذمی والمتامن والمسلم فے الدیۃ
 سوا او خلا فاللنا سے و صحیح ہے ابھو ہر کہ اند لادیتہ المتامن و اقراء فی الشرع لایۃ لکن بالتسویۃ جزم فی الاختیار و نسخہ الزیلعی اور کافر مطیع الاسلام
 اور متامن یعنی جو کافر حربی دار الاسلام میں آوے پناہ لیکر اور مسلمان دیت میں برابر ہیں بر غلا و شافعی کے اور جو ہرہ میں اسکی تصحیح کی ہے کہ متامن میں دیت
 نہیں ہے اور شرعیہ میں اسکو ثابت رکھا ہے لیکن اختیار میں ذمی اور متامن اور مسلم کے برابر ہونے پر یقین کیا ہوا اور تمحل کو صحیح کہا ہے یہی نے فی النفس
 خبر المبتدعہ جو قولہ لاتی الدیۃ اور جان میں یعنی جان کے قتل غلطی میں دیتہ شایع نے کہا کہ فی النفس اولیٰ طرح اسکی جمیع معطوفات خبر میں اقل بہتہ کی

یہ کتاب ہر اقسام دیت کے مسائل میں الدیۃ فی الشرع اسم لال الذی ہو بدل النفس لاسم للفقول بالمصدر لانه من المتقولات الشرعیۃ دیت یعنی خونہا
 اصل لاج شرع میں اس مال کا نام ہی جو جان کا بدلہ ہو اور یہ نہیں ہے کہ دیت مصدقہ یعنی مقبول ہو اسلئے کہ دیت مقولات شرعیہ سے ہے یعنی اطلاق دیت کا ل
 پر حقیقت عرفی ہو تھا کہ نزدیک ہم لغت میں یہ مصدقہ ہو مانند حدت کے وزن و تعلیل میں معنی نے کہا کہ آدمی یا عضو آدمی کے عوض کا نام دیت ہے اور مال کے عوض کا نام قیمت
 ہے اور لاش اسم اللواجب بنام دون النفس لاش اس مال کا نام ہو جو سوا جان کے عضو آدمی کے بدلے ہو جب ہم اور گلے نفس کو بھی لاش بولتے ہیں لیکن استعمال اکثر ہی ہو جو
 نے بیان کی دیتہ شبہ اللہ ما کمن الا بالی اربابنا من نبت فحاض نبت لبون وحقۃ الی جذعہ باوخال لغایتہ اور دیت شبہ عمدہ کی سوا دینیاں میں چار
 قسم کی یعنی ۲۵ پوری یکساں دینیاں ۲۵ پوری دو سالہ اور ۲ پوری سہ سالہ اور ۲ پوری چار سالہ وہی الدیۃ المخلطۃ لا غیر اور یہی دیت مغلطہ ہے جو سوا
 اسکے ہم یعنی اسکے سوا چاندی سونے سے شبہ عمدہ کی دیت نہیں شرعیہ میں ہے کہ اگر اونٹوں کے سوا بھی اور چیز سے دیت جائز ہوتی تو تغلیط کا فائدہ باقی نہ رہتا ولولتہ
 فی الخطا اخطاسا متما ومن ابن مخاض اور قتل خطا کی دیت سوونٹ ہیں پانچ قسم کے اقسام اربعہ مذکورہ اور ابن مخاض سے م یعنی ۲۰ دینیاں یکساں
 اور ۲۰ دو سالہ اور ۲۰ سہ سالہ اور ۲۰ چار سالہ اور ۲۰ اونٹ پر پورے یکساں کے اولفت دینار من الذہب او عشرۃ الاف درہم من الورق یا
 دیت قتل خطا کی ہزار دینار میں سونے کے یا دس ہزار درہم میں چاندی کے م قاتل کو اختیار ہو خواہ اونٹ دیو خواہ دینار خواہ درہم لیکن شبہ عمدہ میں اختیار نہیں
 وقال الشافعی روح اثنا عشر الفا ورام شافعی نے کہا کہ بارہ ہزار درہم دیت ہے وقال لا منہا ومن البقر اثنا بقرۃ ومن النعم الفاشۃ ومن الحسل مائۃ حسلۃ
 ثوبان ازاد و رد او جو تختہ ار اور صاحبین نے کہا کہ دیت خطا کی ہشتاد ہزار درہم سے اور گائے بیل سے دو سو دیت ہے اور بھیر و بکری سے دو ہزار
 بکریاں اور اور رختہ و شیدنی سے دو سو جوڑے ہر جوڑے میں دو کپڑے تہ بند اور چادر ہی قول مختار ہے جوڑے کے اندازے میں اور بھیر و بکری سے کہا
 کہ ہمارے زمانے میں جوڑے قیص اور برعل ہی ہوتی کرتا اور با جامہ برہان میں ہے کہ قیمت ہر گائے بیل کی ۵۰ درہم ہیں اور اسی قدر ہر جوڑے کی قیمت اور
 ہر بکری کی قیمت ۵۰ درہم ہے و کفارہ تھا اسی الخطا و شبہ العمد عقوق قن مو من قن عجر عنہ صام شہرین ولا رولا اطعام فیما اذ لم یرد بالنس والمقادیر
 توفیقیتہ اور کفارہ قتل خطا اور شبہ عمدہ کا ملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے پھر اگر قاتل آزاد کرنے سے عاجز ہو تو دو مہینے پے در پے روزہ رکھے
 اور ان دونوں کے کفارہ ہیں۔ ۱۰ مساکین کا کھانا دینا جائز نہیں اسلئے کہ نص قرآنی اس میں وار نہیں ہے اور مقتدرات مذکورہ توفیقی ہیں یعنی جنس شایع
 اندازہ ثابت ہوتا ہے اس میں قیاس مجتہد کو مطلقا دخل نہیں و صح اعتاق رضیع احدا بویہ لانه مسلم بتعالا اجنبین اور صحیح ہے آزاد کرنا اس غلام شیر خواہ رکھا
 جسکا باپ یا ماں مسلمان ہو اسلئے کہ وہ مسلمان ہی باپ یا ماں کا ساتھ دیکر نہ بچہ شکی یعنی بچہ شکی کا آزاد کرنا کفارہ میں صحیح نہیں دیتہ المرأة علی
 النصف من دیتہ الرجل فے دیتہ النفس ماد و ہنار وی ذلک عن علی رضی اللہ عنہ موقوفہ فاد مرفوعا اور عورت کی دیت نصف انصف پر ہر مرد کی
 دیتہ شہ جان کی دیت میں بھی اور جان کے سوا اعضا کی دیت میں بھی یہ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے بروایت موقوف بھی اور مرفوع بھی م روایت موقوف نہیں
 یہی تہی میں ہے ابن ابراہیم النخعی عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عتق المرأة علی النصف من عتق الرجل فی النفس فیما دونہا اور روایت مرفوع بھی یہی میں ہے
 عن معا بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتہ المرأة علی النصف من دیتہ الرجل کذا فی شرح الہدایۃ للیعنی والذمی والمتامن والمسلم فے الدیۃ
 سوا او خلا فاللنا سے و صحیح ہے ابھو ہر کہ اند لادیتہ المتامن و اقراء فی الشرع لایۃ لکن بالتسویۃ جزم فی الاختیار و نسخہ الزیلعی اور کافر مطیع الاسلام
 اور متامن یعنی جو کافر حربی دار الاسلام میں آوے پناہ لیکر اور مسلمان دیت میں برابر ہیں بر غلا و شافعی کے اور جو ہرہ میں اسکی تصحیح کی ہے کہ متامن میں دیت
 نہیں ہے اور شرعیہ میں اسکو ثابت رکھا ہے لیکن اختیار میں ذمی اور متامن اور مسلم کے برابر ہونے پر یقین کیا ہوا اور تمحل کو صحیح کہا ہے یہی نے فی النفس
 خبر المبتدعہ جو قولہ لاتی الدیۃ اور جان میں یعنی جان کے قتل غلطی میں دیتہ شایع نے کہا کہ فی النفس اولیٰ طرح اسکی جمیع معطوفات خبر میں اقل بہتہ کی

فصل فی دیت کا بیون بعد از اگر غلام ہو تو اسکی دیت کا بیون حصہ دیت سو قوت ہو جبکہ حیثیت خطا سے ہو اور اگر عہدا ہو تو اس میں قصاص ہو اور بیون
 میں سبب دانت برابر ہیں بلکہ اس حدیث مرخوع کے جو بزاز میں بیان ہے اس سے روایت ہو کہ سبب دانت برابر ہیں کہ ان فی العینی و شان قلت تزیید
 حیوان و غیرہ ان سبب دانت کا اسلئے دیت النفس انیہ اخاسہا قلت اعم دلا باس فیہ لانه ثابت بالنفس علی خلاف القیاس کانسہ الغایۃ وغیرہ و فی العینیات
 و سبب دانت کے بیون اکثر من سبب دانت سو سے انسان پھر اگر تو کہے کہ جب ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ٹھہری تو سبب دانتوں کی دیت
 زیادہ ہوتی ہو جان کی دیت سے تین گنم جیسے دیت کہ میں کہتا ہوں کہ ۱۱ زیادہ ہوتی ہو اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں اس واسطے کہ وہ ثابت ہو جس حدیث
 سے یہ خلاف قیاس کے پانچ غایۃ الدیان و غیرہ میں مذکور ہو اور غایۃ میں ہر اور بدن میں وہ عضو نہیں ہے جس کے فوت کر دالنے سے دیت نفس سے زیادہ
 ہو سو اسے دانتوں کے کم آدمی کے ۳۲ دانت ہوتے ہیں ۲۰-۱۰ دانت یعنی دائرہ میں اور چار غیب یعنی نیش اور چار تیشا یا یعنی سانس کے دانت اور چار
 ضوا حاک یعنی دانت کراسی کے دانت ملا ہر وہ دانت ہے جو پھر جب ایک دانت میں دیت کا نصف عشر یعنی بیون حصہ واجب ہو اس سبب دانتوں میں پوری
 دیت اور دیت کے تین گنم واجب ہوتے یعنی سولہ ہزار و ستم لکڑی یا ایک سو ساٹھ اونٹ و قد توجہوا ہذا رافہ فقہان اس سبب دانتوں و تیشوں
 ذکرہ اللہ تعالیٰ قلت و حیثیت قائلہ و دیت کو خمس او تیر و غیرہ ادا دیت و نصف او ثلثہ انہیں اور رافہ غاس اور گاہے ہوتے ہیں چار نو اجہ یعنی دندان خسرو
 یعنی ان ہند عقل دائرہ کہتے ہیں تو اس حساب سے ۳۲ دانت ہوتے ہیں یہ ذکر کیا ہو قستانی نے میں کہتا ہوں اور اس وقت میں کہو سے دانتوں میں
 ایک دانت واجب ہوا ہر دوسرے دانت کے اور کو سے کے سو یا ایک دیت اور نصف دیت ہو تین گنم یا چار گنم دیت کے واجب ہیں م م مغرب میں ہر کو سے
 لینے کو سبب دانتوں پر بال چون نہ رخصا رول پر اور اسی کے کما کو سے وہ ہر جس کے دانت کم ہوں اور یہی منقول ہے امام ابو حنیفہ سے قستانی میں ہر کو سے
 کہ دانت ۲۰ ہوتے ہیں اور یہی شناخت ہو اسکی تو کو سے کے دانتوں کی دیت کا ایک دیت اور دوسرے دیت کی ہونا ظاہر ہو قستانی میں ہر کو اگر ۲۰ دانت اکھاڑا
 جاوےں چار دانت ہر دیت اور تین گنم واجب ہیں یعنی سولہ ہزار و ستم لکڑی یا ایک سو ساٹھ اونٹ دانت کا دیت اور نصف دیت ہو یعنی پندرہ ہزار و ستم لکڑی یا ایک سو
 اکھاڑا دیت اور دیت اور چار گنم واجب ہیں یعنی اٹھارہ ہزار و ستم لکڑی یا ایک سو اٹھارہ اونٹ دانت کا دیت اور نصف دیت ہو چار گنم واجب ہیں کہ چار گنم عورت
 کی دیت مرد کے نصف ہر کو سے ہر کو سے دیت واجب ہو اگر ضرب پہنچا ہوا اسکا جاری ہو گیا بنہ نہیں ہوتا یا اسکو کبڑا کر دیا اور اگر ضرب کے بعد کوڑ زایل ہو گیا تو جانی ہو
 کچھ نہیں اور کوڑ بڑا ہو گیا بنہ نہیں ہوتا یا اسکو کبڑا کر دیا اور اگر ضرب کے بعد کوڑ زایل ہو گیا تو جانی ہو کچھ نہیں اور کوڑ بڑا ہو گیا بنہ نہیں ہوتا یا اسکو کبڑا کر دیا اور اگر ضرب کے بعد کوڑ زایل ہو گیا تو جانی ہو
 جمال کا یہ الشکلا را و حکومت عدل واجب ہو اس عضو کے تلف کر ڈالنے میں جسکی منفعت فوت ہو چکی تھی ضرب خار ب سے پہلے بشرطیکہ اس
 عضو میں جمال اور خوشنالی ہو چنانچہ لہذا ہر ایک اس عضو میں جسکی منفعت فوت ہو چکی تھی ضرب خار ب سے پہلے بشرطیکہ اس
 جمال کا لافن و الشاخصۃ ہو الا طرقت یا عضو مذکور کی پوری دیت واجب ہو اگر عضو مفقود النفع کے ہو غنیمین جمال اور خوشنالی ہو چنانچہ خوشنالی
 یعنی او پنا کان قطع کرنے میں ہم لطمہ وی کے کہا کہ مرجع ضمیر کا شخص ہو شاخصہ سے ماخوذ اور صاحب قاموس سے فی شخص یعنی طرش مذکور نہیں کیا آیت
 میں کہتا ہوں و بالذات التوفیق کہ شاید شایع ہو کہ ہوا و الا طرقت یعنی درجہ ایک اور بچے کان و الا ہر یو ساحت نہیں رکھتا طرش بردن ال یعنی
 اگر ان گوش گفت میں ہر عجب نہیں کہ سو کا سبب طرش کا الفاء و وادعایہ کتابت میں لکھا ہوا و الا طرشت کا محصل مفہوم یہ ہے کہ اگر طرشت نے گرائی گوش میں

صفحہ ۳۵۱ در مختار جلد چہارم

یعنی التیاج کی تفسیر میں جو کئی دلائل علم و تجربہ اور معتقدات فہم فی اوخرہ فی فصل اور اس فصل یعنی فصل شجاج کے اخیر میں مسئلہ دیگا کہ اگر عضو کو چپکا یا پھر گوشت جم گیا۔

فصل فی الشجاج

یہ فصل ہے شجاج کے مسائل میں شجاج جمع ہونے کی و تحقیق الشججہ بایکون بالوجود والراس لہذا اور لغت میں شججہ مخصوص ہے اس جرحت کے ساتھ جو چہرہ اور سر پر ہونے
شججہ کا مکان سر اور چہرہ ہر ذقن تک اور تحت ذقن موضع شجرین اور دایرہ ہمارے نزدیک چہرہ میں داخل ہونے کی کہانی عالم گیر یہ جو کئی کہا حکم خاص شججہ پر مرتب ہے اور ہر جرح
مطلق جرحت طبعی شججہ نہیں اس لئے کہ وجہ اور اس اکثر کشوف ہوتے ہیں تو ان کے زخم میں نہایت عیب اور بدنامی ہو و یا کیوں بغیر ہر جرحت ایسی جرحت ہے و فیما حکومت
عدل مقبلی و مسکین اور جو زخم کہ چہرہ اور سر کے سوا باقی بدن میں ہوتا ہو وہ کسی جرحت ہے اور اس میں نہایت عیب اور بدنامی ہے کہانی مقبلی و مسکین میں ہے
الشجاج عشرۃ اور شجاج دس ہیں یعنی چہرہ اور سر کے زخموں کے مثل نام ہیں الحارصہ بمہلات وہی التي تخص الجلد ای تختہ شججہ پہلے زخم کا نام حارصہ ہے جیسا کہ
وراء جلد و صا و جلد اور حارصہ وہ زخم ہے جس میں کھال محفوظ ہو جائے یعنی پھلجاسے ہندی میں اس کا کمرہ پچا کہتے ہیں والیامقہ بمہلات التي تظہر الام کالدم کالدم مع
والا تیلہ اور دوسرا زخم داسعہ ہر بال جلد و عین جلد داسعہ وہ زخم ہے جس میں آنسو کے مانند خون نمودار ہو جائے اور خون کو نہ ہاوسے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ
زخم داسعہ ہے جو خون کو ہاوسے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے
وہ زخم ہے جو گوشت کو قطع کرے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے
سحق وہ باریک کھال جو گوشت اور سر کی ہڈی کے درمیان میں ہے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے
جس میں کھال اور گوشت قطع ہو کر ہڈی کھل جائے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے
بعد اکثر و نقل وہ زخم ہے جو ہڈی کو منتقل کر دے اسکے توڑنے کے بعد لیچہ ہڈی کو ایک موضع سے دوسرے موضع کی طرف کر دے کہانی ایجینی والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے
التي فصل لے ام الدماغ وہی الجلدۃ التي فیها الدماغ اور دسوان شججہ زخم آہ ہے جو ام الدماغ تک پہنچ جائے ام الدماغ اس کھال کا نام ہے جس کے
اندر دماغ ہی لینے بھیجا و بعد بالیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے والیامقہ التي تیلہ و تیلہ داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے
بالاستقرار بحسب الاثار انہا لاتزید علی العشرۃ اور جرحت آمد کے بعد گیارہویں جرحت داسعہ ہر لہجہ اور داسعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے
اور داسعہ کو محمد نے مذکور نہیں کیا اس واسطے کہ اسکے بعد تو موت ہو یا اعتبار غالب عادت کے تو داسعہ قتل ٹھہری نہ جرحت تو تفصیل آثار سے معلوم ہو گیا کہ شجاج
دس زخموں سے زیادہ نہیں ہوتے و یجب فی الموضع نصف عشر الی ثیۃ ای تو غیر اصلع والا فہا حکومت عدل لان جلدہ نقص زیۃ من غیرہ
قسمتانی عن الذخیرۃ اور جرحت موضع میں دیت کا بیوان حصہ یعنی پانچ اونٹ یا پالسورہم واجب ہے بشرطیکہ مجروح اصلع نہ ہو یعنی اسکے سر کے بال پری
سے نہ جھڑ گئے ہوں اور نہیں تو آئین دیت نہیں بلکہ حکومت عدل ہے اس واسطے کہ اصلع کی کھال غیر اصلع سے کتر ہے اگر لاش میں کذا فی القسانی عن الذخیرۃ
وفی الماشیۃ عشر و نصف عشر اور جرحت ہاشمہ میں دیت کا دسوان حصہ واجب ہے یعنی دس اونٹ اور جرحت منتقلہ میں دیت کا
دسوان حصہ اور بیوان حصہ یعنی پندرہ اونٹ واجب ہیں وفی اللامۃ والجالۃ ثلثا اور جرحت آملا اور جرحت جالیفین تانی دیت کی وجہ ہر دم جالیف کی
تفسیر میں اختلاف ہے طبی میں ہے کہ جالیفہ وہ زخم ہے جو سر اور پیٹ میں ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ جالیفہ نہیں بلکہ جالیفہ وہ زخم ہے جو پیٹ کے
اندر تک پہنچے پیٹ کی طرف سے یا پیٹ یا سینہ کی طرف سے یا گردن کی جانب سے اس موضع تک پہنچے جالیفہ بانی جائے سے روضہ لوٹ جانا ہو تو یہ سبب
جراحیہن جالیفہ ہیں اور جو اسکے اوپر کا زخم ہو وہ جالیفہ نہیں ہے اور جالیفہ نہیں ہوتا دونوں یا تھون اور دونوں پاٹون اور ران اور رانہ اور سر میں اور
اگر زخم فوطون اور آگہ تاسل کا پیٹ تک پہنچ جائے تو وہ بھی جالیفہ ہے کہانی الطحاوی فان لفظت ابحا لفظہ فتلثا بالانہا اذا لفظت

اور ایک نسخہ میں ہے کہ جالیفہ وہ زخم ہے جو دماغ کو لگے

معارف جالینوس کی کل لاشا پھر اگر جانفہ ناقد ہو گیا یعنی پیٹ کا زخم پیٹھ کی طرف پھوٹ نکلا تو دیت کی دو تالیان واجب ہیں اس واسطے کہ جب جانفہ
 دار پار ہو گیا تو در جانفہ ہو گئے ایک پیٹ کی جانب سے دوسرے پیٹھ کی طرف سے تو ہر جانفہ میں تالی دیت کی واجب ہوگی و فی الحکما صرحتہ
 والامعہ والامیتہ والباسعہ والمتلاحمہ والسمحاق حکومت عدل اویس فیہا ارش مقدس من جہۃ السمع ولا یکن اہار ہا فوج فیہا
 حکومت عدل اور خارصہ اور داسہ اور داسیہ اور باضہ اور متلاحمہ اور سمحاق میں دیت نہیں حکومت عدل ہوا سوا سبطہ کہ ان زخون میں کہتے
 ستر نہیں ہیں جہۃ السمع یعنی شایع کی جانب سے اور کارایگان پھوڑنا بھی ممکن نہیں ہو تو انہیں حکومت عدل واجب ہوئی م مصنف نے الزاق
 میں اب اسیم منعی سے مروی ہو کہ مادیون موضع میں حکومت عدل واجب ہو کہ انی یعنی وہی اسی حکومت العدل مان نیطرم مقدار ہذا لہ واجب
 من الموضع فوجیہ لہذا رکاب من نصف عشر الدیۃ قالہ الکرخی و صحیحہ شیخ الاسلام اور وہ یعنی حکومت عدل یہ ہو کہ نظر اور تامل کیا جائے
 کہ اس زخم کی کتنی مقدار ہو موضع سے تو بقدر اسکی دیت کے بیوان حصہ سے واجب ہو گا یہ قول ہو کہ زخمی کا اور زخم کی ہر اہل کی شیخ الاسلام نے
 ہم چونکہ دیت کی دیت شرعا قبل ثابت ہو چکی ہے لہذا اسکو مقیس علیہ ٹھہرایا چند کی مقدار کی تو یہ کہ مثلاً باضہ کو تامل کیا کہ ہوشہ سے کس قدر ہو تو
 اگر اسکی مقدار ثلث ہو موضع سے تو موضع کی ثلث دیت واجب ہوگی اور اگر ربع تو ربع دیت واجب ہوگی و علی ہذا القیاس و صحیح قول کرخی کی یہ ہو کہ اگر
 رجوع ہو مشبوس علیہ کی طرف کذا فی الی قول قائلہ الطحاوی لقیوم المشو ج عبد الباقی الاثر ثم معہ فقہر التفات بین القیمتین نے اس
 من الدیۃ و فی البعد من القیمۃ فان نقص الح عشر قیمۃ اخذ عشر دینۃ و کذا فی النصف والثلث اور حکومت عدل کی تفسیر میں دوسرا
 قول طحاوی کا یہ ہو کہ مجروح الراس کو غلام قرار دیکر بدو اس زخم کے اسکی قیمت مقرر کی جائے پھر اس زخم کے ساتھ اسکی قیمت معین کی جائے پھر
 تفاوت ہو دونوں قیمتوں میں اسی قدر آزاد میں اسکی دیت سے لیا جائے اور غلام میں قیمت سے تو اگر قیمت سے دسواں حصہ کم ہو تو آزاد کی دیت سے دسواں
 لیا جائے اور اسی طرح نصف اور ثلث میں یعنی اگر زخم سے نصف قیمت کم ہو گئی ہو تو نصف دیت حکومت عدل ہو اور اگر ثلث کم ہو تو ثلث دیت حکومت عدل
 ہو و اسی ہذا التفات ہے اسی حکومت العدل یعنی کما فی الوقایہ والنفایۃ والملتقۃ والدرر والمانیہ وغیرہ و جزم بہ فی الجمع وہ یعنی تفاوت بین القیمتین ہی
 حکومت عدل ہوا اسی طحاوی کے قول پر فتویٰ ہو چنانچہ قایۃ اور نقایہ اور طحی اور درر اور خانیہ وغیرہ میں ہو اور مجمع میں اسی قول پر یقین کیا ہو ہم
 اور اسی قول کو حلوانی نے لیا ہو اور یہی قول ہو آئیمہ ثلثہ کا اور اہل علم کا ابن منذر نے لکھا یہی قول محفوظ ہو اہل اجتہاد سے کذا فی الی و فی الخلاصۃ انما یستقیم
 قول الکرخی لو الحنا بے وجه و اس فیہا لفظی بہ و لہذا فی غیر ہا و انفسر علی اللفظ یعنی بقول الطحاوی مطلقاً لانه ایسر استنبہ و نحوہ فی الجہۃ
 بزایدہ اور خلاصہ میں ہو کہ کرخی کا قول تو خاص اسی صورت میں مستقیم ہو جبکہ جنابت چہرہ اور سر میں ہو تو اسوقت میں کرخی کے قول پر فتویٰ ہو گا
 اور اگر چہرہ اور سر کے سوا اور جگہ زخم ہو یا مفتی پر شکل پڑے موضع پر قیاس کرنا کرخی کے قول پر تو اب طحاوی کے قول پر فتویٰ ہے مطلقاً اگر چہ جرح
 چہرہ اور سر میں ہو اسواسطے کہ طحاوی کا قول آسان تر ہو انتہی مافی الخلاصۃ اور اسی کے مانند جوہرہ میں ہو زیادت بیان کے ساتھ و فی تفسیر الحکومتہ
 ہوا یحتاج الیہ من النفقۃ واجبۃ الطیب والادویۃ الی ان یرا اور بعضوں نے کہا تفسیر حکومت عدل کی وہ ہو کہ جبکی حاجت پڑے بجلہ خوراک
 اور اخرجہ جراح اور قیمت ادویہ کے زخمی کے صحیح ہو جائے تک م طحاوی نے کہا کہ قول مفتی بہ کو تو معاوم کر چکا یعنی تو یہ قول ضعیف قابل اعتماد نہیں
 ہو ولا قصاص فی جمیع الشجاج الا فی الموضع بعد اور قصاص نہیں جمیع شجاج میں مگر موضع عدل میں م شجاج مافوق موضع یعنی ہاشمہ اور منقلہ اور مہ
 بالاتفاق قصاص نہیں اور مادیون موضع یعنی خارصہ اور داسہ اور داسیہ اور باضہ اور متلاحمہ اور سمحاق کے قصاص میں اختلاف ہے جو غفر ب ذکر ہو گا و الا
 یستوی العمد و الحظاریۃ اور جرح شجاج میں قصاص نہیں اس میں عدا و خطا دونوں برابر ہیں یعنی تو دہان عہد میں وہ واجب ہو جو خطا میں واجب ہو کہ

الکف لازم دیتہ المقطوع قطع و سقط القصاص فاقصد وان حالفت الدرر کذا ذکرہ الشرح بل لیتہ و سبھی متنا اور اگر انگلی کی ایک پور مفصل سے کافی
 سو باقی انگلی خشک ہوگئی یا انگلیان قطع کیں سو پچاسی خشک ہوگئی تو نقطہ دیتہ مقطوع کی لازم ہوگی اور قصاص نہ نقطہ ہوگا سو اسکو سچھو لے اگر چہ قول
 در کے مخالف ہو ایسا بیان کیا ہو بشرطی سے اور اگر گتہ تین میں اور یکا م نہایتہ میں شرح لمطاوی سے اجماعی مسئلہ یوں مذکور ہے کہ جو عضو مثل ہوگی اسکی
 دیت واجب ہو اگر وہ انگلی ہو تو انگلی کی دیت ہو اور اگر کھن ہو تو کھن کی دیت ہو اور ریشی میں ہو کہ جب تک انگلی بیکار ہوگئی تو تمام کی دیت واجب ہو اور
 اگر لایق انتفاع ہو تو مقطوع کی دیت اور باقی میں حکومت عدل بالا جاع ہو اور یہ شارح اور ماتن کے مخالف ہو کہ ان فی الطبیعیات فی فی الاصبع الزائده و عین
 البصیرہ و ذکرہ و لسانہ ان لم یعلم صحۃ یطری البین و حرکتہ فی الذکر و کلام فی اللسان حکومت تبدیل اور پانچ سے زیادہ انگلی میں اور دھیر کی
 آنکھ اور آنکھ تیناں اور اسکی زبان میں حکومت عدل ہو اگر صحت و سلامتی اسکی معلوم ہو تو آنکھ کی نظر کرنے سے اور آنکھ تیناں میں جنبش کرنے سے اور زبان میں جنبش
 سے زائد انگلی میں خوشناتی نہیں جو دیت واجب ہو اور آنکھ دھیر سے منافع مخصوصہ مقصود میں پھر جبے جو منافع معام نہین شکیستہ پوری دیت واجب ہوگی
 حکومت عدل واجب ہوگی فان علمت البصیرۃ فبالتام فی خطا او عدا اذا ثبت بہنیۃ او باقرار الجانی وان انکر اذ قال لا اعرف صحۃ حکومت العدل جو ہرہ
 پھر اگر صغیر کی آنکھ دھیرہ کی صحت معلوم ہو تو اب وہ جو ان کے مانند ہو خطایا عہد میں جبکہ گواہی سے یا جانی کے اقرار سے ثابت ہو اور اگر وہ منکر ہو یا
 میں اسکی صحت کو نہیں جانتا ہوں تو حکومت عدل واجب ہو کہ ان فی البوہرہ و دخل ایش موضعہ اذ بہت عقلہ او شعر اسہ فی البصیرۃ و قولہ بجزرہ
 الحک کہ قطع اصبع فثلث الید اور اس موضع کی دیت جسکے صدر سے عقل اسکی یا اسکے سر کے بال جاتے رہے آدمی کی پوری دیت میں داخل
 ہو جاوے گی بسبب داخل ہونے جز کے کل میں مانند اس شخص کے جسے انگلی دوسرے کی قطع کی سو اسکا ہاتھ خشک ہو گیا تو انگلی کی دیت ہاتھ کی دیت میں داخل
 ہو جاوے گی عقل کے فوت ہونے سے سبب عینا کی منفعت باطل ہو جاتی ہو اس واسطے کہ ارتفاع بدون عقل کے مقصود نہیں تو گویا وہ مردہ ہو گیا کہ ان فی الخ وان بوا
 سمعہ اول بصیرہ او لطفہ لا تدخل لانا کا عینا مختلفہ بخلاف العقل لعود لفعہ للکل اور اگر جراحت موضع سے اسکی سماعت یا بصارت یا گویائی جاتی رہی
 تو موضع کی دیت پوری دیت میں داخل نہوگی ہو اسطے کہ سماعت اور بصارت اور گویائی اعضا مختلفہ کے مانند ہیں برخلاف عقل کے اس واسطے کہ عقل کا فاعل
 سبب اعضا کی حرکات رجوع کر اہرم جب سمع اور بصیر اور گویائی کی منفعت خاص خاص علیحدہ علیحدہ ہوتی تو اعضا مختلفہ کے مانند ہو گئے تو ایک دوسرے میں
 داخل نہوگا تو موضع کی دیت جدا اور سماعت دھیرہ کی جدا واجب ہوگی ولا تو دان ذہبت عینا بل الیہ فیما خلا فالما اور قصاص نہیں اگر موضع سے دونوں
 انگلیں جاتی ہیں بلکہ دونوں میں یعنی موضع اور آنکھوں میں دیت واجب ہوگی برخلاف صاحبین کے کہ صاحبین کے نزدیک موضع میں قصاص اور آنکھوں میں دیت
 ہو ولا یقطع اصبع مثل جارہ خلا فالما اور قصاص نہیں اس انگلی کی قطع سے جسکے پاس کی دوسری انگلی خشک ہوگئی بلکہ دونوں کی دیت واجب ہوگی برخلاف
 صاحبین کے یعنی ان کے نزدیک اول میں قصاص ہو اور دوسری میں دیت ہو کہ ان فی الطحاوی ولا اصبع قطع منصلہ لا علی مثل البقی الا سابع بل یہ مفصل و حکومت
 فیما بقی اور قصاص واجب نہیں اس انگلی میں جبکہ مفصل اعلیٰ کاٹا گیا ہو باقی انگلیان خشک ہو گئیں بلکہ مفصل کی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہو
 سم یہ وہ سبب ہے کہ شائع نے کہا تھا کہ تین میں آدینکا ولا تو دیکر نصف سن اسود او اصفر او احمر یا قیہا بعد کسر بال کل دیتہ السن اذا فات منفعتہ
 المنفع ولا فلو ما یری حائۃ الکلم فالذیۃ ایضا والا فحکومتہ عدل زیلع فتول الدرر والا فلا شئی فیہ فیہ ما فیہ رر قصاص نہیں نصف دانت توڑنے میں
 جسکا نصف باقی توڑنے کے بعد سیاہ یا زرد یا سرخ ہو گیا بلکہ دانت کی تمام دیت واجب ہوگی جبکہ چبانے کی منفعت فوت ہو جائے اور اگر
 چبانے فوت نہوگا تو اس صورت میں اگر ٹوٹا دانت نظر آتا ہو بولنے کے وقت تو بھی دیت ہو اور اگر نظر نہ آتا ہو تو حکومت عدل ہو کہ ان فی الطحاوی
 تو در کے یوں کہنے میں کہ اگر چنانہ فوت نہیں ہو تو اس میں کچھ واجب نہیں اعتراض اور خلل ہو م خلل یہ ہو کہ اس میں نفی مطلق مذکور ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے

بلکہ باوجود عدم قوت مضغ اگر نظر آتا ہو تو دیت ہو نہ نائی کے سبب سے اور نہیں تو حکومت عدل ہو گا صرح بہ الزیلعی ثم الاصل ان النجاسة منی وقت علی
 محلین متباہین حقيقة فارش احدہما لا يمنع قود الاخر ومنی وقت علی محل واکلف شیعین فارشش احدہما يمنع القود پھر دریافت کرنا چاہیے کہ قاعد
 کلیہ یہ ہو کہ جب جنایت واقع ہو دو مکان میں جو فی الحقیقت جدا گانہ ہیں چنانچہ ہاتھ اور پاؤں تو ایک مکان کی دیت دوسرے مکان کے قصاص کی
 مانع نہیں ہوا و جبکہ جنایت ایک مکان میں واقع ہو اور دو چیزوں کو تلف کر دے چنانچہ جراثیم جو منہ سے نکل کر نالی ہو جائے تو ایک کی دیت دوسرے کے
 قصاص کی مانع نہیں ہوتی ہاں اگر کہ نام کے نزدیک قاعدہ یہ ہو کہ جب فعل واحد ہو جیسا کہ لکھا ہے تو قصاص میں تو قصاص تھا ہو گا خواہ ایک عضو ہو یا دو عضو ہوں اور
 صاحبین کے نزدیک دو عضو میں باوجود وجوب مال کے قصاص واجب ہو اور اگر ایک عضو ہو تو قصاص واجب نہیں کذا فی المططا دئی بحسب الارش علی من
 اقاو سنہ بعد یعنی حول ثم ثبت بعد ذلک لیس فی الخطا جندہ و سقط القود للشیعہ اور دیت واجب ہو اس شخص پر جس نے اپنے دانت کا قصاص لیا سال
 گذرنے کے بعد پھر بعد اسکے اسکا دانت جم نکلا دیت واجب ہو لیکن ظاہر ہو جائے خطا کے متعلق قصاص ہی ہو تو قصاص لینے والے کا قصاص ساقط ہو مشابہ کے
 سبب سے لینے مشابہ وجوب قصاص سے دانت جسے پہلے دنی الماتقی دینا فی قصاص العین والوضیہ حوالہ دکر الوضیہ سنہ فخر لکن فی الخلاصۃ الکبیر
 الدسے لایرجی بناء لا یوکل بہ یقتہ قلعت و قد یوفی بالتلفہ المصنف وغیرہ عن النہایۃ الصیح تا جیل البالغ لیس الاصلی سنہ لان بناء تاد اور لفتی
 میں ہو کہ انتظار کر کے آگے اور وضیہ کے قصاص لینے میں سال بھر اور صریح انتظار کرنا چاہیے قصاص لینے میں اگر دانت پر ضرب واقع ہو تو سود لگایا
 لیکن خلاصہ میں ہو کہ جس جو ان کے دانت جم لے کی توقع نہیں اس میں تا جیل اور انتظار نہیں ہی قول پر فتویٰ ہو اور گاہے کو فقیہ بین القولین کی جاتی ہیں قول سے
 جسکو مصنف وغیرہ نے بنا دیا ہے لعل کیا ہو کہ قول صحیح ہو کہ تا جیل مانع کی اسکے چگے ہو جانے کے واسطے ہو نہ تا جیل ایک سال کی اس واسطے کہ دانت کا جہاں مانع میں
 نادر الوقوع ہو دم تو فقیہ یہ ہو کہ عدم تا جیل سال پر خلاصہ کا کلام محمول ہو اور جو تا جیل کا قائل ہو تو اس سے تا جیل ہی لیتا ہے لیکن بغیر لفظ صحیح اسکے مفید ہو کہ سال کی
 تا جیل میں خلاصہ ہو گا لیکر یہ میں ہو کہ اگر دانت پر ضرب ساقط ہو گیا تو موضع دانت کی صحت تک انتظار کرنا چاہیے ایک سال انتظار کرنا چاہیے مگر محدود کی رویت میں صحیح پہلا
 قول ہو اتنی اور ندرت ثابت کی تعلیل اسکی مفید ہو کہ وضیہ میں اور متحرک دانت میں ایک سال کی مدت سلم ہو کذا فی المططا وی او قلہا فردت ای رد صاحبنا لے
 مسکا نہا و ثبت علیہا اللہ عدم عود العروق کما کانت یا ایک نے دوسرے کا دانت اکھاڑا سو دانت دلتے دانت کے مکان پر پھر اسکو رکھ دیا اور پھر
 گوشت جم گیا تو دانت کی دیت واجب ہو اس واسطے کہ رگین عود نہیں کہ میں صریح پہلے تصحیح فی النہایۃ قال شیخ الاسلام ان عادت الی حالتہ الاولی فی
 المتلفۃ والجلال لاشی علیہ کما لو ثبتت اور نہایت میں شیخ الاسلام نے کہا کہ اگر دانت اپنی پہلی حالت پر عود کرے منفعت اور حال میں تو جائے پر کچھ واجب
 نہیں جیسے اس صورت میں کہ اگر دانت جڑ سے جم گئے وکذا الاذن اذا الصمغ فاقمت بحسب الارش لانہ لا قود الی ما کانت علیہ در راوی طسرح
 کان جبکہ اسکو قطع کے بعد چپکا یا بیٹھے تاکے دیکر سو گوشت سے جگایا دیت واجب ہو اس واسطے کہ پھر دیا نہیں ہو سکتا جیسا کہ پہلے تھا کذا فی الدرر الا ان قلعت
 السن قبضت اخری فانہ یسقط الارش عندہ کس الصغیر خلافا لہما مگر یہ کہ دانت اکھاڑا گیا پھر وہاں دوسرا دانت جم اٹھا تو امام کے نزدیک دیت ساقط
 ہو جاتی ہے جیسے منیر کے دانت میں بالالفاق دیت ساقط ہو پر خلاف صاحبین م صاحبین کے نزدیک بالغ کے دانت اکھاڑنے اور پھر چھینے میں پورشی د
 ہو اس واسطے کہ جنایت موجب دیت تو واقع ہو چکی اور دانت کا جم اٹھنا یہ نعمت جہد حق تعالیٰ کی طرف سے ہو و لو ثبت معوقہ محکومہ عدل اور اگر دانت
 ٹیڑھا جا تو اس میں حکومت عدل ہو و لو ثبت اسلے النصف فلیہ نصف الارش اور اگر نصف تک دانت جا تو اس پر نصف دیت واجب ہو و لاشی فی ہفر
 ثبت کما کان اور اس ناخن میں کچھ دیت نہیں جو جم اٹھا جس طرح کہ پہلے تھا صام اور اگر قطع کے بعد ناخن نہ جا تو اس میں حکومت عدل ہو و لاشی فی ہفر
 دیت میں ثبت نہیں کذا فی المططا وی عن الاختیار والتحصیل والتجرح حاصل ذلک بضر و لم یبق الا انہ فاد لاشی فیہ یا سسر کا زخم بھر کر چکا ہو

باید که اگر غم جو حاصل ہوا تھا کوڑے وغیرہ کی ضرب سے چنگا ہو گیا اور اس کا نشان باقی نہ رہا تو اس میں کچھ دین نہیں ہم اس واسطے کہ موجب بیت کا بدنامی اور
 زوال نفع ہو چکا ہوئے اور نشان مجاہد سے زائل ہو گیا اور فقط در کسی شو کا موجب نہیں جیسے ضرب دروناک غیر فاحش میں اور دشنام مولم میں کچھ نہیں
 ان تعزیر میں حاکم کو اینتا رہو قال ابو یوسف علیہ الرحمہ والعلیہ السلام وہی حکومت عدل وقال محمد بن الحنفیہ من النفع لیس ان یرامن بجرۃ الطیب ومن الدار
 اور ابو یوسف نے کہا کہ اگر جارج پر درو کا خون ہا ہو یعنی حکومت عدل ہو اور محمد نے کہا جعفر زنجی کو خرچ لائق ہو اور صحت ہونے تک طبیب کی اُبرت اور دوا
 کے ثمن سے وہ جارج پر لازم ہو گا دینی شریع الطحاوی تفسیر قول ابی یوسف ارس الالم باجرۃ الطیب والحد او اقلیہ لا خلاف بینہما قالہ لمصنف وغیرہ
 قلت وقد قدنا نحو وعن المجتبی اذکر ہنا عنہ رواہین قتیبہ اور طحاوی کی شرح میں ہو ابو یوسف کے قول یعنی خون ہا سے در کی تفسیر اجرۃ الطیب
 اور بدوات واقع ہوئی ہو تو موجب اس تفسیر کے ابو یوسف اور محمد کے قول میں مخالفت باقی نہ رہی ایسا کہ ابو مصنف وغیرہ نے میں کہتا ہوں اور البتہ
 اسکے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں مجتبے سے صاحب مجتبى نے اس کی شرح میں ابو یوسف سے دو روایتیں مذکور کی ہیں سو خبر دار رہو ہم دور روایتیں
 ایک روایت محمد کے موافق ہو اور دوسری روایت یہ ہو کہ صحیح سالم غلام کی قیمت کیجائے پھر اس کی قیمت اس در کے ساتھ کیجائے شاریح نے بلفظ تنبیہ
 اشارہ کیا کہ شرح الطحاوی کی تفسیر ابو یوسف کی ایک روایت کے موافق البتہ ہو سکتی ہو کہ فی الطحاوی ولا یقا جرح الا بعد برئہ خلافا للشافعی
 اور قصاص نہیں لیا جاتا زخم کا اگر اسکے چنگا ہو جائے کے بعد بر خلاف شافعی کے ہم مسند احمد اور دارقطنی میں حدیث مروی ہو کہ آنحضرت علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نے قصاص لینے سے منع فرمایا جب تک زخمی چنگا ہو جائے اور دلیل عقلی یہ ہو کہ جراحات میں انجام انکا معتبر ہو شائد کہ زخم کی شدت سے
 زخمی مر جائے تو اب جرات قتل ہوگی تو زخم ہونا بدن صحت کے نہیں معلوم ہو سکتا کہ زانی المرح وغیرہ صبیحہ والمجنون والمقتوہ خطا بخلاف السکران
 وکسے علیہ اور بنیر او مجنون اور بد فہم اور بیہوش کا بعد خطا ہو بر خلاف مست اور غش واسے کہ انکا بعد خطا نہیں علی عاقلۃ الدیۃ ان
 بلغت نصف العشر فاكثر ولم یکن من العجم والاسف مالہ در اور صغیر یا مجنون کے حد میں اسکے مددگاروں پر دیت ہو اگر دیت بیسویں حصہ
 تک پہنچے یا زیادہ اور صغیر یا مجنون عجمی ہو یعنی عربی ہو اور اگر بیسویں حصہ سے دیت کم ہو یا صغیر وغیرہ عجم کا رہنے والا ہو تو خود صغیر کے مال میں
 دیت واجب ہوگی کہ زانی الدار ولا کفارة ولا حرمان ارث خلافا للشافعی اور صغیر او مجنون کے قتل مجرمین نہ کفارہ ہو نہ میراث مقتول سے محروم
 ہونا بر خلاف شافعی کے ہم کفارہ اس واسطے نہیں کہ صغیر او مجنون پر گناہ ثابت نہیں اور حرمان میراث عقوبت ہو اور صغیر او مجنون لایق عقوبت کے
 نہیں ولو جن بعد القتل قتل وقيل لا توارث لما علقته علی الملقۃ اور اگر قاتل دیوانہ ہو گیا بعد قتل کے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے گا اور بعضوں نے کہا
 کہ قتل نہوگا اور اسکا پورا بیان ہماری فتویٰ کی شرح میں ہو جیسے ضرب سن صبی فاتر عما ینظر بلعج الصبی المضر ب ان بلغ ولم ینبت فصل
 عاقلۃ الدیۃ ولو من العجم مالہ در وغیرہ کے المعامل ایک صغیر لے دوسرے صغیر کے دانت پر اس واسطے کہ اسکا کھاڑا تو انتظار کرنا چاہیے صغیر مضر ب کے
 بالغ ہونے تک پھر اگر وہ بالغ ہو اور دانت نہ نکلا تو اسکے مددگاروں پر دیت ہو اور اگر صغیر مضر ب عجم کا رہنے والا ہو تو خود اسکے مال میں دیت ہو اور ہم
 مجنون کے دیت کی تحقیق بیان کرینگے کتاب المعامل میں مہمہ فائدہ ضروریہ حکومت العدل الاصلہا العاقلۃ مطلقا علی العجم کافی تنویر البصار مضر بقتل خانیۃ
 حکومت عدل کو عاقلہ یعنی جاے کے مددگار نہیں ہوتے بنا بر قول صحیح کے ہر طرح یعنی خواہ حکومت عدل موضحہ کی دیت سے کم ہو یا زیادہ یا برابر چنانچہ
 تنویر البصار میں ہو مشوب بقتل خانیۃ

فصل فی الجنین

فصل فی الجنین یہ فصل ہیچنگی کے مسائل میں جن میں اس بچہ کا نام ہو جو زور اپنی ماں کے ہونے میں ہو ضرب یا بطن امراۃ حرۃ حامل فرج
 الائمہ والہیمۃ ویتیمہ حکما قلت بل للشر حرۃ الجنین دون امہ کا نہ علقۃ من سید یا او من المضر بہۃ الفرۃ علی العاقلۃ در عن الزیلعی فالیجب

اسی تصنف کیف لم ذکرہ ایک مرد نے حاملہ آزاد عورت کے پیٹ پر مارا شایع نہ کیا آزاد عورت کی قید سے لوندی اور جانور کا حکم خارج ہو گیا اور دونوں کا حکم
 آگے آگیا مین کہتا ہوں بلکہ بچہ کی کا آزاد ہونا شرط ہوئی اسکی مان کا چنانچہ وہ لوندی ہو اپنے مالک سے حاملہ ہوئی یا مرد فریب وہ سے حاملہ ہوئی تو اسکی بچہ چلیے عین
 یعنی دیت ہو قاتل کی عاتقہ پر کذا فی الدرعین الزلیعی تو مصنف سے تعجب ہو کہ اسنے حریت جنین کی شرط کو کیونکر بیان کیا یعنی باوجودیکہ مصنف صاحب کی اکثر کتابت
 ہوسان اسکے مخالف بیان کیوں کیا م ضرب شکم مثال ہونے قید تو یہی حکم ہر ضرب پشت کا شیعہ تنویرین ہر کہ ضرب جنین کی شرط ہو کذا فی الخطادی ولو کانت المرأة کتایتیہ
 جو سیتہ اور وجہ فالقت جنینا مینسترا وجب علی العاتقہ غرة الشہر اولہ اول مقادیر الدیات اگرچہ عورت مصروفۃ البطن اہل کتاب سے ہو یا مجوسی
 یا قاتل کی زوجہ ہو و سوا مردہ ضرب سے عورت نے بچہ مردہ آزاد پیٹ سے گرایا تو قاتل کی عاتقہ پر غرہ واجب ہر شایع نے کہا غرہ شہر عبارت ہر اول شہر سے اور
 دیت جسکا غرہ نام ہر اول مقادیر دیات سے ہر شایع نے یہ وجہ تمیہ بیان کی غرہ جنم عین مجہ و تشدید راجع ہر عہد مال سے چنانچہ گھوڑا اور اونٹ اور غلام اور لونڈ
 کذا فی المغرب شیخ الاسلام کی ہوا مین ہو کہ بدل جنین کا غرہ نام رکھا اسواسطے کہ اسپس غلام کا دینا واجب ہو اور غلام کو غرہ کہتے ہین اور دوسری تہمیش شایع کی موافق
 مذکور ہو کذا فی العینی نصف عشر الدیناری دیتہ الرجل او الجنین فی کرا و عشر دیتہ المرأة لوانتے وکل منہا خاتمہ درہم غرہ عبارت ہر دیت کے بیسویں حصہ سے یعنی مرد کی
 دیت کا بیسواں حصہ اگر جنین مرد ہو اور عورت کی دیت کا دسواں حصہ اگر جنین عورت ہو اور دونوں پانسو درہم ہین م مرد کی دیت دس ہزار درہم ہو تو اسکا بیسواں حصہ
 پانسو درہم ہو اور عورت کی دیت پانچ ہزار درہم ہو تو اسکا بھی دسواں حصہ پانسو درہم ہوا فی ستمتہ وقال الشافعی فی ثلثینین کالیتہ وقال مالک فی مالہ کذا فی فصلہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جنین مردہ مین غرہ یعنی پانسو درہم واجب ہین قاتل کے عاتقہ پر ایک سال کے اندر اور امام شافعی نے کہا تین سال کے اندر دیت کے مانند وجب ہین
 امام مالک نے کہا کہ قاتل کے مال مین واجب ہو اور ہاری دلیل فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہم طرانی مین حدیث طویل سے مروی ہر غرہ عبد دائرہ انہما سنا و
 صحیحین طرانی بکرہ سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی لیان کی عورت کے جنین مین غرہ عبد یا اسکا حکم کیا لیکن اسپس وہ کا ذکر نہیں اور تہم جنین کے مال مین عین ہین
 روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنین مین اپنی ان کے پیٹ مین بتول ہر غرہ عبد یا و لیدہ کا حکم کیا اور مصنف بیان ہر شیعہ مین ہر سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جنین مین عاتقہ قاتل پر غرہ قرار دیا کذا فی العینی فان القتہ حیافات قدیہ کا طہ پھر اگر حاملہ زندہ بچہ ڈالا پھر وہ مر گیا تو پوری دیت واجب ہو ضارب پر
 وان القتہ میتا فاست الائم قدیہ فی الام وغرہ فی الجنین لما اقر ان الفحل یغیر بعد و اثرہ اور اگر حاملہ نے مردہ بچہ گرایا پھر مان سکی مر گئی تو مان مین دیت
 واجب ہو اور بچہ مین غرہ اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ فعل متعدد ہو جاتا ہو اپنے اثر کے تعدد سے م چنانچہ ایک شخص نے تیرا اسواس سے پار ہو کر دیکر قتل کیا
 تو تیرا زہر دو تین واجب ہین اگر وہ لون فعل ازراہ خطا ہین اور اگر اول عمر ہو تو قصاص اور دیت واجب ہو کذا فی الخطادی و مرجع بالذخیرۃ بعد و الغرة نوینین
 فاکثر استے قاتل و ظاہرہ بعد الدتہ لم ارہ فلیراجع اور ذخیرہ مین تعدد غرہ کی تصریح کی ہو کہ اگر دو بچے مردہ ہو کر سا قہ ہون یا زیادہ انتہی مافی الذخیرہ مین
 کہتا ہوں اور ظاہر تعلیل سے دیت کا بھی متعدد ہونا معلوم ہوتا ہو اور مین نہ اسکو موضح نہیں دیکھا تو کتب فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے م جو ہرہ مین ہو کہ اگر حاملہ و جنین
 گراوے تو دو غرہ واجب ہین اور اگر ایک زندہ کلک مر جاوے اور دوسرا مردہ بچہ تو غرہ اور دیت واجب ہو ضارب پر اور اگر مان مر گئی پھر دو بچے مردہ ہوئے تو فقط مان
 کی دیت واجب ہو اور اگر مان کے مرنے کے بعد دو جنین نکلا پھر مر گئے تو تین دیت واجب ہین کذا فی الخطادی وان ماتت فالقت میتا قدیہ فقط وقال الشافعی
 غرة و دیتہ اور اگر مان مر گئی اور اسنے مردہ بچہ گرایا تو فقط مان کی دیت ہو اور امام شافعی رحمہ نے کہا کہ غرہ جنین اور دیت مان کی واجب ہر م امام اعظم کی دلیل یہ ہو
 کہ ظاہر مان کا مرنا موت جنین کا سبب ہو کیونکہ اسکا جینا اسکے جینے سے ہو اور اسکا دم لینا اسکے دم لینے سے تو جنین کی موت اسکی مان کی موت سے ثابت ہوتی ہو و
 یہ احتمال بھی ہو کہ صدر ضرب سے جنین مر ہو تو شک سے ضمان ثابت نہیں ہوتا وان علقنہ حیاء بعد ماتت یجب علیہ تیان کا اذا عاتقہ حیاء و ماتا اور اگر حاملہ عورت
 نے زندہ بچہ گرایا اپنے مرجانے کے بعد تو ضارب پر دو تین واجب ہین چنانچہ اس صورت مین دو تین واجب ہین جبکہ عورت نے زندہ بچہ ڈالا پھر بچہ اور عورت دونوں

اور اگر حاملہ عورت نے مردہ بچہ گرایا تو ضارب پر دو تین واجب ہین

مرگے تو ما یجب فیہ من غرة اودیه یورث عنه دیرث منہ امتہ اور جنین میں جو چیز از قسم غرہ یا دیت کے واجب ہو وہ مورث ہو یعنی جنین کے وارث ہو کہ بطریق میراث کے یا وٹیکے اور اسکی مان اسکی میراث یا وٹیکے ولا یرث ضاربہ نہا فلو ضرب بطن امراتہ فالقت انہ یتما فلعاقلة الاب غرة ولا یرث منہا لانہ قاتل اور جنین کا مارنے والا غرہ جنین کی میراث نہا کیونکہ اگر ایک مرد نے اپنی عورت کے پیٹ پر مارا سو ضارب کا بیٹا اسکے پیٹ سے گر پڑا مرد تو باپ کی عاقلة پر پندرہ سو درہاب اسکا غرہ سے میراث نہا کیونکہ اس واسطے کہ وہ قاتل ہو یعنی قاتل ہو ناحق بطریق مباشرت کے اور قاتل کے واسطے میراث مقتول کی نہیں نص سے وہی جنین الامۃ الرقیق الذکر نصف عشر قیمتیہ لوجیا وعشر قیمتیہ لوانثی لما تقرران دیتہ الرقیق قیمتیہ اور لونڈی کی جنین ملوک مذکر میں اسکی قیمت کا بیسواں حصہ واجب ہو اگر وہ زندہ پیدا ہو اور قیمت کا دسواں حصہ واجب ہو اگر جنین مونث ہو سو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ ملوک کی دیت اسکی قیمت ہو تم تعین قیمت جنین کا طریقہ یہ ہو کہ بعد انقصا ان جنین مرد کے اسکے رنگ اور صورت کے موافق تامل کرے کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو اسکی اسکان میں تین تین قیمت ہوتی اسکی ماں سے بیسواں حصہ و اگر ہو گا کہ انی یعنی بیان سوال ہوتا ہو کہ لازم آتا ہو کہ جو واجب ہو مونث میں وہ زیادہ تر ہونکر واجب اس واسطے کہ ذہم اکثر ہو جسم سے ہلکا ہو انبیاء سے ہلکا ہو انکے قول میں دیا ولا یلزم زیادۃ الاشیء لزیادۃ قیمۃ الذکر غالباً اور لازم نہیں آتی زیادتی مونث کی مذکر پر سبب زادہ ہونے قیمت مذکر کے غالباً یعنی اس واسطے کہ عادت میں غلام کی قیمت زیادہ ہوتی ہو لونڈی سے مثلاً اگر لونڈی کی قیمت ہزار درم ہو تو اسکے ہم صورت غلام کی قیمت دو ہزار ہوتی ہو تو اب بیسواں حصہ غلام کی قیمت کا لونڈی کے دسویں حصہ سے کم ہو گا کہانی صدر الشریعہ وغیرہ اشارۃ الی انہ اذا لم یکن الوثوق علی کون ذکر او انثی فلا شیء علیہ اور مذکر اور مونث کی دیت کے تفاوت میں اشارہ ہے اس واسطے کہ جب جنین کے مذکر یا مونث ہونے پر توقف حاصل نہ تو ضارب پر کچھ ضمان نہیں مطلقاً وی نے کہا کہ اس میں تالیع ہو گیا ہو قسمستانی کا اور تری میں یوں مذکر یا مونث اگر جنین کا مذکر اور مونث ہونا معلوم نہ ہو تو متیقن پر عمل کرنا چاہیے غنۃ مشکل کے مانند انتی یعنی میں ذخیرہ سے منقول ہو کہ جب جنین کی ذکوریت اور انوثیت معلوم نہ ہو تو متیقن یا خود ہو غنۃ مشکل کے مانند چنانچہ کسی نے غنۃ مشکل کو از راہ خطا قتل کیا تو متیقن واجب ہو بطریق بیان یعنی امر پر عمل کرنا چاہیے انتی کما والحق بلاراس لایب انما یجب البیہیمۃ اذا لم یلحق فی الارح والفرج من غیر اس ذخیرہ چنانچہ اگر جنین لونڈی کے پیٹ سے گرایا گیا بدون سر کے تو اس میں کچھ واجب نہیں اس واسطے کہ قیمت کو اسی صورت میں واجب ہوتی ہو جبکہ جنین میں روح پھونکی گئی ہو اور روح کا پھونکنا بدون سر کے نہیں کذا فی الذخیرۃ فی مال الضارب للامۃ حالاً جنین ملوک میں اسکی قیمت کا بیسواں حصہ یا دسواں حصہ اس شخص کے مال میں واجب ہوئی الحال جسے لونڈی کو ملام ضارب کے مال کے واسطے واجب ہو اگر عاقلة پر دست ملوک کی واجب نہیں اور اس مال کا مالک لونڈی کا مالک ہو نہ لونڈی چنانچہ اسکے معلوم ہو گا کہ لونڈی حیا و قدۃ صلتها الولادۃ فلیہ قیمتہ جنین انقصا نہا لوقیمۃ وفاربہ والا فلیہ تمام ذلک چھبے اور اگر لونڈی نے زندہ بچہ گرایا اور حالانکہ ولادت نے لونڈی کو انقص کر دیا تو ضارب پر جنین کی قیمت واجب ہو نہ لونڈی کے نقصان کی قیمت بشرطیکہ جنین کی قیمت سے نقصان ولادت کا استیفاء ہو سکے اور اگر قیمت سے جبر نقصان نہ ہو گا تو ضارب پر اسکا پورا کر دینا واجب ہو گا کہانی لاجتی م مثلاً لونڈی کی قیمت سو درم تھی اور بعد ولادت کے ۵۰ درم کی قیمت ہو گئی تو اگر جنین کی قیمت ۵۰ درم ہی یا زیادہ تو نقصان ولادت کا عوض نہا پر واجب نہیں اور اگر جنین کی قیمت ۲۵ درم ہو تو ضارب پر ۲۵ درم نقصان ولادت کے بھی دینے لازم ہو گئے وقال ابو یوسف فیہ نقصاننا کا بیہیمۃ اور ابو یوسف نے کہا کہ لونڈی کے جنین میں لونڈی کا نقصان ضارب پر لازم ہو جیسے جانور کے نقصان میں جانور کا نقصان معتبر ہو نہ بچے کی قیمت بالاتفاق وقال الشافعی فیہ عشر قیمتہ الامۃ بعد الشرعۃ ولا یخفی انہا للولی اور شافعی نے کہا کہ لونڈی کے جنین میں اسکی مان کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہو کذا فی صدر الشریعہ اور یہ تو مخفی نہیں ہو کہ قیمت تو مالک جاریہ کی ہو فان حر ردہ ای الجنین سیدہ بعد ضربہ بطن الامۃ فالقتۃ حیافات ففیہ قیمتہ حیاللولی لا دیتہ وان مات بعد لم یحق لان لم یحسب حالۃ الضرب پھر اگر جنین کو اسکے مالک نے آزاد کر دیا بعد ضرب شکم جاریہ کے سو لونڈی نے زندہ بچہ گرایا پھر وہ مر گیا تو اس میں بچہ زندہ کی قیمت مالک کے واسطے ہونے دیت بچہ کی اگر چہ وہ ہی آزاد کرنے کے مر گیا ہو سو اس واسطے کہ وقت ضرب کا اعتبار ہو یعنی قتل اسکا ضارب میں سے ہو اور دفعہ ضرب حالت رقیق میں ہو تھا

کذا فی صدر الشریعۃ وعند الثلثۃ بحسب قیہ وہودایہ عما اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دیت جنین کی واجبہ نہ قیمت اور یہ قول بہار بعض شاخ سے بھی مروی ہے چنانچہ
فخر الاسلام ہرودی نے شرح جامع صغیر میں بعض شاخ مذہب سے نقل کیا ہے کہ انی الطحاوی ولا کفارۃ الجنین عندنا وجوب یل ندیا زلیلی ان وقع یثا اور کفارۃ وہا
نہیں قتل جنین میں ہمارے نزدیک اگر مردہ گرا ہو بلکہ کفارہ توجب ہے کہ انی الزلیلی ہم لمی وجوب اسواسطے ہے کہ کفارہ شرع میں ثابت ہوا ہر نفس کاملہ میں تو اس کے غیر
مسعدی ہونکا وجہ تہیاب یہ ہے کہ ضارب مرکب امر منوع کا ہو تو تقرب الی اللہ کرنا اور اپنے فعل بد سے استغفار کرنا افضل ہے کہ انی الہدایۃ وشروداوان شجج حیافات
فیئذہ الکفارۃ کذا صحہ فی الحاوی القدسی وہو مفہوم من کلامہم تصریح ہم بوجوب الدیۃ حیثہ فجب الکفارۃ فیہ حالہ یعنی فلیحفظ اور اگر بچہ زندہ پیٹ سے نکلا پھر
مرگیا اس پر ضارب پر کفارہ ہر اسی طرح تصریح کی ہے حاوی قدسی میں اور وہ لفظ زندہ کہنے میں کفارہ مفہوم ہوتا ہے فقہاء کے کلام سے اس لیے کہ فقہاء نے در صورت زندگی
جنین اور بچہ کے مرجانے میں وجوب دیت کی تصریح کی ہے پھر جب دیت واجب ہوتی تو کفارہ بھی واجب ہوگا اس میں چنانچہ یہ امر مخفی نہیں تو اس لیے نہیں کو یاد
رکھنا چاہیے پھر اس واسطے کہ اکثر کتب فقہ میں یہ مسئلہ مصرح نہیں ہوا استبان بعض خالفہ کظہر و شہر کتام فیما ذکر من الاحکام وعدۃ ولفاس کتام فی باب او جنین
کا کچھ جسم ظاہر اور پیدا ہوا چنانچہ ناخن اور بال وہ پورے بدن والے جنین کے مانند تو ان احکام میں جو مذکور ہو چکے اور عورت کی عدت اور نفاس کے احکام میں
چنانچہ اپنے باب میں گذر گیا وضمن العزۃ عاقلۃ امرأۃ حرة فی سنتہ واحدة وان لم یکن لها عاقلۃ ففی ما لہا فی سنتہ ایضا صدر الشریعۃ ولام تاہم ما لم یستنب
الجنین خلتہ وصر فی الخطر لظہا اسقطتہ متبعاً بعد اوارا و فحسب کضررہا بالطنہا بلا اذن زوجها اور جس عورت آزاد نے مردہ بچہ ساقط کر دیا عوداً بدن اذن
اپنے شوہر کے کسی دوا یا کسی فعل سے جیسے اپنے پیٹ پر سارے کے تو عورت کی عاقلہ پر غرہ کا ضمان واجب ہے ایک سال کی مدت میں اور اگر عورت کا عاقلہ
موتو تو خود عورت کے مال میں بھی غرہ واجب ہے سال کے اندر کہ فی صدر الشریعۃ اور عورت گنہگار ہوگی اسقاط سے جب تک جنین کا بعض بدن ظاہر نہیں ہوا
اور یہ مسئلہ کتاب الخطر میں نظم مذکور ہو چکا م شایع کہ یون کہنا مناسب تھا کہ اسقاط سے عورت گنہگار ہوگی اسواسطے کہ یہاں کلام ہے وجوب غرہ میں اور وہ واجب
نہیں ہوتا اگر جبکہ بعض اعضا بدن ظاہر ہوں پھر شایع یون کہتا اور اگر بعض اعضا بدن ظاہر نہ ہوں تو اسقاط میں گناہ نہیں کہ انی الطحاوی فان اذن
اولم تضر لا غرہ لعدم الکفۃ کی پھر اگر عورت کو اس کے شوہر نے اسقاط کا اذن دیا یا عورت نے اسقاط کا ارادہ نہیں کیا اور اسقاط ہو گیا تو غرہ جنین کا واجب نہیں عدم
تعدی کے سبب سے یعنی دونوں صورت میں عورت کا کچھ قصور نہیں ہم زلیلی اور صاحب کافی نے در صورت اذن شوہر عدم وجوب غرہ مذکور کیا ہے لیکن شریعہ نے
کہا کہ یہ قول ضعیف پر تبنی ہے تو قول صحیح پر اسواسطے کہ نفوس میں اباحت جاری نہیں و تاس فی حاشیۃ الطحاوی ولو امرت امرأۃ ففعلت لا تضمن المأمورۃ اور اگر
زوجہ نے دوسری عورت کو اسقاط جنین کا امر کیا سو اس نے گرایا تو عورت مأمورہ پر ضمان نہیں و انام الولد اذا فعلت بنفسہا سکتہ اسقطتہ فلا شی علیہا الاستحالة الیہ
علی ملک کہ الم یستحق فیئذہ توجب للوسۃ العزۃ لانه مغرور اور ام ولد جبکہ بذات خود اسقاط جنین کرے تو اس پر کچھ واجب نہیں بسبب محال ہونے دین کے
ملاو کہ بریغ غرہ جنین کا دین ام ولد پر نہیں ہو سکتا جبکہ وہ لوٹڈی متق ملک غیر ہو پھر جبکہ وہ غیر مولے کی ملک ثابت ہوگی تو مولے کے واسطے غرہ
ثابت ہے اسواسطے کہ وہ مغرور ہی لینے فریب خوردہ ہے کہ غیر کے ملک میں تصرف کیا اپنے ملک جا کر خرید وغیرہ کے سبب سے ام ولد مغرور کی صورت یہ ہے کہ
لوٹڈی خرید کی اور تصرف میں لایا سو وہ حاملہ ہو گئی پھر لوٹڈی نے پیٹ گرایا داسے یا ضرب سے پھر لوٹڈی غیر بالغ کی ملک ثابت ہوتی تو قاضی مستحق کے
واسطے جاریہ اور اس کے عتر کا حکم کرے اور مشتری بالغ سے خن پھر لے اور مستحق سے کہا جائے کہ تیری لوٹڈی نے اپنے ولد کو قتل کیا اور وہ آد اتھا کیونکہ
وہ مغرور کا ولد ہے اور جنین آزاد میں غرہ واجب ہے تو یا لوٹڈی اس کو دے یا غرہ جنین کا کہ انی العالمگیرۃ مختصر اوستہ الاوقات شربت دوار لستقط عسدا
فان اقلۃ حیافات فعلیہ الدیۃ و الکفارۃ وان یتیا فالعزۃ ولا ترث فی الحالیین اور واقعات میں ہے کہ عورت نے دوا پی تا بچہ عدا گرا دے پھر اگر بچہ گرایا
زندہ بعد اس کے وہ مرگیا تو عورت پر دیت اور کفارہ واجب ہے اور اگر مردہ بچہ گرایا تو غرہ واجب ہے اور عورت دونوں حالت میں دارث جنین کی ہوگی و توجب

فی جنین البیہتہ المقصود بالام ان نقصت وان لم تنقص الام لا یجب فیہ شیء سراجہ اور جانو کہ جب کہ جنین ان کا نقصان واجب ہو اگر ولادت نہ ہو
 کسی قہر سے ناقص ہو گئی ہو اور اگر ان میں نقصان نہیں ہوا تو اس میں کچھ بھی کی غرض واجب نہیں کہ ان کی سراجہ فرج مسئلہ فقہ شریع کافی البیہتہ ضرب البطن مراد کیا ہے
 قطع البطن دو نوع احد اولہ بن جیامجر وعا بالسیف والاخر بنیاد جیامجر بالسیف انتہی ایضا یقتضی لاجل الزوجۃ لانہ عمد علی عاقلۃ ویترا الولد لہی اذا استوفی
 عرقہ الولد البیت لانہ لما ضرب ولم یعلم بالولدین فی بطنہا کان الضرب خطا بنیاد فیہ بین ہر ایک مرد نے اپنی عورت کے پیٹ پر تلوار مار لی سو کوارسے اس کے پیٹ
 کو کاٹا اور اس کے پیٹ سے بیچون بن سے ایک بچہ زندہ نکلا تو اس سے زخمی ہو کر پڑا اور دوسرا مرد وہ گریہ کر پڑا اور سہواً کچھ فرمایا اور عورت بھی مر گئی تو مرد سے قصاص
 پر مجاہد کیا تو وجہ کے سبب سے اس کو قتل عمد ہوا اور مرد کے حاکم پر ولد زندہ کی دیت ہو چکی ہے مر گیا ہو اور ولد سیف کا بھی عرقہ عاقلہ قابل پر واجب ہے
 اس وقت کے جب مرد نے تلوار مار لی اور وہ اس کے پیٹ کے دو بچوں کو بچاتا تھا تو یہ ضرب ازراہ خطا کے ٹھہری اور خطا میں بیت حاکم پر موتی ہے نہ ضرب با

باب ما یجوز فی الرجل سے فی الرجل سرق و غیرہ

باب ہر ان سائل میں کہ مرد راہ وغیرہ میں کچھ حدیث کرے اور بتا دے کہ اس نے اس فعل پر مباشرت کی یا بوقرین مباشرت کی تو اس پر شرع کیا
 میں قتل میں جو طریق سے بچہ سولہ تھا اگر قول کہ ہم قتل بطریق مباشرت کے ہے کہ قتل قتل پر بلا واسطہ قتل کو قتل کہہ سکتے ہیں اور قتل بوقرین یا بوقرین سے
 وہ کہ کوئی مر گیا تو قتل بطریق غیر مباشرت ہو بیت الخمارا و سیرابا او جرمنا کبیر و جرم و مملو و عرض طاقتہ و نحو ہا یعنی او کا ناجائز احداثہ ان میں ہضم
 یا لعانہ و مملو منع منہ فان ضرر لم یل کما یجوز شارع عام میں یا خانہ اور شداس یا پر نہ نکالا یا جرم بنایا چنانچہ بیچ او چھپا او چھپا پھر لائق کا عرض یا فائسہ کے
 او چھپ کر ان فی البیہتہ یا وکان باہر نکالی تو شاید مذکور سے ہر جرم کا بنانا درست ہو اگر لوگوں کو اس حدیث سے ضرر نہ ہو کوئی منع بھی نہ کرے پھر اگر ضرر ہو گا تو شاید
 مذکورہ کا بنانا احلال نہیں ہوتا چنانچہ آج کل عام میں جرم و مملو و سیرابا و جرمنا کبیر و جرم و مملو و عرض طاقتہ و نحو ہا میں جرم بنایا چنانچہ بیچ او چھپا او چھپا پھر لائق کا عرض یا فائسہ کے
 بعضوں سے کہنا چھپا وغیرہ و لکاب شایع ہے اکثر اقوال کو جمع کر کے اشارہ کیا کہ سب اقوال کا ایک ہی حکم ہے خلاف نہیں مگر تفسیر میں کہ ان فی الطحاوی لکھا کہ احداثہ ان میں ہضم
 و لو ذم بالحدیث ابتدا کو حدیث البیہتہ بتقصہ دفعہ بعد ہی بعد البیہتہ سوا کا ان فیہ ضرر ولا قیل انما یشترک فی خصوصۃ اذالم یکن لہ مثل ذلک لاکان لغتہا ریح
 اور اگر اہل خصوصت سے اگرچہ وہ ذمی ہو ہر شخص کے اس کا روک دینا ابتدائے اس وقت کے توڑ دینے کا مطالبہ کرنا بچکنے کے بعد جائز ہے خواہ وہ عین ضرر ہو یا نہ ہو و صغار کا قول
 یہ کہ خصوصت سے تو زنا میں چکنے کے بعد اس وقت کے جبکہ یا غصب نہ دیا مکان نہ بنایا ہو اور نہیں تو روکنا نا حق عداوت کی ذمہ داری میں سے کہ اس مسئلہ میں بین مواضع میں
 کلام ہر اول ہر ایک کے احداثہ میں ثانی خصوصت منع احداثہ میں اور دفع بعد الاحداثہ میں اور ثانی ضامن میں احداثہ کا حال تو یہ ہے کہ شمس لائے کہ اگر راہ والا تو نہ
 ضرر نہ ہو کسادگی راہ کے سبب سے تو احداثہ جائز ہے جب تک کوئی منع نہ کرے اور خصوصت کا حال یہ ہے کہ امام کے نزدیک ہر شخص کا اختیار ہے قبل از احداثہ کہنے کا اور بعد
 احداثہ کے ترواؤ لے گا اگر کسی ضرر نہ ہو سبب طیکہ اسے بلا اذن سلطان کے بنایا ہو اور ابو یوسف نے کہا کہ ابتدا میں وکنے کا ہر شخص اختیار ہے اور بن چکنے کے بعد نہ کرے
 اختیار نہیں اور محمد نے کہا کہ اگر ضرر نہ ہو تو نہ منع کا اختیار ہے نہ دفع کا اور اہل خصوصت ہر مسلمان عاقل بالغ آزاد ذمی ہر اس وقت کے شارع عام میں انکا چلنے کا اور
 چلنے جائز رہے کہ چلائے گا اختیار ہے خصوصت نقص کا بھی اختیار ہے و کا بخلات غلاموں اور اطفال کے کہ وہ اہل خصوصت کے نہیں کہ ان فی الطحاوی لکھا کہ ان فیہ
 وغیرہ ان الامام ہم نہ مذکور اس وقت کے جبکہ شارع عام میں اپنے ذات کے واسطے بنایا ہو وہ حکم سلطان کے ہم سوا حکم سلطان کے ہو گیا ہو تو اب کسی کو نہ عزت نہ کراہت نہ
 لیکن سلطان کو مناسب نہیں حکم دینا اگر لوگوں کو ضرر ہو تو اس کی راہ سے اور باوجود اس کے سلطان کو مصلحت معلوم ہو اور حکم دے تو جائز ہے چنانچہ حموی میں ہر مسکین
 اور شمس میں یوں ہے کہ در صورت ضرر کے احداثہ جائز نہیں بلا خلاف خواہ سلطان حکم کرے یا نہ کرے کہ ان فی الطحاوی لکھا کہ ان فیہ ضرر ولا قیل انما یشترک فی خصوصۃ اذالم یکن لہ مثل ذلک لاکان لغتہا ریح
 لفظہا دے آنا زیادہ کہنا کہ مطالبہ کرنے والے کا دیا مکان کو خوب خصوصت درست ہے ہم یہی قول ضعیف ہے و نہ مذکور ہو چکا تو اعادہ کی کچھ حاجت نہ تھی کہ ان فی الطحاوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ اردو در فرائض و عبادت

وان بنی المسلمین سجدوا نحوہ اذنی باذن الامام لا یقضی وجوبہ شارع عام من نفع مسلمین کے واسطے مکان بنایا گیا چنانچہ سجدہ اور انشاء اسکے یا حکم امام بنایا گیا تو وہ تو ان بنی کا عام فقہائے کلام سے عریضاً معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ کا بنانا راہ میں اور صورت عام ضرر خلاق اللہ کے جائز ہے اور عدم نقصان موضوع عدم ضرر ہرگز اور اگر عام کو ضرر ہو تو منع اور رفع اس پر بھی وارد ہوگا کما لا یخفی اور اس پر دلیل لگا کر کہ جو کو ضرر کرے اسکا احداث جائز نہیں اور جو جائز نہیں وہ قائم نہ کھاجا و گیا اگرچہ امام کے اذن سے ہو یا نفع مسلمین کے واسطے یا نہ ہو کذا فی الطحاوی ولکن یضیر بالعمامة لا یجوز اجماعہ علیہ الصلوۃ والسلام لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور اگر اکثر خلاق کو ضرر کرتا تو ائمہ اشداء اور اسکا بنانا جائز نہیں بدلیل حدیث نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام معنی ضرر پہنچانا اور ضرر کا بدلہ دینا اسلام کا طریقہ نہیں ہے سجدہ جائز ہے بطریق میں اور عبادۃ بن صامت سے ابن عباس بن ابی بن عباس اور ابوسبیحہ خدری سے مسند رک حاکم میں اور ابوسبیحہ سے دارقطنی میں اور عاصم بن یقین سے دارقطنی میں مروی ہے باختلاف بعض الفاظ ابن اثیر نے کہا کہ ضرر ضد ہر نفع کا تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو ضرر نہ پہنچائے یعنی اسکی حق تلفی نہ کرے اور ضرر کی جزا دے اسکو ضرر پہنچا کر اور بعضوں نے کہا کہ ضرر وہ ہو کہ دوسرے کو ضرر ہو یا جو کچھ اسکا نفع ہو اور ضرر وہ ہو کہ دوسرے کو تو ضرر پہنچا دے اور کچھ اسکا نفع نہ ہو یعنی بعضوں نے کہا کہ ضرر ایک طرف سے اور ضرر دوسری طرف سے یعنی غرض تکرار سے تاکید ہے کہ نفع یعنی شرح الہدایہ عن ابن کمال کے کہا لا ضرر لا ضرر اور لا ضرر جہاں پہنچے بدلہ دینے میں اپنے مقدار حق سے تعدی نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ ضرر معنی مضارۃ ہے یعنی تو اسکو ضرر پہنچا دے جسے تجھ کو ضرر پہنچایا واللہ اعلم والفقہ فی الطحاوی لیس فی وجوبہ وجہ ان لم یضر احدہ والاعلیٰ ہذا تفصیل السابق اور راہ میں بیٹھنا بیٹھنے اور خریدنے کے واسطے جائز ہے اگر کسی کو ضرر نہ ہوتا ہو اور نہ تو جائز نہیں مہربوب اسی تفصیل سابق کے مقتضائی نے کہا اور یہی حکم ہے راہ میں درخت لگانے کا و ذانی النافذ فی غیر النافذ لایجوز ان یتصرف باحدہ مطلقاً اضرہم الا الا بالاجل ونہم لانه کمال ملک الخاص ہم اور یہ حکم احداث کا شارع عام نافذ کا تھا جو دوسری طرف سے بند نہیں ہے اور کو غیر نافذہ میں تو کوئی چیز احداث کرنے سے تصرف کرنا مطلقاً جائز نہیں خواہ اہل محلہ کو احداث ضرر کرتا ہو یا ضرر نہ کرتا ہو مگر اہل محلہ کے اذن سے البتہ بنانا جائز ہے اسواسطے کہ کوئی غیر نافذہ الکی ملک خاص کے اشد ہم شارع اس تبصرہ میں صاحب درک تاج ہو گیا اور ہادیہ میں مصرح ہے کہ کوئی غیر نافذہ اہل محلہ کا ملک ہے جو ثم الاصل فی اہل حال ان سبیل حدیثا و فی الطریق العائتہ وقد یافون فی طریق الخاصۃ بحدی پھر دریافت کرنا چاہیے کہ قاعدہ کلیہ اس احداث میں جبکہ قدیم اور جدید ہونا معلوم نہیں ہے کہ اگر شارع عام میں جو جدید ہو اور اگر محلہ کی خاص راہ میں جو قدیم ہے کہ ذانی البرجہ ہی ہم تو اگر احداث جدید ہو تو امام کو اسکا توڑنا جائز ہے اور اگر قدیم ہو تو کسی کو توڑنا درست نہیں کذا فی الطحاوی عن القستانی فان مات احد من الناس سبقوا علیہ فدیۃ علی عاقلۃ اخرج التلبیہ پھر اگر کوئی آدمی شیئاً مذکورہ کے اسپر سابقاً ہوئے سے مرگیا تو اسکا خونہا مکان نکالنے والے کے عاقلہ پر واجب ہے سبب اسکی سبب سازی کے یعنی سبب ہلاکت ہائی مکان کے اہل و عیال کے مددگاروں پر دیت لازم ہوئی کما تدری العاقلۃ و ضرر فی الطریق وضع حجر او تیرا او تیرا اقلیۃ فتلقت بہ الانسان لایب جیسے عاقلہ پر دیت دینا لازم ہوتا ہے اگر کوئی ان کو دواراہ میں یا پتھر رکھا یا خاک یا مٹی راہ میں ڈھیر کی کہ ذانی الملتقے سوائے سبب سے کوئی آدمی مر گیا اسواسطے کہ عاقلہ پر واضح سبب ہلاکت کا فان تلمت بہ ای واحد من المذكورات ہیتمہ ضمن فکالہن لم یاذن بہ الا امام پھر اگر ایک کسی چیز سے اشیاء مذکورہ میں سے یعنی بیت الخلاء یا میز یا برج وغیرہ یا دوکان یا راہ کے کنوئین یا پتھر سے کوئی جائز تلف ہو گیا تو حدیث کے مال میں تاوان لازم ہوگا اگر امام نے اسکا اذن نہ دیا ہو مگر دھماوان قدی ہو مٹی کی اور عاقلہ پر اسواسطے تاوان لازم نہوا کہ عاقلہ پر نفس کا تاوان لازم ہوتا ہے نہ مال کا اور اگر سلطان کے حکم سے اشیاء مذکورہ کو احداث کیا تو تاوان لازم نہوا کہ عدم تعدی کے سبب سے اسواسطے کہ سلطان کا اختیار کامل ہے راہ میں کیونکہ ذائب خلاق کا تو اسکا فضل ایسا ہے جیسے ملک کا فضل اپنے ملک میں چنانچہ قستانی میں ہے اور اذن سلطان کے ماتر اباب محلہ کا اذن جو غیر نافذہ کو چھین تو عدم اذن امام راجع ہوا اول کلام تک یعنی فان مات احدک کذا فی الطحاوی فان اذن الامام فی ذلک امات واقع فی سبب طریق جو عاقلہ عطا و عطا لا ضمان

سلمان بن مسعود نے فرمایا
بائصال سے روایت ہے کہ
اور اس واسطے ہی کہ
تو ہم اہل سنت ہیں

پہلی خلافت میں نے اس میں کثرت وغیرہ کے احداث میں اذن دیا اور کوئی شخص کی بارگاہ کے کوئی گھر پٹنے والا جو کیا پیاس یا غم سے مرگیا تو اس کا
 نہیں اسی قول پر فتویٰ ہو بخلاف محمد کے کہ لنگہ نزدیک سب صورتوں میں ضمان ہر غم سے مرگیا کا کرنا ہر کنوین کی بولے اس میں ان میں اس
 ہوا کہ کنوین کا گرنے والا جمع یا عطش یا غم سے مرگیا نہ وقوع سے اور ضمان اس وقت واجب ہوا ہر جگہ وقوع کے سبب سے مرگیا نہ کافی الزامی و لو سقط المیزاب
 فاصاب الناس فی الدار خل رجلا فقتله فلا ضمان اسلما لكونه فی ملک فلم یکن مقتدیا اور اگر پرنا لہ سا قط ہوا وہ پرنا لہ کا وہ سا جو دیوار میں داخل تھا کسی مرد
 کے گھا سو اس کو قتل کیا تو اسلا ضمان نہیں اس واسطے کہ پرنا لہ کی طرف داخل تو صاحب خانہ کے ملک میں ہوتا تھا لکن کسی قدر سی ہوتی ہوا سپرنا وان آتوا ان
 اصحابہ فخرجوا و وسطہ برزخہ فالضمان علی وانفجرت بعدہ لعدیہ اور اگر پرنا لہ کا باہر کا سرا یا اسکا درمیان کسی کے لگا کر لائی لہذا یہ تو پرنا لہ لگائے دے یہ
 ضمان واجب ہر اسکی قدر سے سبب سے م تعدی یہ کہ راہ کی ہوا میں لسنے پرنا لہ نصف کیا کہ کافی الزامی اور لہذا پرنا لہ لگائے نہ وقت میں نہیں اس واسطے
 کہ دیوار میں کسی پرنا لہ ہو سکتا کہ کافی الزامی لہذا یہ طحاوی نے کہا کہ ضمان سی صورت میں ہر جگہ سلطان یا اہل محلہ نے پرنا لہ لگائے کا اذن نہ دیا ہو یا نہ ہو کہ وہ چکا اور تعدی کی
 بھی سپرولالت کرتی ہو اور ضمان واجب ہر واضح کی عاقلہ پر اور اسی طرح مسائل آئندہ میں لسنے و او ساجرا و وسقیر او خاصا ضمان واضح ہر جگہ واضح مستند ہوا
 یا خاصا ہر جگہ سلطان یا بایع بقا فعلہ و ہوا موجب الضمان بخلاف احوال المسائل کما سبطہ الزلیعی اور ضمان باطل نہیں ہوا جانا اس مکان کی نہ
 سے سبب باقی رہنے واضح کے فعل کے اور وہ یہ فعل واضح ضمان کا موجب ہر بخلاف دیوار اہل کے ہر جگہ طبعی سنا کو مشرعی بیان کیا ہر جگہ خلافت میں ہر جگہ
 کہ بائع ضمان اس واسطے کہ فعل اسکا مندرج نہیں ہو گیا اسکی ملکات اہل ہونے سے بخلاف دیوار اہل جبکہ اسکی بیجا شہاد کے بعد ہر بائع تہی ہر دیوار گری ہو اور کوئی مرگ
 تو نہ بائع ضمان ہر نہ شہری پر اسلئے کہ شہری پر شہاد کے حق میں شہاد اول باطل ہو گیا عدم ملک سے کہ اسنے الزامی و لو
 اصحابہ الطرفان من المیزاب و علم ذلک وجب علی واضعہ النصف و ہر لہ نصف لو لم یعلم اسی طرف نہما اصحابہ ضمن النصف استسما لہما ہر
 اور اگر کسی مرد کو پرنا لہ کی دونوں طرفیں داخل اور خارجی ہرین اور وہ ہلاک ہو گیا اور وہ یعنی دونوں طرفوں کا سپر گریا معلوم ہو تو پرنا لہ لگائے دے یہ نصبت و ہر جگہ
 ہر او نصف دیت باطل اور اگر لگان ہر اور اگر معلوم نہیں کہ دونوں طرفوں سے کوئی طرف سپر گری تو واضح ہر نصف دیت کا ضمان پیل استسما کے واجب ہر کافی الزامی
 ہم قیاس تھا کہ وصوت عدم علم کچھ واجب ہوتا کیونکہ اگر طرف خارجی سے موت ہوئی تو ضمان ہر اور اگر داخل سے ہر تو ضمان نہیں شک سے وجہ استسما یہ ہر کہ احوال میں
 ہر ضمان ہو سکتا ہر اور دوسرے حال میں کچھ بھی نہیں ہوتا تو نصف ضمان لازم ہو گا کافی الطحاوی و من نجی حجرا و ضحہ اخر فخطب بہ رجل ضمن الا ان
 فعل الاول من یفعل الثانی اور جسے کنا سے پر کر دیا اس پھر کو جو دوسرے شخص نے راہ میں کھاتھا پھر اس پھر سے کوئی مرد ہو کر کھائے مرگیا تو کنا سے پر کر کر لیا
 ضمان دیکھا اس واسطے کہ اول شخص کا فعل اپنے راہ میں رکھنے والے کا مندرج ہو گیا دوسرے شخص کے فعل سے پہلے تو سبب ہلاک شخص ثانی شہداء اول میں
 حمل علی اسہ و ظہر شہداء فی الطریق فسقط منہ علی اخر و خل یحصر و قنیل و صفا فی مسجد غیرہ اسی حمل فی حصی ادواری بن کمال و جلس فیہ لا
 لصلوۃ و لو بقران او علی قنصل بہ احد کا علی ضمن خلافا لہما اس شخص کے مانند جس نے اپنے سر یا پیٹ پر کوئی چیز لادی راہ میں سو اس میں سے کچھ
 دوسرے شخص پر کر پڑا یا چٹائی یا قنیل یا پتھری غیر کی مسجد میں لگیا اپنے مسجد میں پھر یوں یا چٹائیوں کا فرش کیا کہ ذکرہ بن کمال یا سوسے نماز اور فعل کے
 واسطے مسجد میں بیٹھا اگرچہ قرآن یا تعلیم کے واسطے بیٹھا ہو سو کوئی شخص اس کے سبب سے تلف ہو گیا چنانچہ اندھا چٹائی میں اوچھکرا پتھریوں میں ٹھوکر کھا کر مر گیا
 تو حامل یا بخل یا جاس پر ضمان لازم ہو گا بخلاف صابین کے لایمیں میں قطع منہ وار لیسہ علیہ ضمان لازم ہو گا اس شخص پر چیمپہر سے وہ چادر گرہ
 ہو کہ وہ اوڑھے تھا اور اس کے سبب سے کوئی تلف ہو گیا ہم حال اور لابس میں فرق یہ کہ حال شوئی محافظت کا قصد نہ تھا ہر تقدیر بالسلامت میں اس پھر
 کچھ چیزیں میں اور لابس میں بوس کی محافظت کا قصد نہیں رکھتا تو تقدیر بالسلامت میں اس پر جرح ہر کافی الطحاوی و اول ہرہ الاستسما یا اللہ کو راسخ

فی سبب حیدر اسی حکایت لان تفسیر المسجل لہذا دون غیر ہم فعل الغیر مباح فیتقید بالسلامۃ یا اشیا مذکورہ یعنی چنانہ یا قندیل یا تھمدیان لہے محکم کی مسجد پر
ایک بار کوئی شخص اس کے سبب سے ہلاک ہو گیا تو اسپر ضمان نہیں اس واسطے کہ تفسیر مسجد کی اہل محلہ پر چڑھ گئے سو اور لوگوں پر تو غیر شخص کا فعل مباح ہے تو تفسیر مسجل
ہو گا ہم ظاہر کلام سپر دالالت کرنا ہو کہ اہل محلہ پر نہ تفسیر مسجد واجب ہو حالانکہ ایسا نہیں ہو بلکہ اہل محلہ اور غیر اہل محلہ کا فعل مباح ہو لیکن اہل محلہ کا فعل مباح مطلق ہے
بلکہ تفسیر مسجل اور غیر کا فعل مباح بقید سلامت ہو کہ فی الظہار والی جلیس فی الصلوۃ لیس فی الصلوۃ لیس فی الصلوۃ فی سبب حیدر وغیرہ لا یضمن بغیر الصلوۃ
ایضاً من جملۃ ما فی الاموال مستطیع فی الشرع لایہ مغیرا للزیلع وغیرہ قولہما وقد حقت فی شرح الملتقی یا بیضاوی میں غار کے انتظام کے واسطے
اور کوئی شخص اسپر گئے تھیں ہو گیا تو اس پر ضمان نہیں خلاصہ یہ کہ جو شخص نماز کے واسطے اپنے محلہ کی مسجد یا غیر محلہ کی مسجد میں بیٹھا تو اسپر ضمان نہیں
اور نماز کے سوا اور فعل کے واسطے بیٹھا تو اسپر ضمان ہو مطلقاً خواہ اپنی مسجد میں ہو یا غیر محلہ کی مسجد میں ہو بخلاف صاحبین کے کہنے کے نزدیک جہاں مسجد پر ضمان نہیں ہے
نماز کے واسطے ایسے جہاں نماز اور غیر نماز ایک جہاں کہ قول کی تقویت کی ہو زلیعی وغیرہ کی طرف نسبت کر کے اور بیضاوی کو توفیق بیان کیا جو شرح ملتقی میں ہم زلیعی میں ملتی
سے منقول ہے کہ اکثر شایخ نے صاحبین کے قول کو لیا ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور صدر الاسلام سے منقول ہے کہ صاحبین کا قول ظہور اسلئے کہ مجلس نماز کی ضرورت
سے ہو تو نماز کے ساتھ ملحق ہے اور عینی میں ہے کہ صاحبین کے موافق ایسا نہ کہہ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ لفظ صلی فی سبب حیدر اور اسے تاجر و صاحبین
اور جعفر نے نہ فارحاً فوتہ اور ہر تلفت ہشتے ان قبل فرائض فعل الاجیر وان بعدہ فعل الامر لہذا لو کان فی غیر فناء ولم یعلم بہ الا بخیر فان ہذا تعلیل
کیا لو امرہ بالبناء فی وسط الطريق لفساد الامر اور ملتی میں ہے کہ اگر مزدور لگایا تاکہ عمارت بناوے یا اسکے واسطے کنواں کھودوے اسکی دوکان یا گھر
کے پیش دروازے میں سولہ کے سبب سے کوئی چیز تلف ہو گئی اگر ہلاک ہوئی قبل تعمیر یا جعفر کے تو ضمان اسکا مزدور پر ہے اور اگر بعد فراغت کے ہلاک ہوئی
تو امر کرنے والے پر چنانچہ اگر تعمیر اور جعفر صاحب کی پیش دروازہ اور مزدور اسکو بنانا ہو تو مستاجر ضمان ہے پھر اگر مزدور بنانا ہو تو مزدور پر چنانچہ اگر تعمیر کے واسطے
امریکیا دیان اہ کے اور کوئی تلفت ہو تو مزدور پر ضمان ہو فساد امر کے سبب سے یعنی راہ ملک مستاجر کی نہ تھی تو اسکا امر کرنا باطل تھا پھر جب باوجود اسکے مزدور
تعمیر پر اجرت لی لہذا مزدور پر ضمان آیا نہ مستاجر پر ولو قال الامر ہونانی و لیس سلفی الحفر فعل الاجیر قیاساً ہی تعلیم بفساد الامر فیما امرہ علی
الاستاجر استخسانتہ قلت وقد قدم ہو وغیرہ لقیاس ہنا وغیرہ ترجیحہ سیما علی ادب روایت صاحب الملتقی من تقدیمہ لاقوی قتال
اور اگر مستاجر نے کہا کہ یہ میرا پیش دروازہ ہے اور اس میں مجھ کو کنواں کھودنے کا حق نہیں ہے یعنی پھر باوجود اسکے مزدور نے وہاں کھودا اور کوئی چیز تلف
ہو گئی تو ضمان مزدور پر ہے قیاس کی راہ سے یعنی اس واسطے کہ مزدور کو امر مستاجر کا فساد معلوم ہو گیا تو مستاجر نے اسکو فریاد نہیں کیا اپنی حقیقت ظاہر کر کے اور مستاجر
پر ضمان ہو استخسان کی راہ سے استے کلام الملتقی میں کہتا ہوں اور البتہ صاحب ملتی وغیرہ نے بیان قیاس کو استخسان پر مقدم ذکر کیا ہے اور تقدیم اسکی ترجیح
پر دالالت کرتی ہے خصوصاً صاحب ملتی کی عادت ہے کہ وہ قوی تر قول کو مقدم ذکر کرتا ہے سو اسکو تامل کر ہم وجہ استخسان یہ ہے کہ مستاجر نے کھودنے کا امر لایا ہے
میں کیا اس واسطے کہ پیش در میں آدمی کو شئی ڈالنا اور لکڑیاں رکھنا اور گھوڑا باندھنا وغیرہ لکھنا من الضررات اور مستاجر نے امر صحیح ہر انداز فساد تو ضمان مستاجر پر ہو گا
مزدور پر ومن جعفر ابو حنفی فی طریق بامر السلطان اونی ملک او وضع خشیہ فیہا اسی طریق او قد تفرقہ بالا اذن الامام وم کذا کل ما فعل نے
طریق راہ قنہ فقہر رجل المرور علیہا لم یضمن لان الامان قبلہ المباشرہ اولے من التمسب اور جہنہ چاہ آب ریز کھنڈ و راہ میں سلطان
کے حکم سے یا اپنی ملک میں کھنڈ ایا لکڑ رکھا راہ میں یا پل بنایا میں ان سلطان کے اور اسی طرح کا حکم ہے ہر ایک اس چیز میں جو شارع عام میں یا لگائی پھر کسی مرد
پر چڑھ لگ کر کیا اور وہ تلف ہو گیا تو حافز و واضع اور بانی پر ضمان نہیں اس واسطے کہ ہلاکت کا نسبت کرنا مباشرت کی طرف اولیٰ ہے سبب کی طرف مستہم ہے تعلیل سے یہ تعلیل
دوسلوں کی زلیعی نے کہا کہ چاہ آب ریز تاؤن امام کھنڈ یا اپنے ملک میں کھنڈ یا قندی میں ہے اور وضع خشیہ وغیرہ اگرچہ قندی ہو لیکن اسپر عدا چنانہ نسبت کے واضح کا

بج

[illegible]

یہ صاحب خانہ پر اس واسطے کہ اس وقت میں سے قبل از موت رخ صاحب خانہ کے واسطے وہ مسلم بنین ہوا و نصیب کرش المال و بیعت یزنیق و اس مستحب الطریق اور عثمان دیکھا اگر بانی کثرت سے چھپے گا اس طرح پر کہ اس سے آدمی ریشہ جاتا ہے اور چھپے گا کو تمام راہ میں ہر دم اور اگر چھپے گا کو تنہا راہ تمام راہ میں چھپے گا و بنین ہر تو عثمان بنین فلوریش قمار خانہ باذن صاحب فالضمان علی الامر استخوانا و تمامہ فی الملتحقہ اور اگر بانی چھپے گا و کان کے سامنے صاحب کان کے اذن سے تو امر کرنے والے پر عثمان بنین استخوان کی راہ سے اور پورا اسکائیائی قتی بن ہر

فصل فی احکام المال فی فضل ہر دیوار مال یعنی جبکہ دیوار کے مسائل میں مال حاکم الی طریق العاقلہ من ربہ صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر انسان و حیوان و مال جبکہ گئی دیوار شارع عام کی طرف تو دیوار کا مالک اپنے اسکا صاحب ضمان دیکھا اس چیز کا جملہ ہو گئی دیوار کے گرنے سے خواہ وہ چھپے مالک جان ہو آدمی یا جانور کی یا مال ہر دم شارح نے مالک کی تفسیر صاحب کے اشارہ کیا کہ مالک سے جتنی مالک مراد نہیں بلکہ مالک سے مراد وہ شخص ہے جس کا تصرف و تصرف کا اختیار ہو اگرچہ وہ صغیر کا وصی ہو یا اسکا وادایا راہین یا مکاتب چنانچہ شارح بیان کر گیا ان طالع ربیعہ او کما کا لواقف و القیم و لوقا طالع المسجد من عاقلہ لواقف ضمان تلف لازم ہوگا بشرطیکہ دیوار کے مالک سے مطالبہ کیا ہو خواہ وہ حقیقہ مالک ہو یا کما مالک ہو چنانچہ وقف کرنے والا اور ناظر وقف اگرچہ دیوار مال مسجد کی ہو عاقلہ لواقف پر ضمان لازم آویگا و کا لقیم لوسے و الراہین و المکاتب و العبد التاجر اور ناظر وقف کے مانند دلی اور راہین اور مکاتب اور سود اگر غلام ہر دم ولی سے مراد صغیر کا ولی ہے جسے اسکا باپ اور وادایا راہین کا ذکر اس واسطے کیا کہ مرنے والے کے ہونے کا بنین کہ اس سے مطالبہ ہو گیا مالک بن ہوا و وقا در ہر دم دیوار پر نکلتے ہیں کے بعد ہر دیوار ہر مرنے کے قبض میں کہے اور مکاتب کی دیوار سا قنط ہو کر اگر کوئی چیز تلف ہوگی حال کتاب میں تو اگر وہ چیز انسان ہے تو جو اسکی قیمت اور دیت مقول میں نقل ہوگا وہ مکاتب پر لازم ہوگا اور اگر وہ چیز مال ہے تو اسکی اولے قیمت میں سی مکاتب پر واجب ہوگی و اگر عہد تاجر کی دیوار سے مال تلف ہوگا تو اسکی گردن سے متعلق ہو اور اگر جانور ہو تو اسکی مالک کی عاقلہ پر دیت ہو کہ انی الطحاوی و کہ احد الشرکاء و لوقا لورثہ استخوانا اور اسی طرح ناظر وقف کے مانع شرکون میں سے ایک شرک ہے اگرچہ اشخاص مذکور بن ہوں لنگے و ارث ہوں باعتبار استخوان کے ہم و جب استخوان یہ ہو کہ احد الشرکاء و وقا در ہر اسپر کا قتی شرکون سے مطالبہ کہے گا و وہ مجمع ہو کر دیوار کو ڈھانڈیں تو ایک شرک بعد اپنے حصہ کے ضمان دیکھا اور قیاس یہ تھا کہ ایک شرک پر ضمان لازم نہ ہو تا کیونکہ وہ ہر دم دیوار کا مالک بنین نعم نے الطہیرہ لومات ربیع بن فقط و دین مستغرق صبح الا شہاد علی الابن وان لم یکن مالک الطرح جندی و غیرہ بن ہر کہ اگر دیوار کا مالک مر گیا فقط ایک بیٹا اور دین مستغرق مرنے کے بعد ذکر توبہ پر گواہ کرنا صحیح ہے اگرچہ بیٹا گھر کا مالک بنین کہ انی البرجندی و غیرہ ہم تو اگر اشہاد کے بعد انسان مانع ہوگا تو باپ کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی نہ فرزند کی عاقلہ پر کہ انی المنع بقضہ مکلف مسلم او ذمی یعنی من اہل الطلب معیتر طے الصبی و العبدان ولیہ و مولاہ بالحق و تہ زلیعی حرا و مکاتب ضمان لازم ہوگا اگر مالک دیوار سے اسکی تڑپے اور ڈھانڈے کا مطالبہ کیا ہو مکلف نے تسلیم ہو یا ذمی آزاد ہو یا مکاتب شارح نے کہا مکلف سے مراد اہل طلب کا نہ بائع تو صغیر کی طلب میں اسکی ولی کا اور غلام کی طلب میں اسکی مالک کا اذن خصوصت کے واسطے شرط ہے کہ انی الزلیعی وان لم یشهد وجوب ضمان میں طلب نقض شرط ہے اگرچہ اسپر اشہاد واقع نہ ہو ہر دم تو وجوب ضمان میں طلب شرط ہے ہر اشہاد اور اشہاد و کتب فقہ میں مذکور ہے تو اس واسطے ہے کہ اگر مالک دیوار یا اسکی بدگلا طلب ہر دم کا انکار کریں تو اسکی اثبات پر قدرت حاصل ہے تہ اشہاد باب احتیاط سے چھپا چھپ طلب شفعہ پر شاہد کرنا ہر احتیاط ہے نہ وجہ شرط اور طلب کرنا اس ہر ایک لفظ سے صحیح ہے جس سے طلب نقض مفہوم ہو چنانچہ یون کہنا کہ تیری دیوار نظر ناک ہو یا مال جو سو اسکو گرائے یا سا قنط ہو کر کسی چیز کو تلف نہ کرے یا یون کہے کہ دیوار کو گروا دے کہ وہ جبکہ رہی ہے اور اشہاد کی صورت یہ ہے کہ طلب مذکور شہاد ہون کے سلسلے میں جو یا یون کہے کہ اس مرد سے دیوار ڈھانڈے کو کہ چکے ہیں اور اگر مالک دیوار سے یون کہے کہ تجھ کو دیوار کا ڈھانا مناسب ہے تو طلب بنین ہر اشہاد بلکہ مشورہ ہے کہ انی الزلیعی و لا یصح الطلب قبل المیل لعدم التعدی اور طلب نقض صحیح بنین دیوار کے ٹھکنے سے پہلے عدم تعدی کی سبب سے

والحال انہ تم یقیناً ہر ایک نقصہ فی حقہ بقدر علی نقصہ فیہا صاحب دیوار مال پر ضمان واجب ہر طلب کے بعد اس حالت میں کہ اسے دیوار کو نہ گرایا اور نہ لاکر
 وہ لٹکا کر لے گا مالک ہر اس قدر مدت میں جس میں اس کے ہمارے پر قمار ہم میں سے طلب کے بعد فوراً بلا حمت ضمان واجب نہیں تو اگر طلب پر اٹھنا دھوا اور فوراً دیوار گر چکی
 مالک نے اتنی فرصت نہ پائی کہ گرنے پر قمار ہوتا تو ضمان نصف اسپر لازم ہوگا بعلت عدم قدرت علی التقض لان دفع الضرر العام واجب بل دیوار پر اس قدر نقصان
 نصف لازم ہو کہ ضرر عام کا دفع کرنا واجب ہر مگر ضمان واجب ہو تو تفریع متمنع ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہوا ضرر عام
 کا دفع کرنا واجب ہوا اور یا ضرر خاص کا تحمل ضرر عام کے دفع کے واسطے واجب ہوتا ہے چنانچہ کفار پر تیرا نا اگرچہ کفار نے اطفال مسلمین کو سپر بنایا ہوا چنانچہ ہلاک
 جان کے خوف سے اس ہاتھ کا کاٹنا جو ستر جاتا ہو کہ انی الطحاوی غم تلف بہن النفوس فعلی العاقلۃ ومن الاموال خلیہ لان العاقلۃ لا تقبل الامال بغير معلوم کرنا چاہیے
 کہ جو دیوار کے گرنے سے جان آدمی کی تلف ہو گئی تو اسکی میت صاحب دیوار کے مدگاروں پر ہوا اور جو مال تلف ہوا تو اسکا ضمان صاحب دیوار پر ہوا سو واسطے کہ
 مدگار تلف مال کا ضمان نہیں دیتے ولا ضمان الا بالاشہاد و علی التمسک علی التقدیم علیہ و علی التمسک بالستوط علیہ و علیہ کون الجدار مالک اسی وقت
 الاشہاد ملے وقت الستوط و لا قال اور ضمان نہیں مگر تین چیز پر گواہ لائے سے ایک سپر کہ صاحب دیوار کی طرف طلب ہم مقدم ہو چکی دوسرے اسپر کہ مالک
 ہوئی اسپر گر پڑنے کے سبب سے قیر سے اسپر کہ دیوار اسکی ملک ہو یعنی اشہاد کے وقت سے سقوط مالک کے وقت تک اسکی ملک میں باقی ہے لہذا مصنف نے قول
 اینہ کو ذکر کیا و لو تقدیم لے من الیک نقصہ من یکینما باجارتہ او اعارة او الی المثلین او الی المورع لا یعتد بہ لعدم قدرتهم علی التصرف
 اور اگر طلب ہم اس شخص سے مقدم ہوئی جو دیوار توڑنے کا مالک نہیں ان لوگوں میں سے جو کہ میں رہتا ہے اجارہ یا عاریت کے سبب سے یا مثلین یا الامت و اگر کی طرف طلب
 ہوئی تو اس طلب اور اشہاد کا کچھ اعتبار نہیں انکی عدم قدرت کے سبب سے تصرف پر یعنی وہ لوگ ہم وغیرہ کے تصرف پر قمار نہیں جیہذا فقط بعد التقدیم
 من ذکرہ و املت شیعنا فلا ضمان اصلاً لا علی ساکن ولا مالک اور اس صورت میں کہ دیوار ساقط ہوئی اشخاص کو رین کی تقدیم طلب کے بعد اور دیوار نے
 ساقط ہو کر کوئی چیز تلف کی تو اصلاً ضمان نہیں نہ گھر کے رہنے والے پر نہ مالک پر ہم ساکن پر اسو اسطے ضمان نہیں کہ وہ مالک نہیں مالک پر اسو اسطے ضمان نہیں کہ اشہاد
 ہوا بطلب کما لو خرج الحاکم عن ملکہ بیع او غیرہ کہبتہ حاد سے القدر سے و کذا لو بنی مطبعا او ارتد و حق و حکم لمجاۃ ثم حاد و اتفاق خانیہ چپا نیچہ اس
 صورت میں ضمان نہیں کہ دیوار خارج ہو گئی اسکی ملک سے بیع کے سبب یا غیر بیع کے سبب سے چنانچہ یہ کہنے کے سبب سے کہ لائے الحادی القتی
 اور اسی طرح ضمان نہیں اگر مالک دیوار کا مجنون ہو گیا مجنون مطبق یا مرتد ہو گیا اور دار الحرب میں جا ملا اور اس کے حاکم ہو گیا پھر وہ دار الاسلام میں آگیا یا مجنون
 ہو گیا ہو گیا کہ انی الخانیہ ہم ظاہر ہے بین تسلیم ضرر ہر بطلان اشہاد کے واسطے اسو اسطے یہ کہ کچھ حکم نہیں قبل تسلیم کے تو یہ جو شارح لکھتے قول میں کہ لگا لڑوال
 ولایتہ بالبیع و غیرہ ظاہر ہے کہ انی الطحاوی بعد الاشہاد و لو قبل القبض لزوال ولایتہ بالبیع و نحوہ وان حاد ملک بعدہ حادی و خانیہ خروج ملک
 بعد الاشہاد سے ضمان لازم نہیں آتا اگرچہ سقوط دیوار کا قبض مشتری سے پہلے ہو بسبب زائل ہو جانے اسکی ولایت کے بیع اور اس کے امانت سے اگرچہ ملک
 یا بیع کی پھر عود کرے بعد اس کے کہ انی الحادی و الخانیہ ہم ضمان واجب ہوتا ہے ترک ہم سے پھر جب بیع کی قمار در نہ ہم پر اور اگر بیع کے بعد پھر مالک بیع کا تو بھی
 ضمان لازم ہوگا مگر اشہاد ثانی سے تجد ملک کے سبب سے بخلاف نحو الجناح لبقا فعلہ کما مر بخلاف مانتہ جناح کے سبب باقی رہنے فعل بائع کے چنانچہ فصل سن
 میں نویں سے مذکور ہو چکا ہم اشراج جناح عبارت ہے اخراج جذوع دیوار سے یعنی دیوار سے و عینان راہ کی طرف باہر نکالنا اور اسپر عمارت بنانا کہ انی صدر الشریعہ
 اہل ہند اسکو سمجھا اور پر آمدہ کہتے ہیں اور جناح کی مانند کینٹ اور میزاب ہر خلاصہ یہ کہ اگر راہ کی طرف اخراج جناح کیا یا مانند اس کے کچھ بنایا پھر اسکو بچا پھر ہم
 ساقط ہو کر تلف کا موجب ہوا تو ضمان بائع پر ہر ہر مشتری پر اسو اسطے کہ نفس وضع جنایت ہو تو زوال ملک اس حال کو نہیں بدلتا اور دیوار سبنا خود
 جنایت نہیں بلکہ ترک ہم دیوار مال جنایت ہو سو بیع کے بعد ہم پر قدرت نہیں وان مال الی دار افسان من ملک وساکن باجارتہ او غیرہ او الاضافۃ

لاولی ملائمتہ وستانی فالطلب لیس لیس لان الحق له اور اگر دیوار مال ہوئی کسی آدمی کے گھر کی طرف خواہ وہ مالک ہو یا رہنے والا ہو کر ایہ وغیرہ سے تو اس کی وہی کو
 طلب ہم کا اختیار ہے اس واسطے کہ خاص حق اسی کا ہر مستانی نے کہا اور انسان کی اصناف کثیر تعلق اور ارتباط کی وجہ سے ہوتے تو مالک اور کر ایہ دار و دون
 صاحب خانہ کسنا صحیح شہد افسح تا جلیلہ وابر اوہ منہما اسی من التبتایہ تو صاحب خانہ کی تا جیل اور حیثیت سے اگر کرنا صحیح ہو رہے اگر ایک شخص کسی گھر کی طرف دیا
 مال ہو اور اس نے مالک دیوار کو ملت دی اتنی مدت میں اگر کرنا لینا یا کما تہیچہ عنان تلفت نہیں تو یہ جائز ہے پھر اگر اس مدت کے اندر تلف ہوگا تو مالک دیوار چنانہ لازم
 ہوگا کیونکہ صاحب حق کو اپنے حق کا اسقاط کرنا جائز ہو کذا فی العینی وان مال الی الطريق فاجابہ القاضی او من الملک النقص لا یبر الالاء عن العامة ونظر
 القاضی فی حق العامة لافذیمایہ تقسم لافذیمایہ یضرم وغیرہ بخلاف تا جیل من بالدار اور اگر دیوار مال ہو گئی راہ کی طرف، سو اس کو مستاضی سے ملت دی مدت
 میں تک بالستہ ملت دی جسے ہم دیوار کی طلب کی تھی تو دیوار کا مالک بری الذمہ ہوگا عنان تلفت سے اس واسطے کہ شارع عام میں سب کا حق ہے اور
 کما تصرف حق عام میں نافذ ہے اس میں جو نفع کو سے اس میں جو نفع کو سے کذا فی الذخیرہ بخلاف تا جیل صاحب خانہ کو وہاں اسی کا خاص حق ہے و لو مال ابغیہ للطریق و تقبہ
 مدار فاسے طلب صحیح الطلب لانه اذا صح الاشهاد فی البعض صح فی الكل بر جندی اور اگر بعض دیوار راہ کی طرف مال ہوئی اور بعض کسی کے گھر کی طرف
 تو جو شخص طلب ہم کر گیا تو طلب کرنا صحیح ہوگا اس واسطے کہ جب بعض میں اشہاد صحیح ہوا تو کل میں صحیح ہوگا کذا فی البر جندی ہم جو کہ دیوار واحد ہو تو اہل خانہ کا اشہاد
 صحیح ہوگا اس قدر دیوار میں جو انکی ملک کی طرف مال ہو اور اس قدر میں بھی جوارہ کی طرف مال ہو اس واسطے کہ اہل خانہ بھی مجملہ عامہ کے ہو اور اگر صاحب اشہاد اہل خانہ
 کا غیر ہو تو اس قدر دیوار میں اشہاد صحیح ہوگا جوارہ کی طرف مال ہو اور جب بعض دیوار میں صحیح ہوا تو کل میں بھی صحیح ہوگا کذا فی الحانیۃ طحاوی سے کہا تو اس سے
 معلوم ہو گیا جو شارع کے کلام میں ہر جہے اجمال میں فان بنی ما کلا ابتداء ضمن للطلب فی اشراع الجراح ونحوہ کثیر اب تقدیر یہ پھر اگر دیوار مال بنائی
 سے سے عنان تلفت مالک دیوار پر لازم ہوگا چنانچہ برآمدہ وغیرہ نکالنے میں چنانچہ میراب میں عنان لازم ہوگا طلب یہ سبب اسکی تعدی کے مال بنانے سے
 حاکم بین شخصہ شہد علی احدہم فسقط علی رجل ضمن ما قلنا جنس لہ تہ اسی جنس ما اقلعت بہ من مال او نفس لکن من اصلاح براقتہ للاحکم
 ایک دیوار مال پانچ شریکوں میں مشترک ہو ایک شریک پر اشہاد واقع ہوا پھر وہ دیوار گر پڑی ایک مرد پر تو صاحب دیوار کے ہر دگرون پر پانچواں حصہ
 دیتا کا لازم ہوگا یہ جو چیز تلف ہو گئی دیوار سے مال ہو یا جان اس کے پانچویں حصہ کا ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ ایک شہد ایک اصلاح دیوار پر قادی
 اسکی حاکم سے ناکش کر کے ہم یہ جواب ہے سوال مقدر کا یہ ایک شریک ہم دیوار پر قادی نہیں تو اس پر اشہاد کیونکر صحیح ہو غلط جواب ہے کہ اگر وہ ہم پر قادی نہیں
 لیکن اسکی اصلاح پر قادی ہو حاکم سے اطلاع کر کے اس واسطے کہ قصود از الاضرر جس طرح سے کہ ہم ہم پر منحصر نہیں دار میں ثلثہ حصہ احد ہم فیہا کبر او بی حاکم
 فخطب بہ رجل ضمن ثلثی الدیۃ لتقدیرہ الثلثین وقد حصل التلف بعلۃ واحدة فیتقرب بالحصۃ ایک گھر میں شخصوں میں مشترک ہو ایک نے اس میں
 کنون کھو دیا دیوار بنائی سو اس کے حصہ سے ایک مرد مر گیا تو حاکم اور بانی ویتہ کی دہتہ یون کا ضمان دیکھا بسبب اسکی تعدی کے دو تہائیوں میں سے
 دو شریکوں کے حصوں میں اور البتہ تلف حاصل ہو ایک ہی علت سے تو بقدر حصہ معتبر ہوگا ہم موت کی علت واحدہ نقل ملک ہو تو اسکی قسمت ہوگی مالکون
 بقدر ملک کے کذا فی الہدایۃ وشرھا للعینی وقال لا انصاف لان التلف فشان معتبر ہوا اور صاحبین نے کہا کہ پانچ شریکوں کے اور تین شریکوں کے مسئلہ میں بیت نصف
 ہر اسلئے کہ تلف دو شہد ہر ایک قسم معتبر ہو اور دوسری را لگان میں جس شریک پر اشہاد ہوا تو اس کے حصہ میں تلف معتبر ہو اور جس شریک پر اشہاد نہیں ہوا تو اس کے حصہ میں
 تلف باطل اور لگان ہر اور کنون کھو دے میں باعتبار اپنے ملک کے حاکم متعدی نہیں ہو اور باعتبار ملک شریکین کے متعدی ہو تو وہ تین ہو گئیں نصف نصف
 ہو گیا کذا فی الزلیلی یہی عائدہ متعدی پر نصف ہیتہ لازم ہوگی اور نصف را لگان الا شہاد علی الحاکم اشہاد علی النقص بالکسر ینقص من الجسد ار
 دیوار مال پر اشہاد وہی دیوار فائدہ منقوض ہر شہد ایک ہی اشہاد کفایت کرتا ہے و دون کے صفان تلف میں شارع نے کہا کہ

انقضی کسرون و سکون فاعله عمارت و اس نیت اور نیت سے جو دیوار سے ساقط ہو و چونکہ قلع و قمع الحاکم علیہ الطریق بعد الاشیاء و فخر الشان بقضائه
 فاعله من لان النقص لکن فقریہ علیہ اور اس وقت میں اگر دیوار گر پڑی راہ پر اشیاء کے بعد سو کوئی آدمی اس پر ٹک کر کھاسے گراسو مگر کس تو مالک دیوار پر
 جہان دیت لازم ہوگا اسلئے کہ نیت اور نیت منقوض مالک دیوار کی ملک پر تو راہ کو اس سے خارج کرنا اور صاف کرنا اسی پر واجب ہر جان بشر رحل
 یقتیل لانت بسقو طہا ای الحاکم لا یضمتہ لان فقریہ لا ولایہ الا الیہ اور اگر ایک مرد نے شوکر کھائی اس قاتل پر جو دیوار کے سقوط سے مر گیا تھا
 تو مالک دیوار پر شوکر کھانے والے کا ضمان لازم ہوگا اسلئے کہ راہ خارج کرنا قاتل کی لاش سے قاتل کے وارثوں پر جو صاحب دیوار پر خلاف الجلسہ میں
 رہا القتل انفسہ ایضا لہذا جانیہ فلیزمہ نفسہ بنی الطریق عن القتل ایضا یویدہ انہ لولع الحاکم اذ انقضی برکے ولو باع الجناح لازم
 برضائت برآمدہ گرنے کے کہ وہ ان مالک اسکا قاتل ثانی کا بھی ضمان دیکھا بسبب باقی رہنے اسکی جنایت اور قادی کے جو سپر راہ کا خارج کرنا متعلق
 سے ہی لازم ہوگا سو اسکا وہ مسئلہ ہو کہ اگر دیوار یا منقوض کو مالک نے بیج کر دیا تو ضمان سے بری الذمہ ہو گیا اور اگر برآمدہ بیجا تو ضمان تلفت سے
 بری الذمہ ہوگا کذا فی الزیسی ولا یصح الاشیاء قبل ان یصل الحاکم لا یتقدم التقدیم ابتداء و انتہاء اور صحیح نہیں گواہ کرنا دیوار کے ٹھکنے اور پھٹنے سے
 پہلے بسبب نوسے قادی کے باعتبار ابتداء اور انتہاء کے و قتل فیہ شہادۃ رجل وامرأتین لا شہادۃ علی التقدیم لاسلئے القتل اور شہاد
 میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی مقبول ہو کہ وہ یہ مقدم پر گواہی جو نہ قتل پر شروع سائل لمقتضی حاج کے حاظ بعضہ صحیح و بعضہ ادا
 علیہ فقط کما وقولنا ما ضمتہ لان یوم الحاکم علیہ فیضمن لہ اصحاب الواسط فقط لا یتقدمہ کی تطہیر فی الاشیاء و یصح فی الواسطہ لانی صحیح
 ایک دیوار پر کچھ درست ہو اور کچھ مالک پر اور سست سوا سپر اشیاء واقع ہوا مالک پر سو تمام دیوار گر پڑی اور آدمی کو کھانے تلف کیا
 تو مالک دیوار کا ضمان اسکا دیکھا گر یہ کہ دیوار طویل ہو تو فقط بقدر اصابت دیوار ضعیف کے ضمان دیکھا اسلئے کہ اس وقت میں طول کے سبب سست
 ایک دیوار ہنزلہ و دیواروں کے ہر تو اشیاء و ضعیف دیوار میں صحیح ہوگا نہ درست دیوار میں حاکمان احد ہا مالک والاخر صحیح فاشیاء علیہ الماکل
 سقط الصحیح فالتلف ثلثا کان ہر اخیانہ و دیوار میں بین ایک مالک پر اور دوسری درست سوا اشیاء واقع ہوا مالک پر سو گر پڑی درست دیوار تو اسے
 کچھ تلف کر دیا تو وہ باطل اور رائگان ہر کچھ اسکا ضمان نہیں کذا فی النجانیۃ مسجد مال حاکم فالاشیاء علی من بناء والیہ یتعلی عاقلۃ من بناء
 ایک مسجد ہر جکی دیوار مالک پر تو گواہ کرنا اسکی بنا ہونے پر چاہیے اور اسکی سقوط کا خوف نہا اسکی بنانے والے کے مددگاروں پر ونا کما الوقف علی المساکین علی
 عاقلۃ الواقف ورجو دیوار کے مساکین پر وقف ہو تو اسکی سقوط کی دیت واقف کے مددگاروں پر ہر دم اسوقت ہر جکی اشیاء و تنول وقف پر ہوا و اگر مساکین اشیاء
 ہوگا تو ضمان نہیں کذا فی العالمیۃ ونا لک العبد التاجر علی عاقلۃ مولادہ ولو سفر تا استقامت اور غلام تاجر کی دیوار گرنے کا ضمان اسکی مالک کے مددگاروں پر ہر گرجہ قبح
 غلام مستغرق بدین ہو استیمان کی دلیل سے قال ولی القتل اذا جازعہ عفت عن القصاص لا یصح لانه یتلک علیہ مسئلۃ الاصل جاریۃ فقلت رجا عبد اخر علی
 ہا ولی القتل قبل ان یقصر لایجد لہا صارت مملوکہ و لا الیہ مقول کے وارث نے کہا کہ جب کل آدمی تو میں قصاص کو معاف کر دینا تو یہ صحیح نہیں اسلئے
 کہ یتلک ہر مینے گویا اسے یون کہا کہ جب کل آدمی تو میں اسے کو جسکے ہانے کا شرع نے مجھ کو اختیار دیا تیری ملک میں کر دینا اور لاکھ یتلک کی تعلیق صحیح نہیں یتلک قصاص پر مسئلہ
 اصل کا یعنی ہر جکا دلائل کرتا ہو اور وہ مسئلہ ہو کہ ایک لونہ سی نے ایک دکانہ قتل کیا سو قاتل کے وارث نے اسے زنا کیا قصاص یعنی سے پہلے تو زانی پر جہزنا واقع ہوگی سو اسلئے کہ وہ
 لونہ سی کی ملک ہو گئی کذا فی لولایہ اس قتل کا موجب اصل قصاص ہر تو وارث مقول کا جاکر یہ خون کا لٹے گیا قصاص کی راہ اور جو اپنی مملوکت و طی کرے اسپر حد نہیں

باب جنایۃ البیہتۃ والجانیۃ علیہا

یہ باب ہر جانور کی جنایت اور جانور پر جنایت کرنے کے احکام میں الاصل ان المرء فی طریق المسلمین مباح بشرط السلامة فیما یکن الاحتیاج

در بیان دیات

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی راہ میں چلنا مباح ہے بشرط سلامت و پہننے کے اس امر میں جس سے بچنا اور باز رہنا ممکن ہے ہم امرِ ممکن الا حتر از کی قسب اسو اسے
 نکال کر اگر سلامت علی الاطلاق شرط ہو تو راہ کا چلنا بند ہو جائے اور حتر از جو کہ رو نہ سنے اور کاشٹے وغیرہ سے ممکن ہے کیونکہ وہ چلنے کی ضرورت سے نہیں
 انہیں سلامت مشروط ہوئی برخلاف دم ہلانے اور ٹکے لگانے کے کہ اس سے حتر از ممکن نہیں جانور کے سوار کو تو وہ شش ٹہری نہیں ضمن الراکب
 فی طریق الدامۃ ما وجبت وابتدوا اصابت بید یا اور چلبہا اور اسہا اور کد مت بھما او خبطت بید یا او دست خاص ہر شایع عام میں سوار اگر
 چیز کا ہلکا ہو تو نہ روزہ اور کچلا اور جو تھکے یا جانور سے لپٹے یا تھکے یا پانوں یا سر سے یا کانٹے سے یا مار لپٹے یا تھکے یا دھکا دیا اپنے بدن کا و حد شستہ
 اندک کورت فی السیر فی ملکہ لم یضمن بہا الا فی الوطی و ہور اکبہا لانہا شترۃ قبلہ بقلمہ یحرم المیراث تو اگر روزہ نہ کورہ اپنی زمین مادی کے چلنے میں حادث
 اور پیدا ہون تو جانور کا مالک ضمان نہ کیا مگر کچلنے میں ضمان لغرم ہوگا جبکہ مالک اس پر سوار ہو اس واسطے کہ کچلنا قتل مقبول کی مباح شستہ ہی اپنے بوجہ کے
 سبب سے تو قاتل مقہول کی میراث سے محروم ہوگا ہم پر چند مقول جانور کے بوجہ سے بھی تلف ہوتا ہے لیکن اسکا بوجہ سوار کے تابع ہے کیونکہ اسکا چلنا سوار
 کی طرف منسوب اور ضمانت جو چاہے ہوتے ہیں کہ سوار فرسنگ بھر چلا اور حالاکہ وہ زمین پر چالس ہے تو سوار پر کفارہ اور دیتہ لازم ہوگی اور میراث سے محروم ہوگا
 اس واسطے کہ مباح شرت مالک وغیرہ میں برابر ہر کذا فی العینی ولو حدثت فی ملک غیرہ باذنہ فہو مکملہ فلا یضمن کما اذا لم یکن صاحبہا تمسک نے اور اگر
 غیر کے ملک میں سکی اجازت سے امور مذکورہ حادث ہوں تو غیر کی ملک ہنزلہ اسکی مالک کے جو تو سوار پر ضمان لازم نہو گئے مگر کچلنے میں البتہ ضمان لازم ہوگا چاہے جبکہ جانور کا
 مالک اس کے ساتھ نہو لیکن راہ میں اور جانور سے کچھ تلف ہو تو مالک پر ضمان لازم نہوگا کذا فی القستانی والا لکن باذنہ ضمن تلف مطلقا لئلا یؤثر غیر کی مالک میں
 جانور کا احوال نہو مالک کے اذن سے تو مالک پر ضمان لازم آوے گا اس کے تلف کرنے کا اسکی اتھ کی سبب مطلقا خواہ جانور کے ساتھ مالک ہو یا نہو خواہ تلف کچلنے سے ہو
 یا اور طرح زمینی میں ہو کہ اگر جانور غیر کی ملک میں داخل ہوا اور جانور کا مالک اس کے ساتھ نہیں ہے تو کچھ ضمان نہیں اور اگر جانور کے مالک نے اسکو داخل کیا تو سب صورتوں میں
 ضمان اس پر لازم ہوگا تھ کی سبب کذا فی الطحاوی لا یضمن الراکب تلفتہ پر چلبہا اور نہ ساسا سائرۃ الا لاشتماعی ضمان نہ دیگا سوار چلتے ہوئے
 جانور کے پاؤں یا دم کے مارنے کا برخلاف شافعی کے ہم اس واسطے کہ چلنے کی حالت میں اس سے حتر از ممکن نہیں تو اگر جانور کو کھڑا کر گیا راہ میں اور ضرب مذکور واقع
 ہوگی تو ضمان لازم آوے گا اسلئے کہ ٹھہرنے سے حتر از ممکن ہے اگرچہ ضرب سے حتر از ممتنع ہے کذا فی الدرر اعطی انسان راشت او بالت سائرۃ او واقفۃ
 لا یضمن لک ان یضمن لدواب لا یفعلہ الا دانتھا یا کوئی آدمی تلف ہو گیا جانور کے لید کرنے یا پیشاب کرنے سے راہ میں تو ضمان نہیں خواہ جانور چلتا ہو یا ٹھہر گیا
 بولید پیشاب کے واسطے اسلئے کہ بعض جانور لید پیشاب نہیں کرتے ہیں برون کھڑے ہوئے فلا وقتا لغيرہ بالت ضمن تقدیرہ بابقاہ پھر اگر اس نے جانور کو
 لید پیشاب کے سوا اور کام کے واسطے ٹھہرایا اور اس نے پیشاب کیا ہے اور اس سے کچھ تلف ہو گیا تو ضمان لازم آوے گا اس کے ٹھہرنے کی تقدیر کے
 سبب سے اپنے راہ اس واسطے موضوع نہیں کہ جانور اس میں آخر کے واسطے ٹھہرایا جاوے تو ٹھہرنا تقدیر ٹھہر الا فی موضع اذن الامام بابقاہا فلا یضمن
 و نہ سوق الدواب و اما باب المسجد فکا طریق الا اذا اعد الامام لہا موضعاً کراہ کے اس مکان میں کھڑے کرنے میں ضمان نہیں جہاں سلطان نے جانور
 کھڑے کرنے کا حکم دیا ہو اور انبلاہ شمس ہو اور مسجد کا دروازہ تو ہنزلہ راہ کے ہے وجہ ضمان میں کہ جبکہ سلطان نے جانور کو کھڑے کرنے کے واسطے کوئی مکان
 دیا نہ حتر کر دیا ہو بخلاف اصابت بید یا اور چلبہا حصاة او لواءہ او ثارت غبارا او حجر اصغیرا فقہا عینا او فسد ثوبہا لم یضمن بنہم امکان
 الا حتر از عنہ ولو الحجر کبیرا ضمن لامکانہ پھر اگر جانور نے اپنا تھ یا پانوں یا رے لنگری یا کھجور کی گٹھلی یا چھوٹا پتھر یا غبارا دریا سولے سے آگے پھوڑی یا
 کچرا یا گھاس یا تو سوار پر ضمان نہیں اس واسطے کہ اس سے حتر از ممکن نہیں اور اگر پتھر یا تو ضمان لگا سبب مکان حتر از کے ضمن السائق والفاقد ما ضمنہ لکراہ
 و صحیح فی الدرر انہ معطرد و منعکس اور ضمان نہ ہوتا جانور کا کھینچنے والا اور چھپنے سے ہانکنے والا اس چیز کا جسکا سوار ضمان دیتا ہے اور در زمین تصحیح کی ہے کہ قول مطرد

ملک
 ایک شخص جو مالک کی ضمانت
 ہم مالک کو اور ضمان
 نہ دیگا زمین میں ہو

اور جس پر ہم اطوار عبارت پر اثبات کے لازم سے اور انکس عبارت پر نفی کے لازم سے خلاصہ یہ کہ جہاں اکب پر ضمان آتا ہو وہاں کھینچنے والے اور ہانکنے والے
 پر بھی ضمان آتا ہو اور جس موقع میں راکب پر ضمان نہیں وہاں ان پر بھی ضمان نہیں اور اس قول صحیح کے مقابل مختصر قدوری کا قول ہے کہ سائق ضمان پر جانور کے
 ہاتھ اور پاؤں کے رونانے کا اور قاتل ہاتھ کے رونانے کا ضمان ہے جو نہ پاؤں کے رونانے کا والا راکب علیہ الکفارتہ فی الاطی کامر اور سوار پر کفارہ واجب
 ہو کھینچنے میں چنانچہ گزرا گیا ہم مصلحاوی نے کہا کہ اسباب میں تو راکب کا کفارہ نہ کوثر نہیں ہو چکا لا علیہا ای لاجل سائق وقائد ضمان دونوں پر ہینہ کھینچنے والے اور ہانکنے
 والے پر کفارہ نہیں ہم سائق اور قائد سبب ہیں اور راکب بہا شر ہو اور کفارہ بہا شریعت کا حکم ہے نہ تہ کیا اور اسی طرح کہنے سے راکب حق میں جان بچاتا اور وہ
 متعلق ہونہ سابق اور قائد کے حق میں کذا فی المنع ولو کان سائق و راکب لم یجوز علی سائق علی الصحیح فلا مالہما جزم بالتمسک سے وغیرہ فان الامتثال
 لے المباشر اسلے من التمسک کامر اسے اذ کان سببا لایمل بافتراده اما فانما کما ہنا اسلے سبب لایمل بافتراده فی شتر کان کما یاسلے فی سکتانہ
 شخص الایۃ باذن راکب یا فاعلہ اور اگر ایک ہا فاعلہ کا ایک کھینچنے والا ہو اور دوسرا سوار ہو پینے اور ہا فاعلہ کو ڈالے تو کھینچنے والے پر ضمان آوے گا
 بلکہ سوار پر ضمان لازم ہوگا بلکہ قول صحیح کے برخلاف اس قول کے کہ قستانی وغیرہ نے اس پر یقین کیا ہے اس واسطے کہ فعل کی اضافت بہا شر کی طرف مقدم ہے سبب
 کی اضافت سے چنانچہ اگر چاہا و اویت بہا شر کی سبب سے اس وقت پر جبکہ ایسا سبب ہو کہ تلف کو نہیں کیلا عمل کرتا ہو چنانچہ بیان جو پینے کھینچنے میں سبب کی اس
 سبب میں جو ثابت کر دے میں تھا عمل کرتا ہو تو راکب اور سائق دونوں ضمان میں شریک ہونگے چنانچہ بیان سکا جانور کے کوچنے کے مسئلہ میں تو یگانہ اسکے راکب کے
 دونوں سے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم راکب کے کما دوسرے سے کہ لکڑی اٹھا کر کو کچ اور وہ کوچنے سے بھاگا اور کوئی چیز تلف ہوئی تو دونوں پر ضمان لازم آوے گا
 کہ فقط کو چنانچہ الامتثال میں کفایت کرتا ہو وضمن حاققہ کل فارس اور یمل ویتہ الاحزان حصہ مادماتما منہ فوقا علی القفار لو کان حرمین لیس
 من الہم ولا عادیین ولا قضا علی وجوہہا و ضمان سے عاقلہ ہر سوار یا پیدل کا دوسرے سوار یا پیدل کی دیت کا اگر دونوں باہم ملکر کھالی ہو اور مرگے ہوں
 اس حد تک سود و خون چت گر پٹے ہوں بشرطیکہ دونوں آزاد ہوں بھی نہ ہوں اور اگر لگانے کے قاصد نہ ہوں اور دونوں بھٹ کے بل پٹ گرے ہوں ہم دیکھنا یہ ہے کہ ہر
 واحد کی موت دوسرے کی طرف منکاف ہو لیکن ضمان علی الاطلاق نہیں بلکہ تقابل طرفین پر معمول ہے اس واسطے کہ اختیار میں ہو کہ اگر کسی نے سفر کیا جانور پر پھر دوسرا
 پیچھے رہ گیا اور اسے نہ کر کھالی سپہ کھالت ہو گیا تو اگلے سوار پر چنانچہ نہیں اور اگر گلا تلف ہوا تو پچھلے پر ضمان ہو اور یہی حکم جو وکشیون کے لکھانے کا کذا فی الطولامی لو
 کانما عبدین او قضا علی الوجہ بکمال یہ در وہما فی اعمد و انشاء خبر بلائیہ وغیرہ اور اگر دونوں سوار یا پیدل غلام ہوں یا اگر کھاکر پٹ گرین منہ کے بل کذا صرح
 بکمال تو انکا خون رائگان ہو عدا و خطا میں کذا فی الشر بلائیہ وغیرہ ولو کان من الہم خالدی فی الہم کامر مرارا اور اگر دونوں بھی ہوں یعنی عرب نہ ہوں
 تو دیت لگے مال میں جو نہ عاقلہ پر چنانچہ چند بار مذکور ہو چکا کہ عجم کا عاقلہ نہیں ولو کانما عادیین منہ کل نصف الدیۃ اور اگر دونوں نے عدا ملکر کھالی ہو
 اور مرگے ہوں تو ہر شخص پر نصف دیت ہے ہم اس واسطے کہ ہر شخص تلف ہوا پچھلے فعل سے اور دوسرے کے فعل سے تو نصف دیت معتبر ہوگی اور نصف اطل کفایت
 ہے کہ نصف دیت عادیین ہر واحد کی عاقلہ پر واجب ہے اور خطا میں پوری دیت ہے کذا فی الدرر ولو وقع احدہما علی وجہ ہر دومہ فقط اور اگر ایک شخص منہ کے بل پٹ گیا
 تو فقط اسکا خون رائگان ہو پینے اسکا خون رائگان نہیں جو چت گرا ولو احدہما حاد والاخر عدا فاعلہ الحرقۃ العبد فی الخطا و نصف فی العدا اور اگر دونوں
 میں سے ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام تو آزاد کی عاقلہ پر غلام کی پوری قیمت ہے خطا میں اور نصف قیمت ہے عجم میں یہ مسئلہ مذکور ہے شہو العدا دیت ماقور کے
 مواضع پر کہ عاقلہ پر کی دیت اور غلام کی دیت واجب نہیں ہوتی کذا فی الخطا وی کما لو شجا ذب رجلا فاقطع لہ رجل فاقطع او اما علی
 القفا ہر دومہ ہا ہوتے کل یتوقہ نصف چنانچہ اگر دومہ دونوں نہ باہم ایک کی کھینچی سوئی نوٹ لئی سودہ خون گر پٹے اور مرگے چت کر کے تو انکا خون اطل و
 رائگان ہے اس واسطے کہ ہر شخص کی موت ہوئی اپنی ذات کے زور سے فان قضا علی وجہ یکل احدہما علی عاقلہ لاخر یتوقہ ماجہ ہر اگر دونوں

اور مرغی کی آنکھ یا قصاب کی بکری یا گاسے کی آنکھ پھونکنے میں بقدر اس کے نقصان کے ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ وہ تو گوشت کے واسطے بڑھ چھتھ قصاب کی بکری سے گوشت مقصود ہوگا تو بقدر نقصان کے ضمان لازم ہوگا اور نقصان یافتہ کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ تندرست بکری کی قیمت کی جائے یا گوشت پھونکنے کی قیمت مقرر کی جائے جس سے تندرست کی قیمت زیادہ ہوگی اتنا ضمان لازم ہوگا اور یہی حکم ہے کہ بڑا روکنے اور بلی کی آنکھ پھونکنے کا کذا فی الطحاوی دسے عین ماہیہ سبب ہوا ان شارتر کے علی الفاظی و معنیہ قیمتہا اور اس کا وضعہ نقصان زلیعے اور مرغی یا قصاب کی بکری کی دونوں آنکھ پھونکنے میں اس کے مالک کو اختیار ہے چاہے پھونکنے والے پھونکے بیٹے اس کوئے اور اس کی قیمت کا تاوان اس سے بے اس کو اپنے پاس رکھے اور نقصان کا تاوان کے کذا فی الزلیعی و فی عین البقرۃ جزار و جزورہ اور فائدۃ الاضافۃ عدم اعتبار الاعداد الخ فی الحکم الایتنی بن کمال و حمار و بغل و فرس ربع القیمۃ اور اونٹ حلال کرنے والے کی گاسے بیل اونٹ کی آنکھ پھونکنے میں اور گاسے اور چھرا گھوڑے کی آنکھ پھونکنے میں چوتھائی قیمت کا ضمان ہے شرع نے کہا کہ اضافۃ کا فائدہ یہ ہے کہ گوشت کے لیے ہوا نہیں ہے جو بیل ربع قیمت کے حکم میں کہ ذکرہ ابن کمال م شتر کش کی گاسے بیل اور اونٹ میں اس واسطے یہ مسئلہ موضوع ہوا نا کوئی یہ وہم نہ کرے کہ وہ گوشت کے واسطے مقصود ہیں تو اس کا حکم بکری کے مانند ہو بلکہ خواہ گاسے بیل اور اونٹ کھیتی کے واسطے ہو یا سواری کے واسطے ان میں جو حق فی قیمتہ طرح غیر اکول اللحم چنانچہ چھرا اور گاسے میں چوتھائی قیمت ہو کذا فی المنع عن شتر و ج الہدایۃ لان اقامۃ العمل بہا انما یؤدی بہا ربع عین عینا سہلما فصارت کا نہا ذات عین اربعۃ وقال الشافعی رضی اللہ عنہ کانتاۃ و الفرقۃ ما قد شہد اونٹ اور بیل اور گھوڑے کی آنکھ میں چوتھائی قیمت بسطہ و چھرا کی گاسے کام لینا تو چار آنکھوں سے ہوتا ہے دو آنکھیں جانور کی اور دو آنکھیں کام لینے والے کی یعنی مزارع یا سواری کی تو گویا ان جانوروں کی چار آنکھیں ہیں اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا حکم بکری کے مانند ہو یعنی بقدر نقصان ضمان لازم ہے اور فرق بکری اور ان جانوروں میں وہ وہم پہلے ذکر کر چکے ہیں بکری تو گوشت کے واسطے اور اونٹ گھوڑا بیل کھیتی یا سواری کے واسطے ہیں تو حکم میں کیونکر برابر ہو سکے لیکن یہ غلط ہے اور وقتاً

عینہ حسنا مثلاً ان یضمن نصف قیمتہ و لیس کذلک کما مر فلا لا یضمن التمسک بہا و سے علیہ الصلوۃ والسلام قضی فی عین الدان القیمۃ لیکن چار آنکھوں کی تعلیل پر یہ مستبراض وارد ہوتا ہے کہ اگر مثلاً گاسے کی دونوں آنکھوں کو پھونکے تو نصف قیمت کا ضمان ہے اور حالانکہ حکم نہیں چنانچہ زلیعی سے معترض مذکور ہو چکا کہ وہ دونوں آنکھیں پھونکنے میں مالک مختار ہے چاہے سب قیمت لے اور چاہے بے اس کو اپنے پاس رکھے اور نقصان ضمان سے تو بطل کرنا اس حدیث سے بہتر ہے جو استحضرت علیہ السلام سے مروی ہے کہ جانور کی آنکھ میں چوتھائی قیمت کا حکم فرمایا مسمیٰ طبرانی میں ثابت ہے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کی آنکھ میں اس کی چارم قیمت کا حکم دیا اور مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ میں روق رضی اللہ عنہ سے یہی حکم مروی ہے کذا فی المعنی شرح الہدایۃ والتقنیۃ بالعمین لائتہ لوقیع او نہا او نہا یضمن نقصانہا و کذا لسان الثور والحمان معنی القیمۃ کما یطعن

اخذ سے تو انہما فائدہ یضمن قیمتہا و علیہ الفتویٰ سے تو غیر اکول وان ما کو لاخیر کما مر فی العینین لیکن فی العیون ان اس کے لالہ شیعہ عند ابی حنیفہ و علیہ الفتویٰ و مر جا قطعہا اور آنکھ کی قیاس واسطے لگائی کہ اگر جانور کا کان یا دم کا ٹیگا تو اس کے نقصان کا ضمان دیکھا اور اس بیل اور گاسے کی زبان کاٹنے میں ضمان ہی نقصان کا اور قول ضعیف یہ ہے کہ سب قیمت کا ضمان لازم ہوگا چنانچہ اگر ایک پاؤں کا جانور کا تو اس کی پوری قیمت کا ضمان دیکھا اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ اگر جانور اکول اللحم ہوا اور اگر حلال اکول اللحم ہوگا تو مالک مختار ہے چنانچہ اس کا ل دونوں آنکھوں کے پھونکے میں مذکور ہو چکی لیکن عیون میں یوں مذکور ہے کہ اگر مالک غیر اکول اللحم پاؤں کٹے جانور کو اپنے پاس رکھے لیکن لالہ اس کا کچھ ضمان نہ دے گا جو حنیفہ کے نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ جانور کا لنگڑا ہونا یا پاؤں کٹ جانے کے مانند ہے یعنی اکول او غن کے لنگڑا کرنے میں کئی لازم ہوگی کذا فی الطحاوی منہج سائل ملحقہ شاریع کے نقل المصنف عن الدرر لکھب یاکل غنہ الحرم فاشہد سلم یحفظہ حتی اکل غنہ

ہم یقین دہانہ ہیں فیما شہد علیہ فیما شہد علیہ بنی آدم کا لیا لفظ المال و قطع الثور و عقر کلب عقور فیہم ان اذا لم یحفظہ لیس قال المصنف و لیکن
 اصل المسکت فی قول الزبیری وان المکتب الکلب فلی صاجہ الضمان ان کان تقدم المیہ قبل الاتات والا فلا کا لیا لفظ المال علی الادمی استی
 یحصل التوثیق مصنف نے شرح میں در سے یہ نقل کیا کہ ایک شخص کا کتا ہو کہ انگوڑے کے دختوں سے انگوڑے کھا جائے سو باغ کے مالک نے کتے کے مالک پر لوگوں کو راہ
 کیا اس کے کھانے میں سوکتے کے مالک نے کتے کی حفاظت نہ کی یہاں تک کہ وہ شہاد کے بعد بھی انگوڑے کھا گیا تو اسپر ضمان لازم ہو گا ضمان اس صحت خاص میں لازم ہو تا ہے جبکہ
 اشتہار ہو اس میں زمین بنی آدم کے تلف ہو جانے کا خوف ہو چنانچہ دیوار مال اور بیل کے سینک مارنے اور گزندہ کتے کے کاٹنے میں تو مالک ضمان کیجا جبکہ اسکی حفاظت
 کر گیا لہذا قول الدر مصنف نے کہا اور لیکن ہر حمل کرنا تلف شدہ کا آدمی پر زبیری کے اس قول میں اور کتا تلف کرے تو اس کے مالک پر ضمان ہو گا اگر گائے اس پر گواہ ہو تلف کرنے
 سے پہلے یا نہ ہو تو ضمان نہیں ہو دیوار مال کے مانند تو اس حمل کرنے سے در راو زبیری دونوں قولوں میں اتفاق حاصل ہو گا یہی لفظ الزبیری کا آدمی پر حمل پر جواب
 اختلاف باقی نہاد دونوں قولوں میں مطلقا دیئے کہما قول علی الا و فی مطلق ہر قول اصل المسکت سے قات وقہ دفع الاستفادہ عن زحل یعنی فی بناء خبر
 فاکل عنب الناس و ثواکھم بل یقین رب العمل بالانقہ العمل من العنب و نحوہ ام لا و بل یا صرہ تجویہ عنہم بل مکان اخزام لاہ جوابہ ان لا یقین فی شہادہ مطلقا
 شہد و اعلیہ ام لا اخذ من شہادۃ الکلب بل ام لا و کذا ذکرہ المصنف فی معینہ لکن رایت فی فتاویٰ ہدایہ فی الضمان فی مساکن اقل فرجہ عند الفوس
 میں کہتا ہوں ہا و البتہ واقع ہوا تھا استفادہ اس شخص کے حال سے جبکہ قدرت میں شہد کی کیا جان میں وہ انگوڑے باغ میں کھا ہو سو کیا جان میں سے نکلتی ہیں اور دیوں کے
 انگوڑے اور رائے میں سے کھا جاتی ہیں کیا انگوڑے کے مالک پر کھینک انگوڑے وغیرہ تلف کرنے کا ضمان لازم ہو گا یا نہیں اور انگوڑے پاس سے دوسرے مکان کی طرف کھینک کے کھا لیا تو مالک
 حکم ہو گا یا نہیں جواب استفادہ پر کہ کھینک کے مالک پر مطلقا کچھ ضمان لازم نہ ہو گا خواہ لوگوں نے اسپر اشتہار کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ جواب ماخوذ ہے کتے کے مسئلے سے بلکہ یہ جواب مسئلہ
 کتے کے جواب سے اولیٰ ہے یعنی اس واسطے کہ کتے کی خوراک بند کرنی ممکن ہو اور کھینک کی خوراک اس طرح ممکن نہیں اور اسی طرح کا جواب مصنف نے معین الفتی میں ذکر کیا ہے لیکن میں نے
 مصنف کے فتاویٰ میں دیکھا ہے کہ کتے کھینک کے مسئلے میں وجوب ضمان کا فتویٰ دیا ہے تو اسکی طرف مراجعت کیجئے فتویٰ دینے کے وقت ہم ظاہر سنا کہ کلب خبر توجہ
 در میں مذکور ہے جو دلف کے سبب سے کذا فی الظلال و فی دما شہد علیہ من ملک فلا یؤمر بک علی ما یؤمر بہ المذہب و اما جواب المشائخ فیہ ان یؤمر بوجوبہ
 اذا کان الضرر یبطل علیہ علیہ الفوس اور کھینک کا استعمال اس کے ملک سے سو مالک کو تو اسکا حکم ہو گا یا نہ ہو بظاہر مذہب کے اور مشائخ کا جواب تو یہ ہے کہ
 لا یؤمر بوجوبہ کہ اس کے انتہائے کا حکم کیا جائے جبکہ لوگوں کا صحیح ضرر ہو تا ہو بنا بر قول مفتی بسکوفی الصیر فیہ عار یا کل خطۃ انسان فلم یمنعہ سے اکل الصیغ
 حمانہ اور صیر فیہ میں ہے کہ کسی آدمی کے گیسوں کھانا ہو سو کچھ کھینکے والے نے اسکو زور کا بیان کیا کہ وہ کھا گیا تو قول صحیح ہے کہ اسپر ضمان ہو داخل غنا
 اور ثرا و فرسا و حارائے زرع اور کمران سا تھا ضمن مالک والا لا و لیکن یضم فی تمامہ فی الزبیری کسی آدمی نے بھیڑ بکری یا بیل یا گھوڑا یا گدھا داخل کر دیا
 کھیت یا انگوڑے ستان میں اگر اسنے داخل کیا ہو انک کے توجہ سے تلف کر دیا اسکا ضمان دیا اور اگر ہا کا نہیں ہو تو ضمان نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ
 ہر صورت ضمان دیا اور پورا اسکا بیان ہوا ہے میں ہر وقت اندہ اپنے بیع یا کھیت میں ایک مرد کا جانور یا یا اور اسنے کچھ خراب کر دیا سو اسکو باندہ رکھا
 بیع یا کھیت کے مالک نے سو وہ مر گیا سو اسپر جانور کی قیمت کا دینا لازم ہو گا چنانچہ محیط میں ہے ایک شخص نے جانور کسی کے گھر میں کر دیا بدون
 اس کے اذن کے سو صاحب خانہ نے اسکو نکال دیا اور وہ تلف ہو گیا سو اسپر ثرا وان نہیں اور اگر کپڑا کسی کے گھر میں رکھ دیا بدون اذن کے او صاحب خانہ
 نے اسکو پھینک دیا اور وہ تلف ہو گیا مالک کی قیمت میں توقیت ثوب کا اسپر ضمان لازم ہو گا چنانچہ ذخیرے میں ہے جسے پھرے کی کھڑکی کھول دی
 سو چڑیا اور گئی یا اھطل کا دروازہ کھول دیا سو جانور نکل گیا اور گم ہو گیا تو کھولنے والے پر ضمان نہیں ہوا و محمد کے نزدیک ضمان ہو چنانچہ کافی میں ہے
 اکل من اعلیٰ لیت

جواب
 کتے کے مالک پر
 ضمان نہیں

باب جنایت الملک و الجناۃ علیہ

یہ باب ہو ملک یعنی نوڈی غلام کی جنایت میں اور ملک پر جنایت کرنے کے احکام میں اعلم ان جنایات الملک لا توجب لادفعہ واحدہ الفخار اسحوم کر ملک کی جنایت
سبب نہیں ہوتی مگر ایک بار دے ڈالنے کی اگر ملک نے اپنے کا محل ہوم میں ایک غلام کی جنایت کثیرہ ہونے سے متعددہ میں قسب مقتولوں کے وارثوں کو وہ غلام
و یا جائیداد و فخر و سبب کے وارث بقدر جنایات کے اٹھین اپنا اس حد کر لینگے بشرطیکہ غلام نے اپنے کا محل ہو یعنی جگہ اسکے واسطے حریت کے اسباب منع نہ ہو گئے ہوں
چنانچہ تہرہ اور استیلا اور کثایت کذا فی الخطاوی والا فقیہہ واحدہ اور اگر ملک محل دفع نہ ہو یعنی حریت کے اسباب نہ ذکر ہوئے کوئی سبب منع نہ ہو گیا تو ایک قیمت
سولی کو دینا ہوگی قسب وارث بقدر اپنے حصوں کے اسکو بابت لینگے و لوقدی القن ثم جنی نکال اول تم و تم اور اگر نوڈی غلام کا فدیہ دیا یعنی اسکے قتل کر دینے سے مال دیا
پھر تہہ فدیہ دینے کے بعد جنایت کی مثال کسی کو قتل کیا تو وہ اول بار کے مانند ہو پھر تیسری جنایت پھر چوتھی جنایت میں الی غیر النہایہ اسی طرح کا حکم ہوم یعنی جب فدیہ دینے کے
بعد دوسری تیسری بار پھر جنایت کر گیا تو سولی اول بار کے مانند دفع اور فدیہ دینے میں مختار رہیگا سوا شطہ کجب پہلی جنایت سے پاک ہو گیا فدیہ دینے سے ٹکویا اٹھنے
جنایت ہی نہیں کی اور دوسری یا تیسری جنایت گویا ابتداء جنایت ہر خلاف المدبر و اختیار فانہ لا تجب الا قیمتہ واحدہ و فی بعض برخلاف مدبر و ارام ولہ اور
مکتبہ کے انکی جنایات میں سولے ایک قیمت کے کچھ واجب نہیں اور اس اجمال کی تفصیل آگے واضح ہوگی جنی بعد خطا و التقید بالظہار ہنا انما یفید فی النفس لا یغیرہ
یقین و امانی ما و نہا فلا یفید الا سبب و اخطا و عمدہ و نہا ثم انما یثبت الخطا بالبیئہ و اقرار مولاہ و علم القاضی لایات بارہ اصلا بدفع قتل
لکن قولہ و علم القاضی علی غیر الخفیہ فانہ لا یعمل بعلم القاضی فی زمانہ شر بلا لیم عن الاشباہ و تقدم و فخرہ مولاہ ان شاربہ فمملکہ ولیہا
او ان شاربہ فدادہ بار شہا حال ملک نے از راہ خطا جنایت کی یعنی کسی کو قتل کیا تو اسکا مال اگر چاہے بے جنایت قتل کے ملک کرے تو جنایت کا وہی
یعنی مقتول کا وارث مالک ہو جائیگا ملک اور اگر مالک چاہے فی الحال فدیہ دے اسکی دیت کا شارجے کہ خطا کی قیدیان لگانا فخر جنایت نفس میں مفید ہو سوا
کر ملک کے قتل بعد میں قصاص لیا جائے اور جان کے سوا اطراف کی جنایت میں تو خطا کی تقید مفید نہیں ہو سلیہ کہ ما دون نفس میں ملک کی خطا اور مدبر برابر ہیں خطا
تو ثابت نہیں ہوتی مگر گواہوں اور اسکے مالک کے التزام سے اور قاضی کی دانستہ ہو ملک کے اقرار سے اصلا کذا فی البدائع میں کتابوں لیکن علم قاضی کا حجت ہوتا یہ قول نفی میں
ہو سلیہ کہ قاضی کے علم پر ہمارے زمانے میں عمل جائز نہیں چنانچہ شر بلا لیم بقول ہر شہادہ سے اور یہ تو پہلے مذکور ہو چکا ہوم فی الحال دینا دفع اور فدیہ دونوں سے متعلق ہر
دفع میں تو وجہ یہ ہو کہ ایمان میں تاویل جائز نہیں اور فدیہ کی وجہ یہ کہ وہ بلا ہر عین یعنی ملک کا تو ایمان کے مانند ہوا عدم تاویل میں لکن الواجب الاصلی ہو الدفع علی
الصیح ولذا سقط الواجب بوجہ بخلاف الموت الحکم کا ذکرہ المصنف وغیرہ لیکن جنایت ملک میں واجب اصلی دفع ہے نہ فدیہ بقول صحیح ولہذا واجب ساقط ہوا تا کہ
ملک کے مرنے سے برخلاف آزاد قاتل کے موت کا کہ وہ ان واجب تھا نہیں ہوتا چنانچہ مصنف وغیرہ نے اسکو ذکر کیا ہوم بعد قاتل کی موت سے واجب سوا شطہ ساقط ہوا تا کہ
محل باقی نہ ہو اور اگر آزاد قاتل مر گیا یعنی قتل خطا میں تو واجب ساقط ہوا اسکی حاکمہ پر واجب ہو گا کذا فی الدرر لکن فی الشر بلا لیم عن السراج والجوہرہ عن البرودی
ان الصحیح ہوا الفداء سے لو اختیارہ ولم یقدر علیہ اداہ سے وجہ ولایبراہم ملک العبد لیکن شہر بلا لیم عن السراج سے اور جوہرہ میں برودی سے یوں کہ صحیح
قول یہ کہ واجب اصلی جنایت ملک میں فدیہ ہے نہ دفع تو اگر مولاے فدیہ دے کو اختیار کرے اور قاتل نوڈے کے اوکرنے پر توجب پادے اسکو ادا کرے اور سولی بری
نوکا غلام قاتل کے مرنے سے و علائہ الزلیسی وغیرہ بانہ اختار اصل قتل قتلہ فی العبد عند لیم خفیہ ہر لستہ و مفادہ ان الاصل عنہ الفداء لا الدفع
اور زلیسی وغیرہ نے صحت اختیار کی علت یوں بیان کی ہو کہ مولاے نے ورثہ مقتول کا اصل حق اختیار کیا تو اب وارثوں کا حق باطل ہو گیا غلام
میں ہوا خفیہ ہر کے نزدیک انتہی ملے فی الزلیسی اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا کہ امام کے نزدیک فدیہ اصل ہے نہ دفع و افادہ شارجہ الجمع نے
تعلیل الامام ان الواجب احدہما وانہ سے اختار احدہما تعین اور شارجہ جمع یعنی ابن ملک نے امام ہم کی تعلیل میں بیان کیا ہو کہ جنایت عید میں

ترجمہ اردو فقہ حنفی جلد چہارم

وضع اور فدیہ میں سے ایک چیز واجب ہو اور جبکہ موسس نے دفع یا فدیہ کوئی اختیار کیا تو یہی چیز مشعین ہو جاتی ہے لکنہ قدم ان الذی منع ہوا الاصل وانہ لیس فی لفظ کتاب الدیانت علیہ لیکن شارح مجمع نے پہلے اسکو بیان کیا ہے کہ واجب اصلی دفع ہو اور یہ بیان کیا ہے کہ کتاب کی عبارت میں واجب اصلی ہر دلائل میں ہر دم محیط میں ہے کہ امام مجتہد نے اصل میں مٹو میں کہا کہ جب غلام آدمی پر جنایت ہو جب مال کی کسر ہو تو اس کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے غلام نے چاہے فدیہ یا راہی مذہب ہر گز کہ واجب اصلی دفع ہو نہ تو اس نفس سے غلام مر تفع ہو گیا اور فدیہ اختیار کر سکے بعد غلام کی موت سے اس واسطے فدیہ بطل نہ ہوگا کہ تعیین کا اختیار مولیٰ کو ہو سو اس نے فدیہ یا کو اختیار کیا تو یہاں ضرر کے ساتھ ہے جو لینے اختیار کر لینے سے اور زیادہ کا کلام تعلیل میں مضرب ہو وائد اعلم بالصواب کذا فی الطحاوی خان فداہ جنہی بعد دفعی کالاولیٰ علیما سو اگر مولیٰ نے غلام کی جنایت کا فدیہ دیا پھر بعد اسکے غلام نے پھر جنایت کی تو دوسری جنایت پہلی جنایت کے مانند ہر حکم میں سینے مولیٰ دفع اور فدیہ میں یہاں بھی مختار ہو خان جنی جنایتین دفعہ ہمالیٰ ولیہما او فداہ یا رشتہا پھر اگر غلام نے دو جنایتیں کیں تو ان جنایتوں میں مولیٰ غلام کو لنگے وارثوں کو دے یا دونوں کی دیت کا فدیہ دے وان وہیہ المولیٰ او باعہ او عتقہ او وبرہ او استقوله یا غیرہ عالم بہا بالجنایۃ ضمن الاقل من قیمتہ والاقل من الارش وان علم بہا عزم الارش فقط اجماعا اور اگر مولیٰ نے غلام کسی کو بہرہ کر دیا یا اسکو بیچ ڈالا یا آزاد کیا یا بہرہ کیا یا لوٹا یا کوام ولد بنایا جنایت کی ناواقفی میں تو مولیٰ صنان دے قیمت اور دیت میں سے کتر چیز کا لینا اگر قیمت کم ہو دیت سے قیمت کو دے اور اگر دیت کم ہو قیمت سے قیمت دے اور اگر جنایت کو عالم بہہ یا بیچ کی تو فقط دیت کا ضمان ہے بالاتفاق کہ بیعہ عالم بہا جب غلام کی بیعہ سے دیت واجب ہوتی ہے جنایت کا حکم طحاوی نے کہا یہ سنا کر ہو گیا کیونکہ وان علم بہا عزم الارش میں داخل ہو کر تعلیق عتقہ بقبل زیادہ ورمیہ او شفعہ ففعل العبد فذلک کما یصیر فارا بقولہ ان مرضت فانت طالق ثلثا اور جیسے دیت واجب ہوتی ہے تعلیق عتقہ غلام میں قتل زیادہ کے ساتھ یا اسکے تیرا سنے یا اسکے سر پھوٹنے کی تعلیق کے ساتھ سو غلام نے ویسا ہی کیا جیسے زنج فارم ہو جاتا ہے اس تعلیق سے کہ اگر میں بیمار ہوں تو تو سلاطہ ہر تین بار سے تو عورت وارث ہوگی زوج کی ہم اگر مولیٰ نے کہا ہے غلام سے کہ اگر تو زیادہ کو قتل کرے تو تو آزاد ہو سو اس نے زیادہ کو قتل کیا یا مولیٰ نے کہا اگر تو زیادہ کے تیرا سنے تو تو آزاد ہو سو اس نے تیرا ریا کیا اگر تو اسکے سر کو زخمی کرے تو تو آزاد ہو سو اس نے زخم لگایا تو مولیٰ نے پر دیت کا ضمان لازم ہوگا اس لیے کہ اس نے فدیہ اختیار کیا کیونکہ اسکو آزاد کیا جو جنایت کی تقدیر پر کذا فی الدرر وان قطع عید ہر عہد او دفع الیہ فاعتقہ فحاست من السراۃ فالعبد صلح بہا ای بالجنایۃ لان عتقہ دلیل تصحیح الصلح اور اگر غلام نے آزاد کا ہاتھ عہد کاٹا اور غلام اسکو دیا گیا سو اس نے آزاد کر دیا پھر آزاد ہو گیا زخم کی سرایت سے تو غلام صلح ٹھہر گیا جنایت کی اس واسطے کہ اسکا آزاد کرنا تصحیح صلح کی دلیل ہر دم اس واسطے کہ الحاق پر اقدام کرنا تصحیح صلح کے قصد پر دلائل کرنا ہو اور اس صلح کی صحت نہیں بدون اسکے کہ جنایت سے اور جو اس سے حادث ہو صلح تہرر ورجا ہے پھر جب اس نے آزاد کر دیا تو صلح وضمن اعتاق صحیح ہو گئی ابتداء سے وان لم یعتقہ وقد سرے بر علی سید فقیہ فی بعضی بطلان الصلح اور اگر قطع عید نے غلام مذکور کو آزاد کیا اور حالانکہ قطع کے سہ سے وہ مر گیا تو اسکے مالک کو پھر دیا جاوے گا سو وہ قتل ہوگا قصاص میں یا معاف کر دیا جائے سبب بطل صلح کے خان جنی کا دون کہ مدیون خطا فاعتقہ سیدہ بلا علم بہا عزم لرب الدین الاقل من قیمتہ ومن یتہ وغرم ولیہا الاقل منہا اسی قیمتہ ومن الارش اور اگر غلام ما دون مدیون ازراہ خطا جنایتی سو اسکے مالک نے اسکو آزاد کر دیا یا دانگی جنایت سے تو صاحب دین کو مالک ضمان نے قیمت اور دین گزرا لینے اگر قیمت غلام کی دین کم ہو قیمت کا ضمان اور اگر دین کم ہو تو دین کا ناوان سے اور جنایت کے وارث کو ضمان نے قیمت و دیت سے کتر کا لینے اگر قیمت کم ہو دیت اور اگر دیت کم ہو قیمت تو دیت و لو المظہ ای العہد المجانی اجنبی قیمتہ واحده لمولاه لا غیرہ اور اگر غلام جانی کو اجنبی شخص نے تلف کر ڈالا تو اس پر ایک قیمت واجب ہو غلام کے مالک کے واسطے نہ سوائے اسکے ہم سینے صاحب دین اور وارث مقتول کا مواخذہ قاتل پر ہوگا سو اس واسطے کہ حق فریقین کا کتر ہو ملک رقبہ سے پھر جب مولیٰ قیمت پاوے گا تو اسکو صاحب دین ایگا

اسوے کے قیدیت غلام کی مالیت پر اور صاحب دین مقدم ہو گا کیستہ یزید بن ابی اسحاق قتل کرنا فی الزین فان لیت ماؤنہ مدیونہ بیعت من ولد فی الدین انکانت
الاولاد بعد حقوق الدین خلو ولدت ثم تحتها الدین لم یخلق حق العزیز بالولد بخلاف اکسا ہما صہرہ اگر ماؤن مدیون لوئی جنی تو اپنے بچے کے ساتھ بھی جاوے گی
دین میں تاثیر ملے کہ ولادت ہوئی ہو جن کے لاحق ہونے کے بعد سو اگر وہ جنی پھر دین اسکو لاحق ہوا تو دین والہ بن کا حق لوئی کے بچے سے متعلق نہ ہو گا
بر خلاف اسکی کامیوں کے لئے کئی میں الحاق متعلق ہر نہ اس کے دل میں ہم یہ مسئلہ باب میں مقصود بالذکر نہیں ہر کیونکہ سہین جنایت مذکور نہیں بلکہ بالشیع
مذکور ہوا ہے تاکہ اسہین اور سلاہین فرق ظاہر ہو جائے فان جنس فولدت لم یفیع الولد لہا ای لولہ الجنایۃ المتعلقہ بہ متعلقہ لہا لاؤتھا
بخلاف الدین پھر اگر ماؤن مدیون لوئی نے جنایت کی پھر وہ جنی تو لڑکا جنایت کے وارث کو نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ موجب جنایت مولا کے ذمہ ہر
نہ لوئی کے ذمہ ہر بخلاف دین تھے کہ وہ لوئی کے ذمہ ہر ہر عہد رجل زعم رجل ان سیدہ حررہ فقتل العبد المقتول ولیہ ای فی الزعم
حظا فلا شئ للحر علیہ لانه بزمہ عتقہ اقرانہ لا یستحق العبد بل الدیۃ لکنہ لا یصدق علیہ العاقلۃ الا بجمہ ایک مرد کا ایسا غلام ہر جسکو وہ سہرہ
کتاب ہر اس کے مالک نے اسکو آزاد کر دیا ہر سواس غلام آزاد ہونے آزاد ہی ظاہر کرنے والے کے دلی کو قتل کیا خطا کی راہ سے تو اس غلام پر کچھ لازم نہیں
حرز اعم کے واسطے اسلئے کہ اسکی آزادی کے لئے اسکا اقرار کیا کہ وہ غلام کا مستحق نہیں ہر بلکہ دیت کا مستحق ہر الا اسکی تصدیق ہوگی غافلہ ہر رجحیت شرعی
سے ہم ماقابلے بیان مراد غلام کا مولا ہر فان قال معق رتہ معرفت رجل قتلت اخاک بنیاطب مولاہ الذی اعتقہ خطا قبل تحقق فقال بالیخ الذی
ہو الموصی لابل بعدہ صدق الاول لانه منکر للضمان پھر اگر اس معتق نے جبکا مملوک ہونا ایک مرد کا مشہور ہر کہ مال اپنے اس مولا سے جسے اسکو
آزاد کیا ہر کہ دین سے پہلے بڑے بھائی کو ازراہ خطا قتل کیا تھا اپنے آزاد ہونے سے پہلے سو مولا نے جو مقتول کا بھائی ہر کہ مایون نہیں ہر بلکہ تو اسے آزاد ہونے کے بعد
قتل کیا ہر تو اول شخص اپنے غلام مذکور کی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ وہ لزوم ضمان کا شکر ہر ہم خطاوی نے کہا کہ شایع مصنفہ دعوی کا تابع ہوا ہر اس مسئلہ کی آفتاب
میں حالانکہ صحیح نہیں ہر بلکہ تصور غیر مولا سے صحیح ہو چنانچہ اور کتاب دین میں مصرح ہر وان قال لہا قطعت یک وانت ائنی وقالت ہی لابل
فقطعتہ بعد العتق قال لقول لہا لانه اقرب بضم الضمان ثم ادعی ما یبرہ فلا یکن القول لاد اگر مولا نے اپنی لوئی سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا جبکہ تو میری
لوئی تھی اور تے کہنا نہیں بلکہ تو نے ہاتھ کاٹا تھا آزاد کرنے کے بعد تو لوئی کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ مولا نے ضمان کے سبب سے قطع کا اقرار کیا پھر اس خبر کا ذکر
کیا جو ضمان سے بری الذمہ اسکو کرے تو اسکا قول معتبر ہوگا وکذا القول لہا فی کل ما اخذہ المولی منہا من المال لما ذکرنا انہما اور اسی طرح لوئی کی کا
قول معتبر ہر ایک اس چیز میں جو مولا نے لوئی سے مال لیا اس دلیل سے جسکو ہم نے ذکر کیا بطریق بحثان کے الا الجماع والعتلۃ فالقول لہ لاسنادہ بجات
سہرہ وقتہ منافیہ للضمان مگر جماع اور لوئی کی کئی میں لوئی کا قول معتبر ہوگا تو اسہین میان کا قول مقبول ہوگا بسبب اس کے منسوب ہونے کے اس حالت میں ضروری کی طرف
جواز ان کے جماع ہر ہم اسواسطے کہ اپنی لوئی کا جماع کرنا اگرچہ وہ مدیون ہواں کا موجب نہیں اور اسی طرح اپنی لوئی کی کئی لینا اور ان کا موجب نہیں اگرچہ لوئی
فقطعتہ بواجہ فی الزین عہد مجور اوصی امر صبیہا بقتل رجل فقتلہ فعمیۃ علی عاقلۃ القتال لان عبد الصبی خطا غلام مجور یا صغیر ہرے دوسرے صغیر کو
ایک سو کے قتل کرنے کا امر کیا سو اسے اسکو مار ڈالا تو مقتول کا خون ہا قاتل کے مددگاروں پر ہر اسواسطے کہ صغیر کا قتل عمد قتل خطا کے برابر ہر حکم میں جو عبد علی العبد
بعد عتقہ قیل لا الا علی الصبی الا مرادہ بقصور البلیۃ او صغیر قاتل کے مددگار غلام آمر سے دیت بھر لین اس کے آزاد ہونے کے بعد اور قول ضعیف میں رجوع
نہیں غلام آزاد ہر بلکہ صغیر آمر بھی کہی رجوع نہیں یعنی ہونے کے بعد بھی قصو ایسے سبب سے وان کلان مولا العبد عبد اشلہ وقع السید القتال وفاد فی الخطا
اور اگر غلام کا مولا بھی غلام ہو آمر کے مانند تو بالکل ظالم قاتل کو وارثوں متولی کے حوالہ کرے یا غلام کا مذہب سے قتل خطا میں رجوع لہ علی الامر فی الحال رجوع معتق لہ عبد
بالاقل من الفداء وقیمۃ العبد لانه مختار فی فی الزادہ لا یضطر قاتل مولا کے مالک کو امر پر رجوع کرنا بجا نہیں البتہ اور غلام آزاد ہونے کے بعد مذہب و قیمت غلام مجور کو مولا کے مال سے

دیتہ العبد قیمۃ فان بلغت ہی دیتہ الحر ولینت قیمۃ الامۃ دیتہ الحرۃ نقص من کل دیتہ ع بدیتہ عشرۃ درہم نظار الاخطا طرۃ الرقیق
 عن الحر و بین العشرۃ یا ثرا بن مسعود رضی اللہ عنہ دیت ملک کی اسکی قیمت ہر دو اگر غلام کی دیت آزاد ہوگی دیت کے برابر ہونے جاوے یعنی قیمت غلام کی
 دس ہزار درہم ہو اور اونڈی کی قیمت آزاد ہوگی دیت کے برابر ہونے غلام اور اونڈی کی دیت کے دس گنا ہونے جاوے تاکہ تہملوک کا اخطا طرۃ آزاد سے ظاہر ہو اور دس گنا
 کا معیار کج ناعبد ابہر بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر سے ثابت ہر دین من الامۃ عشرۃ اور امامت و دس ہزار دیت یہ کہ اونڈی کی دیت پنج درہم کم کیے باورق کون جہنم
 علی الاعاقۃ فی ثلث سنین خلافا لابی یوسف ثمالی اور اسوقت میں دیت غلام کی قاتل کے مددگاروں پر واجب ہوگی تین برس کی مدت میں خلاف ابویوسف کے یعنی اس کے
 نزدیک نقصان میں دس گنا معتبر نہیں کہ فی الطحاوی و فی الغصب سبب التیمۃ بالغتہ بالبلغت بالاجماع اور ملوک کے غصب میں اسکی قیمت بٹا صاحب پر واجب ہر
 بالاتفاق وہاں تک اسکی قیمت ہونے پہنچے اگرچہ آزاد کی دیت سے زیادہ ہو واقعہ میں یہ الحر قدر من قیمۃ حیثہ قضی یہ نصف قیمتہ بالغتہ بالبلغت فی الصحیح
 در روایت لایزالہ علی خمسۃ آلاف الا خمسۃ و جزم فی الملحقہ اور جو قدر ہر اعمنا حر کی دیت سے وہی بقدر ہر ملوک کی قیمت سے اور اسوقت میں ملوک کے ہاتھ میں اسکی قیمت
 ہر قول صحیح میں جس قدر کہ اسکی قیمت ہو کذا فی الدرر اور قول ضعیف یہ کہ پنج درہم کم پنج ہزار درہم سے زیادہ ہوگی اور اسی قول پر یقین کیا ہر ملحق لا بخرین میں یہی قول اخیر
 اگر کتب میں چنانچہ ہایا و خلاصہ و مجمع البحرین اور خستیار اور قادی و ولوالجی اور ملحق اور مجتبیٰ میں کذا فی الطحاوی و سبب حکومت عدل فی حکیتہ فی الصحیح قول
 کل قیمتہ اور حکومت عدل واجب ہر غلام کی وارثی میں بقول صحیح اور قول ضعیف میں تمام قیمت واجب ہر دم یہ اس صورت میں حکم ہر جگہ وارثی موندنے کے بعد
 قتل یا بعد فرار سیدہ نسری قاتل منہ ولہ للعبد و ثلثہ غیرہ غیر المولی لا یقتضی الاشتباہ من لہ الحق ایک شخص نے غلام کا ہاتھ کاٹا پھر اس کے
 مالک نے اسکو آزاد کر دیا تو زخم سیرت کر گیا تو وہ اس زخم سے مر گیا اور اس غلام آزاد کے وارث اور بھی ہیں مولیٰ کے سوا تو قاتل سے قصاص لیا جاوے گا صاحب حق کے
 اشتباہ کی وجہ سے ہم پہنچے اگرچہ بخت کا وقت اعتبار کیجئے تو صاحب حق مالک ہو اور اگر موت کا وقت اعتبار کیجئے تو فقط وارث مستحق ہیں یا مالک بھی تو ہاں مستحق مانع قصاص
 ہوگی لیکن یہی فقط وارث کی ہر مالک کی بھی کذا فی الطحاوی والایکین ان غیر المولیٰ اقتضی منہ خلافا لعماد اور اگر اسکا کوئی وارث نہیں مولیٰ کے سوا قاتل سے
 قصاص لیا جاوے گا بخلاف مذہب محمد قال بعد یہ احد کما فرشیجا فہم المولیٰ احق فی احد ہما بعد الشیخ فارشما للسید لان البیاض لا یثار مالک نے اپنے
 دو غلام مسجون کیا کہ اگر غلام تم دونوں پر چڑھ کر دونوں کے سر زخمی ہوئے پھر مالک نے زخم سر کے بعد ایسا غلام کی آزادی بیان کر دی یعنی یوں کہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا
 تو وہ دونوں کی دیت مالک کی ہر اسواسطہ کہ بیان کرنا ان کے برابر ہونے کو یا زخم کے بعد اب اسے آزاد کیا تو قتل کا یہ حرج و قیہ عبد لوالہ اقل واحد منہ و قیمتہ سوار اور
 اگر دونوں غلام مذکور مقتول ہوئے تو دیت آزاد کی اور قیمت غلام کی واجب ہوگی بشرطیکہ ایک ہی قاتل نے دونوں کو ساقی قتل کیا ہو اور دونوں کی
 قیمت برابر ہو دم و جہ فرق یہ کہ زخم کے بعد آزادی ممکن ہو تو بیان وہاں انشاء کر گیا اور موت کے بعد آزادی ممکن نہیں تو بیان بیان انشاء نہ ہوگا محض بیان
 انشاء شہر کیا اور اگر قیمت مختلف ہوگی تو ہر واحد کی نصف قیمت اور آزاد کی دیت واجب ہوگی کذا فی الطحاوی مختصر وان قتل کلا واحد معا علی الثقاب لم یدر
 الا دل فقیمۃ العبدین زلیعی اور اگر دونوں غلاموں کو دو شخصوں نے ساقی یا لگے پیچھے مارا اور پہلا مقتول معلوم نہیں تو قانون ہر دو غلاموں کی قیمت واجب
 ہوگی کذا فی الزلیعی ہم قولہ وان قتل کلا واحد معا مخالف مقصود ہر ترجمہ اسکا یہ کہ اگر ہر غلام کو ایک شخص نے ساقی قتل کیا اور پہلی صورت ہر جہد کو
 جو چکی طحاوی نے کہا شارح کو یوں کہتا تھا وان قتلہما شخصان معا لہما مترجم نے عبارت صحیح کا ترجمہ کیا خلافا لعمادۃ الشارح اور اگر پہلا مقتول معلوم ہو تو اس کے
 قاتل پر قیمت واجب ہوگی اور دوسرے قاتل پر دیت آزاد کی واجب ہوگی کذا فی الطحاوی فقہار رجل علی عبد خیر مولاه انشاء و دفع مولاه عبدہ الفقہر
 لفاۃ و اخذ منہ قیمۃ کاملۃ او اسکہ یولایاخذ منہ النقصان وقال الشافعی ضمتہ قیمۃ وامسک الجنتۃ البیاض اسکہ
 غلام کی دونوں اکھین چھوڑنے کے مالک کے اختیار پر چاہے اپنا اکھ چھوڑا غلام اکھ چھوڑنے والے کو دے اور اس سے پوری قیمت لے یا حسب اسکو اپنے پاس رکھے

اور اس سے نقصان نہ ہو اور صاحبین کے گناہ مالک کو نقصان نہ پہنچا جائے اور امام شافعی نے کہا کہ جو نہ ملے اس سے غلام کی قیمت کا حصہ لے گا اور غلام کا انہماک و مشورہ اپنے پاس رکھے و لو جی مدبر و ام ولد ضمن السید الاقل من القيمة ومن الارش یتقام قیمتہا مقامہا اور اگر غلام مدبر یا ام ولد جنایت کرے تو مالک تاوان دے کمتر مال کا قیمت اور دیت سے پہلے اگر قیمت کم ہو دیت سے تو قیمت ہے اور اگر دیت کم ہو قیمت سے تو دیت دے اس لیے کہ مدبر و ام ولد کی قیمت قائم مقام ہر گنہ گم مناسب ہوتا کہ یہ مسئلہ باب سابق میں مذکور ہوتا اس واسطے کہ مدبر و ام ولد قاتل یا بے مقول فان دفع القيمة بقضائہ فجنی الممدبر و ام ولد جنایا آخری و مشارک الثاني الاول اذ میں نے جنایاتہ کلمہ الا قیمتہ واحدة ولا شئ علی المولے لانه مجبور علی دفع ہر اگر مالک نے قیمت دی قاضی کے حکم سے ہر مدبر یا ام ولد نے دوسری جنایت کی تو دوسرے مقتول کا وارث شریک ہوگا مقتول اول کے وارث کا اس واسطے کہ مدبر یا ام ولد تمام جنایات میں سولے ایک قیمت کے اور کچھ واجب نہیں اور مالک پر کچھ واجب نہیں اس واسطے کہ وہ مجبور ہے قیمت کے دینے پر پہلے حکمت قاضی و لدفع العیت لولے الا و لے بغیر قضائہ اتباع السید عبیدۃ من القيمة ورجع بہا علی الاول لانه قبضہ بغیر حق لان المولی لا یجب علیہ الا قیمتہ واحدة اور اگر مالک نے پہلے جنایت کے وارث کو قیمت دی بدون حکم قاضی کے تو مقتول ثانی کا وارث چھپا کرے مالک کا قیمت لینے کے واسطے بقدر اپنے حصہ کے اور مالک پہلے مقتول اول کے وارث سے لینے کہ وارث اول نے تمام قیمت پر حق قبضہ کیا اس واسطے کہ مالک پر سولے ایک قیمت کے کچھ واجب نہیں و اتباع فی الجنایات الاولی یا وارث ثانی وارث اول کا چھپا کرے پہلے نصف قیمت اس سے بابت اس واسطے کہ اس کا حق ناقص لیا و قال لا شئ علی المولے اور صاحبین نے کہا قیمت بلا قضا دینے میں مالک پر کچھ لازم نہیں وان اعتق المولی المدبر و قبیح جنایات لم یکرہ ای المولی الا قیمتہ واحدة علم بالجنایات قبل العتق والا لان حق المولی لم یعلق بالعبء فلم یکن معفو ما بالاعتق اور اگر مالک نے مدبر کو آزاد کیا اور حالانکہ اس سے جنایات متعددہ نہاد ہوئے تو سولے ایک قیمت کے کچھ لازم نہ ہوگا خواہ مالک کو قبل از اعتق جنایت کا علم ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ وارث کا حق غلام کی ذات سے متعلق نہیں تو مالک آزاد کرنے سے اس کے حق کا ضایع کرنے والا نہ ٹھہرے و ام الولد کا لحد برقیما اور ام ولد مدبر کے مانند ہی حکم مذکور میں پہلے مسئلہ اعتاق میں اقرار المدبر و ام الولد جنایاتہ توجب لہ مال ثم یخیر اقرارہ لانه اقرارہ علی المولے بخلاف ما اذا اقر بالقتل عمد فان یصح اقرارہ علی نفسه فقتل بہ اور اگر مدبر یا ام ولد نے اس جنایت کا اقرار کیا جو مال کی موجب ہے تو اس کا اقرار جائز نہیں اس واسطے کہ یہ اقرار ہی سولے کے ضرر پر بخلاف اس کے جو کہ بے قتل ہے کا اقرار کیا تو اس کا اقرار صحیح ہوگا اپنی ذات پر تو اپنے اقرار کے سبب مارجا و گیا و لو جی المدبر و ام الولد فمات لم یستقل قیمتہ عن مولاه اور اگر مدبر نے جنایت کی بطریق غلطی کے پھر وہ مگر یا تو اس کی قیمت اس کے مالک سے ساتھ نہوگی و لو قتل ای بر مولاه غلط سے قیمتہ دور اگر مدبر نے اپنے مالک کو بطریق غلطی کے قتل کیا تو کوشش کرے اپنی قیمت میں پہلے محنت مزدوری کرے کہ اپنی قیمت مالک کے وارث کو دے و لو بعد اقلہ الارش و اتساع فی قیمتہ ثم قتلہ و ر اور اگر مدبر نے اپنے مالک کو عمدتاً قتل کیا تو وارث اس کو قتل کر ڈالے یا وارث چاہے اس سے محنت مزدوری کو او سے اس کی قیمت حاصل کرنے میں پھر حصول قیمت کے بعد ہر قاتل کو کفائی الدہ

فصل فی خصص القتل و غیرہ فصل فی ملک و غیرہ کے خصص کے احکام میں غیر ملک سے مدبر و ام ولد صبی و عیو قطع ید بعدہ فخصصہ رجل و سرے فمات منہ ضمن الخاصب قیمتہ قطع مالک نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹا سو اس کو خصص کیا ایک مرد نے اور زخم نے سرایت کی سو وہ اسی زخم سے مر گیا تو غاصب تاوان دے ہاتھ کاٹنے غلام کی قیمت کا و ان قطع یدہ و ہونی ید غاصب فمات منہ بری الخاصب لہ و رتہ متلفا فی غیر سترہ اور اگر مالک نے غلام کا ہاتھ کاٹا اور حالانکہ غلام غاصب کے پاس نہ ہو وہ اسی زخم سے مر گیا تو غاصب بری الذمہ ہو گیا قیمت دینے کے تاوان سے سبب ہوجانے مالک کے نہ ہونے والا تو مالک پھر اپنے والا ٹھہرا و گیا غاصب عبد مجبور مثلاً فمات فی یدہ ضمن لان المجور موافقہ بافعالہ

مذکور کے قاتل کو چاہئے کہ چھ قسم اسکا خون شہا اور اگر تو ہو ورنہ نہ کہ اگر قسم ہم لوگوں میں اس میں سے کسی ایک کا حکم کیا کہ فی الدرع عن الزلیلی یعنی نے شرف
 دیا کہ اگر کسی نے ہاری دلیل یہ حدیث ہے کہ اگر کسی نے علی المدعی علیہ اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن نص حدیث صحیح ہے میں متفق ہوں
 جو یہ کہ مسلم بن نویر بن زید لکن ابیہن علی المدعی علیہ اور باقی صحاح میں ہوں کہ کسی نے علی المدعی علیہ کہ حکم کیا تو معلوم ہوا کہ وظیفہ مدعی علیہ کا قسم ہوا تو
 کا وظیفہ قسم نہیں ہوا اس تقریر سے نری کی حدیث تو یہ ہوگی کہ قسم قلعہ علی ابیہا بالمدیہ لا مطلقا بل ان وقعت الدعوی قبل عقد
 وان وقعت الدعوی بعد العقد ای فیقتضی بالمدیہ علی عواقلہم کما فی شرح الجع معزایہ لا یشیرہ وانما نیتہ ونقل ابیہا کمال عن المبدوء ان
 انما ہر الروایۃ القسامۃ علی اہل الحلیۃ والمدیہ علی عواقلہم فی ثلث سنین وکذا فی القیمۃ الثمن تو حذی نے ثلث سنین نہ بلایۃ پیرا بل حکم
 کی قسم کے بعد انہر دیت کا حکم کیا جائے لیکن نہ ہر طرح کے دعویٰ میں بلکہ اگر قتل عمد کا دعویٰ واقع ہوا ہو تو انہر دیت کا حکم ہوگا اور اگر قتل خطا کا دعویٰ
 واقع ہوا ہو تو اہل علیہ کے عواقل سے نہ ہوگا۔ دن پر دیت کا حکم ہوگا چنانچہ شرح مجمع میں ہر ذیہ اور خانیہ سے مقول اور ابن کمال نے مبدوء سے نقل کیا ہے کہ
 انما بلایہ دین اہل علیہ پر قسامہ ہوا تو اگر مدکاروں پر دیت ہر سنیہ میں سال کے اندر اور اسی طرح غلام مقتول کی قیمت میں سال میں ایجاد کی کہ فی الدرع عن الزلیلی وان
 لم یتیم العمد وکمر رکھاقت علیہم لقیمتین یحییٰ اور اگر اہل علیہ میں بچاں مرد کا شمار ہو تو انہر دیت کا حکم ہے جسے انہر دیت کا بچاں قسمین پوری ہو جائے
 وان لم یتیم العمد وکمر اراد الولی تکم ارادہ لا اور اگر بچاں کا شمار ہو تو انہر دیت کا حکم ہے جسے انہر دیت کا بچاں قسمین پوری ہو جائے
 رکھاقت علی الوجہ المذكور نہ ہاذا فی دعوی الفصل العمد انما فی الظاہر فیقتضی بالمدیہ علی عواقلہم ولا یجوز ان کمال سفر الخانیہ اور جہ شخص پر
 قسم نہ کھائے تو قیہ کیا جائے یہاں تک کہ قسم کھائے اس طرح ہر چہ بیان مذکور ہو چکی کہ قتل عمد کے دعویٰ میں اور قتل خطا میں تو اگر مدکاروں پر دیت کا حکم ہوگا
 اور وہ مبدوء سے قیہ کیا جائے کہ کمال سنہ خانیہ سے نقل کیا ہے ولو اقر علی نفسه او عبده قبل اقراره ولو علی غیره فصدقت الیہ سقط التحلیۃ عن اہل الحلیۃ
 اور اگر ایک شخص نے اپنی ذات یا اپنے غلام پر قتل کا اقرار کیا تو اسکا اقرار مقبول ہوگا اور اگر غیر شخص پر قتل کا اقرار کیا سو مقبول کے وارث اسکی تصدیق کی تو اہل علیہ
 سے قسم لینا سا قضا ہو گیا ولا قسامۃ علی صبی ومجنون وامرأة وعبد اور قسامہ نہیں صغیر اور دیوانہ اور عورت اور غلام میں سوائے کہ صغیر اور مجنون میں قسم کے
 لای نہیں اور عورت اور غلام نصرت لای نہیں اور مدکاروں پر ولا قسامۃ ولا دیتہ فی میت لا اثر بہ لایس یقتیل لان القتل عسفا
 ہوا فانت الحیۃ بسبب مباشرۃ الحی وانما مات تحت الفہ والفرامۃ متبع فعل العبادۃ قسامہ ہر دیت اس میت میں قتل اور ضرب کا کچھ نشان نہیں اسلیہ
 کہ وہ مقول نہیں ہر کیونکہ مقتول ہر کی زندگی فوت ہو گئی ہو زندہ کے کرتبے اور وہ میت تو اپنی موت مر گیا ہر اور تاوان تابع ہوتا ہر عید کھانے کے نقل
 سے ابو یسیر میں قہ وانفہ او دبرہ او ذکرہ لان الدم یخرج منها عاۃ بما فعل احد بخلاف الاذن والعین یا خون ہوتا ہر میت کے کھنڈیاں ان
 باسحق یا انزہت تو قسامہ اور دیت نہیں اسوائے کہ خون نکلتا ہر ان مکانات سے عادت میں بدون فعل انسان کے بخلاف ان کے اور ان کے او تصدیف منہ ای ولا
 قسامۃ فی نصف ریشہ شق طول او اقل منہ ای من نصف ولو ملہ الراس المامرا ای کے نصف میں یعنی قسامہ نہیں کسی کے اس نصف بدن میں طول بن ہوا اگر ایہ
 نصف کے کمر میں ہوتا یا نہ بن اگرچہ اقل بدن کے ساتھ سر ہی ہو یا ایل گذشتہ ہم نے مذکور ہو چکا کہ قسامہ نہیں مگر عام بدن یا اگر بدن میں اصلی رقبۃ ای المیت حقیقہ
 طوقیہ لان الظاہر انما مات ہر ہر ازبہ یا میت کی گردن پر سانپ لپٹا ہوا ہر تو قسامہ اور دیت نہیں اسوائے کہ ظاہر حال یہ ہر کہ وہ سانپ کے سبب مر گیا ہر کہ فی الزلیلی
 ونام خلقہ لکبیر ای وجہ سقوط تمام الخلفۃ اثر الضرب وجبت القسامۃ والدیۃ فی الظہیرۃ یا بخلافہ جسکی سیدہ یا شیخی ہو چکی ہو بڑے آدمی کے برابر ہر چہ یہ حدیث
 ہر پیشہ اگر ایہا جہین طریک کی نشانی موجود ہو تو قسامہ اور دیت واجب ہر اور ظہیر میں کے مخالف ہر یعنی اس میں دیت نہیں بل ان علی اولی علی واحدین غیر
 کان براہنہم لاہل الحلیۃ وسقطت القسامۃ عنہم ہر اگر وارث نے اہل علیہ کے سوا ایک شخص قتل کا دعویٰ کیا تو یہ اسکی طرف سے ہر چہ محلہ والوں کے واسطے

کتاب الامتداد بالحدود
 جلد ہفتم
 باب فی القسامۃ

اور شام کے وقت سے ساقط ہو گیا فان اوسے علی معین منہم لا تقطع فیل تقطع اور اگر وارث نے محلے والوں میں سے ایک شخص سے قتل کا دعویٰ کیا
تو اسے قتل سے قضا نہیں ہوتا اور قول ضعیف میں ساقط ہو جاتا ہے قول اول ظاہر الزام ہے اور قول ثانی ابو یوسف سے مروی ہے کہ ان فی الخطا وی قتل علی و
سہما ساقط اور قاتل اور ایک خدیجہ علی عاقلہ دون اہل المحلة لانی وہ فصار کا نہ ہے دارہ ایک مقتول کے اس جانور پر شک ساتھ ایک لکھنے والا لکھنے والا
یا سوار پر تو اسکی دیت ساقط یا قاتل یا ایک کے مدکاروں پر جو ناہل محلہ پر بعد اسطے کہ وہ مقتول اسکے قبض اور تصرف میں ہو تو کیا اسکے گھر میں ہو ولو اجتمع فیہما
ساقط وقائد اور ایک خدیجہ علی عاقلہ وان لم تکن ملک لکم علیہم جمیعاً وان لم تکن ملک لکم علیہم جمیعاً وقیل القسامة والدیة علیہما کما فی الدار وقیل لا
علیہما ساقط الا ان کان سید فہما تحقیقاً و بجرم سفاحیہ اور اگر جانور میں ساقط اور قاتل اور ایک تینوں مجمع ہوں تو دیت ان سب پر ہے اگر
جانور انکا ملک ہو یا برائے قبض و تصرف کے اور بعضوں سے کہا کہ قسامہ اور دیت جانور کے مالک پر ہے جو قبضہ کے مالک قسامہ اور دیت البسبب ہے اور بعضوں
کہا کہ ہائے ملے پر واجب نہیں مگر حکایت جانور کو تحقیق نکلتا ہو اور اسکی اخیر قول پر یقین کیا کہ جو ہر دین وان لم تکن ساقط خدیجہ علی عاقلہ
المحلیہ فیہما قاتل علی الدار اور اگر جانور کے ساتھ کوئی شو تو دیت اور قسامہ ان محلے والوں پر ہے جنہ میں مقتول جانور پر پایا گیا وان مرت و ابہ
علیہما قاتل ہیں قریبین او جیلین فعلی اقربہما لماروی انہ علیہ وسلم امر فی قاتل وجہ میں مستسین بان ہا مرت فوجہ علیہ احد ہما
اقرب البسبب فیہ علیہم بالقسامہ ولو استویا فلیہما وقید الدارۃ انفاسۃ قسستانی اور اگر ایک جانور گذر جسر مقتول ہو دو گاؤں میں یا دو قوم کے
درمیان تو جو ان میں نزدیک تر ہوگا اس پر قسامہ اور دیت ہر اس واسطے کہ رسول خدا علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت نے اس مقتول میں جو گاؤں
کے درمیان پایا گیا یہ حکم کیا کہ دونوں کی مسافت نامی گئی تو وہ مقتول ایک گاؤں کی طرف بالشت بھر نزدیک بٹھرا تو انہیں لوگوں پر قسامہ کا حکم ہوا
اور اگر دونوں گاؤں بڑے ہوں بلکہ وکاست تو دونوں پر قسامہ ہوگا اور جانور کی قید اتفاق پر شرط نہیں ہے کہ انہی القستانی ہم قریب کا اعتبار اسوقت
ہو جبکہ مباح زمین ہو اور اگر زمین ملک ہو تو کان کا اعتبار چنانچہ بڑے زمین یوں صریح ہے کہ اگر مقتول پایا گیا ایک گاؤں کی زمین میں لیکن وہ متصل ہو تو
گاؤں کے گھروں سے تو اگر زمین ملک ہو تو مالک پر قسامہ ہے اور زمین تو نزدیک تر ہو تو مالک کا اعتبار کیا نہ قریب کا تو مستحب کا وہاں اعتبار ہو جائے
زمین کسی کی ملک نہیں کہ ان فی الخطا دی عن النخ بشرط علی عاقلہ الصوت منہم کذا عبارت النخلیہ و عبارت الدرر وغیرہ مانہ و عبارت البرجسہ نقلان
انکافی یہ قولی صوت لان جملۃ لیلۃ الخوف البسببوں علیہ التفسیر فی الصلۃ نزدیک تر اہل قریہ پر قسامہ اور دیت ہے بسبب طیکہ انکی آواز سن پڑتی ہو
انہی طرح کی عبارت ہے زمینی کی اور دروغ وغیرہ کی عبارت یوں ہے بشرطیکہ مقتول کی آواز اہل قریہ کو سن پڑتی ہو اور چندی کی عبارت کافی ہے یوں مقتول ہر
کہ اہل قریہ اسکی آواز سننے ہوں اسواسطے کہ سماعت آواز کی وقت قریہ دوسری لاحق ہو سکتی ہو تو اہل قریہ مدد گاری میں منسوب بہ تقصیر ہونگے ہم خطا دی نے
کہا کہ دونوں عبارتوں کا آمل ایک ہے جب اہل قریہ کی آواز مقتول کے پاس پہنچتی ہوگی تو غالباً مقتول کی آواز بھی گاؤں تک پہنچے گی والا بان کان
سے موضح لا یسمع نہ الصوت لکن ہم بضرۃ فلا یسبون علیہ التفسیر فلا یسبون قائلین تقدیر اور نہیں تو نہیں بیٹے اگر مقتول ایسے مکان میں ہو
اسکی آواز زمینی حسانی ہو تو اہل قریہ کو اسکی مدد گاری لازم نہیں تو وہ منسوب بہ تقصیر نہ ہونگے تو وہ تقدیر اقبال بھی نہ بٹھرا جائینگے ہم بیٹے قسامہ اور
دیت اہل قریہ پر اسوجہ سے ہے کہ جب مقتول کی آنکھوں نے مدد کی تو گویا وہی اسکے قاتل ٹھہرے لہذا اپنی دیت لازم ہوئی پھر جب وہ ایسے بے مکان میں مقتول ہو
کہ اسکی آواز گاؤں تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ عین بضرۃ میں مدد میں تو انکی تقصیر ثابت نہ ہوگی تو گویا ہمیں لازم نہ آیا ویراعی حال مکان لانی جہ فیہ
خان کان ملک کا تجب القسامۃ علی الملک والدیۃ علی عاقلہم و کذا لیسوقنا علی ارباب معلومین ان العیۃ للملک والولایۃ کما افادہ المصنف مستند
الحوالۃ فیہ والبرازیۃ قلت و سببہما التصریح ہنہ الممن تبع الدار وغیرہ و جملۃ لیلۃ الخوف لاقرب الا اذا وجدنی مکان میان لکاتب لانیہ اور اگر جانور

اس مکان کے مال کی حسین مقتول پایا گیا سو اگر وہ مکان مملوک ہوگا تو قسامہ واجب ہوگا اسکے مالکوں پر اور دیت واجب ہوگی کنگ مدوگاروں کی طرح اگر وہ مکان
 معین ہوگا تو مقتول کا تو مستحقون پر قسامہ ہوگا اور دیت اسکے مدوگاروں پر ایسی کہ ملک اور ولایت اپنے تصرف کا اعتبار پر چنانچہ مقتول کے مقتولین میں دو ایک
 اور بڑا زید سے نقل کیا ہے کہ کتابوں اور تحریکات اسکی تصحیح اور کتب میں درود وغیرہ کی پیروی سے تو اس وقت میں قرب مکان کی کچھ اعتبار نہیں مگر جبکہ مقتول اس
 مکان بیاح میں پایا جائے جیسے کہ کسی کی ملک ہو نہ قبض اور تصرف ہم محیط خبری میں ہو کہ جب مقتول ملا یا بان میں تو اگر وہ کسی کا مملوک ہو تو قسامہ اور دیت مالک
 اور اسکی قوم پر ہو اور اگر کسی کی ملک نہیں تو اگر قتل کی آواز سنی جاتی ہو کسی شہر سے تو اس پر قسامہ ہو اور اگر آواز سن پڑتی ہو تو اگر اس جگہ سے اہل اسلام کو فائدہ
 ہو تو اگر کسی اور کو اس سے تو دیت اسکی بیت المال سے و بجائے اور اگر اہل اسلام کو وہاں سے کچھ فائدہ نہیں ہو تو اس کا خون راہگان پر آڑی طرح کا حکم ہو
 اگر یا بان میں مقتول پایا جاوے اور اسکی قرب میں آبادی ہو کہ انانی الخطاوی عن العالمہ کے والد علی ذی الملک والید اور اگر مکان مملوک ہو تو دیت
 تو قسامہ صاحب ملک اور صاحب تصرف پر ہو اگر مالک ولایت والید الخوص و لو لم یجد یحییون فلا قسامہ المسلمین فلا قسامہ ولایت علی احد بہ اربع
 اور ولایت اور قبض سے جو اوپر مذکور ہو سکے ہیں ولایت اور قبض خاص مراد ہو اگر قبض جماعت معین کا ہو تو اگر تمام مسلمین کا تصرف ہوگا تو اس مکان کے مقتول کا
 کسی پر قسامہ نہ دیت کہ انانی الخ و قبض بیت المال قائل لیکن وجوب دیت کا بیت المال میں محض آویگا و قائل کہ ہم خطاوی نے
 کہا کہ اگر بیاح کی نفی کو ال قرب پر محمول کیجیے تو وجوب بیت المال سے کچھ منافات نہیں وال مراد بالید ایضا الیہ التفتتہ و اما الاراضی الی لہا مالک اخذہ
 وال ملک فیہ ان یکن القلیل فیہا ہرالا لیس علی الفاضل دیت قستانی من الکرمانی لکھنؤ اور یہ بھی ہو کہ قبض اور تصرف سے مقدار کا تصرف
 مراد ہو اور زمین زمینوں کے مالک ہیں چنانچہ نے زبردستی انکو چھین لیا ہو تو لائق بقواعد فقہ کے ہو کہ اسکے اندر مقتول کا خون راہگان ہو اسو سے کہ اگر
 پر دیت نہیں ہو کہ انانی الخ و قستانی عن الکرمانی تو اسکی تصریح اور تنقیح کرنا چاہیے مذہب کی روایت سے وان فیما حالک فی الید ہی المسلمین تجب لہ دیت
 فی بیت المال لما ذکرنا انہ اذا کان بحال یمس منہ الموت تجب علیہ الفوت کذا فی الیہ و الحجۃ اور اگر مکان بیاح ہو لیکن مسلمان کے قبضے
 میں ہو تو دیت واجب ہو بیت المال میں اسوجہ سے چہ ہے یہ ذکر کیا کہ جب وہ اسطرح ہو کہ وہاں سے آواز سنی جاتی ہو تو غریب و سی واجب ہو کہ انانی الخ و قستانی
 ہم محیط مشرعی سے نقل ہو چکی ہو کہ وجوب دیت کا محل بیت المال وہ ہے جہاں سے آواز مسجوع نہ ہوتی ہو تو شارح کی یہ تعلیل بلا وجہ ہو کہ انانی الخ و قستانی
 و فیما لو وجد قتیل فی أرض رجل لی جانب قریۃ لم یس صاحب الارض منہا ای من اهل القریۃ فی حلیۃ علی رب الارض لا علی اهل القریۃ
 لان العبرۃ للملک ولولا انہ لکت فہذا صرح فی ان القرب انما یقرب ذاد وجب فی الارض بقاء المملوک ولا یسوقہ لان تہرہ لار باہد ہی قستانی
 اور ولایہ میں ہو اور اگر مقتول پایا جاوے ایک مرد کی اس زمین میں ہو ایک گاؤں کی طرف متصل ہو اور مالک زمین اس گاؤں کا رہنے والا نہیں ہو تو دیت
 اسکی مالک زمین پر ہو اہل قریہ پر اسو سے کہ اعتبار ملک اور تصرف کا ہے انانی الخ و الحجۃ من کتابوں تو یہ روایت صحیح ہے زمین کے قرب مکان اسی
 صورت میں ہے جبکہ مقتول پایا جاوے زمین بیاح میں ہو مملوک اور موقوف میں اسو سے کہ تہرہ مملوک یا موقوف کی اسکے لوگوں پر ہو اگر وہ قریب ہو کہ زمین
 میں آویگا تو اگر وہاں و ان وجد فی دار انسان فہی القسامۃ ولو عاقلۃ جنون او خلوف القسامۃ ایضا خلافا لاسیہ یوسف رحمۃ اللہ اور اگر
 مقتول پایا گیا کسی آدمی کے گھر میں تو اس پر قسامہ ہو اور اگر اسکے مدوگار موجود ہیں تو وہ بھی قسامہ میں داخل ہو گئے بخلاف ابو یوسف کے کہ انانی الخ و قستانی
 والید علی عاقلۃ ان ثبت انہا لہا حق سبجہ و کان لہا عاقلۃ و لا عاقلۃ او دیت اسی کے مدوگاروں پر ہو اگر شہادت ہو حجت ہے کہ وہ لوگ اسکے
 مدوگار ہیں اور وہ شخص مدوگار رکھتا ہو اور اگر اسکے مدوگار نہیں ہیں تو اسی آدمی پر دیت واجب ہے حجت سے ہر گواہ بن یا مدوگاروں کی اعتراف کی لحدۃ القسامۃ
 اہل الخیاتۃ الذین خلوا لہم الامم اول الفتح و لوفی سنہم واحد اور وہ بیٹے دیت اور قسامہ اہل خطہ پڑا خطہ وہ زمین ہو کہ امام نے قسامہ کی مالیت کا ہے

فتح اسلام میں اگرچہ انہیں سے ایک ہی شخص باقی رہا موم خطہ اس کے عبادت کے مکان محیط سے اہل خطہ سے مراد ملکات تھیں یہ کہ لوگ ہیں جو مالک ہوتے ہیں زمین کے کچھ ایک ان کے
شہر میں گیا اور اس کو غازیوں میں بابت دیا اور ہر ایک کو خطہ لکھا گیا کہ جسے جسے جسے جو جاوین کذا فی الدینی دون السکان والمشتیرین وقال ابو یوسف ہذا منہ
نہ وہاں کے رہنے والے اور خریداروں پر اور ابو یوسف نے لکھا کہ اصل مالک اور ساکن اور خریدار و دیت اور قسامہ میں شریکین فان باع کلہم فی المشتیرین بالاجماع
پھر اگر وہ ان کے سب مالکوں نے مکانات بیچ لئے تو دیت اور قسامہ خریداروں پر واجب ہر اتفاق طرفین اور ابو یوسف کے وان وجہ فی دارین قوم بعض اکثر
صلی اللہ علیہ وسلم کا شفعہ اور اگر مقتول پایا گیا اس گھر میں جو مشترک ہر درہان ایک قوم کے معنوں کا حصہ زیادہ ہر قسامہ اور دیت اور بیون کے شمار پر
ہر شفعہ کے مانند ہم مثلاً ایک شخص کا حصہ آدھا ہو اور دوسرے کا دسواں اور تیسرے کا باقی تو قسامہ اور دیت کے عاقلہ پر تین تہاؤ برابر ہر سوائے کے تلبیل اور
اگر مالک حفظ اور نہ میرین برابر ہو کذا فی الطحاوی وان ہیجیت ولم تقبض من وجہ فیما تمیل فعلی عاقلة البائع اور اگر گھر بیچ ہو گیا اور ہونہ
مشتری کے قبضے میں نہیں آیا کہ اس میں تہاؤ پایا گیا تو قسامہ اور دیت بائع کے عاقلہ پر ہر و فی البیع بخیار علی عاقلۃ ذی الید خلافا لہما اور بیع ہفتہ
بینا میں صاحب قبض کی عاقلہ پر دیت اور قسامہ ہر خلاف صاحبین کے ہم خواہ جائیداد کا ہو خواہ مشتری کا خواہ دو خون کا والا تعقل عاقلۃ فی عیشہ الشہدائہ
اس کے لہذا لیس فیہما قتل لہ ذی الید و ابو یوسف قتل کما سیجے اور عاقلہ بیچنے مدگاروں پر دیت دینا لازم نہ ہو گا جب تک کہ گواہی مذہب ان کی کہ جس گھر میں مقتول
ہو قباہن اور تصرف شخص کا ہو اگرچہ قباہن ہی مقتول ہو چنانچہ لکھے مذکور ہو گا بیچنے اگر ذی الید و مقتول ہو تو بھی ان کی عاقلہ پر دیت لازم نہ ہو گی جب تک گواہوں
سے ذی الید کی ملک ثابت ہوگی والا یفنی مہر و الیہ جتے ہو کان ہلم تہما عاقلۃ والا نفسہ درر اور عاقلہ پر وجوب دیت کے واسطے فقط قبض اور تصرف بدو ان دیت
کے کفایت نہ کرے گا تو اگر ثبوت ملک کا فقط قبض ہی سے ہو گا تو قباہن کا عاقلہ کسی مقتول فی الدار کی دیت نہ کرے گا اور قباہن مقتول کی دیت دیکھا کذا فی الدرر واللملا
بأنہ لا یکن الا سیاج علی الورثۃ للورثۃ شیعہ صاحب درر نے عدم وجوب دیت کو ذکر کیا ہو بدعت بیان کر کے کہ کچھ دیت کا واجب کرنا وارثوں پر وارثوں کے واسطے
ممکن نہیں م مقتول کا گھر ظہور قتل کی حالت میں وارثوں کا ملک ہو گیا اور وارثوں کے مدگار اسکے متحمل ہوتے ہیں وارثوں پر واجب ہوتا ہے وارثوں پر
تخفیف ہو تو اگر مدگاروں پر دیت واجب ہو اور وارثوں کو ملی تو گویا وارثوں کا ضرر ہو وارثوں کے نفع کے واسطے اور یہ ممکن نہیں صاحب درر نے
تعلیل صاحبین کے مذہب کی بیان کی ہے اور امام کا یہ مذہب ہے کہ وارثوں کے عاقلہ پر دیت واجب ہے چنانچہ شارح امام کی طرح سے تعلیل کا جواب لکھا اس کے
من در شیخ میں آئندہ بھی مذکور ہو گا ثم الورثۃ یخلفون فیکون الا سیاج علی الورثۃ لیس لہم الا لورثۃ کذا قیل پھر معلوم کرنا چاہیے کہ وارث مقتول کے خلیفہ ہوتے
ہیں تو ایجاب دیت کا وارثوں پر ہوتا ہے دیت کے نفع کے واسطے وارثوں کے نفع کے واسطے چنانچہ بعضوں نے یہ بیان کیا ہے تعلیل مذکور کے جواب میں قلت
وقد یقال لما کان مولای فی نفسہ فغیرہ بالاولی بقوۃ الشہدۃ قتال میں کہتا ہوں جبکہ صاحب خانہ اپنی ذات کی دیت نہیں دیتا ہے تو صاحب خانہ کے
سوائے اور شخص پر بطریق اولی دیت واجب نہ ہو گی عدم وجوب کے شبہ قوی ہونے سے سو اس کو تاہل کر دان وجہ فی الفلک فالقسامۃ والبدیۃ درر نے
من فیہا من الرکاب والساہین فہما قالا فی ایہیم کالادابہ اور اگر مقتول پایا گیا تو میں تو قسامہ اور دیت (کذا فی الدرر) ان لوگوں پر ہر جو مال کے اندر
سوار ہیں اور ملاہن پر بالاتفاق اس واسطے کہ کشتی کے قبضے میں جانور کے مانند ہر جم وجوب دیت میں مالک اور غیر مالک اور ناؤ کے کھینچنے والے سب
برابر ہیں ولذا العجب یہ حکم الفلک اور اسی طرح گاڑی کا حکم کشتی کے مانند ہے یعنی اسکے مقتول کی دیت اور قسامہ گاڑی کے سواروں پر ہر و فی
بمسبب محملہ و شارحہما الخاص بالہما کما افادہ ابن الکمال مستند اللہ علیہ وقد حقیقہ لما خسر وواقره المصنف علی الہما اور اگر مقتول پایا گیا
محملہ کی مسجد میں اور محملہ کے کوچے میں تو اہل محملہ پر قسامہ اور دیت ہر کوچہ محملہ سے مراد وہ کوچہ خاص ہے جس میں فقط اہل محملہ آتے جاتے ہوں چنانچہ
ابن کمال نے ہر محملہ سے اسکی سند بیان کی ہے اور ملا خسر نے اسکی تحقیق در میں مذکور کی ہے اور مصنف نے اسی کو اپنی شیعہ میں ثابت رکھا ہے

ہم ملاحظہ فرمائیے کہ کمال کے موافق نہیں ہو سکتا کہ شارع میں شارع یعنی راہ کی دو قسمیں بیان کریں اس طرح کہ راہ دو قسم ہو ایک تو شارع
محلہ جو زمین اکثر اہل محلہ چاہتے پھرتے ہوں اور گاہے اہل محلہ کے سوا اور لوگ بھی آتے جاتے ہوں اور دوسرا شارع عام جو زمین جمیع طوائف برابر ہوں جیسے بازاروں کی
راہیں اور خارج شہر کی راہیں آتے تھے تو شارع محلہ کو مخصوص اہل محلہ زمین قرار دیا جو ابن کمال کے ملاحظہ فرمائیے کہ اگر کوئی شخص یہ کہ میں شارع محلہ کہنا چاہتا ہوں
یہ شارع عام سے لینے شارع محلہ میں اہل محلہ پر دیت ہو اور شارع عام میں بیت المال پر دیت ہو مسجد محلہ کی قید سے وہ مسجد خارج ہوگی جس میں مسافروں کا
پرستہ ہوں تو وہاں قسامہ اور دیت مسجد کے بنانے والے پر ہو اور اگر انی معلوم نہ ہو تو متصل گھر کے مالک کے مطلقہ ہو کہ ذاتی الطوائف دی و سوق ملوک
علی المملک و عندیہ بوسف علی السكان آتے اور اگر مقتول پایا گیا ملوک بازار میں تو اسکے مالکوں پر قسامہ اور دیت ہو اور ابو یوسف کے نزدیک بازار کے رہنے والوں
پر واجب ہو کہ ذاتی المائتہ فی غیرہ اسی غیر الملوک والشرع الا عظم ہوا لثاقلہ والسجن والجماع وکل مکان یکون الا تصرف فیہ لعامة المسلمين لا لواحده
سہم ولا لجماعہ کیصون لا قسامہ ولا دیت علی احد ابن کمال وانما الدیتہ فی بیت المال لان المقسم بالمعنی اور اگر قاتل پایا گیا بازار غیر ملوک
میں اور شارع عظم یعنی شاہراہ کشادہ میں اور قبۃ خانہ اور جامع مسجد اور ہر ایک اس مکان میں زمین تمام مسلمان کا تصرف برابر جو نہ ایک مسلمان کا
مخصوص جماعت کا تو ایسے مکانوں میں قسامہ نہیں اور نہ کسی پر دیت ہو کہ مسجد ابن کمال اور ایسے مقتول کی دیت تو بیت المال میں ہو اس واسطے کہ
انہوں نے بقایہ نفع کے ہر قسم لینے چونکہ تمام اہل اسلام جامع مسجد اور جامع اور شاہراہ سے نفع ہوتے ہیں تو انہیں بھی انہی کا حصہ مقتول کی دیت ہو جائیگی
سے جو سب مسلمانوں کے واسطے موضوع ہر صحنی نے کہا بیت المال لینے خزانہ سلطانی عامہ مسلمان کا مال ہو تو سب مسلمان اس میں شریک ہیں
سودا کی نفع ان ظالموں پر جو بیت المال کو اپنا مال جان کر صرف کرتے ہیں اور اسکے مستحقوں کو محروم رکھتے ہیں ثم انما تجب الدیتہ لیکل ذکر علی بیت المال
ان کی کیا اسی اجماع محللات والا لکن ثانیاً بل قریباً منہا علی اقرب محللات لایہ الدیتہ والقسامہ لانه محفوظ بفظ اہل الحاکمۃ فکانوا لعمامة
والدیتہ علی اہل الحاکمۃ پھر اسکو دریافت کرنا چاہیے کہ کس کس کا مذکورہ کے مقتول کی دیت جو بیت المال پر واجب ہوتی ہو تو ایک شرط سے واجب ہوتی ہو اور دوسری شرط
مذکورہ یہ کہ جامع مسجد اور شارع عام وغیرہ دور واقع ہوں محلوں سے اور اگر دور نہ ہوں بلکہ قریب ہوں آتے تھے تو وہاں سے قریب تر محلہ ہوگا اس پر دیت اور قسامہ
واجب ہوگا اس واسطے کہ وہ مقام اہل محلہ کی حفاظت سے محفوظ ہو تو قسامہ اور دیت اہل محلہ پر واجب ہوگا وہ ذاتی السوق النابی اذا کان من مسکنہا فی الکیا
اور اسی طرح کا حکم ہر بازار بیچ میں جبکہ لوگ اس میں رات کو رہتے ہوں یعنی دن کی سکونت کا اعتبار نہیں اور کان لایہ فیہا دار ملوکہ لکون القسامہ والدیت علیہ
لانہ لایرید صیانتہ ذلک الموضع فیوصف بالتقصیر علیہ موجب التقصیر کما فی العناۃ معنی اللہاۃ قلمت و بلفظ المرحوم ابو السعود
مفتی الروم واعتمدہ المصنف وان خلاصتہ المتون لانه مصرح بلفظ القاصد والشرع فلیحفظ یا کسی کا اس بازار بیچ میں گھر ہو
ملوک تو قسامہ اور دیت اسی شخص پر جو اس واسطے کہ اسکو حفاظت اس مکان کی لازم ہو تو وہ شخص موصوف بتقصیر ہوگا تو ایسے شخص پر تقصیر کا
موجب لینے قسامہ اور دیت واجب ہوگا چنانچہ عنایہ میں یہ نہایت سے منقول میں کہتا ہوں اور اسی کا لینے واجب قسامہ اور دیت کا اقرب محلات
پر کہ ذاتی الطوائف دی عن المسکن فتوسے و یا ہر مروج ابو السعود مفتی روم نے اور مصنف نے اس پر اعتقاد کیا جو اس میں اگرچہ منون فقہ کے
واجب اقرب محلات سے خالی ہیں اس واسطے کہ یہ شرط تفصل موجود ہو اکثر قنادوں اور شرعوں میں تو اسکو یاد رکھنا چاہیے وہیں ذرا او وجہ نے
برتے ہوئے وسط الفرض اذا کان میرہ المار لا محسباً کما سبجہ اذ لایہ لایہ و قیل اذا کان موضع ابیعتا شائے فی دار الاسلام تجب الدیت
فی بیت المال لانہ نے ایسے مسکن ابن کمال اور بلا وجہ دیت خون راگان ہو اگر مقتول پایا جائے جنگل میں اور دریائے فرات کے
درمیان میں لہجہ بلکہ مقتول کو پانی بہا ہوا لاشس اسکی متنبس شو چنانچہ آگے مذکور ہوگا اس واسطے خون راگان ہوا کہ وہاں کسی کا تصرف نہیں

اور ذیل ضعیف یہ ہے کہ اگر دیکھنے پانی نکلنے کا منہ دار الاسلام میں ہو تو دیت اسکی بیت المال میں واجب ہوگی اسلئے کہ دار الاسلام مسلمانوں کے قبضے میں ہوگا
 ذکر ابن کمال ص فرات کا ذکر تخصیص کے واسطے نہیں ہے بلکہ ثروت سے مراد نہر فطیم جو چین پانی جاری ہو کذا فی العینی شرح الدانیہ دنی نہر صغیر ہو یا مستحق
 یہ الشفقت علی المسلم لاخصاصہم بہ اور نہ صغیر کے سبب شفعہ کا استحقاق ثابت ہوتا ہے اس کے مقتول میں اس نہر کے مالکوں پر قسامہ اور دیت واجب
 ہوگا انکی خصوصیت کی وجہ سے نہر کے ساتھ استحقاق شفعہ اس نہر صغیر میں چین چھوٹی کشتی جاری نہوا اور چھوٹے کما جیسے لوگ متعین ہوں کذا فی التھانوی
 ولو کان تل البریہ مملو کہ او قفلا احد کما وہی او کانت قریبہ من القریۃ او الاغبیۃ او القسطا بحیث یتصلح منہ الصوت تجسب
 علی المالك ای ذی الید او علی اهل القریۃ او اقرب الاغبیۃ یعنی اگر جنگل ملک یا کسی شخص پر وقت ہو پناہ وقت کا مسئلہ مذکور ہو چکا اور
 آگے آجیا جنگل قریب ہوگا تو اس سے یا قریب ہوکل کے جنہوں سے یا کپڑے کے چھوٹے اس طرح ہر کہ مقتول کی آواز دہان سمع ہوئی ہو تو قسامہ اور دیت
 واجب ہوگا مالک پر یا قریب مقت پر یا اہل قریب جنہوں کے رہنے والوں پر کذا فی الزبیری ص عبارت میں ان شہوت واقع ہو ولایت میں اہل ہوا
 اکثر خانہ بدوش رہنے ہن جنہوں میں کبھی اس جنگل کبھی اس جنگل میں جبے ہندوستان میں کچھ کی قوم ولو محتسبا بالشرط او بالجزیرۃ او مر بوطا اور ملحق
 فی الشط فاعلی قریب الموضع الیہ من القریۃ والا مصار ذان فی الثانیۃ والاراضی داقرۃ لصف اذ اکان یصل صوت اهل الارض
 والقریۃ الیہ والا لاکام اور اگر مقتول رک رہا ہو دیکھ کے کنارے پر یا پناہ کے کنارے یا وہاں بستہ ہو یا کنارے چوڑا ہو تو وہاں سے قریب مکان
 ہوگا دیات یا شہرون سے وہاں کے باشندوں پر قسامہ اور دیت واجب ہو جائیہ میں اتنا زیادہ کما ہو اور قریب تر ارضی پر بھی واجب ہوگا اور نصف
 نے اسکو ثابت رکھا جو بشرطیکہ ب اہل زمین اور دیات والوں کی وہاں آواز ہو پختی ہو اور اگر آواز وہاں تک پہنچی نہ ہوگی تو قسامہ اور دیت واجب ہوگا
 چنانچہ مذکور ہو چکا ہوا ان التقی قوم بالسیوف فاجلوا ای نفر قوا عن قتل فعلی اہل الحلیۃ لان حفظہما علیہم الا ان یدعی الولی علی اولئک او یدعی
 علی بعض معین منہم فلم یمن علی اہل الحلیۃ شیعہ کے واسطے اولئک سے یہ ہیں لان مجر و الدعوی لا ینتہ الحق ویرے اہل الحلیۃ لان قولہ
 حجة علیہ اور اگر ایک قوم باہم بھگلی تلواریں پھینک کر بھڑکے مقتول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئی تو اہل محلہ پر قسامہ اور دیت جو اس واسطے کہ حفاظت محاکم
 لکے ذمہ ہر گز نہ کہ وارث مقتول کا اس قوم متفرق ہر قتل کا دعوی کہے یا انہیں سے بعض معین پر دعوی کرے تو اہل محلہ پر کچھ واجب نہ ہوگا اور نہ اس قوم
 پر تا وقتیکہ وارث اپنا دعوی گواہوں سے ثابت کرے اس واسطے کہ فقط دعوی سے حق ثابت نہیں ہوتا بدون حجت کے اور اہل محلہ بھی ہری الذمہ ہو گئے اس واسطے
 کہ وارث دعوی کا قول اسکی ذات چجت ہو اہل محلہ کے ہری الذمہ ہونے میں مستحلف علی صیغۃ اسم المفعول قال قتلہ زید حلف بائدا قتلست
 ولا عرفت لہ ق تلاخیر زید ولا یقبل قولہ فی حق من یزعم ان قتلہ او حیر شتم عائد ہو اہل قسامہ سے لئے کما کہ مقتول کو زید نے قتل کیا تو وہاں ہن شتم کئے
 کہ خدا کی قسم بن مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ میں اس کے قاتل کو جانتا ہوں سولہ زید کے اور اسکا قول مقبول نہ ہوگا اس شخص کے حق میں جبکہ وہ قاتل گمان کرتا ہو شہاد
 نے کما استحلقت بصیغۃ مفعول پر ذمہ مائل لطل شہادۃ بعض اہل الحلیۃ غیر مظلما کما ولقتل واحد منہم بعینہ للثمتۃ اور بعض اہل محلہ کی گواہی غیر اہل محلہ
 حق میں باطل ہے بخلاف صاحبین کے یا اہل محاسبے ایک معین قتل کی گواہی دین تو باطل ہے سب سے ہم بیٹے ایک شخص محاسب قتل ہوا اور وارث نے دعوی کیا کہ
 مجھے والوں کے سولہ اور قوم نے اسکو قتل کیا یا دعوی کیا کہ اہل محلہ میں ایک معین شخص نے اسکو قتل کیا جو اہل محلہ سے دشمن ہوں اسکی گواہی تو گواہی باطل ہے امام کے نزدیک
 نعمت کی علت ہے اس واسطے کہ خصوصیت تمام اہل محلہ کے ساتھ قائم ہو اور قسامہ اور دیت سب پر واجب ہے اور شہاد چاہتے ہیں اپنے اوپر سے خصوصیت کو نال کر نہیں پڑا لہذا حق وہ شتم
 شہرے تو گواہی باطل مقبول نہ ہوگی کذا فی الدرر من حرج فی حقیقت سنی فی ذافراش حتی مات فالدیۃ والقسامۃ علی ذلک لیس حسانا لائے ہو شتم
 اور جو شخص زخمی ہو کسی قبیلہ اور برادری میں سودا ہن سے زندہ رکھا گیا سو ہر پیر پیرا بہان تک کہ مر گیا تو دیت اور قسامہ اسکی قبیلہ پر ہو چکا

اور جو شخص زخمی ہو کسی قبیلہ اور برادری میں سودا ہن سے زندہ رکھا گیا سو ہر پیر پیرا بہان تک کہ مر گیا تو دیت اور قسامہ اسکی قبیلہ پر ہو چکا

اور پورے عہد کے کسان اور ہیت نہیں انہر غلو سے جو کہ برحق حملہ آلودہ ملکیت مدقات لم یضمن الحائل عندہ یوسف وقت قیاس قول ابی حنیفہ
 یضمن اگر ایک شخص کے ساتھ ایسا زخمی ہو جسکی زندگی کی رتق باقی ہو سو اسکو دوسرا شخص اپنے گھر اٹھا لے یا سو وہاں ایک شخص کو مار کر یا ان کا غلام یا غلامانہ
 مذبحا ابو یوسف کے نزدیک اور امام کے قول کے قیاس میں ضمان لازم ہو گا حال یہ ہے اس واسطے کہ اس کا قبضہ بمنزلہ حملہ کے ہو تو اس کے پاس بھی ہونا ایسا ہے جیسے غلامانہ
 موجود ہو مگر زخمی کا کذا فی الدرر نفی جلیسین بل اثبات و جدا جدا قبضہ لا یضمن الاخر لان الظاہر ان الانسان لا یضمن لغيره خیاراً ولا یضمن لغيره
 اور ہر دن سے شخص کے دو مردوں میں ایک شخص مقتول پایا گیا تو دوسرا شخص اسکی دیت کا ضمان یکا امام کے نزدیک اس واسطے کہ ظاہر حال یہ ہے کہ آدمی اپنے اوقات کو
 آپ قتل نہیں کرتا بل خلاف محمد کے ہے لکن نزدیک ضمان نہیں اس احتمال سے کہ شاید اسنے اپنی جان آپ ہلاک کی ہو وہی قبضہ قلیل خیر فی الامر آکر الحلف علیہا
 تدری عاقبتہا عند ابی یوسف القصاص علی العاقلة ایضا اور عورت کے گائون کے مقتول میں عورت پر بار بستم وارد ہوگی یعنی پاس میں راو عورت کے
 مرد کا ریت دینگے اور ابو یوسف کے نزدیک مرد گاروں پر بستم بھی لازم ہوگی یعنی اس واسطے کہ قسام ہو تو اہل نصرت پر اور عورت اہل نصرت نہیں حصیہ کے ہوتے
 اور طرفین کی یہ دلیل ہے کہ قسامہ نفی تمت کے واسطے ہے اور تمت عورت سے بھی ہو سکتی ہے کذا فی الدرر قال المتأخرون والمرأة تدخل فی القتل مع العاقل
 فی ہذہ المسئلة کذا فی المسئلة وهو الاصح ذکرہ الزلیخی متأخرین فقہائے کہا اور عورت داخل ہے عاقلہ کے ساتھ تحمل دیت میں اس مسئلہ کے اندر کذا فی المسئلة
 اور یہی قول صحیح تر ہے چنانچہ زلیخی نے اسکو ذکر کیا ہم زلیخی نے کہا عورت تحمل دیت میں اسلئے داخل ہے کہ وہ بمنزلہ قاتل کے ہے عاقلہ کی مشرکیت کی نہ تہا میں کہا
 کہ اس مسئلہ کی قید اس واسطے لگائی کہ عورت تحمل دیت میں کسی صوت میں داخل نہیں ہوگا اس مسئلہ کے کذا فی الطحاوی وان وجہ قبیل فی وانفسا فالدیۃ
 علی عاقلہ ورتبہ عند ابی حنیفہ رم وعندہ ہا وزفر لا شئی فیہ اسی فی القلیل المسئلہ کہ رو بہ یقینی کہ ذکرہ ملاحظہ و تبعاً لما رجحہ صدر الشریعہ و تبعاً
 المصنف اور اگر ایک شخص مقتول پایا گیا اپنے خاص گھر میں تو اس کے وارثوں کے عاقلہ پر دیت ہو ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین اور زفر کے نزدیک مقتول کو
 میں کچھ نہیں ہے اور اسی عدم وجوب کے قول پر فتویٰ ہے ایسا ذکر کیا ہے ملاحظہ فرمے درمیں اس قول کا تابع ہو کر جسکی صدر الشریعہ نے ترجیح دی اور مصنف ملاحظہ فرمے
 اور صدر الشریعہ دونوں کا تابع ہوا ہے و خالفہم ابن الکمال فقال لہما ان الدار فی یہ حین وجہ الحج فیجعل کما نہ قتل نفسہ فیکون ہر راوہ ان القصاص
 انما یجب بظہور القتل وحال ظہورہ الدار لورثتہ فدیۃ علی عاقلہم اور صدر الشریعہ وغیرہ کے خلاف کیا ہے ابن کمال نے سو یوں کہا ہے کہ
 صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ البتہ گھر مقتول کے قبضہ اور تصرف میں تھا جبکہ زخم حاصل ہوا تو یہ قرار دیا گیا کہ گویا اسنے اپنی جان کو آپ قتل کیا تو خون اسکا را لگان
 ہوگا اور امام کی دلیل یہ ہے کہ قسامہ تو قتل ہی ظاہر ہونے سے واجب ہوتا ہے اور قتل ظاہر ہونے کی حالت میں گھر دار ثون کا ہو گیا تو دیت مقتول کی وارثوں کے
 عاقلہ پر ہوگی لا ینقال العاقلۃ انما یجوز ما یجب علی الورثۃ تخفیفا لہم ولا یکن الا یجاب علی الورثۃ لورثۃ لان لا یجاب لیس لورثۃ بل للمقتول خیر یقفہ
 منہ دیونہ و تقصد وصایاہ ثم یجوز لورثۃ فیہ ہذا ظہیر السبب والمعنوی ان قتل ایامہ ثوب الدیۃ علی عاقلۃ و تمکون میراثا لقتلہ یون
 نہ کہا جائیگا کہ عاقلہ تو اسی مال کے متحمل ہوتے ہیں جو وارثوں پر واجب ہوتا ہے تاکہ وارثوں پر تخفیف ہو اور ممکن نہیں وارثوں پر واجب کرنا وارثوں کے فائدے
 کے واسطے اسلئے کہ اس سوال کا یوں جواب دیا جائیگا کہ بیان ایجاب ال کا وارثوں کے لیے نہیں بلکہ مقتول کے واسطے ہے تاکہ اسکی مال سے مقتول کے دین ادا
 کیے جائیں اور اسکی وصیتیں اسی سے نافذ ہوں گی پھر مقتول کے وارث مقتول کے خلیفہ ہونگے اس مال میں اور وہ صغیر اور مدہوش کے مانند ہے اگر صغیر یا مدہوش اپنے باپ کو
 قتل کرے تو دیت واجب ہوگی صغیر یا مدہوش کی عاقلہ پر اور وہی دیت صغیر یا مدہوش کی میراث ہوگی تو خبردار ہونا و لو وجہ فی ارعہ سو قوفہ و وار
 کذا لکن یعنی موقوفہ علی رباب معلومہ فالقصاصۃ والدیۃ علی اربابہا لان تدبیرہ الیم اور اگر مقتول پایا گیا وقت کی زمین یا اسی طرح وقت
 کے گھر میں جو حسین لوگون پر دقت ہے تو قسامہ اور دیت وقت کی لوگون پر ہے اس واسطے کہ وقت کی تدبیر حسین لوگون پر ہے وان کانت الارض لاد

موقوف علی مسجد فہو کما لو وجد فیہ ای فی المسجد زلیلی و در و سراپہ وغیرہ اوقاف قدنا اور اگر زمین یا گھر مسجد پر وقف ہو تو وہ ایسا ہے جیسے کہ مقتول مسجد کے
 اور پایا جاوے چنانچہ زلیلی اور در و سراپہ وغیرہ زمین پر وقف ہو تو اسکا حکم مسجد کے حکم کے
 مانند ہے اور اگر جامع مسجد پر وقف ہو تو اسکا جامع مسجد کا حکم ہے قلت والتقیید بكون الارباب الموقوف علیہم معلومین یخرج عنہ المعلومین کما لو کان
 وقفاً علی الفقراء والمساكين فان الظاہر ان الذی یكون فی بیت المال لانه حیثہ لكون من حیلہ ما عدا مال المسلمین فاشتہر بانجام
 التامیض بجماعین کما ہون اور موقوف علیہم لوگون میں معین ہونے کی قید اس واسطے لگائی تاکہ غیر معین لوگون پر جو وقف ہو چکا ہو یا نہ ہو فقیران
 اور غیر معین محتاجوں پر وقف ہو تو ظاہر ہے کہ وہ ان کے مقتول کی دیت بیت المال میں ہوگی ایسی کہ وقف مذکور وقت میں ہوگا منجملہ ان اشیاء کے
 جو مصالح مسلمین کے واسطے ہیں جو جامع مسجد کے مشابہ ہیں اور جامع مسجد کی دیت بیت المال میں ہوگی تو اسکی بھی ہیشمال سے ہوگی ایسا کہ باہر
 صحت سے اپنی شیخ میں بحث کی راہ سے نہ روایت کے طریق سے ولو وجد فی معسکری فلالہ غیر مملوکہ ففی الخیمۃ والفسطاط علی من یکنتھا
 اور مقتول پایا گیا اس لشکر گاہ میں جو بیان غیر مملوک میں واقع ہو تو اگر خیمہ اور پال میں مقتول ہو تو اس کے رہنے والا ان پر قسامہ اور دیت ہر وہی خارج ہوا
 ای الخیمۃ والفسطاط انکا اوا ای ساکنو خارجا قبال فعلی قبیلۃ وجہ القتل فیہا اور اگر مقتول پایا گیا خیمہ اور پال کے باہر تو اگر خارج کے رہنے والے
 قوم قوم ہوں تو جس قوم میں مقتول پایا گیا اسی قوم پر قسامہ اور دیت ہر وہی قبیلہ میں کان حکم کما مر بین الفقہرین اور اگر دو قوم کے
 درمیان پایا گیا تو اسکا حکم ویسا ہے جیسا درمیان دو گاؤں کا حکم مذکور ہو چکا ہے جس قوم سے نزدیک ہوگا مقتول اسی قوم پر واجب ہے اور اگر دونوں
 برابر ہوں تو دونوں پر واجب ہے ولو تزلوا اجلۃ مختلفین ففعل کل العسکر اور اگر لشکری لوگ رہنے کے مختلف اترے ہوں تو تمام لشکر پر واجب ہے ولو کانوا
 من قباۃ واحد واطلاقاً متہ ولا یقتل اقلی اور اگر اہل لشکر کفار سے لڑے ہوں اور وہ ان مقتول پایا گیا تو نہ قسامہ ہر نہ دیت کہ ان سے الملحقہ ولو کانت
 الارض سلتہ نزل فیہا العسکر مملو کہ مملوۃ المملک بالاجماع لانہم مکان ولا یزاحمون المملک فی القسامۃ والدیۃ ودر لکن فی الملحقہ خلافا
 لاسے یوسف قتبہ اور اگر وہ زمین حسین لشکر اور ترا مملوک ہو تو اس کے مالک پر قسامہ اور دیت واجب ہے بالاتفاق اس واسطے کہ اہل لشکر وہاں کے
 ساکن ہوں مالک زمین کے مزاحم نہیں قسامہ اور دیت میں کہ ان سے لڑے لکن ملحقین خلافت ابو یوسف کا مذکور ہو تو آگاہ رہنا ہے صاحب درر کا شفیق ہے
 کہنا صحیح نہیں ہے لو وجد فی قمریۃ لا یتام لم یکن علی الایتام قسامۃ وہی علی عاقلتم لا یتام لیسوا من اہل الیمین اور ملحقین میں ہر کہ
 مقتول پایا گیا یمینوں کے گاؤں میں تو یمینوں پر قسامہ نہیں اور وہ اپنے قسامہ کے عاقلہ پر اس واسطے کہ چھوٹے رستے کے قسم کے لائن نہیں وان کان فیم مدرک
 فہا لیس من اہل الیمین ولو الخیمۃ اور اگر یمینوں میں کوئی بالغ ہو تو اس پر قسامہ واجب ہے اس واسطے کہ وہ قسم کھائے کی یاقت رکھتا ہو کذا فی اللؤلؤ فی فروع مسائل
 شارح کے کو وجد فی دار تہی او محتوہ فعلی عاقلتم اگر مقتول پایا گیا صغیر یا مدہوش کے گھر میں تو ان کے مدوگا روں پر قسامہ اور دیت ہر وہی دار ذمی حلف
 محسن یمینا ویدی من مالہ ولو تھا مالو فعلی عاقلتم اور اگر مقتول پایا گیا ذمی کے گھر میں تو چچاس یمین کھائے اور اپنے مال سے دیت لے اور اگر ذمیوں کے
 عاقلہ ہونے ہوں تو وہ دونوں یعنی یہود و نصاریٰ کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی یہودی یونٹم کھائے (کہ اس خدا کی قسم ہے جو تیرے آئاری) میں نے اسکو
 نہیں مارا اور زمین اس کے قاتل کو جانتا ہوں اور نصرائی قسم خدا کی کھائے جسے انجیل آری کذا فی الطحاوی ولو مر رجل فی محلۃ فاصابہ سم او حجر ولم یر من این
 اور ات منہ فعلی اہل المحلۃ القسامۃ والدیۃ سراپہ اور اگر ایک مرد گذر ایک محلہ میں سوا سکو تیر لایا پھر اور اسکو معلوم نہیں کہ کہہ مرتے آیا اور وہ اسی صدمہ
 سے مر گیا تو اہل محلہ پر قسامہ اور دیت ہو کذا فی السراجیہ و فی الخانیۃ وجہ بہیمۃ او دابۃ مقتولہ ثلاث یمینا اور خانیہ میں ہر کہ چوپایا یا جانور مقتول
 پایا تو تین یمین دیت اور دیت کچھ نہیں وان وجب مکاتب او مدبر او ام ولد متیلا فی محلۃ فالتامۃ والقبضۃ علی

عمرانہم نے گتہ تین اور اگر کتاب بود برجام دلہ مقتول یا سے عہدہ میں فوت شدہ اور ہر ایک کی قیمت اہل عہدہ کے درکاروں پر واجب ہر تین سال کے
بار دو و احد العبد قیلمانی دار مولادہ فندر لاہر ہوتا قبیۃ علی مولادہ لغزائو حالتہ والا مکاتبا قبیۃ علی مولادہ مکتوبہ اور اگر غلام مقتول پایا گیا اپنے مالک
کے گھر میں تو خون اسکا رانگانہ ہو کر یہ کہ غلام یا ذون یا دیون جو تو اسکی قیمت اسکے مالک پر واجب ہر افعیل اسکے قرض دینے والوں کے لیے اور
جو نہ کتاب کے ہوتے اگر کتاب مقتول پایا گیا مالک کے گھر میں تو اسکی قیمت اسکے مالک پر واجب ہر تین سال کی مدت میں ہم کتاب کی قیمت بدل کتابت
او کیا حد سے اور اسکی آزادی کا حکم کیا جائے اور جو بدل کتابت دیکر باقی رہے وہ اسکے وارثوں کی میراث ہو کہ انی العا لکیر یہ ولود و احد المولی قیلمانی دار
مولادہ یونا اولافعلہ عاتقہ المولی اور اگر مالک مقتول پایا گیا اپنے غلام یا ذون فی التجار کے گھر میں خواہ غلام دیون جو یا نہیں مالک کی عاتقہ پر ویت
جو عیت قسامہ اور ویت ولود و احد المولی قیلمانی دار ابیہ او اسہ او المرأة فی وارثوہا فاقسامتہ والدیۃ علی العاتقہ ولا یحرم من المیراث اور اگر آزاد مرد و عتقی
پایا گیا اپنے آپ یا پیش مان کے گھر میں یا عورت یا اپنے زوج کے گھر میں مقتول پائی گئی تو قسامہ اور ویت والدین یا زوج کی عاتقہ پر ہو اور صاحب خانہ میراث
سے محروم نہیں و انشاء علیہم السلام و ستمہ اللہ العزیز

ہوگی فحجب علیہم کل وثیہ وحبب نفس القتل خرج ما انقلب الا بصلح او شہیدہ کفیل الاسباب یہ محمد افندیہ فی مالہ کما فی النجایات سوالی لشکر واجب ہوگی ہر ایک وہ دیت جو نفس قتل سے واجب ہوئی ہر نفس قتل کی قیاس سے و قتل ہو گیا جو نقاب ہمال ہو گیا صلح کے سبب یا شہیدہ وجہ سے جیسے با کچھ قتل کرنا عہدہ الہیہ پیش کو تو اس قتل کی دیت با کچھ مال میں ہر چنانچہ گذر گیا کتاب النجایات میں ہم نفس قتل سے دیت واجب ہوئی ہر قتل شہیدہ میں قتل خلائم اور بار بار کسی میں خطا میں ہر ایک اسکی تہیج کتاب النجایات میں مذکور ہو چکی فتوح حسن عطا یا ہم امن اور انہم والفرق بین العظیۃ والرزق ان الرزق ما یفرق من بیت المال بقدر الحاجۃ والا فایۃ مشاہیرہ او میادیتہ والطار ما یفرق من کل سمنۃ لایقدر الحاجۃ بل العیرہ وعلانیہ فی امر الدین سودیتہ ہر ایک کی اہل لشکر کے عطا سے یا انکے رزق سے اور فرق عطا اور رزق میں یہ کہ رزق وہ جو جو بیت المال سے مقرر ہو بقدر حاجت اور کفایت کے طریق ہر ایک کی عطا اور وہ جو بیت المال میں ہو بطریق حاجت کے نہیں بلکہ اسکی شکیبائی اور ضرورت کی اور محنت کشی کے سبب دین کے کام میں فی ثلث سنین میں وقت القتل وکذا یجب فی مال القتال عموما وان قتل الاسباب اسہ یوخت من ثلث سنین عذرا وھذا لایستحب جرحا لشکر کی وجہ سے دیت لیا جائیگی تین سال میں ماضی کے حکم کرنے کے وقت سے یعنی جسے کہ ماضی سے وجوب دیت کا حکم کیا سو وقت سے تین سال کا حساب شروع ہوگا اور اسی طرح دیت واجب ہو قاتل محمد کے مال میں صلح ہو کہ با کچھ پیشہ کو مار ڈالا تو ہمارے نزدیک تین سال میں دیت لیا جائیگی اور امام شافعی کے نزدیک بالفضل وجوب ہوگی ہم قضا کے بتدین مستقبلہ کی عطا سے دیت لیا جائیگی اور اگر سنین ماضی کی عطا جمع ہو قاتل قضا کے پھر لشکریوں کو قضا کے بعد حاصل ہو تو اس دیت لیا جائیگی اور اگر وہ آدھ تو اسکی ایک آدھ کو قتل کیا بطریق عطا تو ہر ایک شخص کی عاقبت پر دیت کا دسواں حصہ تین سال میں واجب ہوگا کذا فی الطحاوی فان خرجت العطا یا فی اکثر من ثلث اوقل توخذ منہ بحد مول القتل وچھ اگر عطا یا تین سال سے زیادہ مدت میں اکثر مدت میں بیت المال سے بچے تو اس دیت لیا جائیگی طلب حاصل ہونے کے سبب ہم نے اگر تین سال آئندہ کی عطا ایک سال میں تو اس دیت اسکی لیا جائیگی کذا فی الزلیس اور اگر تین سال کا رزق کو کسٹال کے تین مہینے میں ملا تو اس دیت لیا جائیگی اسلیہ کہ رزق بقدر حاجت مقرر ہوتا ہے تو اگر اسے تین لیا جائے تو اسکی تکلیف ورجح ہوگا بخلاف عطا کے کذا فی الحلیۃ وان لم یکن القتال من اهل دیوان فعاقلۃ قبیلۃ وقاربہ وکل من یتما صرہ بنویر البسائر اور اگر قاتل لشکر کی عین ہو تو اسکا عاقل اسکا قبیلہ اور اسکا قریب لوگ ہیں اور جن لوگوں سے وہ قاتل مدد گاری چاہتا ہو کذا فی توفیر البسائر ہم قبیلہ اور غیریہ عبارت جو عصبیات نسبیہ سے یعنی یک جہدی لوگ خلاصہ یہ کہ وجوب دیت میں تنازعہ اور مدد گاری کا اعتبار ہو تو اگر اہل محلہ اہل بازار یا اہل قریہ یا برادری کے لوگ صلح پر ہوں جب انہیں سے کسی شخص کو کوئی امر پیش آتا ہو تو وہ لوگ اسکی کفایت اور مدد گاری کے واسطے مستعد ہو جاتے ہوں وہی لوگ اسکے عاقل ہیں اور اگر کسی کے مدد گار نہ ہوں تو اسکی برادری اور محلہ بازار سے تو لشکر ولسہ لوگ مقدم اور اولیٰ ہیں پھر انکے بعد مدد گاری لوگ پھر لوگ اہل محلہ بازار کی لوگ اور اگر قاتل غبی مرد ہو کہ اسکا دیوان ہر نہ برادری نہ کوئی مدد گار تو اسکی دوسو دین ہیں یا اسکی مقتول کی دیت بیت المال میں ہر یا خود اسکے مال میں کذا فی الطحاوی مختصر تصریف و تقسیم الدیۃ علیہم سنی ثلث سنین ثم سنین یعنی العطا یا تین سال فی حفظ اور دیت تقسیم ہوگی عاقلہ پر تین سال کے اندر پھر جانا چاہیے کہ سنن یعنی عطا یا تین سال کے اندر لے لے لے لے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم عطا دی نے کما ثم سنین یعنی العطا یا تین سال کی حاجت نہیں سو اسلیہ کہ ماتن کے قول فان خرجت العطا یا بین سنون کو ہو گیا لایؤخذ فی کل شئ الا درہم او درہم وثلث وطم تر علی کل واحد من کل لدیۃ فی ثلث سنین علی اربعۃ علی الاصح اور یہ لیا جائے دیت ہر سال میں گرا کی دم یا ایک دم اور تمانی درہم کی اور زیادہ نہ لیا جائیگا عاقلہ کے ہر شخص پر تین سال کی دیت میں چار درہم با بر صبح تر قول کے ہم اگر ہر شخص ایک درہم لیا تو ہر ایک تین سال میں تین درہم ہوئے اور اگر ایک درہم اور تمانی درہم کی لگی تو چار درہم ہوئے عطا دی نے کہا یہ قول صحیح تر محمد سے مخصوص ہو اور غیر اصح قدوری کی روایت ہو کہ ہر سال میں ہر شخص سے چار درہم سے زیادہ نہ لیا جائے فان لم تسع القبیلۃ لذلک ضم الیہ اقربا لقبا کل نسبا علی ترقیب العصبیات پھر اگر قاتل کا قبیلہ یعنی یک جہدی یا برادری اسکے واسطے یعنی دیت پوری ہونے کے واسطے گنجائش کرے تو جہ قبیلہ انکے ساتھ زیادہ تر قریب رکھتا ہو نسب کی

دارت ہو کسی طرح کا وارث ہو اگرچہ وارث بنید ہو یا محروم البیراث غلام یا کافر ہونے کے سبب تو اسکے مقتول کی دہت بیت المال نہ دیکھا اور یہی قول صحیح ہے چنانچہ اسکو خانہ
 بن بشرح بیان کیا ہے ولا عاقلۃ للیحم و جزم سے الدہر قالہ المصنف عدم تمامہ ہم عجیون کا لینے سے پہلے سوا اور ملک کے رہنے والوں کا عاقلہ نہیں اسی پر
 یقین کیا ہے کہ اگرچہ مصنف نے اپنی شیخ میں اسکے عدم تمامہ کے سبب سے وقیل نعم عواقل لانہم یتناصرون کا لاسا کفۃ والصیب و الصرین
 والصرین قابل محالۃ القائل و مصنفہ عاقلۃ و کذا لک طلبۃ العلم قلت و ہفتے المخلو نے وغیرہ قایمہ اور بعضوں نے کہا کہ عجیون کے واسطے بھی عاقلہ ثابت
 ہیں اس واسطے کہ وہ باہم حمایت اور مدد گاری کرتے ہیں چنانچہ کفش گر اور صیاد اور زین گر لوگ تو قائل کے اہل محالہ اور اہل پیشہ اسکے عاقلہ میں اور اسی طرح
 طالب علم باہر گری عاقلہ میں ہیں کتابوں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے شمس الایمان و غیرہ نے کذا فی الخانیہ زاوے المجتبیہ والحاصل ان التناصر اصل نے ہذا
 الباب و شفعہ التناصر انہ اذا حزب امر قاصوا معہ فی القایۃ و تمامہ یہ مجتبے ہیں و زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں اثبات عاقلہ میں تنہا
 اصل ہے اور تنہا صحت مراد ہے کہ جب اسکو کوئی سختی اور مصیبت پیش آوے تو لوگ اسکے ساتھ آٹھ کمرے ہوں انکی کار بر آری میں لینے اسکو چاہیں انکی تکلیف مال
 اور اسکا پورا بیان مجتبے میں ہے و سلف تنویر البصار و معزیا للہا القایۃ و الحق ان التناصر ہمیم بالحرف فہم عاقلۃ الخ لایستلزم و اقرہ القاسم نے اور تنویر البصار
 میں عاقلہ سے مقتول کے اور حق ہے کہ عجیون میں تناسر ہونے کی وجہ سے ہر قائل پیشہ و ہی عاقلہ میں ہمیشہ کے اتھی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے اور اسی قول کو قسطن
 نے ثابت رکھا ہے لیکن جس سر شیعہ تھا لکھتا ہے ان التناصر متفقہ الا ان تعالیٰ العمد و البغض و شیعہ کل واحد المکر وہ لہما صبیحہ فقہ لیکن ہمارے استاد و حنفی
 نے اسکی تشریح اور تحقیق کی ہے کہ بالفعل تناسر موجود نہیں جس اور بغض کے غلبہ کے سبب سے اور ہر شخص اپنے ہم پیشہ کی بدحالی کا آرزو مند ہے تو آگاہ رہو ہم یہ وہی قول ہے
 جو زبیری صاحب فقہ نے عرف خوارزم کا بیان کیا ہے قایمہ و دہت لاقبایۃ و لاتناصر فالایۃ فی مالہ و بیت المال میں کتابوں اور جہان نہ قبیلہ اور نہ ہرادی ہرادی
 نہ حمایت اور نہ مدد گاری تو وہاں بیت قائل کے مال میں ہر بیت المال میں ہم وجوب دہت کا بیت المال میں ظاہر الروایۃ مفتی ہے اور وجوب مال قائل کے مال میں روایت
 شاہزادہ پانچہ کورہ پکا میں کتابوں و اہل تناسر ہے چنانچہ فقہانے اسکی تفسیر کی ہے تو جس قوم میں تناسر اور حمایت کرنا رائج ہے تو وہ لوگ اسکے عاقلہ میں و اگر حاجت نہیں کہنے
 تو عاقلہ میں کذا فی الطحاوی و اللہ تعالیٰ اعلم و ستغفر اللہ الخ

کتاب الوصایا

و کتاب ہر وصایا کے احکام میں وصایا جن ہر وصیت کی وصیت شریعاً عبارت ہے تملیک بعد الموت سے جو مکہ دنیا میں انسان کا آخر حال موت ہے تو اس کتاب کا آخر کتاب
 میں لاقابل ازیراث مناسب ہوا وصیت اسم ہے یعنی مصدر اور موصی ہو کو یعنی جس چیز کی وصیت کی جائے اسکو بھی وصیت کہتے ہیں اور ایسا عبارت ہے جو فکر کو ہی کرنا
 سے اگر غیر اسکی نسبت میں کام کرے خواہ موصی زندہ ہو یا مردہ مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ یہ بیع محمد کو دینا میری موت کے بعد تو زید تو موصی ہے اور خالد موصی ہے اور بیع
 موصی ہے جو اور محمد موصی راہم الوصیۃ والا ایسا یقال اوصی لے فلان اسکے جملہ وصیا والاسم من الوصایۃ و یہی ہے باب مستقل و اوصی
 فلان یعنی لکھ بطریق الوصیۃ وصایا عام اور شامل ہے وصیت اور ایسا کو بولتے ہیں اوصی لے فلان لینے اسکو موصی کیا اور وصایۃ اسم ہے ایسا سے اوصی
 موصی کے مسائل باب میں آگے آویٹے اور بولتے ہیں اوصی فلان لینے اسکو مالک کیا بطریق وصیت کہ ہم عطاوی نے کہا لام اور لے کا تفرقہ کتبہ لغت سے
 معلوم نہیں ہوتا تو اگر یہ تفرقہ عطاوی ہے تو اہل طہار میں کچھ نزاع کا مقام نہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے صاحب ہر کے کلام سے اور شارح اس میں تابع ہے صاحب ہر کا
 فیضان ہے تملیک کا بعد الموت عین کا ان اور دنیا و اسوقت میں لینے بعد تفرقہ وصیت اور ایسا کے معلوم کرنا چاہیے کہ وصیت تملیک ہے
 مضاف ہا صہ موت کے خواہ تملیک کی شریعت ہو یا دین قلت لینے بطریق التبرع بخلاف بالین فاخاف قد من کل المال لک سبیل میں کہ کتابوں
 تملیک سے تملیک بطریق احسان کے مراد ہے جو تاکہ انہ اقرار کرنے دین کے وصیت سے بچ جائے اس واسطے کہ دین کا اقرار نافذ ہو تمام مال سے چنانچہ آگے آویٹا

کتاب الوصایا

پھر ویسوں کے واسطے وصیت کرے کفائی الطحاوی و شرکھا کون الموصی بالالتکلیف فلم یجزمین صغیر و مجنون مکاتب الا اذا اضافت لعقده کما یجوز
 وصیت کی شرطوں میں سے ہونا جو کسی کا لائق مالک کرنے کے تو وصیت جائز نہیں ہے صغیر اور مجنون اور مکاتب سے مگر جبکہ کتاب وصیت کو اپنے آزاد ہونے کی طرف نسبت
 کرے تو جائز ہے چنانچہ آدیکا و عدم سہ سہ فراقہ بالذین تقدیر علی الوصیۃ کما یجوز اور عدم استغراق مال کا دین کے ساتھ شرط جو بسبب مقیم ہونے دین کے وصیت پر چنانچہ آدیکا و
 و کون الموصی لہ یجوز و قضا و تقدیر الیشیل الحاصل الموصی لہ قاضیہ فان یسقط ایضا و الشرع لا یجوز لہ جبکہ یہ وصیت کی گئی اسکا زندہ ہونا ہو سکتا ہے
 وقت شرط جو خواہ وقت قضا و زندہ ہو یا تقدیر آنا کہ اصل موصی لہ کو حیات تقدیر ہی شامل ہے سو اسکو جو بھلے اس تقیم سے شرط لایا کہ اعتراض ساقط ہوتا ہے ہم صاحب دوسرے
 کہنا کہ موصی لہ کی حیات وصیت کے وقت شرط جو اس واسطے کہ اگر وہ میت ہو تو وصیت باطل ہے شرط بلالی نے اپنا اعتراض کیا کہ اصل کے واسطے وصیت کرنا صحیح ہے و حیات کما ین
 شارح نے اسکا جواب دیا حیات تقدیر ہی کا لفظ زیادہ کر کے و کو نہ غیر وارث وقت الموت اور موصی لہ کا سوچے وقت وارث نہ ہونا شرط جو ہم لینے موصی لہ موصی کا وارث نہ
 موصی کی موت کے وقت اور اگر وصیت کے وقت وارث ہو اور موت کے وقت وارث نہ ہو تو وصیت صحیح ہے و زعمی میں ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنے بھائی کے واسطے وصیت کی اور
 حالانکہ وارث ہو پھر موصی کا بیٹا یا بیوی تو بھائی کے حق میں وصیت صحیح ہے اس واسطے کہ بیٹا ہونے سے بھائی موصی کا وارث نہ ہوتا ہے وقت وارث ہو موصی کا بیٹا ہو اور اپنے
 اپنے بھائی کے واسطے وصیت کی پھر بیٹا مگر قبل از موت موصی کے تو وصیت باطل ہے کہ کو نہ موصی لہ وارث ہو موت کے وقت اگرچہ وصیت کے وقت وارث نہ تھا و لا قاتل اور
 موصی لہ کا قاتل نہ ہونا موصی کا شرط جو وصیت کی خواہش سے وصیت قبل از قتل کی ہو پھر اپنے قتل کیا ہو یا بعد از قتل ہونے کے وصیت کی ہو بہر صورت وصیت باطل ہے کہ انی
 اولی و بل بشرط کو نہ معلوم اقلیت نعم کما ذکرہ ابن سلطان وغیرہ فی الباب الاتی اور کیا شرط جو موصی لہ کا حامی یا نہیں میں کتابوں مان اسکا معلوم ہونا
 شرط جو چنانچہ ابن سلطان وغیرہ نے اسکو ذکر کیا ہے باب آئندہ میں ہم موصی لہ کا عالم بالوصف کافی ہے چنانچہ فقہ اور سائین کذا فی الطحاوی و کون الموصی قلیلا للتکلیف
 بعد موت الموصی بقدر من العقود والا او لفعلا موجد الحال او معدونا اور شرط جو وصیت کی جو ناموصی بہ کا بیٹے جس چیز کی وصیت ہوئی وہ بعد موت موصی کے
 قابل ہو تلیک کے واسطے کسی عقد کے عقود سے خواہ وہ مال ہو یا منفعت بالفعل موجود ہونے یا معدوم ہم معدوم ہونے علی خطر الوجود جو چاہے مانے کے پہلوں کی
 وصیت کرنا فلاں شخص کے واسطے چاہے اسکا کہ وہ زندہ رہے یا نہ مال کی وصیت کی اور حالانکہ موصی کا کچھ مال نہیں بچے مان پیدا کیا تو موصی لہ مال کا مستحق ہوگا اسکی
 موت کے وقت اگر مال کی وصیت ہو کہ انی الطحاوی مختصر اوان یكون مقتدر التکلیف اور یہ شرط جو کہ موصی بعد ارث مال کے ہر مخطاوی نے کہا ہے لزوم وصیت
 کی شرط جو کہ کہنا تو لہ وصیت بکذا الفلان یا یجری مجراہ من لا لفاظا المستحقة فیہا اور وصیت کا کہ موصی کا یہ قول ہے کہ میں نے وصیت کی اس چیز کی
 فلاں شخص کے واسطے اور جو اسکے قائم مقام ہو ان الفاظ سے جو وصیت میں عمل ہوتے ہیں ہم چنانچہ یون کہنا کہ میں نے اپنا تمام مال اپنی موت کے بعد فلاں شخص کے لیے
 فقہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ رکنہا الاستیجاب والقبول قال زفر الاستیجاب فقط ودر افع میں ہے کہ وصیت کا کہ رکن استیجاب اور قبول ہے اور زفر نے کہا کہ فقط استیجاب رکن ہے ہم
 ظاہر البیان میں ہے ہمارے نزدیک وہ قبول شرط جو وصیت کی جو موت کے بعد ہو جو قبول یا رد کہ موصی کی زندگی میں ہو وہ باطل ہے اس واسطے کہ وصیت غلبہ علی موت ہے
 تو موت سے پہلے قبول اور رد ہمارے لائق نہیں اس واسطے کہ قبول نہیں ہوتا استیجاب سے پہلے انتہی ملخصا قلت المراد بالقبول ما یعم الصریح والدلالة بان موت
 الموصی لہ بعد موت الموصی بلا قبول کما سبجے ابن کتابوں اور قبول سے وہ مراد ہے جو شامل ہو صریح اور دلالت کو اس طرح کہ موصی لہ مراد ہے موصی کی موت کے بعد
 ہر دن قبول کرنے کے چنانچہ آدیکا و یکا ہم موصی لہ کا مراد موصی کے بعد ہی قبول ہے تو وصیت کی چیز کا وارث ہوگا موصی لہ کا وارث اور قبول بالفعل مستحبون بالقول
 کے برابر ہے چنانچہ موصی کی وصیت کو جاری کرنا اور اسکے وارثوں کے واسطے خریدنا یا اسکا دین ادا کرنا کذا فی العالمگیر یہ عن محیط السخری وحکمہما کون
 الموصی بملک جدد الموصی لہ کما فی البتہ فیلزمہ استیجاب الجاریۃ الموصی بہا اور حکم لینے اکثر مرتب وصیت کا ہونا موصی بہ کا مالک جدد موصی لہ
 کی چنانچہ یہ میں ملک جدد حاصل ہوتی ہے سو موصی لہ کی وصیت کی جاریہ کا استیجاب لازم ہوگا و تجوز بالتکلیف لا جہنی صحت عدم المال

وان لم یخیر الوارث فذلک اور تہائی مال کی وصیت جائز ہے جنہی شخص کے واسطے وصورت عدم مانع کے اگرچہ موصی کے وارث اسکو جائز نہ کہیں ہم مانع وصیت کا قتل یا مستغرق بدین ہونا وارث کی اجازت کی حاجت نہیں حدیث مذکور کی دلیل سے یعنی حق تعالیٰ نے تمہارا تہائی مال تمہارے تصرف کی اجازت نہیں دیا کہ تمہارا اعمال زیادہ ہوں لا الزیادۃ علیہ الا ان یتخیر ورثتہ بعد موتہ ولا یتخیر اجازتہم حال حیوۃ اصحاب بعد وفاتہم کما یزیدین جائز ہوتا ہے مال سے زیادہ وصیت کرنا اگر اس صورت میں جائز ہو جبکہ موصی کے وارث بالغ اسکی موت کے بعد اجازت دین اور وارثوں کی اجازت موصی کی زندگی میں اصلاً معتبر نہیں بلکہ اسکی وفات کے بعد معتبر ہے مگر حیات موصی میں وارثوں کی اجازت اس واسطے معتبر نہ ہوتی کہ ہنوز انکا حق ثابت نہیں اس واسطے کہ میراث کا حق موت کی موت سے ثابت ہوتا ہے اور اگر وارث صغیر ہو تو وارث کبیر کی اجازت وارث صغیر کے حق میں نافذ نہ ہوتی اور نہ اس کے دلی کی تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں حدیث وقاص کی حدیث سے جو صحیح ہے مین مودی پر سعد نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال بہت ہے اور میری بیٹی فقیر وارث ہے تو مین اپنے تمام مال کی وصیت کرتا ہوں تو فرمایا کہ نہیں پھر مین نے کہا کہ دو تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں تو فرمایا نہیں کس تو نصف مال کی وصیت کروں فرمایا نہیں کہ تہائی مال کی وصیت کروں فرمایا تہائی مال کی وصیت کر اور تہائی بہت ہے یعنی وصیت کے واسطے یعنی یقیناً وارث اور غیر وارث وقت الموت لا وقت الوصیۃ علی نفس لقرار الریش لا ارش لا غیر وارث ہونے کی وجہ سے وقت غیر ہوتا ہے وصیت کے وقت جس قسم کہ مریض کے وارث کے واسطے مریض کے اقرار میں وارث ہونا یا غیر وارث ہونا اقرار کے وقت معتبر ہے اس واسطے کہ اقرار تصرف ہونے الحال کا برخلاف وصیت کے تو اگر مریض نے اقرار کیا ایک شخص کے واسطے اور حالانکہ وہ اسکا وارث نہیں تو اقرار جائز ہے اگرچہ وہ شخص بعد اس کے اسکا وارث ہو جاوے لیکن یہ شرط ہے کہ وہ وارث ہو جائے سبب کی جہت سے بعد اقرار کے چنانچہ عورت اجنبی کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا اور اگر وارث ہو تو مقدم سبب کی جہت سے تو اقرار صحیح ہو گا چنانچہ اپنے اس بھائی کے واسطے اقرار کیا جو محبوب تھا مقصود کے فرزند کے سبب سے پھر بعد اس کے فرزند مر گیا کذا فی الطحاوی وندب باقل منہ لوعند غنی ورثتہ واستغناکم بخصم شہم اور مستحب ہو کہ تر از ثلث سے وصیت کرنا اگرچہ وصیت کمتر از ثلث کی وارثوں کی اتاگری کے ساتھ ہو یا میراث کے حصوں کے سبب سے انکو مستحق حاصل ہوا ہو کہ تر کما اے کما ندب تر کما بل لا احد جاملے غنی اور استغنا لا ینبذ لہ صدقۃ حبیب وصیت کا ترک کرنا مستحب ہے بدین اتاگری یا استغنا ورثہ کے یعنی جبکہ وارث خود مالدار ہوں نہ میراث کے حصوں انکو مستحق حاصل ہو تو اس صورت میں ترک وصیت مطلقاً مستحب ہے اس واسطے کہ ترک وصیت اسوقت میں صلہ رحمی بھی ہے اور صدقہ بھی ہے جب وارث متعلق ہیں اور مورث مال چھوڑ گیا تو اسکو صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا اور خیرات کا بھی اور وصیت میں اجنبی پر فقط خیرات کرنے کا ثواب ہے حالانکہ قرابت دار پر خیرات کرنا افضل ہے جنہی کی خیرات سے چنانچہ مسند احمد میں ابویوب انصاری سے حدیث مرفوعہ مودی ہے کہ افضل الصدقۃ علی ذی الرحم الکاشح کذا فی العینی یعنی بہتر صدقہ اس قرابت دار پر جو عداوت مخفی رکھتا ہے تیرے گاہ میں طحاوی میں قسمانی عن الظہیر ہے سے منقول ہے کہ مقدار استغنا امام کے نزدیک ہے کہ ہر وارث چار ہزار درہم کا وارث ہو اور فضلی سے روایت ہے کہ ہر وارث دس ہزار درہم کی میراث پادے تو خیر عن الدین التقدیم حق العبد اور وصیت متاخر ہے دین سے یعنی ادائے دین کے بعد وصیت کا ارتہار سبب مقدم ہونے حق العبد کے حق العبد حق الشرع پر مقدم ہے اگرچہ حق شیعہ واجب ہو اس واسطے کہ شیعہ کا حق نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا ساقط ہو جاوے اور موت سے چنانچہ اپنے محل میں مذکور ہے تو وصیت تبرع کے مانند ہوتی کذا فی المنح وصحت بالکل عند عدم ورثہ ولو تکلی استمان بعد المزامم اور وصیت صحیح ہے تمام مال کی عدم ورثہ کی حالت میں اگرچہ موصی کا حکم وارث ہو مانند استمان کے عدم مزامم کے سبب سے ہم یہ کہ استمان نے اپنے تمام مال کی وصیت کی تو وصیت صحیح ہے اگرچہ اس کے دار الحرب میں وارث ہوں کذا ذکرہ ابو المسعود در مین جو تعلق حق وارث مانع تھا وصیت کا پھر جبکہ وارث فقیر ہو تو وصیت صحیح ہو گی واما ملوکہ ثلث مالہ اتفاقاً وکون وصیۃ بالعتق فان خرج من الثلث

جائزہ کی حیثیت کے تصور و ولایت کے سبب سے تو اسکا مالک ہوگا نیز جو کہ طریق سے تعلیق کے طریق سے چنانچہ مطلق میں اسکو ملک نہیں ہر خلافت فلا ہم کے
چنانچہ مصنف نے اپنے آئندہ قول میں اسکو مذکور کیا ہے ولایت میں عہد و مکاتیب ان ترکہ مکاتیب و قیام و قیام عندہما صبح فی صورتہ ترک الوفا و در
اور جو صحت صحیح نہیں فلا ہم اور مکاتیب سے اگر یہ مکاتیب سے اور بدل کتابت کے واسطے مال چھوڑا ہو اور جو مال کے مالک ہو جس کے نزدیک صحت صحیح ہو و جو ترکہ
ترک کرنے اور اسے مال کتابت کے لکھائی الدار الا اذا انما کل منہا و یا رقا الدار و انما فاما الی العتق فحق لزال المانع و ہو حق المورث مگر جبکہ
فلا ہم یا مکاتیب ہر ایک شخص نے وصیت کو عتق کی مدت نسبت کیا تو وصیت صحیح ہوگی مانع کے زوال کی وجہ سے اور وہ مانع وصیت حق ہو سکے گا اور در کی عتبات
یونہی ہر اضافہ یا اپنے فلا ہم اور مکاتیب دونوں نے وصیت کی عتق کی طرف منصف کیا ہم فلا ہم اور مکاتیب کی وصیت حق ہو سکے گا کہ سبب سے جائز
یہ حق ہے جب وصیت کی تعلیق آزاد ہی ہوئی تو اب مولیٰ کا حق باقی نہ رہا تو وصیت صحیح ہوگی ولایت میں اللسان بالاشارة الا اذا امتدت
عقلیت متنی صبار کہ اشارہ معہودہ ہوگا خیر اور وصیت جائز نہیں نسبت زبان سے بطریق اشارہ کے مگر جبکہ کسی بیگی زبان کی تمتد ہوگی
یہاں تک کہ اسکا اشارہ کہنا معلوم ہو گیا ہو تو اسے نسبت زبان گوئی کے مانع ہوگا عقل اللسان وہی کہ کلام کرنے پر قادر ہو مگر تکلف سے کہ زانی الموصی
در میں ہو کہ گوئی کا اشارہ اور یہ صبار بیان کے مانع ہوگا عقل اللسان کی وصیت اور نکاح اور طلاق اور خرید و فروش کے وجہ فری یہ کہ اشارہ
قائم مقام عبارت کے ہوتا ہے جبکہ وہ معہودہ اور معلوم ہو گیا ہو سو گوئی میں تو معلوم ہے نسبت زبان میں و قد را الامتداد سنہ و قبل اذا امتدت لموت
جائز اقرارہ بالاشارة والاشہاد علیہ کان کا خیر قالا و علیہ الفتو سے در وقت فی مسائل شتی اور نسبت کی زبان کا امتداد ایک حال پر مبنی کیا گیا
اور بعد میں نے کہا جبکہ نسبت کی کسی موت تک تمتد ہوگی تو اسکا اقرار اشارہ سے جائز ہو اور اگر گواہ ہونا درمتد ہو اور نسبت زبان گوئی کے مانع ہو گیا
اور اسی قول پر فتوے کی کہ زانی الدار اور یہ سنا گئے آویگا مسائل شتی کی کتاب میں و انما یصح قبولہ بعد موتہ لان اوان ثبوت حکمها بعد الموت اور
وصیت کا قبول کرنا صحیح نہیں مگر موصی کی موت کے بعد اس واسطے کہ ثبوت حکم وصیت کا وقت تو بعد موت کے ہی ہم تو اگر موصی کی موت کے بعد
موصی نے وصیت قبول نہ کی تو وصیت موقوف رہیگی اس کے قبول کرنے پر موصی کہ کہ ملک میں داخل ہوگی بدون قبول کے اور موصی کے عتاق کی
ملک سے بھی خارج ہو کہ زانی الا انما فی قبطل قبولہا و رد یا قبیلہ تو وصیت کا قبول کرنا اور رد کرنا موصی کی موت سے پہلے باطل ہے و انما تکلم
بالقبول الا اذا ما استوصیتہم ہو بلا قبول فہو اسے المال الموصی بہ و ورثہ بلا قبول استحقاقا مالک اور وصیت کی چیز موصی کہ کی ملک بدون قبول
کرنے کے نہیں ہوتی مگر جبکہ اسکا موصی مہر موصی کہ مہر سے بدون قبول کرنے کے تو وہ یعنی مال موصی بہ موصی کہ کے وارث کا ہو بدون قبول کے استحقاق کی دلیل
سے چنانچہ گذر گیا ہم وجہ استحقاق یہ ہو کہ وصیت تو موصی کی طرف سے ہر طرح تمام ہوگی کہ فسخ کی تحمل نہیں مگر موقوف ہی موصی کہ کہ حق کے سبب سے چرچ موصی کہ
مگر کیا تو اسکی ملک میں وصیت کا مال داخل ہو گیا چنانچہ اس سے میں میں بشری کا اختیار شرط تھا بشری مگر کیا اجازت سے پہلے کہ زانی مخرج الدار و کذا الواسی
لہیں یہ دخل فی ملک بلا قبول استحقاقا عدم من علی تعلیق قبل عنہ کما مر اور اسی طرح اگر چہ شک کی واسطے وصیت کی تو وہ اس کے ملک میں داخل ہوگا بدون قبول
کے استحقاق کی وجہ سے سبب ہونے اس شخص کے جسکی ولایت ہو اس پر تاکہ وہ اسکی طرف سے قبول کرے چنانچہ مذکور ہو گیا و لای الواسی الرجوع عنہ بقول مخرج
او فعل یقطع حق المالک عن تعصب یا ان یزل اسمہ و عظم منافعہ کما عرف فی تعصب و موصی کو جائز ہے کہ وصیت سے مخرج قول سے یا ایسے فعل سے
جو مالک کے حق کو قطع کر لیتا ہو خصوصاً اس طرح پر کہ اس چیز کا نام بدل دے اور اسکا اثر فائدہ رائل کر دے چنانچہ کتاب تعصب میں معلوم ہو چکا ہم چنانچہ کہ ملک کی
وصیت کی چیز اسکو قطع کیا اور کیا تو اسکا نام قبا اور موصی ہو گیا او فعل یزید فی الموصی بہ یا یمنع تسلیم الایہ کلث الموصی یسیر و البسما
فی الدار الموصی بہا بخلاف تعصبتنا و ہم بنا کما لا ینصرف فی التالیع یا ایسے فعل ہو جو موصی بہ میں اسکو زیادہ کر دے جو موصی بہ کی

تسلیم کا مانع ہو بدواً اسکے جیسے عوی نہ ہو تو کوئی کے ساتھ کرنا اور جیسے عمارت بنا ناموسی بہا گھر میں بر خلاف اس گھر کے چونکہ کاری کے اور اسکی عمارت ڈھانسنے کے اسرا نہ لے کہ وہ تصرف نہ کرنا میں نہ اصل میں عیون عطلت علی بقول صریح و عطلت ابن الکمال تبعا للذکر باد و علیہ فہو مہمل ثانیاً فی کون فہم لیسید رجوعہ عنہا کیا بقیدہ متن الہ رفعتہ بریزل ملکہ فانہ رجوع عاد ملکہ ثانیاً ام لا کا بیع والیتہ اور عوی کو رجوع جائز ہے ایسے تصرف ہے جو اسکے ملک کو زائل کر دے چنانچہ بیع اور ہبہ تو یہ تصرف رجوع ہی وصیت سے خواہ وہ غیر موصی کی ملک میں دوسری بار آوے یا نہ آوے شاریح نے کہا کہ وہ تصرف عطلت ہی بقول صریح پر اور ابن کمال نے درک کا مانع ہو کر اسکو باقفاً او عطلت کیا ہے اور اس تقدیر پر تو تصرف اصل ثالث ہی اسکے فعل کے افادہ رجوع ہونے میں چنانچہ درک کا متن اسکا مفید ہے سو اسکو غور کر لے و کذا اذا غلط بغیر بحیث لا یکن تیسرہ اور ہی طرح رجوع عن الوصیت ہے جبکہ موصی نے موصی بہ کو ملا دیا غیر سے اس طرح کہ اسکا بعد اگر ناممکن نہیں لایکون راجعاً بغسل ثوب اور ہی بہ لانا تصرف فی البیع موصی وصیت سے راجع ہو گا اس کی طرح کے ثوب دینے سے جسکی اسنے وصیت کی ایسی کہ یہ تصرف ہی تابع میں نہ اصل میں واعلم ان التفریق بعد موت الموصی لا یفرق اصلاً اور یہ معلوم کر کہ تغیر کرنا موصی کی موت کے بعد اصلاً ضرر نہیں کرتا وصیت میں ولا یجوز دھا در و کنز و وقایہ و فی الجمع بلفظی و مثلاً فی الہینی ثم نقول ہر ما لیسوا ان الفتوی علی ہذا رجوع و فی السراجیۃ و علیہ الفتوی و اقرہ لہ مصنفنا و موصی راجع نہیں ہوتا وصیت کے انکار کرنے سے ہی طرح ہے در و کنز و وقایہ کے متن میں اور مجمع میں ہے کہ اسی قول کا فتویٰ ہے اور ماہر اندلس کے عینی شرح مجمع میں ہے پھر عینی نے عیون سے نقل کیا کہ فتویٰ اسپر ہے کہ انکار رجوع ہی وصیت سے اور سراجیہ میں ہے کہ اس قول پر فتویٰ ہے اور مصنف نے اسکو ثابت رکھا ہے اپنی شرح میں ہم معلوم ہو کہ یہاں دو نون قول پر فتویٰ ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں بھی کی شرح جامع کبیر سے نقل کیا کہ قدوری نے اپنے مختصر میں اس مسئلہ کا خلاصہ نہیں ذکر کیا اور نہ محمد نے اپنی کتابوں میں لیکن کتاب الوصایا میں انکار کو رجوع کہا اور جامع کبیر میں رجوع نہیں کہا اسوجہ سے مشائخ میں اختلاف واقع ہوا جنہوں نے کہا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ جامع کا قول قیاس کا جواب ہے اور کتاب الوصایا کا قول استحسان کا جواب ہے اتنی و کذا لایکون راجعاً قولہ کل وصیت او وصیت بہا فہم اور یاد اور آخر تھا اور اسی طرح موصی راجع ہو گا اس قول سے کہ جو وصیت کہ میں نے کی وہ حرام خواہ سیاح ہی یا اس وصیت میں تاخیر والی میں نے بخلاف قولہ ترک تھا بر خلاف اس قول کے کہ میں نے وصیت کو ترک کیا ہے یا رجوع ہی وصیت ہم تاخیر رجوع نہیں اور ترک رجوع ہی ہوا سب سے کہ ترک شو اسقاط ہے اور تاخیر اسقاط نہیں و بخلاف قولہ کل وصیتہ او وصیتہا فی باطلۃ او الذی او وصیت بہ لزمید فہو لہم و اولفلان و ارنی فکل ذلک رجوع عن الاول و تکون لوارثہ بالا جائزہ کما مر بخلاف اس قول کے کہ جو وصیت میں نے کی وہ باطل ہے یا جو وصیت کہ میں نے زید کے واسطے کی وہ عمر کو یا ہے یا فلان سے میرے وارث کے واسطے ہے تو ہر ایک یہ قول رجوع ہوا اول سے اور وارث کی وصیت ثابت ہوگی دوسرے وارث کی اجازت سے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ وارث کے حق میں وصیت بدون اجازت اور وارثوں کے درست نہیں و لو کان فلان الاخرینا و قتما فلا ولی من الوصیتین بجا لہ بطلان الغایۃ دور اگر دوسرا فلان شخص مردہ ہو وصیت کے وقت تو دو وصیتوں میں سے پہلی وصیت بحال خود قائم ہے بسبب باطل ہونے دوسری وصیت کے و لو حیا و قتما فہما قبل الموتی بطلت الاولی بالرجوع و الثانیۃ بالموت اور اگر دوسرا موصی نہ زندہ ہے وصیت کے وقت پھر مر گیا موصی سے پہلے تو پہلی وصیت تو باطل ہو گئی رجوع کرنے سے اور دوسری وصیت باطل ہو گئی موصی کی موت سے و تبطل بہتہ المریض و وصیتہ لمن نکھا بعد ہما ای بعد الہبتہ و الوصیتہ لما تفررا نہ یغیر لہما الوصیتہ کون الموصی لہ وارثا وغیر وارث وقت الموت لا وقت الوصیتہ اور مریض کا ہبہ اور اسکی وصیت باطل ہے اس عورت کے واسطے جس سے موصی نے نکاح کیا ہبہ اور وصیت کے بعد ایسی کہ ثابت ہو چکا ہے یہ کہ جواز وصیت کے واسطے موصی لہ کا وارث یا غیر وارث ہونا موت کے وقت معتبر ہے نہ وصیت کے وقت ہم وصیت تو اسوجہ سے باطل ہے کہ عورت اگرچہ وصیت کے وقت وارث نہیں مگر موت کے وقت

دارت ہوگی نکاح سے اور خلا کے وارث کے واسطے وصیت جائز نہیں اور بہہ مرض کا واسطے درست نہوا کہ اگرچہ بہہ بخیر صورت میں لیکن مرض کے سبب سے حکما مضاف الی ما بعد الموت ہو اس واسطے کہ بہہ واقع ہو گیا ہو وصایا کے موقع میں کیونکہ شریعت تو اسکا حکم ثابت ہوگا موت کے نزدیک بہہ بخیر خلافت الاقرار لانه یعتبر کون المقلد وارتقا وغیرہ وارث دوم الاقرار فلو اقر لہا فکما فمات جازر خلافت اقرار کے واسطے کہ مقلد کا وارث غیر وارث ہونا اقرار کے دن متبر ہو تو اگر عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر مر گیا تو اقرار جائز ہو اقرار کے وقت عورت وارث نہ تھی پھر نکاح سے وارث ہوئی تو یہ اقرار کے واسطے مقرر نہیں و بطل اقرار وہ وصیت وصیتہ لابنہ کا فراد و عبد الا و مکاتبا ان اسلم او اعتق بعد ذلک لقیام البتہ وقت الاقرار فیورث التمتہ الاثر اور باطل ہو اسکا اقرار اور اسکی وصیت اور اسکا بہہ پنے فرزند کا فر کے لیے یا غلام یا یکاتب کے لیے اگر فرزند مسلمان ہو گیا ہو یا غلام اور یکاتب کو آزاد کیا ہو بعد اس اقرار اور بہہ اور وصیت کے سبب قائم ہونے فرزند کے اقرار کے وقت تو یہ تمت اثار کا موت ہو ہم بہہ اور وصیت کا حال تو مذکور ہو چکا کہ ان میں موت کا حال معتبر ہو اور اقرار اگرچہ مکرر بنفسہ ہو لیکن ارث کا سبب بننے فرزند اقرار کے وقت موجود ہو تو یہ تمت اثار کی ہوسکتی ہو تو اقرار تمت کے اعتبار سے ملحق وصیت ہو گیا کہ انی الدرد و بہہ مقعد و مفلوج و اششل و سلول بہ علۃ اسل و ہورج فی الریۃ من کل مالہ ان طالت مدتہ سنتہ و لم یخف موتہ سنتہ و الا نفل و خیف موتہ فمن ثلثہ لایثم امرض من ثلثہ لایثم لایثم و یوقعد اور مفلوج اور اششل اور سلول کا بہہ اسکے تمام مال سے نافذ ہو اگر مرض کی مدت ایک سال تک دراز ہوگی ہو اور اس مرض سے موت کا خوف نہ ہو اور اگر مرض کی مدت دراز نہ ہوئی ہو بیٹے ایک سال گذرا ہو اور موت کا خوف نہ ہو تو اسکا بہہ تمامی مال سے نافذ ہوگا اس واسطے کہ وہ امرض من ثلثہ مستطافہ قائل اور مملک نہیں شراح نے کہا سلول وہ ہو جسکو اس کی بیماری ہو اور بچہ بچہ ایک قریہ ہو معتد بہہ ہم وہ بیمار ہو جو چلنے پھرنے سے عاجز ہو یا لون کی بیماری اور مفلوج وہ ہو جسکو فاج کی بیماری ہو بیٹے آدھا دھڑلے و حرکت سے رہ گیا ہو وہ اششل وہ جسکو ہاتھ میں رعشہ ہو بیٹے ہاتھ کا نہ پٹا ہو خلاصہ یہ کہ یہ امرض من ثلثہ اسکا حاضر ہوں اور وہ کوئی تبرج کا تصرف کرے پھر تاجر جس سے پہلے تو یہ مرض الموت ہو تو اسکا تصرف ثلث مال سے نافذ ہوگا اور اگر بعد سال کے امرض من الموت نہیں اس واسطے کہ جب سال کی چاروں فصلوں میں نہیں غلہ تھا ہلاک ہوئے کا زندہ رہا ہو گیا تو اسکا مرض من ثلث طبیعت اور عادت کے ہو گیا مرضیوں کے حکم میں رہا ہو تاکہ علاج کے بھی لائق نہ نہا کہ انی الدرد فی مرض الموت ان لا یخرج لواجب لغتہ علیہ اعتدلی تجوید براریہ بعضوں نے کہا کہ مرض الموت یہ ہو کہ آدمی اپنی حاجتوں کے واسطے نہ نکلتا ہو اور اسی قول پر اعتقاد کیا ہو تجرید میں گذارنی البتراریہ ولی المختار انہ ما کان الغالب منہ لایموت وان لم یکن صاحب فرارش قستانی عن بہہ الذخیرۃ اور قول مختاریہ ہو کہ مرض الموت وہ ہو جس سے موت غالب الوقوع ہو اگرچہ بیمار صاحب فرارش نہ ہو گذارنی البتراریہ ولی المختار انہ ما کان الغالب منہ لایموت وان لم یکن صاحب فرارش قستانی عن بہہ الذخیرۃ یا قدم الفرض ان اخر الموصی وان تساوت قوۃ قدم ما قدم او اضاقی الثلث عنہا اور اگر مجتمع ہوں چند قسم کی وصیتیں لیجئے فرض اور واجب اور نفل تو فرض مقدم ہوگا اگرچہ اسکو بھی نہ ہو تو کیا ہو اور اگر وصایا برابر ہوں فرض یا نفل ہونے میں تو وہ مقدم ہوگا جسکو بھی نہ ہو تو کیا ہو اگر تمامی مال تمام وصایا کی گنجائش نہ رکھتا ہو ہم قستانی نے کہا ابتدا کرنا چاہیے اس فرض سے جو حق العبد ہو پھر اس فرض سے جو حق اللہ ہو پھر واجب پھر نفل اس کی جو فقہاء سے گذارنی البتراریہ ولی المختار انہ ما کان الغالب منہ لایموت وان لم یکن صاحب فرارش قستانی عن بہہ الذخیرۃ یا قدم الفرض ان اخر الموصی وان تساوت قوۃ قدم ما قدم او اضاقی الثلث عنہا اور اگر مجتمع ہوں چند قسم کی وصیتیں لیجئے فرض اور واجب اور نفل تو فرض مقدم ہوگا اگرچہ اسکو بھی نہ ہو تو کیا ہو اور اگر وصایا برابر ہوں فرض یا نفل ہونے میں تو وہ مقدم ہوگا جسکو بھی نہ ہو تو کیا ہو اگر تمامی مال تمام وصایا کی گنجائش نہ رکھتا ہو ہم قستانی نے کہا ابتدا کرنا چاہیے اس فرض سے جو حق العبد ہو پھر اس فرض سے جو حق اللہ ہو پھر واجب پھر نفل اس کی

عہد ایک نفل
نفل کا ذکر کیا ہے
نفل کی حالت میں
نفل کا وقت نہیں
نفل سے قریب نہیں
نفل کی حالت میں
نفل کا ذکر کیا ہے
نفل کی حالت میں
نفل کا وقت نہیں
نفل سے قریب نہیں

وکی ابو جندی مذہب ابی حنیفہ آخر ان حج النفل فصل من الصدقة اور بر بندگی میں ہو کہ امام ابو حنیفہ کا کچھ لاندہ مذہب یہ ہے کہ حج النفل افضل ہے خیرات سے
 ہم اول یہ مذہب تھا کہ صدقہ افضل ہو حج سے پھر حج کی مشقت امام نے دیکھی تو حج کو افضل کہا صدقہ سے کہ ان فی الخطا وی اوصی حج ای حنیفہ الاسلام حاج
 عنہ را کبا حنیفہ تک حج کی بیٹھ فرض حج کی تو اسکا وارث یا وصی کسی طرف سے حج کر اسکو سوار کر کے شہر سے ہم سو اسطے کہ وصی پر حج فرض تھا اس وطن سے
 سوار ہو کر پیدل تو اسی طرح سے اسکا نائب پر فرض ہو گا فلا تم یباع المذقة من بلدہ فقال رجل انما حج عنه بنو المال ماشیا لا یخزیه قستان فی سفر بالذقة
 سو اگر حج کفایت نہ کرے جو کسی شہر سے سوایا ہو نہ کہ کما کہین حج کر دگا کما بیت کی طرف سے اسی قدر مال قلیل پر پیدل تو یہ حج کفایت نہ کرے کما بیت کی طرف سے
 پنا چہ قستان دین ہو تہ سے منقول ان کفی المذقة ذلک والاشم حج بیت تکفی اگر حج کفایت کرے سوار ہو کر وطن سے اور اگر کفایت نہ کرے تو جس
 مکان سے کفایت کرے وہاں سے سوار کر کے نائب کو حج کے واسطے روانہ کرے وان مات حاج حج فی طریقہ و اوصی باک حج عنہ بھیج سن بلکہ ہر کہا
 وقال ابن حنیفہ انما استحسننا ما ہدایتہ و متبعی قلت و مرقدہ ان قولہ قیاس علیہ المذقون ذکان القیاس ہنا ہو المذقون قوم اور اگر حج کا جائزہ والا
 راہ میں مر گیا اور کشتن حیات کی اپنے عوض حج کر دے لے کی تو حج کر دانا چاہیے حیات کے شہر سے سوار کر کے اور حاج میں لے گیا جان سے مر گیا وہاں سے
 چاہیے استحسنان کی وجہ سے کہ ان فی المذایہ و المذایہ و المذایہ بین کشتا ہون اور یہاں سے مستفاد ہوتا ہے کہ امام کا قول قیاس ہے اور اسی پر متون فقہ کی
 مشتمل ہیں ایہا ان قیاس ہی مستند ہو استحسنان سے سو اسکو سمجھ رکھ ہم جان قیاس اور استحسنان حج ہوئے ہیں تو استحسنان مقدم ہوتا ہو مگر یہاں قیاس ہی
 مقدم ہے ان فی المذایہ و المذایہ و المذایہ بین کشتا ہون اور اگر حج کفایت کرے سوار کر کے وطن سے اور اگر کفایت نہ کرے تو جان سے کفایت کرے
 وہاں سے سوار کر کے حج کر دانا چاہیے بالاتفاق وین لا وطن کہ من حیث مات اجماعا اور حین شخص کا وطن نہ ہو تو جہاں وہ مر گیا وہاں سے حج کر دانا چاہیے
 باتفاق امام اور صاحبین کے اوصی بان پیشتری بکل مالہ عیہ فیہ حق عنہ عن الموصی و لم یجز لو رثہ بطلمت یہ وصیت کی کہ اسکا مال سے غلام
 خرید کیا جاوے پھر آزاد کیا جاوے وصی کی طرف سے اور اسکا وارثوں نے اسکو جائز نہ کہا تو وصیت باطل ہے کہ اذا اوصی بان پیشتری کہ عیہ بالہف
 و بہم و راو الالعت علی التلمث و قال پیشتری بکل التلمث فی التلمثین جمع ہی طرح جیکہ وصیت کی یہ کہ خرید کیا جاوے اسکا واسطے غلام ہزار درم سے اور
 ہزار درم تلمث مال سے زیادہ ہیں تو وصیت باطل ہے اور صاحبین نے کہا کہ تمام تلمث سے دونوں صورتوں میں غلام خرید کیا جاوے کہ ان فی الجمع مرض اوصی بوضایا
 برئی من مرضہ ذلک عاش سنین ثم مرض توضایا ہ باقیۃ ان لم یقل ان مات من مرضی ہذا فقد اوصیت بکذا ان فی الخانیۃ بیمار نے چند وصیتیں
 کیں پھر وچکا ہو گیا اپنی اس بیماری سے اور چند سال نہ رہا پھر چارہ تو کسی وصیتیں باقی ہیں اگر کہنے یوں کہا ہو کہ میں اپنے اس مرض سے مر گیا تو میں نے یہ وصیت کی کہ ان فی الخانیۃ
 قاضی خان اوصی بوضیۃ فلم یمن ان طبیقا لہ یمن حتی ملغ ستہ اشہر بطلمت والا لا اوصی نے وصیت کی پھر وہ مہینوں ہو گیا اگر اسکا جنون
 دیر تک ٹھہرا یہاں تک کہ چھ مہینے تک پہنچا تو وصیت باطل ہے ورنہ باطل نہیں و کذا لو اوصی ثم اخذ بالوصی اس قصاصتو باحتی مات بطلمت خانیۃ
 اور اسی طرح اگر وصیت کی پھر وصی کو سو اس نے لیا سو وہ بیہوش اور غافل ہو گیا یہاں تک کہ مر گیا تو وصیت باطل ہے کہ ان فی الخانیۃ اوصی بان یجاریہ سن
 فلان او بان یسی عنہ الما ر شہر ان فی الموسم اوفی سبیل اللہ فهو باطل فی قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ خانیۃ یہ وصیت کی کہ وصی کا گھر عاریت دیا جاوے
 فلا فی شخص کو یا یہ کہ پانی پلایا جائے وصی کی طرف سے عینے پھر حج کے موسم میں یا خدا کی راہ میں تو وہ باطل ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں کہ ان فی الخانیۃ
 لکما لو اوصی بہذا التین لہ و اب فلان فان الوصیۃ باطلہ و لو قال لعلی ہذا و اب فلان جائز چنانچہ اگر یوں وصیت کی کہ یہ بھروسہ فلا نے شخص کے
 جانوروں کے لیے خاص ہے تو وصیت باطل ہے اور اگر یوں کہا کہ اس بھروسے سے فلا نے جانوروں کو چارہ دیا جائے تو وصیت جائز ہے و لو اوصی بان یفوق علی
 فرس فلان کل شہر کذا و اب فلان یہاں سے گھوڑے پر ہر بیٹھ میں اس قدر خرچ کیا جائے تو جائز ہے اور گھوڑے

کتابچہ ڈالنا وصیت کو باطل کر دینا ہر ہم خانہ میں ہر محمد نے کہا یہ وصیت صاحب فرس کے واسطے ہے کہ اگر گھر گر گیا یا مالک نے اسکو بیچا تو وصیت باطل ہوگی انتہی لو اوصی سبکی وارہ لرحل ولا مال رسوا ہا جازو کہ سکنا ہا مادام حیا للیس الوارث شیخ کلثما وقال ابو یوسف لاذکارے لان یقاسم الورثة ایضا ولقرن الثلث خانہ اور اگر وصیت کی اپنے گھر کی ملکوت کی ایک مرد کے واسطے اور بھوی کا کچھ مال نہیں سو اس گھر کے توجائز ہو اور بھوی کہ کو کہیں رہنا یعنی تمہاری گھر میں درست ہر جب تک وہ زندہ رہے اور ورثہ کے واث کو اسکے گھر کی دو تہائی ان چنانہ درست نہیں اور ابو یوسف نے کہا کہ وہ یعنی شیشین جائز ہو وارث کو اور یہ بھی جائز ہو کہ وارث وارثوں سے تمام کر لے اور تہائی وصیت کی جدا کر دے کہ انی الخانیۃ ولو اوصی بقطنہ لرحل وبجبتہ لاخر واوصی بلحم شاة معینۃ لرحل وبجلدہ لاخر واوصی بخبطۃ فی سینما لرحل بالتبن لاخر حاجرت الوصیۃ لما علی الموصی لما ان یدوس ویسلج الشاة اور اگر انبی کیا مس کی وصیت کی ایک مرد کے واسطے اور کسی نبولون کی وصیت کی دوسرے شخص کے لیے اور عین بکری کے گوشت کی وصیت کی ایک دیکے واسطے اور اسکی کھان کی وصیت کی دوسرے کے واسطے اور وصیت کی اس گھون کی جو بالیون کے اندر ہو ایک مرد کے واسطے اور بھوسٹے کی وصیت کی دوسرے کے واسطے تو یہ وصیت دونوں مردوں کی جائز ہو اور دونوں پر لازم ہو گیون کا ماڈنا اور بکری کی کھال گوشت سے جدا کر نام اور اسی طرح دونوں پر لازم ہو گیاس کا اوٹنا یعنی تاکہ ہر ایک کا حصہ جدا ہو جائے اوصی ثلث ماله لبیت المقدس جاز ذلک ینیق فی حمارہ لبیت المقدس وفی مراجه ونحوہ قالوا ہذا یغید جواز النفقۃ من قف المسجد علی قنادیلہ وسرجہ وان شیری بذلک الزیت والنقط القنادیل فی رمضان خانیۃ وصیت کی اپنے تہائی مال کی بیت المقدس کے واسطے تو یہ جائز ہو اور وہ مال خرچ کیا جائے بیت المقدس کی عمارت میں اور اسکے چرنعین اور مانند اسکے علمائے کیا کہ یہ دلیل ہو اسکی کہ مسجد کے وقف سے خرچ کرنا مسجد کی قدیلوں اور اسکے چراغوں پر جائز ہو اور یہ جائز ہو کہ مسجد کے وقف سے قبل اور زعفران قدیلوں کے واسطے رمضان میں خرید کیا جا کہ انی الخانیۃ وفی الجنبی اوصی ثلث ماله للمکہ جازو یعرف الفقراء الکعبۃ لا غیر وکذا المسجد والمقدس ومجتبیٰ میں ہو کہ اپنے تہائی مال کی وصیت کی کعبہ شریفہ کے واسطے تو جائز ہو اور وہ مال کعبہ مفصلہ کے محتاجوں کے واسطے صرف کیا جائے نہ اور کام میں اور اسی طرح کا حکم مسجد اور بیت المقدس کی وصیت کا ہو ہم یہ ذکر اقوال پر متن کے خلاف کہ ذافی الطحاوی ذفی الوصیۃ لفقراء الکوفہ جاز لغیر ہم اور فقرائے کوفہ کی وصیت اسکے سوائے اور محتاجوں پر صرف کرنا جائز ہو ہم اور یہی حکم ہو فقرا سے خارج اور فقرا سے مکہ کا ذافی المالگیری ذفی الخانیۃ اوصی بأحدہم السجد ویوزن فیہ جازو یکون کسبہ لوارث الموصی اور خانیۃ میں ہو کہ وصیت کی اپنے غلام کی کہ مسجد کی خدمت کرے اور اس میں اذان دے تو وصیت جائز ہو اور کمائی اس غلام کی موسی کے وارث کی ہو ولو اوصی بثلاث ماله لأعمال البر لا یعرف ثلثه لبناء المسجن لان اصلہ علی السلطان اور اگر اپنے تہائی مال کی وصیت نیک کاموں کے واسطے کی تو اسکا تہائی مال قید خانہ بنانا میں صرف نکلیا جائیگا اسواسطے کہ اسکی اصلاح بادشاہ ہو اور اوصی بان تیخذ الطعام بعد موتہ للناس ثلثۃ ایام فالوصیۃ بلائکافی الخانیۃ عن ابی بکر البلیخی یہ وصیت کی کہ موسی کی موت کے بعد کھانا تیار کیا جائے دوگون کے واسطے تین دن تو یہ وصیت باطل ہو چنانچہ خانیۃ میں ابو بکر بلخی سے مروی ہو ویسا عن ابی جعفر اوصی باتخاذ الطعام بعد موتہ ویطعم الذین یحرقون التمرۃ جازن الثلث ویمل لمن طالع مقامہ مسافۃ لالمین لم یطل ولو فضل طعام ان کثیر الغنی والالا انتہی اور خانیۃ میں ابو جعفر سے منقول ہو کہ وصیت کی کھانا تیار کرنے کی اپنی موت کے بعد اور وہ کھلایا جائے انکو جو تمہاری کے واسطے آوین تو جائز ہو تہائی مال سے اور وہ کھانا حال ہی پر اسکو جو ماتم داری میں بہت ٹھہرایا اسکے مکان کی مسافت دراز ہو نہ اسکو حلال ہو جسکی مسافت بعید نہیں اور زیادہ غلام کیا اور اگر کھانا بیچے تا اگر کثیر ہو تو اسکا نادان اوصی ہو ہو اور اگر قلیل ہو تو نادان نہیں انتہی مافی الخانیۃ قلت وحمل الصنف الاول علی طعام جمیع الناس اثبات یقتضی ثلثۃ ایام فتكون وصیۃ من قبالت والثانی علی ما کان بغیر من ین کتابون اور مصنف نے اپنی شرح میں قول اول کو لینے ابو بکر بلخی کے قول کو جو بطمان وصیت میں ہو معمول کیا ہو اس کے لیے چھکے واسطے نو چھ رکعتیں جمع ہوتی ہیں باقی تین دن میں

ثلث مال کی وصیت کی اور وارثوں نے یہ وصیت جائز نہ کی تو کل مال کی تہائی دو ذون موسیٰ لہ بین تین تھا وبالافتاق ہوگی یعنی دو سہم خوار و سہم کے موسیٰ لہ کو اور ایک سہم تہائی کی موسیٰ لہ کو ہم مانتے اپنے شرح میں لکھا کہ حیات کی صورت یہ ہو کہ ایک کے دو غلام ہیں ایک کی قیمت ۳۰ درہم ہو اور دوسری ۲۰ درہم سو آئینے وصیت کی کہ پہلا غلام نیک کے ہاتھ دس درہم پہنچ ہو اور دوسرا غلام عمر کے ہاتھ ۲۰ درہم پہنچ ہو اور موسیٰ کا سوا ان دو غلاموں کے کچھ اور مال نہیں ہو تو زید کے حق میں ۲۰ درہم کی وصیت ہوئی اور عمرو کے حق میں ۴۰ درہم کی ہوئی تو ثلث مال دو ذون موسیٰ لہ بین تین تھا دہوگا تو پہلا غلام نیک کے ہاتھ ۲۰ درہم پہنچ جائیگا اور دس درہم اسکے واسطے وصیت ٹھہری اور دوسرا غلام عمر کے ہاتھ ۴۰ درہم پہنچا ۲۰ درہم اسکی وصیت ہوئی تو زید اور عمرو نے تہائی سے بقدر وصیت کے لیا اگر ثلث وصیت سے زیادہ ہو گیا اور رعایت کی صورت یہ ہو کہ موسیٰ نے دو غلاموں کو آزاد کیا جنکی قیمت ویسی ہو جو محابا تین مذکور ہو چکی اور اسکا کچھ مال غلاموں کے سوا بے تعیین تو اول کے واسطے ثلث مال کی وصیت ہوئی اور ثانی کے واسطے دو ثلث کی تو وصیت کے سهام میں تھا دہوگا ایک سہم اول کا اور دوسرا ثانی کے تو ثلث مال بھی اس طرح انہیں مقسوم ہو گا تو اول غلام کا ثلث آزاد ہو گا اور وہ دس درہم ہو اور دوسرا ثانی کا ثلث آزاد ہو گا وہ ۲۰ درہم ہو اور رعایت کریگا ۴۰ درہم میں تو ہر ایک موسیٰ لہ نے ضرب کی بقدر اپنی وصیت کے اگر چہ زائد ثلث پر اور ہر سہم کی صورت یہ کہ زید کے واسطے وصیت کی ۳۰ درہم کی اور دوسرے کے لیے وصیت کی ۶۰ درہم کی اور اسکا کل مال ۹۰ درہم ہو اور وارثوں نے اس وصیت کو جائز نہ کیا تو ہر موسیٰ لہ ضرب کریگا ہر زید کی وصیت کے تو اول شخص ثلث ثلث مال میں ضرب کریگا اور ثانی مال کی تہائی میں کذا فی المطاویٰ لخصاً ومثل نصیب جنت لہ ابن اولاد اور اپنے فرزند کے حصہ کے باندہ وصیت کی تو صحیح ہو خواہ اسکا بیٹا ہو یا نہ ہو نصیب انہ لہ اولاد ابن موجود اور اپنے فرزند کے حصہ کی دوسرے کے واسطے وصیت کی تو صحیح نہیں اگر اسکا بیٹا موجود ہو ہم سو اسٹے کہ حصہ فرزند کا قرآن سے ثابت ہو پھر سہم اسکی وصیت اور شخص کے واسطے ہوئی تو اسے فرض الہی کو بدل دالا تو صحیح نہوگا کذا فی الخیر خلاف مسئلہ سابقہ کہ اسٹے کہ شل شو متاثر شو ہر وان لم یکن لہ ابن جنت عنایہ وجہرہ زادی شرح التکلیف وصار کمالہ اوصیٰ نصیب ابن لوکان انتہی اور اگر مومن کا فرزند نہ ہو تو وصیت صحیح ہوگی کذا فی الخیر وجہرہ شرح تکرار میں اتنا زیادہ کہا ہو اور یہ ہو گیا مانتا اسکے کہ اگر وصیت کی حصہ فرزند کی اگر وہ ہوتا انتہی مافی شرح التکلیف دنی المبتی و لو اوصیٰ بمثل نصیب ابن لوکان فہ نصف انتہی اوصیٰ جیسے میں ہر اور اگر وصیت کی نصیب فرزند اگر وہ ہوتا تو موسیٰ لہ کو نصف مال ہو انتہی مافی المبتی ہم میکن زیادہ عن الثلث اجازت ورثہ پر موقوف ہو وقل نصف عن السر عن السراج مافی لفظ قننیہ اوصیٰ نصف نے اپنی شرح میں ہر ج سے وہ قول نقل کیا جو جنتی کے مغلطہ ہم مہمبتی بن نصف مال مذکور ہو اور سراج میں ثلث مطور ہو کذا فی المطاویٰ ولہ فی الخیر الاولی ثلث ان اوصیٰ مع اثین اور موسیٰ لہ کے واسطے پہلی صورت میں تہائی ہو اگر موسیٰ نے دو فرزندوں کے ساتھ وصیت کی ہم یعنی دو فرزندوں کے ساتھ بھی لہ کہ یہ ثلث فرزند کے وصیت کی تو اسکو تہائی مال لیا کو گویا موسیٰ نے موسیٰ لہ کو سیرا فرزند قرار دیا و نصف عن ابن و احمد ان جسا اور موسیٰ لہ کے واسطے ایک فرزند کے ساتھ نصف ہو اگر فرزند جائز رکھے وسلم البنات اور بیٹوں کے مانند بیٹوں کا حکم ہو ہم یعنی اگر ثلث حصہ خیر وصیت کی اور اسکے ایک بیٹے ہو تو موسیٰ لہ کو نصف ہو اگر وہ اجازت دے ورنہ ثلث ہو کذا فی الخیر والاصل انہ متی اوصیٰ بمثل نصیب بعض الورثہ فی ذلک علی سهام الورثہ جنتی اور قاعدہ یہ ہو کہ جب وصیت کرے کسی وارث کے حصہ کے برابر ملے کی تو ورثہ کے سهام پر اسی حصہ کا شل زیادہ کر لیا چاہیے کذا فی المبتی چنانچہ اوپر کی مثالوں میں فصل گذرا جو ہر زید و سہم مال کا فیلیان الی الورثہ فیقال ہم عطاہ ماشتم ثم التسمیۃ بین الجز و اسم عرفنا و اماصل الروایۃ فی خلافہ اور وصیت کی اپنے مال میں سے ایک جز یا ایک سہم کی تو اسکا بیان وارثوں کی طرف ہو تو وارثوں سے کہا جائیگا کہ موسیٰ کو دو قبضہ تھا راجی چاہے پھر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ برابری و میان جز و سہم کے کیا ہا ستاخرین کا عرف ہو اور اصل وایت تو اسکے مغلطہ ہم وارثوں کو بیان ہو اسٹے مفوض ہو کہ جز و سہم کا بدلہ مول قبول و قبول اور کثیر کو شل ہو اور وصیت جہالت سے ممنوع نہیں اور وارث موسیٰ کے اسکے قائم تمام ہیں بیان مراد پیش شرح و قیاس میں ہو کہ سہم عبارت ہو سہم سے اقام کے قول میں بنا برت بعض اشخاص کے منع ہنفا زین ہو کہ

اوصیٰ بمثل نصیب ابن لوکان انتہی اوصیٰ جیسے میں ہر اور اگر وصیت کی نصیب فرزند اگر وہ ہوتا تو موسیٰ لہ کو نصف مال ہو انتہی مافی المبتی ہم میکن زیادہ عن الثلث اجازت ورثہ پر موقوف ہو وقل نصف عن السر عن السراج مافی لفظ قننیہ اوصیٰ نصف نے اپنی شرح میں ہر ج سے وہ قول نقل کیا جو جنتی کے مغلطہ ہم مہمبتی بن نصف مال مذکور ہو اور سراج میں ثلث مطور ہو کذا فی المطاویٰ ولہ فی الخیر الاولی ثلث ان اوصیٰ مع اثین اور موسیٰ لہ کے واسطے پہلی صورت میں تہائی ہو اگر موسیٰ نے دو فرزندوں کے ساتھ وصیت کی ہم یعنی دو فرزندوں کے ساتھ بھی لہ کہ یہ ثلث فرزند کے وصیت کی تو اسکو تہائی مال لیا کو گویا موسیٰ نے موسیٰ لہ کو سیرا فرزند قرار دیا و نصف عن ابن و احمد ان جسا اور موسیٰ لہ کے واسطے ایک فرزند کے ساتھ نصف ہو اگر فرزند جائز رکھے وسلم البنات اور بیٹوں کے مانند بیٹوں کا حکم ہو ہم یعنی اگر ثلث حصہ خیر وصیت کی اور اسکے ایک بیٹے ہو تو موسیٰ لہ کو نصف ہو اگر وہ اجازت دے ورنہ ثلث ہو کذا فی الخیر والاصل انہ متی اوصیٰ بمثل نصیب بعض الورثہ فی ذلک علی سهام الورثہ جنتی اور قاعدہ یہ ہو کہ جب وصیت کرے کسی وارث کے حصہ کے برابر ملے کی تو ورثہ کے سهام پر اسی حصہ کا شل زیادہ کر لیا چاہیے کذا فی المبتی چنانچہ اوپر کی مثالوں میں فصل گذرا جو ہر زید و سہم مال کا فیلیان الی الورثہ فیقال ہم عطاہ ماشتم ثم التسمیۃ بین الجز و اسم عرفنا و اماصل الروایۃ فی خلافہ اور وصیت کی اپنے مال میں سے ایک جز یا ایک سہم کی تو اسکا بیان وارثوں کی طرف ہو تو وارثوں سے کہا جائیگا کہ موسیٰ کو دو قبضہ تھا راجی چاہے پھر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ برابری و میان جز و سہم کے کیا ہا ستاخرین کا عرف ہو اور اصل وایت تو اسکے مغلطہ ہم وارثوں کو بیان ہو اسٹے مفوض ہو کہ جز و سہم کا بدلہ مول قبول و قبول اور کثیر کو شل ہو اور وصیت جہالت سے ممنوع نہیں اور وارث موسیٰ کے اسکے قائم تمام ہیں بیان مراد پیش شرح و قیاس میں ہو کہ سہم عبارت ہو سہم سے اقام کے قول میں بنا برت بعض اشخاص کے منع ہنفا زین ہو کہ

لفظ نصیبہ اور بعض اور خط اور کسی کا سهم اور جس کے مانند کہ فی لفظ ہی وان قال سدس مالی لثم قال ثلثہ لہ اجازۃ ثلثہ اسی
حقہ ثلثہ فقط وان اجازتہ اور ثلثہ لدخول السدس فی الثلث مقدمہ کا ان اور مؤخرہ لافریقہ وبتہ اند مع سوال صدر بشرقیہ و اشکال ابن کمال اور اگر بولا
کہ میرے مال کا سدس یعنی چھٹا حصہ فلائے شخص کے واسطے پھر بولا کہ میرے مال کی تہائی اسکے واسطے تو اور اسکے وارثوں نے اجازت دی تو موصی کہ کے واسطے
تہائی مال پر نصیبہ اسکا حق فقط ثلث ہو اگرچہ وارثوں نے اجازت دی ہو بسبب دخل میرے سدس کے ثلث میں خود ثلث مقدم مذکور ہو خواہ مؤخر قسباً و تفریق
سبب سے اور اس تقریر سے صدر بشرقیہ کا سوال اور ابن کمال کا اشکال فرج ہو گیا ہم صدر بشرقیہ کا خلاصہ ال یہ کہ ثلث اور سدس کا قول اگر اخبار ہو تو
کذب ہو اور اگر اخبار ہو تو وہ جہاں تک موصی کہ کے واسطے نصیبہ مال و حسب ہو سو اسطے کہ ثلث اور سدس نصیبہ ہو یا جو خلاصہ جواب یہ کہ وصیت میں احتمال ہو کہ
سدس ثلث میں داخل ہو اور یہ بھی احتمال ہو کہ داخل نہ ہو بلکہ زیادت سدس کی ثلث پر اور ہو لیکن چونکہ دخول سدس کا ثلث میں یقین ہی لہذا یہی متبرہ اور درستی
و یہ یہ کہ آدمی ثلث سے زیادہ کی وصیت کا مالک نہیں تو موصی کے کلام کا محمل صحیح یہ ہو کہ نصف کا ارادہ مراد نہ ہو فی سدس مالی بیکر لہ سدس لان اسطرۃ
تذرا عیدت معرفۃ اور اس وصیت میں کہ سدس مالی کا لفظ کر کے تو موصی کہ کے واسطے سدس ہی سو اسطے کہ سرفہ دوبارہ مذکور ہو و خبر مذکور ہی ہے یوں کہ کیا میرا سهم
مال اسکے واسطے ہو پھر بھی کہا کہ میرا سدس مال اسکا ہو خواہ اسی مجلس میں نہ کہ اسکی یاد دہری مجلس میں تو سدس اسکا حق ہو سو اسطے کہ اعاذہ حرقہ میں مالی نہیں
ہو تاہم اول کا اور بیان حرف لفظ ہر سدس کا سو اسطے کہ وہ ضاف ہو مال کی طرف و ثلث در پہلے و ثلثہ او ثلثا یہ تفادہ تفادہ نکال دہم او حصیدہ
ان ہلک ثلثا ہ فکذہ صلیع مابقی فی الاولین ای الدرہم و النعم اور موصی کے درہم یا اسکی پھر بیکر یوں یا اس کے مختلف کپڑوں کی یا اس کے غلاموں کے
ثلث کی وصیت میں اگر دو ثلث تلف ہو جائیں تو موصی کہ کے واسطے وہ جو حسب باقی بگیا اول دو ثلثوں میں بیٹھے درہم یوں اور بیکر بیکر یوں میں شایع رہے
کہا اور اگر کپڑے متحد الجنس میں تو وہ درہم یوں کے مانند یوں میں بیٹھے موصی نے کہا کہ میرے ثلث درہم یا ثلث غنم فلائے کے واسطے یوں پھر درم اور غنم کی دو تہائیاں
تلف ہو گئیں تو موصی کہ کے واسطے تمام باقی ہو مثلاً اگر دو درم مال تھا سو پھر درم ضائع ہو گئے تو باقی تین درم موصی کہ کا حق ہو ان خرج من ثلثہ باقی صلیع
مالہ اسی جلی اگر موصی کی صلیع اقسام مال کی ثلث سے بیکے سبب صلیع باقی کو موصی کہ پاویگا کذا ذکرہ فی جلی و ثلثہ الباقی فی الآخرین ای الثلثا ہ
والبیہدوان خرج الباقی من ثلث کل المال او پچھلی دو ثلثوں میں بیٹھے کپڑوں اور غلاموں میں باقی کا ثلث ہو موصی کہ کے واسطے اگرچہ باقی تمام مال کی
تہائی سے بیکے ہم بیٹھے اگر نو کپڑے ہم قیمت یا نو غلام ہم قیمت ہیں اور ان میں سے چھ کپڑے یا چھ غلام ضائع ہو گئے باقی رہے تین تو اس باقی کی تہائی بیٹھے
ایک کپڑا یا ایک غلام موصی کہ کا ہو پھر غلام درہم اور غنم کے کہ ان میں صلیع باقی موصی کہ کا حق ہو و کلاول کل متحد الجنس مکمل او موزون و ثلثا ہ
متحدہ و ضابطہ ما قسم جبراً و کلاول کل مختلف الجنس و ضابطہ ما لا یقسم جبراً او اول بیٹھے درم اور غنم کی مانند ہر چیز متحد الجنس چاہے پچھلی اور درزی
اور کپڑے ایک قسم کے اور قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہو کہ اس چیز کی قیمت زبردستی ہو سکتی ہو اور ثلثا ہ بیٹھے ثلثا ہ او حصیدہ کے مانند ہر چیز مختلف الجنس اور اسکا
قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ وہ چیز قیمت پذیر نہ ہو تو زبردستی سے ہم اشیاء متحد الجنس اگر وارثوں میں شریک ہوں اور بعض وارث قیمت کے طالب ہوں اور بعض
نہ چاہتے ہوں تو قاضی انکو تقسیم کرے گا زبردستی سے اور اگر مختلف الجنس ہیں تو ان میں تقسیم جبری نہ ہوگی و بالعت ولہ دین من جنس الالف و عین قال
خرج الالف من ثلث العین دفع الیہ اور موصی نے ہزار درم کی وصیت کی اور حالانکہ اسکا مال دین ہو لوگوں پر ہزار درم کی جنس سے اور میں بھی ہو
تو اگر ہزار درم میں کی تہائی سے بیکے تو اسکو وہی دیا جائے ہم بیٹھے اگر اسکا تین ہزار کا مترکہ نقد ہو تو اسی نقد میں ایک ہزار درم موصی کہ کو دیے جائے
والا یرج ثلث العین یرفع لہ و کما خرج شی من الدین یرفع الیہ ثلثہ حتی یستوفی حقہ و موالا لفا اور اگر ہزار درم نہ نکلیں بقصد مترکہ سے
تو تہائی نقد کی اسکو دیا جائے اور جہدہ دین سے وصول ہوتا جائے تو اسکی تہائی سے اسکو ملتی جائے یہاں تک کہ اسکا حق ہزار درم

پورے ہو جاوین ہم مثلاً نقد مشرکہ سو سو درم تو کسی درم موصی نہ کو دین اور نقد رویت وصول ہوتا جائے اسکی تمنا دینے رہیں ہزار درم کے بھرنے تک
 و ثلثہ لزیوہ و عمر و ہوا کی عمر وصیت لزیوہ کا حصہ کل الثلث و الاصل ان المیت او المصدقہ و المصدقہ ثلثا علیہ الرحمہ غیرہ و صا رکما نو او موصی لزیوہ و ہزار
 اور اگر وصیت کی تمنا مال کی زید اور عمر و کے واسطے اور حالانکہ عمر و مردہ ہی تو زید کے واسطے پوری تمنا ہی ہو اور اسکا قاعدہ یہ ہے کہ وصیت یا ہزار و مہر و پیر
 مستحق نہیں ہوں کسی چیز کی تو غیر کی فراحم اور مانع نہ ہوگی اور وہ قول اس قول کے مانع ہے کہ اگر وصیت کی زید اور دیوار کے واسطے ہذا اذ اخرج المخرج
 من الاصل اما اذ اخرج المخرج بعد صحة الایجاب بخیر بخصۃ و لا یسل لآخر کل الثلث لثبوت و شریکۃ یہ یعنی استحقاق کل ثلث کا اسوقت ہی جبکہ
 فراحم نہ کوئے والا نکلی ہے اصل وصیت سے لیکن جبکہ فراحم نکلتے صحت ایجاب کے بعد تو اپنا حصہ لیکر نکلیگا اور دوسرے شخص کو تمام ثلث نہ دیا جاوے گا ثبوت
 شرکت کی وجہ سے کما لو قال ثلث مالی لفلان و فلان ابن عبد اللہ ان مت و ہو فقیر فمات الموصی و فلان ابن عبد اللہ غنی کان لفلان
 نصف الثلث چنانچہ اگر موصی نے کہا کہ میرا تمنا مال مثلاً زید و خالد بن عبد اللہ کے واسطے ہو اگر مہر و ون اور خالد محتاج ہو پھر موصی مر گیا اور حالانکہ خالد
 بن عبد اللہ مالدار ہی تو زید کے واسطے نصف ثلث ہو گا موصی اس واسطے کہ خالد جو مالدار ہو گیا وصیت میں داخل تھا محتاجی کے سبب سے اور اب نکل گیا مالدار ہی کی وجہ سے
 تو اس صورت میں زید پوری تمنا بنا دے گا و کذا لو مات احدہما قبل الموصی و فرو و کثیرۃ اور اسی طرح اگر ایک موصی لڑ گیا موصی کے پہلے تو دوسرا موصی لہ نصف ثلث پاوے گا
 اور اصل کی بنا میں بہت ہیں ہم از انجیر یہ ہے کہ اگر یوں کہا کہ میرا تمنا مال زید اور عبد اللہ کا ہے اگر عبد اللہ اس گھر میں ہو اور حالانکہ عبد اللہ گھر میں نہیں ہے
 زید کو نصف ثلث ملے گا اس واسطے کہ ایک شخص کے استحقاق کا بطلان حق ثانی کے از دیا و کا موجب نہیں کہ ان فی النسخ و اصلہ المبعول علیہ اہل متی و دخل فی الوصیۃ ثم
 خرج لفقہ شرطہ لایوجب الزیادۃ فی حق الآخر متی لم یدخل فی الوصیۃ لفقہ الاہلیۃ کان النکل الآخر ذکرہ الذریعۃ اور اسکا قاعدہ معتدہ علیہ یہ ہے
 کہ جب موصی وصیت میں داخل ہو پھر وصیت سے نکل گیا نقد ان شرط کے سبب سے تو دوسرے موصی کے حق میں زیادہ ہو جائے گا موجب نہیں ہوتا اور جبکہ وصیت
 میں داخل ہی ہو نقد ان اہلیت کی وجہ سے تو تمام ثلث دوسرے موصی کے کا ہو گا ایسا ذکر کیا ہے زلیعی نے قبل الجمرۃ وقت موت الموصی والیہ بشیر کلام اللہ ربنا
 لکافی حیث قال لولہ کبریات اللہ قبل موت الموصی اسے آخرہ اور بعضوں نے کہا موت موصی کے وقت کا اعتبار ہی اور اسی کی طرف درک کا کلام بہت عام
 کافی کے مشیر ہی چنانچہ صاحب در نے کہا ہے کہ اگر وصیت کی زید اور بکر کے فرزند کے واسطے پھر بکر کا فرزند مر گیا موصی کی موت سے پہلے الی آخرہ ہم صاحب در کا
 تمام کلام یہ ہے یا وصیت کی زید کے واسطے اور اسکے محتاج فرزندوں کے واسطے اور شرط فوت ہو گئی موت موصی کے نزدیک تو تمام ثلث زید کا ہواں صورت میں
 اس واسطے کہ سعد و موصی کسی چیز کا مستحق نہیں ہوتا تو زید کی فراحم نہ ثابت نہ ہوئی چنانچہ زید اور دیوار کی وصیت میں فوتی اور اسکی ماتہ فقہاء سے
 عالمگیری میں محیطہ نحسی سے منقول ہے کہ ان فی الخطاوی لیکن قول الزلیعی فیما مر اما اذ اخرج المخرج بعد صحة الایجاب الخ صریح فی اعتبار حالۃ الایجاب
 وقیل فیہ روایتان لیکن زلیعی کا قول کلام گذشتہ میں لیجئے جبکہ فراحم خارج ہو جائے بعد صحت ایجاب کے الی آخرہ صریح ہے حالت ایجاب کی اعتبار میں
 نہ موت موصی کے اعتبار میں اور بعضوں نے کہا کہ اس میں دو روایتیں ہیں و لو قال بین زلیہ عمر و ہو وصیت لزیوہ نصف لان کلمۃ بین توجب التخصیص حتی
 لو قال ثلثہ بین زید و سکت فلا نصف ایضاً اور اگر موصی بولا کہ میرا ثلث مال مابین زید اور عمر و کے ہو اور حالانکہ عمر و مردہ ہی تو زید کو نصف ثلث
 ملے گا اس واسطے کہ لفظ بین کا تفسیر کا موجب ہے یہاں تک کہ اگر موصی بولا کہ ثلث مال مابین زید کے اور چپ ہو گیا دوسرے شخص کو ذکر کیا
 تو بھی زید کو نصف ہی ملے گا و ثلثہ ہوا ہی الموصی فقیر وقت الوصیۃ لہ ثلث مالہ عند موتہ سواء اکتسبہ بعد الوصیۃ او قبلہا لما لقرآن ان الوصیۃ
 ایجاب بعد الموت اور اگر وصیت کی ثلث مال کی اور حالانکہ وصیت کرنے والا محتاج ہی وصیت کے وقت تو موصی لہ کے واسطے اسکا ثلث
 مال ہے یعنی اس مال کا ثلث جو موصی کی موت کے وقت موجود ہو خواہ اسے وہ مال بعد وصیت کے کیا یا ہو یا قبل وصیت کے اس واسطے کہ

اوست ہو چکا کہ وصیت عبارت ہے از ايجاب بعد موت سے مطلقاً دی گئی کہ بستر یہ تھا کہ فقیر کی قید نہ کہ رہو تو اطلاق مسیح ہو تا ادا کر کے اوصیٰ عین ادا
تو عاقلین ان کے مال پر وقت ملے گا جبکہ وصیت کی چیز عین یا نوع عین ہو یا ادا اوصیٰ عین یا نوع عین مالہ گناہت غنیمت ملکیت قبل موت
وہ مال نہ ہو کہ باقی رہے بلکہ اوقاف اوقاف و کتب خیرات لیکن جبکہ وصیت عین کی یا اپنے مال سے ایک ادا کی وصیت کی چیز غنیمت غنیمت کی وصیت کی چیز
وہ مال نہ ہو کہ باقی رہے بلکہ اوقاف اوقاف و کتب خیرات لیکن جبکہ وصیت عین کی یا اپنے مال سے ایک ادا کی وصیت کی چیز غنیمت غنیمت کی وصیت کی چیز
سو اسے اس غنیمت کے ادا کرنے کو حاصل کیا ہو وہ لوگوں میں نہ غنیمت عین الی غنیمت عین یا ادا اوصیٰ عین یا نوع عین مالہ گناہت غنیمت ملکیت قبل موت
مال مال ادا اگر اوصیٰ کی غنیمت کے وقت نہ ہو پھر وہ غنیمت کو حاصل کرے پھر مر جائے تو وصیت صحیح ہو قول صحیح میں اس لیے کہ اوقاف وصیت کا نوع ہے
اسی طرح وصیت کا مال سے لینے و دینے عند الموت کا اعتبار ہو تو قال کہ شاعہ من مالی و لیس اقل غنیمت عین غنیمت عین مالہ گناہت غنیمت ملکیت قبل موت
گوشت پختہ ہو پھر مال سے اور مالانہ اس کی ملک میں بھیج کر کی کا گناہت عین ہو تو اسکو گوشت پختہ کی قیمت دیا و گئی بالاعتبار تو کہ شاعہ من مالی و لیس اقل غنیمت عین غنیمت عین مالہ گناہت غنیمت ملکیت قبل موت
شاعہ من مالی و لیس اقل غنیمت عین غنیمت عین مالہ گناہت غنیمت ملکیت قبل موت اور مالانہ اس کی ملک میں بھیج کر کی کا گناہت عین ہو تو اسکو گوشت پختہ کی قیمت دیا و گئی بالاعتبار تو کہ شاعہ من مالی و لیس اقل غنیمت عین غنیمت عین مالہ گناہت غنیمت ملکیت قبل موت
نہیں تو وصیت باطل ہو و جہ فرق بین مسکینین یہ ہے کہ پہلی صورت میں جب گوشت پختہ کو مال کی طرف نہضت کیا تو معلوم ہو گیا کہ اسے گوشت پختہ کی وصیت مراد ہو اور
مالیت حاصل ہوتی ہے مطلق مال میں اور دوسری صورت میں جب گوشت پختہ کو غنیمت کی طرف نہضت کیا تو معلوم ہو گیا کہ عین گوشت پختہ مراد ہو و اس لیے کہ گوشت پختہ کو
غنیمت کا ایک فرد قرار دیا و کہ اوقاف اوقاف مالہ و لا غنیمت نہ و قبل تصحیح اور اسی طرح اگر گوشت پختہ کو اپنے مال کی طرف نہضت کیا اور مالانہ اس کی ملک میں بھیج کر کی کا گناہت عین غنیمت عین مالہ گناہت غنیمت ملکیت قبل موت
باطل ہو اور قبل تصحیح یہ ہے کہ وصیت صحیح ہو و کہ ادا حکم فی کل نوع من انواع المال کا لفظ و الثوب و نحوہا زلیلیں اور اسی طرح گوشت پختہ کا نام نہ حکم ہی قسم
میں اقسام مالی سے چنانچہ کاسب بیل اور پکڑ اور مانند ان کے کذا فی الزلیلیں و ثلثہ لامعات اولادہ و ہن ثلثہ و الفقراء و اسکا کہ میں من ای اموات الاولاد
اسم من خمسہ و سهم الفقراء و سهم المساکین و عند محمد یقسم اسباعا لان لفظ الفقراء و المساکین جمع و اقلہ ثلثان قلنا الی الخیرات تبطل الجہتہ اور اگر وصیت
کی اپنی اموات اولادہ کے واسطے اور فقراء و مسکینوں کے واسطے تہائی مال کی اور مالانہ نام ولتین میں تو اس کے واسطے میں سهم میں پانچ سهموں سے
اور فقراء و مسکینوں کے واسطے ایک سهم ہو اور مسکینوں کے واسطے ایک سهم نام کے نزدیک اور محمد کے نزدیک تقسیم ہوگی سات حصے ہو کر اس واسطے کہ فقراء و مسکینوں کا لفظ
جمع ہو اور اقل جمع دو ہیں ہر جواب کہتے ہیں نام کی طرف سے کہ فقر اور مساکین پر الف لام ہو جنس کا اور الف لام جنسی جمع ہو کہ باطل کر دیتا ہے یعنی تو یہاں ظاہر
میں جمع کا جیسے ہو اور حقیقت میں مفرد و ثلثہ لزیلہ و المساکین لزیلہ و لیس اقل غنیمت عین غنیمت عین مالہ گناہت غنیمت ملکیت قبل موت اور اگر وصیت کی تہائی مال کی زید اور مساکین کے
واسطے تو زید کے لیے نصف و ثلث کا اور مساکین کے واسطے نصف باقی ہو اور محمد کے نزدیک تقسیم ہو گئے ایک حصہ زید کا اور دو حصے مساکین کے واسطے اس لیے کہ اقل
جمع دو ہیں چنانچہ مذکور ہو چکا و لو اوصی بثلثہ لزیلہ و الفقراء و المساکین اسم ثلاثا عند الامام و الفاضل عند ابی یوسف و اخماسا عند محمد اختیار اور اگر وصیت کی
اپنے تہائی مال کی زید اور فقراء و مسکینوں کے واسطے تو تہائی کی تقسیم ہوگی تین حصے ہو کر نام کے نزدیک اور دو حصے ہو کر اولادہ کے نزدیک و باقی حصے ہو کر محمد کے نزدیک
کذا فی الاختیار شرح اختیار و لو اوصی للمساکین کان ہر صرفہ الی مسکین و احد و قال محمد لاثمین علی ما مر فلا یجوز وصیت بالمساکین لاقول من ثلثین عندہ و الخلفاء
فما اذ لم یشر المساکین علو اشار لجماعہ و قال ثلثہ مالی لہذا المساکین لم یجوز صرفہ لواءہ اتفاقا اور اگر وصیت کی مسکینوں کے واسطے تو وہی کو جہاں زید
اسکا نام نہ کرنا ایک سلطان پر لینے بلالان جمیعت کی وجہ سے اور محمد نے کہا کہ دو مسکین پر صرف کرنا لازم ہو بدلیل گذشتہ فیہ اقل جمع دو ہیں تو جو مال کہ مسکین
سکے واسطے ہر ایک کا حصہ کرنا دو مسکینوں سے کہ ہر ایک پر ہر نصف محمد کے نزدیک اس پر خلاف اس صورت میں ہر جبکہ وصی نے مساکین کی طرف اشارہ کر کے مسکین نہیں کر دیا
سو اگر کسی نے ایک جماعت کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ مسکین تہائی مال دے دو تو ان کے واسطے ہو تو اگر صرف کرنا ایک مسکین کی طرف یا اتفاق نام اور محمد کے جہاں نہیں و

و

[illegible]

وصیت اور میراث ہر مقدم ہے پھر اسکی کیا وجہ کہ وصیت کی تمنا کی رو سے ایمان جدا ہو مین بدون اعتبار دین کے خلاصہ جواب یہ ہے کہ مقدم
تقدم دین بیان اس کے عدم تعین کے سبب سے ہوئی طریق تعینہ ماذکر اور دین مذکور کے مقرر اور معین ہو جانے کا طریقہ وہ ہے جو مذکور ہو گیا یعنی
تصدیق فریقین کی یہی وہ شرط ہے بلکہ اقرار واجب المولیٰ بثلث الاقرباء و بالقی قلم تو مقدم دین کا وارثوں نے اقرار کیا وہ انکی دو تہائیوں لیا جاوے گا اور باقی دھائیہ
اقرار کیا وہ انکی تہائی سے لیا جاوے گا اور جو باقی رہے گا بعد دین او اگر سنے کے وہ انکا ہی حصہ جو دو تہائیوں میں باقی رہے گا وہ وارثوں کا ہے اور جو ایک
تہائی سے باقی رہے گا وہ اہل وصایا کا ہے و تکلف کل علی العلم لادعی الزیادۃ اور ہر فریق قسم کھائے انہی دہشت پر اگر وہ علی کچھ زیادہ دعوے کرے یعنی
ہر فریق یوں قسم کھائے کہ و اللہ ہم ہی قدر دین کو جانتے ہیں قلت ابی لو كانت الوصایا دون الثلث بل یعزل الثلث کما ام لہم ر الوصایا لم ارہ
باقی رہا یہ احتمال کہ اگر وصیتیں تہائی مال سے کم ہو تو کیا پوری تہائی نکال رکھی جاوے گی یا بقدر وصیت کے میں نے اسکی تصدیق
کتاب فقہ میں نہیں دیکھی ولیقی ایضا بل یزعم ان یصدقہ فی اکثر من الثلث یراجع ابن الکمال اور یہ بھی احتمال باقی ہے کہ یا انکو لازم ہے کہ ہر
انکی تصدیق کریں ثلث سے اکثر میں اسکے واسطے ابن کمال کی طرف رجوع کرنا چاہیے ہم یہ اصل اعتراض ہر ذیلی کا سوا بن کمال نے فقط ذیلی کا اعتراض
بدون جواب کے ذکر کیا ہے اور بعضوں نے ضعیف جواب دیا جس سے ذیلی کا اشکال ساقط نہیں ہوتا لکن فی المطلاوی مختصر دلائلی وارثہ اوقا تملکہ
انصت الوصیۃ و بطل وصیۃ للوارث والقائل لانہما من اہل الوصیۃ علی ما مر ولذا یصح با جازۃ الورثۃ اور اگر وصیت کی اجنبی شخص اور اپنے وارث
یا اپنے قاتل کے واسطے تو اجنبی کو نصف وصیت ملیگی اور اسکی وصیت وارث اور قاتل کے حق میں باطل ہوگی اجنبی کو نصف ملے گا نہ کل اسواسطے کہ
وارث اور قاتل وصیت کے مستحق ہیں بنا براس قول کے جو گذر گیا اور اسی واسطے وصیت وارث اور قاتل کے واسطے صحیح ہو جاتی ہے وارث کی اجازت
سے ہم بر خلاف اس وصیت کے کہ موصی نے زندہ اور مردہ کے واسطے وصیت کی تو سب کا مالک زندہ ہوگا اسواسطے کہ مردہ وصیت کا مستحق نہیں تو فرام
بھی ہوگا بخلاف ما اذا اقرہ بین اودین لورثۃ ولا اجنبی حیث لا یصح فی حق الاجنبی ایضا لانه اقرار بقدر سابق بینہما فاذا لقا بعضہ
لحا باقیہ ضررۃ بر خلاف اس کے جبکہ عین یا دین کا اقرار کیا اپنے وارث اور اجنبی کے واسطے کہ وہ وصیت صحیح نہیں اجنبی کے حق میں بھی اسلئے کہ یہ
اقرار ہر عقد سابق کا یعنی دونوں کی شرکت کا زمانہ ماضی میں پھر جبکہ بعض لغو ہو گیا تو باقی بھی بالظہور و نحوہ ہر اہم عدم صحت کی وجہ یہ ہے کہ وصیت انشاء
تصرف ہے یعنی وارث اور اجنبی کے واسطے تملیک ابتدائی ہے اور اقرار اخباری موجود سابق سے اور حالانکہ گئے خبر دی ہے و صف شرکت زمانہ ماضی میں تو اب
اقرار کا اثبات بدون شرکت کے نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی خبر کے مخالف ہے اور نہ اثبات اقرار کا شرکت کے ساتھ ممکن ہے اسواسطے کہ وارث اس میں
شریک ہوا جاتا ہے کذا فی المطلاوی عن الذیلی مختصر آقیل ہذا اذا تصادقا فان انکر احدہما شد کہ الآخر صح اقرارہ فی حصۃ الاجنبی عنہ محمد و
عنہما بطل فی اکل لما قلنا ذیلی بعضوں نے کہا یہ یعنی عدم صحت اقرار اسوقت ہے جبکہ وارث اور اجنبی ایک دوسرے کی تصدیق کو
پھر اگر ایک دوسرے کی شرکت کا انکار کرے تو وارث کا اقرار اجنبی کے حصہ میں صحیح ہوگا محمد کے نزدیک اور شیخین کے نزدیک سب
حصے میں باطل ہے اسوجہ جو ہم نے بیان کی کذا فی الذیلی ولو اوصی بثلث اب متفادۃ تجید و وسط و ردی ثلثۃ نفس لکل
منہم ثوبۃ فضاغ منہا ثوب و لم یدر ای ہو و اوارث یقول لکل منہم یک حق بطلت الوصیۃ بہما لہ المستحق کو وصیت
لاحد ہرین الذیلین اور اگر وصیت کی عمدہ اور متوسط اور ناقص متفاوت کپڑوں کی تین شخصوں کے واسطے ہر آدمی کے لیے ایک کپڑا پھر اگر
تینوں کپڑوں سے ایک کپڑا ضائع ہو گیا اور معلوم نہیں کہ کونسا تلف ہوا و موصی کا وارث کہتا ہے ہر ایک آدمی سے کہ تیرا حق تلف ہو گیا تو وصیت باطل
ہوگئی مستحق کے معلوم ہونے سے جیسے ان دو مردوں میں ایک کے واسطے وصیت باطل ہے یعنی اگر موصی نے کہا کہ ان دو شخصوں میں سے ایک شخص کے واسطے میں

اور وصیت کا اقرار ایسا نہیں ہو سکتا کہ وصی کہ وارثوں کا شریک ہے تو وصی کہ کچھ نہ پاویگا جتنا کہ وارث کو وہ مانہ سکے گذائی النسخہ بامنتہ قولہ دست
بعد موت الموصلی ولہ اوکلا ہما یخرجان من الثلث فہما الموصلی لہ اور اگر وصیت کی نوٹڈی کی سو وہ بیٹا جی سو وصی کے مر جائے سکے بعد اور نوٹڈی لو
اٹھکا بیٹا سو وصی کی تہائی مال سے نکلتے ہیں تو وہ دونوں وصی کہ کے بین والا یخرجان اخذ الثلث منہا ثم ستم لان القیغ لایزاحم الاصل ذمالا یاخذ منہا الی ہا
اور اگر دونوں ثلث مال سے نہ نکلیں تو وصی کہ تہائی لیکا نوٹڈی سے پھر اسکے ولد سے اسوا سیکے تا بیع فراحم نہیں ہوتا اصل کا اور صاحبین نے لکھا کہ دونوں
برابر لیکا ہم صورت مسک یہ کہ ایک شخص کے ۶۰۰ درم اور ایک نوٹڈی ہو ۲۰۰ درم کی قیمت کی سو اسنے نوٹڈی کی وصیت کی ایک مے دے واسطے پھر وہ لیکا جی ۶۰۰ درم
کی قیمت کا کتاب موصلی کا مال ۱۲۰۰ درم کا ہو تو مال کی تہائی ۴۰۰ درم ہو تو مال کے نزدیک موصلی کہ کو پوری نوٹڈی ملے گی اور تہائی لیکا اور صاحبین نے لکھا کہ نزدیک
ہر ایک سے دو تہائی لیکا اسوا سیکے کہ لیکا وصیت بین بالتیغ دخل ہو اور تہا ج ہوگا وصیت سے سبب انفصال کے اور مال کی دلیل یہ کہ مال اصل ہو اور لیکا
تا بیع اور تا بیع اصل کا فراحم نہیں ہوتا تو اگر دونوں میں وصیت نافذ ہو تو بعض اصل میں وصیت قائم نہ رہی اور یہ جائز نہیں ہو گذائی الخوطا دی ہذا اول دست
قبیل القسمۃ وقبول الموصلی لہ قلب بعد فلو موصلی لہ لاند نما و ملکہ دکنہ الویجہ القبول قبل القسمۃ علی ما ذکر القدوری یہ حکم مذکور اسوقت ہے جبکہ نوٹڈی قسمت ہو کہ
اور موصلی کہ کے قبول کرنے سے پہلے جی ہو تو اگر بعد قسمت اور بعد قبول کے جی ہو تو وہ لیکا موصلی کہ کا ہر سو واسطے کہ اسکی ملک کی بڑھتی ہو اور اسطرح لیکا موصلی کہ کا ہو
اگر قبول کے بعد اور وصیت سے پہلے پیدا ہو بنا بر کس قول کہ جو وہ درمی نے ذکر کیا ہو تو قبول موت الموصلی فلو ثلثہ اور اگر نوٹڈی جی ہوگی کہ موصلی کہ سے پہلے تو لیکا وارثوں کا ہر بیٹے ہو واسطے
کہ وہ وصیت کی تحت میں داخل ہو اور وصیت کی ملک پر باقی رہا کہ انی اسبا لگیریہ ولکسبک لولہ فیما ذکر اور نوٹڈی کی کمائی ولد کے مانند ہو حکم مذکورین

باب المتقی فی المرض

یہ باب ہر بیمار کے آزاد کرنے میں م چونکہ اعتقاد فی المرض یعنی وصیت ہو اسوا سیکے کہ وہ تبرع ہو اسوقت میں جبکہ وارثوں کا حق متعلق
ہو گیا لہذا اسکو کتاب الوصایا میں مذکور کیا لیکن اسکو صریح وصیت سے متاخر کیا اسوا سیکے کہ تبرع اصل ہو یعنی بحال العقد فی تصرف تبرع
ہو الہی اور جب حکم فی الحال حالت عقد کا اعتبار ہوتا ہے تصرف تبرع میں تبرع ہی جو اپنے حکم کو فی الحال واجب کر دے ہم اور تصرف
مضاف الے الموت تصرف تبرع کے مقابل ہو سو اسگے مذکور ہو گا فان کان فی الصحۃ فمن کل مالہ والا فمن ثلثتہ تو اگر تصرف تبرع وصیت کی حالت
میں ہو تو اسگے تمام مال سے نافذ ہوگا اور اگر مرض کی حالت میں ہو تو اسکی تہائی مال سے نافذ ہوگا والہذا تصرف الہی ہوا لہذا دیکھو فیہ
معنی التبرع حتی ان الاقرار بالبدین فی المرض ینفذ من کل المال والکفاح فیہ ینفذ بقدر المثل من کل المال اور جو تصرف تبرع کہ ثلث مال سے
نافذ ہوتا ہو حالت مرض میں مراد اس سے وہ تصرف ہی جو التہا ہو اور اس میں تبرع کا معنی ہو تو مرض میں دین کا افسرار تمام مال سے نافذ ہو
اور نکاح مرض میں بقدر مہر مثل کے نافذ ہو کل مال سے ہم اقرار جہشہ راز ہو انشاء سے اسوا سیکے کہ اقرار تصرف اخباری ہے نہ انشائی اور نکاح
احتمال ہی معنی تبرع سے اسوا سیکے کہ نکاح تصرف انشائی ہو لیکن اس میں تبرع نہیں ہے والمضاف الے موتہ وہو ما واجب حکم
بعد موتہ کانت حر بعد موتی او ہذا المرید بعد موتی من الثلث وان کان فی الصحۃ اور جو تصرف کہ عاقد کی موت کی طرف مضاف ہے وہ ثلث
مال سے نافذ ہوتا ہو اگرچہ وصیت میں واقع ہوا ہو تصرف مضاف الے الموت وہ ہے جو اپنے حکم کو بعد موت عاقد کے واجب کرے چنانچہ
یون کہنا اپنے قلام سے کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہو یا میری موت کے بعد مرض صبح منہ کا لکھتے اور جس بیماری سے عاقد چکا
ہو جائے وہ وصیت کے مانند ہے ہم اسلئے کہ وارث اور غیر ہم کا حق متعلق نہیں ہوتا مریض کے مال سے مگر اسگے مرض الموت میں اور چکا ہو جانے سے ظاہر ہو گیا
کہ اسکا مرض جو تھا مرض الموت نہ تھا والحقہ المفلوج والمسلول اذا تطاول لم یقعد فی الفراش کا صبح مجتبیٰ ثم مریض حد التطاول مسنۃ وفی المرض

بیمار متقی

المعتبر المبیح لصلوۃ قاعدہ اور چاند اور مقلوب اور مسلول کا مرض جب متداول اور مزمن ہو جائے اور اسکو بستر پر نہ ڈال سکے تو وہ تندرست کے برابر ہی احکام شرعی میں کذا فی الکتبی پھر صاحب مجتبیٰ نے متداول مرض کی ہر چیز یا ان کی ہر ایک سال یا دو مرض متبر کی حد وہ ہی جو مباح کر دے نماز کو پیشہ ہم مرض متبر شیعہ مس مرض میں لغو تصرف انشاء کے کائنات مال سے متبر کی کذا فی الطحاوی اختلاقہ و محاباۃ وہبتہ و وقفہ و ضمانہ کل ذلک حکم حکم و صیغہ مرض کا حقیقی اور محاباۃ اور ہبہ اور اسکا وقفہ اور ضمانہ ہونا اس ہر ایک کا وصیت کے حکم کے مانند ہر موقوفہ کو وہ وصیت نہیں ہیں بلکہ وصیت کے مشابہ ہیں اس واسطے کہ وصیت عبارت ہے از یجاب بعد الموت سے اور یہ تصرفات متبر ہیں فی الحال لیکن چونکہ مرض میں واقع ہو سکے تو در حکم وصیت ہو سکے حق و رش کے تعلق کی وجہ سے محاباۃ کی صورت یہ ہو کہ سودرم کی چیز ۵۰۰ درم کی چیز سودرم کو خرید کر کے توفیق مثل سے زائد خرید ہیں اور وصیت مثل سے ناقص بیع میں اسی کا نام محاباۃ کی کذا فی الطحاوی فیہ تجبرین الثالث کما قد مرنا فی الوقف ان وقف المریض المدیون بحیث باطل غایظہ و یجوز جبکہ تصرفات مذکورہ وصیت کے مانند ہو سکے تو ثلث مال سے متبر ہو سکے چنانچہ آگے ذکر کیا ہو کہ کتاب توفیق میں یہ کہ مرض میں مدیون ہیں چنانچہ بطل باطل ہو تو اسکو یا دیکھنا چاہیے اور تحریر از تفریح کرنا چاہیے ویزا احم اصحاب الوصایا فی الفرض او باطل و صایا سے نزہت و تفریح ہوگی ضرر چھبیں بھینچہ خشت اور محابی اور ہبہ سودرم اور قیام اور مضمون کہ ضرر چھبیں کر لینگے اصحاب صایا کے ساتھ تو اگر ثلث مال سے بیکہ واسطہ کفایت ہو گیا فہو المراد و وجہ ہبہ لینگے اور وصیت میں ہر ایک حصہ معتبر ہوگا فراحت کا مطلب یہی مجسمہ کھلا ہو کذا فی الطحاوی و لم یصح العبد ان یشترک لان المنع لقطع بالاجازۃ اور غلام ہو کر لگا انکی اجازت سے استعمال میں اگر اس کے علق کی اجازت ہو گئی وارثوں کی طرف سے اس واسطے کہ منع حق تھا وارثوں کے حق کے سبب سے تو وہ ساتھ ہو جا دیکھا انکی اجازت سے فان حاجی فخر و طلاق ثلث عنہا فی اسے المحاباۃ احم پھر اگر مرض میں محاباۃ کی پھر غلام کو آزاد کیا تو اسکا ثلث مال محاباۃ اور اعتاق سے ملے گی کرنا ہو یعنی تہائی میں دونوں تصرف کی گنجائش نہیں ہو تو وہ یعنی محاباۃ یا سودرم جو اعتاق پر ہم صورت اسکی یہ ہو کہ ۲۰۰ درم کی قیمت کا غلام ایک سودرم کو بیچا پھر کس غلام کو جبکی قیمت سودرم ہو آزاد کیا اور مرض کا کچھ مال نہیں ہو سکے ان دونوں کے تو ثلث مال یعنی سودرم محاباۃ میں صرفت ہو سکے کذا فی الدرر و فیکسہ بان خرصائی استویا اور اول صورت کے بالکس یعنی اول اعتاق کیا پھر محاباۃ کی تو دونوں برابر ہیں ہم صورت اسکی یہ ہو کہ جس غلام کی قیمت سودرم ہو آزاد کیا پھر وہ غلام جسکی قیمت دو سودرم ہو سودرم کو بیچا تو ثلث مال یعنی سودرم کی قیمت دونوں میں نصف نصف ہوگی تو عبد بحق نصف نصف آزاد ہوگا اور نصف قیمت میں سہی کر لگا اور صاحب محاباۃ دوسرے غلام کو ۵۰ درم دیکھ کر یہ کر لگا کذا فی الدرر و قال اعنفہ اول فیما اور صاحبین نے کہا کہ غلام کا آزاد ہونا دونوں صورتوں میں مقدم ہو و وصیت بان بعتق عنہ ہذا الما عبد لا تنفذ الوصیۃ بالعتق ان ہلک درہم لان القرۃ تتفاوت بتفاوت قیمتہ العبد اور مرض کی وصیت اس طرح ہو کہ اسکی طرف سے غلام آزاد کیا جاوے ان سودرموں سے خرید کر کے تو وصیت نافذ نہ ہوگی باقی درہم سے اگر ایک درم بھی سودرموں سے تلفت ہووے اس واسطے کہ اقرب الی الله متفاوت ہو جاتا ہے قیمت عبد کے تفاوت سے بخلاف الحجج بخلاف حج کی وصیت کے یعنی اگر وصیت کی کہ اسقدر درہم سے میری طرف سے حج کیا جائے پھر ان درہم سے ایک درم یا زیادہ تلف ہو سکے تو وصیت قائم ہو باطل نہیں و قال لا ہما سود اور صاحبین نے کہا کہ علق اور حج کی دونوں وصیتیں صحیح ہیں کوئی باطل نہیں و تبطل الوصیۃ بعتق عبدہ بان اوصی بان یعتق الوثرۃ عبدہ بعد موتہ ان جنی بعد موتہ فخرج بالجنایۃ تکاویج بعد موتہ بالدرن اور باطل ہوتی ہے وصیت اپنے غلام کے آزادی کی یعنی یون وصیت کی کہ وارث اسے غلام کو کسے مرنے کے بعد آزاد کریں تو وصیت باطل ہوگی اگر غلام سے بعد موت وصی کے جنایت واقع ہوئی ہو غلام جنایت میں دیا گیا چنانچہ اس صورت میں وصیت باطل ہوتی ہے اگر وہ بیچ گیا موت کے بعد وصی کے دین میں ہم وہ بطلان نہ ہو کہ ملی جنایت کا حق مقدم ہو وصی اور وصی کے حق پر اور اسی طرح وارث کا حق مقدم ہو ان قدری الوثرۃ اسبطل

بَابُ الْوَصِيَّةِ الْاِقَارِبِ

باب الوصیۃ الاقارب وغیرہم

یہ باب جو وصیت اقارب وغیرہم کے بیان میں جاریہ سن بصق یہ وقلاسن لیکن فی محلۃ وچھبہ مسجد المحلۃ وچھبہ مستحسان وقال الشافعی الجار
اسے اربعین دارامن کل جانب دی کا ہمسایہ اور پڑوسی ہو جو اسکے گھر میں ملاصق اور متصل ہو اور صاحبین نے کہا کہ جو ایک محلہ میں رہتا ہو اور
محلہ کی مسجد انکی جامع ہو یعنی اسی مسجد میں سب اہل محلہ نماز پڑھتے ہوں اور یہ قول صاحبین کا مستحسان ہے اور امام شافعی نے کہا کہ پڑوسی ہم گھر کا پڑوسی
ہر طرف سے ہم گھر کے ملازمین کا جب وصیت کی اپنے ہمسایوں کے واسطے تو یہ وصیت اسکے گھر کے ملازمین کے واسطے ہو خواہ اسکے دروازے قریب ہوں
یا بعید امام کے نزدیک کذا فی العینی وصہرہ کل ذی رحم محرم من عرسہ کا بائنا و اعماہما و اقوالہما و اقوالہما وغیرہم بشرط موتہ وہی موت کہ حیات و
مقتدرہ من حیثی اور آدمی کا صہرہ یعنی شہر ال کے لوگ وہ ہیں جو مرد کی جوہر کے محرم قرابت دار ہیں چنانچہ عورت کے باپ دادا اور اسکے
چچے اور اسکے ماموں اور اسکی بہنیں اور اسکی سواسے اور محرم لوگ بشرطیکہ مرد مر گیا ہو اور وہ عورت اسکے نکاح میں یا طلاق جہی کی قدرت میں ہو
فلو من بائن لا یستحقان ان ورثت بہ سوا اگر عورت طلاق بائن کی قدرت میں ہو تو صہرہ مستحق وصیت کا نہوگا اگرچہ عورت زوج کی وارث ہوگی
قال الحلوانی ہذا فی عرفہم واما فی عرفنا یختص بالوہیما عنایہ وغیرہما و اقراہ القستانی قلت لکن جزم فی البراءان وغیرہ بالاول و اقراہ فی الشہر
عہ انی سئل کہا کہ یہ صہرہ کی تعریف متقدمین کے عرف میں تھی اور ہمارے عرف میں تو صہرہ کا لفظ عورت کے والدین کو مخصوص ہے یعنی خسر اور
نوشہر امن کذا فی العنا یہ وغیرہما اور قستانی نے اسکو ثابت رکھا ہے میں کہتا ہوں لیکن برمان وغیرہ میں اول قول پر یقین کیا ہے اور شہرہ
میں اسکو ثابت رکھا ہے ثم نقل عن العینی ان قول الدرایہ وغیرہما انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما تزوج صفیہ صواب جویریۃ منیت الحارث قلت فلیعقل
ہذا القسائۃ تو پھر شہرہ بنو اللہ میں عینی شارح ہدایہ سے یہ نقل کیا کہ ہدایہ وغیرہ کا یہ قول کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ حضرت صفیہ سے
نکاح کیا حق اور شہرہ یہ ہے کہ حضرت جویریہ بنت حارث سے نکاح کیا میں کہتا ہوں تو اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیے ہم عینی نے سنن ابو داؤد وغیرہ
نقل کیا کہ جویریہ بنت حارث ثابت بن قیس کے حصہ میں واقع ہوئیں انھوں نے انکو مکاتیب کیا ادا سے بدل کتابت کے واسطے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں حضرت نے ان سے نکاح کیا جب اصحاب نے یہ سنا تو جو لوگ حضرت جویریہ کی برادری کے صحابہ کے حصہ میں آئے تھے انھوں نے انکو
آزاد کر دیا حضرت کے اکرام کے واسطے اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور مدینہ منورہ خانہ دار تھے انتہی شہرہ او فتنہ زوج کل ذی
کذا فی السنج قلت اما حق لعامة الکتاب ذات رحم محرم منہ کا زواج بناتہ و عمامہ اور ان کا فتنہ اسکے محرم عورت کا شوہر چوتھی چوتھی
بیٹیوں اور چچہ بیویوں کے شوہر شارح نے کہا من کے نسخوں میں اسی طرح کل ذی رحم و اقراہ ہو اور اکثر کتب فقہ کے موافق کل ذات رحم ہو و کذا کل ذی رحم
من اذہن قبل ہذا فی عرفہم واما فی عرفنا یختص بالوہیما عنایہ وغیرہما و اقراہ القستانی وینبغی فی دیارنا ان یختص الصہرہ بالزوجة
والفتن بزوجة البنت لانه اشہد اور اسی طرح فتن عبارت بنات اور عمامہ کے شوہر کے ہر قرابت دار سے بعضوں نے کہا یہ تعریف صہرہ اور
فتن کی متقدمین فقہاء کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف میں صہرہ اور فتن کا شوہر ہے کہ ذی الزلیعی وغیرہ قستانی نے
اتنا زیادہ ذکر کیا ہے اور ہمارے ملک میں یوں لائق ہے کہ صہرہ خاص کیجیے اور فتن بیٹی کے شوہر یعنی داماد پر خاص کیجیے سو ہو طیکہ اب یہی مشہور ہے
ایضاً ہر طرف ہے کہ دیار مدی کا رواج اور عرف متقدمین اور ایک ملک کا عرف دوسرے ملک پر جاری نہیں ہوتا کذا فی الطحاوی واہلہ روجتہ وقال
کل من فی عیالہ و لہ غیرہما لیکہ و قولہما مستحسان طرح کلمہ قالہ ابن الکمال و ہو مؤید بالنقل قال اللہ تعالیٰ علیہ و اہلہ الامراتہ انتہی قلت و جوابہ
فی المطولات اور اہل عبارت ہے اسکی روجہ سے اور صاحبین نے کہا کہ جو اسکے عیال اور فقہ میں داخل ہو سکی تو مذی اور غلام کے وہ اسکے اہل ہیں

ہمسفرین اور اسپرد مال نہیں جو سدا و ست پر تعہد ہوا الا نص صریح اور حدیث سے کہ (کل شئ بین انشی ثلث لایسیر الا مکان من فاطمۃ بنت علی) تو ان
 اگرچہ عورت کا نسب قریب ہو تو یہ خیر وصیارت ہے یہی چنانچہ لفظ حدیث میں ہے اسکی ازنی کذا فی الطحاوی و ان اوصی الاقارب لایذی قریبہ
 کذا نسخ قلت صوابہ لاذی اولاد حاسبہ اولادہ ای قریبی الا قریب فالاقرب من کل قریب ثم قوم ثم اولادہ و وصیت کی اپنے اقارب کے واسطے
 یا اپنے قریب والوں کے واسطے یا اپنے ذوی الارحام یا اپنے اہل الغائب کے واسطے تو یہ وصیت قریب ترکہ واسطے پھر ان کے بعد جو اولاد
 قریب تر ہو موصی کے ہر قریب دار محرم سے شاریح منہ کہ ان کے مستحق ہیں اسی طرح لذی قریبہ مرقوم ہو میں کہ ان سون لذی قریبہ وصیت جمع
 شخصیک ہر ہم لذی قریبہ مفرد ہو اور یہ سب سبب ایضہ شاریح ہر لفظ شاریح سے صیغہ جمع کو صواب کہا اور مترجم نے اسی وجہ سے صیغہ جمع کا
 ترجمہ کیا ولای یخل الا اولادہ ان قبل من قال اولادہ ثریبا فهو عاق و الاولاد و لومنون عین بکفر اورتی کہ ایضہ عموم قولہ اولادہ شریف اور اقارب
 کی وصیت مذکورہ چرن مان باپ اور بیٹا اور ورثہ موصی کا ذاتی نہیں اگرچہ والدین اور فرزند شریعت میں لایسیر ہوں سبب کفر یا ملکیت کے
 چنانچہ عموم وارثہ ثابت ہوتا ہے جنہوں کے کہ ان کے فرزند اپنے باپ کو قریب کہہ دے و خزان ہر ہم ہر خزانہ کی یہ کہ اہل لغت کے عقیدے میں
 قریب اسکو کہتے ہیں جو غیر سبب قریب کرے اور شخص کے واسطے سبب اور قریب والہ کا ولد ہے بنفہ ہر لایسیر کذا فی الرضی و اما لکنہ و ولد اولادہ فی طحاوی
 الروایۃ فیقول لا واختارہ فی الاختیار اور دوا اور پوتا تو قریب کی وصیت میں داخل ہیں طحاوی روایت میں اور بعضوں نے کہا کہ داخل نہیں اور اسکا
 پسند کیا ہو اختیار شرح مختار میں ہم قنای سے عالمگیری میں بدلے سے نقل کیا کہ عدم دخول کا تو دل سچ ہو ویکون الاثنین فصما لکنہ اپنے اقل الجمع
 فی الوصیۃ اثنان کما فی المیراث اور اقارب کی وصیت مذکورہ دو شخصوں اور زیادہ کے واسطے ہوگی ایسے کہ وصیت میں میراث کے ماننے اقل جمع
 دو ہیں ہم مانہ اس وصیت میں چار شرطوں کو اختیار کیا ہے اول یہ کہ شخص دو شخص ہیں یا زیادہ و ثانی یہ کہ موصی کا قریبہ وارث ہو سہری بہ کہ قریب
 فالاقرب خیر و اولیٰ ہے ہر اقرب کے وجود سے مانہ میراث کے چوتھی یہ کہ موصی کا وارث نہ ہو و جہت اہل مراد میں برابر ہیں کذا فی عالمگیری و قالون
 لہ الموصی عثمان خالان فی حمیہ کالارث و قالوا باحوا و اگر وصیت اقارب میں موصی کے دو چچا اور دو ماموں ہوں تو وصیت اسکی دونوں چچاؤں کے
 واسطے میراث کے مانند ہو اور صاحبین نے کہا چار حصے ہونگے دو چچاؤں کے واسطے اور دو حصے ماموں کے واسطے شاریح نے تمثیل میراث سے اسکا
 اشارہ کیا کہ تادی و سائل کے وقت بہت آوی قبر ہو تو چچا مقدم ہونگے ماموں پر کذا فی الطحاوی و لولہ تم و خالان کان لہ النصف و لہا النصف
 و قالوا لانا اور اگر موصی کا ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو چچا کے واسطے نصف مال ہو وصیت کا اور دونوں ماموں کے واسطے نصف باقی و اوہا میں
 کہ ان میں تھا و مال ہو گا یعنی ہر ایک کو تہائی بیگہ برابر و لو عدم احد لا غیر فلہ النصف و لیسر و النصف الا خالی الورثہ عدم من یستحقہ و اگر موصی کا
 ایک چچا ہونہ اور کوئی تو اس کے واسطے نصف وصیت ہو اور نصف ثانی اور اس کے وارثوں کو دیا جائے کیونکہ اسکا کوئی مستحق نہیں و لو تم و خالان
 لا سوا قریبہما اور اگر موصی کا ایک چچا اور ایک عمہ تو وہ دونوں برابر ہیں اس واسطے کہ دونوں قریب یکساں برابر ہو و لو عدم المیراث
 خلافا لہما اور اگر موصی کا کوئی محرم نہ ہو تو اقارب کی وصیت باطل ہوگی بر خلاف صاحبین کے ہم صاحبین کے نزدیک اگر محرم نہ ہو مگر محرم کی طرف سے
 وصیت حرم ہوگی ایسے کہ ان کے نزدیک اقارب میں و احوال اور احوال کے سبب شریعت وارد داخل ہیں کذا فی الطحاوی و لولہ خالان فی لکنہ و الاشی
 سوا اولاد ہم الولد لیم کل حتی الحمل اور اگر وصیت کی فلاں شخص کے ولد کے واسطے تو یہ وصیت مرد و عورت کے واسطے برابر ہو اسواسطے کہ لکنہ
 اسہم مرد و عورت دونوں کو شامل ہے بیان تک کہ بیٹ کے بچے کو بھی شامل ہے ولای یخل ولد ابن مع ولد صلب اور خصل نہ ہو گا پوتا
 فرزند صلبی کے ساتھ فلولہ نبات اصلبہ بنو ابن فی البنات عملا بانقیۃ اور اگر فلاں شخص کے صلبی بیٹیاں اور پوتے ہوں تو وصیت

ترجمہ اردو و فقہ حنفی
 فی الوصیۃ
 و لولہ خالان
 و لولہ خالان
 و لولہ خالان

ہیثیون کے واسطے جو حقیقت میں عمل کرنے کی راہ سے یعنی پوتوں کو ولد کننا باعتبار تہا کے ہوا ہیثیون کو بتا بر حقیقت کے ہوا اور حالانکہ حقیقت

مقدم ہر مجاہز فائدہ عزت صرف الی الی از تحریر عن التعلیل پھر اگر حقیقت مستند ہو تو کلام پھر جاوید کا مجاہز کی طرف تہا کہ کلام یا وصیت ہو گا اور یہود و نصاریٰ

ہم جبکہ فلاں شخص کی اولاد کے واسطے وصیت کی اور اس کی اولاد صلیب میں ہے تو اب وصیت میں پوتے داخل ہونگے کذا فی عالمگیریہ و لا یرحل

اولاد البنات عن محمد بن یحییٰ عن اختیار او ہیثیون کی داخل ہوگی اور محمد سے ایک روایت ہے کہ داخل ہوگی کذا فی الاختیار و لو رثتہ فلان الذکر

مثل حیلہ الانثیین لانه اعتبر الوراثۃ اور اگر وصیت کی فلاں کے وارثوں کے واسطے تو مرد کو دو و عورتوں کے برابر حصہ ہوگا اس واسطے کہ

موسیٰ نے وراثت کا اعتبار کیا لہذا بطور میراث کے دیا جاوید کا و شرط صحتمل اسے الوصیۃ ہوتا اسے فی الوصیۃ لورثۃ فلان و مالی

معنا یا عقوبت فلان موت الموصی لورثۃ او عقبہ قبل موت الموصی لان الورثۃ و عقبہ انما یکون بعد الموت و یرید ان یفہم فلاں

کے وارثوں کی وصیت میں اور جو اسکے معنی میں ہو چنانچہ عقب فلاں کے وصیت میں صحیح ہونے وصیت کی شرط یہ ہے کہ فلاں شخص جسکے

وارثوں اور پس ماندوں کے واسطے وصیت ہوئی مرگیا ہو موصی کی موت سے پہلے اس واسطے کہ وراثت اور پس ماندہ صادق نہیں آتا مگر

اس کی موت کے بعد تم انکان معہم موصی لہ آخر قسم بنیم و بینہ طے عدد البروس ثم ما اصاب الورثۃ یقسم بینہم لکن لا انثیین کما مر پھر اگر وارثوں

کے ساتھ دوسرا موصی لہ بھی ہو تو مابین وراثتہ اور مابین دوسرے موصی لہ کے تقسیم علی عدد البروس ہوگی پھر جو وارثوں کو حصہ ہوگا تو ان کے مابین

مرد کو دو و عورت کو نصف اس کا تقسیم ہوگا چنانچہ مذکور ہو چکا فلاں مات الموصی قبل موتہ ذی الموصی لورثۃ و عقبہ بطاعت الوصیۃ لورثۃ

او عقبہ پھر اگر وصیت کرنے والا مرگیا اس شخص کے مرنے سے پہلے جسکے وارثوں اور عقبہ کے واسطے وصیت ہوئی تو اسکے وارثوں اور عقبہ کے واسطے

وصیت باطل ہوگئی تم انکان معہم موصی لہ آخر قولہ وصیت لفلان و لورثۃ و عقبہ کانت الوصیۃ کلہا لفلان الموصی لہ دون و رثۃ و عقبہ لان الائم

لا یتناولہم الا بعد الموت و تمامہ فی السراج پھر اگر وارثوں کے ساتھ دوسرا شخص موصی لہ ہو چنانچہ موصی کا یہ قول کہ میں نے وصیت کی

فلاں شخص کے لیے اور اسکے وارثوں اور عقبہ کے لیے تو بالکل وصیت فلاں موصی لہ کے لیے ہوگی نہ اسکے وارثوں اور عقبہ کے واسطے اس لیے کہ

وارثوں کا اسم شامل نہیں انکو مگر بعد مرنے اس شخص کے اور اسکا پورا بیان سراج دہاج میں ہے و فیہ عقبہ ولدہ من الذکور و الاناث فان التوا

قولہ ولدہ کہ لک و لا یدخل اولاد الاناث لانہم عقب ابائہم لہ اور سراج دہاج میں ہے او عقب آدمی کا اسکا ولد ہو خواہ مرد ہو یا عورت

پھر اگر اولاد صلیب مرگئی تو اسکے فرزند کی اولاد اسی طرح ہو چنے انہیں بھی مرد عورت برابر ہیں اور عورتوں کی اولاد عقبہ میں داخل نہیں اس واسطے کہ وہ

اپنے باپوں کی عقبہ میں نہ اسکے بیٹے نانی ناما کا عقبہ اپنے باپ دادا کا عقبہ ہو طحاوی نے کہا شارح کو قولہ انہ لک لک کننا بہتر تھا اس واسطے کہ ولد

مرد اور عورت دونوں کو شامل ہو فی یتام بنیہ ای بنی فلان الیتیم اسم لمن مات ابوہ قبل الحکم قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یتیم بعد البلوغ و عیسا

وزمنا ثم وارا لمہم الا رسول اللہ لا یقدر علی شیء رجلا کان او امرأۃ قلوئدہ قولہ دخل فی الوصیۃ فقیرہم و غنیہم ذکرہم و انشاءہم اور اگر وصیت

کی فلاں شخص کے یتیم فرزندوں میں اور ان کے اندھوں اور لنگڑوں اور ان کے مسکین میں تو وصیت میں داخل ہو چکے بنی فلان کے فقیر اور غنی

اور ان کے مرد اور عورت شارح نے کہا یتیم نام ہر شخص کا جو کا باپ مر گیا قبل بلوغ کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بالغ ہونیکے بعد یتیم

نہیں راتل معہ ہوا بل کی اہل وہ ہر کسی خیر پر قادر یعنی محتاج اور مسکین خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور مسکین کی تائید کرتا ہے مصنف کا قول یہ قول کہ اس

عورت اور مرد یکساں ہیں و قسم سنو یہ ان اقصوا بنی کتاب او حساب فانہ یختمون علیہا لہم اور مال برابر تقسیم ہوگا اگر بنی فلان کے یتیم اور غنی

مستعین اور منحصر ہوں بدون لکینے اور حساب کرنے کے تو اسوقت میں بیٹے جبکہ منحصر ہوں تو مال وصیت علیک ٹھہرے گا ان کے واسطے ہم عدم اختیار اور غنی کی طرف

الوصیۃ کے نزدیک یہ ہو کہ اخصاً نہ ہو سکین بدولت لکھنے اور حساب کرنے کے اور محض اسے کہا جیکہ ۱۰ سے زیادہ ہوں اور بعضوں نے کہا کہ عیال کی راسخے پر
 انھوں نے اور محمد کا قول آسان تر ہو کہ ذی فدا دی فاضل خان والا فقر اسم بطی الوصی من شاور منہم شرح مشکوٰۃ لقتدر التعلیک جینسہ قیرادہ بہ القیر اور اگر تو غنی
 غیر غنی ہوں تو وصیت کا مال اس کے محتاجوں کو دیا جائے وہی کو اختیار ہے انھیں سے جسکو چاہے دے کہ انی شرح مشکوٰۃ بسبب تعدد ہونے تعلیک کے
 اس وقت میں تو اس سے قرابت مراد ہوگی م درمیں ہر سو اس کے کہ وصیت سے مقصود قرابت ہی اور قرابت ہوتی ہر فرع احتیاج اور گرسنگی میں اور یتیم اور زانیہ
 اور لگ کے اسامی محتاجی پر دلالت کرتے ہیں تو محتاجوں پر عمل کرنا جائز ہو اگر ذی فدا دی فاضل خان نے جس بزرگوار ہم دلو اختیار اور اگر وصیت کی
 ذی فدا دی میں بیٹے لاسے کے فرزندوں میں تو یہ لکھے مردوں کے ساتھ مخصوص ہر اگر مرد و ماہر ہوں الا ان کان فلان عیالاً و من یتیم و یتیمہ او اسم فخذ
 فیثنا اول الاناث لان المراد جینسہ مجرد الا نسب لکافی بنی آدم کہ جیکہ فلان عیالاً ہو تو یہ لکھے نام سے یا فاضل خان کے نام سے تو بنی فدا دی کا فائدہ خورون کو
 بھی شامل ہوگا اس واسطے کہ اس وقت میں نقطہ انساب مراد ہے جیسے کہ بنی آدم کے لفظ میں غور میں بھی داخل ہیں جیکہ بنی فدا دی کے واسطے وصیت کی تو اسکی وہ صورتیں
 ہیں ایک یہ کہ فلان باب ہر قبیلہ کا بیٹے جماعت کثیرہ کا بیٹا ہو جیسے کہ بنی آدم کا اور اسد بنی اسد کا یا کہ فلان پدر خاص ہو جماعت کثیرہ کا پدر نہیں تو معلوم کرتا تھا
 کہ شام کی اسامی سے پہلا اسم حسب الفتح میں ہر قبیلہ کا بیٹا ہو جیسے کہ بنی آدم کا اور اسد بنی اسد کا یا کہ فلان پدر خاص ہو جماعت کثیرہ کا پدر نہیں تو معلوم کرتا تھا
 ہاشم فخذ اور عباس فخذ کہ ذی فدا دی انھیں لکھتے تھے اور اسد بنی اسد کا یا کہ فلان پدر خاص ہو جماعت کثیرہ کا پدر نہیں تو معلوم کرتا تھا
 اسی واسطے بیٹے جیکہ فلان عبارت ہو جماعت کثیرہ سے تو ان میں ہولاسے عتات اور ہولاسے مولات اور اس جماعت کے ہم قسم لوگ بھی بنی فدا دی میں داخل
 ہو جائیں بیٹے جیکہ وہ لوگ متعین اور منحصر ہوں اور اگر غیر منحصر ہوں تو وصیت باطل ہے والاس فلان الوصیۃ منی وقت باقیم بنی فدا دی انھیں لکھتے تھے اور اسد بنی اسد کا یا کہ فلان پدر خاص ہو جماعت کثیرہ کا پدر نہیں تو معلوم کرتا تھا
 مامر و فوہما لند تاسے وہ معلوم و انکان لایبنی عن الناحیۃ فان احصی جماعت و جعل تعلیک والاطبات و تاسے فی خستہا یا اور مسائل مذکورہ میں فاعادہ
 یہ ہر کہ جب وصیت واقع ہوئی ایسے لفظ سے جو غریب حاجت سے چنانچہ بنی فدا دی کے یتیم تو وصیت صحیح ہے اگرچہ وہ لوگ غیر منحصر ہوں برابر تو تیرگزشتہ بیٹے
 اس حالت میں محتاج اور سکین مراد ہونگے بسبب واقع ہونے وصیت کے خدا تعالیٰ کے واسطے اور وہ معلوم ہے اور اگر لفظ وصیت کا احتیاج پر دلالت نہیں کرتا
 تو اگر موصی لہم منحصر بن تو وصیت صحیح ہے اور ابن وصیت تعلیک قرار دیا ہوگی اور اگر وہ لوگ غیر منحصر بن تو وصیت باطل ہے اور اسکا پورا بیان اختیار شرح غماز میں ہے
 اوصی من المستحقون والمستحقون الموالیہ لعلیت لان اللفظ مشترک ولا عموم لہ عندنا ولا قرینۃ قولی علی احد ہما جیکہ اگر دیکھنے والے اور اگر دیکھ نہ
 دونوں موجود ہیں اس سے وصیت کی اپنے موصی کے واسطے تو وصیت باطل ہے اور اس واسطے کہ موصی لفظ مشترک ہے اور مشترک کے واسطے عموم ثابت نہیں ہے حنفیہ و مالکیہ
 نزدیک اور کوئی قرینہ قائم نہیں جو ایک یعنی پر دلالت کرتا ہو موصی کا لفظ آزاد کنندہ اور اگر دیکھ نہ و دونوں کو شامل ہے یا شہار لغت کے لفظ مشترک شہار
 اکثر شرک کے سبب معانی مراد لینا ہرگز نزدیک سے نہیں اور کوئی قرینہ نہیں کہ موصی سے آزاد کنندہ مراد ہیں یا آزاد کردہ لہذا وصیت مذکورہ باطل نہیں
 ولا فرق فی ذلک عند حاکمۃ ہما بنی النفی والاثبات اور ہمارے اکثر اصحاب کے نزدیک یہ ہیں کہ فرق نہیں ہے درمیان نفی اور اثبات یعنی خواہ
 کلام نفی ہو یا مثبت مشترک لفظ عموم کا مفید نہیں ہے جمہور حنفیہ کے نزدیک و اختار شمس الامتہ و صاحب الدراریۃ اسے یعم اذا وقع فی خبر النفی اور شمس الامتہ
 اور صاحب ہدایہ نے یہ اختیار کیا ہے کہ مشترک عام ہوتا ہے جیکہ نفی کی تحت میں واقع ہو موصی صاحب در نے صاحب ہدایہ کے قول کو پسند کیا ہے اس دلیل سے
 نفی مشترک میں تنافی نہیں اور باقی علماء نے اسکا جواب دیا ہے چنانچہ قول آئندہ میں معلوم ہوگا و جینسہ فقوہم لعلیت لایکلم موالی فلان یعم الا علی و الا فلان تو وہ
 ذی الفی فلان علی الیوم فیضہ وہ غیر مختلف عنایہ و اقرہ اصناف اور اس وقت میں بیٹے جیکہ معلوم ہو کہ جمہور کے نزدیک کچھ فرق نہیں
 مابین نفی اور اثبات کے عدم جواز عموم مشترک میں تو فقہا کا یہ قول کہ اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کر لگا فلا فی شخص کے موالی سے تو نقطہ موسیٰ کا

و انفق فی غرض من غرض من ماله من قبل ان یصل الی سکنه کما یشاء من ماله من قبل ان یصل الی سکنه

باب الوصیۃ بالخدمۃ والسکنۃ والنفقۃ

یہ باب ہے جو خدمت اور سکونت اور سکنے کی وصیت کے احکام میں ہے جب وصیت کرنے والا اپنے مال سے غرضت پائی تو اب وصایا و منافع کو شروع کیا صحت کو صحت
بخدمۃ عیدہ و سکنۃ دارہ مدۃ معلومہ و ابداً صحیح ہو وصیت کرنا اپنے غلام کی خدمت کا اور اپنے گھر کی سکونت کا معین مدت تک اور ہمیشہ کو ہم
اس واسطے کہ ملک یا منافع کی حالت حیات میں صحیح ہو جو غرض اور بلا غرض سواشی طرح ممت کے بعد بھی صحیح ہو جیسے عیان کی ملکیت صحیح ہو ویکون محبوباً
قلی مالک است فی حق المنفعۃ لکافی الوقت کما یسطر فی الدرر و غلام وغیرہ محبوبس پر سکونت کی ملکیت منفعت کے حق جیسے وقف میں ہو وقف محبوبس بنام
و انفق فی ملک پر امام کے نزدیک چنانچہ درین فصل مذکور ہے ہم اور صاحبین کے نزدیک ہوتوف ہوس پر ملک اللہ تعالیٰ و فیما تھا او غلام اور گھر کے غلہ یعنی
ایکے حاصلات اور گریہ کی وصیت صحیح ہو فان خرجت الی غیرہ من الثلث سہلۃ الیہ ای الی الموصی کہ لہا اسے لعل الوصیۃ سو اگر غلام یا گھر کا قسبہ
موصی کی تہائی مال سے باہر ہو تو غلام یا گھر موصی کو سپرد کیا جائے وصیت کی وجہ سے الا تخرج من الثلث تقسم المداہر ثلاثا ای فی مسئلۃ الوصیۃ بلکنے اور اگر
رقبہ تہائی مال سے باہر ہو تو گھر میں چنانچہ تقسیم کیا جائے وصیت باسکنی کے مسئلہ میں اپنی تہائی گھر میں موصی لہ ہے اور دو تہائیوں میں وارثوں کا اختیار ہے امانی الوصیۃ
بالخدمۃ فلا تقسم علی اطرافہ و گھر کے حاصلات کی وصیت میں تو گھر تقسیم ہو گا بنا پڑا ہر مذہب کے ہم تقایہ اور اسکی شرح تہائی میں ہے کہ اگر ثلث مال خجاشن نہ کہتا ہو تو گھر یا
غلا ثلثا تقسیم کیا جائے اس طرح کہ موصی تہائی گھر میں ہے اور وارث باقی میں اور موصی گھر کو کرایہ ایک دن لے اور ارشہ دو دن مال نقصان سے مدت وصیت گذائی اطمینان
و تہائی یا بعد فی حق مہم ثلاثا و موصی لہ اور وارث باری مقرر کر لیں غلام میں تو وہ انکی خدمت کرے تین تہائی یعنی ایک دن موصی لہ کی خدمت کرے اور دو دن وارثوں کی
ہم چنانچہ اجزاء غلام کی قسمت میں نہیں لہذا اس میں باری میں ہونی برخلاف گھر کے کہ اس کے اجزاء کی تقسیم ممکن ہو لہذا اذالم یکن لہ مال غیر العبد المداہر الا خدمۃ اجید قسمۃ الدار
بقدر ما یستطیع مال لکما افادہ صدر الشریعہ یہ کہ اگر وقت ہو جبکہ موصی کا کچھ اور مال نہ ہو تو غلام اور گھر کے اور اگر مال بھی ہو تو غلام کی خدمت اور گھر کی تقسیم تمام مال کی تہائی
کی مقدار پر ہو کہ چنانچہ صدر الشریعہ نے اسکو بیان کیا ہے ہم تو اگر موصی کا مال تھا ہو کہ ہمیں غلام کے ثلاث یا تین فی حق خارج ہو تو جن تو غلام موصی لہ کی دو دن تین
خدمت کرے اور ایک دن وارثوں کی خدمت کرے گذائی اطمینان و لیس للوصیۃ بیع مافی ایدہم من ثلث مال علی اطرافہ ثبوت خدمۃ فی سکنے کھلا لہ مال خلو و جوار
مافی یدہ فیند مذہبنا جمہم فی باقیہا و البیع یتا قبیہ ممنوعاً عن ابی یوسف لہم ذلک اور وارثوں کو جائز نہیں چنانچہ گھر کی دو تہائیوں کا جو کہتے قسطنطین بن ہارظا
نہایت سبب ثابت ہونے حق موصی لہ کے تمام گھر کی سکونت میں مال کے ظاہر ہونے کی وجہ سے یا ویران ہو جائے اس تہائی گھر سے جو موصی لہ کے قبضہ میں ہو تو اس وقت
میں موصی لہ وارثوں سے فرمت کرے باقی گھر میں اور چنانچہ وارثوں کا اس فرمت کے مخالف ہو تو اس واسطے وارث باز رکھے گئے بیع سے اور ابو یوسف سے یہ روایت ہے
کہ وارثوں کو یہ بیع کرنا جائز ہے لیس لہ موصی لہ یا خدمۃ و اسکنۃ ان یوجر العبد او الدار لسلان و منفعت یست مال علی اصلنا فاذا ملکنا بعضاً کان
مما کان اکثر مالک یعنی وہو لا یجوز اور جبکہ واسطے خدمت یا سکونت کی وصیت ہوئی اسکو غلام یا گھر کا اجارہ دینا جائز نہیں اسواسطے کہ منفعت مال
نہیں ہو ہمارے قاعدے کے بموجب پھر جب موصی لہ نے منفعت کو دوسرے شخص کی ملک میں دیا جو موصی لہ بقدر کا مالک ہو تھا اس سے زیادہ ترک مالک
کر دینے والا ٹھہرا حالانکہ یہ جائز نہیں کہ آدمی اپنی ملک سے زیادہ وغیرہ مالک کرے و لا لہ موصی لہ یا لہ لہ مستند اسمہ ای العبد او سکنت یا ای الدار
فی الاصح و لکن الدار الموقوفۃ علیہ و علیہ الفتویٰ شرح الوہابیۃ لان حقہم فی المنفعۃ لا یعین و قد علمت الفرق بینہما اور جبکہ واسطے غلہ یعنی حاصلات کی وصیت ہوئی
اسکو جائز نہیں خدمت میں لانا غلام کا یا سکونت کرنا گھر کا قول صحیح میں اور اسی کے مانند ہر وقف کا گھر یعنی اگر گھر کا غلہ وقف ہو تو سکنی اسکا جائز نہیں اور اسی پر
فتویٰ ہے کہ فی شرح الوہابیۃ ہو اسطے کہ موصی لہ اور اہل وقف کا حق منفعت میں ہے نہ معین میں اور جبکہ وارثوں کے درمیان فرق معلوم ہو چکا ہم غلہ عبارت ہے درمیان

باب الوصیۃ بالخدمۃ والسکنۃ والنفقۃ

اور نہ نایستہ تو قلعہ شکار کرد و خدمت اور کسبی کا و لا ینخرج الموصی لہ العبد الموصی بخدمۃ من الکفۃ مثلاً الا اذا کان ذاکہ مکانہ و اہلہ فی موضع آخر
 ان خرج من مکانہ و لا فلا یخرجہ الا باذن الورثۃ بقا و حقہم فیہ اور باہر لیجاسے موصی لہ غلام موصی بہ کو کوفہ سے مثلاً اگر جبکہ وہ اس کا مکان ہو اور موصی کہ
 ان علی او سرے مکان میں ہوں تو غلام لیجا یا مان جائز ہو بشرطیکہ غلام موصی کے ثلث مال سے خارج ہوتا ہو اور اگر خارج نہ ہوتا ہو تو موصی لہ اسکو باہر لیجاسے
 بدون اذن و ارثون کے سبب باقی رہنے حق ورثہ کے غلام میں ہم خلاصہ یہ کہ اگر غلام مذکور ثلث مال سے خارج ہو سکتا ہو تو موصی لہ اسکو موصی کے شہر سے باہر لیجا
 اگر موصی اور موصی لہ ایک ہی شہر میں ہوتے ہیں اور اگر موصی لہ اور اس کے اہل عیال دوسرے شہر میں ہوتے ہیں تو اسکو باہر لیجا یا درست ہر اس واسطے کہ وصیت نافذ ہوتی ہو
 موصی کے مقصد کے موافق تو جب موصی لہ کا وطن دوسرا شہر ہو تو موصی کا مطلب یہ کہ موصی لہ غلام کو اپنی خدمت کے واسطے وہیں لیجاسے طوطاوی نے کہا یوں کہنا
 ہشتر تھان لکوفۃ الی ابصرہ الا ان یکون ذاکہ مکانہ اور اسم اشارہ راجع ہو بلکہ ہر طرف تو اہل فی موضع آخر کی حاجت نثری و بیعوتہ ای الموصی لہ فی بیعۃ الموصی
 بطاقت الوصیۃ اور موصی لہ کے مر جانے سے موصی کی زندگی میں وصیت باطل ہو جاتی ہے لیکن اس واسطے کہ مستحق نر و بیعوتہ بیعوتہ العبد والارالی الوثۃ
 لے الموصی بحکم المملک اور موصی لہ کی موت کے بعد غلام اور گھر موصی کے وارثون کی طرف پھرتا ہے بحکم مالک فیہ چونکہ منافع کی وصیت میں ملک موصی راسل
 نہیں ہوتا لہذا بعد موت مستحق موصی کے وارث اس کے مالک ہوتے ہیں و ذاکہ لکوفۃ الوثۃ غنمہ قیمۃ لیستری بہا عید لقوم مقام الاول و لہذا ینع الملیض من
 التبرع بالکثر من الثلث کذا ذکرہ المصنف فی الرهن اور اگر موصی کی موت کے بعد اس کے وارثون نے غلام کو تلف کیا تو وہ تادان دینگے اسکی قیمت کا
 کہ اس قیمت سے دوسرا غلام قائم مقام اول غلام کے خرید کیا جائے لہذا الملیض ممنوع ہے احسان سے تہائی مال سے زیادہ ایسا ذکر کیا ہے مصنف نے
 اپنی شجہ کی کتاب الرهن میں ہم اصل عبارت زبانی کی ہے اور مرجع اسم اشارہ کا ورثہ کا حق محترم ہے لیکن شایع کی عبارت میں خلل واقع ہو گیا ہے یعنی قصار
 کی وجہ سے کہ فی الطوطاوی تخصیاً و لکوفۃ بہذا العبد لفلان بخدمۃ لا ینخرج من الثلث صحیح و تمامہ فی الدرر اور اگر موصی نے وصیت کی اس غلام کی
 ایک شخص کے واسطے اور اسکی خدمت کی وصیت کی دوسرے شخص کے واسطے اور حالانکہ وہ غلام موصی کے ثلث مال سے خارج ہوتا ہو تو وصیت صحیح ہے اور اسکا
 پورا ایمان درمیں ہر دو فی البشر بنیادیتہ و لفقۃ اذ المطلق الخدمۃ علی الموصی لہ برقبۃ الی ان یدرک الخدمۃ فیصیر کالبکیر و لفقۃ البکیر علی من لہ الخدمۃ
 اور بشر بنیادیتہ میں ہر دو غلام مذکور کا لفقہ جبکہ وہ خدمت نہ کر سکتا ہو کم عمری کے سبب سے اس پر ہو جسکے واسطے اس کے رقبہ کی وصیت ہوئی یہاں تک
 کہ وہ خدمت کرنے کے لائق ہو جائے تو اب وہ صغیر کبیر کے مانند ہو جائیگا اور غلام کبیر کا لفقہ اس پر ہو جسکی خدمت کے واسطے وصیت ہوئی وان
 ابی الاتفاق علیہ وہ اسے من لہ الرقبۃ کا مستغیر مع المیر اور اگر موصی لہ بالخدمۃ اس پر خرچ کرنے سے انکار کرے تو اس غلام کو پھر سے
 اسکو جسکے واسطے رقبہ کی وصیت ہوئی جیسے مستغیر کا حکم مگر اس کے ساتھ یعنی اگر مستغیر لفقہ غلام سے انکار کرے تو غلام میر کی طرف رد کیا جائیگا
 فان جنی فالقدا علی من لہ الخدمۃ پھر اگر غلام مذکور جو بائیت کرے یعنی ازراہ ظلم کسی کو قتل کرے تو فدیہ اس پر واجب ہے جسکے واسطے خدمت کی وصیت ہوئی
 و لو ابی فداہ صاحب الرقبۃ او بدفعہ و بطلت الوصیۃ اور اگر صاحب خدمت فدیہ دینے سے انکار کرے تو صاحب رقبہ فدیہ دے یا غلام تقویٰ کے وارث
 کو و الہ کرے اور وصیت باطل ہوگی یعنی فدیہ یا دفع کی صورت میں و بقرۃ بستانہ فمات و الحال ان فیہ ثمرۃ کہ ہذہ الثمرۃ فقط اور اگر موصی نے
 اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی پھر موصی مر گیا اور حالانکہ باغ میں پھل موجود ہو تو موصی لہ کے واسطے فقط یہی پھل ہی نہ آئند پھل وان را و ابدالہ ہذہ الثمرۃ
 و یا مستقبلہ اور اگر موصی نے وصیت مذکورہ میں ہمیشہ کا فقط زیادہ کیا تو موصی لہ کے واسطے یہ پھل بھی ہے اور زاد مستقبلہ کا بھی پھل ہی کہ فی الوصیۃ بخلۃ بستانہ
 خانہ لہ ہذہ و یا یدرث ضم ابدالہ چنانچہ غلبہ بستانہ میں اس واسطے کہ غلام باغ کی وصیت میں موصی لہ کے واسطے یہ غلام موجود بھی ہو اور وہ غلام بھی ہو جو
 اس کے موجود ہو گا خواہ موصی ہمیشہ کا فقط وصیت ملا دے یا نہ ملا دے ہم شرہ اور غلام میں وجہ فرق یہ ہے کہ عرف میں شرہ نام ہے موجود کا تو معدوم کو

[illegible]

پھر اگر رد کیا جائے تو بول نہ کیا انکار کیا وہی ہوئے سے اسکے نزدیک اپنی موصی کی وصیت میں تو وصایت پھر کی ثابت نہ ہوئی ہم سو اسلئے کہ وہ سبب تہرج ہر سبب
قبول کرنا واجب نہیں چاہئے سپرد و موصیت کر کے چاہئے جو کہ موصی کو اختیار نہیں کہ غیر پر نصرت لازم کرے اور جو مع میں فریب دنیا نہیں ہو کر نہ موصی کو اختیار
ہو کہ دوسرے شخص کو بھی مقرر کرے اور اگر بعد رد کے قبول کر لیا تو قبول صحیح ہو گا ان اگر اسکے سامنے دوسری بار قبول کر لیا تو صحیح ہے سو اسلئے کہ ہزارہ میں ہر کہ کو
وصی کیا سو اسلئے اسکے سامنے کہ میں قبول نہیں کرتا تو یہ رد ہوا اور وہی نہ مقرر ہو کر موصی نے اس کا کہ تیسے توقع نہ تھی کہ تم قبول کر گئے سو اسلئے کہ اس نے قبول
کیا تو وہی ہو گیا کہ فی المصلحت والایصح المراد غیبتہ لئلا یغیر مقرران جہتہ اور اگر موصی کے سامنے وہی لے رد کیا تو اس کا رد کرنا اسکے پیچھے لینے
اسکی عدم استیذان صحیح نہیں ہوتا کہ وہ فریب خوردہ نہ ہو موصی کی جہت سے وسیع اخراج عنہا ولوی غیبتہ عند الامام خلافا لثانی ہزارہ اور صحیح ہے
خراج کرنا موصی کا وصایت سے اگرچہ موصی کی غیبت میں خراج ملحق ہوا ہو امام کے نزدیک بخلاف ابو یوسف کے یعنی اسکے نزدیک خراج بلا علم موصی صحیح نہیں
فان سکتا الموصی الیہ فحالت موصیہ فکلمہ الرد والقبول پھر اگر موصی نے سکوت کیا پھر کا وصیت کرنے والا رد کیا تو وہی کو رد کرنا اور قبول کرنا جائز ہم موصی
نصرت وغیرہ تہرج ہو تو بدون قبول کرنے کے اس پر وصایت لازم نہیں ہوتی وکالت کے اور یہاں فریب دنیا بھی نہیں ہے سو اسلئے کہ موصی نے خود فریب بکھایا اسلئے کہ تم
مال دریافت نہ کیا کہ اسلئے وصایت قبول کی نہیں ولزم عقد الوصیۃ بل یصح شی من اکثر کثر وان جعل بلای بکونہ وصی فان علم الموصی بالوصایۃ لیس شرط
فی صیۃ تصرفا و رد نقد وصیت لازم ہو جاتی ہے موصی کی کوئی چیز بیع کرنے سے موصی کے ترکہ سے اگرچہ وہ اپنی موصی ہوئے کو نہ جانتا تھا سو اسلئے کہ
وصی کو وصایت کا علم شرط نہیں ہے اسلئے کہ تصرف کے صحیح ہونے میں بخلاف الوکیل فان علمہ بالوکالۃ شرط ہوا ان وکیل کے سو اسلئے کہ وکیل کو وکالت
کا علم ہونا شرط ہے وکالت کی فان سکتا تم رد بعد موتہ ثم قبل صح الا اذا انفذ قاض ردہ فلا یصح قبولہ بعد ذلک پھر اگر وہی نے قبول وصایت
سکوت کیا پھر رد کیا موصی کی موت کے بعد پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہے مگر جبکہ تہاضی نے اسکے رد کر کے کو نافذ کر دیا تو اب اسکے بعد قبول کرنا وصایت کا
صحیح نہیں ولو اوصی الی صبی و بعد غیرہ و کافر و فاسق بدل ای یلزم القاسم لیس یصح اما لا یظن و لفظ بدل لیس صیۃ الوصیۃ فلو تصرفوا قبل الاخراج
جائز ہے اور اگر موصی نے موصی کی وصیت کو رد کر دیا اور کافر و فاسق کو قبول کر لیا تو بدل والا جاوے لینے تہاضی کہتے سو اسلئے کہ موصی کو
وہی مقرر کر سکتا تھا مگر اسلئے کہ اسلئے کہ موصی نے کافر و فاسق کو قبول کر لیا اور کافر و فاسق کو قبول کر لیا تو بدل والا جاوے لینے تہاضی کہتے سو اسلئے کہ موصی کو
تو تصرف جائز ہے کہ فی السراجہ فلو بلغ الموصی عتق العبد و اعظم الکافر و المردقاب الفاسق محببی و فیہ فوض ولا یتوقف لیس صح استئمان
لم یخرجہم القاضی عنہما ای عن الوصایا بالرد وال موجب لغزل الا ان یكون غیر امن اختیار سو اگر صبی بالغ ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا اور کافر و فاسق
مسلمان ہو گیا اور فاسق نہ تو یہ کی کہانی مجتہدی تو تہاضی کہتے کہ وصایت سے خارج نہ کرے بسبب زائل ہونے اس مانع کے جو موجب تھا موقوف کرنے کا
گر کہ کسی عاقل ہوا نہت دار و قوعل درست ہو کہانی اختیار و مجتہدی میں ہر کہ ولایت و قضا کی صیغہ کو نفوذ ہوئی تو استئمان کی لہ سے صحیح و والی عبدہ
والحال ان در قیۃ صلیار صبح کا ایضاً الی مکتبہ و مکتبہ غیرہ ان رد فی الرق فکا بعد رد اگر وہی کیا اپنے غلام کو اور مالاکہ موصی کے وارث صیغہ میں تو صحیح ہے
بجیسے اسکا موصی کرنا اپنے مکتبہ کو یا غیر کے مکتبہ کو درست ہے پھر اگر مکتبہ عدم اسے بدل کتابت سے ملکیت کی طرف پھیرا گیا تو اسکا حکم غلام کے
مانند ہو لینے اگر وارث صیغہ میں تو درست ہے اور نہیں تو درست نہیں والا لا قال لا یصح مطلقا رد و اگر موصی کے وارث مائل بالغ ہیں تو غلام کا وہی
کرنا صحیح نہیں اور صایہ میں اسلئے کہ غلام کا وہی کرنا مطلقا درست نہیں خواہ وارث صیغہ میں خواہ بالغ نہ کہانی الدرد و من عجز عن القیام بہا حقیقتہ
لا یجوز اخرجہم عنہم القاضی الیہ غیرہ رعایۃ بحق الموصی و بقرۃ ادرج وہی کہ عاجز ہو و وصایت کے قیام سے فی الحقیقت نہ قطع وہی کے اظہار سے
توقاضی اسکے ساتھ ادرج وہی کو ملا و سے موصی اور وارثوں کے حق رعایت کرنے کے واسطے موصی کا یوں ظاہر کرنا کہ مجھ سے وصایت نہیں ہو سکتی

اسو اسطے جہتہ نہوا کہ شکایت کرنے والا گاہے کاذب ہوتا ہو اپنی جان کے بچانے کی واسطے کہ انی لمخ ولو ظہر للقاضی مجہدہ اصلاً استبدل غیرہ
اور اگر قاضی کو بھی کی عاجزی اصلاً ظاہر ہو تو شخص کو بدل کے وصی مقرر کرے ولو عمر لای الوسی الختم القاضی مع ایامیۃ لہا نقد سنہ وان
یہا القاضی واظم اور قاضی نے میت کے پسندیدہ وصی کو معزول کیا باوجودیکہ وہ صایت کی لیاقت رکھتا ہو تو اسکا معزول کرنا نافذ ہوگا اگر وہ قاضی
ظلم کیا اور گنہگار ہوئی الاشباہ اختلافوا فی صحۃ مستلک والاشر علی الصلح کما فی شرح الوہاب نیۃ لکن یجب الاقناع لیسۃ کما فی الفصولین ولسا
عزل الخائن فواجب اتقی قلت وجہاۃ جامع الفصولین بن الفصل السابع والعشرون الوسی من المیت لو عدلا کافیا لاینبی للقائمتی ان یعزلہ
فلو عدلہ قبل ینعزل انول اصح عندی انہ لایعزل لان الموصلی شفق بنفسہ من القاضی تکلیف ینعزل فینبغی ان یفتی بہ لیسادۃ قضاء
الزمان انتہی قال المصنف قال شیخنا فقد تبرج عدم صحۃ العزل للوصی فلیکف بالوظائف بالاوقات الاشباہ بین ہر فقہانے اختلاف کیا ہو بھی
اہل کی صحت عزل میں اور اکثر فقیہ صحت عزل پر ہیں چنانچہ شرح وہاب نیۃ میں ہے لیکن عدم صحت کا فتویٰ دینا واجب ہے چنانچہ فصولین میں ہے اور
وصی خائن کا تو معزول کرنا واجب ہے انتہی مافی الاشباہ میں کہتا ہوں اور عبارت جامع الفصولین کی سنائیسویں فصل سے یہ ہے کہ میت کا بھی اگر تفتی اور
کافی ہو تو قاضی کو معزول کرنا لائق نہیں ہے سو اگر باوجود اسکے معزول کر لیا تو قول ضعیف یہ ہے کہ وہ معزول ہو جائیگا مگر کتا ہوں میرے نزدیک
صحیح یہ ہے کہ وہ معزول ہو گا سو اسطے کہ وہی اپنی ذات پر شقیق تہی قاضی سے لینے اُسے بہتر حکم اسکو بھی مقرر کیا تو قاضی اسکو کوئی دیگر معزول کرے گا اور لائق
یوں ہے کہ عدم عزل کا فتویٰ دیا جائے قصات زمانہ کے فساد اور بددیہی کی وجہ سے انتہی مافی جامع الفصولین مصنف نے کہا ہمارے استاد صاحب
بحر الدائق نے کہا سو ایۃ عزل ہی کی عدم صحت راجح ہوگی تو وظائف اوقات کی معزولی کیونکر صحیح ہوگی ہم بخلاف وظائف کے تولیت ہر فتاویٰ سے
خیر الدین بن بحر الدائق سے منقول ہے کہ قاضی اگر ناظر وقف کو معزول کرے تو اسکی شرط یہ ہے کہ اُس سے خیانت ثابت ہو چنانچہ بہجات اور جامع الفصولین
میں ہے کہ وہ عام ہو کہ غیر متولی کرنا بدولن خیانت کے حرام ہے اور اگر کر لیا صحیح ہوگا اور عدم صحت عزل ناظر سے معلوم ہو کہ وقف کے حصتا وظیفہ کو
بھی معزول کرنا صحیح نہیں چنانچہ برازیہ سے اسکو ثابت کیا کہ انی الخطاوی و بطل فعل احد الوصیین کالمتولیین فانما فی الحكم کالوصیین اشباہ
ووقف القنیتہ اور دو وصیوں میں سے ایک ہی کا فعل باطل ہے جیسے دو متولیوں وقف سے ایک متولی کا فعل باطل ہے اساطے دو متولی دو وصی
کے باشندین حکم میں کہ انی الاشباہ ووقف القنیتہ ووقفہ انہ لو اجرا احدہما فی الوقف لم یجربا لہما لاخر وقد صارت واقفۃ القنوسے اور قول سابق
سے یہ مستفاد ہوا کہ اگر ایک متولی وقف کی زمین اجارہ دے تو جائز نہیں ہے سرے متولی کے بدون اس کے اور ایۃ بیۃ ضرورت فتویٰ طلب ہوئی تھی ہم یہ صورت
اسما میں صرح نہ کرے کہ انفراداً احد المناظرین بالاجارہ جائز نہیں اور اگر ایک ناظر دوسرے کو کیل کرے تو جائز ہے مفتی ابوسعود نے اسکو نقل کیا ہے کہ ان
فی الخطاوی ولو وصیتہ کان ایضا وہ اکل منہما علی الافراد وقل فیہم قال ابوالمیث وہو الصبح وبنی اخذ ایک وصی کا فعل بدولن دوسرے
وصی کے باطل ہے اگر چہ میت کا وصی کرنا ہر وصی کو جائز واقع ہوا ہو اور بعضوں نے کہا ہر وصی اپنے فعل میں مفرد اور متعل ہے ابوالمیث نے کہا اور وہ
یعنی ہر وصی کا انفراداً اور استقلال صحیح تر ہے اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں لکن الاول صحیح ہے البسوط وجرم بنی الدرر روفی الغتاسے انہ اقریل الصوا
لیکن اول یعنی بطلان فعل احد الوصیین کو صحیح کہا ہے بسوطین اور اسی پر یقین کیا ہے درمیں اور قستانی میں ہے کہ یہی بطلان کا قول
قریب تر ہے صواب کی طرف ہم یہاں دونوں قولوں پر فتویٰ اور قضا درست ہے چنانچہ رسم مفتی میں مذکور ہے کہ انی الخطاوی قلت وہذا
کانا وصیین او متولیین من خیر المیت او الواقف او قاض واحد اما لو کان من ہتہ قاضیین من بلدین فیہم واحد ہما بالتکلیف لکن کلاً
من القاضیین لا تصرف جائز لیسہ فہذا ما ہتہ ولو ادا کل من القاضیین عزل منصوب القاضی الاخر جائز ان راسے یہ

المصلیٰ والا لادعائہ فی وکالتہ تنویر البصائر مغربا لہما تعلقا و میرا فی حفظ من کتبا ہوں اور یہ یعنی بطلان فعل احد الوصیین اس وقت ہو
جسکے دونوں وصی یا دونوں متولی میت یا واقف یا ایک قاضی کی طرف سے ہوں اور اگر دونوں وصی یا متولی دوشہروں کے دو قاضیوں کی طرف سے
ہوں تو ایک وصی یا ایک متولی تصرف کرنے میں مستقل ہوگا اس واسطے کہ ہر قاضی اگر تصرف کرے تو اسکا تصرف جائز ہو تو اسی طرح اسکے نائب کا
تصرف جائز ہو اور اگر دونوں قاضیوں میں سے ہر قاضی دوسرے قاضی کے نسوب کو معزول کرنا چاہے تو درست ہو اگر تین مصلحت دیکھو اور اگر مصلحت نہ دیکھو
تو معزول کرنا جائز نہیں اور اسکا پورا بیان تنویر البصائر کی کتاب لو کا تہذیب المصطلحات وغیرہ سے منقول ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے وہی وصایا البصائر

لو لم یعلم القاضی ان للمیت وصیاً فمصلیاً ثم حضر الوصی فاداد الخول فی الوصیۃ فامد فی ذلک و فی سبب القاضی الاخر لا یخرج الاول اور
سراج دہلج کی کتاب الوصایا میں ہے کہ اگر قاضی نہایت ہو کہ میت کا وصی ہو سو قاضی نے میت کے واسطے کوئی وصی قائم کیا پھر میت کا وصی آیا سو
اسنے وصیت میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اسکو درست ہو اور قاضی کے دوسرے وصی قائم کرنے سے پہلے وصی خارج ہوگا الا بشرط کہ نہ وہ تجنیہ و التجنیہ
فی حقوقہ و شراد حاجۃ الطفل والا اعتاق لہ واعتاق عبید معین و رد و دیقہ و غنیۃ و حنیۃ معینین دو وصیوں میں سے ایک وصی کا عمل بطل
ہو مگر وصی کے فتن کی خرید میں اور اسکی تجنیہ میں اور اسکے حقوق کی خصوصیت کرنے میں اور حاجات طفل کی خرید میں اور طفل کے واسطے ہر قبول کرے نہ کرے
اور غلام معین کے آزاد کرنے میں اور ودیعت معینہ کے پھیر دینے میں اور وصیت معینہ کے جاری کرنے میں ایک وصی کا عمل بھی نافذ یا بطل نہیں

راوی شرح الوہابیۃ عشرۃ افری منہا رد مفسوب و مشتری شرک فاسد و قتمہ کیلی اور تری و طلب میں وقت و ادین تجس حقہ شرح وہابیۃ میں سور عشر
سوا سے اسکے جو میں ہیں انکو دین زیادہ ذکر کیے ہیں از بخلاف مفسوب کا پھیر دینا اور شرک فاسد کی خریدی چیز کا پھیر دینا اور کیلی باوڑی چیز کا قسمت کہ دنیا اور
دین وصی کو طلب کرنا اور دین کا ادا کرنا اسکے حق کے ہم فتن سے ہم سور عشر سے تین امر کو شراح نے ذکر نہ کیا از بخلاف عیب کی وجہ سے شین مبیع کا پھیر دینا اور
چار فتن میں وصیت کی طرف سے خیرات کی وصیت کو جاری کرنا میں فقیر یا سکیج کے واسطے و بیع مایضات نافذ جمع اموال خدا کے اور اس چیز کے پھیر دینا
جسکے تلف ہو جائے گا اور اموال ضائعہ کے جو کرے میں احد الوصیین کا عمل بطل نہیں وقال ابو یوسف فی رد کل بالتصرف فی مخرج الاسود و لوصی علی نقد او الا
اتبع اتفاقا شرح وہابیۃ اور ابو یوسف نے کہا کہ ہر وصی منفرد ہو تصرف کرنے میں جمیع اموال اور اگر وصی نے انفرادی یا جماع پتبع کر دی ہو تو انکی تصریح کی پیروی کرنا

لازم ہوگا اتفاق امام و امام ابو یوسف کے کذا فی شرح الوہابیۃ وان مات احدہما فان الوصی الی الی اذالی آخر فلو التصرف فی الترتیب و جہدہ ولا یجوز
الی فصب القاضی و صیبا اور اگر ایک وصی مر گیا سو اگر وصی میت نے وصی زندہ کو وصی کیا یا دوسرے شخص کو وصی کیا تو فقط اسی کو ترک میں تصرف کرنا جائز ہو اور اسکی حاجت
نہیں کہ قاضی دوسرا وصی مقرر کرے مگر جلی نے کہا کہ وصی زندہ کا شہادہ تصرف کرنا ترک میں اس وقت جائز ہوگا جبکہ وصی مردہ نے اسکو وصی کر دیا ہو اور اگر شخص کو وصی
کیا ہوگا تو دونوں کا مجمع ہونا واجب ہوگا کذا فی الطحاوی والا یوصی ضم القاضی الیہ غیرہ در راو اگر وصی مردہ نے وصیت نہ کی کسی کو تو وصی زندہ کے ساتھ فانی
دوسرا وصی ملاوے کذا فی الدرر ہم ہوا سبب کہ میت کا قصدیہ تھا کہ اسکے ترک میں دو شخصوں کی رائے سے تنظیم ہوتا کہ خلل واقع نہ ہو سو یہ قاضی کے منصب میں
ممکن ہو کذا فی الزیلعی و فی الاشبہ مات احدہما اقام القاضی الاخر فقامہ و ضم الیہ خا ورا شبہ میں ہے کہ ایک وصی مر گیا تو قاضی دوسرے شخص کو اسکے مقام

پر قائم کر دے یا اسکے ساتھ دوسرا ملاوے ولا تبطل الوصیۃ الا اذا وصی لہا ان یتصدق یا شامہ حیث شاء انتہی و عامر نے شرح الوہابیۃ اور وصیت
باطل نہیں ہو جاتی مگر جبکہ وصی نے یوں وصیت کی دونوں وصیوں سے کہ اسکے ثلث مال کو دونوں خیرات کرین جان دونوں چاہیں انتہی فانی الاشبہ
اور اسکا پورا بیان شرح وہابیۃ میں ہے ہم شرح وہابیۃ میں ہے کہ اگر وصیت مذکورہ میں ایک وصی نے کہا کہ فلا نے شخص کو میں دو لگا اور دوسرے نے کہا
دوسرے محتاج کو دو لگا تو کسی کو دینا جائز ہوگا اسلئے کہ ایک موضع میں دونوں کا اتفاق نہ ہوا اور اگر وصی مر گیا قبل خیرات کرنے کے تو وصیت بطل ہوگی

بائی ال کی تہائی سے اسلئے کہ تہائی کو اسلئے مال کو میں کر دیا تھا پھر جب وہ تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی و صحیح بیع الوسی عبد الرحمن التمرکے بعینہ
 الغراء المتعلق حقہ مال الیہ اور صحیح ہو گیا و وصی کا غلام کو ترک سے دین والوں کی غیبت بن دین والوں کے واسلئے اسلئے کہ ان کا حق مالیت سے
 متعلق ہو نہیں سکتا کہ سے ضمن و وصی باع ما وصی بیعہ و تصدق شہنہ فاستحق العبد بعد ملک شہنہ اسی ضیاعہ عندہ لانه العاقد فاما ہمدہ علیہ
 اور ضمان و بکا وہ وصی جیسے بیچا اس غلام کو جسکے بیچنے کی اسکو وصیت ہوئی تھی اور وصی نے اسکا شن وصی کی طرف سے تصدق کر دیا پھر وہ غلام اور شخص کا
 مالک عتہ اثن خرب او بانی کے بعد وصی کے پاس ضمان کی وجہ یہ کہ وصی ہی تو عاقد و بیع کا تہ عہدہ عتہ کا اسکے دوسرے ہو گا و صحیح الوسی فی التمرکے کہ ہوا
 قال محمد بن الحسن تلمذنا منہ فرد و کان دینا حتی اولک التمرکے اولم تلف فلا رجوع فی التمرکے انہ بیع علی بن تصدق علیہ لان غنمہ لم تفرغ علیہ اور وصی
 رجوع کرے تمام ترکین بیعہ جہتہ تاوان دیا وہ تمام متروکہ سے بھرے اور عتہ نے کہا کہ تہ متروکہ سے بھرے ہم جواب دیتے ہیں امام کی طرف سے
 کہ وہی نہ فریب کیا یا میت کے سبب سے تو تاوان دین و بیع عتہ امیت پر بیعے اور دین کل متروکہ سے متعلق ہوتا تو نہ ملک سے تو اگر متروکہ نصف ہو گیا یا
 کفایت نہیں کرتا تو ب رجوع ہو گا و متعلق بن یون مذکور ہو کر وصی تاوان بھرے ان فقروں سے جس طرح کو اسے نصرت دیا اسلئے کہ فائدہ تصدق کا انکے واسلئے
 ہو تو اسکا نصف مان بھی انہیں بیچ گیا کما رج فی مال الطفل وصی باع ما صلی الی الطفل من التمرکے و ملک شہنہ معہ فاستحق المال البیع و الطفل بیع
 علی الوسیہ کو حصہ لا تقاضی التمرکے ہستہ تاوان ما صلی ہجیہ کہ رجوع کرتا ہی صغیر کے مال میں وہ وصی جیسے بیچا وہ مال جو صغیر کو ترکیت سے پہنچا اور اسکا
 شن نصف ہو گیا وصی کے پاس پھر مال بیع بیچ کا متعلق نکلا اور عتہ بقدر اپنے حصہ کے باقی دارقوں سے بھر لیا اسلئے کہ تہ تہ لوٹ گئی اس مال کے استحقاق
 جو صغیر کو پہنچا تھا و صحیح عتہ مال الیہم لو خیر بان کیون التمرکے الاماء و لو شہنہ بیز مینہ اور وصی کو حوالہ قبول کرنا مال یتیم کا صحیح ہوا اگر یتیم کے حق میں بہتر ہو
 اسلئے کہ دوسرا محال علیہ زیادہ تر مال دار ہو چلے دیوں سے اور اگر دوسرا چلے کے مانند ہو تو قدر میں تو حوالہ قبول کرنا جائز نہیں کذا فی الیہ و صحیح بیع شہنہ اوہ
 ان اجنبی بائینا بن الناس لا با لایتاجن و ہوا الفاضل لان ولا تیرہ نظریۃ فلو باع بہ کان فاسدا حتی یکملہ مشتری بالقبض قسانی اور صحیح اگر بیع اور
 ترکہ وصی کی اجنبی سے بقدر لغابن مردم بقدر ہم ثابن اور وہ عبارت ہر غبن فاضل سے لیسے اگر وصی کو غبن فاضل ہو تو وہ بیع صحیح نہیں اسلئے کہ وصی
 کی ولایت نظری ہر بیعہ جہن یتیم کے واسلئے نہفت ہو تو اگر وصی سے غبن فاضل سے بیع کی تو بیع فاسد ہوگی تو شر بن بیع کا مالک ہو گا قبضہ کرے جسے
 کذا فی التمرکے و ہذا اذا تباع الوسی للصغیر الاجنبی وان باع الوسی او مشتری مال الیتیم من نفسه فان کان وصی القاضی لا یجوز ذلک
 و ملحقا لانه و کیلہ اور بیعہ صحت بیع بشرط عدم غبن فاضل اسوقت ہر جبکہ وصی نے خرید و فروخت کی ہو صغیر کو واسلئے غیر شخص کے ساتھ اور اگر وصی
 نے مال یتیم کی خرید و فروخت کی اپنی ذات سے تو اگر وہ قاضی کی طرف سے وصی ہو تو یہ جائز نہیں مطلقا خواہ غبن ہو یا نہ اسواسلئے کہ وصی کیل ہر قاضی کا
 بیعہ اور فصل و کیل کا بنزلہ و کل کے فعل کے ہوا و و کل کا فعل حکم کرنا ہو حکم کرنا اپنی ذات کے واسلئے و نہ نہیں کذا فی الطحاوی وان کان وصی
 جائز لہ من مطلقہ لاما ہرہ للصغیر و ہو قدر النصف زیادہ اولقصا و اگر وصی باپ کی طرف سے ہو تو بیع وصی کی اپنی ذات سے جائز ہو بشرطیکہ صغیر کو اسلئے
 لاما ہرہ صحت ہو اور وہ یہ کہ بقدر نصف کے ہو یا دینی یا مکی بن م زعمی میں منفعت ظاہرہ کی تعمیر یون مذکور کرنا پنا پندرہ دم کا مال صغیر سے دس دم
 کو بیع کرے یا دس دم کا مال صغیر کا پندرہ دم کو آپ خرید کرے و قال لا یجوز مطلقا اور صاحبین نے کہا کہ باپ کا وصی کی بی بیج جائز نہیں مطلقا خواہ منفعت
 ظاہر ہو یا نہ و بیع الاب مال صغیر من نفسه جائز مطلقا فیہ و ہوا لیسیر حالالا و مال صغیر کو باپ کا بیع کرنا اپنی ذات سے جائز
 ہر قیست کے برابر و ہر بقدر میں کہ میں واقع ہوتا ہی بیعہ بن قایل اور اگر نہیں تو جائز نہیں و ہذا کہ فی المنقول امامی العقار مبیعی (اور یہ سب قیستیں)
 مسائل مذکورہ کی مال منقول میں ہوا و غیر منقول چنانچہ اراضی (اور مکانات کی خرید و فروخت کے احکام آگے مذکور ہونگے و لو زاد البصر

علیٰ کفن مثلاً فی الدنیا ومن الزیادۃ اولاد و وصی سے مثل میت کے کفن پر زیادتی کی شہادت تو وصی تاوان دیگا بقدر زیادت کے ہم شہادت کے بموجب کا
کفن تین کپڑوں کا ہوتا تھا سو وصی نے چاکر پڑے خرید کیے تو ایک کپڑے کی قیمت کا وصی پر تاوان دینا لازم ہوگا و فی القیمۃ وقع الشراء لہ و جیندھن
مادۃ من مال الیتیم و تو اچیتہ اور اگر وصی نے کفن کی قیمت پر زیادتی کی تو یہ خسریہ وصی کے واسطے واقع ہوگی تو اس وقت میں وصی تاوان دیگا
اُس کا جو اس نے شہن دیا جو یتیم کے مال سے کذا فی الاولو البیہ و قیما لودفع المال الی الیتیم قبل ظہور رشہ بعد الاولاد رک فضیاع ضمن لاندہ قسم
الی من لیس لہ ان یدفع الیہ اور ولولہ یتیم میں ہی اگر اگر وصی نے یتیم کو مال دیا اسکی ہوشیاری ظاہر ہونے سے پہلے بعد اُس کے بالغ ہونے کے بعد وہ مال
فضیاع ہو گیا تو وصی تاوان دیگا سو واسطے کہ اس نے اسکو دیا جسکا دینا اسکو جائز نہ تھا یہ صاحبین کا قول ہے بغایس کی دلیل سے اور امام کے نزدیک
وصی پر ضمان نہیں اگر یتیم کو پندرہ برس کے بعد دیا سو واسطے کہ جب یتیم ۱۵ برس کا ہوا تو وصی کو دینے کا اختیار ہے غیر عقار میں کذا فی الطحاوی و جاز بیہ
ای وصی علی الکبیر القایب فی غیر العقار لالین او خوف ہلاکۃ ذکرہ غری زادہ معنی اللہ الخ یتیمات و فی الزیامی و لغتستانی الاصح لانہ نادرا وصی کو بیچنا
و ارشاد بالغ غایب پر جائز ہوا مال مستولین مگر ادا سے دین کے واسطے غیر منقول کی بیع بھی جائز یا اس کے تلف ہونے کے خوف سے ایسا ذکر کیا ہے
غری زادہ نے خانیہ کی طرف نسبت کر کے میں کہتا ہوں اور زلیمی اور قستانی میں مذکور کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ غیر منقول کی بیع جائز نہیں ہوا واسطے کہ اسکا
تلف ہو جائے مگر ہم اگر میت پر دین مستغرق ہو تو وصی کو بیع کا بالاجماع اختیار ہو اور اگر دین مذکور میت کے سب تک کو بیع نہیں تو صاحبین کے نزدیک
مستغرق دین ہوا مستغرق کی بیع جائز ہو اور امام کے نزدیک کل کی بیع جائز ہے کذا فی الطحاوی عن احمدی و جاز بیہ عقار ضعیف من اجبت لاسنہ الضعیف قیمتہ
اولئقتہ الصغیر و دین الیتیم او وصیتہ مسئلہ لالفا ذلما الاسنہ او کون علامۃ لاندہ علی مؤنتہ او خوف فراہ او نقصانہ او کونہ فی ید مستحب درویشا یا غصا او
صغیر کی مقدار یعنی مال غیر منقول کی بیع وصی کو جائز ہے غیر شخص سے نہ اپنی ذات سے نہ اسکی دینی قیمت پر یا صغیر کے خرچ کے واسطے یا دین میت کے ادا کرنے
کے واسطے یا وصیت مسئلہ کے جاری ہونے کے لیے جس کا ناقذ اور جاری ہونا کہیں سے منکر نہیں ہوا سے عقار کے یا ہوا واسطے کہ عقار کی حاصلات زیادہ نہیں ہوتی
اس کے مصارف سے یا اس کے ویران ہونے یا ناقص ہوجانے کے خوف سے یا ہوجہ سے کہ عقار ظالم کرکش کے ہاتھ میں ہو کذا فی الدرر الدشا و غصا ہم صوبہ رسالہ سے
مرد وصیت مسئلہ کی طرح پر کہہ دینی نے کہا کہ میرا مال یا جو تھا یا مال وصیت ہو تو اب عقار کی بیع جائز ہے کذا فی الدرر الدشا و غصا لالین قبل ام اراخ فانما
لا یلکال بیع اعقار طلقا میں کہتا ہوں اور یہ یعنی جواز بیع عقار صغیر یا شامیہ مذکور میں اس شرط سے ہو کہ بالغ مان یا بھائی کی طرف سے ہو تو سو واسطے کہ
مان اور بھائی کا وصی عقار صغیر کی بیع کا مالک نہیں ہر طرح لینے نہ شامیہ میں نہ لالین نہ لالین و لا شامیہ و لا طحاوی و لا سواہ اور مان اور بھائی کا وصی کسی چیز کے خرید کا مالک
نہیں ہوتا بلکہ عام و لیس میں ہے کہ وہ البائع ابان محمود عند الناس او مستول محال عوزا میں کمال اور اگر عقار صغیر کا بالغ صغیر کا پاپ ہو سوا گوہ کو گوہ کو نزدیک
سزا اور پندیدہ ہو یا اسکی خوبی اور بدی کچھ ظاہر نہ ہو تو بیع جائز ہے کذا صرح بہ ابن کمال و لا تجوز الوصی فی مالہ اسی الیتیم لنفسہ فان فضل تصدق بالرجح اور وصی سوداگری
کرے یتیم کے مال میں اپنی ذات کے فائدے کی واسطے سوا اگر اس نے اپنے واسطے اس مال میں تجارت کی تو نفع کی خیرات کر دے و جاز لو اتجر من مال الیتیم لیتیم و تاجر
فی الدرر الدشا و سوداگری جائز ہے اگر وصی تجارت کرے یتیم کے مال میں یتیم کی واسطے اور اسکا پورا بیان درمیں ہم درمیں خانیہ سے مذکور ہے کہ وصی کو یتیم کے مال اور میت کے
مال میں تجارت کرنا اپنے واسطے جائز نہیں اور اگر تجارت کی اور نفع ہوا تو اس مال کا ضمان ہے اور نفع خیرات کرے طرفین کے نزدیک و ابو یوسف کے نزدیک
نفع وصی کو حلال ہے خیرات نہ کرے انتہی قلت و فی الاشباہ و لا یلک الوصی بیع شئی باقل من ثلث الا فی مسئلہ الوصیت بیع عبدہ من مطلق میں کہتا ہوں و ارشاد بہن
ہو کہ وصی کسی چیز کی بیع کا مالک نہیں مثلاً سے کہ میں مگر ایسا کہ جیسا میں اقل ثلث مثلاً سے بیع جائز ہے یعنی جبکہ وصی نے اپنے غلام کی بیع کی وصیت کی لکھا
شخص سے ہم اور غلام شخص ثلث مثلاً کی بیع پر راضی ہوا تو اب وصی کو ثلث سے کم کرنا درست ہے کیونکہ بیعت سے کم کرنا تو وصی درست نہیں کذا فی الطحاوی و

و فیہ سبب الکلام فی اجراء مثل المتولی اجر مثل عملہ فلو لم یعمل لا اجر لہ و اما وصی الامیت فلا اجر لہ علی السج و ہذا اذا عین القاضی المتولی اجراء انسان لم یمن
 و سبب فیہ سبب فلا شئی لہ و عوارہ لائقۃ ثم ذکر ما یخالفہ فانہ قد مر فی الوقت و اما وصی القاضی فان لہ نصیبہ یا جزیئہ جائزۃ استحقاقا و استنباطا
 ہر اجرت مثل کے بیان میں کہ متولی کو اس کے عمل کے برابر اجرت جائز ہو سواگر اس نے عمل نہ کیا تو اس کو اجرت نہیں ہر اوصیت کے وصی کو برابر
 قول صحیح کے اجرت نہیں ہر اوصی یعنی متولی کے واسطے اجرت مثل کا ثبوت اس وقت ہر جبکہ قاضی متولی کے لیے اجرت میں کر دے تو اگر اس نے اجرت میں
 نہ کی اور متولی نے ایک سال میں کوشش کی تو اس کے واسطے کچھ اجرت نہیں اور صاحب الشاہ نے اس قول کو تنقید کی طرف نسبت کیا پھر صاحب قیون نے
 وہ قول ذکر کیا جو اسکے مخالف ہے یعنی ہون کہ متولی سخت اجرت ہر اگرچہ قاضی نے اجرت نہ مقرر کی ہو سوا سکو سمجھ بے اور البتہ یہ کہ کتاب الوقف میں لکھا
 اور قاضی کے وصی کا حکم ہو کہ اگر قاضی نے اس کو اجرت مثل پر مقرر کیا تو جائز ہی انتہی مافی الاشباہ و فی التسمیاتی معربا بالذخیرۃ و لو کانوا اصنافا و کبارا باع حصۃ الھن
 کما مر کذا البار علی ما مر من التفصیل اور قسانی میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ اگر دارث چھوٹے اور بڑے ہوں تو وہی چھوٹوں کے حصوں کو بیچ کر اسے
 چنانچہ صغیر کے مسائل مستثنیٰ ہیں مذکور ہو چکا اور اسی طرح بالغ دارثوں کے حصے کو بیچ کر بچہ بنایا تفصیل گذشتہ کے ہم تفصیل مذکور یہ ہو کہ ادا دین
 اور خوف ہلاکت میں بیع جائز ہو نہ اسکے سوا میں کہ ان فی الطحاوی و نقل عن النہادی ان علی مبیعہ للعقار و فاء اختلافنا للشافعی و جوزہ صاحب الھدایہ
 لان بیعہ استیفاء لملک مع دفع الحاجۃ وان لیس الوصی المتصرف بخوف متقلب و علیہ الفتوۃ و تامل فیما علقہ علیہ المتفق اور قسانی نے عماد فیہ سے
 نقل کیا ہے کہ وصی کو حقار بیچنے میں بطریق بیع الوقا کے مشابحہ کا اختلاف ہو اور صاحب ہدایہ نے اس کو جائز کیا ہے اس واسطے کہ اس میں ملک صغیر کا
 باقی رکھنا ہو باوجود دفع حاجت کے اور اس واسطے کہ غیر وصی کو تصرف کرنا ظالم کرکش کے خوف سے جائز ہو اور اسی قول پر فتویٰ ہوا و اس کا پورا پورا بیان
 ہمارے ملحق کی شرح میں مذکور ہے و لایکوز اقرارہ بدین علی الامیت اور وصی کا اقرار جائز نہیں میت پر دین کا ہم اس واسطے کہ اقرار مقرر کے غیر ہر
 حجت نہیں تو مقرر کہ کو اس کا لہنا بدو ن گواہی کے درست نہیں اور اگر وصی دیگا تو اس پر ضمان لازم ہوگا کذا فی الطحاوی و لا یبشی من ترکۃ لافلا
 الا ان کیون التقر و ارثا فیصح فی حصۃ ورنہ وصی کا اقرار کرنا کسی چیز کا میت کے ترکہ سے جائز ہر طرح کہ چیز فلا نے شخص کی ہو کہ یہ کہ اقرار کرنے والا
 دارث ہو میت کا تو اقرار صحیح ہوگا فقط مقرر کے حصہ میں نہ باقی ورنہ کے حصوں میں و لو اقرار الوسم بعین لآخر ثم ادعی انہ للصدیق للشمع ورنہ اگر
 وصی نے کسی چیز میں دارث دوسرے شخص کے واسطے کیا پھر دعویٰ کیا کہ وہی چیز صغیر کی ہو تو اس کا دعویٰ مسموع ہوگا کذا فی الدرر البین فی تافض کی وجہ سے
 و وصی ابی الطفل احق بسا لم من جدہ وان لم یکن صغیرہ فالجد لما تقر فی الحجر و صغیر کے باپ کا وصی زیادہ تر خداری ہو صغیر کے مال میں تصرف کر کے کا
 صغیر کے دادا سے اور اگر اس کا وصی نہ ہو تو دادا ہر چنانچہ کتاب الحجر میں ثابت ہو چکا ہر وہی الامتہ لیس للجد بیع العقار والعروض لقضاء الدین و تنفیذ
 الوصایا بخلاف الوصی فان لہ ذلک اور فیہ میں ہر کہ دادا کو عقار کی اور سیاب کی بیع ادا سے دین کے واسطے اور وصیتوں کے جاری کرنے
 کے واسطے جائز نہیں برخلاف وصی کے کہ اس کو یہ درست ہے

فصل فی شہادۃ الاوصیاء و نفیس ہر وصیوں کی گواہی کے مسائل میں ہم اس فصل میں شہادت اوصیاء کے سوا اور مسائل بھی بہت
 مذکور ہیں تو یوں کہنا بہتر تھا فصل فی شہادۃ الاوصیاء و غیر ذلک و بطلت شہادۃ الوصیین و ارث صغیر مال مطلقا و کبیر مال الامیت و
 باطل ہو گواہی دو وصیوں کی و ارث صغیر کے مال کی ہر طرح خواہ صغیر کبیر ارث سے مال ملا ہو یا ہر غیرہ سے یا ارث بالغ کے حق میں وصیوں کی گواہی
 میت کے مال کی باطل ہو ہم اس واسطے کہ صغیر کے ہر مال میں وصی کا تصرف جاری ہو اور بالغ کے مال میں میت میں حق کو حفاظت کی ولایت و وارث کی غیبت میں تو
 اس وقت سے اس کی گواہی باطل ہر چہ صحت شہادۃ ہر ایضا لایتم احضارہ فلا یمکن حینئذ اوصیج ہو گواہی ان دون کی اغیارال میت کے ہر چہ صحت شہادۃ ہر

۱۷
 چنانچہ مال صغیر کا
 بیع جائز ہے
 و ارث صغیر کا
 بیع جائز ہے
 و ارث کبیر کا
 بیع جائز ہے
 و ارث کبیر کا
 بیع جائز ہے

دونوں وصیوں کی ولایت کی اس مال سے تو اس بھرت کا تمام نہیں کشہادۃ جلین آخرین بدین الف علی میت و شہادۃ آخرین للآخرین مسئلہ
 جیسے صحیح ہو گا وہی دومردوں کی اور دو شخصوں کے واسطے ہزار درم کے دین ہونے کی میت پر اور صحیح ہو گا وہی انھیں دونوں شخصوں کی پہلے دونوں
 گواہوں کے واسطے اتنے اس کی ہزار درم کے دین کے لئے فرق ثانی کے دین کی میت پر گواہی دی اور فرق ثانی نے فرق اول کے دین
 ہونے کی گواہی دی تو دونوں گواہیاں صحیح ہیں بخلاف شہادۃ کل فرق بوضیۃ الف برخلاف شہادت ہر فرق کے ہزار درم کی وصیت میں یہ فرق
 نے دوسرے فرق کے واسطے گواہی دی کہ میت نے انکو ہزار درم کی وصیت کی ہو سو گواہی باطل ہو قال ابو یوسف لا تقبل فی الدین ایضا و قد تقدم فی الشہادۃ
 اور ابو یوسف نے کہا کہ دین میں بھی گواہی قبول نہیں مانند وصیت کے اور البتہ مسئلہ کتاب الشہادات میں پہلے مذکور ہو چکا ہے و شہادۃ للآخرین لآخرین
 آخرین شہادت مالہ والہ راہم المرسلۃ لا شہادۃ لآخرین فقیل یا پہلون کی گواہی غلام کی وصیت کی اور چلوں کی گواہی ثلث مال یا غیر عین دارم کی وصیت
 کی سبب ثابت کرنے گواہی کے شرکت غلام کو تو باطل ہوگی مگر کل مال بیت میں غلام بھی داخل ہو تو ثلث مال کی وصیت میں ثلثی غلام میں شرکت ثابت
 ہوگئی اور شرکت قبول شہادت کی مل ہو تو صحیح ہو شہد رجلاں اگر جلین بالوصیۃ لعین کا بعد و شہد المشہود لہما للثما ہرین بالوصیۃ لعین آخر
 لا لا شرکت فلا تہتمہ بطبعی اور گواہی صحیح ہو اگر دومردوں نے اور دومردوں کے واسطے کسی چیز شہادۃ غلام کی وصیت کی گواہی دی اور شہود لہما نے
 شہادوں کے واسطے دوسری چیز مثلاً بلوغ کی وصیت کی گواہی دی اس واسطے کہ بیان دونوں فرق میں شرکت ثابت نہیں تو بھرت بھی نہیں ہو گا وہی نہ
 مقبول ہو گا فی الایلی شہادۃ الوصیان ان المیت اوصی لزیادۃ ما لفت لا شہادۃ لافسہما معینا و جیل فیض القاضی بہا للثا وجو بالامسدا رہما
 باخر فیمتق تصرفا بدو نہ کہما لثا و وصیوں نے یہ گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی ان دونوں کے ساتھ وصی کیا ہو تو یہ گواہی لغوی و سبب
 ثابت کرنے دونوں وصیوں کے اپنی ذاتوں کے واسطے مدکار اور بصورت میں قاضی ان دونوں کے ساتھ تیسرا وصی ہار کے برابر ہو جب کے
 کیونکہ انھوں نے اور وصی کا خود اقرار کیا تو اب دونوں وصیوں کا تصرف کرنا میت کے مال میں بدو تیسرے وصی کے جائز نہیں چنانچہ ثابت ہو چکا
 والا ان بدعی زید ذلک ای بیٹی اتہ وصی معہا منہ تقبل شہادۃ تہا استحسانا لانہا استقامۃ اتعین ختم مگر یکہ زید اسکا دعویٰ کرے یعنی زید یوں
 دعوے کرے کہ وہ بھی وصی ہوا ان دونوں کے ساتھ تو اب دونوں وصیوں کی گواہی بطریق امتحان کے مقبول ہوگی ایسے کہ دونوں وصیوں
 تیسرے وصی سے بظاہر ان کی مشقت قاضی پر سے ساقط کر دی کذا فی الطحاوی و کذا ابن المیت اذا شہدا ان اباہما اوصی الی رجل لہما
 لغنا بصب حافذ لآخر کذا و اسی طرح میت کی دو بیٹیوں نے جب گواہی دی کہ انکے باپ ایک مرد کو وصی کیا ہو تو گواہی لغوی و اس واسطے کہ دونوں نے
 اپنے واسطے نفع کو کھینچا بسبب قائم کرنے ایک نگہبان کے سروکہ کے واسطے و ہذا ہو مگر و یویر سے تقبل استحسانا اور یعنی گواہی کا لغوی اس شرط
 سے ہو کہ وہ شخص وصی ہونے کا نکرہوا در اگر وہ وصی ہونے کا دعویٰ کرے تو شہادت مذکورہ قبول ہوگی باعتبار امتحان کے بخلاف شہادۃ ہما بان اباہما
 و کل زید لا قبض دیونہ بالکوفۃ حیث لا تقبل مطلقا ادعی زید الوکالۃ ام لا لان القاضی لا ملک نصب الوکیل عن الھی لطلبہا ذلک بخلاف الوصیۃ بخلاف
 اس گواہی کے کہ دو بیٹیوں نے یہ گواہی دی کہ انکے باپ نے زید کو اپنے قبض دیون کا جوابل کوفہ پر وکیل کیا ہو کیونکہ یہ گواہی کسی طرح مقبول
 نہیں خواہ زید وکالت کا دعویٰ کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ قاضی زندہ آدمی کی جانب سے وکیل کے قائم کرنے کا بیٹیوں کی طلب سے مالک نہیں
 برخلاف وصیت کے و شہادۃ الوصی صحیح علی المیت لادہ و یو بعد الغزل وان لم یجاصم شائقے اور وصی کو گواہی میت کے ضرر پر صحیح ہو نہ میت کے نفع پر اگرچہ
 گواہی بعد مزیولی کے وقع ہوئی ہو گو کہ اس شخصیت کی ہر کذا فی المتقہ وصی الفذ الوصیۃ من مال نفسہ مع مطلقا و عایۃ الفتویٰ در وصی نے میت کی
 وصیت کو جاری کیا اپنی ذات کے مال سے تو اس قدر مال ترک میت سے بھرے ہر طرح اور اسی طلاق پر فتویٰ ہو کذا فی الدررہم وصی رجوع کرے ہر طرح خواہ وہ

سیت کا وارث ہو یا شوخواہ وصیت لکھو یا لکھا کہ اذنی المولیٰ دی ختمہ اگر کوئی اذنی اٹھن من مالہ فان له ان یرجع خپانچہ وہ ذکیل جسٹس ٹن ادا کیا
اپنے مال سے سو اسکو مکمل سکے مال سے بھر لیا کہ اسکو واند اکس الوصی (خدا اشتیری کسموہ لافینیا واشتری مایفق علیہ من مال نفسه فانه یرجع
اذا اشتہر علی ذلک اور اسی طرح وہی جبکہ غیر سکے واسطہ لباس خرید کر سے اپنے مال سے یا وہ چیز خرید کی کہ کو صغیر پر خرچ کرنا تو وہی وصیت کرنا ہے
بھریے جبکہ اپنے ترستہ گواہ کر لیا ہو یعنی اسپر شہادہ کر لیا ہو کہ میں اپنے مال بطور وقفی کے صرف کرنا ہوں یا صغیر کے مال سے بھر لو لگاؤ لیکن غنا شہادہ
الاشہاد لان قول الوصی فی حق الانفاق یقبل لانی حق الرجوع بلا شہادہ انتہی غایت قہر ان فی الغنۃ والخلعہ والخنثیہ لہ ان یرجع اٹھن
وان لم یثبت بخلافہ الا بالوین ویجوز ما یفیدہ قینہ ہزار یہ میں بڑا گواہ کرنا تو اذنی واسطہ مشروط ہے کہ وصی کا قول حق الانفاق میں تو مقبول ہونہ
حق ہوتے ہیں بدرون گواہ کر سکے تو اسکو یا در کھتسہ اچا سیہ میں کتنا ہوں لیکن قینہ اور خلاصہ اور غنائیہ میں ہر کہ وہی کوٹن کا بھر لیا جائے تو
اگر وہ اپنے گواہ نہ کر لیا ہو بخلاف مال باپ کے کہ انکو رجوع بلا شہادہ جائز نہیں اور اس کے وہ آؤ چکا ہو اسکا قینہ ہی تو خبردار رہنا ہم شہادہ میں ہر کہ
ہمارے مال کا کلام رجوع مطلق یا رجوع بشہادت میں نہ شرط ہو اور یہ شرط رکاب طعام اور لباس کی طرف راجع ہو اسواسطے کہ دالین کی عادت میں طعام
اور لباس اولاد کا شروع ہوتا ہو کہ اذنی المولیٰ او قضی دین السیت الثابت شرعاً او کفنیہ او اذنی خراج التیمم او عشرہ من مال نفسه یا وہی نے وہ
دین سیت کا جو شرعاً اسپر ثابت ہو ادا کیا یا اسکو کفن دیا یا تیمم کا خرچ یا عشر اپنے مال سے ادا کیا او اشتیری لوارث اکس بطعام مالو کسموہ لافینیا واشتری لوارث
السیت او قینہ دین من مال نفسه فانه یرجع ولا یجوز تسطوعاً یا وارث مانے نے صغیر کے واسطہ طعام اور لباس خرید کیا اپنے مال سے یا وارث نے سیت کر
کفن دیا یا اسکا دین ادا کیا اپنے مال سے تو سیت سکے منکر کہ سے بھر لیا اور تبرع نہو گا یعنی اسکا مال بلا عوض نہ ٹھہر گیا ولو کفن الوصی السیت
من مال نفسه قبل قولہ فیہ قبل ہو ستر کہ بقولہ او کفنیہ اور اگر وصی نے سیت کو کفن دیا اپنے مال سے تو اسکا قول بہن مقبول ہو گا شارح نے کہا کہ کفنیہ
نے کہا کہ یہ تین کا قول زمانہ اور کر رہو بقول ماتن او کفنیہ ہم ملنی در الخمار کے محشی نے کہا کہ بہرہ تھا کہ شارح لفظ قبل کو حذف کر لیا یعنی اسواسطے کہ
اس قول کا مکرر نہ ہو یا صریح ہو طحاوی محشی نے کہا اسکا جواب یوں ممکن ہر کہ ماتن کی مراد یہ ہر کہ دونوں لینے وارث اور وصی کفن کے مجرا دینین
منکر کہ سے متفق ہیں لیکن وہ مقدار قیمت میں مختلف ہیں تو اب وصی کا قول مقبول ہو گا تو یہ قول ماتن کے قول سابق سے متغایر ٹھہر قائل انتہی
ولو باع الوصی شئاً من مال التیمم ثم طلب منه بالشر ما بعد رجوع القاضی الی اہل البصیرۃ والامانۃ ان اخبرہ اثنان منہم انہ باع بقیمۃ وان
قیمۃ ذلک لا یثبت انت القاضی الی من یرید اور اگر وصی نے مال تیمم کا بیچا پھر وصی سے مال بیچ کی طلب ہوئی اس کے بیچنے سے زیادہ ترش کو تو قاضی
سہن اہل البصیرۃ اور اہل الامانۃ کی طرف رجوع کرے اگر تین واقعہ کاروں میں سے دو دشمنی اسکو خبر دیں کہ وہی نے مال تیمم کو اکی قیمت کے موافق بیچ کیا
اور اس مال کی یہی قیمت ہو تو قاضی انہما نہ کرے اس شخص کی طرف جو زیادہ دشمن و سیاہ ہو وان کان فی المزادۃ لیشتری باکثر فی السوق باقل البقیض
البیض ذلک ای لاجل تلک المزادۃ بل یرجع الی اہل البصیرۃ فان اجمع جلالہم علی شئ یؤخذ بقولہما عند محمد فی قول واحد فی ذلک عفا
کافی التزکیۃ اور اگر مزادہ تین بیٹہ جہان بیچ رہی ہو جبکو بالفعل کے عرف میں بنلام مکر لیتے ہیں وہ مال خرید ہوتا ہو زیادہ دشمن سے اور بازار میں کمتر
تو وصی کی بیچ کو قاضی نہ توڑے اس زیادہ کے سبب بلکہ رجوع کرے وفاقاً لوگون کی طرف بلکہ اگر لوگون میں سے دو متفق ہوں ایک چیز پر تو انھیں دونوں کا
قول لیا جائے خود کے نزدیک اور ایک مرد یا قول کفایت کرتا ہو نام غلام اور ابو یوسف کے نزدیک جیسے تزکیہ شہود دین کافی ہو علی ہذا قیم الوقت اذا جر
مستعمل الوقت ثم جاء آخر ینہ برے الاجرا کل نے الدرر معزیا لثانیۃ و علی ہذا القیاس متولی وقت نے جبکہ وقف کی کرایہ دالی چیز کرایہ کو دی پھر دوسرا
شخص آئے زیادہ کرایہ دینے کو تو انقض اجارہ نہو گا بدون قول اہل البصیرۃ کے یہ سب مسائل در زمین نہ کر چن غنا و تصافی خان سے مقول فروع

بیچ الوصی

مسائل ہر شایع کے بقول قول دہوی فیما یخرج من الاتفاق بلا لیتہ اللی شیء مشترک علی مانی الاستیاء دہوی کا قول خیر کرنے کے دعوے میں بدولت گواہوں کے مقبول ہوگا یا نہ مسئلوں میں قبول نہیں چنانچہ اسباب میں مذکور ہیں ہم مسائل مذکورہ کو شایع اسباب ذکر کرنا اور اسے قضا و دین الیہ مسئلہ ذکر کر دہوی مسئلہ دین میں سے ادا کرنے کا دعویٰ کیا کہ میں نے دہوی کا دین اپنے مال سے ادا کیا اور یتیم اسکی تکذیب کرنا ہو اور اسے ادا کرنے پر گواہ نہیں ہیں تو قول دہوی کا قبول ہوگا اور دعویٰ قضا دہویں مالہ غیر مزج التکرک قبل انفس ثمنہا دوسرا مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا ادا سے دین الیہ کا اپنے مال سے بعد ترک بیچنے اور اسے ثمن نفی کرنے سے پہلے اوان الیتیم اسکا مال آخر دفع ضمانہ تیسرا مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا کہ یتیم نے دوسرے کا مال ضائع کیا سو دہوی نے اسکا مال واپس دیا م صورت اسکی یہ ہو کہ دہوی نے یتیم سے کہا کہ تو نے اس مرد کا مال طفلی میں اتنا تلف کیا تھا اور دین سے تیری طرف سے ادا کیا تھا سو یتیم نے اسکی تکذیب کی تو یتیم کا قول قبول ہوگا اور دہوی ضامن ہو سب کے نزدیک کذا فی الطحاوی اور اولیٰ التجارۃ فرکہ دیون فقضا لا غنیہ عنہا مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا کہ دہوی نے یتیم کو تجارت کا اذن دیا سو یتیم لوگوں کے دین ثابت ہو گئے سو دہوی نے انکو ادا کیا یتیم کی طرف سے ادا کی خراج ارضیہ سے وقت لا فسخ الاثر یا نہ پچھو ان مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا کہ اسے یتیم کی زمین کا خراج ادا کیا ایسے وقت میں کہ زمین زمین کے لائق نہ رہی ہم تو اگر زمین راجعت کے لائق ہو خصوصیت کے دن تو بالاتفاق دہوی کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا بشرطیکہ دہوی اور یتیم متفق ہوں صورت عمومی کے وقت پھر کذا فی الطحاوی اور اولیٰ التجارۃ فرکہ دیون فقضا لا غنیہ عنہا مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا کہ یتیم غلام گرہیہ کے پڑا لے دے لے کے انعام دینے کا ہم یہ کہہ کا قول ہو اور ابو یوسف کے نزدیک دہوی کا قول مقبول ہو اور اگر دہوی نے کسی شخص کو غلام کے لئے پھلوں پر اجارہ کے لئے مقبر کیا تو بالاتفاق دہوی کا قول مقبول ہو کذا فی الطحاوی اور اولیٰ التجارۃ فرکہ دیون فقضا لا غنیہ عنہا مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا کہ یتیم کے غلام قاتل کے قریب دہوی کا بالاتفاق علی حشرۃ ثلثون مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا کہ یتیم کے محرم پر خیر کرنے کا کام مشترک اسکی یہ ہو کہ دہوی نے یتیم سے کہا کہ قاضی نے تیرے اندر سے بھائی کے واسطے اتنا مال تیرے مال سے مقبر کیا اور دین نے اسکو بدتر سے ادا کیا اور یتیم نے کہا کہ میرے اوپر کسی قاضی نے یہ حکم نہیں کیا تو یتیم کا قول مقبول ہوگا اور دہوی ضامن ہو سب کے نزدیک کذا فی الطحاوی عن شاذلیہ الدین مالہ لوان مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا کہ خیر کرنے کا یتیم کے ان غلاموں پر جو مر گئے ہم یہ قول ہو چکا اور ابو یوسف کے نزدیک دہوی کا قول مقبول ہو اور اگر دہوی نے یتیم کو بالاتفاق دہوی کا قول مقبول ہو کذا فی الطحاوی اور بالاتفاق علیہ مانی دہوی نے دعویٰ کیا یتیم پر اس مال کے خیر کرنے کا جو دہوی پر واجب الادا تھا ہم یہ مسئلہ شاہ میں مذکور نہیں اور اگر اسکو شمار کیجیے تو شیرہ سے ہوتے ہیں وہ اس مسئلہ یہ ہو کہ دہوی چاہتا ہو کہ دین سے دہوی سے خارج الذمہ ہو جائے تو اسکی تصدیق ہر ان شہادت کے سنو کذا فی الطحاوی و کذا من مال افسہ حال فیتہ مالہ وارا لہ رجوع و شوان مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ طرح دہوی نے دعویٰ کیا خیر کرنے کا یتیم پر اپنے مال سے جبکہ یتیم کا مال حاضر نہ تھا اور اسے پھر لینے کا ارادہ کیا ہم بشرطیکہ دہوی نے اسپر گواہ نہ کیا ہو کہ میں اپنے مال سے خیر کرنا ہوں پھر لینے کے واسطے اور اگر اسے اسپر گواہ کر لیا ہو تو رجوع جائز ہو کذا فی الطحاوی عن شاذلیہ الدین مالہ لوان یتیم امرۃ و دین مہر اس مالہ ہی یتیمہ گیا رھوان یہ مسئلہ یہ ہر یا دعویٰ کیا کہ اسے یتیم کا نکاح کر دیا ایک عورت سے اور اسکا مہر ادا کیا اپنے مال سے اور حالانکہ وہ عورت زندہ نہیں ہو التا یتیمہ حشر انحر ثمن شہم ادو مانہ کان مضارباً رھوان مسئلہ یہ ہو کہ دہوی نے تجارت کی اور فائدہ حاصل کیا پھر دہوی نے کہا کہ اسے بطور مضاربت کے تجارت کی ہم بیان بھی عدم اشہاد شرط ہو اور اگر دہوی نے مضاربت پر گواہ کر لیا ہو تو نفع میں شریک ہوگا کذا فی الطحاوی و الاصل ان کل شیء کان مسلطاً علیہ فانہ یعد قلیسہ و لا تلازم اور قاعدہ کا یہ مسائل مذکورہ میں یہ ہو کہ جس جیسے پر دہوی مسلط ہو تو ایسے اسکی تصدیق کیا جائیگی اور جیسے وہ مسلط اور یتیم نہیں تو ایسے اسکی بلا شہادت تصدیق نہ ہوگی ہم تصدیق ہوگی قسم کے ساتھ جبکہ ظاہر مال اسکا مکذب نہ کیا ہے الحموی فیہب القاضی و صیاسہ سبقتہ و اضع مبسوطہ فی الاشیاء قاضی سیت کیلین

نافذ نہیں ہوتا اگر نہ تشرکہ میں در حال عدم اجانتہ و ارتداد کے گھر کے متنافی کے تشرکہ میں سوکل مشرکہ سے نافذ ہوگا اس طرح پر کہ اس سے
 ظہر وغیرہ اجرت مثل سے کثیر اجرت پر چارہ دیا یعنی اسکی اجرت مثلاً سو روپے تھی سو آستہ ۵ روپے کو چارہ دیا تو یہ جائز اور نافذ اور اسلئے کہ چارہ مذکور بعض
 کی موت سے باطل ہوگا اور ارتداد پر ضرر رسائی نہیں ہر و اسکی حیات میں تو اور ارتداد کی کچھ ملکیت نہیں لیکن غلامی میں ہرگز نافذ کی تشرکہ مشرکہ سے
 نافذ ہو کر تشرکہ میں دو روایتیں ہیں بارع مال الیہم و فیضہ و المشرکہ فی غنایہم فان نقد و الفسخ وصی نے یتیم کا مال بقول باغیر
 بیچا اور خیر و فیض ہے تو وہی ارتداد کی مدت بظہر سے سو اگر خریدار تین دن کے اندر میں حاضر کرے تو تہہ ہر ورنہ بیچ کو بیخ کرے فان اگر
 و التشرکہ و فیض ہے تو وہی لامر لکھ کر قبول ان کا ان بینکاپ نقد و فیضہ پر غنایہم خیر و فیضہ کا منکر ہوا اور حالانکہ وہ بیع پر قبضہ کر چکا ہو تو وہی اس امر
 کی حاکم کے پاس تاش کرے تو حاکم یون کے کہ اگر وہ دونوں میں بیع واقع ہوئی ہو تو البتہ میں نے اس بیع کو فسخ کر دیا ہم اس قول کا فائدہ یہ ہوگا اگر مشتری بعد
 فسخ کے خریداری کا دعویٰ کرے اور گواہ لاوے تو اسکا دعویٰ سموع ہوگا کذا فی الخطاوی قبل الاوصایہ ثم لا یجوز ان یقول فیفسخ بیع الا عن الیام و ہی نہ ہو تو بدل
 کیا پھر اپنی ذات کو محض کرنا چاہا تو یہ جائز نہیں مگر حاکم کے نزدیک ہم حاکم کو لازم ہوگا اگر وہی کو امانت دار اور پیشا رہا جسے تو محض کرے اور اگر اسکو عسباً جزا
 کثیر الاشغال جاسے تو اسکو خارج کرے اور عیال افراں کا دوطرح پر ہو ایک یہ کہ وہی اسکو وہی مقرر کرے اس شرط پر کہ جب وہی چاہے آپ کو محض کرے دوسری صورت
 یہ ہو کہ وہی بیعت پر دین کا دعویٰ کرے اور حاکم اسکو مستم کرے محض کرے اور یہاں پر وہی اسکا قول ہو اور اسی پر فتویٰ ہو کذا فی الخطاوی و فی غنایہم و فیضہ
 الیہم علی نفسہ و ذلک من ترکہ والدہ لا قایل ولا کثیر ثم وہی شیعانی یا الوہی اندر ترکہ الہی و بیعت بیعت وہی نے یتیم کو اسکا مال اس کے بالغ ہونے کے بعد
 حوالہ کیا اور یتیم نے اپنی ذات پر گواہ کر دیا کہ اس کے باپ کے مشرکہ سے کچھ باقی نہیں رہا وہی کے پاس نہ کم نہ زیادہ پھر یتیم نے وہی کے پاس کسی
 چیز کا دعویٰ کیا کہ وہ چیز میرے باپ کے مشرکہ سے ہے اور گواہوں سے اسکو ثابت کیا تو اسکا دعویٰ سموع ہوگا ہم یہ اشہاد ابراہیم و معلوم نہیں نہ شخص معلوم
 سے نہ محض سے تو یہ فقط اقرار پر جو ابراہیم کا متسلم نہیں تو یہ اس کے دعویٰ کا مانع نہیں برخلاف اس ابراہیم کے جو محض سے ہو و عام کے واسطے لینے
 شخص میں سے چیز پر نہیں کا ابراہیم سے اس طرح کہ مثلاً زید عمر سے لے کر جو ترقی میرے اوپر ہو اسکو مجھے حلال اور عاف کر دے سو عمر نے اسی طرح کہا تو
 زید بری الزم ہو گیا اور یہاں تک کہ چیز معلوم اور غیر معلوم سب سے اسی قول پر فتویٰ ہو کذا فی الخطاوی من الشرک لایہ مقصر اللہ صی الاکل والکوب بقدر الحاجۃ قال
 نقاسلہ ومن کان فقیراً لایا کل بالمد و منادى کو یتیم کے مال سے کھانا اور اسکی سواری پر سوار ہونا بقدر حاجت کے جائز و حق تھا لے کر فرمایا اور جو محتاج
 ہو تو چاہے وہ فقیر سے موافق ہو یا نہ ہو اسکا کھانا اور سوار ہونا مقید بدست کسی سے ہو لیکن بقدر قدرت حاجت یتیم میں کوشش کرنا ہر اسی قدر مدت تک کھانا
 اور سوار ہونا درست ہے کہ انکی اولاد انکی حق سے تعلیم القرآن و الادب ان قابل ملک اور وہی کو جائز ہو کہ تعلیم قرآن اور ادب میں خرچ
 کرے اگر یتیم اسکا مال ہو و ہم شائد کہ ادب سے مراد علوم ادبیہ ہیں کہ انھیں کی تعلیم ہوتی ہر انتہی علوم ادبیہ سے مراد صرف اور کمال و علم فصاحت اور بلاغت
 کا ہے لیکن اگر یتیم خاندان علم سے ہو تو وہی خرچ کرے اسکو تمام قرآن اور علوم مذکورہ چاہا و سے والا فلیتفق علیہ بقدر ما یعلم القراۃ الواجبت فی الصلوۃ و حجۃ اور
 اگر یتیم اہل علم سے ہو تو وہی کو چاہے کہ اس پر اس قدر خرچ کرے کہ قرأت و اجرت نماز کی سیکھ جائے یعنی جس قدر نماز میں قرآن پڑھنا واجب ہو اس قدر اسکو سکھاوے
 کذا فی البیہ و فی جہل اللہ فی مشرفا لم یعرفہ بدو فی الشرف ان تیعرفہ اور مجتہدین ہر کہ وہی کے واسطے شرف مقرر ہو تو وہی بدو ان کے تصرف مشرکہ
 میں کرے اور بعضوں نے لکھا کہ مشرف کو تصرف کرنا لینے بدو وہی سے درست ہو ہم اس مسئلہ کا بیان باب الوہی میں مفصل مذکور ہو چکا و فیہ للاب عارۃ
 طفلة اتفاقا لا مرسل اکثر اور مجتہدین ہر کہ باپ کو بچہ طفل کا حاریت دنیا جائز ہو بالانفاق نہ اس کے مال کو حاریت دنیا بنا کر کثر روایات کے و فیہ بیک
 الاب لا یجد عندہم الوہی یا لیکر الوہی اور مجتہدین ہر وہی نہوے کے وقت باپ مالک ہو اس چیز کا جب کا وہی مالک ہو تا ہو اور دادا مالک

ہنیں ہوتا وہی کے برابر الالب یکا مستند مال مشترک بنیہ و بین الصغیر خلاف الوسی باب مالک ہر اس مال کے قسمت کرنے کا جو مشترک ہر اس میں باب
 اور ماہین صغیر کے برخلاف وہی کے کہ وہ اپنے اور صغیر کے مشترک مال کی قسمت کا مالک ہنیں ہم قنیہ بن مذکور ہو کہ جو مال صغیر میں مشترک ہو اسکی
 قسمت وہی کو جائز ہو نام کے نزدیک شرط کیا اس میں نیز کا نفع ظاہر ہو تو حاکم ہوا کہ بیان عدم غیور قسمت ہی عدم غیور قسمت پر معمول ہو کذا فی الطحاوی یکا الالب
 والجدیع ال احد طلیقہ لانا خیر خلاف الوسی باب اور دادا اپنے ایک طفل کے مال کا دوسرے طفل کے مال سے بیچنے کا مالک ہو برخلاف جہی کے کہ وہ بیع مذکور
 کا مالک ہنیں ہم بیچنے اگر ایک شخص دو بیویوں کا وہی ہو تو اسکو ایک یتیم کا مال دوسرے یتیم کے مال سے بیچنا جائز نہیں اس واسطے کہ وہ دونوں یتیموں کی خبر خواہی کا
 نامور ہو بیان ایک یتیم کی خبر خواہی دوسرے کے قریب ضرر کرتی ہو اور اسی طرح اگر دو وہی ہوں دو یتیموں کے تو بھی ایک کا مال دوسرے سے بیع کرنا درست
 نہیں ولو باع الالب او الجرم ال الصغیر من لا یجوز ان یقبل قبیحہ جائز ان لم یکن فاسد الراسہ ولو فاسدہ فالن بیع عفارہ لم یجوز فی المستقول روایتان اور اگر باب
 اور دادا اسنے بیوکا مال اجنبی شخص سے بیچا لہذا اسکی مالیت اور قیمت کے توجا نہ ہو اگر وہ حق فاسد الراسہ نہ ہو اور اگر بطل ہو تو اگر اسنے صغیر کا مال غیر قول
 بیچا تو جائز نہیں ہو اور مال مستقول کے بیچنے میں دور و زمین ہن ایک جواز کی دوسری عدم جواز کی ولا شری لطفنا لو با او طحاوا و اشہد انہ یسرق بنیہ
 یسرق بہ لو مال والا لا یجوز بہا علیہ جفتہ اور اگر باب اپنے لڑکے کیواسطے کپڑا یا کھانا خرید کیا اور گواہ کر لیا اس پر کہ میں اسقدر ثمن لڑکے کے مال سے بھر لوں گا
 تو نہ بھرے اگر صغیر کا مال ہو اور اگر مال نہ ہو تو رجوع جائز نہیں لیس باب واجب ہونے کھانے اور کپڑے کے باب پر صوفت بن یعنی جب بیعت ہو جائے ہو تو اسکا الفقه باب پر جہا
 ہر رجوع جائز نہیں و شبایا شری و اولاد و بعد یسرق سوا کان لوال اولاد ان لم یثبہ لہ رجوع کذا عن ابی یوسف وہو من یحب یحفظہ اللہ اعلم و ما نذر لیسار علی طہام کے
 اگر اپنے صغیر کیواسطے کھرا غلام خرید کیا تو رجوع کرے تو اسکا مال ہو یا نہ ہو اور اگر اپنے رجوع کر لینے پر گواہین کیا ہو تو رجوع کرے چنانچہ ابو یوسف کہہ منقول ہو اور یہ تحصیل خبر
 ہو کہ کیا اور کھانا واجب ہو واللہ اعلم بعینہ تمیز میں مذکور ہو کہ ایک ارشاد ہے تمیز میں ترکہ سے فرج کیا بلا وصیت اور بلا اذن ماتی وارثوں کو تو وہ بیچنے کا مال سے بیع
 ہو گا اور وہ بیع ہو گا اور اگر تمام رجوع غیر ہر خریدین بلا وصیت اور بلا اذن باقی وارثوں کے لئے صرف کیا تو اس کے حصہ میں ہو گا اور اگر بیع سے صرف کیا تو وہ بیع ہو گا کذا فی الطحاوی و منہ و اللہ اعلم
 مستقول

کتاب الخشی

اس کتاب میں خشی کے احکام مذکور ہیں ہم خشی مشتق ہی خشت نفعی خاصہ ہے جو سکون نون سے اور خشت لنت میں عبارت ہی نرمی اور کسر سے اور اسی سے خشت ہو
 معلوم کرنا چاہیے کہ خشتی نے آدمی کو مردانہ دعوت بنایا اور ہر ایک کے احکام بیان فرمائے اور اسکا حکم مذکور ہن کیا جو مرد بھی ہو اور عورت بھی تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں وصف
 متضادین ایک شخص میں جمع نہیں ہوتے اور دونوں بن علامت امتیازی کی آله تذکر اور تانیث ہی پھر کا ہے اشتباہ واقع ہوتا ہی اس طرح پر کہ کوئی انسان ایسا
 ہوتا ہو جس میں تمیز نہیں ہوتی کذا فی الطحاوی لما ذکر من غلب وجودہ ذکرنا در الوجود جبکہ مصنف نے غلبہ الوجود کے ذکر سے فراغت پائی بیچنے مرد اور عورت کے
 احکام سے تو نا در الوجود یعنی خشی کا ذکر شروع کیا ہو تو فرج و ذکر اومن اعری عن الاثنین جمیعاً خشی وہ ہی جو صاحب فرج اور ذکر ہو یا وہ ہی جن پر
 اور تانیث دونوں علامتوں سے معزا ہو فان بال من الذکر فغلام وان بال من انثی تو اگر وہ پیشاب کرے ذکر سے تو مرد ہو اور اگر پیشاب کرے
 فرج سے تو عورت ہو ہم جب اسنے ذکر سے پیشاب کیا تو دوسری علامت بدن کا شگاف ہو اور اگر اسنے فرج سے پیشاب کیا تو دوسری علامت ٹوٹول یعنی سہ کی تہا
 ہو کذا فی التمسائی وان بال منہا فاکمل للابنق اور اگر دونوں سے پیشاب کرے تو بہت اور اقصیٰ حکم ہو یعنی جس سے پہلے پیشاب نکلتا ہو اسکا اعتبار ہو اس واسطے کہ تانیث
 اسکی دلیل ہو کہ وہی عند اہل ہر دان استویا فمشکل اور اگر دونوں برابر ہوں سطح کہ دونوں سے ساتھ ہی پیشاب نکلتا ہو تو وہ خشی مشکل ہو مشکل اسواسطے کہ کمالہ لازم ہے
 کوئی تمیز نہیں ولا تعبر لکثرة مثلاً لہما اور کثرت پیشاب کی متبرہن نام کے نزدیک برخلاف صاحبین کے ہم صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ کثرت خروج اصالت خشی
 دلیل ہو ولا کثر حکم اکل ورامام ہر کی دلیل یہ ہے کہ کثرت خروج کثادگی مخرج پر دلیل ہو بذا صالت پرا ورامام سے مروی ہو کہ انھوں نے ابو یوسف سے ۶۷ سے

فرمایا کہ میں نے ایسا قاضی نہیں دیکھا جو پیشاب کا اندازہ کرنا ہو پیاز سے کھڑائی اٹھاوی نہ قبل البیوع خان بلغ وخر حبت لمیتہ ووصل الی المرأة
اور ختم کیا ختم الرحم فصل فی فیصل مذکور قبل از بیوع کے ہو بھر اگر وہ بالغ ہوا اور اسکے ڈاڑھی بھلی یا وہ کسی عورت سے ملا یعنی جامع کیا یا اسکو نکاح
ہو یا جیسے مرد کو اختلاف ہو تا تو وہ مرد اور ان ظہر لہ شری اولین او حاض او جمل او اکمن وظیفہ مرآة اور اگر اسکا پستان ظاہر ہوئی یا دودھ
نکلا یا اسکو حیض آیا یا اسکو حمل رہا یا جامع اسکا ممکن ہو تو وہ عورت ہی ہم ظہر میں سے مراد یہ ہو کہ دونوں پستانوں سے عورتوں کے مانند دودھ نکلے اسواسطے
کہ مرد کی بھی چھانٹوں سے کبھی دودھ نکلتا ہو ایسا مستحکم ہوتا ہے شرح وہاں یہ ہے اور جو ہر میں ہو اگر کوئی کے کہلو پستان علامت مستحکم ہو تو دودھ کے ذکر کر کے
کی حاجت یعنی اسکا جواب یہ ہو کہ کھانا ہے دودھ نکلتا ہو اور پستان ظاہر نہیں ہوتی یا ایسی پستان ظاہر ہوتی ہو جو مرد کی پستان سے تمیز نہیں ہو جیسے دودھ اتر تو تیز
واقع ہوگی اور اسکا حمل کی صورت ہو کہ خنثی نہ ہو مگر رونی میں لیکر اپنی فرج میں داخل کی اور اسکا دلی کی صورت ہو کہ عورتوں نے اسکو دیکھا اور کہا
کہ اس سے دلی ممکن ہو واللہ اعلم کذا فی الطحاوی وان لم تظهر لہ علامتہ اصلاً او تعارضت لعلامتہ شکل لحد المریخ اور اگر اسکی کوئی بھی علامت مذکورہ
ظاہر نہ ہوئی یا علامت میں تعارض واقع ہو تو وہ خنثی شکل ہو عدم مرجح کی وجہ سے ہم تعارض علامات کی مثلاً صورت ہو کہ پستان بھرے اور ڈاڑھی بھلی ایسا صحیح
ذکر ہے یعنی بھلی اور فرج سے ساتھ ہی حیض جاری ہو یا پیشاب بخلاف فرج سے اور بھلی ذکر سے ساتھ ہی کذا فی القمستانی وحمی الحسن انہ تعد ضللاً عذنان ضلع الرحم
مترجم علی ضلع الرحم بواحد ذکرہ الزیلعی اور حسن بصری سے مروی ہو کہ خنثی کی پیدیاں شمار کیا وین اسواسطے کہ عورت کے ایک پسلی زیادہ ہوتی ہو مرد کی پسلیوں
سے ذکر کیا ہو اسکو زلیعی نے ہم آئین اختلاف ہو کہ کس جانب کی پسلی زیادہ ہوتی ہو مشہور یہ ہے کہ بائیں طرف کی ہوتی ہو اور اس میں اختلاف ہو کہ مرد کی طرف پیدیاں
اور عورت کی شترہ یا مرد کی شترہ ہیں اور عورت کی اٹھارہ جھون سے کہا کہ مشا ہذہ اسکے مخالف ہوا دلیل تشریح نے کہا کہ مرد اور عورت دونوں کی پیدیاں برابر ہیں
اور بنا بر قول نقادہ ضلع الرحم کی وجہ اسکی یوں مذکور ہو کہ حضرت خواجہ حضرت آدم علیہما السلام کی ایک پسلی سے مخلوق ہوئیں تو سب پر واجب علیہما السلام کے سوال پر جاری
رہے والدہ اعلم کذا فی الطحاوی متعرا وحینہ فیو خذ فی امرہ بما ہوا لا حول فی کل الاحکام اور اسوقت میں یعنی در صورت اشکال اور عدم ترجیح کے وقت تو
عمل کیا جاوے گا خنثی شکل کے امر میں اس چیز کے ساتھ جہاں زیادہ تر احتیاط ہو تمام احکام میں قلت ولكن قد مرنا انہ لا یحبب الغسل بالامیارج فیم انہ لا یتعلق التیمم
بلبنہ فیمہ میں کتنا ہوں لیکن پہلے اول کتاب میں مذکور کیا کہ خنثی شکل میں ادخال سے غسل واجب نہیں ہوتا اور اسکے دودھ سے تکریم متعلق نہیں ہو گا کذا
یعنی آن دونوں صورتوں میں عمل باحتیاط نہیں ہو مگر بیان اعراض وارد ہوتا ہو کہ عنقریب گذرا کہ اسکا دلی سے الوثت ثابت ہوتی ہو تو وہ خنثی شکل
نہ ہو اسکا جواب یہ ہو کہ بعد تحقق الوثت کے دوسری علامت محاض ہوئی چنانچہ ڈاڑھی بھلی ہو تو شکل ثابت ہو گیا اور اسطرح دودھ میں کلام ہو کذا فی الطحاوی
قیمت میں صف الرجال والنساء سونہا بر عمل باحتیاط کے خنثی شکل کھڑا ہو مردوں اور عورتوں کی صف کے امین میں ہم یعنی نہ مردوں کی صف میں کھڑا ہو نہ عورتوں
کی صف میں اسواسطے کہ اگر خنثی شکل فی الواقع مرد ہو تو عورتوں کی صف میں کھڑے ہونے سے اسکی نافرمانی ہوگی اور اگر عورت ہو تو مردوں کی صف میں کھڑے ہونے سے
اسکے مخادہ شخص کی نافرمانی ہوگی تو اسکے دائیں اور بائیں اور پیچھے کا شخص سنے والا احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے پھر اگر خنثی بالغ ہو اور عورتوں کی صف میں کھڑا ہو تو اسپر
اعادہ نماز کا واجب ہو اور اگر قریب البیوع ہو تو اعادہ مستحب ہو اور اگرین خنثی ہوں تو اسطرح کھڑے ہوں کہ باہم متصل نہ ہوں بلکہ درمیان میں کٹا دی ہو پڑیں کذا فی الطحاوی
واذ بلغ حد الشہوة بتلایع لائمہ تخذ من مالہ فکون منہ او مثلاً اور جبکہ خنثی حد شہوت کو پہنچے تو اسکے مال سے ایسی نوٹدی خرید کیا جائے جو اسکی ختنہ کرے سو
نویسے اسکی وہ نوٹدی بٹھری جائے یا اسکے ہند عورت ہوگی ہم نے اگر واقع میں خنثی مرد ہو تو وہ اسکی نوٹدی ہوئی تو اسکو نظر کرنا شرک گاہ کا مطلق جائز ہوا تو
اگر عورت ہو تو عورت کا نظر کرنا عورت کی طہرت بضرورت جائز ہو کذا فی الطحاوی وبکہ ان یختنہ رجل او امرأة احتیاطاً ولا ضررۃ لان
غفہ ما سعت اور یہ کہ وہ کہ خنثی کا ختنہ مرد کرے یا عورت بنا بر احتیاط کے اور کچھ ضرورت میں اسواسطے کہ ختنہ کرنا ہم متفق ہیں کہ مذکور ایک

کی نماز پڑھی جاسے حق ترتیب کی رعایت کرنے کے واسطے ہم غنشی کا جنازہ مرد کے بعد رکھا جاسے کہ شائد وہ عورت ہو اور اگر غنشی مرد کے ساتھ عذر سے ایک قبر میں دفن ہو تو مرد کے پیچھے رکھا جاسے اور دونوں کے درمیان مٹی کا پردہ کیا جاسے تاکہ بزرگ و بچہ دونوں کے ہو جائے اور یہی حکم مردوں کے دفن کا جبکہ ایک قبر میں دفن ہوں اور اگر عورت اور غنشی ساتھ مردوں ہوں تو غنشی کو مقدم کرنا چاہیے شائد کہ وہ مرد ہو اور غنشی کا کفن پانچ کپڑے چاہیے عورت کے مانند اور اسکو قبر میں ہم ترسٹ والا رکھے الوثت کے احتمال کے سبب کذا فی النکاح و تمام فرود علی احکام من الاشباہ و العندی فیہ تالیف علیہ غنیف اور غنشی کے متسام احکام کے سائل اشباہ میں مذکور ہیں بلکہ میر سے نزدیک ہیں ایک تالیف جلد کالان ہم غنشی مشکل کے یہ ہر کذا نسلی امامت صحیح نہیں مگر عورتوں کے واسطے اور اسکی نماز عورت کے مانند شکل میں ہم اشباہ میں اور وہ نکاح کرے نہ عورت سے نہ مرد سے اور اگر اسے مرد سے نکاح کیا اور مرد نے اسے نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا یا عورت سے نکاح کیا اور وہ نکاح پر قادر ہو تو نکاح اس صحیح ہوگا اور اگر اسے اپنی ماں دوسرے غنشی مشکل سے نکاح کیا تو جائز نہیں کذا فی النکاح و فی غنشی و فیہ تالیف علیہ غنیف امامی اسوہ الحالین یہ لینی کا تحقیق غنشی مشکل کو میراث میں اقل النصف میں ایسے سودا خالی ہوں ایسی قول پڑتی ہے چنانچہ ہم اسکی تحقیق غنشی بیان کرینگے ہم اقل النصف میں یعنی مرد اور عورت کے دو حصوں میں سے جو حصہ کم ہو گا وہ اسکو دیا جائیگا یہ سبب ہی امام کا اپنی غنشی مشکل کے حصہ کو نظر کرینگے کہ اسکو مرد فرض کرے یا عورت کا حصہ دے اور عورت فرض کرے یا عورت کو دے اور اگر اسے تقدیر میں غنشی محرم ٹھہرے تو اسکو کچھ نہ مایہ گاندہ شائع سے اقل النصف میں کی تفسیر سودا خالی میں مذکور کی لینی جو دو حالتوں میں بدرجہا ہوگی خواہ کتر حصہ یا محرم ہی بد حالی اسے لیسب میں ہی تو اسوہ الحالین قدرت اور حرمان دونوں کو شامل ہر کذا فی کلمتی تصدیق و قال النصف النصفین او صا جین سے کہا کہ دونوں حصوں میں سے نصف نصف اسکو مایہ گاندہ لینی نصف حصہ مرد کا اور نصف حصہ عورت کا قلوبات ابوہ و ترک سودا خالی و احادیث سہا لہ لغنشی سهم تو اگر غنشی مشکل کا باپ مر گیا اور غنشی کے ساتھ ایک بیٹا اسے چھوڑا تو بیٹے کے دوہم میں اور غنشی کا ایک سهم ہم خلاصہ یہ ہوگا امام کے نزدیک غنشی عورت کے حکم میں ہے میراث میں ما و قتیگا سکام مرد و نابلا تعارض ثابت نہ و عند ابو یوسف لہ ثانیہ سببہ عند محمد لہ ثانیہ من اثنی عشر اور ابو یوسف کے نزدیک صورت مذکورہ میں غنشی سبب میں ساریت سہموں سے اور محمد کے نزدیک پانچ سهم میں بارہ سہموں سے ہم صا جین کی دلیل مطولات میں مذکورہ و عند ابی حنیفہ لہ سهم میں ثانیہ لانا الاقل و من یستحق بنیہ تفسیر علی لان المال لا یجب بالمشک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غنشی کا ایک سهم ہی تین سہموں میں سے واسطے کہ وہ اقل ہے اور وہی یقین ہے تو اسی پر اقتضا ہوگا کیونکہ مال مشک سے واجب نہیں ہوتا ہم توضیح اسکی یہ ہے کہ یہاں اثبات مال کی ابتدا واجب ہوئی اس واسطے سبب استحقاق مال کا بیان کرنا ضروری ہو کہ عورت کے سبب سے ہی الوثت کے سبب سے اور غنشی مشکل میں دونوں سببوں کی کو معلوم نہیں اور اثبات مال کا ابتداء دونوں سبب متحقق کے شرعاً جائز نہیں لہذا یقین پر بنا کرنا ضروری ہوا و اقل جو میراث ہے عورت کی وہ لینی ہی اور زیادہ میں مشک ہی تین یقین ہی واجب ہو گیا اسی پر اقتضا کر کے کذا فی لینی شرح المداہیہ سے لوکان الاقل علی تقدیرہ و کذا قدرنا یہ کزوج و ام و ثقیفہ ہی غنشی فلا السہم علیہ انہ عصبہ لانا الاقل تو اگر اقل ہو اس تقدیر پر جبکہ غنشی کو مرد فرض کیجیے تو اسکو ہم مرد ہی ٹھہراوینگے چنانچہ صورت میں کہ ایک عورت مر گئی شوہر اور ان اور سبکی ہیں چھوڑ کر جو غنشی ہی تو اسکو چھٹا حصہ لیا بنا براسے کہ وہ عصبہ ہو اس واسطے کہ سہم اقل ہی نصف سے ہم تو صورت مذکورہ میں شوہر کا نصف حصہ ہو اور ان کا تہائی اور غنشی کا باقی مال یعنی سہم دو قدرانہ سے کان لہ النصف و حالت الی ثانیہ اور اگر صورت مذکورہ میں غنشی کو عورت فرض کیجیے تو اسکا نصف حصہ ہو اور سببہ چھ سہم کا آٹھ سہم کی طرف حوالہ کرنا ہم پیشہ دونوں تقدیروں میں چھ سہموں کا سبب اجتماع نصف الوثت کے کہ پہلی صورت میں حوالہ کی حاجت نہیں اور دوسری صورت میں حوالہ کی حاجت ہے خلاصہ یہ ہو کہ جبکہ غنشی کی میراث اقل النصف میں ٹھہری تو اس مسئلہ میں اسکو عورت نہ ٹھہرایا کیونکہ اسکا حصہ نصف ہوتا اور نصف زائد الوثت سے بلکہ اسکو مرد قرار دیا کہ اسکا حصہ سہم ہو اس واسطے کہ سبب اقل ہی نصف سے و لوکان محرم علی احد التقدرین فلاشی کہ زوج و ام و ولد بہا و تحقیق غنشی فلاشی لہ لانا عصبہ و لو قدر انشی کان لہ النصف و حالت اسے لہذا و اگر غنشی محرم ٹھہرے دو تقدیروں میں سے ایک تقدیر پر تو اسے سبب نہیں چنانچہ اس میں کہ ایک عورت مر گئی شوہر

[illegible]

سلسلہ سنی

جمع شدت کی بجائے متفرق ہو سون واسباب انہیں تندرک المانکر تفسیر کا ان معنی ذکر فیہ قلت وقد اختلفت غالباً بما لہا ولعلہ محمد بن سائل شتی میں شتی جمع ہی
شیت کی معنی متفرقہ اور وہ عادت ہی اہل تصانیف کی کہ اکثر کتاب میں سائل متفرقہ عبادات اور معاملات کا ذکر کرتے ہیں دوسرے تندرک ان سائل کے
جو وہ ان تذکرہ نہیں ہوئے جہاں انکا ذکر کرنا سزاوار اور لائق تھا شارح نے کہا میں کہتا ہوں اور البتہ میں نے اکثر مسائل ملاحظہ اسکے مواقع
سنائے ہیں اور خدا کو حمد ہے جس نے الحاق فروع کی توفیق دی عرق مدین النحر خارج نجس ہذہ مقدمہ صغریٰ فی تسلیم ہا کلام قدر وحدتک برنی اوائل لوانض
توضو و پسینہ شرابی و ائمہ النحر کا خارج ناپاک ہی یہ مقدمہ صغریٰ ہی جسکی تسلیم میں وہ کلام ہی جسکا میں نے تجسس وعدہ کیا تھا اول تو قس ضوین ہم
دیوان کی قید نظر اس پر دلالت کرتی ہے کہ غیر مدین کا پسینہ نجس نہیں اور علت یعنی پسینہ کا تول بہذا نجس سے لینے علف و شرباب سے عدم تقیید کا مقتضی ہے اور قید
مذکر کی انتہائی ہے تو ہر مسکن فر کے مانند ہو کہ فی الطحاوی وکل خارج نجس نقیض الموضوع ہذہ مقدمہ کبریٰ وہی مسئلہ عندنا فی تیج ان عرق مدین النحر نقیض
لوضوع اور جو خارج نجس ہو وہ وضو کو تولی تا ہی یہ مقدمہ کبریٰ ہی شکل اول بدیسی الاشباح کا اور وہی کبریٰ سلم ہی ہمارے نزدیک تو دونوں مقدموں سے ملکر
تجربہ حاصل ہوتا ہے کہ مدین النحر کا پسینہ وضو کو تولی تا ہی کثرت بخارج لاثبات الصغریٰ واصلہ فی الذخائر لا شریۃ لابن الشثتہ معرباً للجبتی عرق الدجا جہاں لاثبات
قال وعلیہ فعرق مدین النحر نجس بل اسے لیکن اس شکل میں صغریٰ کے ثابت کرنے کی حاجت ہو اور وہاں محمد کے ذخائر اشترقیہ میں نسبت مجتہدی مذکور ہے کہ
حاصل کلام یہ ہے کہ اس مرغی کا پسینہ جو فقط نجاست نوادر ہی ناپاک ہے اور برابر اس قول کے تو مدین النحر کا بھی پسینہ ناپاک ہی بلکہ ولی بالنجاستہ ہی ہم وہ اولویت
یاد ہے کہ شریعت چنانچہ عرق نکالنے میں غیر عرق چنانچہ مرغی کے چارہ سے زیادہ ہو کہ فی الطحاوی ثم قال واما الحج من کان عرقہ عرق لکھب
النحر پر پھر مجتہد کے مصنف نے کہا اور کتنا تیج اور ملامت ہی وہ شخص جسکا پسینہ کتے اور سور کے مانند ہو تیج اور ندرت ہی مدین النحر کی اساذلہ و قال
بن النضر یحذف نقیض الموضوع و ہو فرع غریب و تخریج ظاہر قال المصنف و لظہورہ عولنا علیہ ابن الفرے کہتا تو اسوقت میں لینے جبکہ مدین النحر کا عرق نجس ہو تو
و وضو کو تولیگا اور یہ مسئلہ عجیب و غریب ہے اور اسکی تخریج ظاہر ہو مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور اسکی تخریج کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ہتے اس پر اعتقاد کیا
یعنی اور میں میں اسکو داخل کیا ثابت قال شیخنا الری حقلہ اللہ تعالیٰ کیف یقول علیہ و اوسع غرائب لا یثبہ لہ روایۃ و لا دایۃ اما الہ سے فقط اہر ذالم میر وین
حاجت من یقید علیہ اما الثانیۃ فاعدم تسلیم المقدمۃ الا و سارح نے کہا میں کہتا ہوں کہ ہمارے استاد فیروز الدین ربلی سلم اللہ تعالیٰ انکافات
سے محفوظ رکھے کہا ہی کیونکر اس پر اعتقاد کیا جاسے اور حالانکہ وہ باوجود غرائب اور ندرت کے نہ اس پر روایت اہل فہرہب کی گواہی دیتی ہے نہ استدلال
عقلی عدم روایت تو خود ظاہر ہی اس واسطے کہ یہ مسئلہ مقدمہ عالموں میں سے ایک عالم سے بھی مروی نہیں اور استدلال عقلی تو عدم تسلیم مقدمہ اولی سے ثابت
نہیں ہم مقدمہ اولے غیر مسلم یہ ہو کہ مدین النحر کا پسینہ خارج نجس ہی ولیشہد لبطالنا مسئلہ الحدی ذاعزہ لبین النحر یہ مقدمہ علل و اصل اکملہ یہیہ ورتہ

5

九

مستوفی بالاعتدال محل اسوقت ہو جیکہ آگاس عاجز ہو گیا نہ راعت سے اور اگر عاجز نہیں ہو تو سب کے نزدیک خراج کیا جاوے گا اور پچھل خوب و خضای کا ضیاع
 میں ہو کہ جب خراج جمع ہوا اور دانہ کیا تو امام کے نزدیک اسی سال کا خراج بجا جاوے گا اور پہلے سال کا خراج نہ لینا جاوے گا اور گیسو سے ساتھ ہوگا انتی اور پچھل
 ہر سال میں سے مستوفی خراج میں کذا فی الطحاوی عتہم مذکور ہے ومیتہ فالکانت المذکورہ اکثر تخری واکل والا بان کانت المیتۃ اکثر الاستوفیا لا تخری
 لے حالت لا حیتا ربان یکدر لیتہ والا تخری واکل مطلقا وخرید ہو بلکہ بان مذکور اور مردار میں سوا گزیر ہر زیادہ تر وین تو اکل کرے اور کھائے اور اگر
 مردار زیادہ تر وین یا صلال اور مردار دونوں برابر ہوں تو اکل کرے اگر اختیار کی حالت میں ہو اس طرح پر کھنک کی بکری پاوے اور نہیں تو اکل کرے اور کھائے
 ہر طرح سے خواہ برابر ہوں یا کم و زیادہ اور یہ گزیر گناہ کثرت کا اعتبار اس واسطے کیا کہ غلبہ مقام ضرورت کے ہوتا ہے وافادہ حاجت میں کیا تو نہیں کہتے یا کہ یا کہ
 خالی نہیں ہوتے ہیں محرم اور سروق اور مہربانہ اور باوجود اسکے تناول و سباح اور ظاہر پر اعتقاد کر کے ہونے کے قابل سے چھٹا ممکن نہیں تو ہکا اعتبار بقا طہ ہوا دفع حرج
 کیواسطے جیسے قابل نہایت بدن اور کھڑے میں ساتھ الا اعتبار ہو بخلاف کثرت یا مساوات مردار کے کہ وہاں ضرورت نہیں تو اسے خراج دیکھیں ہر اکثر شیون در الفرائین
 یون ہر مردی کو کہ شایع کو وہ موضع یا در ہر جہان اس مسئلہ کو مذکور کر چکا اور ہر شیون یون ہر کا مرقی نا والما کذا فی الطحاوی اور ہر کھنک کے لئے شہدہ جیسے شہدہ جیسے شہدہ جیسے
 اعتقاد کیا واللہ اعلم طحاوی میں ہر کھنک کے صحیح تر قول یہ کہ مذکور کی علامت یہ کہ کھنک کی گردن کی شہدہ کیون خنق خالی ہوتی ہیں اور مردار کی خنق بھری ہوتی ہیں یا بالآخر خنق تھا بگا لیا
 بالاسان گوشت کا اشارہ اور کھنک بیان کے مانند ہونی زبان کے ہونے کے برابر ہونے کو لگا آدنی اگر بلکہ یا باقیہ وغیرہ سے اشارہ کرے تو ترابی تقریر کے مانند
 بوقت حکام میں یا شہدہ حکام اسکا اشارہ سمجھے یا حکام کو اسکا کوئی اشارہ نہیں سمجھا دے اور پیدائشی گوشت کی اگر چہ کتابت بیب عدم تعلیم اور تعلیم کے مستند ہر لیکن اگر
 ہر خنق عورت کے واقع ہوتا ہر زبان رانی کے ہر واللہ اعلم کذا فی الطحاوی بخلاف مقتل اللسان برخلاف مقتل اللسان کے ہر مقتل اللسان نتیجہ قاف
 وہ ہر کلام کر کے پرتسا در مذکور کھنک سے کذا فی الطحاوی عن الاموی وقال الشافعی ہر اسوا ورام شافعی حنفی کے لکھا کہ گوشت مقتل اللسان دونوں برابر میں فی حدیث
 وکالح وطلاق وجمع وشرار ووقو وغیرہ من الاحکام ای باب الاخرین فیما ذکر معتبر ومثل مقتل اللسان ان علمت اشارتہ وامتدت عقلتہ اسے موتہ پہلے
 ملت ومرتی الوضایا اشارہ گوشت کا زبانی بیان کے مانند ہر حدیث میں اور نکاح اور طلاق اور بیع اور شرا اور قصاص وغیرہ من الاحکام میں ہر سنیے
 گوشت کا اشارہ ریشا ر مذکورہ میں معتبر اور گوشت کے مانند مقتل اللسان ہر شہدہ اسکا اشارہ مفہوم ہوتا ہر اسکا عدم حکم اسکی موت کا مستند اور تحصیل ہوا ہی
 قول پختہ ہر میں کتا ہوں اور یہ قول کتاب الوضایا میں مذکور ہو گیا ذکرہ ہر الا کل و ابن الکمال الزلیعی وغیرہم ہم مفاد کلام انہ لو افریلا اشارہ اطلاق
 مثلا لو قف فان مات علی عقلتہ نقد مستند الا لا اور مقتل اللسان کو بیان اکل اور ابن کمال ازلیعی وغیرہم نے ذکر کیا ہر پختہ یافت کرنا چاہیے کہ
 اسکے کلام سے مستفاد ہوتا ہر اگر مقتل اللسان اشارہ سے کچھ اقرار کرے یا مثلا طلاق سے تو اقرار و طلاق کا حکم موقوف رہے گا اگر وہ مر گیا اسی حالت میں حکم
 پر تو اقرار و طلاق نافذ ہوگا بطریق استناد کے اور اگر عدم تکلیف موت مت نہیں تو طلاق وغیرہ نافذ ہوگا جب طلاق نافذ ہوئی ہوگی زوجہ کو نکاح کرنا جائز ہوگی
 اسکی عدت گذر گئی ہو اشارہ یا کتابت کیوت سے وعلیہ فلو تزوج بالاشارۃ لاجل لہ علیہا عدم نفادہ لکنہ اذ مات بجالہ کان کما المہرین ترکہ قالہ المصنف
 اور بنا بر قول مذکور کے اگر مقتل اللسان اشارہ سے نکاح کیا تو اسکو طے کرنا زوجہ کا حلال نہیں نکاح کے نافذ ہونے کی وجہ سے لیکن جب وہ مر جاوے گا
 زوجہ کا ہر اسکے مشرکہ سے لازم ہوگا ایسا کہ ہر مصنف نے اپنی شرح میں لکھ کر زنی الزواہر عند ذکر الاشادہ الاحکام الاربعہ لیکن مصنف کے فرزند نے زواہر الزواہر
 میں ذکر کیا ہر اشادہ کے احکام ارجمہ کے ذکر کے نزدیک ہم ایسا کہ ہر علماء مذکورین کے کلام پر احکام ارجمہ مذکورہ یہ ہیں انصار انقلاب استناد و تبیین فی قصاص و جہاد
 الزنا وطلاق وعتاق اور انقلاب یہ کہ جو چیز عدت مت نہیں وعلت ہو جائے چنانچہ طلاق شرعی تو جب شرط طلاق کی پائی جاوے گی مثلا دخول وار تو جو طلاق کی علت
 نہیں وعلت ہوگی اور استناد یہ کہ کئی افعال ثابت ہوئے ہر مستند ہوئے ہر سبب کی طرف جسکا وجود مقدم تھا جیسے نصاب پر زکوۃ واجب ہوتی ہر سبب

نکاح

نیت پر دلالت کرتا ہو واللہ اعلم العقار المتنازع فیہ لا یرجع من ید ذی الید لہم علیہ من الید علی وقت وجہ بخلاف المنقول عقار قنناغ
فیہ نہ کمالا جائے بل بعض کے ہاتھ سے جب تک مدعی اپنے دعویٰ کے موافق رہے کہ عقار مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہو گا ذی الید ہی ہو گا نہ کہ ذی الید نے بخلاف منقول
کے ہم اپنے حاکم ہمارا کو ذی الید کے ہاتھ سے نہ نکالے قابض کے یوں اقرار کرنے پر کہ مان وہ زمین یا مکان میرے قبضہ میں ہی ہو مگر بعض زمین دونوں کے
گٹھ ہانے کے احتمال کی وجہ سے یعنی شائد مدعی اور مدعا علیہ نے اس پر اتفاق کیا ہو کہ مدعا علیہ اپنے قابض ہونے کا اقرار کرے تاکہ حاکم اس کا حکم دے پھر جب اس
حکم کی تواب اس کے لئے نہ ہو کوئی صورت میں یہاں تک اگر اس عقار کا کوئی اور مدعی دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ شروع ہو گا تو ذی الید کے قبض پر گواہی گذرنے سے
مواضعت کی تحت دفع ہو جاوے گی تو اس پر حکم کرنا ممکن ہو گا اس کے قبضہ سے خارج کرنے کا سبب ثابت ہو جائے جس کے قبض کے گذری اطمینان دے اور بعد ازاں قاضی
یا قاضی جانتا ہو مدعا علیہ کے قبضہ کو تواب گواہی کی حاجت نہیں ولایت تصدیق المدعی علیہ ثانی یدہ فی الصحیح احتمال المواضعت اور کفایت نہیں کر لے گی
کی تصدیق کہ وہ تواب اس کے قبضہ سے قبضہ میں ہو تو صحیح میں مواضعت کے احتمال سے یعنی ہاتھ گٹھ جانے کے احتمال سے قاتل قاتل قاتل قاتل
آخرانی باب جنایۃ المملوک ان النفس بہ فی زمانہ لا یعمل بیل القاضی قاتل میں کتاہوں ہننے چند بار اس کے مذکور کیا پھر پلا مرتبہ ذکر کا باجنا یہ المملوک
ہو کر قول مفتی بہ ہا۔ سے زلہ میں یہ ہو کر قاضی کی دانست پر عمل نہ ہو گا سوا سکون کر کے وہاں ادا ادا عاہ نکام طاقا اور یہ اس وقت ہو جبکہ مدعی نے
ملک اس مطلق ہوا دعویٰ کیا یعنی محل اشتراط اقامت مدینہ کا اس پر کہ عقار مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہو ملک مطلق کے دعویٰ میں ہوا ادا ادا مدعی النفس ان ذی الید
واقرارہ ہاتھ فی یدہ فاکثر الشراء واقرب کو نہ فی یدہ لہم کتب لبرہان سے کو نہ فی یدہ لان دعویٰ الفعل کا تسخیر طے ذی الید صحیح طے غیرہ ایضا اس کے تسلط
فی البرازیہ اور جبکہ مدعی نے ذی الید سے خرید کا دعویٰ کیا اور ذی الید کے اس اقرار کا دعویٰ کیا کہ عقار میرے قبضہ میں ہی ہوتا قابض ذی الید نے اس کے
خرید کا انکار اور اپنے قابض ہونے کا اقرار کیا تو اب ذی الید کے قبضہ ہونے کی گواہی کی حاجت نہ رہی اس واسطے کہ دعویٰ فعل کا چنانچہ خرید کا دعویٰ
حیثی ذی الید صحیح ہو ویسا ہی غیر ذی الید بھی صحیح ہو چنانچہ ہزار میں شرح مذکور عقار لانی ولایت القاضی صحیح قضا وہ فیہ منقول ہو اصحیح و تقدیم
فی القضاء ان المفسرین مشروط فیہ بیعت وکتاب بالحکم القاضی تلک الناحیہ لیا مرہ بالتسلیم ایک عقار قاضی کی ولایت اور حکومت میں نہیں تو اس
قاضی کا حکم اس عقار میں صحیح ہو جیسے مال منقول میں صحیح ہو ہی فول صحیح ہو اور کتاب العقار میں اس کے مذکور ہو چکا کہ وہی شہر ہوا محنت قضا میں شرط نہیں ہی
قول مفتی بہ ہر اور وہاں قاضی حکم لکھ بھیجے اس طرف کے قاضی کہ جہاں وہ زمین ہو تاکہ وہ اس زمین کے دلائے کا امر کرے وقیل لا یصح وشی علیہ ان الذی
اور بعضوں نے کہا کہ قاضی کا حکم غیر حکومت کی زمین میں صحیح نہیں ہوا و اسی قول پر صاحب کنز اوقاف چاہے ہم مصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ کتبہ کنز اوقاف
کے قول سے آدائے عدول کیا کہ ہزار یا اور خلاصہ میں مذکور ہو کہ صحیح قول یہ ہے کہ قاضی کا حکم خود وہ میں صحیح ہو اگر ہر عقار مدعا علیہ کی حکومت میں نہ گذری اطمینان
قضا القاضی بنیتہ فی حادثہ ثم قال رجعت عن قضائی او ہدالی غیر ذلک او وقت فی تالیس الشہود او البطانت حکمی او خوف ذلک لا یعتبر
قول القاضی فی کل ذلک لعلی حق الغیر بہ وہو المدعی قاضی لے گواہ سکر باب حادثہ میں حکم کیا پھر قاضی نے کہا کہ میں اپنے حکم سے پھر اپنا سوا اسکے بجائے کہچہ او
ظاہر ہو یعنی میں نے حق حکم کیا یا کہ میں گواہوں کے فریب میں پڑ گیا یا کہ میں نے اپنے حکم کو بطل کر دیا یا نہ اس کے اور کہچہ کہا البطل حکم میں تو ان سب باتوں میں
قاضی کا قول معتبر نہ کا نتیجہ بلاق ہو جانے حق غیر کے یعنی مدعی کی حق تلفی کی وجہ سے ہم اور دوسری وجہ یہ کہ اسے اول راجع ہوگی حکم دینے سے تو اسے
ثانی سے جو اس کے برابر ہوتے حق نہ ہو کی کہانی اطمینان والقصا ماض الکان بعد دعویٰ صحیحہ وشہادۃ مستقیمہ اور قاضی کا حکم جاری اور نافذ ہو اگر صحیح
دعویٰ اور شہادت مستقیمہ کے بعد واقع ہوا ہو صحیح دعویٰ وہ ہر جس سے دعویٰ کے احکام متعلق ہوں تو ان میں مدعی اور مدعا علیہ کا حاضر ہونا دارالقضاء میں
اور بطلان جواب کا اور گواہوں سے ثابت کرنا ضروری ہوگا اور شہادت مستقیمہ عبارت ہر شہادت عدول اور ثقات سے جو شرائط صحت کی جانیں ہر گواہ سے ہر

تقی بنین یا جابل ہو کر بعض قضا جائز یعنی شریعت سے جبکہ فساد قضا کی وجہ صاف ظاہر ہو گئی ہو اس کے طریقہ مخصوصہ سے تو دوسرے قاضی کو اس کا توڑنا جائز ہو گا تاہم اصل کی قضائین ترتیب کی صورت ہو کہ وہ متقی بنین ہو چاہے اس کا حکم کر دیتا ہو اور فساد کی صورت ہو کہ ثبوت محدود کا حکم کیا ہو چاہے یہ بیان آئین بنین کردہ باشد یا صاف متقی بنین یا کہ قاضی نے ثبوت لیکر حکم کیا تو یہ صورت میں قضا باطل ہو کہ ذاتی اطمینان ہی اور ترتیب جمع القاطعی علیہ مع باطل اور فاسد لا ینتقدہ من اول التبع عن الخلاصۃ والبرازیۃ والجمہر جبکہ جمع القاطعی مرتب ہو مع باطل یا مع فاسد یہ تو منقذ نہ ہوگی یہ مسئلہ مذکور ہو گیا

اول کتاب التبع میں خلاصہ اور برزازیہ اور بحر الرائق سے ہم جمع باطل جیسے جمع دریا خون کی اور جمع فاسد وہ بحر میں وہ شرط ہو جو مقتضائے جمع بنین اور ترتیب کی لفظ سے دہر بارہ کیا کہ متعین میں متاثر کہ واقع بنین ہوا اور اگر متاثر ہو گا تو جمع قاطعی سے صحیح ہو جائیگی کہ ذاتی اطمینان ہی ختم ہو تو ماخیزم سال

جلال عن شمس فاقیرہ و ہونہ و سمعون کلامہ فی ہولایہ اہم جازتہا شہادۃ و تم علیہ بذلک الاقرار ایک شخص نے چھپا رکھا قوم کو پھر ایک مرد سے پوچھا سنا ہے اس نے کہا اقرار کیا اور قوم کے لوگ اس کو دیکھتے ہیں اور اس کا کلام سنتے ہیں اور وہی شہادہ بنین دیکھتا ہے تو اس کی گواہی اس شخص کے اس امر پر جائز ہو (ان) کلام مرد ملہ پر ۵۹ لا تجوز شہادۃ تم علیہ لان التبع لہ ثبوتہ الا اذا علموا انہ لیس فیہ غیرہ بان دخلوا البیت ثم فرجوا وجہ علی بابہ وان

مساک لہ غیرہ ثم دخلوا البیت ثم فرجوا وجہ علی بابہ وہ وقت اور اگر لوگوں نے کلام اس کا سنا اور اس کو نہ دیکھا تو اس کی گواہی اس پر جائز نہیں اس واسطے کہ وہ وقت ہوتی ہو دوسری آواز سے تو شہادہ واقع ہو گا مگر جبکہ لوگوں نے معلوم کیا کہ اس مکان میں سوائے اقرار کرنے والے کے دوسرے بنین ہی اس طرح پر کہ وہ لوگوں کی گواہی میں داخل ہوئے پھر باہر نکلے اور اس کے دروازہ پر بیٹھے اور اس کو گواہی کی سوائے اس دروازہ کے کوئی اور راہ نہیں پھر ایک مرد اس کو گواہی میں داخل ہوا سو اس کو گواہی اس کا اقرار شہادہ اور اقرار کے وقت اس کو بنین دیکھا تو اب شہادت جائز یعنی عدم اشتیاء کی وجہ سے باطل عتقار او حیوانا او ثوبا و اتہ و امواتہ او غیرہا من آثارہ حاضر بعلم بہ ثم ادعی الابن مثلاً انہ ملک لا سمع و عواہ کہ الاطلاق فی الکفر والکفر و بطل سکوتہ کا لا فساد قطعاً لا لزوم و دلیل بیچا عتقار یا جانور یا کپڑا اور حالانکہ بائع کا بیٹا یا اس کی عورت یا اس کے سوا کوئی اور قریب دار حاضر ہو اور مع کو جائتا ہو پھر مثلاً بائع کے بیٹے نے یہ دعویٰ کیا کہ بائع میری ملک نہ بائع کی تو اس کا یہ دعویٰ نہ ہو گا اسی طرح مطلق بلا قید تصرف بیان کیا اس پر کفر اور متقی میں اور اس کا ساکت رہنا بیان کے مانند ٹھہرا یا قطع تر و بیرون قطع حیل فاسدہ کہ وہ مسئلہ ہم معنی حضور و او علم و عدم مناعت فرزند کو اس کا اقرار شہادہ یا کہ بائع کی ملک ہو اور بیلی نے فتاویٰ ابو الیث سے نقل کر کے زمین تصرف شہری کی قید رکالی ہو گئی اگر وارث بائع کا تصرف مشتری کی وقت سکوت کرے تو اب دعویٰ اس کا مع منو کا متصف لے اپنی شرح میں کہا کہ اس سے یہ ہے تو ترتیب اور ہمایہ برابر ہوا جائے اور حالانکہ ہمایہ ترتیب کے برابر بنین چنانچہ معنی بنین اس پر جو فقہا کے کلام کو مائل کر کے ذاتی اطمینان ہی ختم ہو تو قاضیین نے وجہ بلا ہمارا ان سکوت بنین اس کا اقرار نہ انہ رضی فلا ملک طلب لہما زید سکوت کا اثر ابی الہود و فقیہوں نے اس مرد کے حق میں جس کا نکاح بدون دہیز کے کر دیا کہ اس مرد کا ساکت رہنا طلب دہیز سے زفاف کی وقت رہنا مندی اور عدم دہیز پر تو اب طلب دہیز کا مالک نہ ہو گا بعد ساکت ہو جانے اپنے کے چنانچہ ابی ہر میں کہ اگر کیا تجلانی فان سکوتہ ولو جارا لایاہن رضی بر خلاف اجنبی شخص کے ہو اسے کہ اس کا سکوت اگرچہ بائع کا ہمایہ ہو رضامندی نہ ہو گا الا اذا سکوت وقت البیع والتسليم و تصرف مشتری فیہ زہا و بنی و مجتہد لا سمع و عواہ علی ما علی الفتویٰ قطعاً لا طماع الفاسدہ مگر کیا اجنبی شخص کے سکوت کی کیا بیع اور تسلیم کے وقت اور مشتری نے اس میں تصرف کیا زراعت کرنے اور مکان بنانے سے تو اب اس کا دعویٰ سمع و عواہ بنا براس قول کے پھر فتویٰ ہو گیا ہے کہ اگر نکاح لا یقطع ہر جاوین و خلاف ما اذا باع المقتدولی ملک رجل والملاک ساکت جرث لایکون سکوتہ رضی عندنا خلافا لابن ابی یسے برزازیہ آخر الفصل الخامس و دہرہ و بر خلاف اس صورت کے کہ فصولی نے ایک مرد کی ملک بیع کی اور حالانکہ ملک ساکت ہو کہ وہ اس کا چپ رہنا رضامندی نہیں ہم خفیہ کہ نزدیک بخلاف ترتیب ابی یسے کے چنانچہ برزازیہ کی پانچویں فصل کے اخیر میں مذکور ہے اور اس کے سوا اور کتاب میں بھی سکوت ملک اس واسطے

بہرہ

[illegible]

[illegible]

زور غضاب دیکھا اور قول مختار یہ کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گاہے غضاب کیا اور اگر اوقات میں ترک کیا سو جو جیسے دیکھا وہ بیان کیا اور دوسرے مقام
یہ کہ غضاب افضل ہے یا ترک کرنا اسکا بعضوں نے کہا کہ ترک افضل ہے اسلئے کہ تفسیر سب سے سنی وار ہو اور علمائے کما کہ غضاب افضل ہے اس واسطے کہ صحابہ کرام کی
ایک جماعت نے غضاب کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غضاب کرتے تھے اور بعضی زعفران سے غضاب کرتے تھے چنانچہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور بعضی سیاہ غضاب
کرتے تھے چنانچہ حضرت عثمان اور حسن اور حسین و عقبہ بن علی و امیر ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور ہم فقہوں کا مذہب یہ ہے کہ حنا اور وسدہ کا رنگ خوب ہو چنانچہ انوار
قاضی خان میں مذکور ہے نووی شافعی مذہب کے کہا ہمارا مذہب احتجاج غضاب کا ہے اور مروی اور جورت کو زوری اور سرخی کا اور صبح قول میں غضاب سیاہ حرام ہے اس واسطے کہ پیش
صحیح میں وارد ہے کہ سب سے کو تفسیر کر وادو چوپایہ سے اتنی قول اکمل سیاہ غضاب کی حرمت غیر مجاہدین کے حق میں ہے اور غازیون کو حرام نہیں کہ افروں پر عوب طے کیا گیا ہے
اور اصحاب کبار نے جو یہاں غضاب کیا شاید اسکا یہی محل ہے کہ قالہ الحموی کذا فی الخطاوی ہم میں اپنے استاد میرزا حسن محدث سے سنا وہ اپنے استاد سے نقل کرتے تھے
کہ منہج وہ سیاہ غضاب ہے جو ہمہ کے سوا اور چیزوں سے ہو اس واسطے کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تھے تو لیش بہار کہ غضاب سیاہ مستحب ہے مستحبی والد علم
کہ بخاری ان یاکل فیکیالی الاصح لما روی از علیہ الصلوٰۃ والسلام اکل شکیباجع الفتاوی جیسے جائز ہے کہ انامیکہ لگا کر قول صحیح میں اس واسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہے کہ آپ نے کھانا کھایا یا پیکر کذا فی مجمع الفتاوی اخذتہ الزلزات فی بیتی فغزالی النضا فلا یکرہ بل السجیب لفرار البنی صلی اللہ علیہ وسلم عن الحاکم اسل
ایک شخص کو زور لڑا معلوم ہوا اپنے گھر میں سو وہ بھاگامیدان کی طرف تو یہ کہ وہ نہیں بلکہ بھاگنا مستحب ہے بدیل فرار کر لینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھکی دیوار سے
وآخر جرح من بلدہ بساطا علون فان علم ان کل شیئ بقدر اللہ تعالی فلا بأس بان یخرج ویدخل وان کان خندہ اندہ لخرج لہجی ولود فی انشلی
یہ کہ لہ ذلک فلا یصل ولا یخرج صیانتہ لا اعتقادہ وعلیہ عمل السنی نے الحدیث الشریف مجمع الفتاوی سے اور جبکہ انسان نکلا اس شہر سے حیمین و باہر
سوا اگر وہ یہ جانتا ہو کہ ہر چیز معتقانی کی تقدیر سے ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اس کے نکلنے میں و با کے شہر سے اور وہاں جائے میں جان و با نہیں ہو و اگر اس کے
نزدیک یہ عقیدہ ہو کہ اگر نکلا تو بھاگ و اگر و با کے شہر میں گیا تو اس میں مبتلا ہو گا تو اس کو یہ کہ وہ نہ تو وہاں نکلا اور نہ وہاں سے نکلے تاکہ اسکا اعتقاد
محفوظ رہے اور اسی تفصیل پر تخریج اور دخول کی یہی حدیف شریف میں محمول ہے کہ کذا فی مجمع الفتاوی فقہ فی بلدہ تالیس فیہا غیرہ فقہ منہ یریدان یغزوین
لہ ذلک بزار یہ وغیرہ مسائل شرعیہ کا عالم ایک شہر میں ہے کہ وہاں اس سے زیادہ ترکوں کا عالم نہیں اس سے جماد کا ارادہ کیا تو اس کو یہ جائز نہیں ہے چنانچہ بزار
وغیرہ میں ہے کہ یہ قول محمول ہے اس جہاں جو ہوز فرض عین نہیں ہو گیا اس واسطے کہ نفع ایسے عالم کا مسلمانوں کو زیادہ ہو تو اب میں اس جہاں کے ثواب
سے جو فرض عین ہو بلکہ فرض بالکفایہ ہے قضی المدیون الین الموصل قبل الحلول اومات فخل بہوتہ فاخذ من تبرکۃ لایاخذ من المراتبۃ التي حرت نہما
الا بقدر ما مضی من الایام و ہو جواب المتاخرین فقیہ و بانی المرحوم ابو سعود افندی مفتی الرحیم و علیہ بالرفق للجاہلین قد قدمتمہ قبل فصل القرض یون
نے دین موصول کو مباد کے آنے سے پہلے ادا کیا یا مدیون مر گیا سو سکے مرنے سے دین حال ہو گیا یعنی موصول نہ ہائی الحال واجب الادا ہو گیا سو مدیون کے
تبرک سے لیا گیا تو نہ اس منعت سے جو دائن اور مدیون میں ٹھہر گئی مگر تقدیر ایام گذشتہ کے اور یہی جواب ہے علماء و متاخرین کا چنانچہ فقیہ بن مذکور ہوا و اسکا فتوی
دیباہ مرحوم ابو سعود افندی مفتی بلاد روم نے اور رعایت جانین کو اسکی وجہ مذکور کی ہے اور مقرر میں نے اس مسئلہ کو فصل قرض سے پہلے بیان کیا ہے کہ صورت اسکی یہ کہ
کہ کوئی چیز دس درہم نقد سے خریدی اور دوسرے کے ہاتھ ۲۰ درہم کو بیع کی دس مہینے کے وعدہ پر پھر اگر مدیون پانچ مہینے کے بعد ثمن ادا کیا یا پانچ مہینے کے بعد دہ مر گیا تو
صاحب دین کو چاہیے پانچ درہم نفع سے اور پانچ درہم چھوڑے کذا فی الخطاوی فرع مسئلہ فقہ شارح کافی انرا لکھتے ہیں لایا قظ القرآن فی کل العین یوما ان یخیر عمرہ اخر
کنز الدقائق میں ہے کہ حافظ قرآن کو لائق یہ ہے کہ ہر چالیس دن میں ایک بار قرآن مجید کو ختم کرے ہم اس واسطے کہ مقصود دفع مہانی ہے نہ بحر قلاوت قال تعالی
لا فلا یتبرون القرآن خاتمہ قرآن خوان پر سلام کرنا چاہیے اور قاری کو سلام کا جواب دینا یا نہ دینا دونوں صورت میں قول صحیح میں اور جب قاری ادا کرے

بزار فضائے

خوان
بزار
بزار

تو افضل ہے کہ چپ رسوے اور اذان سے انجمن نبی کا نام قرآن میں آوے گا صراط و جہتین امام ہم سے رعایت ہے کہ جسے قرآن کو سال میں دو بار پڑھ گیا
 تو اسے قرآن کا حق ادا کیا اور قاری قیام کرے مگر یا مسلم یا عالم کی واسطے قیام میں ہی پڑھ کرے کہ عینہ میں ایک بار پڑھ کرے اور چپ ہی اسکے واسطے تعلیم اور تحسین
 لباس اور خوشبو لگانا اور حروف ادا کرنا اور اس کان کو قنایل اور عیون سے روشن کرنا اور اہل و عیال کو ختم کے وقت جمع کرنا اور کھانے واسطے برکت اور مغفرت کی دعا
 کرنا اور ختم کے بعد پھر قرآن کا شروع کرنا اور قرآن کو صحف سے پڑھنا اور چپ یہ کہ تین دن سے کتر مدت میں ختم کرے اور چپ ہر سال ایک بار سکھو قرآن سنا کر
 جو اس زیادہ تر جانتا ہے اور بہترین اوقات قرآن کی واسطے ماہ مبارک رمضان ہی اور ہمارے اور سوال کی واسطے اور ناپاک مکان میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور صحف پر
 کوئی چیز نہ رکھے اور صحف کو رکھ نہ پڑھ کرے تاکہ وہ عورتوں اور شرک نہ پڑھے اور اگر کسی آدمی صحف کو اپنے گھر میں رکھے برکت کی نیت سے تو مکروہ نہیں اور بغیر قرآن کو اپنی
 عقلمانی سے اور عکس ترتیب جائز نہیں اور اگر کسی شخص ایسا کہنے ہو گیا ہو کہ میں پڑھنا ممکن نہیں تو پاک کپڑے میں لپیٹ کر بغلی قبر کے منہ کو دو کون کرے یا اسکو دھو کر
 یا ایسی پاک جگہ میں رکھ دے جہاں نجاست اور طہون کے ماتہ نہ پہنچیں اور صحف اور کتب تفسیر اور فقہ اور کتب علمہ طہر پالون پھیلائے ناہم یا غیر ناہم میں مکروہ ہے اور چپ
 قرآن سنا پڑھنا ہو تو بتنا افضل ہے جیسے ماہ ہوسے کو راہ بتنا حدیث میں وارد ہے کہ میری امت کے گناہ میرے سامنے آئے تو میں اس سے زیادہ تر کوئی گناہ نہ دیکھا
 کہ مرد میت یا سورت سیکھ کر پڑھا یا ساق مراد ہے کہ اسکو صحف سے پڑھنا ممکن ہو اور چپ کہ قرآن پڑھنے میں کچھ ضابطہ نہیں لیکن پڑھنے کے وقت اپنے دونوں
 ہاتھ سمیٹ لے اگر لڑکا گھر میں قرآن پڑھتا ہو اور گھر والے کام میں مشغول ہوں تو ترک سماع میں مہذوبین اگر انھوں نے کام شروع کیا ہو پڑھنے سے
 پہلے اور اگر قرآن پڑھنا شروع ہو گیا تو معذرت میں اور یہی حکم فقہ خوانی کا ہے قرآن خوانی کے نزدیک کذا فی الخطا وی ما یقطا والہدایہ علم واستغفر اللہ تعالیٰ

کتاب الفرائض

یہ کتاب ہے فرائض کے مسائل میں ہم فرائض جمع ہے فرضیہ کی اور وہ شیعہ ہے فرض سے اور فرض لغت میں معنی تقدیر اور قطع اور بیان کے ہے اور مصطلح شرع
 میں فرض وہ ہے جو ثابت ہو ذیل قطعی یعنی سے اس قسم کے فقہ کے مسائل کو فرائض اس واسطے نام رکھا کہ سهام تقدیر متعلق میں ہیں جو دلیل قطعی سے ثابت
 ہیں تو ان میں لغوی معنی اور شرعی دونوں یکساں ہو گئے کذا فی المعانی میں عن الاختیار شرح المختار ہی علم اصول میں فقہ و حساب لغز بہا حق کل من الترتیب فرائض
 علم ہے فقہ اور حساب کے ان قواعد کا جن سے ہر ایک وارث کا حصہ ترکہ سے معلوم ہو جاتا ہے اور موضوع علم فرائض کا ترکات ہیں وراثت اس علم کی ہی
 حقوق ہر اہل اتفاق کو اور ارکان اسکے تین ہیں وارث اور وراثت اور ثورث اور شرط اسکے تین ہیں وراثت کی موت اور وراثت کی حیات حقیقی ہو یا تقدیری
 چنانچہ علم و وراثت کا اور حساب اور وراثت اسکے آگے نہ کہہ سکتے اور اس علم کے استخراج کے تین اصول ہیں کتاب اللہ اور حدیث چنانچہ مالی کے وراثت
 غیرہ اور بن مسلم کی شہادت سے ثابت ہے کہ وراثت اصل اجاع ہوتی ہے چنانچہ وارث کی وراثت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور سی پر جماع اصحاب کرام کا ہو گیا
 اور عباس کو فرائض میں کچھ دخل نہیں کذا فی الخطا وی ما یقطا والہدایہ عن فقہ و الحقوق انما حتمت بالاستقراء و الحقوق یہاں پانچ ہیں باعتبار تلاش اور تھوص کے یعنی حقوق کا مختصر ہونا
 پانچ میں ہر ساقی ہے ہر عسقلی لان الحق المالیت او علیہ اولاد ولا اسواسطے کہ متعلق بہ ترکہ میت یا میت کا ہی یا میت پر ہی یا نہ یہی نہ وہ الاولاد انجمن
 والہمال اما ان متعلق بالذمہ وہو الدین لاطاق اولاد ولا اسواسطے کہ متعلق بہ ترکہ میت یا میت کا ہی یا میت پر ہی یا نہ یہی نہ وہ الاولاد انجمن
 ایک اور دوسرا متعلق بہ ذمہ میت ہے وہ دین طاق ہے یا متعلق بہ ذمہ میتین اور وہ متعلق ایمین ہے واثالت اما اختیاری وہو الوصیۃ و اضطراری وہو المیراث
 اور تیسرا اختیاری ہے وہ وصیت ہے یا اضطراری ہے یا اختیاری کو کچھ دخل نہیں وہ میراث ہے کہ شرع کی جہت سے ثابت ہے وہی فرائض لان الدعا لے
 قسم فقہ مذکورہ وضوح النہار شمسہ اور میراث کا فرائض نام رکھا گیا اس لیے کہ حق تعالیٰ نے میراث کو خود بذات پاک قسمت کیا اور اسکو ہر در و در
 کر دیا جیسے دن کو روشن کر دیا اپنے آفتاب سے ہم میراث کو قسمت کیا یعنی ہر وارث کا حصہ آپ ٹھہرایا اور اسکی تقدیر پاک مقرب اور نبی ہر مسل بنفوذ

تہذیب

[illegible]

بچیز تعصبه و هر کس که در فرائض لا کون تعصبه نفسا بل بغیر ما اوج غیر ما لم یخل فی نسبت الی ائمتی فان دخلت لم یکن تعصبه کون الام فانه
 ذوق فرض و کاسب الام و ابن البنت فان بهما من ذوی الارحام تعصبه و بهر که مردی که در نسبت به بیعت کی طرف عورت نه دخل به شاری نه که امر وی
 عورت نکلی که در تعصبه نفسا نیستی بوی بلکه عورت تعصبه بغیر یا یا غیر ما بوی هر که اگر نسبت الی ائمتی عورت دخل بوی تو و تعصبه بهر که چنانچه مادی بھائی که
 و در صواب فرض بهر تعصبه او چنانچه مان کا با پاد و بی کا بیایه نانا اور نانی است که در ذوی الارحام است بن نه صاحب فرض بن نه تعصبه ما الفتنه
 الفرائض است تعصبه نفسا تعصبه نفسا است باقی بکلیه بچیز باقی فرض کو دیگر مال باقی به اس باقی سب مال کو تعصبه نفسا بکلیه خواه چند
 ابل فرض بون یا یک چو که فرض کا لفظ جمع تھا شاری نه کسی تفسیر بل بلفظ جنس کر کے اشارہ کیا کہ الف لام جنس است جمعیت باطل ہوگی و عندہ الانفراد کو جو جمع
 المال جمعیت و اھد او تعصبه نفسا انفراد اور تنائی کی حالت میں تمام مال کو لیتا ہو ایک جمعیت سے ہم نی اگر ابل فرض نمون فقط تعصبه ہو تو وہ سب مال لیگا
 فقط ایک مصوب کی جمعیت سے منع انفراد میں جمعیت واحد کے قید اس واسطے لگائی تاکہ یہ اعتراض دار نہ ہو کہ صاحب فرض بھی سب مال لیتا ہو جبکہ اسکے ساتھ تعصبه ہو
 اسکے کہ ابل فرض کو استحقاق ایض مال کا فرضیت کے سبب اور باقی مال کا سبب ذکر کر کے تو ایک جمعیت سے اسنے سب مال لیتا ہو بلکہ وجہ استحقاق تعصبه نفسا
 کے وہ فقط مصوب کی ایک ہی جمعیت تمام مال کو لیتا ہو تم مصبات بالفسلم ربتہ اصناف جزو لیت تم اصلہ تم جزو ایتہ تم جزو جده پھر معلوم کرنا چاہیے کہ تعصبه نفسا کی عجات
 چار قسم ہیں بیت کا جزو بیت کا اصل پھر بیت کا باپ کا جزو بیت کا داد کا جزو بیت کا جزو بیت کا پوتا اور بیت کی اصل چنانچہ باپ اور داد اور بیت کے باپ کا سبب
 چنانچہ بھائی اور بیٹی اور بیت کے داد کا جزو چنانچہ چچا اور ماسکی اولاد و بقدم الاقرب فالاقرب بنم لہذا الترتیب و تعصبیات میں زیادہ تر قرابت دار کی تقدیم ہوگی
 پھر اسکے بعد اس شخص جو تر و تر ہو وہ مقدم ہو گا موقوف اس ترتیب مذکور کے فقہم جزو ایتہ کا لایں تم ربتہ وان سفلی تیت کا جزو مقدم ہو گا ایتہ کی اصل چنانچہ ایتہ کا
 بیٹا پھر پوتا اگر چہ سافل ہو بیٹے پر ونا اور پوتے کا پوتا ہم اکمل نے کہا تقدیم بیٹے کی باپ پر یعنی سر رشتہ میں اقل اور و قلا ثابت ہو دلیل عقلی تو قرآن مجید میں موجود ہے یعنی
 باپ کا حصہ مقرر فرمایا اور بیٹے کا حصہ مقرر نہیں کیا تاکہ وہ باقی مال بطریق مصوبت کے پاسے اور دلیل عقلی یہ ہو کہ انسان ولد کو اپنے والد پر مقدم جانتا ہے صرف
 مال میں و محنت کشی سے مال کو حاصل کرتا ہو فرزند کے واسطے تو مقتضا اسکا یہ ہو کہ اسکا مال فرزند سے تجاوز کر کے اسکے باپ کو نہ ہو چے لیکن نص قرآنی سے مقدم ار
 حصہ پر رہی کے اسکے مقتضا کو ترک کیا تو باقی مال میں اسکی خود شری کی کو باقی رکھا کذا فی المخطا دی مضمنا ثم اصلہ الاب پھر ذوع کے بعد اصل بیت یعنی
 باپ مقدم ہو گا یعنی اگر ایتہ کا بیٹا یا پوتا یا پوتہ کوئی باقی نہیں ہو نسبت کا باپ تعصبه ہو کر تر و دیگر لیگا و کیون مع نسبت فاکہ تعصبه ذوا سہم کام اور باپ
 ایک بیٹی یا زیادہ کے ساتھ تعصبه اور صاحب فرض ہو گا چنانچہ شرح میں مذکور ہو چکا ابل فرض کے بیان میں مخطاوی نے کہا بترون تھا کہ مصنف اس
 مسئلہ کو ابل فرض میں فرض پدری کے ساتھ ذکر کرنا شاری کے مانند ثم الجہد الصیح و باس اب و ان علا پھر باپ کے بعد جد صیح مقدم ہو یعنی باپ کا باپ
 جسکو داد کہتے ہیں اگر چہ جد او چچا بیوی پر داد ہو و الی غیر ذلک اما اب الام فھما سدر ذوی الارحام اور ان کا باپ تو صیح نہیں بلکہ جده فاسد ذوی الارحام
 میں دخل ہو نہ تعصبیات میں ثم جہد و اسیمہ الا لا ابین ثم لاب پھر جہد کے بعد ایتہ کے باپ کا بیٹے سکا بھائی ایتہ کا مقدم ہو پھر اسکے بعد سوتیلہ بھائی
 مقدم ہو چیتون پر ثم اب و ابین ثم لاب و ان سفلی بھائی کے بعد سکا بھائی کا بیٹا مقدم ہو پھر اسکے بعد سوتیلہ بھائی کا بیٹا مقدم ہو اگر چہ ابن الاخ سافل
 یعنی بھتیجے کا بیٹا یا پوتا یا خیر الاخوة عن الجہد وان علما قول الی حقیقہ ذوی المختار للفقوس فلانا اسما وراثۃ فی قول و نایہ الفقوسے ناشر بھائیوں کی داد
 اگر چہ داد اعلیٰ ہو قول ہو امام ابو حنیفہ کا او یہی قول غما ہو فتوسے کے واسطے برخلاف صاحبین اور شافعی کے بعضوں نے کہا کہ ہا میں کے قول پر
 متوی ہو یعنی بھائی مقدم ہیں اور ابو حنیفہ کی رائے یہی کہ امام ہی کا قول معتد ہے ثم جہد و اب و ابین ثم لاب پھر بھائیوں کے بعد داد کی اولاد یعنی
 سکا چچا مقدم ہو پھر اسکے بعد سوتیلہ چچا ثم اب و ابین ثم لاب و ان سفلی پھر اعمام کے بعد سکا چچا کا بیٹا مقدم ہو پھر اسکے بعد سوتیلہ چچا کا بیٹا اگر چہ

پھر سے بھائی سافل ہوں اعمام پر ہی سے مقدم ہیں شہم علم لاسب پھر ہی اعمام کے بعد باپ کا سگا چچا مقدم ہو پھر اسکا سوتیلہ چچا ہی شہم اسنے پھر اعمام پر ہی
سکا بعد باپ کے سگے چچا کا بیٹا مقدم ہو پھر اسکا بعد باپ کے سوتیلے چچا کا بیٹا مقدم ہو اعمام پر مقدم ہو شہم علم لاسب پھر ہی اعمام پر ہی کے بعد داد کا سگا چچا مقدم ہو پھر
اسکا بعد سوتیلہ چچا داد کا شہم اسنے لڑاکہ وان سفلہ پھر جد کے اعمام بعد انکا بیٹا ہی طرح مقدم ہو یعنی سگا سوتیلے پر مقدم ہو اگرچہ علم پر ہی کے فرزند اور
شہم جدی کے فرزند سافل ہوں بلکہ ذانی اعمالگیر تیر عن المبسوط ہم اور لڑاکہ ایک درجہ کے عصبیات کی جماعت مجتمع ہو تو مال مترکہ انیسر باعتبار لڑکے ابدان
کی قسمت ہوگا نہ باعتبار لڑکے اصول کے شلایت کا ایک بھتیجہ اور دس بھتیجہ اور پین یا ایک پچیر بھائی ہو اور دس چیرے بھائی اور پین تو مال کے
کیا رازہ شہم و سگا شہم شخص کو ایک بعد لڑاکہ ذانی اعمالگیر تیر عن الاختیار شرح المختار فی سببہا اربعہ بؤہ ثم البؤہ ثم اخوة ثم عمو ثم اخیان سافل سے
معلوم ہو گیا کہ عصبیت کے چار سبب ہیں بھیا ہونا یا سواپ ہونا یا پھر بھائی ہونا یا پھر چچا ہونا بعد ترجیح لہذا ہر چھون عند التفات باوین
وایک امر قوۃ القرانہ فمن کان الابوین من العصبیات و لہذا فی الشقیۃ مع البنت تقدم علی الاخ لاب مقدم علی من کان لاسب
اور قریب درجہ کے بعد عصبیات کو سبب کہ نہیں اختلاف ہو سکتا سوتیلے کا چنانچہ مفہم مذکور ہو چکا ترجیح دی جاتی ہو قربت کے قوی ہونے کی وجہ سے عصبیات
میں سے جو سبب عصبیت کا سبب ہوگا وہ سوتیلے پر مقدم ہو اگرچہ عصبہ قوی القربت عورت ہو جیسے سگی بہن بیٹی کے ساتھ مقدم ہو سوتیلے بھائی پر ہم درجہ سے
مرا د قرابت کی نسبت ہی یعنی تقدیم میں اول جہت معتبر ہو تو جہت کی جہت میت کی اصل کی جہت پر مقدم ہو پھر جبکہ جہت متحد ہو اور دو عصبون میں سے
ایک عصبہ یا وہ تفرقیب ہو سکتا چنانچہ خبریت میں بیٹا اور پوتا یکساں ہو لیکن پوتے کی نسبت بیٹا قریب تر ہو تو اب تقدیم قریب کی وجہ سے معتبر ہوگی پھر جبکہ
قریب ہیں بھی عصبیات برابر ہوں تو اب تقدیم میں قرابت کی قوت معتبر ہوگی چنانچہ مصنف نے یہاں بیان کیا ہو اور قرابت کی قوت پائی نہیں جاتی مگر بھائیوں میں
اور بیٹیوں اور چچوں میں اور پھر بھائیوں میں اور فروع اور اصول میں قوت قرابت کی لینے سگے اور سوتیلے کا اعتبار نہیں ہو سکتا اور چونکہ یہ مقام ہو عصبیات
بہت سے اصناف کا اور انکے ترجیح کی جہات کا تو شارح کا ذکر نا سگی بہن کا بیٹی کے ساتھ سچل ہو کیونکہ نسبت مذکور عصبہ نہیں بلکہ عصبہ مع غیر ہو لیکن یہ جواب ہو سکتا ہو
کہ اسکا بھائی البتہ عصبہ نہیں ہو تو سگی ذیل میں بہن کی قوت قرابت کو مذکور کر دیا کہ ذانی الخطا دی لخصاً لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعیان بنی الامیہ تو اولاد
دون بنی الامیہ ترجیح مذکور کی دلیل یہ حدیث ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ البتہ سگی مان کے فرزند باہم وارث ہوتے ہیں نہ سوتیلی باؤں کے فرزند ہم
یہ حدیث ترمذی میں علی بن رضی اللہ عنہ سے مروی ہو اور ترمذی حدیث مذکور کا یہ ہر اصل پریشا خواہ لایہ واسد دون اخیه لایہ کہ ذانی التیسیر فقیر مرد وارث ہوتا ہو اپنے
سگے بھائی کا نہ سوتیلے بھائی کا واصل اند عند الاستواء فی الدرجۃ تقدم ذوالقرابتین عند التفات فیہما یقدم الاصلی اور خلاصہ کلام یہ ہو کہ درجہ برابر ہونے کے
نزدیک و قرابت والے کی تقدیم ہوتی ہو اور درجہ میں تفاوت ہونے سے اسے لینے اقرب مقدم ہوتا ہو برابر ہی درجہ کی مثال چنانچہ دو بھائی ایک سگا اور دوسرا
سوتیلہ تو سگا مقدم ہوگا کہ دو طرح سے قرابت رکھتا ہو باپ کی طرف سے بھی اور مان کی طرف سے بھی اور سوتیلہ فقط ایک قرابت رکھتا ہو باپ کی طرف سے مان کی طرف سے تو
درجہ کی مثال چنانچہ سوتیلہ بھائی اور سگے بھائی کا بیٹا تو سوتیلہ بھائی سگے بھتیجہ پر مقدم ہوگا قریب ہونے سے شہم شرعی البتہ بغیرہ فقال و بصیر عصبہ بغیرہ البتہ
بالابن و بنات الابن بالابن لان علو پھر عصبہ کے بعد مصنف نے عصبہ غیرہ میں شروع کیا سوتیلوں کما اور عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہیں بیٹیاں بیٹیوں کے ہونے سے وہ
پوتیاں عصبہ بغیرہ جاتی ہیں پوتوں کے ہونے سے اگرچہ درجات میں سافل ہوں مگر بنات و بنات الابن کے عصبہ جو کلام مجید دلیل ہو (یونسک السلام فی اولادکم لکد کرش حفظ
الانثیین) انبی اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں وصیت کرتا ہو مرد کے واسطے دو عورتوں کے حصہ کے برابر یعنی اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو تین سہم سے قسمت ہوگی دو سہم بیٹا لیکھا
اور ایک سہم بیٹی اور اگر دو بیٹیاں ہیں تو چار سہم سے قسمت ہوگی ایک یا سہم بیٹی لیکھا اور دو سہم بیٹیاں لیکھا و علی ہذا القیاس بیٹی کا دو ما بیٹا یا ایک کا جسد کہ بیٹیاں اور
ہوں اسی طرح نہیں اور بنات ابن کو سمجھنا چاہیے والاخوات لابوین و لاب بنات ابن نہیں عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہیں اپنے بھائی کے ہونے سے ہم اور بیٹوں کا

عصبہ ہونا اپنے بھائیوں کے ہونے سے حق بقول کے حکم ثابت ہوا ان کا زنا و زنا اور نسائے فلان کرشل خطا لا یشین من اربع و اسیبہ و الثلثین اربعین
عصبہ ہونا جس کے عصبہ غیرہ چار عورتیں ہیں ان کے عصبہ ہونا جانی ہیں اپنے بھائیوں کے ہونے سے سم اور جس عورت کا عصبہ فرض نہیں اور اگر بھائی
عصبہ ہوا تو وہ اپنے بھائی کے ہونے سے عصبہ نہیں ہوتا چنانچہ علم اور عمدہ خواہ سگی ہوں یا سوتیلی تو سبیل کو چوالیگا عمہ کو کچھ نہ دینگا اور یہی حال ہر ابن العم کا ہوتا ہے
کے ساتھ اور ابن الاخی کا بنت اللہ کے ساتھ کذا فی الطحاوی ولو حکم کا بن ابن اربع عصبہ بن مثلہ اور نوہ اگرچہ بنوں کا بھائی کھلی ہو نہ حقیقی چنانچہ عصبہ کے
عصبہ کے بیٹے کا بیٹا اپنے پر و عصبہ کر دیتا ہوا اپنے برابر کے درجہ والی ہیں کو یا اس بن کو جو اس سے اونچی درجہ والی ہو عصبہ غیرہ میں بھائی سے مراد وہ ہے
جو براہ حقیقی اور کھلی دونوں کو عام ہو سوتیلی براہ تین میں ہوتا ہے بنت عصبہ اپنے بھائی کے ساتھ اور سگی بہن اپنے بھائی کے ساتھ اور سوتیلی بہن اپنے بھائی کے
ساتھ اور براہ کھلی بنات الابن میں ہوتا ہے تو پورا اپنی بہنوں کو عصبہ کر دیتا ہے اور چچر سے بنوں کے جو درجہ میں برابر ہیں اور بنات الابن کو وہ براہ کھلی عصبہ
کر دیتا ہے جو اپنے بھائی کے درجہ میں تو ان میں سے اس عورت کو بھی عصبہ کر دیتا ہے جو کچھ عصبہ میں چنانچہ مسئلہ شیش بن کو دینگا کذا فی الطحاوی ثم شرح فی العصبہ بن
غیرہ فقال مع غیرہ الا خواست مع البنات ابنا ابی قول الفرصین جملہ الا خواست مع البنات عصبہ والامرد من الجمعین بنات ابی بنات عصبہ بنات
عصبہ مع غیرہ میں شرح کیا سو یوں کہ اگر عصبہ مع غیرہ بنیں ہیں بنیوں کے ساتھ یا پوتیوں کے ساتھ بدلیل قول اہل الفرائض کے کہ بنوں کو بنیوں کے ساتھ
عصبہ قرار دوا اور بنات اور بنات کی دونوں جہوں سے عصبہ اور اسکی شرح میں اچھا کذا خواست مع البنات عصبہ کو حدیث کہ اس پر والدہ علم
چونکہ ایک بہن ایک بیٹی کے ساتھ بھی عصبہ ہوتی اور ظاہر لفظ جمع اخوات اور بنات کا اس کے خلاف پر دلالت کرتا تھا لہذا اشباح نے اسکا جواب دیا کہ جمع پر
الف لام جنس کا ہے تو قبیل اور کثیر شرب کو مشاغل ہے عصبہ و ولد الزنا و ولد المملۃ مولی الام اور ولد الزنا اور ولد المملۃ کا عصبہ انکی مان کا مولی ہی
ہم ولد المملۃ عصبہ یہ کہ ایک عورت کے لڑکا پیدا ہوا سو اس کے زوج نے کہا کہ میرے بیٹا نہیں ہے پھر باہم لعنت کر کے زوجین میں فراق ہو گیا تو وہ لڑکا ولد المملۃ نہ
کھلاوی نے منع النکاح سے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد المملۃ کو اس کے مان کے ساتھ ملایا تو وہ اس شخص کے مانند ہو گیا جسکو باپ کی حاجت
کچھ قربت نہیں تو اب یہ وجہ ہو کہ اسکی مان کے مولی اس کے وارث ہوں اور وہ انکا وارث ہو تو اگر ولد المملۃ مر گیا اور کس نے ایک بیٹی اور مان اور مان کو
چھوڑا تو بیٹی کو نصف اور مان کو سدس اور باقی مالی بھڑی اور مان کو دیا جائیگا بطریق فرض اور وہ کہ گویا کہ اسکا باپ ہی نہ تھا اتنے اور ولد مشترک کا نسب
مشترک تو بیٹی سے ثابت ہو گا تو وہ ہر ہولے سے ابن کامل کی میراث پاویگا اور دونوں مولی ایک باپ کی میراث ولد مشترک کے مال سے پاویگا اور مولی کے
فراست دار اس کے میراث میں باہم شریک ہونگے گویا کہ ایک باپ کے فراست دار ہیں اور اگر مولی مر گیا تو دوسرا باقی مولی ولد مشترک کے مالی متروکہ سے ہر کامل کی
میراث لینگا کذا فی الطحاوی عن الدر المنثور فی المملۃ مالیم المتفق و عصبہ لیم مالوکا ث الام حرة الاصل کما بسطہ العلامة قاسم لاندلا ابی اسما و بن بنی سے
مراد وہ ہے جو آزاد کرنے والے اور عصبہ دونوں کو مشاغل ہوتا کہ اگر ولد الزنا یا ولد المملۃ کی مان حرة صلی ہو تو اسکو بھی شامل رہے چنانچہ علامہ قاسم نے اسکو مشرح
بیان کیا ہے مان کا مولی ہوا سے عصبہ ہو کہ ولد الزنا اور ولد المملۃ کا کوئی باپ نہیں ہے یعنی شرعاً انکا کوئی باپ نہیں جس سے انکا نسب ثابت ہو اور وہ اس کے وارث
ہوں اگرچہ واقع میں ولد بدولن والار کے نہیں ہوتا مگر لفظ حریق خرق عادی و یفرقان فی مسئلہ واحدہ ہی ان ولد الزنا میراث میں تو اس
میراث اخی لام ولد المملۃ میراث میں تو اس میراث اخی الاولین اور ولد الزنا اور ولد المملۃ ایک مسئلہ میں ہدائی رکھتے ہیں
وہ مسئلہ یہ ہے کہ ولد الزنا اپنے تو ام سے باوری بھائی کی میراث لیتا ہے اور ولد المملۃ اپنے تو ام سے سگے بھائی کی میراث پاتا ہے
و تختم العصبات یا عصبۃ بسببہ ای المتفق پھر عصبات کا اختتام عصبہ بسببی سے کرتے ہیں یعنی سو عصبہ بسببی مولی ہر غلام کا
آزاد کرنے والا ہم مصنف نے اختتام کے لفظ سے اشارہ کیا کہ آزاد کرنے والا ذوی الارحام پر مقدم ہے کیونکہ جب وہ مرتبہ اخیرہ عصبات

[illegible]

[illegible]

دخول ہوگا ہر سہم میں سب بیٹے ساتویں حصے کا تو وہ چھ میں سے دسہم اور چار سو بیس یا دو گنا اور بہنوں پر چار سو بیس کا نقصان داخل ہوگا تو وہ تین سہم اور تین سو بیس یا دو گنا
 اسنے ظاہر کیا ہے کہ ایک سہم کا سہم تھا جب چھ پر ایک زیادہ کیا تو سات ہو گئے تو ایک کو سات کے ساتھ بیس کی نسبت ہو تو بقدر سب کے ہر وارث کے ہر سہم میں کی ہو گئی
 واول من ملک باحول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پہلے جسنے عول کا حکم کیا وہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہم فاروق اعظم کے زمانے میں ایک صورت
 واول من ملک باحول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تنگ تھا تو صاحب کبار سے آپ نے منورہ کیا تو عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ نے عول کی طرف اشارہ کیا سو سب
 سوا ابہ کر ام نے اس پر اتفاق کیا اور کسی نے اس پر انکار نہ کیا مگر ابن عباس نے انکی موت کے بعد کہ انکی اطحاوی فتاویٰ کا لکیری میں ہر عول کا پہلا مسئلہ جو اسلام میں
 واول من ملک باحول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تھا کہ زوج اور مال اور سگی بہن وارث تھے تو نصف اور ثلث لکھا جو سے اہل سب کے ہر اور اسنے عول کیا آٹھ
 کی طرف تھم الخارج سب سے پھر دریافت کرنا چاہیے کہ مخرج حصوں کے سات ہر ہم و جد اسکی یہ کہ کتاب اللہ میں چھ فرض مذکور ہیں نصف ربیع ثمن ثلث سدس
 اور مخرج اسکی پانچ ہیں اس واسطے کہ ثلثیں اور ثلث کا ایک ہی مخرج ہو تو اگر نزع اول یعنی نصف ربیع ثمن مخرج ہوں تو کمتر کسور کا مخرج مقبوض ہوگا اور کسی سے مسئلہ
 ہوگا تو اگر نزع اول مخرج ہوں تو مسئلہ چار سے ہوگا یا نصف اور ثمن جمع ہوں تو مسئلہ آٹھ سے ہوگا اور اگر ثلث اور سدس جمع ہوں تو مسئلہ چھ سے ہوگا اور
 یہ مخرج خارج نمونہ مذکورہ سے باہر نہیں اور جبکہ نزع اول میں سے نصف نزع ثانی یعنی ثلثیں سدس کے ساتھ مختلف ہو یا بعض کے ساتھ تو مسئلہ سے چھ ہوگا تو
 مخرج بھی خارج نمونہ مذکورہ میں داخل ہو اور جبکہ بیع مختلف ہو یا ثانی کے کل سے یا بعض سے تو مسئلہ ہوگا بارہ اور جبکہ ثمن مختلف ہو نزع ثانی کے کل کے ساتھ یا بعض کے
 ساتھ تو مسئلہ ہوگا چوبیس سے تو مخرج خمسہ ان دفعہ سے ملکر سات مخرج ہوئے یعنی دو تین چار آٹھ چھ بارہ چوبیس اربعہ الاقول الاثنان والثلثہ والاربعہ والکمانیۃ
 مخرج سب میں سے چار مخرج تو عول نہیں کرتے یعنی دو اور تین اور چار اور آٹھ ہم یہ حصہ باقتبار اقرار کیا ہے سو مسئلہ کہ ان مخرج کے فرض مجتمہ کے واسطے مال ترکہ کا
 پورا پورا سہا یا کچھ زیادہ باقی رہتا ہو تو بہر صورت عول کی حاجت نہیں ہوتی مثلاً دو کا مسئلہ قیوت ہوگا جو نصف جمع ہوں چنانچہ زوج اور سگی بہن نصف باقی چنانچہ
 زوج اور سگی بہن فی البہ فی الذی فی الشر فی بصرۃ اللہ لا قدر قول بالاختلاف کیا سبھی فی باب المخرج اور تین مخرج میں بھی عول ہوتا ہے
 اختلاف نو عین کی وجہ سے چنانچہ اسکا ذکر باب المخرج میں آویں گام شایع نے بلفظ قد اشارہ کیا کہ مخرج ثلثہ میں عول لازم نہیں ہے فتمتہ بقول اربع عولات
 لی عشرۃ و تروا و شفعاً تو چھ میں چار عول واقع ہوتے ہیں دیش تک طاق و حقت دونوں کے اعتبار سے یعنی چھ عول کرتا ہے سات کی طرف
 اور آٹھ کی طرف اور کو طیف اور دیش کی طرف سب سے مخرج و یقیناً تو چھ کا عول ہوتا ہے سات کی طرف چنانچہ زوج اور دو سگی بہنوں کے وارث ہونے میں ہم
 تو اس صورت میں سدس کے ساتھ عول ہو یعنی سدس کے زیادہ کر دینے سے سات ہو گئے اور بقدر نقصان ہر سہم کی اول باب کے ترجمہ میں طحاوی سے مذکور
 ہو گئی و انما نیۃ کم دام اور چھ کا عول ہوتا ہے آٹھ کی طرف چنانچہ ورثہ مذکورین اور مان میں یعنی زوج اور دو سگی بہنوں اور مان میں ہم تو اس صورت
 میں ثلث کے ساتھ عول ہو یعنی چھ کی تہائی دو ہو جبکہ سکو چھ پر زیادہ کیا تو آٹھ ہو گئے تو ہر سہم ورثہ میں بیع کا نقصان ہوگا اس واسطے کہ دو بیع ہو آٹھ کا
 ولسۃ کم دام اور چھ کا عول ہوتا ہے نو کی طرف چنانچہ ورثہ مذکورین اور انبیائی میں یعنی زوج اور دو سگی بہن اور انبیائی میں ہم تو
 اس صورت میں نصف کے ساتھ عول ہو یعنی تین نصف ہو چھ کا جب سکو چھ پر زیادہ کیا تو نو ہو گئے تو یہاں سہام ورثہ میں تہائی کا نقصان ہو اس واسطے کہ تین تہائی ہے
 نو کی طحاوی نے کہا اور اس مسئلہ کو مردانیہ کہتے ہیں سو مسئلہ کہ یہ صورت اول زمانہ نبی امین میں واقع ہوئی اور زوج مردانی تھا تو اسنے چاہا کہ میں نصف مال لون تو
 ظاہر جاسے اسکا سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ ثلث مال سکا حق ہے و عشرۃ کم دام آخر لام اور چھ کا عول ہوتا ہے دیش کی طرف چنانچہ ورثہ مذکورین اور دو سگی بہن
 انبیائی میں یعنی زوج اور دو سگی بہن اور مان اور دو انبیائی میں ہم تو اس صورت میں ثلثیں کے ساتھ عول ہو یعنی چار ثلثیں میں چھ کے جب کہ چھ پر زیادہ
 کیا تو دیش ہو گئے طحاوی نے کہا اس مسئلہ کو شریحہ کہتے ہیں سو مسئلہ کہ اس میں قاضی شریعہ نے زوج کے واسطے تین سہم کا حکم کیا دیش سہم سے تو زوج شریعہ

مخرج خارج ہے
 اور اگر نزع اول
 مخرج ہے

ان راوی فراجمہ اور امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنا کہ وہ جبین پر بھی برو کیا جا کے ایسا کہا جو مصنف وغیرہ نے مین کتابوں اور اختصار شرح مختار
اس پر یقین کیا ہے کہ یہ یعنی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس قول کا نسبت کرنا راوی کا وہم اور خطا ہے تو اس کی طرف ہر جہت کرم خطاوی نے کہا کہ نقل قول
مافی پر ہر وجہ کے شامیں کا اتفاق ہو اور شامیں کفر بھی اسکو نقل کرتے ہیں اور انہیں شرح مین اس قول کی صحت اور دلیل مذکور ہو اور اسکا جو ایسی ہی انتہا ہے

الاشباہ انہیں رد علیہا فی زماننا لفساد بیت المال قدر منافی الولاء اور شبہ میں جو کہ مال فاضل و حین پر رد کیا جائے بسبب فساد بیت المال کے
ہم اسکو مقدم ذکر کر چکے ہیں کتاب الولاء میں ہم یہ مسئلہ کتاب الفرائض کے مراتبہ رشہ کے ذکر میں حاشیہ طحاوی سے تبصریح تمام مذکور ہو چکا ہے ہم مسائل المرادار بقدر

نام لان المرود علیہ ما صنف او اکثر علی کل امان کیون من لایر دعلیہ لولایکون پھر خادم کرنا چاہیے کہ مسائل رو کے چار قسم ہیں اسوا سوا کہ
لوگوں پر رد فاضل ہوتا ہے وہ ایک قسم کے ہیں یا چند قسم ہیں اور ہر تقدیر پر یا ایک ساتھ وہ لوگ ہیں چہرہ نہیں ہوتا ہوا یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو اولان میں مخصوص
ہوئے علی کثرۃ الخیر استبد قسم

دو دو بیستم سبب تین و اسیں و بعد میں سمیت مسئلہ من عدد و سہم ابتدا و قطعاً للسطول سوال اول قسم یعنی اگر دوبارہ پائے والوں کی نفیس متحد ہو
دو بیٹیاں یا دو بیٹیاں یا دو بیٹیاں ہوں تو ہر سے تقسیم ہوگا مسئلہ ارثوں کی شمار سے تاکہ تطویل قطع ہو جائے یعنی چونکہ جمیع ترکہ خفین ارثوں کا ہر فرد اور
ہستہ اور ذاتین انکی یکساں برابر میں ایک کو دوسرے پر زیادتی نہیں تو ہر وارث کو برابر یا بیٹ و یا حاکم ہو جائے کہ اگر ایک کو اول بقدر اسکے فرض کے دیا جائے

سے بار باری مال انکو اقدار کے سہام کے دیا جاوے و بار قسمت کرنا ہوگا تو سب ترقی کہ ابتدا پر برائے دنیا مختصر اور آسان تہیہ و التانی ان کا ان کے حصہ
نفسین و تعلقہ لا اکثر بالاستقرار فمن عدد سہام ہم اور قسم تانی اگر دوبارہ پانے والی دو جنس یا تین جنس کے لوگ ہوں تو ان کے سہام کے شمار

یہی تشریح ہے کہ تین جیسوں سے زیادہ نہیں ہوتا بسبب تفرک کے یعنی جزئیات کے قطع کرنے سے معلوم ہوا کہ تین جیسوں سے زیادہ جو بھی جیس مرد و عورت کی
ہے ان کی نفس انگین کو سد سان فکرتہ تو ثلث و سدس و اربعہ تو نصف و سدس و خمسہ و ثمانین سدس تقصیر المسافۃ تو دو سے قسمت ہوگی اگر دو میں

اور پانچ بیٹیاں تو نصف بھائی چارہ میں سے ایک ہر باقی رہے تین وہ پانچ سے بھائی تین تو چار کو پانچ میں ضرب کیا ہوئے زوج کا فرض ایک تھا اسکو ضرب کر
مضروب میں بیٹے پانچ میں تو پانچ ہی حاصل ہوئے تو یہی پانچ زوج کا حصہ ہوا اور باقی حصہ بیٹیوں کا تین ہوا اسکو بھی مضروب میں بیٹے پانچ میں ضرب کر حاصل ہوئے پندرہ
تو ہر بیٹی کو تین سسٹم ملینگے یہ صورت بھی صورتیں سابقین کے مانند ہر اصل اسکی بارہ سے ہر اجتماع ربح اور تین کی وجہ سے لیکن اسکو چار کی طرف پیرا
کہ وہ کتر مخرج ہر فرض زوج کا پھر جب اس میں سے زوج کو ایک دیا تو تین باقی رہے وہ پانچ بیٹیوں پر ستیم نہیں بلکہ تین میں اور پانچ میں تباہ کی نسبت ہو
تو حد درجہس نبات کو مخرج میں بیٹے پانچ کو چار میں ضرب کیا حاصل ہوئے اب مسئلہ صحیح ہو گیا کہ انے الفرائض الشریعہ میں والہ الراجح لو کان مع الثانی اتی
القبضین فقط لا کثیر ہنا حکم الاستقرار اذ لایر مع ربح طوائف اصلاً بالاستقرار اور چوتھی قسم ثانی کے ساتھ بیٹے فقط دو جنسوں کے ساتھ
دو جنسوں سے یہاں بیٹے قسم رابع نہیں ہو سکتا بحکم استقرار کے اس واسطے کہ رد کرنا چار جنسوں کا اصل انہیں ہوتا استقرار یعنی متبع جزئیات کی دلیل سے ہم بیٹے اگرچہ
قسم ثانی میں اجتماع اجناس ثلثہ ممکن ہو چنانچہ ترجمہ میں اسکی مثال مذکور ہو چکی لیکن قسم رابع میں جنس کا بطل واقع نہیں ہوتا اس واسطے کہ اگر تین جنسوں کے ساتھ
من لایر وعلیہ یعنی احد الزوجین کو نصف ض کیجیے تو چار جنس میں ہوئی جاتی ہیں اور طائفہ رد کرنا چار جنسوں کے ساتھ ہرگز نہیں ہوتا استقرار کی دلیل سے دلیل ہذا
لکنہ اقتصارہ فہما صفتا علی الجنسین اور شاید کہ یہی نکتہ ہر صنف کے اقتصار کرنے کا دو جنسوں پر قسم ثانی کے بیان میں جو متن کے اندر گذر گیا ہم بیٹے صنف میں
جو قسم ثانی میں باوجود امکان اجتماع اجناس ثلثہ کے دو جنس پر اقتصار کیا تو شاید اسی واسطے اقتصار کیا کہ قسم رابع میں اسکا فقرہ ظاہر ہو گیا کہ قسم رابع میں دو
جنسوں کے سوا تیسری جنس نہیں ہوتی ہر اور اقتصار سے یہ مراد نہیں کہ تیسری جنس نہیں ہوتی والا نہیں ہوا بلکہ انے بعضہ لا کثیر فاما اور اگر اقتصار
علی الجنسین کا یہ نکتہ ہو گیا اتفاق ہو تو مصنف کے کلام میں یہاں ثانی سے قسم ثانی کا بعض مراد ہو گا نہ تمام اسکا سو اسکو تا مل کر ہم بیٹے قسم ثانی کی بعض میں
بیٹے جنسوں دو جنس میں جمع ہوں مراد ہر ذلکی سب صورتیں اس واسطے کہ رابع میں اجتماع اجناس ثلثہ واقع نہیں من لایر وعلیہ فاقسم الباقی من جنس
نسبہ من لایر وعلیہ علی مسئلہ میں یہ وعلیہ ان استقام کمز وجہ و ربح جدات وستا نخواست الامم بیٹے اگر دو جنسوں کے ساتھ من لایر وعلیہ
بیٹے احد الزوجین ہو تو فرض احد الزوجین کے مخرج سے جو باقی رہے اسکو قسمت کر ان وارثوں کے مسئلہ پر چہرہ رد کیا جاتا ہر بشرطیکہ قسمت ستیم ہو جائے
چنانچہ زوجہ و چارہ و دیان اور چہرہ اخیانی بہنیں وارث ہوں ہم استقامت باقی کی نہیں ہوتی مگر نقطہ اسی مسئلہ میں جو متن میں مذکور ہوا بیٹے احد الزوجین کا ربح ہر
اور ایک جنس ثلث کی مستحق ہوا اور دوسری جنس سدس کی تو اب مسئلہ تین سے ہو گا اور باقی بھی تین میں تو اب قسمت مسئلہ پر ستیم ہوگی کہ انے الطوائف مستقیم
فخرج من لایر وعلیہ اربعة للزوجہ واحد للثمن و ستیہ الا خوات لکنہ منکر علی احاد کل منہرین کما سبھی تو مسئلہ
مذکورہ میں من لایر وعلیہ کا مخرج چار ہر اس میں سے زوجہ کا ایک ہر باقی رہے تین وہ وادیہ کے ایک ہم اور بیٹوں کے دو سہون پر ستیم ہر لیکن وہ تین تین ہر فرضیہ کو فرد چنانچہ
اسکی استقامت کا بیان اخیر باب میں آدیکام چار وادیوں کا حصہ ایک تھا وہ پیر قسمت نہیں ہوتا اور اسی طرح بیٹوں کا حصہ دو ہر وہ پیر قسمت نہیں سکتا وان لم یستقر
فست جمیع مسئلہ میں یہ وعلیہ فی مخرج من لایر وعلیہ فاسلخ الی اصل بہذا الضرب مخرج فروض الفرقین اور اگر باقی ستیم ہو تو مرد و دو علیہم کے تمام
مسئلہ کو احد الزوجین کے مخرج میں ضرب کر تو جو مبلغ حاصل ہو گا اس ضرب سے وہ دونوں فرض کے حصوں کا مخرج ہو گا بیٹے فرض من لایر وعلیہ اور فرض من لایر وعلیہ کے
حصہ حاصل ضرب سے کل آدینے کا ربح زوجات و شبع نبات وست جدات فخرج من لایر وعلیہ ثانیۃ للزوجات الثمن واحد للثمن و ستیہ لا ستقیم علی مسئلہ
من لایر وعلیہ وہ ہنا حصہ لان الفرقین ثلثان سدس فاضرب الثمنۃ فی الثانیۃ تبلغ اربعین وہی مخرج فرض الفرقین چنانچہ چار زوجہ اور بیٹیاں اور چہرہ
وادیان وارث ہوں مخرج من لایر وعلیہ کا آٹھ ہر تو زوجات کا حصہ آٹھوان بیٹے ایک ہر باقی رہے سات دو مسئلہ میں یہ وعلیہ پر ستیم نہیں اور مسئلہ مذکورہ یہاں پانچ ہر سب بیٹیوں اور
وادیوں کے دو فرض و ثلث اور ایک سدس ہر تو مسئلہ میں یہ وعلیہ بیٹے پانچ کو آٹھ میں جو مخرج ہر من لایر وعلیہ کے فرض کا ضرب حاصل ہوئے تو یہی مخرج ہر دونوں فرض کا ہم میں سے

اقریب کے ہوتے ہیں اور شش نہیں ہوتا قسم اربعہ اصناف جزا میت ثم اصلہ ثم جزا ابویہ ثم جزا جدیہ اور جزیہ توکل ذوی الارحام چار قسم میں ششم اول میت کا جزا
 یعنی میت کی اولاد و شری چنانچہ نانی اور ناتن پھر ششم ثانی میت کی اصل یعنی نانا اور نانیان پھر ششم ثالث میت کی والدہ کی جزیہ بھانجا اور بھانجی پھر شرم رابع بھانجی کی جزیہ یعنی
 اور نانا کی اولاد و جزیہ نانی اور نانی کی اولاد چنانچہ تفصیل اسکی آگے آگے تین درجہ میں وجہ تہذیب مقدم جزا میت و ہم اولاد البنات و اولاد بنات
 الابن وان غلوا اور اس وقت میں یعنی جبکہ یہ قاعدہ شہرہ کہ ذوی الارحام میں جو میت کے قریب تر ہو وہ بھید تر کا صاحب ہو تا جو میت کا جزا مقدم ہو گا میراث میں بھی
 کی و تمام میں اور جزیہ میت کا عبارت ہے جو بیویوں کی اولاد سے اور پوتوں کی اولاد سے خواہ مرد ہوں یا عورت اگرچہ وہ چند ذریعہ داخل در نازل ہوں تو اگر میت کی ناتن
 یا پتیان ہوں یا نانی یا نانی تو ناتن یا پتیان میراث کے لگے گا اور نانی کو کچھ نہ ملے گا اس واسطے کہ جزا مقدم ہو اصل پر عصبیات کے مانند ششم اصلہ و ہم لحد الفاسد
 و الفاسد الفاسد بات وان غلوا پھر اولاد میت کے بعد اصل میت کی مقدم ہو اور میت کے اصول جب فاسد اور عصبیات فاسد میں اگرچہ چھ درجہ مالی اور اپنے ہون
 جب فاسد و ہم قرابت رکھے ہو اسلئے عورت کے چنانچہ نانا اور نانا کا باپ اور جد فاسد و ہم جزیہ کی طرف جب فاسد داخل ہو چنانچہ میت کے نانا کی
 مان یا نانا کی نانی خلاصہ یہ کہ اس قسم میں بھی اقرب فالقرب مقدم ہو ششم اول کے مانند مطلقا خواہ اقرب باپ کی جزیہ سے ہو خواہ مان کی جزیہ سے کہ فی الطحاوی
 مختصر ششم جزا ابویہ و ہم اولاد الاخوات لا یورین اولاد البین و لا بنات الاخوة لا یورین اولاد بنات الاخوة لا یورین اولاد بنات الاخوة لا یورین
 کا جزا مقدم ہو یعنی اسکی بیویوں یا سوتیلی بیویوں کی اولاد اور اپنی بیوی اور بیویوں کی اولاد اور گے بھائیوں یا سوتیلی بھائیوں کی بیویوں یا گھیمہ سافل اور نازل ہوں
 ہم یہ ذوی الارحام کی ششم ثالث ہر گلی یا سوتیلی بیویوں کی اولاد و تمام جزا خواہ مرد ہوں یا عورت یعنی بھانجے اور بھانجیاں ذوی الارحام سے ہوں اور گے یا سوتیلی
 بھائیوں کی جزیہ اس واسطے تخصیص کی کہ بھانجیاں ذوی الارحام میں داخل ہیں اور بھانجی عصبیات میں سے ہیں چنانچہ عصبیات میں مذکور ہو گیا اور اپنی
 بھائی اور بیویوں کی اولاد و ہم و بیوی عورت ذوی الارحام سے ہیں اصل ششم میں اولے یا میراث اقرب لے الیت جو تو بھانجی مقدم ہو بھائی کی ابن البنت سے
 اور اگر وہ بیویں برابر ہوں تو اولد عصبہ مقدم ہو اولد ذوی الرحم سے جزیہ بھائی کی پوتی اور بیوی کا قاتی تمام مال کو بھائی کی پوتی لگی نہ ہیں کا قاتی اس واسطے کہ پوتی و عصبہ
 ہو کہ نہ لے لے الطحاوی مختصر و یقینہم الحمد للہ خلافاً لہما اور مقدم ہو نانا پھر بیٹے اخوات کی اولاد اور بنات اخوة پر بھلائی تمام میں کہ ہم امام سے دور و شری
 ایک روایت ہے کہ نانا مقدم ہو نانی اور ناتن پر لیکن یہ روایت مشہور نہیں اور نہ اس پر فتوے ہو اور دوسری مشہور روایت یہ ہے کہ نانی اور ناتن نانا پر مقدم ہو کر
 اور نانا مقدم ہو کر بھانجے اور بھانجیوں اور بیویوں پر اور اسی روایت پر فتوے ہو اور صاحبین کے نزدیک بھانجے اور بھانجیاں اور بھانجیاں نانا پر مقدم ہو کر
 اور امام کا مذہب ذوی الارحام میں عصبیات کے قیاس پر جو اس واسطے کہ عصبیات میں داوا مقدم ہو میت کے بھائیوں پر کہ فی الطحاوی ششم جزا جدیہ او
 جزیہ پھر جزیہ بن یا جزیہ بن کی اولاد مقدم ہو ہم یہ ذوی الارحام کی چوتھی ششم کے آخر المذکورات جزیہ سے باپ کا باپ یعنی داوا اور مان کا باپ یعنی نانا
 مراد ہے اور جزیہ سے باپ کی ان سے داوی اور مان کی مان سے نانی مراد ہے و ہم الاخوان والخیالات اور وہ مامون اور خالہ ہیں ہم یہ لوگ مان کے
 رشتہ دار ہیں مامون تو بھائی بن میت کی مان کے اور خالہ بنیں ہیں اسکی تو اگر مان کے گے بھائی بن ہیں تو میت کے نانا کی طرف منسوب ہیں اور اگر مان کے بھائی بن
 بھائی بن ہیں تو میت کی مان کی طرف منسوب ہیں کہ فی الطحاوی والشریف والاعمام لام اور اپنی چھاپہ میں ہے نیک باپ کے اپنی یعنی مادری کی ہیں ہم
 میں مادری کی ذی اس واسطے لگائی کہ سکا چا اور سوتیلی چا عصبیات میں داخل ہیں نہ ذوی الارحام میں والعمات اور بھانجیاں میں ذوی الارحام سے مطلقاً لگائی ہیں
 یا سوتیلی یا مادری تو اگر لگی یا سوتیلی بنیں ہیں باپ کی تو میت کے دادا کی طرف منسوب ہیں جانب پوری ہے اور اگر لگی باپ کی اپنی بنیں ہیں تو منسوب ہیں اسکی جزیہ
 پوری کی طرف ششم رابع میں نانا سے یہ کہ نانا اور علات اور علات و تمام مادری و ہم میں برابر ہیں بھانجی اقرب اور بھانجی اور بنیں و ہم یہ کہ انہیں جو منفرد ہو گا
 مال کا حق ہو گا اور اگر چند لوگ ہیں تو دیکھنا چاہیے کہ کس رتبہ لگی متحد ہو یا نہیں اگر متحد ہو اسلئے کہ سبکی قرابت جزیہ پوری سے جزیہ جزیہ اور سبکی تو اقرب اولے ہو

بالاجل علیہ سکا اوسے ہر سو تیلے سے اور سو تیلے اور سو تیلے سے خواہ اتنی مرد ہو یا عورت اور اگر اتنی میں کسی قسم کے جمع تھا و القریۃ غلامی کر تھلک الایمین اور اگر
قرابت مختلف ہو اسطرح کہ بعض کی قرابت باپ کی جہت سے ہو اور بعض کی ماں کی جہت سے تو قرابت پدری کے واسطے متروک کی و تہائیان بین اور قرابت مادر کی واسطے متروک
تہائی کر کذا فی الطحاوی مقتضی و بنات الاعمام و اولاد و ہولاء اور غنیمۃ شرم رابع چون کہ بیٹیاں بین اور اولاد ان اشخاص مذکورین کی سطحۃ احوال و حالات اور
اعمام حیاتی اور عات اور بنات اعمام کی اولاد بھی ذوی الارحام کی قسم رابع میں داخل ہیں شرم عات لالہ با و والاموات و اخواتہم و خالاتہم و اعمام الایام
الاحم و اعمام الاموات کلہم و اولاد و ہولاء و ان بعد اسلور و اسفل پھر اشخاص مذکورین کے بعد یہ کہ باپوں اور ماؤں کی پود بیٹیاں اور ان کے امون و غلامان
اور باپوں کے حیاتی چچا اور ماؤں کے چچا یا نکل خواہ گے ہوں یا عورت یا حیاتی اور اولاد ان اشخاص مذکورین کی اگرچہ پود ہوں و پوتے اور شہد ہوں ہم بیٹے کہ یہ ہے کہ
عات اور خالات اور احوال اور ان کی اولاد موجود نہ ہوں تو اب حکم نقل ہوگا میت کے باپ کے عات اور خالات اور احوال اور ان کی ماں کے چچا اور ماؤں اور عات کی طرف
ہو اگر ان میں سے کوئی شخص شہد ہوگا تو سب مال لے گا عدم مزاحم کے سبب اور اگر چند اشخاص جہت سے ہوں تو ان میں سے قوی تر وہ ہے جو خدا مرد ہو یا بیٹہ
اور اگر قرابت کی برابر ہو تو لکڑ کر شل حظ الانثیین اور اگر قرابت ان کی مختلف ہو تو باپ کے قرابت والوں کو و تہائیان بین اور ان کی قرابت والوں کی پکتی لے آئے آخر ہم پھر
اگر یہ لوگ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد کا حکم قسم رابع کا حکم پھر اگر ان کی اولاد بھی نہ ہو تو حکم نقل ہوگا میت کے دا و اور داوی کے عات اور خالات وغیرہم کی طرف پھر ان کے
بعد ان کی اولاد کی طرف لے غیر التہائیہ کذا فی الطحاوی و الشرعی و یقیم الامتہ یہ منہ کل صنف اور مقدم ہوگا میت کا قریب تر اتمام امر یہ کہ ہر قسم میں
قسم رابع میں حکم ظاہر نہیں اسوا شہد ان میں کوئی اقرب نہیں ہاں ان کی اولاد میں البتہ اقربیت تحقیق ہوتی ہے تو یہ الملاق اسی پر محمول ہے کذا فی الطحاوی و اولاد استوا
فی الدرجۃ و التحدۃ التحدۃ قریب و ولد الوارثہ و حیکہ ذوی الارحام و بیٹے ہوں اور قرابت کی جہت سے ہوتے ہوں تو و ارشہ کی اولاد میت ہم ہوگی غیر وارث
کی اولاد پر ہم و ارشہ سے مراد صنف اول بین صاحب فرس کی اولاد ہے اور صنف ثالث میں عصبہ کی اولاد مراد ہے اور صنف ثانی اور رابع میں بیٹے ہوں یا بیٹیاں ان کی
اولاد میں تقدیم قریب کی ہوتی ہے پھر قوی تر کی پھر ولد عصبہ کی استا و قرابت کے وقت کذا فی الطحاوی و خلافت نصبت رابۃ الاب الشانان و القریۃ التام شہد
اور اگر قرابت کی جہت مختلف ہو تو باپ کی قرابت والوں کے واسطے و تہائیان بین متروک میت کی اور ان کی قرابت والوں کے واسطے ایک تہائی ہر قسم طحاوی نے کہا
یہ تفصیل تو فقط قسم ثانی اور رابع میں اور ان کی اولاد میں ہوتی ہے و اول اور ثالث میں و عند الاستوار فان اتفقت حنفہ الاصول سے الذکورۃ والا تو
اعتبار ان الفروع اتفاقا اور ذوی الارحام کے درجہ برابر ہونے کے وقت اگر ان کے اصول کی صفت مرد ہونے یا عورت ہونے میں یکساں ہو تو بیٹے ہوں
فروع کے ہاں ان کا اعتبار ہوگا باتفاق ابو یوسف اور محمد ہر قسم در صورت اتفاق اصول اگر فروع فقط ذکر ہوں یا فقط اثبات ہوں تو سب کا حصہ برابر ہوا اگر
مختلف ہوں تو لکڑ کر شل حظ الانثیین و باقی و ثالث پا و یگا اور ثانی ایک ثلث و اما و اختلاف الفروع والاصول کہنت ابن بنت و ابن بنت
بنت اعتبار محمد فی ذلک الاصول و قسم لسان علی اول بن اختلاف بالذکورۃ والا نوۃ و ہوسنا البطن الثانی و ہوا بن بنت و بنت بنت محمد اعتبار
صنفۃ الاصول فی البطن الثانی نے سکتا مقدم علیہم اثباتا و اعطی کلاما من الفروع فضیب اصلہ فیما یلزم کیونکہ ثلثا بنت
ابن البنت نصیب ایسا و ثلثہ لابن بنت البنت لانه نصیب امہ و ثلثا سب فی السراجیہ و شہد و ہوا اور جگہ اختلاف ہوسنہ و اصول
کی صفت میں چنانچہ ثانی کی بیٹی اور ثانی کا بیٹا تو اسمین محمد نے اصول کا اعتبار کیا ہے اور مال کو میت کیسا ہو و س اول بطن چیمین اختلاف
ہوا ذکر ثلث اور نو ثلث کا اور وہ اختلاف اس مقام کے مثال بن بطن ثانی میں چنانچہ ثانی اور ثانی میں تو محمد نے اصول کی صفت کا اعتبار کیا ہے بطن
ثانی میں ہمارے مفروض مسئلہ میں تو اپنا مال کو تین حصے کر کے بانٹا ہے اور ہر ایک فروع کو اسکی اصل کا حصہ دیا ہے تو اب مال کی و تہائیان ثانی کی بیٹی
کی ہوگی جو اس کے باپ کا حصہ ہے اور ایک تہائی ثانی کا بیٹا پا و یگا اس واسطے کہ تہائی اسکی ماں کا حصہ ہے اور اسکا پورا مفصل بیان سراجیہ اور اسکی

چونکہ

فروض غیر مکرر وہ ہیں اور اعتراض ثانی کا جواب یہ کہ وہ نامور ہو اور نامور چھ مہینے ہونا کہ فی الطحاوی ولا یجمع من اصحابنا اکثر من خمسہ طواف اور اصحاب
 ذرا گھٹن ہیں سے بائیں گرد ہون سے زیادہ اجتماع نہیں ہوتا ولا یکسر علی اکثر من اربع فرق اور سهام بین چار فرقوں سے زیادہ کسر واقع نہیں ہوتی صبیح
 بخارج کسور کا بیان ہو چکا اب لگے تصحیح مسائل کے قاعدے مذکور ہوتے ہیں فرائض شریفی میں یہ کہ تصحیح مسائل فرائض اس سے عبارت ہو کہ کثر عدد
 سے اس طرح پر سهام سبب ہا دین کہ کسی وارث پر کسر واقع ہوئے سبب وارثوں کے سهام پورے ہوں کسی کا سهام تہائی ہو تہائی نو اور تصحیح مسائل کے واسطے
 قاعدوں کی طرف ممانعت ہر انہیں سے تین قاعدے تو مابین سهام خارج اور روکس درخت کے ہیں اور چار قاعدے مابین روٹس درخت کے ہیں سو تین کا پلاست قاعد
 سے باقی قاعد ہر وہ یہ کہ سهام ہر فرق کے وارثوں میں سے اپنے منقسم ہو جائیں بدون کسر پڑنے کے تو یہاں ممانعت کی کچھ حاجت نہیں چنانچہ والدین اور دینیان
 وارث ہوں اس واسطے کہ یہاں مسئلہ چھ سے ہو والدین میں سے ہر ایک کا حصہ سدس یعنی ایک ایک اورو دو بیویوں کو وراثت میں بیٹے چار ہر بیوی کے دو سہم تو سهام مستقیم
 ہو گئے کہ روٹس درخت پر بلا انکسار و تشراف قاعد موافقت کا وہ یہ کہ ایک گروہ کا حصہ ٹوٹا ہو لیکن ایک سهام اور روٹس میں موافقت ہو تو یہاں عدد روٹس کے فرق
 کو اصل مسئلے میں ضرب کرینگے اگر عول خواہ اور اگر عول ہو گا تو اصل اور عول میں ضرب کرینگے چنانچہ والدین اور دینیان یا زوج اور والدین اور چھ بیویان
 اور تین قاعدہ ممانعت کا وہ یہ کہ ایک ہی گروہ کے سهام میں کسر پڑتی ہو لیکن ایک سهام اور روٹس میں موافقت نہیں بلکہ ممانعت ہو تو یہاں تمام عدد روٹس
 کو اصل مسئلے میں ضرب کرینگے چنانچہ زوج اور جہ اور تین اجائی بیویان اور اگر عول ہو اور تو اصل مسئلے اور عول میں ضرب کرینگے چنانچہ زوج اور بیوی سگی
 یا سوتیلی بیویان اور باقی چار قاعدے جو مابین روٹس کے ہیں سو ایک مثال ہو اور دوسرا داخل اور تیسرا توافق اور چوتھا مابین سو نصف ان اصول سبب سے
 چار قاعدوں کو ذکر کر لیا اور استقامت کو لئے حذف کیا ہر اس واسطے کہ وہ ظاہر ہر وقت طالب نہیں اور یہ پچھلے چاروں قاعدے نہیں ہوتے مگر وہاں جن مسائل میں وہ گروہ
 درخت پر یا زیادہ پر کسر واقع ہو کہ فی الطحاوی والشرعی فخطاوا وذا انکسر سهام کل فرق علیہم ضربت عدد ہم فی اصل المسئلۃ و عول ما ان کانت
 حالتہ کاملۃ و اخیون المراتۃ الاربع یجبۃ المسئلۃ لا یستقیم ولا توافق فا ضرب اثنتین فی اربعۃ تصحیح من ثمانیۃ اور جبکہ سهام ہر منسبت کے وارثوں پر
 ہا دین تو لگے عدد روٹس کو اصل مسئلے میں ضرب کرے اور اگر مسئلہ عالمہ ہو تو اصل مسئلے اور اس کے عول میں ضرب کرے چنانچہ ایک عورت یعنی زوجہ اور دینیان وارث
 ہوں تو عورت کا حصہ ربع ہر باقی رہے تین وہ دینیانوں پر مستقیم نہیں اور یہاں دو وارثین میں توافق کی بھی نسبت نہیں تو دو کو لینے عدد روٹس کو چار میں سینے
 اصل مسئلے میں ضرب کرے تو مسئلہ آٹھ سے صحیح ہو گا مگر یہ مثال ہر مسئلہ غیر عالمہ کی اور مسئلہ عالمہ کی یوں مثال یہ کہ زوج اور بیوی سگی یا سوتیلی بیویان وارث ہیں اصل مسئلہ چھ ہر
 اسکا نصف لینے تین زوج کا حصہ ہر اور اسکی بیوی لینے چار بیویوں کا حصہ ہر تو مسئلے نے عول کی اسات کی طرف اور یہاں فقط بیویوں کے سهام اپنے مستقیم نہیں اور
 لگے سهام اور روٹس لینے چار اور بیوی میں ممانعت ہو تو لینے عدد روٹس لینے پانچ کو اصل مسئلے اور اس کے عول لینے سات میں ضرب کیا تو حاصل ہوئے سو حاصل
 سے مسئلہ صحیح ہو گیا اس طرح کہ زوج کے تین سہم تھے انکو ضرور لینے پانچ میں ضرب کیا پھر وہ ہوئے اور پانچ بیویوں کے چار سہم تھے انکو بھی پانچ میں ضرب کیا تو ہوئے
 تو ہر بیوی کے چار سہم ہوئے یہ تیسرا قاعدہ ہر منجملہ تین قاعدوں کے توافق سهام عدد ہم ضربت وفاق عدد ہم فی اصل المسئلۃ و عول ما
 کاملۃ و ہست اخوة عالم مکنتہ تو انقسم بالثلث فا ضرب اثنتین فی اربعۃ تصحیح من ثمانیۃ ایضاً اور اگر وارثوں کے سهام ہیں اور لگے عدد روٹس میں
 توافق ہر تو لگے عدد کو اصل مسئلے میں ضرب کرے اگر عالمہ ہو اور اگر عالمہ ہو تو اصل مسئلے اور اس کے عول میں ضرب کرے چنانچہ زوجہ اور چھ بیوی وارث ہوں
 تو بیویوں کے تین سہم تین تین بیویوں اور بیویوں کے عدد روٹس لینے چھ میں توافق ہو تو دو کو چار میں ضرب کرے تو مسئلہ آٹھ سے صحیح ہو گا مگر یہ مثال غیر عالمہ
 کی نہ کہ ہر بیوی اور مسئلہ عالمہ کی یہ مثال یہ کہ زوج اور والدین اور چھ بیویان وارث ہیں تو اصل مسئلہ بارہ سے ہر سبب اجتماع ربع اور سدس اور تلتین کے
 تو زوج کا حصہ ربع ہر بیوی تین سہم اور والدین کے دو سہم لینے چار سہم اور چھ بیویوں کے وراثت لینے آٹھ سہم تو مسئلے نے عول کیا بارہ سے ہر سبب

تو تصحیح مسائل فرائض
 طحاوی و شریعی کے پچھلے
 وارثین میں ممانعت کی کچھ حاجت نہیں
 عول ہی ممانعت کی کچھ حاجت نہیں
 اصل مسئلے میں ضرب کرینگے چنانچہ والدین اور دینیان
 اور تین قاعدہ ممانعت کا وہ یہ کہ ایک ہی گروہ کے سهام میں کسر پڑتی ہو لیکن ایک سهام اور روٹس میں موافقت نہیں بلکہ ممانعت ہو تو یہاں تمام عدد روٹس
 کو اصل مسئلے میں ضرب کرینگے چنانچہ زوج اور جہ اور تین اجائی بیویان اور اگر عول ہو اور تو اصل مسئلے اور عول میں ضرب کرینگے چنانچہ زوج اور بیوی سگی
 یا سوتیلی بیویان اور باقی چار قاعدے جو مابین روٹس کے ہیں سو ایک مثال ہو اور دوسرا داخل اور تیسرا توافق اور چوتھا مابین سو نصف ان اصول سبب سے
 چار قاعدوں کو ذکر کر لیا اور استقامت کو لئے حذف کیا ہر اس واسطے کہ وہ ظاہر ہر وقت طالب نہیں اور یہ پچھلے چاروں قاعدے نہیں ہوتے مگر وہاں جن مسائل میں وہ گروہ
 درخت پر یا زیادہ پر کسر واقع ہو کہ فی الطحاوی والشرعی فخطاوا وذا انکسر سهام کل فرق علیہم ضربت عدد ہم فی اصل المسئلۃ و عول ما ان کانت
 حالتہ کاملۃ و اخیون المراتۃ الاربع یجبۃ المسئلۃ لا یستقیم ولا توافق فا ضرب اثنتین فی اربعۄ تصحیح من ثمانیۃ اور جبکہ سهام ہر منسبت کے وارثوں پر
 ہا دین تو لگے عدد روٹس کو اصل مسئلے میں ضرب کرے اور اگر مسئلہ عالمہ ہو تو اصل مسئلے اور اس کے عول میں ضرب کرے چنانچہ ایک عورت یعنی زوجہ اور دینیان وارث
 ہوں تو عورت کا حصہ ربع ہر باقی رہے تین وہ دینیانوں پر مستقیم نہیں اور یہاں دو وارثین میں توافق کی بھی نسبت نہیں تو دو کو لینے عدد روٹس کو چار میں سینے
 اصل مسئلے میں ضرب کرے تو مسئلہ آٹھ سے صحیح ہو گا مگر یہ مثال ہر مسئلہ غیر عالمہ کی اور مسئلہ عالمہ کی یوں مثال یہ کہ زوج اور بیوی سگی یا سوتیلی بیویان وارث ہیں اصل مسئلہ چھ ہر
 اسکا نصف لینے تین زوج کا حصہ ہر اور اسکی بیوی لینے چار بیویوں کا حصہ ہر تو مسئلے نے عول کی اسات کی طرف اور یہاں فقط بیویوں کے سهام اپنے مستقیم نہیں اور
 لگے سهام اور روٹس لینے چار اور بیوی میں ممانعت ہو تو لینے عدد روٹس لینے پانچ کو اصل مسئلے اور اس کے عول لینے سات میں ضرب کیا تو حاصل ہوئے سو حاصل
 سے مسئلہ صحیح ہو گیا اس طرح کہ زوج کے تین سہم تھے انکو ضرور لینے پانچ میں ضرب کیا پھر وہ ہوئے اور پانچ بیویوں کے چار سہم تھے انکو بھی پانچ میں ضرب کیا تو ہوئے
 تو ہر بیوی کے چار سہم ہوئے یہ تیسرا قاعدہ ہر منجملہ تین قاعدوں کے توافق سهام عدد ہم ضربت وفاق عدد ہم فی اصل المسئلۃ و عول ما
 کاملۃ و ہست اخوة عالم مکنتہ تو انقسم بالثلث فا ضرب اثنتین فی اربعۄ تصحیح من ثمانیۃ ایضاً اور اگر وارثوں کے سهام ہیں اور لگے عدد روٹس میں
 توافق ہر تو لگے عدد کو اصل مسئلے میں ضرب کرے اگر عالمہ ہو اور اگر عالمہ ہو تو اصل مسئلے اور اس کے عول میں ضرب کرے چنانچہ زوجہ اور چھ بیوی وارث ہوں
 تو بیویوں کے تین سہم تین تین بیویوں اور بیویوں کے عدد روٹس لینے چھ میں توافق ہو تو دو کو چار میں ضرب کرے تو مسئلہ آٹھ سے صحیح ہو گا مگر یہ مثال غیر عالمہ
 کی نہ کہ ہر بیوی اور مسئلہ عالمہ کی یہ مثال یہ کہ زوج اور والدین اور چھ بیویان وارث ہیں تو اصل مسئلہ بارہ سے ہر سبب اجتماع ربع اور سدس اور تلتین کے
 تو زوج کا حصہ ربع ہر بیوی تین سہم اور والدین کے دو سہم لینے چار سہم اور چھ بیویوں کے وراثت لینے آٹھ سہم تو مسئلے نے عول کیا بارہ سے ہر سبب

اور بیٹوں کے سهام اپنے اپنے حصہ کے طور پر دس پر بیٹے چار پر بیٹوں لیکن عدد سهام اور عدد رُوس میں توافق باوصف ہو تو بیٹے ان کے رُوس کو نصف
 کی طرف پھیرا بیٹے تین کی طرف پھرتین کو اصل مسئلے اور ان کے عول میں بیٹے پندرہ میں ضرب کیا تو ۴۴ حاصل ہوئے تو اب سب سے تقسیم ہو گیا اس مسئلے کے رُوس کا حصہ کل
 میں سے تین میں سے تین کا تھا اسکو مضروب بیٹے تین میں ضرب کیا تو حاصل ہوئے تو نو سہم نہ وچ کے شہر سے اور والدین کا حصہ بیٹوں چار سہم کا تھا اسکو اسی مضروب میں
 تین میں ضرب کیا بارہ حاصل ہوئے تو ہر ایک کے چار سہم ہوئے اور بیٹوں کا حصہ آٹھ سہم کا تھا اسکو تین میں ضرب کیا ۴۴ حاصل ہوئے تو ہر ایک کا چار سہم کا ہوا اور اصل
 ثلثہ سهام اور رُوس کا حاصل مقام یہ ہوا کہ اگر سهام ماخوذہ از خنیج وارثوں پر تقسیم ہو گئے تو یہ پانچاں ہوا ہر وارث اگر تقسیم ہوئے تو ایک گروہ پر تنکسر ہوئے یا
 اکثر پر دوسری شق تو اصولی رابعہ میں مذکور ہوا اور اول شق میں ایک ہی گروہ پر تنکسر ہوئے و حال سے خالی نہیں کہ اس گروہ کے سهام میں دس کے عدد و رُوس
 میں موافقت ہو یا نہیں اگر موافقت ہو تو وہ دوسرا قاعدہ ہوا اور اگر موافقت نہ ہو بلکہ مباہنت ہو تو وہ تیسرا قاعدہ ہوا کہ ان فی الشریعی فاذا انکسر سهام من تقسیم
 او اکثر عدد رُوس سہم تھا ثلثہ ضربت باحد الا عددی اصل مسئلہ عولہا اور جبکہ دس و تین یا زیادہ کے سهام تنکسر ہوئے تین اور وارثوں کے
 رُوس متماثل اور برابر ہوں تو اعداد متماثلہ سے ایک عدد کو ضرب کر اصل مسئلے میں دس کے عول میں بیٹے اگر عول ہو تو اصل مسئلے میں ضرب کر اور اگر مسئلہ عالمہ ہو تو اصل
 مسئلے میں ان کے عول کے ساتھ ضرب کر ہم یہاں سے اول چار قاعدوں کا ذکر شروع ہوا جو مابین دس کے رُوس طلبا و سنی کہا کہ سراجیہ وارث کے شروع میں عول مذکور نہیں بلکہ
 فریق کے انکسار پر تو اس سے زیادہ انکسار کی یہ مثال ہو کہ زوہبہ اور تین کی بیٹیوں اور تین بیٹیوں دارث ہوں کثلاث بنات و ثلثہ اعمام فکفی باحد
 التماثلین فا ضرب ثلثہ فی اصل المسئلہ مکن ثلثہ منہا تسع پانچہ اگر تین بیٹیوں اور تین بیٹیوں دارث ہوں تو احد التماثلین پر اگر تھا کر سو تین
 کو اصل مسئلے میں ضرب کر تو حاصل ہوئے انھیں سے مسئلہ صحیح ہو گا ہم اصل مسئلے میں سے ہر سبب جملہ ثلثین و ثلث کے اور تین کے ثلثین یعنی دس بیٹیوں پر تقسیم نہیں ہوا
 اسکا ثلثہ یعنی ایک یا اعمام پر تقسیم نہیں اور رُوس ورثہ متماثل ہوں کیونکہ بنات بھی تین ہیں اور اعمام بھی تین ہیں تو احد التماثلین کو اصل مسئلے میں بیٹے تین کو تین میں
 ضرب کیا تو حاصل ہوئے اب قسمت صحیح ہو گئی بنات کا حصہ دو تھا اسکو تین میں ضرب کیا چھ حاصل ہوئے تو بیٹیوں بیٹیوں کو دو دو پہونچے اور اعمام کا حصہ
 ایک تھا اسکو تین میں ضرب کیا تین حاصل ہوئے ایک ایک ہر چاکو پہونچا بلا انکسار وان انکسر علی ثلثہ فرق او اربع فاطلب التماثلین او اربع السہام
 و الا عدہ او ثلثہ تین الا اعداد و الا اعداد ثم انفصل کما فعلت فی المداخلۃ و المداخلۃ و المداخلۃ و المداخلۃ فاما حاصل سبب سے
 حصہ ہر سبب فاضرب فی اصل المسئلۃ اثباتا یہ بقولہ وان دخل بعض الاعداد فی بعض کا ربع زوجات و ثلث حداث و ثلثہ عشر
 عا ضربت اکثر الاعداد و لہ اعلانی اصل المسئلۃ و ہوا اثنا عشر مکن ثلثہ و اربعہ و اربعین منہا تسع اور اگر سهام منکسر ہوں وارثوں کے تین
 باچار گروہ ہوں ہر تو مشارکت یعنی نسبت کو طلب کر بیٹے مابین سهام اور اعداد رُوس کے پھر نسبت تلاش کر مابین اعداد اور اعداد کے پھر وہ عمل کر جو تین
 کیا ہر دو تین فریق کے اندر مداخلت اور مخالفت اور موافقت اور مباہنت میں سو جو عدد کو حاصل ہو اسکا نام جز سہم ہو اور اسکو مضروب بھی سکتے ہیں کذا
 فی الطحاوی سو اسکو مضروب کر اصل مسئلے میں مصنف نے اس مذکور کی طرف اشارہ کیا جو اپنے اس قول میں اور اگر بعض اعداد بعض میں داخل ہو جائیں چنانچہ چار
 زوجہ اور تین دادیان اور بارہ چچا تو اکثر اعداد کو سبب اس کے داخل کے اصل میں ضرب کر اور وہ بیٹے اصل مسئلہ بارہ ہر تو اس ضرب سے ۴۴ حاصل ہوئے انھیں
 سے مسئلہ صحیح ہو گا ہم اصل مسئلہ ہر بار سے تین و او یوں کا حصہ سبب سے ہر بیٹے دو سو پانچہ تقسیم نہیں اور ان کے سهام اور رُوس میں مباہنت ہو تو
 ان کے تمام رُوس کو بیٹے تین کو بیٹے تین اور چار زوجہ کا حصہ رابع ہو بیٹے تین سو اس میں بھی استقامت نہیں اور ان کے سهام اور رُوس میں بھی مباہنت ہو تو
 ان کے ہی تمام عدد رُوس کو لیا اور باقی بیٹے سات چچوں کا حصہ ہر دو بارہ پر تقسیم نہیں بلکہ دونوں میں تین ہر تو ان کے ہی اعداد و رُوس کو بالکل لیا
 پھر اس ماخوذہ کے اعداد میں نسبت طلب کی تو تین اور چار کو بارہ میں داخل پایا اور یہی بارہ اعداد و رُوس میں انکسر ہر تو اسی بارہ

کو اصل مسئلہ میں کہ وہ بھی بارہ سو ضرب کیا ۳۴ حاصل ہوئے اب تقسیم بلا کسر صحیح ہو گئی یہ جو شمار ہے کہ اکثرین چار فرق میں دو فرق کے مانند کل کو دو فرق میں ہی فقط
مانگت مذکور ہے اور توافق اور تباہی جو سابق میں مذکور ہو چکے سو ان کا موثر تو فرق واحد کا انکسار ہے نہ فریقین کا کڈنے الطحاوی وان وافق بعضہما
بعضہما کا ربع زوجات و خمس عشرة حدۃ و ثمان عشرة بنتا و سبعة اعمام ضربت و فوق احد ہائے احد الاعداد سے جمع
الاخر والخارج فی وفق الثالث ان وافق و الا فی جمیعہ ثم الرابع کذا لک ثم الجمع و محسبہ السهم و ہونے مسئلہ ثانیہ و ثانیہ
سہ اصل المسئلۃ و ہونے اربعۃ و عشرون حصیل اربعۃ الاف و ثلثمائۃ و عشرون سناصح اور اگر بعض اعداد و روس کو بعض اعداد سے توافق کی نسبت ہو چکا
چار زوجہ اور پندرہ وادیان اور چار ہزار بیٹیاں اور چھ چار تو احد الاعداد کے وفق کو دوسرے اعداد کے تمام میں تو ضرب کر کے اور جو ضرب کر کے حاصل اور خارج ہو اسکو
تیسرے اعداد کے وفق میں ضرب کر کے اگر تیسرے میں توافق ہو اور اگر توافق نہ ہو بلکہ تباہی ہو تو اس کے تمام میں ضرب کر کے پھر چھ میں ایسی طرح ضرب کر کے لینے اگر توافق
ہو تو اس کے وفق میں والا کل میں ضرب کر کے پھر جمع کو جو جمع ہو چکا وہ ہمارے اس مسئلہ میں ۱۰۰ اصل مسئلہ میں جو بیان ۲۴ سو ضرب کر کے تو ۲۴۰۰ ہوئے
ان اعداد سے تقسیم بلا کسر صحیح ہو گئی ۴۴ اصل مسئلہ ۲۴ سو چار زوجہ کا ثمن ہر بیٹے میں وہ پندرہ سو تقسیم نہیں اور عدد سهام اور عدد روس میں تباہی ہو تو تمام عدد روس
میں تباہی ہو تو تمام عدد روس کو بیٹے یا در کھا اور اٹھارہ بیٹیوں کی دو تباہیاں ہیں یعنی سو طرہ اور وہ پندرہ سو تقسیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں توافق
بالنصف ہو تو نصف عدد روس کو یا بیٹے نو کو اور پندرہ وادیوں کا حصہ سدس ہر بیٹے چار وہ پندرہ سو تقسیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو اس کے تمام
عدد روس کو یا در کھا اور چھ بیٹوں کا حصہ باقی ہر بیٹے ایک وہ پندرہ سو تقسیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو اس کے تمام عدد روس کو یا در کھا تو ہر کو
ہوئے عدد روس محفوظ سے چار اور چھ اور نو اور پندرہ پھر بیٹے اعداد میں توافق کو طلب کیا تو چار اور چھ میں موافقت بالنصف پائی سو ان دونوں میں ایک ایک نصف
کی طرف پھرا اور اسکو دوسرے میں ضرب کیا تو بارہ حاصل ہوئے اور بارہ اور نو میں توافق بالثلث ہو تو ایک کے ثلث کو دوسرے کے تمام میں ضرب کیا ۳۴ حاصل ہوئے
اور ۳۰ بیٹے ہائے ثانی اور پندرہ میں بھی موافقت بالثلث ہو تو پندرہ کی تمامی بیٹے پانچ کو ۳۰ میں ضرب کیا ۱۰۰ حاصل ہوئے پھر اس بیٹے ثلث کو اصل مسئلہ میں بیٹے ۲۴
ضرب کیا تو ۳۴ حاصل ہوئے ان کے صحیح ہو گیا اس واسطے کہ زوجات کا حصہ اصل مسئلہ میں تین تھا اسکو ضرب میں بیٹے ۱۰۰ میں ضرب کیا ۱۰۰ حاصل ہوئے تو ہر کو
۱۳۵ پونچھ اور اٹھارہ بیٹیوں کا حصہ سو طرہ تھا اسکو ضرب میں مذکور میں ضرب کیا ۲۸۸ حاصل ہوئے تو ہر کوئی کا حصہ ۱۰۰ اسکو کا ۱۰۰ اور پندرہ وادیوں کا حصہ چار
تھا اسکو بھی ضرب میں مذکور میں ضرب کیا ۱۰۰ حاصل ہوئے تو ہر ایک کو ۴۰۰ سم ہے اور چھ بیٹوں کا حصہ ایک تھا اسکو بھی ضرب میں مذکور میں ضرب کیا ۱۰۰ حاصل ہوئے
ہر چار کو ۲۰۰ سم ہے کڈانے اشراف وان تباہیت اعداد و روس من اکثر علیہم سهام کا مراۃ میں ست حیات و عشریات و سبعة اعمام ضربت
احد ہائے احد الاعداد و فی جمیع الثانی والی حاصل فی جمیع الرابع حصیل جزر السهم و ہونے ثانیہ و عشرۃ لتوافق روس البیات
والحدۃ اسما سم بالنصف فاضرب ہائے اصل المسئلۃ و ہونے اربعۃ و عشرون حصیل خمسۃ الاف واربعون و سنا تقسیم اور اگر احد اور روس میں تباہی ہو ان کے
جن پر ان کے سهام سنگسہ بن پنا چھ و زوجہ وادیان و بیٹیاں اور سات چار تو ضرب کر کے تو احد الاعداد کو تمام ثانی میں اور حاصل کو ضرب کر کے جمع ثالث میں اور اس کے
حاصل کو جمع اعداد و ربع میں حاصل ہو گا جزر سم بیٹے ضرب اور وہ بیان ۲۴ ہر بیٹے توافق بالنصف ہونے روس بنات اور حیات کے ان کے سهام سے تو ان کو ضرب
کو اصل مسئلہ میں اور وہ بیان ۲۴ ہی حاصل ہو گئے پانچزار اور ۱۰۰ اور ان میں سے مسئلہ تقسیم ہو گا سم اصل مسئلہ ۱۰۰ سم ہے ہر دو زوجہ کا حصہ ثمن ہر بیٹے میں وہ پندرہ سو تقسیم نہیں
اور ان کے روس و سهام میں تباہی ہو تو بیٹے ان کے عدد روس کو بیٹے دو کو یا در کھا اور چھ وادیوں کا حصہ سدس ہر بیٹے چار وہ پندرہ سو تقسیم نہیں اور ان کے عدد روس کو
عدد سهام میں موافقت بالنصف ہو تو بیٹے ان کے عدد روس کے نصف کو بیٹے تین کو یا در کھا اور دس بیٹیوں کا حصہ دو ثلث ہر بیٹے سو طرہ وہ پندرہ سو تقسیم نہیں اور
ان کے روس اور سهام میں موافقت بالنصف ہو تو بیٹے ان کے نصف عدد روس کو بیٹے پانچ کو یا در کھا اور سات چھ بیٹوں کا حصہ باقی ہر بیٹے ایک وہ پندرہ سو تقسیم

عدوین متفقین کو ساتھ ہی تیسہ اعدو اختلافی نہیں کرتا چنانچہ نو دس کے ساتھ ہم بیٹے نو اور دس کو ساتھ ہی کوئی اور عدو سو ایک کے نہیں ملتا اور داخل الاصل
عدوین ہر اور جو کہ متاثر اور داخل کی معرفت میں پوشیدگی نہ تھی بلکہ توافق اور تباہی کی معرفت میں البتہ پوشیدگی تھی لہذا نصف اسکی توشیح قول آئندہ سے شروع کیا
واذا اردت معرفة التوافق والتباہین بین العددين المتكفلين اسقط الاقل من الاكثر من النجدين مراحمی اذا اتفقا في درجة واحدة
اور جبکہ توار اوہ کرے مابین عدوین متفقین کے توافق اور تباہی کی شناخت کا تو اقل کو اکثر سے چند بار ساتھ اور کم کر بیان تک کہ دونوں عدو ایک درجہ میں متفق
ہو جائیں ہم شاید کہ دس سے سات کو گرایا باقی رہے تین اور جبکہ تین کو دو بار سات سے گرایا باقی رہا ایک اور جبکہ ایک کو دو بار تین سے گرایا تو بھی ایک ہی باقی رہا تو دس
سات سے ایک استقامت اقل کے جانبین سے چند بار متفق ہو گئے واحد میں بیٹے ایک ہی باقی رہا دو دونوں میں استقامت کے درجات میں فاقی افتقانی واحد تباہی
ولاد فاقی سو اگر بعد استقامت نہ کرے دو دونوں عدو متفق ہو جائیں واحد میں تو وہ دونوں عدو تباہی ہوا دران دونوں میں فاقی افتقانی تباہی
فی النصف اور اگر عدوین متفقین باہم توافق کریں دو دن تو وہ دونوں عدو متوافقین بالنصف تباہی مثلاً اگر اٹھارہ سے آٹھ کو دو بار ساتھ کیجیے تو وہ باقی رہے
اور جبکہ دو کو تین بار آٹھ سے گھٹتے تو وہی باقی رہے بیٹے تو وہ دونوں عدو بیٹے اٹھارہ اور آٹھ متوافقین بالنصف تباہی کذا فی الشرعی مطلقاً وی نے کہا توافق بالنصف
یا توافق بالثلاث و نظائر ہا کہ طلب یہ جو کہ تین اضعاف یا ثلث یا ربع کا اور دونوں عدو کو فنا کر دیا ہوا و ثلثہ فی الثلث کہذا الی العشرۃ و تسعۃ المسمورۃ
یا عدوین میں باہم متفق ہیں تو وہ متوافقین بالثلاث ہیں اسی طرح دس تک اور انکو سو نقطہ کہتے ہیں ہم بیٹے اگر عدوین توافق کریں چنانچہ چار اور دس
تو وہ متوافقین بالنصف ہیں اور اگر تین میں توافق کریں چنانچہ نو اور بارہ ہیں تو وہ متوافقین بالثلاث ہیں اور اگر چار میں توافق کریں چنانچہ آٹھ اور بارہ
تو متوافقین بالربع ہیں اور پانچ کے توافق میں متوافقین بالنسب ہیں چنانچہ دس اور پندرہ اور چھ میں بالنسب چنانچہ بارہ اور اٹھارہ اور سات
میں بالنسب چنانچہ پندرہ اور اکیس اور آٹھ میں بالنسب چنانچہ سولہ اور چوبیس اور نو میں بالنسب چنانچہ اٹھارہ اور ساٹھ اور دس کے اتفاق میں متوافقین
بالعشر ہیں چنانچہ ۲۰ اور ۳۰ اور انکو سو نقطہ کہتے ہیں بیٹے تعبیر کسر کی بدون اعانت کرنے کے اسکے مخرج کی طرف مکن ہر چنانچہ یوں کہنا کہ نصف ثلث و ثلث ربع الی آخر
اکسور الثلثہ مضاف کسر اسم کے کہ اس سے تعبیر کرنا بدون اعانت اسکے مخرج کے مکن نہیں چنانچہ یوں کہنا جز من احد عشر یعنی گیارہ کا ایک جز انکو اسم بیٹے گویا
کہا باعتبار ہر جز کے اسولہ کہ کسر کا بولنا مسموع نہیں کذا فی الطحاوی او احد عشر فیجز من احد عشر و کہذا ہے الاسم یا عدوین نے توافق کیا گیارہ
میں تو وہ دونوں عدو گیارہ کے ایک جز میں متوافق ہیں اور اسی طرح بارہ یا تیرہ کا ایک جز اور کسر سے باہم ہر چنانچہ ۱۲ اور ۳۴ کو نقطہ گیارہ فنا کرنا ہر اور
گیارہ گیارہ جز کا مخرج ہر دو دونوں عدو گیارہ جز میں متوافق ہیں اور اسی طرح توافق ہونا بارہ جز میں چنانچہ ۲۴ اور ۳۶ میں اور تیرہ جز میں چنانچہ
۲۷ اور ۳۹ میں اور اسی طرح ادنیٰ وین جز میں توافق چنانچہ ۳۰ اور ۵۵ میں کذا فی الطحاوی مختصراً خلاصہ مقام یہ ہو کہ واحد کے سوا جو دو عدو ہوں
اگر دونوں برابر ہیں تو عدوین متماثلین ہیں والا اگر اقل اکثر کو فنا کرے تو وہ متماثلین ہیں والا اگر دونوں کو تیسرا عدو فنا کرے تو وہ متوافقین ہیں اور جس کسر کا
عدو ثالث مخرج ہو وہی کسراتن دونوں عدو کا وفاق ہو اور اگر عدو ثالث انکو فنا نہ کرے تو وہ تباہین ہیں اور متاثر تو ظاہر ہو اور باقی بیٹے داخل اور توافق
اور تباہی ہر چاہے جاتے ہیں عدد اکثر کی قیمت کرنے سے اقل پر تو اگر قیمت سے کچھ باقی نہ رہے تو وہ متماثلین ہیں اور اگر باقی رہے تو مقسوم علیہ باقی
پر قیمت کیا جائے اسی طرح چند بار کیا جائے یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہے تو وہ عدوین متوافقین ہیں اور پھر مقسوم علیہ وہی دونوں کا فنا کرنے والا
ہو یا باقی رہے ایک تو وہ تباہین ہیں کذا فی خلاصۃ الحساب و اذا اردت معرفة نصیب کل فریق کالبنات والمجرات والاعمام عیسہ
من التبعیج الذی استقام علی کل فاضرب ما کان لکل فریق من اصل المسئلۃ فیما اسی فی جز اسم الذی ضربتہ فی اصل المسئلۃ
مخرج نصیبہ اسے ذلک الفرق اور جبکہ توار اوہ کرے معرفت ہر فریق کے نصیب کی چنانچہ بنات اور مجرات اور اعمام وغیرہم کاس نصیب سے جو

سے جو نقطہ آٹھ
باتی چنانچہ
چھ کسے گویا

مولوی میرزا اسلام -
 تفسیر سورہ فاتحہ - تفسیر اقسام اسلام از
 مولانا ابوالکرام الہی -
 تفسیر سورہ بقرہ - تفسیر سورہ آل عمران
 الیہما - چارہ حصہ -
 تفسیر سورہ مائدہ - با ترجمہ اردو -
 تفسیر فارسی
 تفسیر حبیبی - از علامہ حسین واعظ - بتعارف
 مستند اول پوری تفسیر خوشخط -
 تفسیر بحر مواج - ہفت پارہ از علامہ قاضی
 دولت آبادی تفسیر طریقہ تعلیم تفسیر اول منزل -
 تفسیر اسرار الفاتحہ - مستند علامہ مبین ہجری
 در تصوف -
 میزان الفرقان - در اصول تفسیر از ملا
 محمد عثمان قیس -
 ایضاً بحر علی
 عوالم البیان - حوض مین مولفہ حضرت
 شاہ رکن الدین روز بہان شیرازی سلطان
 الاولیاء اور تفسیر کی حاشیہ پر مولفہ خاتم الاولیاء
 محی الدین عربی و دولون تصوف مین بہت
 معروف و مشہور ہیں بخط نسخ کامل و درجہ مین
 (جلد اول) اولین پندرہ پارہ -
 (جلد دوم) آخرین پندرہ پارہ -
 تفسیر سبک لفظ غنی - مسنی بہ سوانح الاولیاء
 علم کے سرکاتاج لکھیے جو کتاب خزانہ اکبری شہشاہ
 اکبر مین گوہر نایاب مخفی تھی اسنے خزانہ کی منت
 کیجیے عجیب صنعت ہر بالکل سبب لفظ اسپر عجیب

بلاشبہ اس کتاب پر قیاد و شہرہ شہرہ ہوا کی
 اصطلاح یہ ہے - فرعون قمارون کا نام تھا
 - وراثت کا ترجمہ سبب لفظ شہشاہ ہنسند کا
 غرور کرنا واقعی ہوا شاہ و فریبی مصنفہ کا لفظ
 شہیاد و شہساز یا یا جیسا کہ کتابت سلیم کی
 تمام کوششیں - نہایت غلبہ و غلبہ کا لفظ
 جواب پر رقم خوشنویس سے لکھا بہت عمدہ و چارہ
 فتح الہیہ - مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث
 دہلوی مطبوعہ دہلی -
 تفسیر جلالین مع کمالین - بہ تفسیر جدید
 مطبوعہ دہلی -
 تفسیر سراج المنیر - جازعہ مین مشہور تالیف
 شیخ محمد بن احمد شریعی خلیفہ دمشق جامع تفسیر
 بیضاوی و کشافہ و معالم و تفسیر کبیر و فریضہ
 تحقیق و قرارت - بہ دہ مشہور نقل از چارہ حصہ
 بتیان فی اعراب القرآن - مولفہ شیخ
 عبدالحسین حمید مکی محدث مفسر نحوی
 متوفی سنہ ۱۰۸۰ مین کی کوئی کتاب مبین مین
 طبع نہوئی - غلط فہمی سے خلاصہ الکشاف نام
 درج ہو گیا ہے - سابقہ مین رسالہ فتح الجیر مولانا
 ولی اللہ دہلوی کا لکھا ہوا ہے -
 تفسیر جلالین فی شرح الجلالین تفسیر
 جلالین پارہ دوم پر شرح مولانا تراز علی مرحوم
 در التلکیم - خواص و تاثیرات آیات و سورہات
 قرآنی مولفہ قاضی ابوالحسن علی مصری -
 توریث - بزبان عربی - ترجمہ بطور اصل کے
 اسکا نیچے فارسی ترجمہ موجود تھا - اور اردو

ترجمہ بصرف از علیہ سلیح ہوا کی طرف سے مولفہ
 اخلاق و تصوف
 جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی -
 تفسیر سبک لفظ - از سید محمد الدین
 باسبب دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش -
 اوقات غزنی - از سید نظام حیدر خانی -
 ترجمہ عوارف المعارف - کامل و درجہ مین
 ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
 غزنیہ دانش - ہوشمند کی تعلیم از مولوی
 محمد کریم بخش -
 بہتان تندیب - جامع اخلاق و ادب مرتبہ
 نواب حاجی محمد عمر خان بہادر فرید زنگ
 مطبوعہ نظامی -
 فراق العارفین - ترجمہ ایضاً علامہ الدین عربی
 بہ چارہ جلد کامل -
 پیران یونانی - ترجمہ مولانا دہم مع نواز تصوف -
 بحر الحقیقت - اصلاط تفسیر مین -
 انبیات - اخلاق و معرفت مین مصنفہ
 بخشی کامتا پر سادہ -
 اکسیر ہدایت - ترجمہ اردو کیسے سے مساوت
 جامع شریعت و حقیقت ترجمہ مولوی غفر الدین احمد
 کیسے سے حکمت - حصہ اول - بیان شرف
 علم و ادب -
 نبات المؤمنین - فکر کر امانت حضرت شاہ بخارا
 مطبوعہ ملحق پشاور -

192

1000

1711

